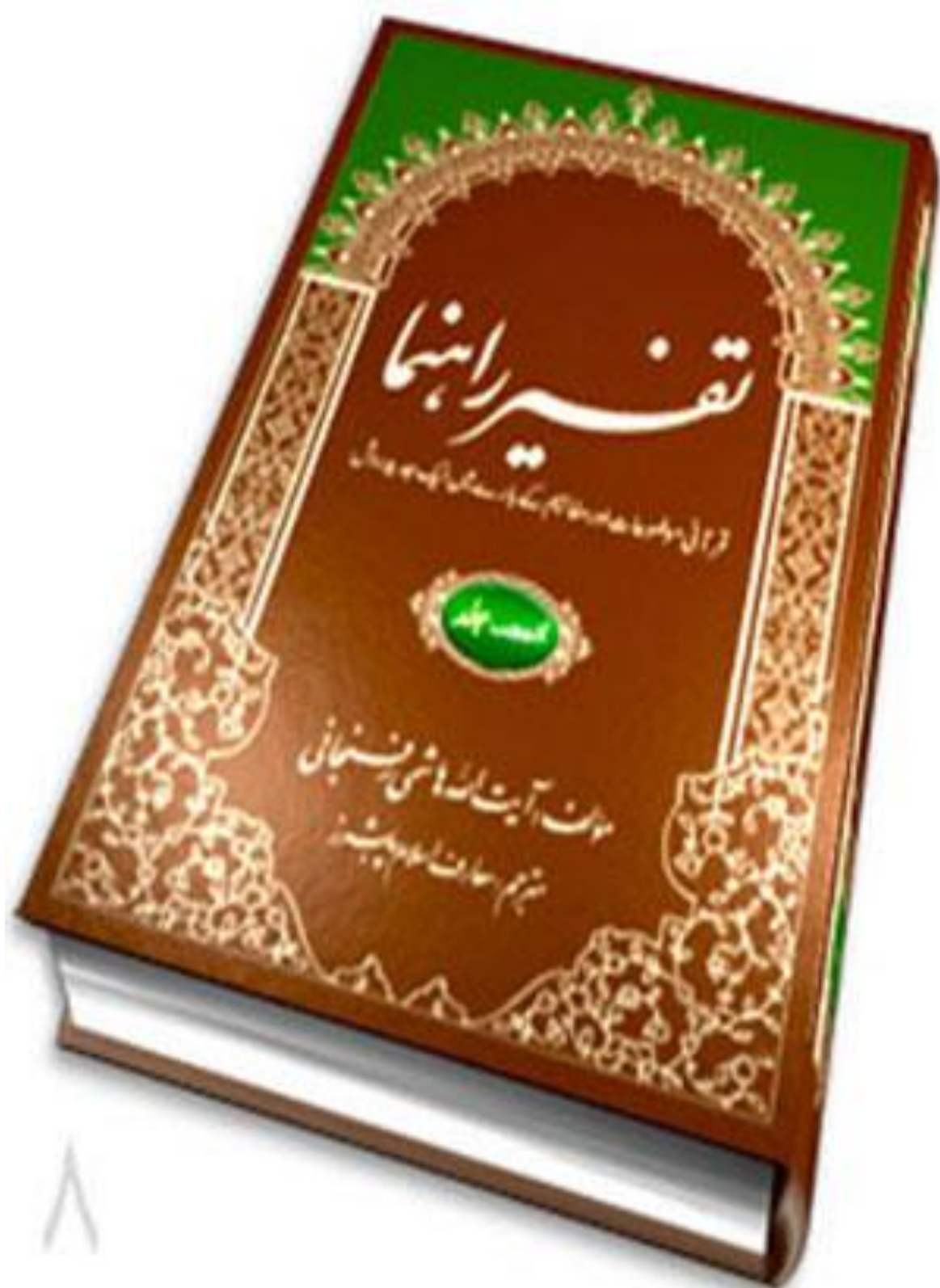




یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسینین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

## تفسیر راہنما (جلد ہشتم)

قرآنی موضوعات اور مفہیم کے بارے میں ایک جدید روش

مؤلف: آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی اور

مرکز فرهنگ و معارف قرآن کے محققین کی ایک جماعت

## آیت ۱

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿الرَّكِتَابُ أَحْكَمْتُ آيَاتُهُ ثُمَّ فَصَّلْتُ مِنْ لَدُنِّ حَكِيمٍ حَبِيرٍ﴾

الـیہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم بنائی گئی ہیں اور ایک صاحب علم و حکمت کی طرف سے تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں (۱)

۱۔ قرآن، ایک ایسی با عظمت کتاب ہے۔ جسکی آیات کی صورت میں تقسیم بندی کی گئی ہے۔ کتبُ احکمت آیاتہ "کتاب" بتداء محذوف (ذکر) کے لیے خبر ہے اور لفظ (کتاب) کو نکرہ اس لیے لایا گیا ہے تاکہ اسکی عظمت بیان کی جائے، اصل میں عبارت اس طرح ہے۔ "ذلك الكتاب" وہ کتاب جو عظیم الشان ہے۔

۲۔ تمام قرآنی آیات اور اسکی تعلیمات متقن اور ہر قسم کے خلل و بطلان سے منزہ ہیں۔ کتب احکمت آیاتہ لفظ احکام (حکمت) کا مصدر ہے جو "اتقان" کے معنی میں ہے۔ "احکمت آیاتہ" کا معنی یوں ہوگا، کہ قرآن کی آیات کو اس طرح مہارت اور مضبوطی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے کہ اسمیں کسی قسم کے خلل و نقص کی گنجائش نہیں ہے۔

۳۔ تمام قرآنی آیات کو ایسے مرتب کیا گیا ہے کہ وہ واضح و روشن ہیں اور ان میں کسی قسم کا ابہام و اجمال نہیں ہے۔

کتب احکمت آیاتہ ثم فضیلت

لفظ تفصیل فصلت کا مصدر ہے۔ جو واضح و روشن کے معنی میں ہے۔ لہذا "فصلت" سے مراد یہ ہے کہ آیات قرآن واضح و روشن ہیں اور اپنا مقصود پہنچانے میں مجمل اور گجھلک نہیں ہیں۔

۳۔ مطالب کا واضح و روشن ہونا ہر کتاب کی دو مناسب خصوصیات ہیں۔ لفظ و معنی میں پائیداری۔

کتب احکمت آیاتہ ثم فصلت

۵۔ قرآن مجید کی نظر میں ایک کتاب کے مطالب کا روشن و واضح ہونا، خاص اہمیت کا حامل ہے۔

کتب احکمت آیاتہ ثم فصلت



ظاہر آیت کریمہ میں جو لفظ (ثم) ذکر ہوا ہے۔ ترتیب اور رتبہ متاخر ہونے کے معنی میں ہے تاخر زمانی کے معنی میں نہیں ہے۔ تب (ثم فصلت) کا معنی یہ ہوگا آیات قرآنی جو اپنے مطالب و معانی میں روشن و واضح ہیں وہ اپنے معانی میں استحکام و پائیداری کے سبب سے خاص خصوصیت رکھتے ہیں۔

۶۔ پیغمبر اسلام ﷺ پر قرآن مجید نازل ہونے کے بعد اسکی کتابت کا کام۔ کتب احکمت آیاتہ

قرآن مجید کو کتاب (یعنی مکتوب) یا تو اسوجہ سے کہا گیا ہے کہ آیات کے نازل ہونے کے بعد انہیں لکھا گیا ہے یا اس کے بارے میں خداوند عالم کی جانب سے تاکید کی گئی ہے کہ اسکو لکھا جائے۔ بہر حال دونوں دو صورتوں میں مذکورہ مفہوم کا استفادہ ہوتا ہے۔

۷۔ قرآن کریم، خداوند متعال کی طرف سے کتاب ہے کتب... من لدن حکیم خبیر

"من لدن..." ممکن ہے، لفظ "فصلت" اور "احکمت" کے لینے اور "کتاب" کے لینے بھی قید ہو اس بناء پر آیت کریمہ یہ دلالت کر رہی ہے۔ کہ قرآن مجید خداوند حکیم اور خبیر کی طرف سے اور اس کی آیات کا مستحکم اور واضح ہونا بھی اسی کی طرف سے ہے۔

۸۔ خداوند متعال حکیم ایسا منتظم اعلیٰ جو کاموں کو مستحکم طریقے سے انجام دیتا ہے (اور خبیر) (جاننے والا) ہے۔ من لدن حکیم خبیر

۹۔ قرآن کا مستحکم اور اسکی آیات کا واضح ہونا، خداوند متعال کے حکیم اور خبیر ہونے کا ایک جلوہ ہے۔ کتب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر

۱۰۔ خود قرآنی آیات، اس بات پر مستحکم اور روشن دلیل ہیں کہ قرآن کتاب الہی اور اس کے حقائق پر صحیح ہیں۔ کتب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر

لفظ آیات کا لغوی معنی "علامات اور نشانیاں" ہیں۔ قرآنی جملات کو آیات کا نام دینا یہ صفت لانا کہ یہ خدائے حکیم و دانا کی طرف سے ہیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آیات قرآنی، الہی حکیمانہ اور عالمانہ ہیں۔ لہذا مذکورہ آیت کا اس طرح معنی کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید خدائے حکیم و خبیر کی طرف سے ہے اور اسکی ایک ایک آیت اس مدعی پر دلیل ہے۔ اور یہ دلالت مستحکم بھی ہے اور روشن بھی ہے۔

۱۱۔ "عن سفیان بن سعید الثوری قال: قلت لجعفر بن محمد (ع) ... یا بن رسول الله

معنی قول اللہ عزوجل "الر... قال: ... الر فمعناه أنا الله الرؤوف<sup>(۱)</sup>۔

سفیان بن سعید ثوری نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی: یا بن رسول اللہ! خداوند عزوجل کے قول "الر... الر..." کا کیا معنی ہے۔ فرمایا... الر... کا معنی أنا اللہ الرؤوف، میں اللہ رؤوف و مہربان ہوں (یعنی الف سے انا اور لام سے اللہ اور راء سے رؤوف مراد ہے)۔

۱۲۔ "عن ابی جعفر علیہ السلام قال: إن حیی بن أخطب و أخاه أبا یاسر بن أخطب و نفرأ من اليهود من أهل نجران أتوا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم : فقالوا له : أليس فيما تذكر فيما أنزل اليك "الم" ؟ قال: بلى ... ثم قال (حيي) لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم : هل مع هذا غيره ؟ قال: نعم قال: هات قال: "الر" قال: ... الألف واحد واللام ثلاثون و الراء مأتان ... فقال أبو جعفر (ع) : ان هذه الايات أنزلت منهنّ آیات محكمات هنّ ام الكتاب و اخر متشابهات و هي تجري في وجوه اخر على غير ما تأول به حيي و ابو یاسر و اصحابه<sup>(۲)</sup> امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ حی بن اخطب اور اس کے بھائی ابویاسر اور نجران کے چند یہودی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی جو آپ نزول آیات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا ان میں "الم" نہیں ہے۔ پھر حی نے کہا: کیا الم کے علاوہ اور بھی کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں تو اس نے کہا کہ بیان کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الر"۔ الف (ایک) لام (تیس) را (دوسو) ... امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: آیات قرآنی میں کچھ آیات محکمات ہیں جو قرآن کی اساس ہیں۔ اور کچھ متشابہات ہیں جن کی تاویل ہو سکتی ہے۔ لیکن اس تاویل کے علاوہ جو حی و ابویاسر اور ان کے دوستوں نے کی ہے۔

اسماء اور صفات: حکیم ۸، ۹؛ خیر ۸، ۹

حروف مقطعه: حروف مقطعه سے مراد ۱۱، اور ۱۲ ہیں

خداوند متعال: خداوند متعال کی حکمت کی نشانیاں ۹، خداوند متعال کے خیر ہونے کی علامتیں ۹

روایت: ۱۱، ۱۲

قرآن کریم: آیات قرآنی آیات کا نقص و عیب سے پاک ہونا ۲؛ آیات کا مستحکم ہونا ۹، ۲؛ عظمت قرآن کریم ۱؛

(۱) معانی الاخبار ص ۲۲، ح ۱؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۲۹۰ ح ۲۔

(۲) تفسیر قمی ج ۱ ص ۲۲۳؛ بحار الانوار ج ۸۹ ص ۳۷۵ ح ۲۔

قرآن اور دلائل وحی ۲؛ قرآنی آیات کی خصوصیات ۳، ۲؛ قرآن کریم کا مکتوب ہونا ۶؛ قرآن کی خصوصیات ۷، ۱؛ قرآن کریم کی حقانیت کے دلائل ۱۰؛ قرآن کریم میں محکمات کا ہونا ۱۲؛ قرآن کریم میں تشابہات کا ہونا ۱۲؛ قرآنی آیات ۱؛ قرآنی آیات کی حقانیت ۲؛ آیات کا واضح اور روشن ہونا ۹، ۳؛ قرآنی آیات کے اثرات ۱۰؛ قرآنی تعلیمات کی حقانیت ۲؛ نزول قرآن کریم ۶؛ قرآن کریم کا جملات میں

کتاب: کتاب الہی کا مستحکم ہونا ۳، ۵؛ کتاب الہی کا واضح ہونا ۳، ۵؛ کتاب الہی کی خصوصیات ۳

آسمانی کتابیں: ۷

## آیت ۲

﴿أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ﴾

کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں اسی کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں (۲)

۱۔ خداوند عالم کی عبارت کرنا ضروری ہے اور غیر اللہ کی عبارت سے بچنا بھی ضروری ہے۔ لا تعبدوا الا اللہ

۲۔ توحید اور وحدہ لا شریک کی عبادت، قرآن کریم کی روشن و مستحکم اور بنیادی تعلیم ہے۔

کتب أحکمت آیاتہ ثم فصلت ... لا تعبدوا الا اللہ

"لا" کا لفظ "ان" تفسیریہ اور "لا" ناہیہ سے مرکب ہے اور جملہ (لا تعبدوا...) کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت کی تفسیر

ہے یعنی غیر خدا کی عبادت سے منع کرنا، قرآن کریم کی مستحکم اور واضح تعلیم ہے۔

تقسیم ہونا ۱؛ قرآنی آیات وحی الہی سے ۷،

۳۔ غیر خدا کی عبادت، برے انجام اور عذاب الہی کا سبب ہے۔ لا تعبدوا الا اللہ اننی لکم منہ نذیر

جملہ "لا تعبدوا الا اللہ" کے دو معنی ہیں۔ ۱۔ غیر خدا کی عبادت سے منع کرنا۔ ۲۔ خدا کی عبادت کو ضروری قرار دینا (انذار)

جو کہ برے انجام سے ڈرانے کے معنی میں ہے وہ پہلے معنی سے مربوط ہے اور بشارت جو کہ خوشخبری کے معنی میں ہے

وہ دوسرے معنی سے مربوط ہے۔ "لکم" میں جو لام ہے وہ تقویت کے لیے ہے اور "نذیر و بشیر" کے متعلق ہے۔

۳۔ خداوند وحدہ لا شریک کی عبادت کا انجام نیک اور

اچھا ہے۔ اننی لکم منہ ... بشیر

۵۔ مشرکین کو ان کے برے انجام سے ڈرانا، پیغمبر ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ الا تعبدوا الا الله اننی لکم منہ نذیر

۶۔ موحدین کو اچھے انجام کی خوشخبری دینا، پیغمبر ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ الا تعبدوا الا الله اننی لکم منہ ... بشیر

۷۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، خداوند متعال کی طرف سے پیغمبر ہیں۔

۸۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی رسالت، قرآن کا مستحکم، واضح اور بنیادی پیغام ہے۔

کتب احکمت آیاتہ ثم فصلت ... اننی لکم منہ نذیر و بشیر

جملہ "اننی لکم منہ" "لا تعبدوا ... کی طرح" کتاب احکمت کی تفسیر ہے، یعنی اس کتاب الہی کے پیغامات میں سے ایک پیغام، پیغمبر اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت ہے۔

انبیاء الہی ﷺ: ۷

بشارت: نیک انجام کی بشارت ۶

توحید: توحید کا مستحکم عبادت ہونا ۲؛ توحید عبادی ۲؛ توحید کا وضاحت سے ذکر ہونا ۲؛ عبادت میں توحید کا ہونا خوشخبری ہے  
۳؛ عبادت میں توحید کی اہمیت ۱، ۲:

شرک: عبادت میں شرک سے پرہیز ۱؛ عبادت میں شرک کا انجام ۳

عبادت: خدا کے نزدیک عبادت کی اہمیت ۱؛ غیر خدا کی عبادت کرنے والے کی عاقبت ۳

عاقبت: اچھے کاموں کی عاقبت ۳؛ بری عاقبت سے ڈرانا ۵؛ برے کاموں کی عاقبت ۳

قرآن: قرآن کی اہم ترین تعلیمات ۸، ۲

محمد ﷺ: حضرت محمد ﷺ اور مشرکین ۵؛ حضرت محمد ﷺ اور موحدین ۶؛ پیغمبر اکرم ﷺ کی نبوت کی اہمیت ۸

حضرت محمد ﷺ اور نبوت ۷؛ قرآن میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر ۸؛ حضرت محمد ﷺ کی ذمہ داریاں ۵، ۶؛

حضرت محمد ﷺ کی

نبوت کی وضاحت ۸؛ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشخبریاں ۶؛ حضرت محمد ﷺ کے مقامات ۸؛ رسالت مآب ﷺ کا ڈرانا ۵

مشرکین: مشرکین کو ڈرانا ۵

موحدین: موحدین کو خوشخبری دینا ۶

### آیت ۳

﴿وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ﴾

اور اپنے رب سے استغفار کرو پھر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ وہ تم کو مقررہ مدت میں بہترین فائدہ عطا کرے گا اور صاحب فضل کو اس کے فضل کا حق دے گا اور میں تمہارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب سے خوفزدہ ہوں (۳)

۱۔ خدا کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی توبہ اور استغفار کرنا ضروری ہے۔ و ان استغفروا ربکم  
۲۔ گناہوں (غیر خدا کی عبادت و...) سے توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے۔ یہ قرآن مجید کا مستحکم، روشن اور بنیادی پیغام ہے۔ و ان استغفروا ربکم

مذکورہ جملہ میں "ان" تفسیر یہ ہے لہذا "استغفروا ربکم" و لا تعبدوا... کی طرح "کتاب احکمت..." کی تفسیر ہے۔

۳۔ گناہوں کا معاف کرنا، خداوند عالم کی ربوبیت کا پرتو ہے۔ استغفروا ربکم...

۳۔ خداوند عالم کی طرف توجہ اور قرب الہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ استغفروا ربکم ثم توبوا...

مفسرین نے "توبوا الیہ" کو "استغفروا ربکم" پر عطف کیا ہے ظاہری طور پر اسی پر متفق ہیں اور اس کی چند توجہیں بیان کیں ہیں ان میں سے جو ہمارے نزدیک بہتر ہے وہ یہ

ہے کہ یہاں توبہ سے مراد خدا کی طرف رجوع اور اس کے راستے گامزن ہونا ہے۔ نہ یہ کہ گناہوں سے توبہ کرنا، خدا کی راہ پر گامزن کا معنی یہ ہے کہ اسکے اوامر کی اطاعت اور اسکے نواہی سے اجتناب کیا جائے۔

۵۔ خداوند عالم کی عبادت، شرک سے بیزاری، حضرت محمد مصطفیٰ کی رسالت کا اعتقاد اور گناہوں سے استغفار، یہ سب خدا کی طرف متوجہ ہونے اور تقرب الہی کے لیے پیش خیمہ ہیں۔ **الا تعبدوا الا الله ... و ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ** ظاہری اعتباری سے **"توبوا الیہ"** کا مذکورہ جملوں **"الا تعبدوا ..."**، **"انّی لکم منہ ..."** اور **"اناستغفروا"** پر عطف ہے۔

۶۔ خداوند عالم، انسانوں کو بہترین متاع زندگی عطا کرنے والا ہے۔ **لیمتعمکم متعاً حسناً** "تمتع" (مصدر تمتع) ہے۔ جو بہرہ مند کرنے کے معنی میں ہے اور متاع اس شے کو کہتے ہیں جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے جیسے (وسائل زندگی)۔

۷۔ وحدہ لا شریک ذات کی پرستش، حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان، شرک اور گناہوں سے استغفار اور خداوند عزوجل کی طرف توجہ کرنا، یہ سب خدا کی عنایت اور دنیا میں اچھی زندگی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ **الا تعبدوا الا الله ... و ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعمکم متعاً حسناً**

۸۔ انسان کو دنیا میں اچھی زندگی عطا کرنا، قرآن کریم اور ادیان الہی کے اہداف میں سے ہے۔ **الا تعبدوا الا الله ... و ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعمکم متعاً حسناً**

۹۔ دنیا میں انسان کی زندگی محدود اور مقررہ مدت تک ہے۔ **لیمتعمکم متعاً حسناً الی اجل مسمی** یہاں (مسمیٰ) سے مراد معین اور محدود ہے۔

۱۰۔ انسان، زندگانی بشر کے خاتمے اور اپنی موت کے وقت کو معلوم کرنے سے عاجز ہے۔ **یمتعمکم متعاً حسناً الی اجل مسمی**

لفظ اجل کو نکرہ لایا گیا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی زندگی کا وقت معین اور مقرر ہے لیکن وہ معینہ وقت ان کے لیے نامعلوم ہی رہیگا اور اسے جاننے کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے قابل ذکر ہے کہ اجل سے مراد ہر انسان کی زندگی کا اختتام اگرچہ یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد دینا میں تمام انسانوں کی زندگی کا خاتمہ ہو۔

۱۱۔ جس کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے۔ تو وہ خدا سے زیادہ اجر پائے گا۔

یہاں (فضل) سے مراد دوسروں سے عمل خیر کا زیادہ ہونا ہے (فضلہ) کی ضمیر "کل" کی طرف لوٹتی ہے۔

۱۲۔ آخرت میں اجر الہی کا استحقاق، خداوند وحدہ لا شریک کی پرستش، شرک سے دوری، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی رسالت پر ایمان اور گناہوں سے استغفار پر موقوف ہے۔ لا تعبدوا الا الله .. یؤت کل ذی فضل فضلہ

آیت سے مذکورہ مطلب کا استفادہ اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ جملہ "یوت..." اخروی اجر کو بیان کر رہا ہو اور جملہ ما قبل میں "الی اجل" کا ہونا اور اس جملے میں "الی اجل" کا نہ ہونا بھی اسی مطلب کی تائید کرتا ہے۔

۱۳۔ پاداش اخروی عدالت خدا کے مطابق ہوگی۔ و یؤت کل ذی فضل فضل

۱۳۔ غیر خدا کی پرستش اور عبادت میں شرک کرنا، قیامت کے عذاب کا سبب ہے۔

الا تعبدوا الا الله ... و ان تولوا فانی أخاف علیکم عذاب یوم کبیر

"تولوا" فعل مضارع ہے۔ اصل میں (تولوا) تھا۔ تولی اعراض کرنے کے معنی میں ہے اس کا متعلق گذشتہ احکام سے سمجھا جاسکتا ہے اس بنا پر "ان تولوا..." یعنی اگر وحدہ لا شریک کی عبارت وغیرہ... سے اعراض کیا...

۱۵۔ گناہوں کو استغفار کے ذریعہ محو نہ کرنا اور خدا کی طرف متوجہ نہ ہونا، عذاب قیامت میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔

و ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه ... و ان تولوا فانی أخاف علیکم عذاب یوم کبیر

۱۶۔ قیامت کا دن، بڑا دن، اور اس کا عذاب خوفناک ہے۔ فانی أخاف علیکم عذاب یوم کبیر

ظاہری طور پر کلہ "کبیر" یوم کے لیے صفت لیکن حقیقت میں اس دن کے عذاب کی بندگی کو بیان کر رہا ہے اسی لیے اسے خوفناک عذاب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۱۷۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لوگوں کے خیر خواہ پیغمبر اور مشرکین و گناہگار لوگوں پر آنے والے عذاب سے پریشان

تھے۔ فانی أخاف علیکم عذاب یوم کبیر

اجل: اجل مسمی (وقت معین) ۹؛ موت کے وقت سے لا علمی ۱۰

ادیان: اہداف ادیان الہی ۸؛ مختلف ادیان اور اچھی زندگی ۸

استغفار: استغفار کی اہمیت ۱؛ استغفار کی اہمیت کی وضاحت ۲؛ استغفار کے آثار ۵، ۷، ۱۲؛ ترک استغفار کے آثار ۱۵؛  
شرک سے استغفار ۲، ۷؛ غیر خدا کی عبادت سے استغفار ۲؛ گناہوں سے استغفار ۱، ۲، ۷، ۱۲، ۱۵؛  
انسان: انسانوں کا عاجز ہونا ۱۰

ایمان: ایمان کے آثار ۱۲، ۷، ۵؛ حضرت محمد مصطفی ﷺ پر ایمان کے آثار ۵، ۷، ۱۲  
اجر: اجر کے شرائط ۱۲؛ اخروی اجر ۱۲؛ اجر دینے میں عدالت ۱۳؛ اجر کثرت کے عوامل ۱۱  
تبری: شرک سے تبری کے آثار ۵

تقرب: تقرب الہی کی اہمیت ۳؛ تقرب الہی کے آثار ۷؛ تقرب الہی کے اسباب ۵  
توحید: توحید عبادی ۷، ۱۲؛ توحید کے آثار ۷، ۱۲  
خدا: خدا کی ربوبیت کی نشانیاں ۳؛ خدا کی نعمتوں کا پیش خیمہ ۷؛ خداوند متعال کی نعمتیں ۶؛ عدالت الہی ۱۳  
خدا کی طرف لوٹنا: ۱۵

خدا کی طرف پلٹنے کی آمادگی ۵۰؛ خدا کی طرف پلٹنے کے آثار ۷؛ خدا کی طرف لوٹ جانے کی اہمیت ۳  
زندگی: دنیاوی زندگی کا محدود ہونا ۹

شرک: شرک سے اجتناب کے آثار ۱۲، شرک کے آثار ۱۲؛ عبادت میں شرک ۱۳  
صالحین: نیک لوگوں کا اجر زیادہ ہونا ۱۱

عبادت: خدا کی عبادت کے آثار ۵؛ خدا کی عبادت ۵؛ عبادت کے آثار ۱۳؛ غیر خدا کی عبادت ۱۳  
عذاب: آخرت کا عذاب ۱۵، ۱۳؛ آخرت کے عذاب کی خصوصیات ۱۶؛ عذاب کے اسباب ۱۳، ۱۵  
عمل صالح: نیک اعمال کے آثار ۱۱

قرآن:



قرآن اور اچھی زندگی ۸؛ قرآن کی اہم ترین تعلیمات ۲؛ قرآن مجید کے اہداف ۸  
 قیامت: قیامت کی خصوصیات ۱۶؛ قیامت کی سختیاں ۱۶؛ قیامت کی عظمت ۱۶  
 گناہ: گناہ کی بخشش ۳

محمد مصطفیٰ ﷺ: پیغمبر اکرم ﷺ اور مشرکین ۱۴؛ پیغمبر اسلام ﷺ کا مہربان ہونا ۱۴؛ رسالت مآب اور گناہگار  
 افراد ۱۴؛ رسالت مآب ﷺ کی پریشانی  
 معاش: اچھی زندگی کی اہمیت ۸؛ اچھی زندگی کے اسباب ۷؛ اچھی زندگی کے حصول کا سبب ۶

### آیت ۲

﴿إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

تم سب کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے (۳)

۱۔ تمام انسان خدا کی طرف سے ہیں۔ اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ الی اللہ مرجعکم  
 رجوع اسی چیز کی طرف لوٹنے کو کہتے ہیں جہاں سے آغاز ہوا ہو (مفردات راغب)۔

۲۔ قیامت کا دن انسانوں کا خداوند عالم کی بارگاہِ پلٹنے میں دن ہے۔ فانی اُخاف علیکم عذاب یوم کبیر۔ الی اللہ  
 مرجعکم

۳۔ اگر انسان اس طرف متوجہ ہو جائے کہ یقیناً اسے خدا ہی کی طرف پلٹنا ہے تو وہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرے گا اور  
 غیر خدا کی عبادت سے خوفزدہ بھی ہوگا۔ فانی اُخاف علیکم عذاب یوم کبیر ، الی اللہ مرجعکم

"الی اللہ مرجعکم" کا جملہ "و ان تولوا فانی اُخاف ..." کی تعلیل کے قائم مقام یعنی پیغمبر اکرم ﷺ مشرکین کے لیے  
 اس وجہ سے پریشان ہیں کہ وہ لوگ خدا ہی کی طرف پلٹیں گے

اور شرک کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں گے لہذا جو بھی اس حقیقت کو قبول کرے کہ بازگشت خدا ہی کی طرف ہے تو وہ اللہ کے علاوہ نہ کسی کی بندگی کریگا اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے گا۔

۳۔ خداوند، عالم ہر کام کے انجام دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ و ہو علی کل شیء قدیر

۵۔ معاد کا وجود اور قیامت کا برپا ہونا، خداوند عالم کے قادر مطلق ہونے کی بنیاد پر ہے۔

فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر ، الی اللہ مرجعکم و ہو علی کل شیء قدیر

۶۔ خداوند عزوجل کی قدرت مطلق پر یقین اور اسکی طرف متوجہ ہونا، معاد اور روز قیامت کے بارے میں ہر قسم کے شک

و شبہ کو دور کر دیتا ہے۔ الی اللہ مرجعکم و ہو علی کل شیء قدیر

مسئلہ معاد اور روز قیامت کو بیان کرنے کے بعد خدا کی قدرت کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ لوگوں کو خدا کی قدرت مطلق

کی طرف متوجہ کیا جائے تاکہ وہ روز قیامت (جس پر نوع بشر کا عقیدہ رکھنا مشکل ہے) کے بارے میں شک نہ کریں۔

۷۔ خداوند متعال، موحدین کو اجر اور مشرکین و غیر خدا کی پرستش کرنے والوں کو عذاب دینے پر قادر ہے۔

یمتعمکم متعاً حسناً ... و ان تولّوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر ... و ہو علی کل شیء قدیر

مذکورہ مطلب میں جملہ "و ہو..." کے معنی "یمتعمکم متعاً..." "و" اخاف علیکم ... کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں۔

اسماء و صفات: قدیر ۳

انسان: انسانوں کا انجام ۱؛ انسانوں کا آغاز ۱

ایمان: ایمان کے آثار ۳، ۶، خداوند عزوجل کی طرف لوٹنے پر ایمان رکھنا ۳؛ قدرت خدا پر ایمان رکھنا ۶؛ قیامت پر

ایمان کے اسباب ۶؛ معاد پر ایمان کے اسباب ۶

توحید: توحید کی آمادگی ۳؛ توحید عبادی ۳

خدا: خداوند عزوجل کی خصوصیات ۱؛ خداوند متعال کی قدرت ۳، ۷؛ خداوند عزوجل کی قدرت کے آثار ۵

خداوند عزوجل کی طرف لوٹنا: ۱ خداوند متعال کی طرف لوٹنے کا وقت ۲

ذکر: آثار ذکر ۶: قدرت خداوندی کا ذکر ۶

شبہ: شبہ کو دور کرنے کے عوامل ۶

شرک: شرک عبادی کے موانع ۳

قیامت: قیامت کا حتمی طور پر واقع ہونا ۵: قیامت کی خصوصیات ۲

مشرکین: مشرکین کا عذاب ۷

معاد: معاد کا حتماً واقع ہونا ۵

موحدین: موحدین کی دنیا میں اچھی زندگی ۷

### آیت ۵

﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَنْتُونُ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾

آگاہ ہو جائو کہ یہ لوگ اپنے سینوں کو دہرائے لے رہے ہیں کہ اس طرح پیغمبر سے چھپ جائیں تو آگاہ رہیں کہ یہ جب اپنے کپڑوں کو خوب لپیٹ لیتے ہیں تو اس وقت بھی وہ ان کے ظاہر و باطن دونوں کو جانتا ہے کہ وہ تمام سینوں کے رازوں کا جاننے والا ہے (۵)

۱۔ زمانہ بعثت کے مشرکین، پروردگار سے اپنی بات چھپانے کے لیے اپنا سرگربان میں ڈال لیتے تھے اور پیغمبر ﷺ کے خلاف کی گئی سازشوں کے بارے میں کانا پھوسی کے ذریعہ تبادلہ خیال کیا کرتے تھے۔ **الَا اَنَّهُمْ يَنْتُونُ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ**

ثنی (مصدر یشنون ہے) اس کے معانی میں ایک معنی لپٹنا اور جھکانا ہے "استخفای" کا معنی اپنے آپکو مخفی کرنا ہے اور "منہ" کی ضمیر "اسہ" کی طرف لوٹ رہی ہے۔ کیونکہ مشرکین کا سینوں کو خم کرنے (سر کو گربان میں ڈالنے) کا مقصد اپنے آپکو خدا سے مخفی رکھنا تھا (اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس انداز سے وہ پیغمبر ﷺ کے خلاف باتیں کرتے اور کی گئی سازشوں کے بارے میں تبادلہ خیال کرتے تھے۔

۲۔ عصر بعثت کے مشرکین کی یہ خام خیالی تھی کہ خداوند عالم ہماری باتوں اور مخفی امور سے آگاہ نہیں ہے۔  
الا انهم یشنون صدورهم یشغفوا منه

۳۔ بعثت کے زمانہ میں مشرکین مکہ، پیغمبر اکرم ﷺ اور اسلام کے خلاف مخفی مینگوں کے ذریعہ سازشیں بناتے تھے۔  
الا حین یشغشون ثیابهم یعلم ما یسرون و ما یعلنون

"استغشی ثیابہ" یعنی اپنے لباس سے اپنے کو مخفی کرنا تاکہ دیکھائی نہ دے (لسان العرب) "حین"، "یعلم" کے متعلق ہے  
۔ لہذا جملہ "الا حین یشغشون ثیابہم یعلم..." کا معنی یوں ہوگا۔ کہ جب مشرکین اپنے آپ کو چھپاتے تھے تو وہ مسائل کو  
بھی اپنے درمیان بیان کرتے تھے۔ ان میں سے بعض کو چھپاتے تھے (مایسرون) اور بعض کو ظاہر کرتے تھے (وما یعلنون)  
گویا اس آیت کا معنی یہ ہوا کہ مشرکین فقط اپنے آپ کو مخفی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے مخفی پروگراموں میں پیغمبر اسلام  
ﷺ کے خلاف سازش کرتے تھے۔

۳۔ مشرکین مکہ کی پیغمبر اسلام ﷺ کی علی الاعلان مخالفت اور خفیہ سازشیں۔  
الا حین یشغشون ثیابهم یعلم ما یسرون و ما یعلنون

۵۔ پروردگار عالم کی مشرکین کی مخفی سازشوں اور ظاہری محاذ آرائی سے آگاہی۔ الا حین یشغشون ثیابهم یعلم ما یسرون و  
ما یعلنون

۶۔ خداوند متعال، تمام افکار اور خیالات سے آگاہ ہے۔ انه علیم بذات الصدور

۷۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال: أخبرنی جابر بن عبد اللہ ان المشرکین کانوا اذا مروا برسول اللہ ﷺ حول البیت طأطأ  
أحدہم ظہرہ و رأسہ ہکذا و غطی رأسہ بثوبہ لا یراہ رسول اللہ ﷺ فأنزل اللہ عزوجل: "الا انهم یشنون صدورهم  
لیستخفوا منه" الا حین یشغشون ثیابهم یعلم ما یسرون و ما یعلنون" (۱) امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جابر ابن  
عبد اللہ نے مجھے بتایا جب کعبہ کے اطراف میں مشرکین، رسالت مآب کے قریب سے گزرتے تھے تو کچھ ان میں سے  
اپنے سر اور پیٹھ کو خم کر لیتے تھے (خود جابر نے بھی ایسا کر کے دکھایا)۔

(۱) کافی ج/۸، ص ۱۴۴، ح ۱۱۵؛ نور الثقلین ج/۲ ص ۳۳۵، ح ۶۔

اور اپنے سر کو لباس میں چھپالیتے تھے تاکہ آنحضرت ﷺ ان کو نہ دیکھ سکیں، تب خداوند متعال نے اس آیت کو نازل فرمایا: "الا اھم یثنون صدورھم یتخفط منہ الا حین یتستغنون ثیابھم..."

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱، ۲

اسماء و صفات: صفات جلال ۲؛ علیم ۶

انسان: افکار انسانی ۶

خدا: خداوند متعال اور جہل ۲؛ خداوند متعال و علم غیب ۵، ۶

روایت: ۷

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین اور حضرت محمد ﷺ مصطفیٰ ﷺ ۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کی غلط فکر ۲ صدر اسلام میں مشرکین کی سازش ۱؛ مشرکین اور رسالت مآب ﷺ ۷؛ مشرکین کا محاذ بنانا ۵؛ مشرکین کی سازش ۵؛ مشرکین کی صدر اسلام میں کانا پھوسی مشرکین کے پیش آنے کا طریقہ ۷؛ مشرکین مکہ: مشرکین مکہ اور حضرت محمد ﷺ مصطفیٰ ﷺ ۳، ۳؛ مشرکین مکہ کی سازش ۳، ۳؛ مشرکین مکہ کی محاذ آرائی ۳؛ مشرکین کی مخفی میٹنگیں ۳

## آیت ۶

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾

اور زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جس کا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو۔ وہ ہر ایک کے سونپے جانے کی جگہ اور اس کے قرار کی منزل کو جانتا ہے اور سب کچھ کتاب مبین میں محفوظ ہے (۶)

۱۔ خداوند عالم، زمین پر چلنے والی ہر مخلوق کے رزق کا ذمہ دار ہے۔

و ما من دابة في الارض الا على الله رزقها

۲۔ ہر جاندار شے اپنی زندگی کے دوران، غذا کے حصول کا حق رکھتی ہے۔ و ما من دابة في الارض الا على الله رزقها

۳۔ ہر زندہ شے کو روزی دینا، خدا کے ذمہ ہے۔ و ما من دابة في الارض الا على الله رزقها

۳۔ خداوند متعال ہر جاندار شے کی دائمی اور عارضی رہنے والی جگہ سے واقف ہے۔ يعلم مستقرها و مستودعها

"مستقر" استقرار کا اسم مکان ہے۔ جو قرار پانے کی جگہ کے معنی میں ہے۔ پس (مستقرہا)

اس جگہ کو کہتے ہیں جسے جاندار شے نے اپنے لینے قرار دیا ہو اب وہ چاہے دائمی منزل ہو یا غالبی (مستودع) اسم مکان ہے استیداع سے (یعنی امانت رکھنا یا امانت لینا) اور چونکہ امانت دائمی طور سے کہیں نہیں رکھی جاتی بلکہ عارضی طور پر رکھی جاتی ہے لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ (مستودعہا) سے مراد وہ جگہ ہے جہاں جاندار شے عارضی طور پر رہتی ہے۔

۵۔ خداوند عالم کا تمام اشیاء سے متعلق کامل علم، موجودات کو روزی پہنچانا اور ان کے امور کی تدبیر کی بنیاد ہے۔

و ما من دابة في الارض الا على الله رزقها و يعلم مستقرها و مستودعها

(علی اللہ رزقہا) کے بعد موجودات کے بارے میں علم خدا کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا جائے کہ موجودات کو روزی پہنچانے اور ان کے امور کی تدبیر کے لیے وسیع علم کی ضرورت ہے جو خدا کے پاس موجود ہے۔

۶۔ ہر جاندار کا نام و پتہ، کتنی اور کونسی روزی کس جگہ اسے دینی چاہیے یہ سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

و ما من دابة ... كل في كتب

لفظ "کل" کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ اور گزشتہ جملات سے گویا یوں ظاہر ہوتا ہے کہ آیت کا معنی اس طرح ہے "کل دابة وما يتعلق بها في كتاب مبين" ہر زمین پر چلنے والی شے اور اس سے متعلق امور کتاب روشن میں موجود ہیں۔

۷۔ وہ کتاب جسمیں خداوند متعال نے موجودات کے احوال کو درج کیا ہے "وہ روشن کتاب ہے اور اس میں کچھ جو لکھا

گیا ہے اسمیں کوئی ابہام نہیں ہے۔ کل في كتب مبين

۸۔ "قال رسول الله ﷺ ... لا تھتم للرزق فان الله تعالى يقول: (و ما من دابة في الارض الا على الله رزقها

...) " (۱)

رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ رزق و روزی کے لیے پریشان نہ ہوں کیونکہ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ زمین پر کوئی بھی جاندار ایسا نہیں ہے کہ جس کی روزی خدا کے ذمہ نہ ہو۔

(۱) مکارم الاخلاق ص ۴۵۵؛ بحار الانوار ج ۷۴ ص ۱۰۶، ح ۱۔

امور: امور کی تدبیر کا سرچشمہ ۵

جاندار: جانداروں کی روزی روشن کتاب میں ۶؛ جانداروں کی روزی کا بند و بست ۳، ۵؛ جانداروں کی روزی کا سبب ۱؛ جانداروں کی روزی کا لکھا جانا ۶؛ جانداروں کی روزی کی جگہ ۶؛ جانداروں کی عارضی جگہ ۳؛ جانداروں کی مادی ضروریات ۲؛ جانداروں کی ہمیشہ والی جگہ ۳؛ جانداروں کے حقوق ۲، ۳

حقوق: خداوند متعال پر حق رکھنا ۳

خدا: خدا کا علم ۵؛ خدا کا علم غیب ۳؛ خدا کی رزاقیت ۱، ۳؛ خدا کی قدرت کا سہارا ۵

روایت: ۸

روزی: روزی کا حتمی ہونا ۸؛ روزی کا سبب ۸

کتاب مبین: روشن کتاب کی خصوصیات ۷

## آیت ۷

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ﴾

اور وہی وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے اور اس کا تخت اقتدار پانی پر تھاتا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سب سے بہتر عمل کرنے والا کون ہے اور اگر آپ کہیں گے کہ تم لوگ موت کے بعد پھر اٹھائے جانے والے ہو تو یہ کافر کہیں گے کہ یہ تو صرف ایک کھلا ہوا جادو ہے (۷)

۱۔ خداوند متعال، زمین اور آسمانوں کو خلق کرنے والا ہے۔

هو الذی خلق السموات والارض

۲۔ زمین اور آسمانوں کی خلقت، تدریجی طور پر انجام پائی اور چھ دنوں (چھ ادوار) میں انجام پائی ہے۔  
خلق السموات والارض فی ستة ايام

آیت شریفہ میں (ایام) سے مراد معمولاً جو معنی لیا جاتا ہے وہ نہیں ہے۔ (یعنی ون یا دن و رات) بلکہ اس سے مراد، ادوار اور مراحل ہیں اس لیے کہ دن اپنے رائج اور متعارف معنی میں زمین کی خلقت کے بعد ہی قابل فرض ہے۔  
۳۔ کائنات کی خلقت، اپنے اندر متعدد آسمانوں کو رکھتی ہے۔

۳۔ زمین و آسمانوں کی خلقت سے قبل کائنات کا وجود پانی میں منحصر تھا۔ وکان عرشہ علی الماء

"عرش" بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں لیکن آیت کریمہ میں اس سے مراد سلطنت اور حکومت ہے اور جملہ "وکان عرش علی الماء" کی وجہ سے اس معنی میں ہے کہ قبل اس کے کہ خداوند عالم زمین و آسمان کو خلق کرتا اسکی حکومت و سلطنت پانی پر تھی اور یہ معنی بھی سمجھتا جاسکتا ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت سے پہلے کائنات کی تشکیل پانی سے تھی۔

۵۔ زمین اور آسمانوں کی پیدائش کا اصلی مواد پانی ہے۔ خلق السموات والارض فی ستة ايام وکان عرشہ علی الماء  
مندرجہ بالا معنی و جملوں یعنی "خلق السموات..." (وکان عرشہ علی السماء) کے ارتباط سے حاصل کیا گیا ہے۔ یعنی زمین و آسمانوں کی خلقت سے پہلے ہستی کا وجود پانی میں منحصر تھا۔ اور خداوند متعال اس پر حکومت اور تسلط رکھتا تھا یہ اس کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم نے گزشتہ تمام پانی کو یا اس کے بعض حصہ کو زمین و آسمان میں تبدیل کر دیا۔

۶۔ خداوند عالم کائنات کا حاکم اور فرمان دینے والا ہے۔ وکان عرشہ علی الماء

۷۔ خداوند متعال انسانوں کو آزماتا ہے۔ لیلوکم ایکم احسن عملاً

۸۔ خداوند متعال کے آزمانے کا مقصد نیک عمل کرنے والوں (کامل انسانوں) کو وجود میں لانا ہے۔

لیلوکم ایکم احسن عملاً

بلاء (بیلوا) کا مصدر ہے۔ جو آزمانے کے معنی میں ہے۔ لوگوں کو خداوند متعال کا آزمانا اسوجہ سے نہیں ہے کہ ان پر اطلاع حاصل کرے لہذا امتحان سے مراد درحقیقت اس چیز کو ظاہر کرتا ہے جو امتحان کا مقصد ہے پس لیلوکم... کے یہ معنی ہوں گے کہ تمہیں آزمائے اور آزمائش کا مقصد یہ ہے کہ نیک اور اچھے افراد ظاہر اور آشکار ہوں۔



۹۔ زمین و آسمانوں کی خلقت کا مقصد، نیک ترین افراد (کامل انسانوں) کو وجود میں لانا ہے۔

خلق السموات والارض ... لیبلوکم ایکم احسن عملاً

"لیبلوکم"، "خلق السموات" کے متعلق ہے۔ اور خلقت کائنات کے مقصد کو بیان کرتا ہے۔

۱۰۔ تمام انسان مرنے کے بعد قیامت کے میدان میں حاضر ہونے کے لیے زندہ اور اٹھائے جائیں گے۔

و لن قلن انکم مبعوثون من بعد الموت

۱۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کا ایک مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو مرنے کے بعد کی زندگی اور قیامت کے برپا ہونے کی

طرف توجہ دلائی جائے۔ و لن قلن انکم مبعوثون من بعد الموت

۱۲۔ گزشتہ دور کے کافر، قیامت کو بے معنی اور پیغمبر ﷺ کی طرف سے اس کے بیان کو واضح دھوکہ اور جادو سمجھتے

تھے۔ ان هذا الا سحرٌ مبین

"ہذا" کا ارشاد پیغمبر اکرم ﷺ کے اس قول کی طرف ہے جس میں آپ فرماتے تھے کہ مردوں کو زندہ کیا جائیگا اور قیامت

برپا ہوگی اور لفظ سحر کا اطلاق اس گفتار اور دعویٰ پر تشبیہ کے عنوان سے ہے اور اسمیں وجہ شبہات باطل ہونا اور دھوکہ

دینا ہے۔ یعنی یہ ظاہری باتیں فریب دینے والی ہیں۔ اور حقیقت سے خالی اور بے بنیاد یہ باتیں باطل اور دھوکہ بازی میں

جادو کی مانند ہیں۔

۱۳۔ خداوند متعال کی طرف سے انسانوں کی آزمائش، معاد اور روز قیامت کی روشنی میں قابل توجیہ ہے۔

خلق السموات والارض ... لیبلوکم ایکم احسن عملاً و لن قلن انکم مبعوثون

انسانوں کی آزمائش کے بعد مسئلہ قیامت کا تذکرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے برپا کرنے کے بغیر انسانوں

کی آزمائش کے بعد مسئلہ قیامت کا تذکرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے برپا کرنے کے بغیر انسانوں کی آزمائش

اور نیک لوگوں کے برے لوگوں سے جدا کرنا نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتا۔

۱۳۔ "عن الرضا علیہ السلام قال: ان الله تبارک و تعالیٰ ... خلق السموات والارض فی ستة ايام ... لیظهر للملائکة ما

یخلفه منها شیئاً بعد شیء فیستدل بحدوث ما یحدث علی الله تعالیٰ مرّة بعد مرّة ... و اما قوله عزوجل: "لیبلوکم

ایکم احسن عملاً" فانه خلقهم لیبلوهم بتکلیف طاعته و عبادته، لا علی سبیل الامتحان و التجربة لانه لم یزل

علیماً بکل شیء ... (۱) امام رضا علیہ السلام سے روایت

ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک خداوند متعال نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں خلق کیا... جس شے کو بھی خلق فرماتا ملائکہ کے سامنے ایک کے بعد دوسرے کو ظاہر فرماتا تا کہ خداوند متعال کی نئی خلقت سے اس کے وجود ہونے پر استدلال کیا جاسکے... قول خداوند متعال " لیلوکم ائکم احسن عملاً" یعنی خداوند متعال نے انسانوں کو خلق فرمایا تا کہ اپنی عبادت اور طاعت کے ذریعے ان کا امتحان لے، نہ اسوجہ سے کہ وہ ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرے کیونکہ وہ ازل سے تمام موجودات کے حالات سے واقف تھا اور ہے...

۱۵۔ قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ قدر مقادیر الخلاق قبل ان یخلق السموات والارض بخمسين الف سنة وکان عرشه على الماء<sup>(۱)</sup> رسول اکرم ﷺ سے حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خداوند متعال نے آسمانوں اور زمین کی خلقت سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کے مقدرات کو معین کیا جبکہ اسوقت خدا تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

۱۶۔ عن محمد بن مسلم قال : قال لی ابو جعفر ﷺ : کان کل شیء ماء ا و کان عرشه على الماء ، فأمر اللہ عزّ ذکرہ الماء فاضطرم ناراً ثم امر النار فحمدت فارفعت من خمودها دخان فخلق اللہ عزوجل السموات من ذلك الدخان و خلق اللہ عزوجل الارض من الرماد ...<sup>(۲)</sup> محمد بن مسلم نقل کرتے ہیں کہ امام باقر ﷺ نے فرمایا: تمام چیزیں پانی تھیں، اور خداوند عزوجل کا عرش پانی پر مستقر تھا پھر خدا عزوجل کے حکم سے وہ پانی آگ میں تبدیل ہو گیا پھر آگ کو حکم دیا کہ بجھ جاوہ و بجھ گئی پھر اس آگ کے بجھنے سے دھواں اٹھا تو خداوند عالم نے آسمانوں کو اس دھواں سے خلق کیا اور اس کی خاکستر سے زمین کو خلق کیا۔

۱۷۔ "عن علی ابن الحسین ﷺ قال : ان اللہ عزوجل خلق العرش ... من انوار مختلفة فمن ذلك النور نور اخضر ... و نور اصفر ... و نور احمر ... و نور ابيض..."<sup>(۳)</sup> امام سجاد ﷺ سے روایت ہے: حضرت ﷺ نے فرمایا: بے شک خداوند عزوجل نے عرش کو مختلف انوار سے خلق فرمایا ان انوار میں سبز، زرد، سرخ... اور سفید نور تھا۔

۱۸۔ عن علی ﷺ ... خلق اللہ عرشه من نوره و

(۱) الدر المنثور ج ۴ ص ۴۰۳۔

(۲) کافی ج ۸ ص ۱۵۳، ج ۱۴۲، تفسیر بہان ج ۲ ص ۲۰۷، ج ۴۔

(۳) توحید صدوق ص ۳۲۶ ج ۱، ب ۵۱؛ تفسیر بہان ج ۲ ص ۲۰۸ ج ۷۔

جعلہ علی الماء ... و ذلك قوله : " و كان عرشه علی الماء ... " (۱) امام علی ؑ سے روایت ہے کہ حضرت ؑ نے فرمایا: (خداوند متعال) نے عرش کو اپنے نور سے خلق فرمایا، اور اسکو پانی پر قرار دیا... اسی بارے میں خداوند عزوجل فرماتا ہے: " و كان عرشه علی الماء ... "

۱۹۔ " عن ابی عبد اللہ ؑ قال: العرش فی وجهه هو جملة الخلق ... و فی وجه آخر العرش هو العلم الذی اطلع اللہ علیہ انبیاءہ و رسولہ و حججہ ... (۲) "

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے حضرت ؑ نے فرمایا: عرش ایک لحاظ سے پوری مخلوق ہے۔ دوسرے اعتبار سے عرش ایک ایسا علم ہے کہ جس سے خداوند متعال نے اپنے پیغمبروں، رسولوں اور اپنی جماعتوں کو آگاہ فرمایا ہے۔

۲۰۔ رسالت مآب ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول ... " لیلوکم ایکم ا حسن عملاً " یعنی انکم ا زہد فی الدنیا (۳) اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول کہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ تم میں سے کس کا عمل اچھا ہے یعنی دنیا میں زہد کے اعتبار سے تم میں سب سے بہتر کون ہے۔

۲۱۔ عن النبی ﷺ اِنَّ تَلاَہِذَہُ الْآیَۃُ " لَیْلُوکُمْ اَیْکُمْ ا حَسَنَ عَمَلًا " قال: اَیْکُمْ ا حَسَنَ عَقْلاً و ا ورع عن محارم اللہ و ا سَرَعَ فِی طَاعَۃِ اللہ ; (۴)

رسالت مآب ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی " لیلوکم ایکم ا حسن عملاً " پھر فرمایا خداوند عزوجل تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ تم میں عقل اور محرمات الہی سے اجتناب کرنے میں سب سے بہتر کون ہے نیز اطاعت خدا میں سب سے زیادہ سبقت کرنے والا کون ہے۔

۲۲۔ " عن ابی عبد اللہ ؑ فی قول اللہ عزوجل " لَیْلُوکُمْ اَیْکُمْ ا حَسَنَ عَمَلًا " قال : لیس یعنی اکثر عملاً و لکن ا صوبکم عملاً ... (۵) امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول عزوجل " لَیْلُوکُمْ اَیْکُمْ ا حَسَنَ عَمَلًا " کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت ؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد زیادہ عمل کرنا نہیں بلکہ تمہارا صحیح عمل کرنا مراد ہے۔

۲۳۔ امیر المؤمنین ؑ سے روایت نقل ہوئی ہے۔ حضرت (ع)

(۱) بحار الانوار ج/ ۴۰ ص ۱۹۵ ح ۸۰ (۲) معانی الاخبار ص ۲۹ ح ۱، بحار الانوار ج/ ۵۵، ص ۲۸ ح ۴۷ (۳) مکارم الاخلاق ص ۴۴۷؛ بحار الانوار ج/ ۷۴ ص ۹۳، ح/ ۱-۴ (۴) تفسیر طبری جزء ۱۲، ص ۵؛ مجمع البیان ج/ ۱۰، ص ۴۸۴ (۵) کافی ج/ ۲ ص ۱۶، ح/ ۴؛ نور الثقلین ج/ ۲ ص ۳۴، ح/ ۲۲۔

نے فرمایا: "...ان الله تعالى قد كشف الخلق كشفة لا انه جهل ما اخفوه من مصون اسرارهم و مكنون ضمائرهم و لكن ليلوهم ايّهم احسن عملاً فيكون الثواب والعقاب بوائ (۱)

بے شک خداوند متعال اپنی مخلوقات کی تمام تبدیلیوں کے حالات سے آگاہ ہوا یہ اس معنی میں نہیں ہے کہ اس کی مخلوقات جو اسرار و رموز کو مخفی کرتی تھی خداوند عالم اس سے جاہل تھا بلکہ یہ اس معنی میں ہے کہ انہیں آزمائے تاکہ ان کی جزا و سزا اعمال کے مطابق ہو۔

آسمان: آسمانوں کا خالق ۱۰; آسمانوں کا متعدد ہونا; آسمانوں کی خلقت ۱۶; آسمانوں کی خلقت کا تدریجی ہونا ۲، ۱۳;  
آسمانوں کی خلقت کا عنصر ۵; آسمانوں کی خلقت کا فلسفہ ۹; آسمانوں کی خلقت کی مدت ۲  
اعداد: چھ کا عدد ۲

امتحان: امتحان کا وسیلہ ۱۳; امتحان کا فلسفہ ۲۰، ۲۳

انسان: انسان مرنے کے بعد ۱۰; انسانوں کا آخرت میں محسوس ہونا ۱۰; انسانوں کا امتحان ۴، ۱۳; انسانوں کی خلقت کا فلسفہ ۱۳; انسانوں کے امتحان کا فلسفہ ۸، ۱۳; کامل انسان کی پیدائش کا سبب ۸، ۹  
پانی: پانی کی خلقت کا وقت ۲۰; پانی کے فوائد ۵

خدا: خداوند متعال کی حاکمیت ۶; خداوند متعال کی خالقیت ۱; خداوند متعال کے امتحانات ۱۳، ۸، ۴; خداوند متعال کے مقدرات ۱۵

خلقت: عالم خلقت کا حاکم ۶

یاد دہانی: آخرت کی زندگی کی یاد آوری ۱۱; قیامت کی یاد دہانی ۱۱  
خلق فرمایا: آسمانوں سے پہلے کی خلقت ۳; زمین سے پہلے کی خلقت ۳

روایت: ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳

زمین: زمین کا خالق ۱; زمین کی خلقت ۱۶; زمین کی خلقت تدریجاً ہے ۲، ۱۳; زمین کی خلقت کا عنصر ۵; زمین کی خلقت کا فلسفہ ۹; زمین کی خلقت کی مدت ۲

(۱) نوح البلاغہ خطبہ ۱۴۴; نور الثقلین ج ۲ ص ۳۴۰، ح ۲۳۔

عرش: عرش خدا اور پانی ۱۵، ۱۸؛ عرش سے مراد ۱۹؛ عرش کی خلقت ۱۷، ۱۸

قیامت: قیامت کا کردار ۱۳؛ قیامت کو جھٹلانے والے ۱۲

کفار: کفار اور قیامت ۱۲؛ کفار کی تہمتیں ۱۲؛ کفار کی فکر ۱۲

محسنین: نیکی کرنے والوں سے مراد ۲۰، ۲۱، ۲۲؛ نیکی کرنے والوں کے وجود کا سبب ۸، ۹

محمد مصطفیٰ ﷺ: آنحضرت ﷺ پر جادوگری کی تہمت ۱۲، آنحضرت ﷺ کی رسالت ۱۱

مردہ: مردوں کو آخرت میں زندہ کرنا ۱۰

### آیت ۸

﴿وَلَنُؤْخِرَنَّ عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لِّيَقُولُوا مَا يَجْبِسُهُ إِلَّا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾

اور اگر ہم ان کے عذاب کو ایک معینہ مدت کیلئے ٹال دیں تو طنز کریں گے کہ عذاب کو کس چیز نے روک لیا ہے۔ آگاہ ہو جائو کہ جس دن عذاب آجائے گا تو پھر پلٹنے والا نہیں ہے اور پھر وہ عذاب ان کو ہر طرف سے گھیر لے گا جس کا یہ مذاق اڑا رہے تھے (۸)

۱۔ وہ لوگ جو قرآن، رسالت مآب ﷺ اور قیامت کے منکر ہیں وہ دنیوی عذاب کے مستحق ہیں اور انہیں اس عذاب سے ڈرایا بھی گیا ہے۔ وَلَنُؤْخِرَنَّ عَنْهُمْ الْعَذَابَ

جملہ (ما بحسبہ) (کو نسی چیز نزول عذاب سے مانع ہے؟) یہ بتاتا ہے کہ یہاں عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے اور یہ جملہ یہ بھی بتاتا ہے کہ گذشتہ کفار کو اس عذاب سے ڈرایا گیا تھا۔

۲۔ خدا کے عذاب اور وعید کا معین وقت تاخیر اور ٹلنے کے قابل ہے۔

کلمہ تاخیر "اخرنا" کا مصدر ہے جو کبھی کسی چیز کو بعد والے زمانہ میں قرار دینے کے معنی میں آتا ہے اور کبھی ٹالنے اور معینہ مدت سے تاخیر

میں ڈالنے کے معنی میں آتا ہے مذکورہ عبارت دوسرے معنی کی بنیاد پر ہے۔ اور جملہ "ما یحسبہ" اس معنی کی تائید کرتا ہے۔  
 ۳۔ کفار کے عذاب میں تاخیر اور اسکا روکنا تھوڑی مدت کے لیے ہوتا ہے۔ لکن اٰخرنا عنہم العذاب الی امة معدودة  
 آیت میں لفظ "امة" کے معنی زمانہ اور وقت کے ہیں۔

۳۔ گذشتہ کفار، عذاب کی تاخیر سے پیغمبر ﷺ کے ڈرانے کو بے بنیاد سمجھتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔  
 لکن اٰخرنا ... ليقولن ما یحسبہ

"جملہ ما کانوا بہ یستہزؤن" قرینہ ہے کہ جملہ "ما یحسبہ" میں استفہام تمسخر اور مذاق اڑانے کے لیے ہے لہذا "لیقولن" سے مراد یہ ہے کہ وہ تمسخر و استہزا سے پوچھتے ہیں کہ کس چیز نے آنے والے عذاب کو روک دیا ہے؟

۵۔ کفار، عنقریب عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے۔ الی امة معدودة الا یوم یأتیہم لیس مصروفاً عنہم (یأتیہم) میں فاعل کی ضمیر عذاب کی طرف لوٹتی ہے۔ اور لفظ "یوم" مصروفاً کے لیے ظرف ہے۔

۶۔ کفار پر عذاب نازل ہونے کے بعد اٹھایا نہیں جائے گا۔ الا یوم یأتیہم لیس مصروفاً عنہم

۷۔ اس کا عذاب کفار کو گھیر لے گا۔ الا یوم یأتیہم ... و حاق بہم ما کانوا بہ یستہزؤن

(حاق بہم) کا جملہ (لیس مصروفاً) کے جملے پر عطف ہے اور جملہ "یأتیہم" کے قرینہ کی بنا (حاق) کا لفظ جو فعل ماضی ہے۔ مضارع (تحیق) کے معنی میں ہے (یعنی گھیر لے گا) اور (ما کانوا...) سے مراد عذاب الہی ہے۔

۸۔ کفار، جب عذاب الہی کے روبرو ہوں گے تو اس سے اپنے آپ کو نجات نہیں دے سکیں گے۔  
 و حاق بہم ما کانوا بہ یستہزؤن

"لیس مصروفاً عنہم" کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ کفار سے عذاب کو اٹھایا نہیں جائے گا اور (حاق بہم...) کا جملہ اس معنی کو بتاتا ہے کہ وہ خود بھی اس عذاب سے فرار نہیں کر سکتے ہیں۔

۹۔ پیغمبروں کی طرف سے کیے گئے عذاب کے وعدوں کا کفار ہمیشہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔  
 و حاق بہم ما کانوا بہ یستہزؤن

انبیاء: انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑانے والے ۹؛ پیغمبروں کے عذاب سے ڈرانے کا مذاق ۹

خدا: خداوند متعال کا عذاب گھیر لینے والا ہے ۷؛ خداوند متعال کے عذاب ۵، ۶؛ خداوند عالم کے عذاب کے وعدوں کا مذاق ۹؛ خداوند متعال کے وعدہ عذاب میں تاخیر ۲؛ عذاب الہی میں تاخیر ۲

عذاب: اہل عذاب ۱؛ دنیا کے عذاب سے ڈرانا ۱

قرآن: قرآن مجید کے منکرین ۱

قیامت: قیامت کے منکرین ۱

کفار: کافروں کا عذاب حتمی ہونا ۵، ۸؛ کافروں کا عذاب ۷؛ کافروں کا مذاق اڑانا ۳، ۹؛ کافروں کو دھمکی ۱؛ کفار اور حضرت محمد مصطفی ﷺ ۳؛ کفار عذاب الہی کے وقت ۸۰؛ کفار کا عاجز ہونا ۸؛ کفار کی خصوصیات ۹؛ کفار کی فکر ۳؛ کفار کے عذاب کا ہمیشہ ہونا ۶؛ کفار کے عذاب میں تاخیر ۳

محمد مصطفی ﷺ: آنحضرت ﷺ کا مذاق اڑانے والے ۳؛ آنحضرت ﷺ کی دھمکیوں کا مسخرہ کرنے والے ۳؛ حضرت محمد ﷺ کی رسالت کے؛ منکر

### آیت ۹

﴿وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَكْفُرُ﴾

اور اگر ہم انسان کو رحمت دے کر چھین لیتے ہیں تو مایوس ہو جاتا ہے اور کفر کرنے لگتا ہے (۹)  
۱۔ انسانوں کو نعمتیں عطا کرنا اور ان کا واپس لے لینا یہ خداوند متعال کے ہاتھ اور اختیار میں ہے۔  
و لئن اذقنا الانسن منا رحمة ثم نزعناها منه

۲۔ انسان جب دنیا کی آسائشوں اور خدا کی نعمتوں کو اپنے ہاتھوں سے گنوا دیتا ہے۔ تو خداوند متعال کی رحمتوں سے نا امید اور کائنات میں خداوند عالم کی تدبیر کا منکر ہو جاتا ہے۔ و لئن اذقنا الانسان ... انه ليؤس كفور  
ممکن ہے کہ لفظ "کفور" کفر سے نکلا ہو جو انکار کے معنی میں ہے۔ اس صورت میں جملہ (اِنَّ... کفوراً...) اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ نعمتیں ملنے اور ان کے سلب ہو جانے کے بعد تو انسان یہ خیال کرتا ہے کہ عالم کائنات میں جو تغیر و تبدیلی رونما ہوتی ہے وہ خداوند متعال کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس کے اختیار سے

خارج ہے۔

۳۔ خداوند عالم، انسانوں کو نعمتیں دے کر اور کبھی نعمتوں کو چھین کر ان کا امتحان لیتا ہے۔

لِيلُوكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنَ عَمَلًا ... و لئن اذقنا الانسن منا رحمة ثم نزعناها منه

۳۔ خداوند متعال کی نعمتیں، لوگوں کے لیے اسکی رحمت کا جلوہ ہیں۔ و لئن اذقنا الانسان منا رحمة

اس آیت میں (رحمت) کے لفظ سے نعمت کا معنی استخراج کیا گیا ہے۔

۵۔ انسان جن نعمتوں کا حامل ہے ان سے شدید محبت کرتا ہے۔ ثم نزعناها منه

"نزع" کا معنی اکھاڑنا کے ہیں اس لفظ کا سلب نعمت میں استعمال، اس بات کو سمجھاتا ہے کہ انسان دنیاوی نعمتوں سے بہت محبت کرتا ہے۔

۶۔ انسان اپنی جان و روح کے لحاظ ایک ضعیف اور عاجز مخلوق ہے۔

و لئن اذقنا الانسان منا رحمة ثم نزعناها منه انه ليئوس كفور

(اذقنا) کا لفظ لغوی اعتبار سے (ذوق) سے ہے جو ذائقہ کو سمجھنے کے لیے غذا کے چکھنے کے معنی میں ہے۔ قرآن مجید نے نعمت کی عطا کو غذا کا مزہ چکھنے سے تشبیہ دی ہے تاکہ اس نکتہ کی طرف اشارہ کرے کہ انسان، روح و جان کے اعتبار سے ایک ضعیف مخلوق ہے۔ اتنا ضعیف ہے کہ دنیا کی معمولی سی نعمت کو جب پالینے کے بعد ہاتھ سے دے بیٹھتا ہے تو خود کو سنبھال نہیں سکتا آخر کار کفر اور ناشکری طرف چلا جاتا ہے۔

۷۔ انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ خواہ محتاج ہو یا بے نیاز خداوند عز و جل کا شکر گزار رہے۔

و لئن اذقنا الانسان منا رحمة ... انه ليئوس كفور

۸۔ مشکلات میں گھرنے اور وسائل و امکانات کو ہاتھ سے دے دینے کے بعد بھی انسان، رحمت الہی کا امیدوار ہونا

چاہیے ثم نزعناها منه انه ليئوس كفور

امتحان: امتحان کا آلہ ۳؛ سلب نعمت کے ذریعہ امتحان ۳؛ نعمت دے کر امتحان لینا ۳

امید رکھنا: خداوند متعال کی رحمت پر امید رکھنا ۸؛ پریشانیوں میں امید رکھنا ۸؛ غربت و تنگدستی میں امید رکھنا ۸؛ خداوند

متعال سے امیدوار رہنے کی اہمیت ۹۔

انسان: انسان کا امتحان ۳؛ انسان نعمت کے سلب ہونے



کے وقت ۲؛ انسان کا اثر قبول کرنا ۲۰؛ انسان کے وظائف ۷؛ انسان کی صفات ۲، ۵، ۶؛ انسان کی کمزوری ۶؛ انسان کی  
دلبستگی ۵

خدا: خداوند غر و جل کے اختیارات ۱؛ خداوند متعال کی آزمائش ۳؛ خدا کی ربوبیت کا جھٹلانا ۲؛ خداوند متعال کی رحمت کی  
نشانیوں ۳؛ خداوند متعال کی نعمتیں ۳

شکر: بے نیازی میں شکر ۷؛ دائمی شکر ۷؛ شکر کرنے کی اہمیت ۷؛ غربت و تنگدستی میں شکر ۷

لو لگانا: دنیاوی آسائشوں سے دل لگانا ۵؛ نعمت الہی سے دل لگانا ۵

نعمت: نعمت کا سبب ۱؛ نعمت کے چھن جانے کا سبب ۱

ناامیدی: خداوند متعال کی رحمت سے ناامیدی ۲؛ ناامیدی کے اسباب ۲

### آیت ۱۰

﴿وَلَئِنْ أَدْقَنَاهُ نِعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَاءٍ مَسْتَه لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورٌ﴾

اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد نعمت اور آرام کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ اب تو ہماری ساری برائیاں چلی گئیں اور وہ  
خوش ہو کر اکرٹنے لگتا ہے (۱۰)

۱۔ خداوند متعال، انسانوں کو دنیا کی نعمتیں عطا کرنے والا ہے۔ و لئن اذقنه نعماء

(نعماء) نعمت کے معنی میں ہے۔ اس لفظ کو اسوجہ سے یہاں لایا گیا ہے کیونکہ لفظ (ضرائی) کے ہم وزن ہے۔

۲۔ انسان جب عیش و آرام کے عالم میں ہوتا ہے تو اپنے کو سختیوں اور پریشانیوں سے محفوظ سمجھتا ہے۔

و لئن اذقنه نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيئات عني

(لئن اذقنه) کا جملہ مشکلات کے برطرف ہونے پر دلالت کرتا ہے اس بناء پر جملہ "ذہب

السیئات عني" (رنج و الم مجھ سے دور ہو گئے) جن کے کہنے اور اس پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے انسان کی مذمت کی گئی ہے  
کا مفہوم کچھ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ مشکلات و پریشانیوں میں دوبارہ گرفتار نہ ہونے کا خیال ہے۔

۳۔ انسان مشکلات کے برطرف ہونے کے بعد اور دنیاوی نعمتوں کے ملنے پر بہت ہی خوشی کا اظہار کرتا ہے جس سے وہ  
تکبر اور فخر کرنے لگتا ہے۔ و لئن اذقنه نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيئات عني

جملہ "انہ لفرح فخور" جملہ مستانفہ ہے۔ یہ اس معنی کو منعکس کرتا ہے۔ جو (ليقولن...) کے جملے سے حاصل ہوتا ہے۔  
یعنی انسان خیال کرتا ہے کہ وہ مشکلات میں دوبارہ مبتلا نہیں ہوگا۔ لہذا وہ بہت ہی خوشحال اور فخر کرنے لگتا ہے۔

۳۔ عیش و آرام پانے کے بعد غرور، تکبر، زیادہ خوش ہونا برے صفات میں سے اور اس کی مذمت کی گئی ہے۔  
و لئن اذقنه نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيئات عني

بعد کی آیت (الا الذين...) اس معنی کو سمجھا رہی ہے کہ قرآن کا مقصد، انسان کی اس صفت کو بیان کرنے کا فقط خبر دینا  
نہیں ہے بلکہ درحقیقت اس انسان کی مذمت کرنا مقصود ہے جس میں یہ صفت پائی جاتی ہو۔

۵۔ انسان کی زندگی میں کبھی مشکلات و پریشانیاں اور کبھی آرام و آسائش ہے۔ و لئن اذقنه ، نعماء بعد فتراء ستہ  
"ضرائ" مشکل اور دکھ کے معنی میں ہے اور مشکلات و پریشانیوں میں گرفتار ہونے والے کے لیے لفظ (مس) کو  
استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ معمولاً مشکلات و پریشانیاں ہمیشہ نہیں رہتی اور نعمتوں کے عطا کو چھکنے  
سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ دنیاوی نعمتیں جلدی ختم ہونے والی ہیں۔

۶۔ انسان کے روحی اور نفسیاتی جسمانی حالات (ناامید ہونا، بہت زیادہ خوشحال ہونا، تکبر) وغیرہ تھوڑی سی ہی پریشانی  
اور آسائش سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ و لئن اذقنا الانسن ... انہ لیئوس کفور و لئن اذقنه نعماء ... انہ لفرح فخور

آسائش: آسائش ہمیشہ کے لیے نہیں ۵

اخلاق: اخلاقی برائیاں ۳

انسان: انسان آسائش کے وقت ۲؛ انسان خوش گذرانی کے وقت ۲؛ انسان کا اثر قبول کرنا ۶ انسان کا تکبر ۶؛ انسان کے

حالات ۲، ۳

پریشانی: پریشانی کے دور ہونے کے آثار ۳؛ پریشانیوں سے اپنے کو محفوظ خیال کرنا ۲؛ مشکلات اور پریشانیوں کا ناپائیدار ہون

تکبر: تکبر کی مذمت ۳؛ تکبر کے اسباب ۳

خدا: خداوند متعال کی بخشش ۱؛ خداوند متعال کی نعمتیں ۱

خوشی: خوشی میں افراط؛ خوشی میں افراط کی مذمت ۳؛

رفاہ: رفاه کے آثار ۳؛ رفاه کی ناپائیداری

فخر و مباہات: فخر کرنے کی مذمت ۳؛ فخر کرنے کے اسباب ۳

مادی سہولیات: مادی سہولیات کا سرچشمہ

نعمت: نعمت کا سبب ۱

## آیت ۱۱

﴿إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾

علاوہ ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک اعمال کئے ہیں کہ انکے لئے مغفرت ہے اور بہت بڑا اجر بھی ہے (۱۱)

۱۔ صابرین اور اعمال صالح بجالانے والے نعمتوں کے چھن جانے اور تنگدستی میں بتلاء ہو جانے کے بعد رحمت خدا سے مایوس ہوتے ہیں اور نہ اس کی تدبیر کا انکار کرتے ہیں۔ انہ لیؤس کفور ... الا الذین صبروا و عملوا لصلحات  
۲۔ صابر لوگ ہمیشہ نیک اعمال کرنے والے، اور ہر حال میں خداوند متعال کو فراموش نہ کرنے والے اور شکر گزار ہیں۔

لئن اذقنا الانسان منا رحمة ... انہ لیؤس کفور الا الذین صبروا...

مذکورہ مطلب اس احتمال کی بناء پر ہے کہ کفور اس کفران سے ہے جو ناشکرے کے معنی میں ہے۔

۳۔ صابرین جو نیک اعمال انجام دینے والے ہیں دنیاوی نعمتوں اور عیش و آرام پا جانے کے بعد بھی تکبر اور غرور کرتے ہیں اور نہ خوشحال ہوتے ہیں۔ انہ لفرح فخور ، الا الذین صبروا و عملوا الصالحات

۳۔ مشکلات اور پریشانیوں میں صبر و شکیبائی کی ضرورت ہے اسی طرح کبھی عیش و آرام میں بھی ہے۔

لئن اذقنا الانسان منا رحمة ... الا الذین صبروا...

۵۔ جس طرح عیش و آرام میں نیک کاموں کو انجام دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مشکلات و پریشانیوں اور رنج و الم میں گرفتار ہو جانے کے بعد بھی۔ لئن اذقنا الانسان منا رحمة ثم نزعناها منه انه لیؤس کفور ... الا الذین صبروا و عملوا الصالحات

۶۔ اچھے کاموں کو بجالانا اور صبر کرنا انسان کی روح کو تقویت بخشتا ہے اور روحی و نفسیاتی لغزشوں سے نجات دیتا ہے۔ انہ لیؤس کفور ... انہ لفرح فخور ، الا الذین صبروا و عملوا الصالحات

آیت ۹، ۱۰ میں ارشاد ہوتا ہے کہ انسان تھوڑی سی آسائش اور سختی میں لڑکھڑاتا ہے۔ اور خود کو کھو دیتا ہے مذکورہ آیت میں اس خصلت سے ان کو استثناء کیا گیا ہے جو لوگ صبر کرتے ہیں اور اچھے کام بجالاتے ہیں۔

۷۔ خداوند متعال کی آزمائش میں کامیابی، نیک کاموں کو انجام دینے اور صبر کرنے میں ہے۔ لیلوکم اتم احسن عملاً ... لئن اذقنا الانسان الا الذین صبروا و عملوا الصالحات

۸۔ صبر پیشہ ہونا بھی نیک کاموں کے سبب ہے۔ الا الذین صبروا و عملوا الصالحات

۹۔ صابر لوگ جو نیک اعمال کرتے ہیں وہ خداوند متعال کی مغفرت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اولئک لهم مغفرة

۱۰۔ وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور نیک اعمال انجام دیتے ہیں بڑے اجر الہی (جنت) کے مستحق ہیں۔ اولئک لهم مغفرة و اجر کبیر

۱۱۔ بڑا اجر الہی (جنت) گناہوں کی بخشش کے سبب سے حاصل ہوتا ہے۔ اولئک لهم مغفرة و اجر کبیر

لفظ "مغفرت" کو "اجر کبیر" پر مقدم کرنے کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ عظیم اجر خداوندی کا حصول

اور جنت میں داخل ہونا گناہوں کی بخشش کے مرہون منت ہے۔

آسائش: آسائش میں صبر کی اہمیت ۳

اجر: آخرت کا اجر ۱۱؛ اجر کے مرتبے ۱۰، ۱۱؛ اجر کے اسباب ۱۱

استقامت: استقامت کے اسباب ۶

اطمینان: اطمینان کے عوامل ۶

امتحان: امتحان میں کامیابی کے عوامل ۷

اہل ذکر: بخشش: بخشش کے آثار ۱۱؛ بخشش کے مستحقین ۹

پریشانی: پریشانی سے نجات کے اسباب ۶

جنت: اجر جنت: ۱۰؛ اجر جنت کے اسباب ۱۱؛ اہل بہشت: ۱۰

خدا: خداوند متعال کے امتحان ۷؛ خداوند متعال کے اجر ۱۰، ۱۱

سہولتیں: سہولتوں میں صبر کی اہمیت ۳

شکر کرنے والے: ۲

صالحین: صالحین کی بخشش ۹؛ صالحین کا ایمان ۱؛ صالحین کا اجر اخروی ۱۰؛ صالحین ہمیشہ ذکر الہی میں ۲؛ صالحین ہمیشہ

شکر گزاری میں ۲

صبر: صبر کے آثار ۷، ۶؛ صبر کے اثر انداز ہونے کا سبب ۸

نیک اعمال: نیک عمل کرنے والے دنیا کی نعمتوں میں ۵؛ نیک عمل کرنے والے سہولت میں ۵؛ نیک عمل کرنے والے

مشکل میں ۵؛ نیک اعمال کے آثار ۶، ۷؛ نیک عمل کی اہمیت ۵؛

صبر کرنے والے:

صابرین آسائش کے وقت ۳؛ صابرین اور اظہار فکر؛ صابرین اور تکبر؛ صابرین اور خوشی ۳؛ صابرین اور غربت ۱؛ صابرین سہولت کے وقت ۳؛ صابرین کی خصوصیات ۱، ۲، ۳؛ صابرین نعمت کے چلے جانے پر ۱؛ صبر کرنے والوں کی بخشش ۹؛ صبر کرنے والے ہمیشہ شکر الہی میں ۲؛ صبر کرنے والے ہمیشہ ذکر الہی میں ۲

فکری تقویت: فکری تقویت کے اسباب ۶

مشکل: مشکل میں صبر کی اہمیت ۳

## آیت ۱۲

﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾

پس کیا تم ہماری وحی کے بعض حصوں کو اس لئے ترک کرنے والے ہو یا اس سے تمہارا سینہ اس لئے تنگ ہوا ہے کہ یہ لوگ کہیں گے کہ ان کے اوپر خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا ان کے ساتھ ملک کیوں نہیں آیا۔ تو آپ صرف عذاب الہی سے ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر شے کا نگران اور ذمہ دار ہے (۱۲)

۱۔ قیامت کے ذکر کے سبب مشرکین جناب رسول خدا ﷺ کی تکذیب کرتے تھے اور اپنے غیر معقول مشورہ سے پیغمبر کو بعض آیات کے ترک کرنے اور ابلاغ نہ کرنے کے خطر اتمیں ڈال دیتے تھے۔

فلعلک تارک بعض ما یوحى الیک و ضائق به صدرك ان یقولوا لو لا انزل علیہ کنز

یہ بات واضح ہے کہ وہ خوف و شک جو لفظ (لعل) سے ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ متکلم (خداوند) نہیں ہے۔ بلکہ وہ مخاطب (جناب رسالت مآب) کے شک و تردید کو بیان کرتا ہے۔ یا اس خاص مورد کی طرف اشارہ ہے کہ جہاں ہو انسان بعض آیات کے ترک کرنے کو بعید نہیں سمجھتا لہذا "لعلک تارک..." اس معنی کو سمجھا رہا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کچھ ایسے ہی حادثہ سے دوچار تھے کہ جس میں یہ احتمال اور خوف تھا کہ جہاں پیغمبر بعض آیات کے ابلاغ میں شک و تردید میں پڑ جائیں اور عارضی طور سے مصلحت یہ سمجھیں کہ ان آیات کو نہیں ہوتی کہ کچھ آیات کو ابلاغ نہ کرے

(لعلك تارك ...) یہ بتاتا ہے کہ پیغمبر اس وقت تک ابلاغ نہ کریں جب تک حالات سازگار نہ ہو جائیں جملہ (ان یقولوا...) میں لام تاکید اور لانا فیہ مقدر ہیں۔ یعنی اصل میں (لان لا یقولوا...) ہے۔ یہ جملہ ان اسباب کی طرف اشارہ کرتا ہے جو خوف و خطر کا سبب بنے ہیں۔ لعلك تارك کو ساتویں آیت پر تفریع کرنا اس بات کو سمجھاتا ہے کہ قیامت کا جھٹلانا بھی ان خوف و خطر کے اسباب کو مہیا کرنے میں موثر ہو۔

۲۔ پیغمبر اسلام کی یہ ذمہ داری تھی۔ کہ جن احکام اور معارف الہی کی خداوند متعال کی طرف سے وحی کی گئی ہے۔ ان کو لوگوں تک پہنچائے۔ اگرچہ بعض احکام کے بیان سے لوگوں کی مخالفت اور محاذ آرائی کا سامنا بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔  
ان هذا الا سحر مبين ... فعلك تارك بعض ما یوحی الیک

۳۔ قرآن مجید کی کچھ آیات کے ابلاغ کو ترک کرنے کا خیال پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے اور پریشانی اور غم کا سبب بنتا تھا۔ فعلك تارك بعض ما یوحی الیک و ضائق به صدرک

مذکورہ معنی اس وقت لیا جاسکتا ہے۔ کہ جب جملہ (وضائق بہ صدرک) کو حالیہ قرار دیں۔ اور (بہ) میں ضمیر کا مرجع (ترک ابلاغ) ہو جو جملہ (لعلك تارك...) سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی طرف اس ضمیر کو لوٹایا گیا ہے۔ یعنی اگر اس طرح کے حالات پیدا ہو جائیں کہ (اے رسول ﷺ) تم کچھ آیات الہی کو ابلاغ کرنے میں شک و تردید میں پڑ جاؤ اور اس ترک ابلاغ کے خیال کو ذہن میں دھراتے رہو تو یہ خیال آپ ہی کو پریشان میں ڈال دے گا۔

۳۔ مبلغ دین کی ذمہ داری ہے کہ تمام قوانین اسلام اور معارف دین لوگوں کے لیے بیان کریں اور ان میں سے کچھ بھی پنہان نہ کریں۔ فلعلك تارك بعض ما یوحی الیک

۵۔ بعض معارف اسلام اور احکام دین سے لوگوں کا وحشت زدہ اور اپنی قبول کرنے کے مواقع کا فراہم نہ ہونا یہ دلیل نہیں بنتا کہ ان کا تبلیغ نہ کی جائے۔ ان هذا الا سحر مبين ... فلعلك تارك بعض ما یوحی الیک

۶۔ قرآنی آیات وہ حقائق ہیں جو وحی کے ذریعہ پیغمبر ﷺ پر

نازل ہوتی تھیں۔ فلعلک تارك بعض ما یوحی الیک

۷۔ مشرکین کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کے برحق ہونے کی دلیل یہ تھی۔ کہ معجزہ کے طور پر (خداوند متعال کی طرف سے) کوئی خزانہ اور مال کثیر ان پر نازل ہو۔ ان یقولوا لو لا انزل علیہ کثر

۸۔ مشرکین کا آنحضرت کے برحق ہونے پر اطمینان حاصل کرنے کے لیے یہ مطالبہ تھا کہ پیغمبر اسلام کے ساتھ فرشتہ نازل ہو جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہے۔ ان یقولوا لو لا ... جاء معه ملک

۹۔ مشرکین کے بے جا مطالبات اور معجزات دکھانے کی خواہشات آنحضرت ﷺ کی پریشانی و غم کا سبب بنتی تھیں۔ و ضائق به صدرك ان یقولوا لو لا انزل علیہ کثر ا و جاء معه ملک

مذکورہ مطلب اس صورت میں آیت سے حاصل کیا جاسکتا ہے جب (بہ) کی ضمیر (ان یقولوا ...) کی طرف پلٹے، دوسرے الفاظ میں (ان یقولوا ...) کا جملہ ضمیر (بہ) کا بدل ہو۔ یعنی اس طرح جملہ ہوگا "و ضائق صدرك بان یقولوا..." ۱۰۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی ذمہ داری یہ ہے کہ احکام الہی اور معارف دین کو لوگوں تک پہنچائے اور ان کو (عذاب الہی) سے ڈرائے نہ یہ کہ ان کی بے تکی خواہشات کو پورا کرے۔ انما انت نذیر

۱۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ تبلیغ اور خوف خدا دلانے کے بعد لوگوں کے اعمال اور ان کے کفر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ انما انت نذیر

جملہ (انما انت نذیر) میں جو لفظ انما سے حصر کیا گیا ہے۔ یہ حصر اضافی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی ذمہ داری کو بتاتا ہے۔

۱۲۔ خداوند متعال تمام چیزوں کا نگہبان اور مدبر ہے۔ واللہ علی کل شیء وکیل (وکیل) اسکو کہتے ہیں جو دوسروں کے کام کو اپنے ذمہ لیے ہوئے ہو۔ اور چونکہ آیت کریمہ میں لفظ (علی) کے ذریعے سے متعدی ہوا ہے۔ اس وجہ سے حفاظت اور نگہبانی کا معنی اس میں مضمر ہے۔ اسی وجہ سے جملہ (واللہ علی...) کا اشارہ اس معنی کی طرف ہے۔ کہ خداوند متعال لوگوں کے تمام امور میں ان کا حافظ اور نگہبان ہے۔

۱۳۔ معجزہ دکھانا اور لوگوں کے مطالبات اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنا خداوند عالم کے اختیار میں ہے نہ کہ پیغمبر اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ انما انت نذیر واللہ علی کل شیء وکیل



اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۹

اسماء و صفات: وکیل ۱۲

امور: مدبر الامور ۱۲

ایمان: حضرت محمد مصطفیٰ پر ایمان ۷

تبلیغ: تبلیغ نقض کی پہچان ۵، ۳؛ تبلیغ اور لوگوں کا خوف ۵؛ تبلیغ کے شرائط ۵، ۳

خدا: افعال خداوند ۱۲؛ خداوند متعال کا پالنے والا ہونا ۱۲؛ خداوند متعال کی شان و شوکت ۱۳؛ خداوند متعال کا محافظ ہونا ۱۲

دین: تبلیغ دین کی اہمیت ۱۲؛ دین کی تبلیغ ۳، ۵، ۱۰

قرآن: قرآن مجید کا وحی ہونا ۶

مبلغین: مبلغین کا فریضہ ۳

محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): رسالت مآب ﷺ کا ڈرانا ۱۰، رسالت مآب کی تبلیغ ۱۰؛ رسالت مآب کے غم زدہ ہونے کے اسباب ۳، ۹، رسالت مآب ﷺ کا دائرہ اختیار ۱۳؛ رسالت مآب کی ذمہ داری کا دائرہ ۱۱؛ رسالت مآب اور وحی کا پہنچانا ۱، ۳۸۲؛ رسالت مآب ﷺ کی ذمہ داریاں ۲، ۱۰، رسالت مآب پر غزانے کا نازل ہونا ۷؛ رسالت مآب پر وحی نازل ہونا ۶

مشرکین: مشرکین کی بے تکی خواہشات ۱، ۸، ۹؛ مشرکین اور قیامت کا جھٹلانا ۱؛ مشرکین اور رسالت مآب ﷺ ۱، ۷،

۸، ۹؛ مشرکین اور معجزہ ۷؛ مشرکین کا خواہشات معجزہ ۷، ۹

معجزہ: خواہشات معجزہ ۸، ۱۳؛ معجزے کا سبب ۱۳

ملائکہ: ملائکہ کے نازل ہونے کی درخواست ۸

## آیت ۱۳

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ وَاذْعُوا مِّنْ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن بندے نے گڑھ لیا ہے تو کہہ دیجئے کہ اس کے جیسے دس سورہ گڑھ کر تم بھی لے آؤ اور اس کے علاوہ جس کو چاہو اپنی مدد کے لئے بلاؤ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو (۱۳)

۱۔ بعثت کے زمانے کے مشرکین قرآن مجید کو بنایا ہوا جھوٹ اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اپنی گھڑی ہوئی بات سمجھتے تھے۔  
ام یقولون افتراه

(افتراء) جھوٹ گھڑنے کے معنی میں ہے۔ اس کے فاعل کی ضمیر پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف لوٹی ہے۔

۲۔ قرآن مجید نے مشرکین کو چیلنج کرتے ہوئے ان سے قرآن جیسے دس سورہ لانے کا مطالبہ کیا اور اپنی مقابلہ کی دعوت دی۔ ام یقولون افتری ہ قلاتوا بعشر سور مثله

۳۔ پروردگار عالم نے انسان کے لیے قرآن مجید جیسے سورہ لانے کے لیے کوئی قید و شرط بن لگائی ہے۔  
فاتوا بعشر سور مثله مفتريات و ادعوا من استطعتم

جملہ (من استطعتم...) میں لفظ "من" تمام جن و انس عرب و عجم کو شامل ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کی مثل لانے ہیں کسی محدودیت کو تصور نہیں کیا گیا۔

۳۔ خداوند متعال نے (قرآن کی مثل لانے میں) انسانوں کے یہ شرط نہیں لگائی کہ ان مطالب کو ان سورتوں میں لایا جاتے۔ جو حقائق اور واقعات پر مبنی ہوں۔ فاتوا بعشر سور مثله مفتريات ...

آیت میں "عشر سورۃ کی صفت مفتريات (گڑھی ہوئی باتیں) لانے کا مقصد یہ تھا۔ کہ قرآن کے مقابلے میں جو آیات تم لاؤ گے۔ اس کے لیے ضروری نہیں ہے۔ کہ ان کے مطالب حقائق اور

واقعیات پر مبنی ہوں۔ بلکہ فصاحت و بلاغت اور کلام کی ترتیب میں ہم مثل ہوں۔ تو بھی کافی ہے۔

۵۔ مشرکین کو قرآن مجید جیسے سورہ بنانے میں ہر ایک سے مدد طلب کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ و ادعوا من استطعتم  
۶۔ خداوند متعال نے پیغمبر اسلام ﷺ کو مشرکین کے خلاف استدلال کرنا اور ان کے نامناسب دعوؤں کا جواب تعلیم

فرمایا۔ ام یقولون افتری ھ قل فاتوا ...

مذکورہ معنی کو لفظ (قُل) سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جو پیغمبر سے خطاب ہے۔

۷۔ قرآن کی مثل لانا بھی صرف خدا کے اختیار میں ہے۔ وادعوا من استطعتم من دون اللہ

"من دون اللہ" کے جملے کا معنی یہ نہیں کہ خداوند متعال سے مدد طلب نہ کرو بلکہ وہ "من استطعتم" سے عموم کی تاکید سے  
ساتھ اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ قرآن جیسا لانا صرف خدا کے اختیار میں ہے۔

۸۔ رسالت مآب کے زمانے میں ہی قرآن مجید کو "سورۃ" کے نام سے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔  
فاتوا بعشر سو مثل

۹۔ مدعا کا سچ اور صحیح ثابت کرنا دلیل و برہان کا محتاج ہے۔ قل فاتوا بعشر سور مثله ... ان کنتم صادقین

"فاتوا بعشر سور" حقیقت میں "ان کنتم ..." کا جواب شرط ہے معنی یہ ہے۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اسی کی  
مثل دس سورتوں کو لا کر دکھاؤ۔

ادعا: دعویٰ میں دلیل کی اہمیت ۹؛ دعویٰ کو ثابت کرنے کے شرائط ۹

اعداد: دس کا عدد ۲

خدا: خداوند متعال کی خصوصیات ۷؛ خداوند متعال کی تعلیمات ۶

قرآن بتاریخ قرآن مجید ۸؛ قرآن مجید کا چیلنج ۲؛ قرآن مجید کا عمومی چیلنج ۳، ۳، ۵؛ قرآن مجید کی سورہ بندی ۸؛ قرآن مجید کا  
صدر اسلام میں ہونا ۸؛ قرآن مجید اور مشرکین ۲؛ قرآن مجید کی مثل لانا ۲، ۳، ۳، ۵، ۷

محمد ﷺ: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دلیل لانا ۶; رسالت مآب پر بہتان ۱; رسالت مآب اور مشرکین ۶; حضرت مشرکین: مشرکین کے بے جادعوے ۶; صدر اسلام میں مشرکین کی بہتان بازی ۱; صدر اسلام کے مشرکین اور قرآن ۱; مشرکین اور قرآن ۵

### آیت ۱۲

﴿فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

پھر اگر یہ آپ کی بات قبول نہ کریں تو تم سب سمجھ لو کہ جو کچھ نازل کیا گیا ہے سب خدا کے علم سے ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو کیا اب تم اسلام لانے والے ہو (۱۲)

۱۔ تمام انسان اور ان کے جھوٹے خدا قرآن مجید کی مثل دس سورہ لانے سے عاجز ہیں۔

قل فاتوا بعشر سور مثله ... فلم يستجيبوا لكم

"فہل انتم مسلمون" کے قرینہ کی وجہ سے لکم اور اعلموا کے مخاطب مشرکین ہیں۔ اس بنا پر (یستجیبوا...) کے فاعل کی ضمیر (من استطعتم) کی طرف لوٹتی ہے۔ اس سے یہ معنی حاصل ہوگا کہ اے رسول ﷺ مشرکین سے کہہ دو کہ اگر کوئی حتی تمہارے معبود بھی اپنی ناتوانی کی وجہ سے قرآن کے مثل لانے کے تمہارے تقاضے کو پورا نہیں کر سکے تو...

۲۔ قرآن خداوند متعال کی طرف سے کتاب ہے اور اس کے علم کا ایک جلوہ ہے۔ فاعلموا انما انزل بعلم الله

۳۔ قرآن کا مثل لانے ہیں ہیں مشرکین کا عاجز اور ناتوان ہو جانا واضح اور روشن دلیل ہے کہ قرآن خداوند متعال کی طرف سے ہے۔ اور اس کا سرچشمہ علم خداوندی ہے۔ فلم يستجيبوا لكم فاعلموا انما انزل بعلم الله ...

۳۔ قرآن کے لیے علم الہی کا سرچشمہ ہونا دلیل ہے کہ غیر خدا اس کے مثل لانے سے عاجز ہے۔  
فان لم يستجيبوا لكم فاعلموا انما انزل بعلم الله

(فالم يستجيبوا لكم فاعلموا...) کا جملہ جہاں علت اثباتی یعنی (قرآن کا خدا کی طرف سے ہونے پر دلیل قائم کرنا) کو بیان کر رہا ہے وہاں علت ثبوتی (یعنی بشر، قرآن کی مثل لانے سے عاجزی کے راز و سبب) کی بھی حقانیت کر رہا ہے۔

۵۔ خداوند متعال کے سواء کوئی معبود یکتا نہیں ہے۔ فاعلموا ... ان لا اله الا هو

۶۔ قرآن کی مثل لانے پر عاجز ہونا یہ دلیل ہے کہ خدائے الیزال یکتا ہے۔ اور کوئی معبود سوائے اس کے لائق عبادت نہیں ہے۔ فالم يستجيبوا لكم فاعلموا ... ان لا اله الا هو

(ان لا اله الا هو) کا جملہ خداوند ذوالجلال کی وحدانیت کو بتانے کے ساتھ ساتھ توحید عبادی کی ضرورت کو بتاتا ہے۔ اور "انما انزل..." پر عطف ہے لہذا یہ "فان لم يستجيبوا" کے لیے جزائے شرط ہوگا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن کی مثل لانے پر بشر عاجز ہے۔ یہ دلیل ہے کہ خداوند متعال وحدہ لا شریک ہے۔

۷۔ قرآن معجزہ اور رسالت ماب ﷺ کی حقانیت پر دلیل ہے۔ ام يقولون افتراه ... فالم يستجيبوا لكم فاعلموا انما انزل بعلم الله

۸۔ خداوند متعال کے سامنے سر تسلیم خم ہونا اسلام و توحید الہی اور قرآن کا خداوند کی طرف سے ہونا اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ فالم يستجيبوا لكم ... فهل انتم مسلمون

جملہ "فهل انتم..." میں استفہام امر اور رغبت دلانے کے لیے بیان کیا گیا ہے یعنی فاسلموا... یعنی فاسلموا...

۹۔ تمام مخلوق کا قرآن کی مثل لانے پر عاجز ہونا یہ دلیل ہے کہ اسلام کو قبول کریں اور خداوند متعال کے سامنے سر تسلیم خم ہو جائیں۔ فالم يستجيبوا لكم ... فهل انتم مسلمون ...

مذکورہ معنی اس صرف (فائی) سے لیا گیا ہے جس نے جملہ "هل انتم..." کو جملہ "فالم يستجيبوا" پر تفریع کیا ہے۔

۱۰۔ خداوند متعال نے مشرکین کو قرآن کے خدا کی طرف سے نازل ہونے پر توجہ دلا کر اسلام اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ فالم يستجيبوا لكم فاعلموا ... فهل انتم مسلمون

اسلام: اسلام کے قبول کرنے کی اہمیت ۸; اسلام کی دعوت ۱۰; قبول اسلام کے دلائل ۹  
اعداد: دس کا عدد ۱

انسان: انسانوں کا عاجز ہونا ۱، ۶، ۹

ایمان: اسلام پر ایمان ۱۰; قرآن پر ایمان ۱۰  
تسلیم: خداوند متعال کو تسلیم کرنے کی اہمیت ۸; خداوند متعال کو تسلیم کرنے کے دلائل ۹  
توحید: توحید کو قبول کرنے کی اہمیت ۸; توحید عبادی ۵; توحید عبادی کی علامتیں ۶  
جھوٹے خدا: جھوٹے خداؤں کا عاجز ہونا ۱

خدا: خداوند متعال کی خصوصیات ۵; خداوند متعال کا متوجہ کرنا ۱۰; علم الہی کی نشانیاں ۲، ۳، ۳  
قرآن مجید: قرآن مجید کے بے مثل و مثال ہونے کے آثار ۶، ۹ قرآن مجید کے وحی خدا ہونے کے آثار ۱۰، قرآن کا اعجاز  
۱; قرآن مجید کا بے مثل ہونا ۱، ۳، قرآن مجید کے بے مثال ہونے پر دلائل ۳; قرآن مجید کا وحی ہونے پر دلائل ۳; ۳ قرآن  
مجید کا معجزہ ہونا ۴; قرآن مجید کا سرچشمہ ۳، ۳; قرآن مجید کا وحی ہونا ۲، ۸; قرآن مجید کی خصوصیات ۲; قرآن مجید کے لیے  
ہم مثل بنانا ۱

محمد ﷺ: محمد مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت پر دلائل ۴; حضرت محمد ﷺ کا معجزہ ۴

مشرکین: مشرکین کو دعوت دینا ۱۰; مشرکین اور قرآن مجید ۱۰  
نظریہ کائنات: کائنات کے بارے میں توحیدی نظریہ

## آیت ۱۵

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَتْهَا نُفُوفٌ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ﴾

جو شخص زندگانی دنیا اور اس کی زینت ہی چاہتا ہے ہم اسکے اعمال کا پورا پورا حساب یہیں کر دیتے ہیں اور کسی طرح کی کمی نہیں کرتے ہیں (۱۵)

۱۔ دنیا کی نعمتیں اور اس کی زینت کو حاصل کرنے کیلئے کوشش کرنا اسی دنیا میں نتیجہ بخش ہے اور اس کا فائدہ بغیر کسی کمی کے انسان کو پہنچتا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زَيَّنَتْهَا نُفُوفٌ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ

توفیہ (نوف) کا مصدر ہے۔ جو مکمل طور سے ادا کرنے کے معنی میں ہے۔ (اعمال) سے مراد اعمال کا نتیجہ اور اس کا ثمرہ ہے۔ (بخس) نقص کے معنی میں ہے۔ (لا یبخسون) کا معنی یہ ہے کہ اس کے حق کی ادائیگی میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

۲۔ دنیاوی نعمتوں کے حصول کے لیے ضروری نہیں ہے۔ کہ انسان خداوند متعال کی نسبت صحیح عقیدہ رکھتا ہو اور دین حق کو صحیح طریقے پر قبول کرتا ہو۔ مَنْ يَرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زَيَّنَتْهَا نُفُوفٌ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ

گذشتہ آیت اور بعد کی آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ (مَنْ كَانَ ...) کا مصداق کفار اور مشرکین ہیں۔

۳۔ دنیاوی نعمتوں کا حصول انسان کی اپنی کوششوں پر منحصر ہے۔ نہ وہ امیدیں جو وہ امیدیں تہ زن امیدوں پر جو وہ اپنے دل میں لیے ہوئے ہیں۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ ... نُفُوفٌ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ

قرآن نے یہ نہیں کہا (کہ ہر کوئی جو دنیا کی تمنا رکھتا ہے۔ اسکو ہم عطا کریں گے) بلکہ لفظ (اعمالہم) صراحت سے یہ بتاتا ہے کہ خداوند دنیا کے طالب کو اسکی اپنی کوشش کا ثمرہ عطا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے حصول کے لیے جو چیز کار ساز ہے وہ اس کی اپنی کوشش ہے۔

۳۔ کائنات پر خداوند متعال کی حاکمیت اور اسکے عوامل

اور اسبابِ نواف الیہم اعمالہم فیہ

یہ واضح بات ہے کہ دنیا کے مادی اسباب انسان کی کوشش کو ثمر آور کرنے میں مؤثر ہوتے ہیں۔ لیکن خداوند متعال اس آیت (نواف الیہم اعمالہم) کہ ان کی کوشش کا ثمرہ ان کو دوں گا۔ اور ثمرہ دینے کی نسبت اپنی طرف دینا یہ دلیل ہے کہ کائنات پر اسکی حاکمیت ہے۔

۵۔ حق داروں کو ان کا حق عدل الہی کے مطابق دیا جائیگا۔ نواف الیہم اعمالہم و ہم فیہا لایبخسون

۶۔ کوششوں کا نتیجہ اور ثمرہ انسان کے اعمال کا پر تو ہے۔ نواف الیہم اعمالہم

(اعمال) کے لفظ کا ذکر کرنا اور اس سے نتیجہ اور ثمرہ کا ارادہ کرنا۔ یہ درحقیقت وہی عمل و کوشش ہے۔ جو خود انسان بجالاتا ہے۔

۷۔ انسانوں کی کوشش کو ثمر آور کرنا۔ یہ سنت الہی میں سے ہے۔ نواف الیہم اعمالہم فیہا و ہم فیہا لایبخسون

۸۔ بعثت کے زمانے کے مشرکین اپنی دنیا پرستی اور اسکی ظاہری رونق کے سبب قرآن پر ایمان نہیں لائے اور اسکو پیغمبر اسلام کی طرف سے گھڑا ہوا کلام سمجھا۔ ام یقولون افتربہ۔ من کان پدید الحیاء الدنیا و زینتہ

مشرکین کو توحید کی دعوت دینے اور واضح دلیلیں قائم کرنے کے بعد ان کی دنیا پرستی اور ظاہری چمک دھمک کی طرف انکے میلان کو بیان کرنا ان اسباب کی طرف اشارہ ہے جن کی وجہ سے مشرکین کفر اختیار کرنے پر مصر تھے یعنی قرآن کی حقانیت پر واضح و روشن دلیلوں کے موجود ہونے کے باوجود بھی قرآنی حقائق کو مشرکین کا قبول نہ کرنا ان کی دنیا پرستی پر دلیل ہے۔

۹۔ دنیا پرستی اور اس کے تجملات توحید اور رسول ﷺ کی رسالت اور قرآن پر ایمان لانے سے مانع ہیں۔

فاعلموا انما انزل بعلم اللہ و ان لا الہ الا هو فهل انتم مسلمون ، من کان یرید الحی وۃ الدنیا و زینتہ

۱۰۔ لوگوں کے کام کی اجرت بغیر کسی کمی کے دینا ضروری ہے۔ نواف الیہم اعمالہم و ہم فیہا لایبخسون

(و ہم فیہا لایبخسون...) جملہ جالیہ اس علت کو بیان کر رہا ہے کہ خداوند عالم نے اپنے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ محنت و کوشش کا مکمل اجر عطا کرے گا یعنی کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی کے حق کی ادائیگی میں کمی کی جائے لہذا خداوند عالم انسان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔



۱۱۔ دنیا میں نیک اور پسندیدہ اعمال کا ثمر آور ہونا یہ سنت الہی ہے۔ نواف الیہم اعمالہم و ہم فیہا لا یبخسون  
 جملہ (نواف الیہم اعمالہم...) میں اعمال سے مراد ممکن ہے کہ نیک اعمال ہوں۔ مثلاً غریبوں کی سرپرستی کرنا، مظلوموں  
 کی مدد کرنا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ روزمرہ زندگی کی روزی کی تلاش مراد ہو۔ مثلاً تجارت، صنعت و... یہ بھی ممکن ہے۔ کہ  
 تمام کام مراد ہوں خورہ وہ نیک اعمال ہوں۔ یا متعارف اور رائج اعمال ہوں۔ قابل ذکر ہے کہ آنے والی آیت (جط ما  
 ضعوا فیہا و باطل ما کانوا یعملون) تیسرے معنی کی تائید کرتی ہے۔

۱۲۔ نیک اعمال کا اگر مقصد یہ ہو کہ اسکا پھل دنیا میں ملے۔ تو اسکا نتیجہ بھی فقط دنیا ہی میں پائے گا۔  
 من کان یرید الحیاۃ الدنیا و زینتھا نواف الیہم اعمالہم فیہ

آرزو: آرزو کا اثر ۳

افتراء: حضرت محمد ﷺ پر بہتان ۸

امکانات مادی: دنیاوی آسائشوں کا حصول ۲؛ دنیا کی آسائشوں کے حصول کش کوشش؛ امکانات ہادی کے حصول کے  
 اسباب

ایمان: قرآن مجید پر ایمان لانے کے موانع ۹؛ رسالت مآب ﷺ پر ایمان لانے کے موانع ۹؛ پیدائش مخلوقات کا حاکم  
 ۳:

توحید: توحید کو قبول کرنے میں موانع ۹

تجمل پسندی: تجمل پسندی کے آثار ۸، ۹

حقوق: حقوق دینے میں عدالت ۵

خدا: خداوند متعال کی حاکمیت ۳؛ خدا متعال کی سنتیں ۴، ۱۱؛ خداوند متعال کی عدالت ۵

دنیا کا حصول: دنیا کے حصول کے آثار ۸، ۹

دین: دین میں نقصان کی پہچان ۹

زینت: دنیاوی زینتیں ۱

عقیدہ: عقیدہ کے آثار ۲

عمل: عمل کے آثار ۱، ۳، ۶، ۷؛ پسندیدہ عمل کے آثار ۱۱؛ پسندیدہ عمل کا دنیا میں پھل ۱۲؛ عمل کا مجسم ہونا ۶

قرآن: قرآن مجید کو جھٹلانے کے اسباب ۸

کام: کام کی اجرت کی اہمیت ۱۰

مادی اسباب: مادی اسباب کا حاکم ۳

مزدور: مزدور کی مزدوری کا ادا کرنا ۱۰

مزدوری: مزدوری دینے میں عدالت ۱۰

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی بہتان تراشی ۸؛ صدر اسلام کے مشرکین کی تجمل پسندی ۸؛ صدر اسلام کے

مشرکین کا دنیاوی حصول ۸؛ صدر اسلام کے مشرکین اور قرآن ۸؛ صدر اسلام کے مشرکین اور رسالت مآب ﷺ ۸

### آیت ۱۶

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

اور یہی وہ ہیں جن کے لئے آخرت میں جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور ان کے سارے کاروبار برباد ہو گئی ہیں اور سارے اعمال باطل و بے اثر ہو گئے ہیں (۱۶)

۱۔ دنیا کے طالب کافرجو دنیا کی رونق سے دل لگائے ہوئے ہیں۔ آخرت میں ان کو جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔  
من كان يريد الحياة الدنيا و زينتها ... اولئك الذين ليس لهم في الآخرة الا النار

۲۔ آخرت میں سعادت، دنیا پرستی اور اسکی رونق سے منہ موڑنے میں ہے۔  
من كان يريد الحياة الدنيا ... اولئك الذين ليس لهم في الآخرة الا النار

۳۔ دنیا پسند اور اسکی ظاہری رونق سے دل لگائے ہوئے

لوگوں کے اعمال آخرت میں ضبط ہو جائیں گے اور خداوند متعال کے نزدیک انکی کوئی قیمت نہیں ہے۔  
اولئك ... و حبط ما صنعوا فيه

(فیہا) کی ضمیر (الحیة الدنیا) کی طرف لوٹتی ہے۔ لفظ (حبط) کا ظرف (فی الآخرة) ہے۔ جو اس سے پہلے ذکر ہوا ہے۔ اصل میں عبارت یوں ہے۔ (و حبط فی الآخرة ما صنعوا فی الدنیا) کیونکہ لفظ (ضیعة) کا معنی نیک عمل ہے۔ اس وجہ سے (ما صنعوا) کا معنی بھی نیک اعمال ہوں گے۔ یعنی محتاجوں کا ہاتھ پکڑنا وغیرہ... اور (ما کانوا) سے مراد وہ کام ہیں جو روزمرہ کی زندگی کے لیے انسان انجام دیتا ہے۔ مثلاً تجارت وغیرہ کرنا۔

۳۔ اگر دنیا میں انسان کے اعمال میں الہی پہلو نہ پایا جاتا ہے تو آخرت میں اسکی کوئی قیمت ہوگی اور نہ ثمر آور ہوگا۔  
اولئك ... باطل ما کانوا یعملون

۵۔ عن امیر المؤمنین (علیہ السلام) انه قرا " ... اولئك الذین لیس لهم فی الآخرة الا النار ... ثم قال: کیف استطیع الصبر علی نار لو قذفت بشررة الی الارض لاحرقت نبتھا؟ ... (۱)

مولائے کائنات امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ جب حضرت (علیہ السلام) نے اس آیت (اولئك الذین لیس لهم فی الآخرة الا النار...) کی تلاوت فرمائی تو حضرت نے یہ جملہ فرمایا کہ میں کس طرح اس آگ کو برداشت کر سکتا ہوں جسکی ایک چنگاری اگر زمین پر گر جائے۔ تو جو بھی روئے زمین پر اگنے والی چیزیں ہیں ان سب کو جلا دے گی...

اہمیت: اہمیت کا معیار ۳

جہنم: آتش جہنم کا ہولناک ہونا ۵

دنیا کے طالب: دنیا کے طالب کے پسندیدہ عمل کا بے قیمتی ہونا ۳

دنیا کی طلب: دنیا کی طلب کے آثار ۱، ۳

روایت: ۵ زہد: زہد کے آثار ۲

سعادت: اخروی سعادت کا پیش خیمہ ۲

عمل: آخرت کے لیے عمل کی قیمت ۳؛ عمل کے ضبط ہونے کے اسباب ۳

قیامت: قیامت میں اعمال کا ضبط ہونا ۳  
کفار: کافروں کے لیے جہنم ۱؛ کافر دنیا کے طالب ۱  
نیت: نیت کے آثار ۳

## آیت ۱۷

﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلے دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ بھی ہے اور اس کے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہی دے رہی ہے جو قوم کے لئے پیشوا اور رحمت تھی۔ وہ اقرار کرے گا بیشک صاحبان ایمان اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے تو خبردار تم اس قرآن کی طرف سے شک میں مبتلا نہ ہونا۔ یہ خدا کی طرف سے برحق ہے اگرچہ اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے ہیں (-۱۷)

۱۔ انسانوں کے بعض گروہ کا بصیرت الہی سے سرفراز ہونا قرآن مجید کی حقانیت اور خدا کی طرف سے نازل ہونے کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ افعمن کان علیٰ بینۃ من ربہ

(بینۃ) کا معنی روشن دلیل ہے۔ اس پر دلیل وہ مربوط آیات ہیں جو پہلے ذکر ہوئی ہیں اور جو جملات بعد میں ذکر ہوئے ہیں۔ مثلاً (انہ الحق من ربک) یہ قرآن مجید کے برحق اور خدا کی طرف سے ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔ لفظ (من) جملہ (أفعمن کان...) میں بتداء ہے اور اسکی خبر (کمن لیس كذلك...) کی مانند شبہ جملہ ہے۔ تو معنی یوں ہوگا (فعمن کان...) تو کیا جو شخص بصیرت الہی سے مالا مال ہے وہ قرآن کی حقانیت پر واضح دلیل رکھتا ہے کیا یہ

اس کی مانند ہے جو اس طرح نہیں ہے۔

۲۔ خود قرآن مجید، اپنے صحیح اور سچے ہونے پر دلیل ہے۔ و یتلوہ شاہد منہ

(شاہد) سے مراد کیا ہے۔ اسمیں چند نظریے ہیں ممکن ہے۔ جملہ (و من قبلہ کتاب موسیٰ) اسکی تائید کرے کہ شاہد سے مراد خود قرآن مجید ہو کیونکہ قرآن مجید حق اور الہی ہے۔ اس آیت کی روشنی میں کہ (انہ الحق من ربک) (تُلُوْا) مصدر یتلوہ ہے۔ جو پیچھے آنے کے معنی میں ہے یعنی شاہد کا پیچھے پیچھے آنا۔ یہ کنایہ ہے کہ شاہد تائید اور مدد کرنے والا ہے۔ اور (یتلوہ) کی ضمیر "من" کی طرف لوٹتی ہے اور "منہ" کی ضمیر "رب" کی طرف لوٹتی ہے۔ اسی بنا پر جملہ (أَفْمَن ... یتلوہ شاہد منہ) یعنی وہ جو (بینہ) کے علاوہ قرآن کی گواہی سے بہرہ مند ہے کیا وہ اس کے مانند ہے جو ایسا نہیں رہے۔

۳۔ خداوند متعال کی طرف بصیرت حاصل کرنے والے، قرآن کی حقانیت اور اسکی راہنمائی اور اس کے گواہ ہونے کو درک کرتے ہیں اور وہ اس بات آگاہ بھی ہیں۔ أَفْمَن كَانَ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَ يُتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

یہ بات واضح ہے کہ ایمان والے اور بے ایمان مساوی نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی روشنی میں کہ ارشاد ہوتا ہے۔ (أَفْمَن ... یتلوہ شاہد منہ) کمن لیس کذلک تنہا وجود قرآن گواہ نہیں بلکہ قرآن کو سمجھنا اور نہ سمجھنا بھی ان دو گروہ میں تفریق کا سبب ہے۔

۳۔ انسان کا با بصیرت اور روشن دل ہونا۔ خدا کی ربوبیت کا پر تو ہے۔ أَفْمَن كَانَ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِّن رَّبِّهِ

۵۔ توریت، قرآن مجید کی حقانیت پر دلیل ہے۔ و یتلوہ ... من قبلہ کتاب موسیٰ

(کتاب) کا لفظ (شاہد) کے لفظ پر عطف ہے۔ اور (قبلہ) کی ضمیر شاہد کی طرف لوٹتی ہے۔

۶۔ توریت نزول قرآن کی بشارت دیتی ہے۔ و من قبلہ کتاب موسیٰ

۷۔ خداوند متعال کی طرف سے جن کو بصیرت عطا کی گئی ہے وہ توریت کا حقانیت قرآن پر دلیل ہونے کو باسانی سمجھ لیتے

ہیں۔ أَفْمَن كَانَ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِّن رَّبِّهِ ... و من قبلہ کتاب موسیٰ ...

۸۔ توریت وہ کتاب ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ و من قبلہ کتاب موسیٰ ...

۹۔ توریت پیشوا، لوگوں کی راہنمائی کرنے والی اور لوگوں پر رحمت ک

سبب ہے۔ و من قبلہ کتاب موسیٰ اماماً و رحمۃً

۱۰۔ انسانوں کو چاہیئے کہ آسمانی کتابوں کو اپنا رہبر و راہنما قرار دیں۔ و من قبلہ کتاب موسیٰ اماماً و رحمۃً

۱۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ حقانیت قرآن پر خدا کی طرف سے بصیرت رکھتے تھے۔ اور خدا کی طرف سے کتاب الہی ہونے پر گواہ اور توریت کے حقائق سے بھی باخبر تھے۔ اُفمن کان علی بینۃ من ربہ ... و من قبلہ کتاب موسیٰ  
بعض مفسرین نے (من کان علی بینۃ) کا واضح مصداق رسالت مآب کو قرار دیا ہے اور اسکی تائید کے لیے جملہ (فلاتک ... کو لاتے ہیں۔

۱۲۔ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے بصیرت رکھتے ہیں۔ وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔  
اُفمن کان علی بینۃ ... اولئک یؤمنون بہ

(ب) ضمیر کا مرجع گذشتہ آیت کی روشنی سے (ام یقولون افترائی) اور بعد والی آیات سے قرآن مجید ہے۔  
۱۳۔ قرآن کے منکر خواہ کسی بھی فرقے - (یہود، نصاری، مشرکین) سے ہوں جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔  
و من یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعده

اگر (الاحزاب) میں الف لام کو عہدی مانیں تو یہ مشرکین، یہود، اور نصاری کی طرف اشارہ ہوگا۔ اور اگر (الف لام) کو استغراقی بھی مانیں تو مذکورہ فرقے اسکا واضح مصداق ہوں گے۔

۱۳۔ ہر فرقے کے لوگوں (یہود، نصاری، مشرکین) پر واجب ہے۔ کہ قرآن پر ایمان لائیں  
و من یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعده

۱۵۔ قرآن کے صحیح اور سچے ہونے کے بارے میں کوئی بھی شک و شبہ ہو تو اسے دل سے نکالنا ضروری ہے۔  
فلا تک فی مریۃ منہ

(منہ) کی ضمیر سے مراد (قرآن مجید) ہے۔ اور (فلاتک ...) جو فعل مخاطب کا جملہ ہے اس سے ہو ایک انسان مراد ہے۔  
۱۶۔ جو بھی قرآن کی صداقت میں شک و شبہ کرے گا جہنم کی آگ میں گرفتار ہوگا۔

فالنار موعده فلا تک فی مریۃ منہ

۱۷۔ خداوند عالم سے بصیرت کی دعا قرآن مجید اور اسمیں بیان کیے گئے حقائق پر توجہ اور توریت کا مطالعہ قرآن کی حقانیت کے بارے میں شک و شبہ است دور کرتے کے اسباب ہیں۔ یہ مسلم بات ہے کہ شک و شبہ، یقین اور علم کی

طرح اسکا تعلق دل سے ہے۔ یہ کسی کے امر یا نہی کرنے سے وجود میں آتے ہیں اور نہ ہی معدوم ہوتے ہیں۔ پس جملہ (فلا تک فی مریۃ منہ) یعنی قرآن کی حقانیت میں شک نہ کرو یہ جملہ ارشادی ہے۔ یعنی ان چیزوں کو بیان کرتا ہے کہ جس سے شک و شبہ دور ہو جاتا ہے اور وہ وہی حقائق ہیں جو صدر آیات میں بیان کیے گئے ہیں۔

۱۸۔ قرآن مکمل طور سے حق ہے اور باطل کے لیے اسمیں کوئی راستہ نہیں ہے۔ انہ الحق۔ الف لام جو (الحق) میں ہے تمام صفات کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ یعنی استغراقی ہے یہ قرآن کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔

۱۹۔ جب قرآن مجید خدا کی طرف سے ہے اور باطل کی اس میں جگہ کوئی نہیں ہے تو اس کے صحیح اور سچا ہونے کے بارے میں شک و شبہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ فلا تک فی مریۃ عندہ الحق من ربک

جملہ (إنہ الحق من ربک) یہ۔ (فلا تک) کے لیے دلیل کی مثل ہے۔

۲۰۔ قرآن مجید خداوند متعال کی طرف سے کتاب اور اسکی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ إنہ الحق من ربک

۲۱۔ اکثر لوگ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے۔ و لكن اکثر الناس لا يؤمنون

مذکورہ معنی اسوقت لیا جاسکتا ہے کہ لفظ (الناس) کے الف لام کو استغراق فرض کریں۔

۲۲۔ اکثر لوگ اس بصیرت سے جو حقانیت قرآن کے بارے میں راہنمائی کرتی ہے بے بہرہ ہیں۔

أفمن كان على بينة من ربه و لكن اكثر الناس لا يؤمنون

۲۳۔ بعثت کے زمانے میں اکثر لوگوں نے قرآن پر ایمان لانے سے انکار کیا۔ و لكن اكثر الناس لا يؤمنون

مذکورہ معنی اس صورت میں لیا جاسکتا ہے۔ جب (الناس) کے الف لام کو عہد حضوری مانیں۔ تو اس سے ان لوگوں کی طرف اشارہ ہوگا جو سورہ ہود کی آیات کے نزول کے وقت زندگی بسر کر رہے تھے۔

۲۴۔ سئل ابوالحسن الرضا عليه السلام عن قول الله عزوجل: (أفمن كان على بينة من ربه و يتلوه شاهد منه" فقال امير

المؤمنين صلوات الله عليه الشاهد على رسول الله ﷺ و رسول الله ﷺ على بينة من ربه <sup>(۱)</sup>

امام رضا علیہ السلام سے اس قول خدا عزوجل کے بارے میں سوال ہوا (أفمن كان على بينة من ربه...) تو حضرت

نے فرمایا امیر المؤمنین علی

ابن ابی طالب ؑ خدا کا درود و سلام ان پر ہو۔ یہ رسول خدا ﷺ پر شاہد ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ خدا کی طرف سے روشن دلیل ہیں۔

۲۵۔ عن الحسين بن علي ؑ في قوله : ( و يتلوہ شاهد منه ) قال : الشاهد هو محمد ﷺ (۲)

امام حسین علیہ السلام سے جب اس آیت (و یتلوہ شاہد منہ) کے بارے میں سوال ہوا۔ تو فرمایا شاہد سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

۲۶۔ "عن امیر المومنین ؑ في قوله تعالى : و من يكفر به من الا حزاب فالنار موعده" یعنی الحجود به والعصيان له (۱) حضرت امیر المؤمنین ؑ سے روایت ہے۔ آیت شریفہ میں کفر سے مراد انکار اور نافرمانی ہے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کی اہمیت ۱۰; آسمانی کتابوں کی راہنمائی ۱۰

اکثریت: جہلا کی اکثریت ۲۲; صدر اسلام میں لوگوں کی اکثریت کا کفر ۲۳

امام علی ؑ: امام علی ؑ کا مقام و منزلت ۲۳

اہل جہنم: ۱۳

ایمان: حقانیت قرآن پر ایمان ۱۵; قرن پر ایمان ۱۳; قرآن پر ایمان کے اسباب ۱۷

بشارت: نزول قرآن کی بشارت ۶

بصیرت: بصیرت کے آثار ۱۲; اہل بصیرت کا ادراک ۷; اہل بصیرت ۱۱; اہل بصیرت اور توریت ۷; اہل بصیرت اور

قرآن ۱، ۳، ۱۲; بصیرت کی طرف توجہ کی اہمیت ۱۷; اہل بصیرت اور ایمان ۱۲; بصیرت سے بے بہرہ لوگوں کی اکثریت

۲۲; بصیرت کا سبب ۳

توریت: تورات کے مطالعہ کے آثار ۱۷; توریت کی بشارتیں ۶; توریت اور قرآن ۵، ۶; توریت کا رحمت ہونا ۹; رہبری اور

توریت ۹; توریت کی گواہی کو سمجھنا ۷; توریت کی گواہی ۵; نزول تورات ۸; توریت کی خصوصیات ۸، ۹; توریت کی ہدایت

کرنا ۹



جہنم: جہنم کے اسباب ۱۶

خدا: ربوبیت خدا کی نشانیاں ۲۰، ۳

دعا: دعا کے آثار ۱۷

ذکر: ذکر قرآن کے آثار ۱۷؛ قرآن میں ذکر کی اہمیت ۱۷

رحمت: رحمت کے اسباب ۹

قرآن: حقانیت قرآن پر گواہی ۷؛ حقانیت قرآن کی شناخت؛ حقانیت قرآن کے گواہ ۲، ۵، ۱۱؛ حقانیت قرآن میں شبہ کو دو رکنا ۱۵، ۱۷، ۲۲؛ قرآن پر ایمان لانے والے ۱۲؛ قرآن کا (باطل سے) مبرا و پاک ہونا ۱۸؛ قرآن کا سبب ۲۰؛ قرآن کا کردار ۲، ۳؛ قرآن کا وحی ہونا ۲۰؛ قرآن کی اہمیت ۱۳، ۱۶؛ قرآن کی حقانیت ۱۸؛ قرآن کی حقانیت کے آثار ۱۹؛ قرآن کی خصوصیات ۱۸؛ قرآن کی گواہی ۲، ۳؛ قرآن کے منکر ۱۳، ۲۳؛ قرآن میں شک کرنے والوں کا انجام ۱۶؛ قرآن میں شک کے بطلان پر دلائل ۱۹؛ قرآن میں وحی کے آثار ۱۹

کفار: کفار کا جہنم میں جان ۱۳

کفر: قرآن کا انکار ۲۱؛ قرآن کے منکر کی سزا ۱۳؛ قرآن کے انکار سے مراد ۲۶

لوگ: لوگ اور قرآن ۲۱، ۲۲

محمد ﷺ: رسالت مآب کی بصیرت ۱۱؛ رسالت مآب کے فضائل ۱۱؛ حقانیت رسول خدا پر گواہ ۲۳؛ رسول خدا کی گواہی ۱۱، ۲۵؛ رسول خدا ﷺ اور توریت ۱۱؛ رسول خدا اور قرآن کی حقانیت ۱۱

مسیح: مسیحوں کے وظائف ۱۳؛ عیسائی جہنم میں ۱۳

مشکرین: مشرکین کے وظائف ۱۳؛ مشرکین جہنم میں ۱۳

موسیٰ علیہ السلام: کتاب موسیٰ ۸

یہودیہ: یہودیوں کی ذمہ داریاں ۱۳؛ یہودی جہنم میں ۱۳

## آیت ۱۸

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اس پر جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو سارے گواہ گواہی دیں گے کہ ان لوگوں نے خدا کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے تو آگاہ ہو جائو کہ ظالمین پر خدا کی لعنت ہے (۱۸)

۱۔ خداوند عالم پر جھوٹ باندھا بہت بڑا ظلم ہے۔ و من اظلم من افتری علی اللہ کذبا

۲۔ دین میں بدعت ایجاد کرنا، اپنے خود ساختہ کام کو خدا کے ساتھ نسبت دینا اور اس پر جھوٹ باندھنا، حرام ہے۔  
و من اظلم من اظلم علی اللہ کذبا

۳۔ ظلم و ستم کے مراتب ہیں۔ و من اظلم من افتری علی اللہ کذبا

۳۔ خداوند عالم کی طرف جھوٹی نسبت دینے والوں کو قیامت کے دن بارگاہ الہی میں پیش کیا جائے گا۔  
اولئک یعرضون علی ربهم

۵۔ خداوند متعال، مخلوقات کا پالنے والا اور ان کے امور کو نظم دینے والا ہے۔ ... علی ربهم

۶۔ ظالم افراد کو کیفر کردار تک پہنچانا خداوند عالم کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ اولئک یعرضون علی ربهم

۷۔ قیامت کے دن ظالموں کی ستمگری اور افتراء باندھنے والوں کے جھوٹ پر متعدد گواہ شہادت دیں گے۔  
و يقول الاشهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم

(أشهاد) شاہد کی جمع ہے جسکا معنی گواہی میں دینے والے ہیں۔

۸۔ دنیا میں انسانوں کے اعمال، خداوند متعال کی طرف سے مقرر کیے گئے گواہوں کی زیر نگرانی ہیں۔  
يقول الا شهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم

۹۔ اعمال کے گواہ، خدا کے حضور پروردگار عالم پر جھوٹ باندھنے والوں، کے خلاف گواہی دیں گے۔  
اولئك يعرضون على ربهم و يقول الا شهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم

۱۰۔ قیامت کے دن، ظالم لوگ رحمت الہی سے دور اور لعنت الہی میں گرفتار ہوں گے۔ لا لعنة على الظالمين

۱۱۔ خدا پر بہتان باندھنے والے افراد، رحمت الہی سے محروم اور لعنت خدا میں گرفتار ہوں گے۔  
هؤلاء الذين كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظالمين

۱۲۔ اعمال کے گواہ، قیامت کے دن ظالموں کی رحمت الہی سے دوری کا اعلان کریں گے۔ لا لعنة الله على الظالمين

۱۳۔ اعمال کے گواہ، قیامت کے دن امور پر مامور ہوں گے۔ و يقول الا شاهد... لا لعنة الله على الظالمين

۱۳۔ عن رسول الله ﷺ : ... و اما الكافر فيقرأ ذنوبه على رؤوس الا شهاد ، "هؤلاء الذين كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظالمين" (۱)

رسالت مآب ﷺ سے روایت سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کافروں کے گناہوں کو گواہوں کے سامنے مجمع عام میں بیان کیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو پروردگار پر جھوٹ باندھتے ہیں خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے

انسان: انسانوں کا مدبر

احکام: ۲

بہتان: بہتان باندھنا خدا پر ظلم ہے ۱؛ بہتان کے احکام ۲؛ خدا پر بہتان باندھنے کی حرمت ۲

بدعت: بدعت حرام ہے ۲؛ بدعت کے احکام ۲  
خدا: پالنے والے کی نشانیاں ۶؛ خداوند متعال کی ربوبیت ۵  
خدا پر بہتان باندھنے والے: ۱۳

بہتان باندھنے والوں پر لعنت ۱۱؛ بہتان باندھنے والوں کی محرومیت ۱۱؛ بہتان باندھنے والوں کے خلاف گواہی ۹، ۷؛  
قیامت میں بہتان باندھنے والے ۳

دین: دینی آفات کی پہچان ۲  
رحمت: رحمت سے محروم لوگ ۱۰، ۱۱، ۱۲  
روایت: ۱۳

ظالمین: ظالموں پر آخرت میں لعنت ۱۰؛ ظالموں پر لعنت ۱۳؛ ظالموں کا آخرت میں محروم ہونا ۱۰، ۱۲؛  
ظالموں کی سزا ۶؛ ظالموں کے خلاف گواہی ۷

ظلم: سب سے بڑا ظلم ۱؛ ظلم کے درجات ۱، ۳  
عمل: عمل کے گواہ ۱۲، ۹، ۸، ۱۳؛ عمل کے گواہ اور ظالم لوگ ۱۲؛ گواہوں کا آخرت میں کردار ۱۳  
قیامت: قیامت میں کام کرنے والے ۱۳؛ قیامت میں گواہ ۷، ۱۲، ۱۳

کفار: کفار کا افشا ہونا ۱۳؛ کفار پر لعنت ۱۳  
گواہی: خدا کے حضور گواہی ۹

لعنت: لعنت کے مستحقین ۱۰، ۱۱، ۱۳

محرمات: ۲

## آیت ۱۹

﴿الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ﴾

جو راہ خدا سے روکتے ہیں اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کے بارے میں کفر اور انکار کرنے والے ہیں (۱۹)

۱۔ جو لوگوں کو خدا کے راستے (دین اور معارف الہی) سے روکتے ہیں، وہ ظالموں میں سے ہیں۔

ألا لعنة الله على الظالمين ، الذين يصدون عن سبيل الله

فعل (یصدون) روکنے کے معنی میں ہے۔ اور منہ پھیرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مذکورہ مطلب پہلے معنی کی بناء پر ہے۔

۲۔ خدا کے راستے سے منہ پھیرنے والے ستمگر ہیں۔ ألا لعنة الله على الظالمين ، الذين يصدون عن سبيل الله

۳۔ جو لوگ دین اور معارف الہی کو قبول نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی انہیں قبول کرنے سے روکتے ہیں۔ وہ آخرت

میں رحمت الہی سے محروم اور لعنت خدا میں گرفتار ہوں گے۔ ألا لعنة الله على الظالمين الذين يصدون عن سبيل الله

۳۔ وہ لوگ جو خدا کے راستے کو "کجراہ" پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

ألا لعنة الله على الظالمين، الذين ... ييغونها عوجا

"یيغونها عوجا" یعنی خدا کے راستے میں انحراف کی جستجو میں ہیں۔ راہ خدا میں انحراف کی جستجو کبھی خود اس راستے میں

انحراف ایجاد کر کے اور کبھی اس راستے کو منحرف ظاہر کرنے کے ذریعہ ہوتی ہے۔

مذکورہ مطلب انحراف کی دوسری قسم پر ناظر ہے۔

۵۔ خداوند عزوجل کا راستہ (احکام و معارف الہی) ہر قسم کے انحراف اور کجروی سے پاک ہے۔ و یيغونها عوجا

۶۔ وہ لوگ جو دین کو منحرف اور معارف الہی کو غلط بیان کرنے کے درپے ہیں "وہ ظالم ہیں اور آخرت میں لعنت الہی میں گرفتار ہوں گے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ، الذّٰیْنَ ... یَبْغُوْنَهَا عَوْجًا

۷۔ آخرت کے منکر ستم گر، روز قیامت رحمت خداوندی سے محروم ہوں گے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ الذّٰیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰهِ ... وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کَافِرُوْنَ

۸۔ آخرت میں رحمت الہی سے بہرہ مند ہونا، راہ خدا اور اس کے دین پر گامزن ہونے اور اسکے دین کی پیروی نیز آخرت پر ایمان لانے پر موقوف ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ الذّٰیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰهِ ... وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کَافِرُوْنَ

۹۔ خداوند عالم پر جھوٹ باندھنا، لوگوں کو راہ خدا سے روکنے اور دین الہی میں کجروی پیدا کرنے کا سبب اور آخرت کے انکار کی علامت ہے۔ وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کَافِرُوْنَ

۱۰۔ دین و معارف الہی کا انکار، لوگوں کو دین الہی سے روکنا اور اسے کجراہ ظاہر کرنا، آخرت کے انکار کی وجہ سے ہے۔ الذّٰیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنِ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عَوْجًا وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کَافِرُوْنَ

"وہم بالآخرة..." کو جملہ حالیہ اور ماقبل جملات میں امور کی علت بیان کرنے والا قرار دیا جاسکتا ہے۔

آخرت: آخرت کے جھٹلانے کے آثار ۷، ۱۰؛ آخرت کے منکرین کا ظلم ۷؛ آخرت کے منکرین کی محرومیت ۷

احکام: احکام کا (انحرافات) سے منزہ ہونا ۵

افتراء: خداوند متعال پر بہتان کے آثار ۹

ایمان: آخرت پر ایمان کے آثار ۸

دین: دین سے انحراف کے اسباب ۹؛ دین سے روکنے والوں پر آخرت میں لعنت ۳؛ دین سے منحرف کرنے والوں

کا ظلم ۶؛ دین سے منع کرنے والوں کا آخرت میں محروم ہونا ۳؛ دین سے منع کرنے والوں کا ظلم ۱؛ دین سے منع کرنے

والے ۱؛ دین سے ممانعت کے آثار ۳؛ دین کا منزہ ہونا ۵؛ دین کو بدنما پیش کرنے کے عوامل ۱۰؛ دین کو جھٹلانے کے

اسباب ۱۰؛ دین کو جھٹلانے کے آثار ۳؛ دین کی پیروی کے آثار ۸؛ دین قبول کرنے میں موانع ۱۰؛ دینی آفات کی پہچان ۹

رحمت: آخرت کی رحمت سے محروم لوگ ۳، ۴: اخروی رحمت کے اسباب ۸؛ رحمت سے محرومیت کے اسباب ۳  
 سبیل اللہ: اللہ سے اعراض کرنے والوں کا ظلم ۲؛ اللہ کے راستے سے روکنے والوں کا ظلم ۱؛ اللہ کے راستے کا انحراف  
 سے پاک ہونا ۵؛ اللہ کے راستے کا بد نما جلوہ دکھانے کا ظلم ۳؛ سبیل اللہ کے موانع ۹

ظالمین: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷

کفار: کافروں پر آخرت میں لعنت ۳؛ کافروں کا آخرت میں محروم ہونا ۳

کفر: اخروی علامات کا کفر ۹

لعنت: لعنت اخروی کے مستحقین ۳، ۶

## آیت ۲۰

﴿أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءٍ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ  
 السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ﴾

یہ لوگ نہ روئے زمین میں خدا کو عاجز کر سکتے ہیں اور نہ خدا کے علاوہ ان کا کوئی ناصر و مددگار ہے ان کا عذاب دگنا کر دیا  
 جائے گا کہ یہ نہ حق بات سن سکتے تھے اور نہ اس کے منظر عام کو دیکھ سکتے تھے (۲۰)

۱۔ اہل کفر، کرہ ارض کے کی بھی مقام پر اپنے آپ کو خداوند عالم کی حاکمیت سے خارج نہیں کر سکتے ہیں  
 اولئك لم يكونوا معجزين في الارض

اعجاز (معجزین کا مصدر ہے) اس کا معنی قدرت سے خارج ہونا ہے اور اسوجہ سے کہ معجزین کا مفعول لفظ (اللہ) ہے، اسکو  
 مد نظر رکھتے ہوئے، جملہ (اولئك لم يكونوا...) کا معنی یہ ہوگا۔ وہ لوگ (منکرین) کبھی بھی خداوند متعال کی حاکمیت اور  
 دسترس سے خارج نہیں ہوئے۔

۲۔ کفار کا کفر اختیار کرنا اور ان کے کرتوت (خداوند متعال پر بہتان باندھنا اور اس کے راستے سے منحرف کرنا وغیرہ...) (یہ سب خداوند عالم کی حاکمیت سے خارج نہیں ہیں۔ و من أظلم ممن افترى على الله كذباً... اولئك لم يكونوا معجزين (اولئك لم يكونوا) کا جملہ ماضی کے معنی میں ہونا) کہ وہ کبھی بھی حاکمیت خدا سے خارج نہیں تھے) اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ کافروں کا کفر کی طرف رجحان بھی حاکمیت خدا کے تحت تھا۔

۳۔ تمام کائنات پر خداوند عالم حاکمیت مطلق رکھتا ہے۔ اولئك لم يكونوا معجزين في الارض

۳۔ جو لوگ قیامت کے منکر ہیں اور وہ جو راہ خدا کو انحراف پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا دنیاوی عذاب میں گرفتار ہونے کا خطرہ ہے۔ الذین... یغونها عوجاً و هم بالآخرة هم کافرون اولئك لم یكونوا معجزین فی الارض

۵۔ راہ خدا پر چلنے سے منع کرنے اور خدا پر جھوٹ باندھنے والوں کے لیے عذاب دنیاوی میں گرفتار ہونے کا خطرہ ہے۔ و من أظلم ممن افترى على الله كذباً... اولئك لم یكونوا معجزین فی الارض

(اولئك لم یكونوا...) کا جملہ، عذاب کی تہدید کے لیے کنایہ ہے اور (فی الارض) کا جملہ عذاب کے دنیاوی ہونے پر دلیل بن سکتا ہے۔

۶۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کا ولی اور سرپرست ہے۔ و ما كان لهم من دون الله من اولياء

۷۔ اہل شرک کے کسی خدا میں بھی یہ طاقت نہیں کہ وہ عذاب الہی میں گرفتار ہونے والوں کی مدد کر سکے۔ و ما كان لهم من دون الله من اولياء

۸۔ جو لوگ خدا کو ولی نہیں مانتے وہ اپنے آپ کو بے بنیاد اور متعدد اولیاء کی ولایت میں گرفتار کر لیں گے۔ و ما كان لهم من دون الله من اولياء

مذکورہ آیت میں لفظ "ولی" کا ذکر ممکن ہونے کے باوجود "اولیائی" جمع کا صیغہ لانا، اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اگر انسان اللہ کی ولایت کو قبول نہیں کرے گا تو متعدد اولیاء کی ولایت میں گرفتار ہو کر اسے ان اولیاء کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔

۹۔ انسانوں کا کفر و شرک کی طرف میلان نہ تو اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ خداوند عالم کی حاکمیت سے مستغنی ہیں اور نہ ہی ان کے لیے غیر خدا کی ولایت کو ثابت کر رہا ہے۔ اولئك لم یكونوا معجزین فی الارض...



ماكانوا يستطيعون السمع و كانوا يبصرون

خداوند عالم کا کفار پر اپنی ولایت کے اعلان کے بعد ان کی کفر پرستی کے سبب (ماکانوا...) کو بیان کرنا، اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ کفار کا دین الہی کی مخالفت کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خدا کی حاکمیت سے خارج ہیں بلکہ یہ معارف الہی کو درک نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

۱۰۔ لوگوں کو راہ خدا سے روکنے والے کفار، خدا کے دو گنہ عذاب سے دوچار ہوں گے۔

الذین يصدون ... يضاعف لهم عذاب

۱۱۔ کافر، مشرکین اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے، آیات الہی کو سننے اور دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں۔

و من أظلم ممن افترى ... اولئك ... ما كانوا يستطيعون السمع و ما كانوا يبصرون

۱۲۔ معارف الہی اور حقائق دین کو درک نہ کرنا، کفر و شرک کی طرف میلان کا سبب ہے۔

اولئك ... ما كانوا يستطيعون السمع و ما كانوا يبصرون

(ماکانوا...) کا جملہ کافروں کی کفر پرستی کی بنیاد اور اسکی دلیل کو بتا رہا ہے۔

۱۳۔ (عن ابی عبد اللہ ﷺ) (فی قوله تعالى) "ما كانوا يستطيعون السمع و ما كانوا يبصرون" ... قال: لم يعتبهم بما

صنع قلوبهم و لكن يعاتبهم بما صنعوا...؛<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ﷺ سے روایت ہے: کہ آپ ﷺ نے اس آیت "ما كانوا يستطيعون السمع و ما كانوا يبصرون" کے بارے میں فرمایا کہ خداوند عالم نے مشرکین کی اعمال قلبی کی بناء پر مذمت نہیں کی بلکہ ان کے ظاہری کرتوتوں پر سرزنش کی ہے۔ آخرت: آخرت کے جھٹلانے والوں کا عذاب ۳

افتراء: خدا پر بہتان ۲

انسان: انسان کے اولیائی ۶

باطل خدا: باطل خداؤں کا عاجز ہونا ۷

خدا: خداوند متعال کا ڈرانا ۱۳؛ خداوند متعال کی حاکمیت ۱، ۲، ۳، ۹؛ خداوند متعال کی خصوصیات ۶؛ خدا کی ولایت ۶؛ ولایت الہی کو رد کرنے کے آثار ۸

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۵۲، ج ۸۸؛ بحار الانوار ج ۵ ص ۳۰۶ ح ۲۸

خدا پر بہتان باندھتے والے: خدا پر بہتان باندھنے والوں کا اندھا ہونا ۱۱؛ ۱۳؛ ۱۱، ۱۳؛ بہتان باندھنے والوں کا بہرا ہونا ۱۱، ۱۳؛ خدا پر بہتان باندھنے والوں کا دنیا میں عذاب ۵؛ خدا پر بہتان باندھنے والوں کی سرزنش ۱۳؛ خدا پر بہتان باندھنے والے اور آیات الہی ۱۱

خلق کرنا: حاکم کا خلق کرن

دین: دین کو نہ سمجھنے کے آثار ۱۲؛ دینی آفت کی شناخت ۱۲

روایت: ۱۳

سبیل اللہ: سبیل اللہ سے روکنا ۲؛ سبیل اللہ سے منحرف کرنے والوں کا عذاب دنیوی ۳؛ سبیل اللہ سے منع کرنے والوں کا دنیا میں عذاب ۵؛ سبیل اللہ سے منع کرنے والوں کا دوگنا عذاب ۱۰

شرک: شرک کا سبب ۱۲

عذاب: اہل عذاب ۳، ۱۰، ۵؛ اہل عذاب کا بے یار و مددگار ہونا ۷؛ اہل عذاب کی امداد ۷

کائنات کی شناخت: کائنات کی توحیدی شناخت ۳، ۶

کفار: کافر اور آیات الہی ۱۱؛ کافروں پر دنیا کا عذاب ۳؛ کافروں پر دوگنا عذاب ۱۰؛ کافروں کا اندھا ہونا ۱۱؛ کافروں کا بہتان ۲؛ کافروں کا بہرا ہونا ۱۱؛ کافروں کا عجز ۱؛ کافروں کا ناپسندیدہ عمل ۲؛ کافروں کے رذائل ۲

کفر: کفر کا سبب ۱۲

مشرکین: مشرکین اور آیات الہی ۱۱؛ مشرکین کا اندھا ہونا ۱۱؛ مشرکین کا بہرا ہونا ۱۱

ولایت: غیر خدا کی ولایت قبول کرنا ۸؛ غیر خدا کی ولایت ۹

## آیت ۲۱

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود اپنے نفس کو خسارہ میں مبتلا کیا اور ان سے وہ بھی گم ہو گئے جن کا افترا کیا کرتے تھے (۲۱)

۱۔ خداوند متعال پر جھوٹ باندھنا، اور لوگوں کو اس کے راستے سے روکنا، اپنے سرمایہ حیات کو نقصان اور تباہ کرنے کا موجب ہے۔ و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً ... اولئک الذین خسروا انفسہم

۲۔ خداوند متعال کے راستے کو انحرافی پیش کرنے کی کوشش اور آخرت کا انکار کرنا، اپنی خسارت اور زندگی کی تباہی ہے۔ الذین ... یبغونها عوجاً و ہم بالآخرۃ ہم کافرون اولئک الذین خسروا انفسہم

۳۔ کافروں کے عقائد اور نظریات خود ساختہ اور جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ و ضلّ عنہم ما کانوا یفترون

۳۔ خداوند وحدہ لا شریک کے علاوہ دوسرے خداؤں

پر اعتقاد، ایک باطل عقیدہ اور تباہی و بربادی کا سرچشمہ ہے۔ اولئک الذین خسروا انفسہم و ضلّ عنہم ما کانوا یفترون

۵۔ کفار کو اپنے باطل اور خود ساختہ بے بنیاد عقائد کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ و ضلّ عنہم ما کانوا یفترون

آخرت: آخرت کے جھٹلانے کے آثار ۲

افتراء: خداوند متعال پر افتراء کے آثار ۱

ایمان:

باطل خداؤں پر ایمان کے آثار ۳

خود: اپنے باطل عقیدے سے آگاہی ۵؛ اپنے نفس کو نقصان دینا ۱، ۲، ۳

زیاں: زیاں کے عوامل ۱، ۲، ۳

سبیل اللہ: سبیل اللہ سے روکنے کے آثار ۱؛ سبیل اللہ کو بد نما دکھانے کے آثار ۲

عمر: زندگی کو تباہ کرنے کے عوامل ۱، ۲، ۳

کفار: کفار اور باطل عقیدہ ۵؛ کفار کا بے بنیاد عقیدہ ۳، ۵

کفر: بے بنیاد کفر ۳، ۵؛ کفر کا بطلان ۳، ۵

## آیت ۲۲

﴿لَا جَزَاءَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْأَخْسَرُونَ﴾

یقیناً یہ لوگ آخرت میں بہت بڑا گھاٹا اٹھانے والے ہیں (۲۲)

۱۔ اہل کفر، دنیا و آخرت میں خسارت اور تباہی کا شکار ہیں۔ لا جرم انہم فی الآخرة هم الاخسرون

۲۔ اہل کفر کو دنیا کی نسبت آخرت میں بہت زیادہ خسارت اور تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لا جرم انہم فی الآخرة هم الاخسرون

(أخسر) یعنی بہت زیادہ نقصان اٹھانے والا" یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے لہذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے نقصانات کے ساتھ پرکھا جائے۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں اس خسارت سے مراد دنیا وی گھاٹا ہے۔ اس بناء پر جملہ (لا جرم انہم...) یہ بتا رہا ہے کہ کافروں کا دنیا سے زیادہ گھاٹا آخرت میں ہے اور وہ اس سے سنگین و سخت بھی ہے۔

۳۔ جو کافر خداوند متعال پر جھوٹ باندھتے ہیں اور لوگوں کو راہ راست سے ہٹاتے نیز قیامت کا انکار کرتے ہیں انہیں قیامت کے دن دوسرے کفار و

گنہگاروں کی نسبت زیادہ تباہی و خسارت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ و من أظلم ... الذين يصدون ... لا جرم انهم في الآخرة  
هم الاخسرون

مذکورہ بالا تفسیر اس بنیاد پر ہے کہ جب یہ احتمال دیا جائے کہ نقصان کے کم و زیادہ کا میزان خود کفر کے مراتب و درجات  
ہوں۔ پس آیت کا معنی یوں ہوگا کہ قیامت کے دن تمام کفار زیاں میں ہیں لیکن وہ کفار جو خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں و  
غیرہ۔ دوسرے کفار کی نسبت زیادہ گھائے میں ہیں۔

۳۔ کفر اور اس کے نتائج، مختلف مراتب کے حامل ہیں۔ لا جرم انهم في الآخرة هم الأخسرون

آخرت: آخرت کے جھٹلانے والوں کا نقصان ۳

خدا پر افترا باندھنے والے: ان کا اخروی نقصان ۳

سبیل اللہ: سبیل اللہ سے روکنے والوں کا آخرت میں گھاٹا ۳

قیامت: قیامت کے دن بہت زیادہ تباہی کا شکار ہونے والے ۳

کافر لوگ: ان کا اخروی نقصان ۱، ۲، ۳؛ ان کا دنیوی نقصان ۱، ۲؛ ان کی اخروی تباہی ۱، ۲، ۳؛ ان کی دنیوی تباہی ۱، ۲  
کفر: کفر کے مراتب ۳

گناہ گار لوگ: ان کی اخروی تباہی ۳

نقصان: نقصان کے مراتب ۲؛ اخروی نقصان کی شدت ۲

نقصان اٹھانے والے ۱، ۲، ۳

## آیت ۲۳

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

بیشک جو لوگ ایمان لے آئے اور انھوں نے نیک اعمال انجام دئے اور اپنے رب کی بارگاہ میں عاجزی سے پیش آئے وہی اہل جنت ہیں اور اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۲۳)

۱۔ بہشت ان مؤمنین کیلئے ہے جو اعمال صالح انجام دیں اور خدا کے مقابل خاضع اور منکسر ہوں۔  
ان الذين آمنوا ... اولئك اصحاب الجنة

"اخبات" ("اخبثوا" کا مصدر) خضوع و خشوع کے معنی میں ہے نیز اطمینان کے معنی میں ہے۔ مندرجہ بالا مطلب پہلے معنی کی بنیاد پر ہے۔ قابل ذکر ہے کہ اس صورت میں "الی" لام کے معنی میں ہے یعنی "اخبثوا لرّبہم" وہ خدا کے سامنے خاضع ہیں۔

۲۔ خدا تعالیٰ کی ربوبیت پر اطمینان اور دل کو اس کے بارے میں تردید سے دور کر دینا، بہشت میں داخل ہونے کی شرائط میں سے ہے۔ ان الذين ... اخبثوا الى ربّهم اولئك اصحاب الجنة

مندرجہ بالا مطلب اس بات پر موقوف ہے کہ "اخبات" اطمینان کے معنی میں ہو۔ بناء براین "اخبثوا الى ربّهم" یعنی وہ ربوبیت خدا پر اطمینان رکھتے ہیں۔

۳۔ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی طرف توجہ، انسان کو خدا تعالیٰ کے سامنے خضوع و خشوع کی طرف مائل کرتی ہے۔  
و اخبثوا الى ربهم

۳۔ ایمان اور ربوبیت خدا پر اطمینان کے بغیر اعمال صالح کارساز نہیں ہیں۔  
ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات و اخبثوا الى ربّهم اولئك اصحاب الجنة

۵۔ انسان کی عمر و جان کے سرمایہ کے مقابلہ میں بہشت کا حصول شائستہ اور کسی نقصان کے بغیر نتیجہ ہے۔  
اولئک الذین خسروا انفسہم ... انّ الذین آمنوا ... اولئک اصحاب الجنة

کفر پیشہ لوگوں کو نقصان اٹھانے والا شمار کرنے کے مقابلہ میں مؤمنین کی پاداش کے عنوان سے بہشت کو موضوع بنا کر پیش کرنا، مندرجہ بالا مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

۶۔ شائستہ اعمال کے حامل مؤمنین ہی صرف وہ انسان ہیں جنہوں نے اپنی عمر کے سرمایہ کو تباہ نہیں کیا اور دنیا و آخرت کے نقصان سے محفوظ ہیں۔ اولئک الذین خسروا انفسہم ... انّ الذین آمنوا ... اولئک اصحاب الجنة

۷۔ بہشت ایک جاودانہ اور ناقابل زوال مقام ہے۔ ہم فیہا خالدون

۸۔ بہشتی لوگ، ہمیشہ کیلئے بہشت میں رہنے والے ہوں گے۔ اولئک اصحاب الجنة ہم فیہا خالدون

۹۔ انسان ایک ناقابل فنا اور ہمیشہ باقی رہنے کی لیاقت رکھنے والا موجود ہے۔ ہم فیہا خالدون

۱۰۔ عن ابی عبد اللہ ؑ ... قال: ... ا تدرّون ما التسلیم؟ ... هو واللہ الإخبارات قول اللہ عزوجل؛ "الذین آمنوا و عملوا الصالحات و اخبثوا إلى ربّهم" امام صادق ؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: کیا جانتے ہو کہ تسلیم کیا ہے؟ ... خدا کی قسم تسلیم وہی اخبات ہے اور وہی فرمان خداوندی ہے جس میں وہ ارشاد فرماتا ہے ... و اخبثوا الی ربّهم<sup>(۱)</sup>

اخبات: اخبات سے مراد ۱۰

انسان: انسان کی حیات جاویدانی ۹؛ انسان کی صلاحیتیں ۹؛ انسان کی عمر کا حاصل ۵؛ انسان کی عمر کی اہمیت ۵

ایمان: ایمان کی اہمیت ۳؛ ربوبیت خدا پر ایمان ۳؛ ربوبیت خدا پر ایمان کے آثار ۲

بہشت: بہشت کی اہمیت ۵؛ بہشت کی جاویدانی ۷؛ بہشت کے موجبات ۲، ۱؛ بہشت میں جاویدانی ۸؛ بہشت میں داخل

ہونا ۵

بہشتی لوگ: ان کی جاویدانی ۸

تسلیم: تسلیم کی حقیقت ۱۰

(۱) کافی، ج ۱، ص ۳۹۱، ح ۳؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۴۷، ح ۵۳.

حیات: جاویدانی حیات کا امکان ۹

خشوع: خشوع کا پیش خیمہ ۳

خشوع: خشوع کا پیش خیمہ ۳; خشوع کے آثار ۱

ذکر: ربوبیت خدا کے ذکر کے آثار ۳

روایت: ۱۰

عمل صالح: بے ایمان کا عمل صالح ۳; عمل صالح کے آثار ۱

مؤمنین: صالح مؤمنین کا محفوظ ہونا ۶; صالح مؤمنین کے فضائل ۶; مؤمنین اور نقصان ۶

نقصان: اخروی نقصان سے محفوظ ہونا ۶; دنیوی نقصان سے محفوظ ہونا ۶

### آیت ۲۳

﴿مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾

کافر اور مسلمان کی مثال اندھے بہرے اور دیکھنے سننے والے کی ہے تو کیا یہ دونوں مثال کے اعتبار سے برابر ہو سکتے ہیں تمہیں ہوش کیوں نہیں آتا ہے (۲۳)

۱۔ قرآن کے بارے میں کفر کرنے والوں اور مشرکوں کی حالت، اندھے اور بہرے انسان جیسی ہے۔  
مثل الفريقین کالاعمی والاصم

۲۔ قرآن پر ایمان لانے والوں اور موحد لوگوں کی حالت بینا اور شنوا انسانوں جیسی ہے۔  
مثل الفريقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع

۳۔ شرک آلود رجحانات اور قرآن کریم کی حقانیت کا انکار، ضمیر کے ناشنوا اور دل کے نابینا ہونے کی علامت ہے۔  
مثل الفريقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع

۳۔ انسان کی باطنی بینائی اور شنوائی (حقائق کو سمجھنے اور درک کرنے کی توانائی) اسے توحید، ایمان بقرآن



اور اعمال صالح کی انجام دہی کی طرف مائل کرتی ہے۔ مثل الفريقین کالاعمی والاصمّ والبصیر و السميع

۵۔ مؤمنین اور مؤحدین ہرگز کافروں اور مشرکوں کے مانند نہیں ہوں گے، جس طرح کہ بینا اور شنوا لوگ اندھے اور بہرے کی مانند اور ان کے برابر نہیں ہوتے ہیں۔ هل یستویان مثلاً

۶۔ خداوند عالم کا لوگوں کو معارف و حقائق کے فہم اور ان کی طرف خاطر خواہ توجہ دینے کی دعوت دینا۔  
(تذکرون) کے جملے کا متعلق ممکن ہے تمام حقائق اور معارف الہی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے۔ وہ مخصوص حقائق ہوں جو آیت کریمہ میں مورد بحث ہیں۔ لیکن مذکورہ تفسیر معنی اول کی بناء پر ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جملہ (أفلا تذکرون...) میں جو استفہام ہے وہ امر کے انگیزہ اور اس کام کو انجام دینے کی طرف ترغیب کے لیے ہے پس معنی یوں ہوگا: حقائق کو سمجھو اور ان کی طرف توجہ دو۔

۷۔ خداوند عالم کا لوگوں کو مؤمنین کی کفار پر برتری کو سمجھنے اور اسے مورد توجہ قرار دینے کے لیے دعوت دینا۔  
هل یستویان مثلاً أفلا تذکرون

ایمان: قرآن مجید پر ایمان لانے کے عوامل ۳

بصیرت: اہل بصیرت ۲؛ بصیرت کے آثار ۳

بہراپن: بہرے پن کی علامتیں ۳

حقائق: حقائق درک کرنے کی دعوت ۶؛ حقائق درک کرنے کے آثار ۳

خدا: خداوند متعال کی دعوت ۶، ۷

دل کا اندھا پن: دل کے اندھا پن کی علامتیں ۳

ذکر: مؤمنین کے فضائل کا ذکر ۷

قوت سماعت: قوت سماعت کے آثار ۳

عمل صالح: عمل صالح کے اسباب ۳

قرآن: قرآن مجید کو جھٹلانے کے آثار ۳؛ قرآنی تمثیلات ۱، ۲

قرآنی تمثیلات: اندھے کی مثال ۱؛ اہل سماعت کی مثال دینا ۲؛ بہرے کی مثال ۱؛ صاحبان بصیرت کی مثال دینا ۲؛ کافروں کی مثال ۱؛ مشرکین کی مثال ۱؛ موحدین کی مثال ۲؛ مؤمنین کی مثال ۲

کفار: کفار کی سرزنش ۱، ۵

لوگ: لوگوں کو دعوت ۷

مشرکین: مشرکین کی سرزنش ۱، ۵

میلان: باطل کی طرف میلان رکھنے کے آثار ۳؛ توحید کی طرف میلان کے آثار ۳؛ کفر کی طرف میلان رکھنا ۳

موحدین: موحدین کی کافروں پر فضیلت ۵؛ موحدین کی مشرکین پر فضیلت ۵؛ موحدین کے فضائل ۲، ۵

مؤمنین: کافروں پر مؤمنین کی فضیلت ۵؛ مشرکین پر مؤمنین کی فضیلت ۵؛ مؤمنین کو سمجھنے کی دعوت ۷؛ مؤمنین کی

فضیلت کو درک کرنا ۷؛ مؤمنین کے فضائل ۲، ۵

## آیت ۲۵

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ میں تمہارے لئے کھلے ہوئے عذاب الہی سے ڈرانے

والا ہوں (۲۵)

۱۔ حضرت نوح، ﷺ انبیاء اور رسولوں میں سے ہیں۔ و لقد ارسلنا نوحا

۲۔ حضرت نوح ﷺ کی رسالت ان کی قوم تک ہی محدود تھی۔

و لقد ارسلنا نوحاً الى قومه

۳۔ حضرت نوح ﷺ نے رسول منتخب ہونے کے بعد لوگوں میں اپنی رسالت کا اعلان کیا۔ انی لکم نذیر مبین

۳۔ حضرت نوح ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ میں ڈرانے اور متنبہ کرنے والا نبی ہوں۔ انی لکم نذیر

۵۔ حضرت نوح ﷺ کی ذمہ داری تھی کہ وہ لوگوں تک واضح و روشن انداز میں پیغام الہی پہنچائیں۔

انی لکم نذیر مبین

۶۔ لوگوں کو انکی بری عاقبت اور ناخوشگوار نتائج سے ڈرانا، پیغمبروں کی ذمہ داری ہے۔ انی لکم نذیر مبین

۷۔ عن ابی عبد اللہ ﷺ انه قال : کان اسم نوح عبد الغفار و ائما سمی نوحاً لانه کان ینوح علی نفسه<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ﷺ فرماتے ہیں: حضرت نوح ﷺ کا نام عبد الغفار تھا اور اپنے نفس پر بہت زیادہ گریہ و زاری کرنے کی وجہ سے ان کا نام نوح پڑ گیا۔

انبیاء ﷺ: انبیاء علیہم السلام کا ڈرانا ۶؛ انبیاء ﷺ کی رسالت ۶

تبلیغ: تبلیغ کا طریقہ ۵؛ تبلیغ میں صراحت ۵

خدا کے رسول: ۱

روایت: ۷

نتیجہ: برے انجام سے ڈرانا ۶

نوح: حضرت نوح ﷺ اور انکی قوم ۳؛ حضرت نوح کا ڈرانا ۳؛ حضرت نوح (ع) کا منتخب کیا جانا ۳؛ حضرت نوح ﷺ کی تبلیغ

۳؛ حضرت نوح ﷺ کی تبلیغ رسالت ۳؛ حضرت نوح ﷺ کی تبلیغ کا طریقہ ۵؛ حضرت نوح (ع) کی رسالت ۵؛ حضرت نوح

ﷺ کی رسالت کا محدود ہونا ۲؛ حضرت نوح (ع) کی وجہ تسمیہ ۷؛ حضرت نوح ﷺ کے مراتب ۱؛ نبوت حضرت نوح ۱

(۱) علل الشرائع ص ۲۸، ح ۱، ب ۲۰، بحار الانوار / ۱۱، ص ۲۸۶، ح ۴۔

## آیت ۲۶

﴿أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ﴾

اور یہ کہ خبردار تم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا کہ میں تمہارے بارے میں دردناک دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں (۲۶)

۱۔ عبادت کے سزاوار فقط ذات الہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔ اَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّه

۲۔ وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت، حضرت نوح (ع) کے تبلیغی مشن میں سرفہرست تھا۔  
انّی لکم نذیرٌ مبین ، اَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّه

۳۔ توحید کا پرچار اور شرک کے خلاف جہاد، انبیاء الہی کی رسالت کا اہم جز تھا۔ اَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّه

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مشرک تھی۔ اَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّه

(اَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّه) کا جملہ جو غیر اس کی عبادت سے منع کرتا ہے اور وحدہ لا شریک کی عبادت کا حکم دے رہا ہے اس سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے خدا کے علاوہ کئی ایک معبود بننا رکھے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، حضرت نوح علیہ السلام کے پیغمبر مبعوث ہونے سے پہلے خداوند متعال کے وجود پر اعتقاد رکھتی

تھی۔ اَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّه

اگر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا وجود خدا پر اعتقاد نہ ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام کے لیے ضروری تھا کہ وہ پہلے کائنات کے خالق

کے وجود کو ثابت کرتے پھر لوگوں کو اس کی عبادت کی دعوت دیتے۔

۶۔ خداوند عالم کے وجود کا عقیدہ، تاریخ بشر کے عمیق ترین بنیادی عقائد میں سے ہے۔ اَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّه

۷۔ قیامت اور اس کے دردناک عذاب کی خبر دینا، حضرت نوح علیہ السلام کی رسالت کا حصہ تھا۔

انّی اخاف علیکم عذاب یوم أَلیم

ممکن ہے (یوم) سے مراد، روز قیامت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد طوفان نوح کا دن مراد ہو لیکن مذکورہ بالا تفسیر

احتمال اول کی بناء پر

ہے قابل ذکر ہے کہ (یوم) کے لیے (الیم) کی صفت لانا، اس دن کے عذاب کی طرف اشارہ ہے۔

۸۔ خداوند متعال کی عبادت کو ترک اور غیر خدا کی عبادت کرنا، روز قیامت دردناک عذاب میں گرفتار ہونے کا سبب

ہے۔ ان لا تعبدوا الا الله انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم

۹۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر قوم کو دردناک اخروی عذاب سے خبردار کیا۔

ان لا تعبدوا الا الله انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم

۱۰۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر قوم کو دیناوی دردناک عذاب سے متنبہ کیا۔

ان لا تعبدوا الا الله انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم

۱۱۔ کفار کے لیے دنیا کے دردناک عذابوں میں گرفتار ہونے کا خدشہ۔ اُن لا تعبدوا الا الله انی اخاف علیکم عذاب یوم

الیم

۱۲۔ حضرت نوح علیہ السلام، لوگوں کے لیے دلسوز پیغمبر تھے اور مشرکین اور اپنی کافر قوم کے تلخ مستقبل کے لیے پریشان

تھے۔ اُنّی اخاف علیکم

انبیا (ع): انبیا علیہ السلام کا شرک کے خلاف جہاد ۳؛ انبیا علیہ السلام کی رسالت ۳؛

ایمان: خدا پر ایمان ۶

توحید: توحید عبادی کی دعوت ۲؛ توحید عبادی کی اہمیت ۱، ۲؛ دعوت توحید کی اہمیت ۳

خدا: خدا شناسی کی تاریخ ۵، ۶

شرک: شرک عبادی سے اجتناب ۱؛ مخالفت شرک کی اہمیت ۳

عبادت: عبادت خدا کے ترک کرنے کے آثار ۸؛ غیر خدا کی عبادت کو ترک کرنا ۱؛ غیر خدا کی عبادت کے آثار ۸

عذاب: آخرت کا دردناک عذاب ۸، ۷؛ اہل عذاب ۱۱؛ دنیا کا دردناک عذاب ۱۰، ۱۱؛ عذاب آخرت سے ڈرانا ۹؛ عذاب

آخرت کے اسباب ۸؛ عذاب

دیناوی سے ڈرانا ۱۰؛ عذاب کے اسباب ۱۱؛ عذاب کے درجات ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱

عقیدہ: خدا پر عقیدہ ۵؛ عقیدہ کی تاریخ ۵، ۶

قیامت: قیامت کا برپا ہونا ۷

کفار: کافروں کا عذاب دیناوی ۱۱؛ کافروں کے برے انجام کی پریشانی ۱۲

مشرکین: مشرکین کے برے انجام کی پریشانی ۱۲

نوح ﷺ کی قوم: قوم نوح کا شرک ۳؛ قوم نوح کا عقیدہ ۵؛ قوم نوح کو ڈرانا ۹، ۱۰؛ قوم نوح کی خدا شناسی ۵

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ اور ان کی قوم ۱۲؛ حضرت نوح ﷺ کا دعوت حق دینا ۲؛ حضرت نوح ﷺ کا ڈرانا ۹، ۱۰؛

حضرت نوح ﷺ کی تبلیغ ۲، ۷؛ حضرت نوح کی پریشانی ۱۲؛ حضرت نوح ﷺ کی رسالت ۷؛ حضرت نوح ﷺ کی مہربانی

۱۲

## آیت ۲۷

﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِآدَائِي الرَّأْيِ وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ﴾

تو ان کی قوم کے بڑے لوگ جنہوں نے کفر اختیار کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو تم کو اپنا ہی جیسا ایک انسان سمجھ رہے ہیں اور تمہارے اتباع کرنے والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے پست طبقہ کے سادہ لوح افراد ہیں۔ ہم تم میں اپنے اوپر کوئی فضیلت نہیں دیکھتے ہیں بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں (۲۷)

۱۔ قوم نوح ﷺ کے سردار اور رؤسای، حضرت نوح ﷺ کی پیغمبری سے منکر ہوئے اور انہوں نے قیامت کے برپ

ہونے اور توحید الہی کا انکار کر دیا۔ فقال الملاء الذین کفروا من قومہ

اس سے پہلے والی آیت کے قرینہ کی بناء پر (کفروا) کا متعلق توحید، نبوت، حضرت نوح ﷺ اور روز قیامت کا دن ہے اسوجہ سے کہ پہلے والی آیت اس معنی پر قرینہ ہے۔

۲۔ قوم نوح ﷺ کے کافر سردار، انسان کو رسالت الہی کا منصب دار نہیں سمجھتے تھے۔  
فقال الملاء ... ما نریک الا بشراً مثلنا

۳۔ حضرت نوح ﷺ کا بشر ہونا، کافروں کے لیے پیغمبری اور رسالت نوح کے انکار کا بہانہ تھا۔  
قال الملاء ... ما نریک الا بشراً مثلنا

۳۔ قوم نوح ﷺ کی ایک جماعت نے حضرت (ع) پر ایمان لایا اور ان کی اطاعت کی۔  
و ما نریک اتبعک الا الذین ہم أراذلنا

۵۔ حضرت نوح ﷺ پر ایمان لانے اور انکی پیروی کرنے والے افراد، معاشرہ کے دو لتمد لوگ نہیں تھے۔  
ما نریک اتبعک الا الذین ہم ارذلنا

(أراذل) کو لفظ (ملاء) کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو معاشرے کے مستضعف لوگوں میں سے تھے۔  
۶۔ قوم نوح ﷺ کے رؤسا کی نظروں میں مستضعفین، پست لوگ تھے۔ ما نریک اتبعک الا الذین ہم أراذلنا  
أرذل (أراذل) کا مفرد ہے۔ اسکا معنی پست اور حقیر ہے۔

۷۔ حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کا مستضعف اور محتاج لوگوں میں منحصر ہونا، انکی قوم کے اشراف لوگوں کے لیے ایمان نہ لانے اور انکار رسالت کا بہانہ تھا۔ فقال الملاء ... ما نریک اتبعک الا الذین ہم أراذل نا بادی الراي

۸۔ قوم نوح ﷺ کے سردار اور رؤسا، متکبر اور خود پسندی میں گرفتار تھے۔  
فقال الملاء ... ما نریک اتبعک الا الذین ہم أراذلنا

۹۔ اشراف اور دنیاوی زندگی کی خوشحالی، انسان کو دوسروں سے بڑا خیال کرنے اور تکبرانہ صفت میں مبتلا کرنے کا سبب ہے۔ فقال الملاء ... ما نریک اتبعک الا الذین ہم ارذلنا

۱۰۔ سردار لوگ اور قوم کے اشراف، انبیاء الہی کا انکار کرنے میں پیشقدم ہوتے ہیں۔ فقال الملاء الذین کفرو

۱۱۔ قوم نوح ﷺ کے اشراف، مستضعفین کے ایمان کو ابتدائی اور خوش فہمی و عدم تفکر کا نتیجہ سمجھتے تھے۔

ما نريك اتبعك الا الذين هم أراذلنا بادی الراي

(بادي) "بدو" سے ظاہر کے معنی میں ہے۔ (ظاہر الراي) ظاہر کو دیکھنا اور گہری فکر و اندیشہ سے خالی ہونا (بادي الراي) کا جملہ ممکن ہے۔ (اتبك) کے لیے ظرف ہو۔ لہذا جملہ (ما نريك...) کا معنی کچھ یوں ہوگا۔ کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پست لوگوں نے تیری پیروی کی ہے اور ان کی پیروی عمیق نہیں بلکہ بغیر کسی غور و فکر کے ہے کہ تیرے دعویٰ کو انہوں نے قبول کر لیا ہے۔

۱۲۔ قوم نوح کے اشراف لوگوں کی نظر میں حضرت نوح ﷺ پر ایمان لانے والوں کی حقارت اور پستی کا واضح و آشکار ہونا۔ ما نريك اتبعك الا الذين هم أراذلنا بادی الراي

مذکورہ بالا تفسیر اس وقت ہو سکتی ہے جب ہم (بادي الراي) کو جملہ (ہم أراذلنا) کے لیے ظرف خیال کریں یعنی یوں معنی ہوگا کہ ایک ہی نظر میں یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ تیرے پیروکار پست اور حقیر لوگ ہیں۔

۱۳۔ قوم نوح ﷺ کے سردار اور اشراف اس خیال میں تھے کہ حضرت نوح ﷺ کے پیروکار ہم پر کوئی فضیلت اور برتری نہیں رکھتے ان کے دعوؤں کو قبول کرنے کے قابل نہیں سمجھتے تھے۔ و ما نرى لكم علينا من فضل

۱۴۔ قوم نوح کے رؤسا، حضرت ﷺ کو پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے۔ بل نطنکم کاذبین

حضرت نوح ﷺ اور ان کے پیروکاروں پر جھوٹ کی تہمت لگانا، ان کے حسب معمول دعوؤں میں سے تھا۔ حضرت نوح ﷺ کی نسبت تہمت، نبوت کے دعویٰ کے لحاظ سے اور ان کے پیروکاروں پر تہمت ایمان لانے کے دعویٰ میں تھی۔

۱۵۔ قوم نوح کے سردار اور اشراف، حضرت (ع) کے پیروکاروں کو ایمان کے دعویٰ میں جھوٹ سے متہم کرتے تھے۔ بل نطنکم کاذبین

آسائش: ظاہری آسائش کے آثار ۹

اخلاق: اخلاقی کی آفات کی پہچان ۹

اشراف: اشراف کا کفر ۱۰

اشرافیت: اشرافیت کے آثار ۹

انبیاء ﷺ :



انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والے ۱۰

ایمان: حضرت نوح ﷺ پر ایمان ۱۳

تکبر: تکبر کا سبب ۹

قوم نوح: اشراف کا تفکر ۲، ۶، ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ بہانہ گیری اور قوم نوح ﷺ ۳؛ اشراف قوم نوح اور بشر کی نبوت ۳؛ اشراف قوم نوح کا تکبر ۸، ۱۳؛ اشراف قوم نوح کا شرک ۱؛ اشراف قوم نوح کا کفر ۱؛ اشراف قوم نوح کی تہمتیں ۱۳، ۱۵؛ اشراف قوم نوح کی خباثتیں ۸؛ اشراف قوم نوح ﷺ کے کفر کرنے کے اسباب ۴؛ قوم نوح ﷺ کے اشراف اور بشر کی نبوت ۲؛ قوم نوح کے اشراف اور حضرت نوح ﷺ کے پیروکار ۴، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵؛ قوم نوح ﷺ کے اشراف اور خود حضرت نوح ﷺ ۱۳، ۱۳؛ قوم نوح ﷺ کے اشراف اور قیامت ۱؛ قوم نوح ﷺ کے اشراف اور لوگ ۶؛ قوم نوح کے اشراف اور مستضعفین ۱۱؛ قوم نوح (ع) کے اشراف کی بہانہ گیری ۴؛ قوم نوح ﷺ کی مومنین کی تحقیر ۶؛ قوم نوح ﷺ کے کافر ۱۱؛ قوم نوح کے مستضعفین اور

حضرت نوح ﷺ ۴؛ قوم نوح ﷺ کے مومنین ۳؛

قیامت: قیامت کو جھٹلانے والے

کافر: ۱۰

کفر: کفر میں سبقت لینے والے ۱۰

متکبرین: ۸

نبوت: بشر کی نبوت کو جھٹلانے والے ۲

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ کا بشر ہونا ۳؛ حضرت نوح ﷺ کے پیروکار اور انکی حقارت ۱۲؛ پیروکار حضرت نوح ﷺ پر جھوٹ بولنے کی تہمت ۱۳؛ پیروکار حضرت نوح ﷺ پر ظاہری عمل کرنے کی تہمت ۱۱؛ حضرت نوح ﷺ کو جھٹلانے کے اسباب ۳، ۴؛ قصہ حضرت نوح ﷺ ۱۳؛ حضرت نوح ﷺ کو جھٹلانے والے ۱؛ حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کی خصوصیات ۵

## آیت ۲۸

﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ﴾

انہوں نے جواب دیا کہ اے قوم تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل رکھتا ہوں اور وہ مجھے اپنی طرف سے وہ رحمت عطا کر دے جو تمہیں دکھائی نہ دے تو کیا میں ناگواری کے باوجود زبردستی تمہارے اوپر لا دے سکتا ہوں (۲۸)

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام، اپنی پیغمبری پر معجزہ اور روشن دلیل رکھتے تھے۔ قال یا قوم اریتم ان کنت علی بینة یہ قابل ذکر ہے کہ (ارءیتم) (اخباری) کے معنی میں ہے اور اس جملہ کا مفعول (انزلکوها) ہے۔ اور یہ دونوں جواب شرط (ان کنت) کے مقام پر ہیں۔ اصل میں جملہ اس طرح ہے۔ (ان کنت علی بینة ... فاخبرونی انزلکموها)۔

۲۔ خداوند متعال، اپنے پیغمبروں کو روشن دلیلیں اور معجزہ عطا کرتا ہے۔ ان کنت علی بینة من ربی

۳۔ خداوند متعال، پیغمبروں کی تربیت اور ان کے امور کو منظم کرنے والا ہے۔ ان کنت علی بینة من ربی

مذکورہ بالا تفسیر لفظ "رب" کہ جس کا معنی مدبر و مربی کا ہے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہے۔

۴۔ انبیاء کرام کو روشن دلیلیں اور معجزہ عطا کرنے کا مقصد نبوت کے کام کو منظم طریقے سے انجام دینا اور رسالت کے مقاصد کی تکمیل ہے ان کنت علی بینة من ربی

۵۔ خداوند متعال نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی رحمت خاصہ سے بہرہ مند فرمایا اور انہیں مقام نبوت دی۔  
أَتْنِي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهِ

(رحمت) سے مراد، اس مخصوص مورد میں مقام نبوت اور پیغمبری مراد ہے۔

۶۔ خداوند متعال اپنے پیغمبروں کو رحمت خاصہ اور نبوت کے مقام سے نوازتا ہے۔ وء اتانی رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهِ

(رحمت) کے لفظ کا نکرہ لانا، اس کی عظمت پر دلالت کرتا ہے اور (من عندہ) کے ساتھ اسکی صفت لانا، اس کے بلند مقام سے حکایت ہے۔

۷۔ حضرت نوح علیہ السلام کا سرداروں اور اشراف قوم سے برتاؤ مہربانہ اور مشفقانہ تھا۔ یا قوم أراءیتُم (یا قوم) اے میرے لوگو یہ جملہ شفقت اور عطوفت کو بتاتا ہے۔

۸۔ حضرت نوح ﷺ کی قوم کے سردار اور رؤسا ایسے دل کے اندھے تھے کہ وہ معارف الہی اور دلائل نبوت کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ أراءیتُم أن ... ء اتانی رحمةً من عنده فعمیت علیکم

(تعمیت) "عمیت" کا مصدر ہے جو اندھا کرنے کے معنی میں ہے۔ اور جب یہ "علی" کے ساتھ متعدی ہوتا ہے تو مخفی کرنے کے معنی میں ہوتا ہے لہذا (فعمت علیکم) کا معنی کچھ یوں ہوگا کہ وہ روشن دلیل اور رحمت جو خداوند متعال نے مجھے عطا کی ہے وہ تم پر مخفی اور اسکو تم درک کرنے سے قاصر ہو۔

۹۔ قوم نوح ﷺ کے سرداروں کی اشرافیت، تکبر اور احساس برتری ان کے اندھا دل اور دلائل نبوت و فہم معارف الہی کو درک کرنے سے عاجزی کا سبب تھے۔ أراءیتُم أن ... اثنی رحمة من عنده فعمیت علیکم

(عمیت) فعل مجہول ہے اور اس کا فاعل جو کہ ذکر نہیں ہوا وہ چیز تھی جو کفار کے اندھا دل اور ان پر حضرت نوح (ع) کی نبوت کے دلائل کے مخفی ہونے کا سبب تھی۔ حضرت نوح (ع) کی کافر قوم کے لیے جو صفات بیان ہوئی ہیں اس قرینہ کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ سرداروں کی اشرافیت، تکبر اور احساس برتری وغیرہ ایسی صفات تھیں جو ان کے اندھا دل اور معارف الہی کو درک کرنے سے ان کی عاجزی کا سبب بنیں۔

۱۰۔ پیغمبروں پر ایمان اور معارف الہی پر اعتقاد، قابل اجبار و اکراہ نہیں ہے۔ أنلزمکموا و أنتم کارہون

۱۱۔ حضرت نوح ﷺ کے پیروکار، ابلاغ رسالت اور لوگوں کو ایمان کی دعوت دینے کے سلسلہ میں ان کے مددگار تھے۔ أنلزمکموا مذکورہ بالا تفسیر کا (نلزم) کے صیغہ جمع سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جو حضرت نوح ﷺ اور ان کے پیروکاروں کو شامل ہے۔

۱۲۔ قوم نوح ﷺ کے سردار اور رؤسا، معارف الہی کی طرف اپنی رغبت کا اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے

بیزاری اور نفرت کرتے تھے۔ و اَنتُم لَهَا كَارِهُونَ

۱۳۔ معارف دینی کی طرف رغبت کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اسکی معرفت ہو۔ فعمیت علیکم ... و اَنتُم لَهَا كَارِهُونَ

۱۳۔ انبیاء ﷺ کا لوگوں کو ہدایت کرنے کی شرط یہ ہے کہ لوگ معارف الہی سے بیزار نہ ہوں۔

أَنْلِزْمَكُمُوهَا و اَنتُم لَهَا كَارِهُونَ

اشرافیت: اشرافیت کے آثار ۹

انبیاء: انبیاء ﷺ پر رحمت ۶; انبیاء ﷺ کا مدر ۳; انبیاء ﷺ کا مربی ۳; انبیاء کی روشن دلیلیں ۲; انبیاء ﷺ کی روشن

دلیلوں کا فلسفہ ۳; انبیاء ﷺ کی نبوت ۶; انبیاء ﷺ کے معجزے کا فلسفہ ۳; انبیاء ﷺ کے مقامات ۶; اہداف انبیاء ﷺ

کے متحقق ہونے کے اسباب ۳; رسالت انبیاء کی اہمیت ۳; نبوت انبیاء ﷺ کے دلائل ۲; ہدایت انبیاء کی شرائط ۱۳

ایمان: انبیاء ﷺ پر ایمان ۱۰; دین پر ایمان ۱۰

تکبر: تکبر کے آثار ۹

خدا: افعال خداوندی ۳; ربوبیت خدا ۳; رحمت خاصہ الہی ۵، ۶; خداوند عالم کی عنایات ۲،

دل کا اندھا ہونا: دل کے اندھاپن کے اسباب ۹

دین: دین سے بیزاری ۱۲; دین کی شناخت کے آثار ۱۳; دین میں اکراہ نہیں ۱۰

رغبت: دین کی طرف رغبت کا سبب ۱۳

معجزہ: معجزہ کا سرچشمہ ۲

نبوت: نبوت کی اہمیت ۳

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ اور اشراف ۴; حضرت نوح ﷺ اور ان کی قوم ۴; حضرت نوح ﷺ پر رحمت ۵; حضرت

نوح ﷺ کا برتاؤ ۴; حضرت نوح ﷺ کا معجزہ ۱; حضرت نوح ﷺ کی پیروکاروں کو تبلیغ ۱; حضرت نوح ﷺ کی پیروکاروں

کو دعوت ۱۱; حضرت نوح ﷺ کی روشن دلیلیں ۱; حضرت نوح ﷺ کی مہربانی ۴; حضرت نوح ﷺ کی نبوت کے دلائل ۱

; حضرت نوح ﷺ کے مددگار ۱۱; مقامات حضرت نوح ۵; نبوت حضرت نوح ﷺ ۵

ہدایت: ہدایت کے شرائط ۱۳

﴿يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ﴾

اے قوم میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا ہوں۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کر رہا ہوں (۲۹)

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے لوگوں کو بتایا کہ میں تبلیغ رسالت کے بدلے میں تم سے تھوڑے سے مال کا بھی مطالبہ نہیں کروں گا۔ یا قوم لا اسئلكم عليه مال

(علیہ) کی ضمیر سے مراد پیغمبری اور تبلیغ رسالت ہے۔ اور (مالاً) کا لفظ نکرہ ہے جو دلالت کرتا ہے کہ اجر رسالت میں ذرہ برابر مال بھی نہیں لوں گا۔ کیونکہ نکرہ نفی (لا اسئلكم) کے بعد ذکر ہوا ہو۔

۲۔ انبیاء کرام، لوگوں کو تبلیغ رسالت اور معارف دین کی تبلیغ کے بدلے میں کم ترین مال کی درخواست کرنے سے منزہ ہیں۔ و یا قوم لا اسئلكم عليه مال

۳۔ قوم نوح علیہ السلام کے رؤسا اور سردار بے جا خیال کرتے تھے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا نبوت و رسالت کا دعویٰ اس وجہ سے ہے کہ وہ ہمارے مال و متاع کے حصول کا بہانہ بنائیں۔ و یا قوم لا اسئلكم عليه مال

حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کے جواب میں اس بات کو بیان کرنا کہ میں تم سے کم ترین مال کا بھی مطالبہ نہیں کرتا ہوں۔ یہ بتاتا ہے کہ کافر لوگ ایسی تہمت حضرت نوح علیہ السلام پر لگاتے تھے۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں اعلان کیا کہ اجر رسالت فقط خداوند متعال کے ذمہ ہے۔

ان اجرى الا على الله

۵۔ انبیاء علیہ السلام دنیا کے مال و متاع اور مادی چیزوں پر فریفتہ ہونے سے منزہ ہیں۔ لا اسئلكم عليه مالا أن اجرى الا على الله

(مال) کے مقابلے میں (اجر) کا لفظ استعمال کرنا، یہ بتاتا ہے کہ خداوند عالم سے حضرت نوح (ع) کا اجر رسالت کی درخواست دنیاوی مال و متاع کے لیے نہیں تھی اور نہ ہی وہ اس پر فریفتہ تھے۔

۶۔ لوگوں کے مال و متاع اور اموال پر نظر نہ رکھنا، معاشرہ کو نجات دینے والوں اور دین حق کے مبلغین کی صداقت کی نشانی ہے۔ و یا قوم لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ

۷۔ معارف دین کی تبلیغ کرنے والے اجر کے مستحق ہیں اور ان کو یہ پاداش فقط ذات خدا دے سکتی ہے۔  
ان اجری الا علی اللہ

۸۔ قوم نوح کے سرداروں اور رؤسا کے ایمان لانے کی شرائط میں ایک یہ تھا کہ حضرت نوح فقراء مؤمنین کو چھوڑ دیں۔  
و ما انا بطارد الذین آمنو

۹۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سرداروں اور رؤسا کی اس شرط (کہ فقراء مؤمنین کو چھوڑ دے) کی شدید مخالفت کی۔  
و ما انا بطارد: الذین آمنو

جملہ اسمیہ کو (با) زائدہ سے ذکر کرنا، بہت زیادہ تاکید پر دلالت کرتا ہے۔

۱۰۔ رؤسا کو توحید اور معارف الہی کی طرف ترغیب دلانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ فقیر و غریب مؤمنین کو چھوڑ دیا جائے  
و ما انا بطارد: الذین آمنو

۱۱۔ قوم نوح علیہ السلام کے مؤمنین، خداوند متعال کی بارگاہ میں مقرب اور مقام لقاء پروردگار کے حامل ہیں۔ انہم ملاقوا ربہم ممکن ہے جملہ (انہم ملاقوا ربہم) حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کی موجودہ حالت کو بیان کر رہا ہو یعنی وہ (اسی دنیا) میں لقاء اس کی منزل پر فائز ہو چکے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی اخروی عاقبت کے بارے میں خبر دی جا رہی ہو مذکورہ مطلب پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔

۱۲۔ انبیاء اور ان کے پیروکاروں کے باہمی ارتباط کا سبب، خدا پر ایمان اور تقرب الہی ہے۔  
و ما انا بطارد الذین امنوا انہم ملاقوا ربہم

۱۳۔ دنیا میں لقاء اس کی منزل پر فائز ہونا ممکن ہے۔ انہم ملاقوا ربہم

۱۴۔ لوگوں کے صحیح اور سچے ایمان کی تشخیص اور ایمان کے دعوی داروں کو پرکھنا خدا کی شان ہے۔  
بل نظنکم کاذبین — ما انا بطارد الذین امنوا انہم ملاقوا ربہم

کفار حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کے ایمان کو نہ صرف معمولی بلکہ ان کے دعویٰ ایمان کو جھوٹا قرار دیتے تھے (بل نطعنکم کاذبین) حضرت نوح (ع) ان کے جواب میں یہ جملہ فرماتے ہیں (انہم ملاقوا ربہم) یعنی انسانوں کے لیے آخرت کا دن ہے۔ اس دن خداوند سچے اور جھوٹے ایمان کو مشخص کرے گا۔

۱۵۔ قیامت کا دن، انسانوں کی خداوند عزوجل سے ملاقات کا دن ہے۔ انہم ملاقوا ربہم

۱۶۔ قیامت، جھوٹے دعویٰ داروں اور سچے مؤمنین کے درمیان تفریق کا دن ہے۔ بل نطعنکم کاذبین۔ انہم ملاقوا ربہم

۱۷۔ انبیاء کرام کا وظیفہ ہے کہ وہ اظہار ایمان کرنے والوں کو قبول کریں لیکن سچے اور جھوٹے مؤمنین کے درمیان تفریق ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ما انا بطارد الذین امنوا انہم ملاقوا ربہم

۱۸۔ قوم نوح ﷺ کے سردار اور رؤسا، مؤمنین اور حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کے بلند درجات سے بے خبر تھے۔ و لکن اری کم قوماً تجھلون

جملہ "انہم ملاقوا ربہم" کے قرینہ کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ "تجھلون" کا مفعول حضرت نوح (ع) کے مؤمنین کا بلند و با عظمت مقام ہے اس پر (اراکم...) یعنی میں جانتا ہوں کہ تم مؤمنین کے بلند درجات (جو خداوند متعال کی لقاء ہے) سے آگاہ نہیں ہو۔

۱۹۔ قوم نوح ﷺ کے رؤسا کی بلند مرتبہ (جو لقاء اللہ ہے) اور تقرب الہی سے ناواقفیت۔ انہم ملاقوا ربہم و لکنی اری کم قوماً تجھلون

۲۰۔ وحدہ لا شریک کی عبادت اور انبیاء پر ایمان، قدر و قیمت کا معیار اور علم و آگاہی کی نشانی ہے۔ و ما انا بطارد الذین آمنوا... و لکنی اری کم قوماً تجھلون

مذکورہ بالا تفسیر اس احتمال کی بناء پر ہے جب (تجھلون) کو فعل لازم مانیں اور اس کے لیے مفعول کسی کو نہ بنایا جائے۔ تو اس صورت میں (اراکم...) کا معنی یہ ہوگا کہ تم کافر نادان اور ناواقف لوگ ہو۔

۲۱۔ شرک و کفر، نادانی اور بے عقلی کی نشانی ہے۔ و لکنی اری کم قوماً تجھلون

۲۲۔ طبقہ رؤسا سے ہونا، دانائی اور با اہمیت ہونے کا معیار نہیں ہے اور نہ ہی محتاج و فقیر ہونا، جہالت اور بے اہمیت ہونے کی نشانی ہے۔ و ما انا بطارد الذین امنوا... و لکنی اری کم قوماً تجھلون

اقدار: اقدار کا معیار ۲۰، ۲۲

انبیاء ﷺ: انبیاء اور اجر تبلیغ ۲; انبیاء اور اجر رسالت ۲; انبیاء ﷺ اور دنیا کی طلب ۵; انبیاء اور مادیات ۵; انبیاء اور مؤمنین ۱۷; انبیاء سے دوستی کے اسباب ۱۲; انبیاء کا منزہ ہونا ۲، ۵; انبیاء کی مسئولیت کا دائرہ کار ۱۷  
ایمان: انبیاء اور ایمان ۲۰; ایمان کے آثار ۱۲، ۲۰; ایمان میں صداقت کی تعیین کا سبب ۱۳; خدا پر ایمان ۱۲; قبول ایمان کے شرائط ۱۷;

تبلیغ: بغیر اجرت کے تبلیغ ۱

تقرب: تقرب کے آثار ۱۲

توحید: توحید کی دعوت ۱۰; توحید عبادی کے آثار ۲۰

جزاء: جزاء کے مستحقین ۷; جزا کا سرچشمہ ۷

جہالت: جہالت کا معیار ۲۲; جہالت کی نشانیاں ۲۱

جھوٹ بولنے والے: قیامت کے دن جھوٹ بولنے ۱۶

خدا: خداوند عالم کا اجر ۷; خداوند متعال کا حساب و کتاب ۱۳; خداوند متعال کی خصوصیات ۱۳

دین: دین کی دعوت ۱۰

رؤسا: رؤسا کو دعوت دین

شرک: شرک کے آثار ۲۱

عقل: بے عقلی کی نشانیاں ۲۱

علم: علم کا معیار ۲۲; علم کی نشانیاں ۲۰

قوم نوح: رؤسا قوم نوح (ع) اور لقا اللہ ۱۹; رؤسا قوم نوح (ع) اور مؤمنین ۸; رؤسا قوم نوح (ع) کی تہمتیں ۳; رؤسا قوم نوح (ع) کی جہالت ۱۸، ۱۹; رؤسا قوم نوح ﷺ کے ایمان لانے کے شرائط ۸; قوم نوح (ع) کے رؤسا اور تقرب ۱۹;  
قوم نوح (ع) کے رؤسا اور حضرت نوح ﷺ کے پیروکار ۱۸; قوم نوح (ع) کے رؤسا اور فقراء ۹; قوم نوح (ع) کے رؤسا کی سوچ ۳; قوم نوح (ع) کے رؤسا کے



مطالبات ۸: قوم نوح (ع) کے معاشرہ کا طبقاتی نظام ۸: قوم نوح (ع) کے مؤمنین کا تقرب ۱۱: کفار قوم نوح (ع) ۱۸  
مؤمنین قوم نوح (ع) کے درجات ۱۱، ۱۸

قیامت: قیامت کی خصوصیات ۱۵، ۱۶: قیامت میں حقائق کا ظاہر ہونا ۱۶  
کفر: کفر کے آثار ۲۱

لقاء اللہ: دنیا میں لقاء اللہ ۱۳: قیامت میں لقاء اللہ ۱۵: لقاء اللہ کا مقام ۱۱، ۱۹: لقاء اللہ کا وقت ۱۵  
مؤمنین: قیامت میں مؤمنین ۱۶: مؤمن فقیر کو چھوڑنا ۸، ۹: مؤمن فقیر کو چھوڑنے کی مذمت ۱۶: مؤمنین کی شخصیت کی  
اہمیت ۱۰

مبلغین: مبلغین کا اجر ۷: مبلغین کا زہد ۶: مبلغین کی صداقت کی علامتیں ۶  
مصلحین: نجات دینے والوں کا زہد ۶: نجات دینے والوں کی صداقت کی نشانیاں ۶  
مقربین: ۱۱

نوح: (ع) اجر رسالت ۱، ۳: حضرت نوح (ع) اور اشراف قوم کے مطالبات ۹: حضرت نوح علیہ السلام اور فقیر مؤمنین ۹;  
حضرت نوح (ع) پر دنیا طلبی کی تہمت ۳: حضرت نوح (ع) کا عقیدہ ۳: حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ۹: حضرت نوح (ع) کی  
تبلیغ ۱، ۳ نوح علیہ السلام اور قوم نوح (ع) ۳

### آیت ۳۰

﴿وَيَا قَوْمِ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتُمْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾

اے قوم میں ان لوگوں کو نکال باہر کردو تو اللہ کی طرف سے میرا مددگار کون ہوگا کیا تمہیں ہوش نہیں آتا ہے (۳۰)

۱۔ خداوند متعال موحدین اور پیغمبروں کی رسالت پر ایمان لانے والوں کا حامی و مددگار ہے۔  
من ينصرني من الله ان طردتهم

۲۔ مؤمنین کو چھوڑ دینا (اہل ایمان کے مجمع سے نکال دینا) گناہ اور عذاب الہی کا موجب ہے۔  
من ينصرني من الله ان طردتهم

یہاں (من اللہ) کا معنی (من عذاب اللہ) ہے۔

۳۔ تمام لوگ حتی انبیاء بھی اگر مؤمنین کو چھوڑ دیں اور گناہ کا ارتکاب کریں تو الہی سزا و مجازات کے مستحق ٹھہریں گئے۔ من ینصر فی من اللہ ان طردہم

۳۔ خداوند متعال کے عذاب کو ٹالنا اور عذاب الہی میں گرفتار افراد کی مدد کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ من ینصر فی من اللہ

جملہ (من ینصرنی...) میں استفہام، استفہام انکاری ہے۔ (نصر) کا معنی مدد کرنا ہے۔ کیونکہ آیت میں یہ (من) سے متعدی ہوا ہے لہذا نجات اور چھٹکارا کا معنی اس میں متضمن ہے اس بناء پر (من ینصرنی...) کا معنی کچھ یوں ہوگا۔ کوئی بھی مجھے عذاب الہی سے نجات نہیں دلواسکتا اگر میں انہیں باہر نکال دوں۔

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مؤمنین کو ترک کرنے کے نتائج و مشکلات کی طرف توجہ نہ کرنے پر اپنی قوم کے رؤسا و اشراف کی سرزنش کی۔ أفلا تذکرون (آفلا تذکرون) میں استفہام توبیخی ہے۔

۶۔ مؤمنین کو چھوڑنے کی خاطر عذاب الہی کا استحقاق، ایک ایسی حقیقت ہے جو سب کے لیے قابل درک و فہم ہے۔ من ینصرنی من اللہ ان طردہم أفلا تذکرون

۷۔ تمام موجودات کا عذاب الہی کو ٹالنے سے عاجز ہونا، ایک ایسی حقیقت ہے جو سب کے لیے قابل درک و فہم ہے۔ من ینصرنی من اللہ ... أفلا تذکرون

انبیا علیہم السلام: انبیا (ع) ء اور سزا ۳؛ انبیا علیہم السلام ء کے پیروکاروں کے حامی ۱

انسان: انسانوں کا عجز ۳

خدا: خداوند عزوجل متعال کی حمایتیں ۱؛ خداوند عزوجل کی سزائیں ۳؛ خداوند عزوجل کے عذاب ۷

سزا: سزا کے اسباب ۳

عذاب: اہل عذاب کی مدد ۳؛ دفع عذاب سے عاجز ہونا ۳،

۷: عذاب کے اسباب ۲: عذاب کے اسباب کو درک کرنا ۶

قوم نوح ﷺ: قوم نوح ﷺ کے اشراف کی سرزنش ۵

گناہ: گناہ کی سزا ۳: گناہ کے موارد ۲

مؤمنین: مؤمنین کو چھوڑنے کا گناہ ۲: مؤمنین کو چھوڑنے کے آثار ۲، ۵: مؤمنین کو نکالنے کی سزا ۳، ۶: مؤمنین کی شخصیت کی اہمیت ۲، ۳

موجودات: تمام موجودات کا عاجز ہونا ۷

موحدین: موحدین کا حامی ۱

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ کا ڈانٹنا

### آیت ۳۱

﴿وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ﴾

اور میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس تمام خدائی خزانے موجود ہیں اور نہ ہر غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ جو لوگ تمہاری نگاہوں میں ذلیل ہیں ان کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ خدا انہیں خیر نہ دے گا۔ اللہ ان کے دلوں سے خوب باخبر ہے۔ میں ایسا کہہ دوں گا تو ظالموں میں شمار ہو جاؤں گا (۳۱)

۱۔ حضرت نوح ﷺ نہ تو کائنات کے خزانوں کے مالک اور نہ ہی غیب علم جانتے تھے اور نہ وہ فرشتوں میں سے

تھے۔ لا أقول لكم عندی خزائن اللہ ... و لا أقول انی ملک

۲۔ قوم نوح کے رؤسا اور سردار حضرت نوح ﷺ کو فرشتہ، کائنات کے خزانوں پر اختیار اور علم غیب نہ جاننے کی وجہ سے مقام پیغمبری کے لائق نہیں سمجھتے تھے۔ لا أقول لكم عندی خزائن اللہ ... و لا أقول انی ملک

(لا أقول لكم ...) کا جملہ ممکن ہے۔ "ما نری لكم علینا من فضل:" پر ناظر ہو۔ لہذا یہ اسکی طرف اشارہ ہے جو قوم نوح ﷺ مدعیان نبوت سے بے جا خواہشات رکھتی تھی۔

۳۔ تمام نعمات الہی اور کائنات کے خزانوں پر تسلط اور علم غیب کا جاننا پیغمبری کے شرائط اور خصائص میں سے نہیں ہے۔ و لا أقول لكم عندی خزائن اللہ و لا أعلم الغیب

۳۔ فرشتہ ہونا، مقام نبوت اور پیغمبری کو ثابت کرنے کے شرائط میں سے نہیں ہے۔ لا أقول انی ملک

۵۔ بشر، مقام رسالت اور پیغمبری کی صلاحیت رکھتا ہے۔ و لا أقول انی ملک

۶۔ کائنات ہستی میں خداوند متعال کی ہر نعمت اور عطا اپنے لیے ایک مخصوص خزانہ و مخزن رکھتی ہے۔ (خزائن اللہ)

مذکورہ بالا تفسیر کلمہ (خزائن) کے جمع لانے کی بناء پر ہے۔

۷۔ کائنات کی تمام نعمتیں اور اس کے خزانے، خدا کی طرف سے اور اس کے اختیار میں ہیں۔ خزائن اللہ

۸۔ کائنات ہستی میں خدا کی نعمتیں قیمتی اور قابل قدر ہیں۔ خزائن اللہ

(خزائن) جمع خزانہ اور مخازن کے معنی میں ہے کائنات کی نعمتوں اور عطا کی جگہ کے لیے خزانہ کا لفظ استعمال کرنا، اس مطلب کو سمجھا رہا ہے کہ کائنات کی نعمتیں اور عطیات قابل قدر اور قیمتی ہیں کیونکہ عموماً قیمتی اشیاء کی حفاظت کسی خزانے میں کی جاتی ہے۔

۹۔ قوم نوح (ع) کے رؤساء کی نظر میں معاشرہ کے مستضعف اور غریب لوگوں کی ظاہری پستی اور حقارت۔ و لا أقول للذین تزدری أعینکم يؤتیہم اللہ خیر

ازدراء (تزدري کا مصدر ہے) جو حقیر، ناقص اور معیوب سمجھنے کے معنی میں ہے (لسان العرب)

(تزدري) کا مفعول ضمیر محذوف ہے جو الذین کی طرف لوٹتی ہے اور اس سے مراد حضرت نوح ﷺ کے

پیروکار ہیں۔ یعنی (الذین تزدريهم أعينكم) یعنی وہ لوگ جنہیں تمہاری آنکھیں حقیر، ناقص اور معیوب دیکھ رہی ہیں (تزدري) کا (أعينكم) کی طرف اسناد، رؤساء اور سرداروں کی ظاہری نگاہ کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰۔ قوم نوح ﷺ کے سردار اور رؤساء، غریبوں اور محتاجوں کو خیر و نیکی تک پہنچنے سے قاصر سمجھتے تھے۔  
لا أقول للذين تزدري أعينكم لن يؤتيهم الله خیر

جملہ (لن يؤتيهم الله خيراً) قوم نوح ﷺ کے سرداروں اور رؤساء کی معاشرہ کے غریبوں اور فقراء کے بارے میں سوچ کو بیان کر رہا ہے۔ اور کلمہ "لن" کو مد نظر رکھے ہوئے یہ جملہ اس بات کی حکایت کر رہا ہے کہ رؤساء، محروم و غریب افراد کے خیر و نیکی تک پہنچنے کو ناقابل تحمل خیال کرتے تھے۔

۱۱۔ انسان کا دنیا کے مال و متاع سے محروم ہونا اسکی علامت ہے کہ وہ معنوی و الہی خیرات کو حاصل کرنے کے لائق نہیں ہے۔ لا أقول للذين تزدري أعينكم لن يؤتيهم الله خیر

۱۲۔ مکتب انبیاء میں انسانوں کی کسوٹی کا محور، اسکا باطنی اور نفسانی پہلو ہے۔ نہ کہ ظاہری و مادی خصوصیات و لا أقول للذين تزدري أعينكم... الله أعلم بما في أنفسهم

حضرت نوح ﷺ نے کفار کی انسانوں کے بارے میں فکر کو (أعينكم) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اپنی فکر کے لیے لفظ (أنفسهم) کو محور قرار دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو انسان خدا کو مد نظر نہیں رکھتا اس کے نزدیک قدر و قیمت کا معیار انسان کے ظاہری و مادی حالات ہوتے ہیں جبکہ پیغمبروں کا مطمع نظر ان کی روح و نفسیات ہے۔

۱۳۔ خداوند متعال، انسانوں کو خیر و نیکی عطا کرنے اور ان کو روحانی و معنوی مقامات تک پہنچانے والا ہے۔ لا أقول... لن يؤتيهم الله خیر

۱۴۔ خداوند متعال، انسان کے روحانی اور نفسانی امور سے آگاہ ہے۔ الله أعلم بما في أنفسهم

۱۵۔ قوم نوح کے رؤساء اور سرداروں کا غریب اور محتاج لوگوں پر ظلم کرنا۔ لا أقول للذين تزدري أعينكم... اني إذا لمن الظالمين

جملہ (اني إذا لمن الظالمين...) تعریضی جملہ ہے۔ یعنی رؤساء قوم اور سرداروں کی سرزنش کی جارہی ہے کہ تم اپنی اس خام خیالی میں کہ غریب اور نادار لوگ خیر و نیکی کے مستحق نہیں ہیں ان کے حق میں ظلم کرتے ہو۔

۱۶۔ غریب و نادار لوگوں کو خیر اور مقام معنوی سے دور خیال کرنا، گناہ اور ایسا تصور ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لا أقول للذين تزدرى أعينكم ... إني إذاً لمن الظالمين

۱۷۔ کسی دلیل و برہان کے بغیر لوگوں کے بارے میں حق بات کہنا اور ان کو نا اہل سمجھنا، ان پر ظلم ہے۔ لا أقول ... الله أعلم بما في أنفسهم إني إذاً لمن الظالمين

اقدار: اقدار کا ملاک ۱۱، ۱۲

افتراء: بہتان باندھنا ظلم ہے ۱۷

امکانات مادی: مادی و سائل کا کردار ۱۱، ۱۲

انبیاء: انبیاء کا بشر ہونا ۳

انسان: انسان کی استعداد ۵

برہان: برہان کی اہمیت ۱۷

تحقیق: ادیان میں تحقیق ۱۲، تحقیق کا ملاک ۱۱، ۱۲

خدا: خدا کا علم غیب ۱۳؛ خداوند متعال کی نعمتوں کی اہمیت ۸؛ خداوند متعال کی نعمتیں ۶، ۷؛ خداوند متعال کے اختیارات

۷؛ خداوند متعال کے مختصات ۷؛ عطایای خداوندی ۱۳

خیر: خیر کا سرچشمہ ۱۳

ظالمین: ۱۵

ظلم: ظلم کے موارد ۱۷

فقراء: فقراء اور خیر ۱۱، ۱۰؛ فقراء اور معنوی درجات ۱۶

فکر: غلط فکر ۱۶، ۹

قوم نوح (ع): اشراف قوم نوح (ع) اور حضرت نوح ﷺ؛ اشراف قوم نوح (ع) کا ظلم ۱۵؛ اشراف قوم نوح (ع) کی فکر

۱۰، ۹، ۲؛ قوم نوح (ع) کے اشراف اور فقراء ۱۰، ۹؛ قوم نوح (ع) کی تاریخ ۱۵؛ قوم نوح ﷺ کے فقراء پر ظلم ۱۵؛ قوم

نوح (ع) کے معاشرتی طبقات ۱۵، ۱۰، ۹

گناہ: گناہ کے موارد ۱۶

معنویات: معنویات پائی جانے کی علامات ۱۱

معنوی درجات: معنوی درجات کا سرچشمہ ۱۱

ملائکہ: ملائکہ اور نبوت ۳/ نبوت: بشر اور مادی امکانات ۳؛ شرائط نبوت ۳، ۴؛ مقام نبوت ۵؛ نبوت اور علم غیب ۳

نعمت: نعمت کا سبب ۶، ۷؛ نعمت کے خزان کا مالک ۷؛ نعمت کے ذخیرے ۶

نوح ﷺ: حضرت نوح (ع) اور عقائد کے اختیارات کا دائرہ کار ۱؛ حضرت نوح (ع) کا بشر ہونا ۱؛ حضرت نوح (ع) کے علم کا دائرہ ۱

### آیت ۳۲

﴿قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ نوح آپ نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت جھگڑا کیا تو اب جس چیز کا وعدہ کر رہے تھے اسے لے آؤ اگر تم اپنے دعوائیں سچے ہو (۳۲)

۱۔ حضرت نوح (ع)، اپنی قوم کی ہدایت کے سلسلہ میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ قالوا یا نوح قد جادلنا فاکثرت جدالنا (اکثر (اکثر) کا مصدر ہے۔ اسکا معنی کام کو کثرت سے انجام دینا ہے۔ پس (اکثر جدالنا) کا معنی یہ ہوا کہ تو نے بہت مناظرہ اور کثرت سے اولیٰ کو ذکر کیا ہے۔ یہ اس معنی کو بتاتا ہے کہ حضرت نوح ﷺ نے تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں انتھک کوشش کی ہے۔

۲۔ لوگوں کو شرک سے روکنے اور توحید کی طرف ترغیب دلانے کے لیے حضرت نوح (ع) نے گفتگو و بحث اور دلیل و برہان پیش کرنے کی روش اختیار کی۔ قالوا یا نوح قد جادلنا فاکثرت جدالنا

(جدال) کا معنی مناظرہ کرنا اور مد مقابل کے دعویٰ فکر اور عقائد کے خلاف دلیل و برہان کو لانا ہے۔

۳۔ حضرت نوح ﷺ، ہمیشہ کافروں کو عذاب الہی کے نزول سے ڈراتے تھے۔ فأتنا بما تعدن

فعل مضارع (تعد) کو فعل ماضی (وعدت) کی جگہ پر لانا، عذاب سے ڈرانے اور حضرت نوح (ع) کی توبیخ کے تکرار کی طرف اشارہ ہے

۳۔ کفار نے حضرت نوح ﷺ سے یہ خواہش کی کہ وہ ان کے ساتھ اپنے مناظرے اور گفتگو کو ختم کر کے وعدہ عذاب کو عملی شکل دے۔ قالوا یا نوح قد جادلنا فاکثرت جادلنا فأتنا بما تعدن

جملہ (فاکثرت جدالنا) (کہ تم نے ہمارے ساتھ بہت زیادہ مناظرہ کیا) پر جملہ "فأتنا بما تعدنا" کا متفرع ہونا اس بات سے کنایہ ہے کہ دلیل و برہان لانا کافی ہے لہذا اس بات کو ختم کیا جائے۔

۵۔ قوم نوح کے کفار، حضرت نوح ﷺ کے عذاب کو غیر یقینی اور ان کے وعدہ عذاب اور خوف دلانے کو قابل عمل نہیں سمجھتے تھے۔ فأتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین

۶۔ حضرت نوح (ع) کی کوشش اور براہین و دلائل، رؤسا کفار پر بے اثر ثابت ہوئے۔ قد جادلنا فاکثرت جادلنا فأتنا بما تعدن

۷۔ قوم نوح (ع) کے رؤساء اور سرداروں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ وہ حضرت نوح (ع) کو توحیدی دعوت قبول کرنے کے سلسلہ میں مایوس کریں۔ قد جادلنا فاکثرت جادلنا فأتنا بما تعدن

۸۔ کافر قوم کے خام خیال میں حضرت نوح (ع) ایک جھوٹے اور ناروا مطالب پیش کرنے والے شخص تھے۔ ان کنت من الصادقین

عذاب: عذاب کی درخواست کرنا ۳؛ نزول عذاب سے ڈرانا ۳  
فکر: غلط فکر ۸

قوم نوح ﷺ: اشراف قوم اور نوح ﷺ ۷؛ اشراف قوم نوح (ع) کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۶؛ اشراف قوم نوح (ع) کی سازش ۷؛ قوم نوح (ع) اور حضرت نوح ﷺ ۳؛ قوم نوح (ع) اور حضرت نوح ﷺ کے عذاب کے وعدے ۵؛ قوم نوح (ع) کا کفر ۵؛ قوم نوح (ع) کو ڈرانا ۳؛ قوم نوح (ع) کی فکر ۸؛ قوم نوح (ع) کی ہدایت ۱؛ قوم نوح (ع) کے تقاضے ۳  
نوح ﷺ:

حضرت نوح ﷺ پر جھوٹ بولنے کی تہمت ۸؛ حضرت نوح ﷺ کا شرک کے خلاف جہاد ۲؛ حضرت نوح (ع) کا قصہ ۷؛ ۱، ۲، ۳، ۳، ۴؛ حضرت نوح ﷺ کا ہدایت کرنا ۱؛ نوح ﷺ کا احتجاج ۶، ۲؛ حضرت نوح ﷺ کا ڈرانا ۳؛ حضرت نوح ﷺ کی تبلیغ کا طریقہ ۲، ۳؛ حضرت نوح ﷺ کی ناامیدی کا سبب ۷



### آیت ۳۳

﴿قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ﴾

نوح نے کہا کہ وہ تو خدا لے آئے گا اگر چاہے گا اور تم اسے عاجز بھی نہیں کر سکتے ہو (۳۳)

۱۔ اہل کفر پر عذاب کا نزول خدا کے اختیار اور اسکی مشیت سے ہے۔ انما یاتیکم بہ اللہ

۲۔ کافروں پر عذاب نازل کرنا، پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہے۔ فأتنا بما تعدنا... قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شائ

کافروں نے حضرت نوح علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ جس عذاب کے بارے میں ڈراتے ہو وہ لے آؤ پھر حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی کلام میں (انما) کا لفظ لے آنا جو کے حصر کے لیے ہے اس بات کی دلیل ہے کہ عذاب نازل کرنا، خداوند متعال کا کام ہے اور یہ انسان کے اختیار کی بات نہیں ہے۔

۳۔ حضرت نوح کفار کے عذاب طلب کرنے کے جواب میں فرماتے ہیں کہ عذاب کا نازل کرنا، خدا کی مشیت کے ساتھ ہے اور اس عذاب سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء و ما انتم بمعجزین

۳۔ خداوند متعال کی مشیت ناقابل تخلف ہے۔ قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شائ

۵۔ مشیت الہی کے مقابلے میں استقامت کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء و ما انتم بمعجزین

۶۔ کوئی شخص اور کوئی شے خداوند متعال پر حاکمیت نہیں رکھتی ہے۔ فأتنا بما تعدنا... قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء

۷۔ خداوند عالم کا وعدہ عذاب اور اس سے خوف دلانا اگرچہ لوگوں پر اس کا ابلاغ ہی کیوں نہ کر دیا گیا ہو خدا کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس کو عملی جامہ پہنائے۔

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا ... قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ

حضرت نوح ﷺ (انشاء اللہ) کے جملے سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عذاب الہی، مشیت خداوندی کے ساتھ مختص ہے۔ یہ عذاب کا وعدہ اور خوف دلوانا بھی اگرچہ خدا کی طرف سے ہے لیکن اسکو عملی جامہ پہننانے پر اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا، خداوند عالم مختار ہے اگر وہ چاہے گا تو ان عذاب کے وعدوں کو پورا اور اگر نہیں چاہے گا تو پورا نہیں کرے گا۔

۸۔ کفار، عذاب الہی کے نزول کو نہیں روک سکتے اور نہ ہی خود کو اس میں گرفتار ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ ... وَ مَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

اعجاز (معجزین) کا مصدر جو فرار کرنے اور دسترس سے خارج ہونے کے معنی میں ہے اس بناء پر "وما انتم بمعجزین" کا معنی ہوں ہوگا (عذاب کے نازل ہونے کے بعد) تم عذاب سے فرار اور اس سے چھٹکارا نہیں پاسکتے ہو۔

۹۔ کفار کے عذاب طلب کرنے کے سلسلہ میں حضرت نوح ﷺ کا جو جواب تھا وہ درس توحید اور شناخت خدا پر مبنی

تھا۔ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا ... قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَ مَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

انبیاء: انبیاء کے دائرہ اختیارات ۲

انسان: انسانوں کا عجز ۵

خدا: اختیار خداوندی ۴؛ خدا پر حاکمیت ۶؛ خداوند متعال کی خصوصیات ۶؛ خداوند متعال کے عذاب کے وعدوں کا پورا

ہونا ۴؛ خدا کی حاکمیت ۶؛ خدا کی مشیت کا حتمی ہونا ۵، ۳؛ خدا کے عذاب سے نجات ۸؛ مشیت الہی ۱، ۳

عذاب: عذاب کا سبب ۱، ۲، ۳؛ عذاب کی درخواست ۳، ۹

قوم نوح: قوم نوح پر عذاب کا حتمی ہونا ۳؛ قوم نوح کی خواہشات ۹، ۳

کائنات کی شناخت: کائنات کی توحیدی شناخت ۶

کفار: کفار کا عجز ۸؛ کفار کا عذاب ۱، ۲؛ کفار کے عذاب کا حتمی ہونا ۳

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۶

حضرت نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ اور قوم نوح کی خواہشات ۹؛ حضرت نوح ﷺ کا قصہ ۹؛ حضرت نوح ﷺ کا خدا کی

معرفت رکھنا ۹؛ حضرت نوح (ع) کی تعلیمات ۹؛ حضرت نوح ﷺ کی توحید ۹

### آیت ۳۳

﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾

اور میں تمہیں نصیحت بھی کرنا چاہوں تو میری نصیحت تمہارے کام نہیں آئے گی اگر خدا ہی تم کو گمراہی میں چھوڑ دینا چاہے۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹ کر جانے والے ہو (۳۳)

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے ایمان لانے میں متردد ہو گئے جب انہوں نے عذاب موعود کے متحقق ہونے کے بارے میں درخواست کی۔ فَأَتْنَا بِمَا تَعَدْنَا ... قَالَ ... لَا يَنْفَعُكُمْ نَصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ

۲۔ حضرت نوح (ع) کی کوششیں جب ثمر آور نہ ہوئیں تو انہوں نے یہ احتمال دیا کہ خدا کی مشیت یہ ہے کہ ان کے قوم کے رؤساء و سردار و رطہ گمراہی و ضلالت میں پڑے رہیں۔ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نَصْحِي ... إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ

(ان) ان کا ان سے ... میں شرطیہ ہے اور جملہ (لا يَنْفَعُكُمْ ...) اس شرط کے جواب کے قائم مقام ہے۔ یہ احتمال بھی بعید نہیں ہے کہ یہ (ان) مشقلہ سے مخففہ ہو گیا ہو۔ اس بناء پر جملہ "و ان كان الله" یہ بتاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم پر یقین کر لیا تھا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ (ان) کی خبریں لام کو نہ لانا اس وجہ سے ہے کہ یہ (ان نافیہ) کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے۔

۳۔ خدا کی طرف سے اہل کفر کی ضلالت و گمراہی ان کی ہٹ دھرمی اور حق قبول نہ کرنے کی سزا ہے۔  
یا نوح قد جادلنا ... فَأَتْنَا بِمَا تَعَدْنَا ... إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ

اہل کفر کی ہٹ دھرمی اور حق قبول نہ کرنے (قد جادلنا) کے بیان کے بعد جملہ "ان كان الله" کا واقع ہونا اس بات کی حکایت کر رہا ہے کہ اہل کفار کو گمراہ کرنے کا خدائی ارادہ خود ان کی ہٹ دھرمی اور عناد کا نتیجہ ہے۔

۴۔ جن کی گمراہی اور ضلالت کا خداوند عالم نے ارادہ کر لیا ہے تو انہیں انبیاء کی تعلیمات اور نصیحتیں کچھ فائدہ نہیں دیتی ہیں۔ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نَصْحِي ... إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ

"ان كان الله ... جملہ" لا يَنْفَعُكُمْ نَصْحِي کے لیے بہ منزلہ علت ہے۔ یعنی خداوند متعال نے تمہاری گمراہی کا ارادہ کیا ہے تو میری نصیحت تم پر کچھ اثر انداز نہیں ہو گئی۔

۵۔ انبیاء اور مبلغین دین کے لیے ضروری نہیں ہے کہ جو لوگ ہدایت کو قبول نہیں کرتے وہ انہیں معارف الہی کی تبلیغ کریں۔ إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ

حضرت نوح (ع) پر جب یہ حقیقت ظاہر ہوگی کہ خداوند متعال قوم نوح کی لجاجت کی وجہ سے ان کو گمراہ دیکھنا چاہتا ہے تو نصیحت اور دین کی تبلیغ کرنے کو جملہ شرطیہ "ان اردت ... کے ذریعہ بیان کیا تا کہ اس مطلب کی طرف اشارہ کیا جائے کہ دین کی تبلیغ اس مرحلہ کے بعد مجھ پر لازم و ضروری نہیں ہے۔

۶۔ جب یہ احتمال ہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مؤثر نہیں تو تبلیغ کرنا واجب نہیں ہے۔  
و لا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان ینغویکم

۷۔ انسانوں کی ہدایت اور گمراہی، ارادہ خداوند اور اسکی مرضی سے خارج نہیں ہے۔  
و لا ینفعکم نصحی ... ان کان اللہ یرید ان ینغویکم

۸۔ حضرت نوح ﷺ لوگوں کے ہمدرد اور دلسوز پیغمبر تھے۔ لا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم  
۹۔ کفار قوم نوح حضرت نوح ﷺ کو اپنا خیر خواہ اور ان کی تعلیمات کو اپنے لیے فائدہ مند نہیں سمجھتے تھے۔  
یا نوح قد جادلنا ... ان اردت ان انصح لکم

قوم نوح (ع) کے رؤساء حضرت نوح ﷺ کی مسلسل جدوجہد کو مناظرہ کا نام دیتے تھے لیکن حضرت نوح (ع) ان کی فکری خطا کو خطا قرار دینے کے لیے ان کے مقابلہ میں لفظ نصیحت سے تعبیر کرتے تھے۔  
۱۰۔ انسان پر نصیحت کا مؤثر ہونا، خداوند متعال کی توفیق اور اسکی مشیت کا مرہون منت ہے۔  
و لا ینفعکم نصحی ... ان کان اللہ یرید ان ینغویکم

۱۱۔ خداوند متعال، انسانوں کا پروردگار اور ان کے امور کا مدبر ہے۔ ہو ربکم  
۱۲۔ اتمام حجت اور ان کی کینہ توزی کے بعد اہل کفار کو گمراہ کرنا، خداوند عالم کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔  
ان کان اللہ یرید ان ینغویکم ہو ربکم

۱۳۔ انسانوں کی بازگشت، خداوند متعال کی طرف ہے۔ و الیہ ترجعون  
۱۴۔ انسانوں کی خدا کی طرف بازگشت، اسکی ربوبیت کی ایک جھلک ہے۔ ہو ربکم و الیہ ترجعون  
۱۵۔ انسانوں کا خداوند متعال کی طرف لوٹنا حتمی اور اس سے راہ فرار ممکن نہیں ہے۔ و الیہ ترجعون  
مذکورہ بالا تفسیر کا سبب فعل "ترجعون" کا مجہول ہونا ہے۔

۱۶۔ پیغمبروں کی نصیحتوں کو قبول نہ کرنا، آخرت کے عذاب میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔

و لا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ... ہو ربکم و الیہ ترجعون

نصیحت کو قبول نہ کرنے والوں کی خدا کی طرف بازگشت کی حقیقت کو بیان کرنے کا مقصد انہیں اخروی عذاب سے خبردار کرنا ہے۔

۱۷۔ عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال: قال اللہ فی قوم نوح "ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم ، قال : الامر الی اللہ یھدی و یضل<sup>(۱)</sup> امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے حضرت نوح (ع) کا ان کی قوم کے بارے میں قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر خداوند عالم تمہیں گمراہ کرنا چاہے اور میں تمہیں نصیحت کرنا چاہوں تو میری نصیحت تمہارے لیے سودمند ثابت نہیں ہو سکتی۔ امام (ع) نے فرمایا کہ ہدایت و گمراہی کا اختیار خدا کے ہاتھ میں ہے۔

انسان: انسانوں کی تدبیر کرنے والا: ۱۱؛ انسانوں کی تربیت کرنے والا: ۱۱؛ انسانوں کی عاقبت ۱۵، ۱۳

احکام: ۶// امر بالمعروف: امر بالمعروف کے احکام: ۶؛ امر بالمعروف کے شرائط: ۶

انبیاء: انبیاء کی ذمہ داری کا دائرہ: ۵؛ انبیاء کے موعظہ کے شرائط کی تاثیر: ۳؛ موعظہ انبیاء کے رد کرنے کے آثار: ۱۶

حق: حق قبول نہ کرنے کا انجام: ۳

خدا: توفیقات خدا کا اثر: ۱۰؛ ربوبیت خدا: ۱۱؛ خدا کا اتمام حجت کرنا: ۱۲؛ خدا کا ارادہ: ۴، ۳، ۲؛ خدا کی ربوبیت کی نشانیاں

۱۲، ۱۳؛ خدا کی گمراہی: ۳، ۲، ۳، ۱۲، ۱۴؛ خدا کی مشیت کا اثر: ۴؛ خداوند متعال کی ہدایتیں: ۱۴؛ خدا کے ارادہ کا اثر: ۱۰؛ خدا

کے افعال: ۱۱؛ مشیت خدا: ۱۱

خدا کی طرف لوٹنا: ۱۳، ۱۳؛ خدا کی طرف حتماً لوٹنا: ۱۵

روایت: ۱۴؛ سزا: آخرت کی سزا کا سبب: ۱۶

عذاب: عذاب کی درخواست: ۱

قوم نوح: اشرف قوم نوح کی گمراہی: ۲؛ قوم نوح اور حضرت نوح علیہ السلام: ۹؛ قوم نوح کی خواہشات: ۱؛ قوم نوح کی فکر: ۹؛ قوم

نوح کے ایمان کی ناامیدی: ۱

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۱۴۳، ح ۱۶؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۴۹، ح ۶۲۔

گمراہ لوگ: گمراہوں کا حق قبول نہ کرنا ۳؛ گمراہوں کا ہدایت قبول نہ کرنا ۴؛ گمراہوں کی دشمنی ۱۲؛ گمراہوں کی لجاجت ۳؛ گمراہوں کے لیے اتمام حجت ۱۲  
 گمراہی: گمراہی کا سبب ۳؛ گمراہی کی ابتداء ۷  
 لجاجت: لجاجت کی جزاء ۳  
 مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری کا دائرہ ۵  
 موعظہ: موعظہ کی شرائط کا اثر ۱۰

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ کا عقیدہ ۲؛ حضرت نوح ﷺ کا قصہ ۱؛ حضرت نوح ﷺ کی خیر خواہی ۸؛ حضرت نوح ﷺ کی مہربانی ۸؛ حضرت نوح ﷺ کی ناامیدی کا سبب ۱؛ حضرت نوح ﷺ کے فضائل ۸  
 نہی عن المنکر: نہی عن المنکر کے احکام ۶؛ نہی عن المنکر کے شرائط ۶  
 ہدایت: ہدایت کا سبب ۷  
 ہدایت قبول نہ کرنے والے: معارف الہی کا ہدایت قبول نہ کرنے والوں کو ابلاغ ۵

### آیت ۳۵

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرَمُونَ﴾

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے پاس سے گڑھ لیا ہے تو آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے گڑھا ہے تو اس کا جرم میرے ذمہ ہے اور میں تمہارے جرائم سے بری اور بیزار ہوں (۳۵)

۱۔ عصر بعثت کے مشرکین، قرآن کو پیغمبر اسلام کا منگھڑت کلام سمجھتے تھے۔ ام یقولون افتراه

"یقولون" کی ضمیر سے کون افراد مراد ہیں؟ اس بارے میں دو نظریے ہیں بعض نے عصر پیغمبر ﷺ کے مشرکین مراد لیے ہیں اور بعض مفسرین نے قوم نوح (ع) کے کفار قرار دیے ہیں مذکورہ بالا تفسیر پہلے نظریے کی بناء پر ہے۔ قابل ذکر ہے کہ اس بناء پر کلمہ "قل" کا مخاطب پیغمبر اکرم ﷺ اور "اقرئه" میں ضمیر مفعول قرآن کی طرف یا حضرت نوح (ع) کے مخصوص واقعہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۲۔ مکہ کے مشرکین، حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کے واقعہ کو خود پیغمبر ﷺ اسلام کی طرف سے بنایا ہوا قصہ خیال کرتے تھے۔ و لقد ارسلنا نوحاً ... ام يقولون افتربه

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہے کہ جب "افتراء" کے مفعول کی ضمیر، ماقبل آیات میں ذکر حضرت نوح (ع) اور ان کی قوم کے واقعہ کی طرف لوٹے۔

۳۔ خود ساختہ مطالب کو خداوند متعال کی طرف نسبت دینا جرم اور گناہ ہے۔ قل ان افتريته فعلى اجرامى "افتراء" کا معنی جھوٹ باندھنا ہے۔ اگرچہ اسکی کسی دوسرے کی طرف نسبت دینا اسمیں ذکر نہیں ہوا ہے۔ لیکن آیت کریمہ میں جو قرائن و اشارات ملتے ہیں۔ مثلاً "افتراء" اور "افتريته" یہ بتاتے ہیں کہ معنی یوں ہے اگر اسکو میں نے بنایا ہوا اور اسکی نسبت خدا کی طرف دی ہوتی ...

۳۔ خداوند متعال نے پیغمبر اسلام کو مشرکین کا جواب دینے، اور ان سے پیش آنے کا طریقہ تعلیم دیا ہے۔ ام يقولون افتربه قل ان افتريته فعلى اجرامى و انا بريء مما تجرمون مذکورہ بالا تفسیر کا (قل) کے لفظ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۵۔ ہر کوئی اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور اپنے گناہوں کی سزا بھی خود ہی بھگتے گا۔ ان افتريته فعلى اجرامى "اجرام" کا معنی ارتکاب اور گناہ کرنا ہے "فعلى" کے لفظ کا "اجرامى" پر مقدم ہونا حصر پر دلیل ہے یعنی افتراء کا گناہ (اگر افتراء ہو) مجھ پر ہے نہ کہ کسی اور پر۔

۶۔ شرک اور غیر خدا کی عبادت جرم اور گناہ ہے۔ و انا بريء مما تجرمون

کیونکہ "تجرمون" کے مخاطب مشرکین اور غیر خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ لہذا جملہ "تجرمون" میں گناہ سے مراد ممکن ہے شرک کرنا اور غیر خدا کی عبادت کرنا ہو، یہ بات قابل ذکر ہے کہ (لفظ مما) میں "ما" مصدریہ ہے یعنی معنی یہ ہوگا "انا بريء من اجرامکم"۔

۷۔ پیغمبر اسلام کا مشرکین مکہ کی شرک پرستی اور ان کے

گناہوں سے بیزاری کا اعلان\_ و انا بریئُ مما تجرمون

۸۔ اپنے نظریے کی حفاظت اور عقائد کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مخالفین دین سے نبرد آزما ہونا چاہیے۔

ان افتريتہ فعلی اجرامی و انا بریئُ مما تجرمون

افتراء: خدا پر افتراء کا گناہ ۳؛ قرآن مجید پر افتراء ۱؛ محمد ﷺ پر افتراء ۱

انسان: انسانوں کی ذمہ داریاں ۵

تبری: شرک سے تبری کرنا ۷؛ گناہ سے تبری کرنا ۷

جرم: جرم کے موارد ۶

خدا: تعلیمات خداوندی ۳

دین: دشمنان دین سے برتاؤ کا طریقہ ۸

دینداری: دینداری کی اہمیت ۸؛ دین داری میں استقامت ۸

شرک: شرک عبادی گناہ ہے ۶

عقیدہ: عقیدہ میں استقامت ۸

عمل: عمل کے آثار ۵

گناہ: گناہ کیسز ۵؛ گناہ کے موارد ۶، ۳

مجازات: سزاؤں کا شخصی ہونا ۵؛ سزاؤں کی خصوصیات ۵

محمد ﷺ: حضرت محمد ﷺ اور مشرکین ۳؛ رسالت مآب ﷺ پر جھوٹ کی تہمت ۲؛ رسالت مآب ﷺ کا اعلان

تبری کرنا ۷؛ معلم حضرت محمد ﷺ ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین اور قرآن مجید ۱؛ صدر اسلام کے مشرکین کی فکر ۱؛ مشرکین سے برتاؤ کرنے کی روش ۲

مشرکین مکہ: مشرکین مکہ اور حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ۲؛ مشرکین مکہ کی تہمتیں ۲؛ مشرکین مکہ کی فکر ۲



## آیت ۳۶

﴿وَأَوْحِيْ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾

اور نوح کی طرف یہ وحی کی گئی کہ تمہاری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہ لائے گا علاوہ انکے جو ایمان لاچکے لہذا تم ان کے افعال سے رنجیدہ نہ ہو (۳۶)

۱۔ قوم نوح کے کچھ افراد ان پر ایمان لائے اور کچھ اسی طرح اپنے کفر اور انکار رسالت پر مصر رہے۔  
انہ لن یؤمن من قومک الا من قد ء امن

۲۔ حضرت نوح (ع) کی مسلسل اور بے ثمر کوششوں کے نتیجہ میں خداوند عالم نے انہیں ان کی قوم کے ایمان لانے کے سلسلہ میں مایوس کر دیا۔ و اوحی الی نوح انہ لن یؤمن من قومک الا من قد ء امن

"لن یؤمن" کا فاعل کلمہ "احد" ہے۔ یعنی "لن یؤمن احد من قومک" "الّا" کا لفظ غیر کے معنی میں ہے۔ اور "احد من قومک" کے لیے صفت ہے نہ یہ کہ "لن یؤمن..." سے استثناء ہے۔ کیونکہ مومنین کو جملہ سابق سے استثناء کرنا مناسب بلکہ صحیح نہیں ہے۔ اس صورت میں "لن یؤمن..." کے جملہ کا معنی یوں ہوگا۔

یوں ہوگا۔ آپکی قوم میں سے کوئی بھی غیر مومن (کافر) ایمان نہیں لائے گا۔

۳۔ کفر پر اصرار، پیغمبروں کا انکار اور معارف دین کا منکر ہونا، ایمان اور ہدایت کی شائستگی اور اہلیت کو ہاتھ سے دھو دینے کا سبب بنتا ہے۔ یا نوح قد جادلنا فاکثرت جادلنا فأتنا بما تعدنا ... لن یؤمن من قومک ...

۳۔ وحی اور الہی اطلاعات کے ذریعہ پیغمبروں کو امور غیب اور انسانوں کی سرنوشت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔  
اوحی الی نوح انہ لن یؤمن من قومک الا من قد ء امن

۵۔ وحی، خدا اور انبیا ﷺ کے درمیان رابطہ اور انہیں پروگرام

اور احکام سے مطلع کرنے کا ذریعہ ہے۔ و اوحی الی نوح انه لن یؤمن ... فلا تبتئس بما کانوا یفعلون

۶۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ اپنی قوم کی نامناسب رفتار سے پریشان حال اور ان کے انکار رسالت و کفر کے اصرار پر غم زدہ تھے۔ فلا تبتئس بما کانوا یفعلون

ابتاس "تبتئس" کا مصدر ہے۔ اسکا معنی غم زدہ اور پریشان ہونا ہے۔ اور جملہ "ما کانوا یفعلون" سے مراد شرک اور انکار رسالت پر اصرار کرنا اور دوسرے نامناسب کام ہیں۔

۷۔ حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کی ہدایت سے ناامید ہونا اور ان کا ایمان لانے کے لائق نہ ہونے سے آگاہی، ان کے غم و اندوہ کے دور کرنے کا سبب بنا۔ لن یؤمن من قومک ... فلا تبتئس بما کانوا یفعلون

مذکور بالا تفسیر کا کفار کے ایمان نہ لانے کی خبر دینے پر متفرع جملہ "لا تبتئس" سے استفادہ کیا گیا ہے یعنی ابھی جب تم کافروں کے اس حال سے واقف ہو گئے ہو کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ لہذا اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کر رہے۔ لیکن یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے لہذا آپکو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۸۔ ہٹ دھرم اور معاندین کے کفر اختیار کرنے اور ہدایت قبول نہ کرنے پر افسوس کرنا، بے جا اور نامناسب ہے۔ لن یؤمن من قومک الا من قد ء امن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون

۹۔ دین کے مبلغین جب لوگوں کی ہدایت سے ناامید ہو جائیں تو معارف دین کا ابلاغ ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ فلا تبتئس بما کانوا یفعلون

۱۰۔ انسان میں کفر کا راسخ ہو جانا اور ایمان کے نفوذ کے راستوں کا بند ہونا، عذاب کے استحقاق کا سبب بنتا ہے۔ لن یؤمن من قومک الا من قد ء امن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون

ان کے ایمان نہ لانے پر خداوند عالم کی طرف سے "اصنع الفلک" کا حکم دینا جو کہ قوم نوح علیہ السلام پر عذاب کے نزول کو بتا رہا ہے اس مطلب کو بیان کر رہا ہے کہ کیونکہ یہ ایمان کی صلاحیت سے عاری ہیں لہذا یہ عذاب سے دوچار ہوں گے۔

انبیاء: انبیاء اور انسانوں کی سرنوشت ۳؛ انبیاء پر وحی ۴، ۵؛ انبیاء کی تکذیب کے آثار ۳؛ انبیاء کے علم غیب کا سرچشمہ ۳  
انسان: انسانوں کا ہدایت قبول نہ کرنے پر غم زدہ ہونا ۸؛ انسانوں کی ہدایت سے ناامیدی ۹؛ انسانوں

کے کفر پر پریشان ہونا ۸

ایمان: ایمان کے موانع ۳

پریشانی: ناپسندیدہ پریشانی ۸

خدا: افعال خدا ۲؛ خدا کا انبیاء سے ارتباط کا طریقہ ۵

دین: دین کو جھٹلانے کے آثار ۳

عذاب: عذاب کے نازل ہونے کے اسباب ۱۰

قوم نوح ۲: ایمان قوم نوح سے ناامیدی ۲؛ قوم نوح کا ناپسند عمل ۶؛ قوم نوح کا نا اہل ہونا ۷؛ قوم نوح کا ہدایت قبول نہ کرنا

۷؛ قوم نوح کی تاریخ ۱؛ قوم نوح کی ہدایت سے ناامیدی ۷؛ قوم نوح کے ایمان لانے سے ناامید ہونا ۲؛ قوم نوح کے کافر ۱؛

قوم نوح کے کفر کے آثار ۶؛ قوم نوح کے معاشرتی گروہ ۱؛ قوم نوح کے مؤمنین ۱

کفر: کفر پر اصرار کرنے کے آثار ۳؛ کفر کے آثار ۱۰

مبلغین: مبلغین اور ہدایت قبول نہ کرنے والے ۹؛ مبلغین کی ذمہ داری کا دائرہ ۹

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ اور قوم نوح کا کفر ۶؛ حضرت نوح ﷺ پر وحی ۲؛ حضرت نوح ﷺ کا قصہ ۷؛ حضرت نوح ﷺ

کا ناامید ہونا ۷، ۲؛ حضرت نوح ﷺ کو جھٹلانے کے آثار ۶؛ حضرت نوح (ع) کو جھٹلانے والے ۱؛ حضرت نوح (ع) کے

پریشان ہونے کے اسباب ۶؛ حضرت نوح ﷺ کے غم دور ہونے کا سبب ۷

وحی: وحی کا کردار ۵، ۳

ہدایت: ہدایت کے موانع ۳

## آیت ۳۷

﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ﴾

اور ہماری نگاہوں کے سامنے ہماری وحی کی نگرانی میں کشتی تیار کرو اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو کہ یہ سب غرق ہو جانے والے ہیں (۳۷)

۱۔ خداوند متعال نے حضرت نوح ﷺ کو یہ خبر دینے کے ساتھ کہ ان کی قوم ایمان لانے والی نہیں ہے کشتی بنانے کا حکم دیا۔ اوحی الی نوح انه لن يؤمن من قومك ... واصنع الفلك  
۲۔ حضرت نوح (ع) کشتی بنانے کا حکم ملنے سے پہلے اس کی کیفیت (اندازے و شکل وغیرہ) سے آگاہ تھے۔  
و اصنع الفلك

ظاہراً "الفلك" پر "الف لام" عہد ذہنی ہے۔ اور خاص کشتی کی طرف اشارہ ہے جس سے حضرت نوح (ع) آگاہ تھے اس بناء پر خداوند عالم نے انہیں کشتی بنانے سے پہلے اس کی وضع و قطع سے آگاہ کر دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح (ع) نے اس کشتی کو عالم خواب میں دیکھا تھا۔

۳۔ کشتی بنانے کے سلسلہ میں حضرت نوح (ع) کو خداوند عالم کی طرف سے مکمل نگرانی و حفاظت حاصل تھی۔  
و اصنع الفلك بأعين

"عین" کا معنی آنکھ ہے لیکن آیت شریفہ میں یہ مراقبت اور محافظت سے کنایہ ہے۔ (اعین) کا جمع لانا، مبالغہ اور کمال محافظت کے لیے ہے۔ اور "بأعيننا" فاعل اصنع کے لیے حال ہے لہذا "اصنع الفلك بأعيننا" کا معنی یوں ہوگا۔ کشتی بناؤ در حالیکہ آپ کو خداوند متعال کی مکمل مراقبت اور محافظت حاصل ہے۔

۳۔ حضرت نوح ﷺ کشتی بنانے میں وحی کے ذریعہ تعلیمات الہی اور خدائی راہنمائی سے بہرہ مند ہوتے تھے۔  
و اصنع الفلك بأعيننا و وحین

۵۔ تاریخ بشر میں "کشتی" بنانا قدیم الایام سے چلا آرہا ہے۔ و اصنع الفلك بأعيننا و وحین

۶۔ حضرت نوح ﷺ کی کشتی خاص خصوصیات کی حامل اور صنعتی اعتبار سے بے مثال اور جدید ماڈل کی تھی۔  
و اصنع الفلك بأعيننا و وحین

اس کی وضاحت کرنا کہ کشتی نوح (ع) بنانے کا پروگرام خداوند عالم کی طرف سے تھا اور اس سلسلہ کے تمام امور ہر لحاظ سے اس کی زیر نظر انجام پائے ہیں مذکورہ بالا تفسیر کو بیان کر رہا ہے۔

۷۔ مشیت الہی، طبعی اور عادی اسباب کے ذریعہ جاری ہوتی ہے۔ و اصنع الفلك بأعيننا و و حين یہ بات واضح ہے کہ خداوند متعال کشتی جیسے سبب کے بغیر بھی حضرت نوح (ع) اور ان کے ساتھیوں کو نجات دے سکتا تھا۔ پس کشتی بنانے کے حکم میں دور از تھے۔ ایک یہ کہ خداوند متعال کائنات کے امور کو عام طور پر عادی علل و اسباب سے انجام دیتا ہے اور دوسرا مومنین کے لیے درس ہے کہ وہ اپنے ایمانی مقاصد کی ترقی کے لیے ظاہری علل و اسباب کو بروئے کار لائیں اور ہمیشہ غیبی مدد کے منتظر نہ رہیں۔

۸۔ مومنین اور حضرت نوح علیہ السلام کی نجات، کشتی بنانے پر موقوف تھی۔ و اصنع الفلك ... انهم مغرقون

۹۔ کفار قوم نوح (ع) کی ہلاکت اور ان کا غرق ہونا، ان کی حتمی سرنوشت تھی۔ انهم مغرقون  
"انهم مغرقون" کے جملہ کی لفظ ان کے ذریعہ تاکید، حضرت نوح (ع) کی کافر قوم کی ہلاکت اور ان پر نزول عذاب کے حتمی ہونے کو بیان کر رہی ہے۔

۱۰۔ خداوند عالم نے حضرت نوح (ع) کی کافر قوم کی عاقبت (پانی کے طوفان میں غرق ہونا) سے حضرت نوح (ع) کو خبر دار کیا۔ انهم مغرقون

۱۱۔ خداوند متعال نے حضرت نوح علیہ السلام کو کفار کی شفاعت اور ان کی عذاب سے رہائی کی درخواست کرنے سے منع کر دیا تھا۔ و لا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون

"لا تخاطبني ..." (کہ ستمگر لوگوں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو) سے مراد عذاب کو برطرف کرنے اور پانی کے طوفان سے نجات کی درخواست ہے کیونکہ اس پر دلیل بعد والا جملہ (کیونکہ ان کو غرق کرنا حتمی ہے) ہے۔

۱۲۔ خداوند تعالیٰ کی حتمی قضایں حتی پیغمبروں کی دعا و شفاعت اثر نہیں رکھتی۔ و لا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون

۱۳۔ غیر خدا کی عبادت، پیغمبروں کی رسالت سے انکار

اور ان کے الہی پیغام کی مخالفت کرنا ظلم ہے۔ و لا تخاطبونی فی الذین ظلموا ...

"الذین ظلموا" سے مراد وہی مشرکین اور منکرین رسالت حضرت نوح ﷺ ہیں۔

۱۳۔ کفار اور ستمگر لوگوں کا دنیاوی عذاب میں گرفتار ہونے کا خطرہ ہے۔ و لا تخاطبونی فی الذین ظلموا انھم مغرقون

۱۵۔ (عن المفضل بن عمر قال : قلت (لابی عبد اللہ) : جعلت فداک فی کم عمل نوح سفینہ حتی فرغ منها؟ قال :

فی دورین ؟ قلت : و کم الدورین ؟ قال ثمانین سنة ...<sup>(۱)</sup> مفضل بن عمر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے

عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاؤں حضرت نوح ﷺ نے کتنی مدت میں اپنی کشتی کو بنایا اور کب بنا کر فارغ ہوئے؟ آپ

ﷺ نے فرمایا دوادواریں۔ میں نے پھر عرض کی دو دور کتنی مدت ہے؟ فرمایا ۸۰ سال ..."

اعداد: ۸۰ کا عدد ۱۵

انبیاء: انبیاء سے مخالفت ظلم ہے ۱۳; انبیاء کی تکذیب ظلم ہے ۱۳

خدا: اوامر الہی ۱; تائیدات الہی ۳; تعلیمات الہی ۳; خداوند متعال کی سنئیں ۴; قضاء الہی کا حتمی ہونا ۱۲; مشیت الہی

کے جاری ہونے کے مقامات ۴; نواہی الہی ۱۱

دعا: دعا اور قضا الہی ۱۲; دعا کی تاثیر کے شرائط ۱۲

روایت ۱۵

شرک: عبادت میں شرک ظلم ہے ۱۳

شفاعت: شفاعت اور قضاء الہی ۱۲; شفاعت کی تاثیر کے شرائط ۱۲

صنعت: صنعت کی تاریخ ۵

ظالمین: ظالمین اور دنیاوی عذاب ۱۳

ظلم: ظلم کے موارد ۱۳

عبادت:

(۱) کافی ج ۸ ص ۲۸۰ ح ۴۲۱۔ تفسیر البرہان ج ۲ ص ۲۱۷ ح ۸۔

غیر خدا کی عبادت ظلم ہے ۱۳

عذاب: اہل عذاب ۱۳

عوامل طبعی: عوالم طبعی کا کردار ۷

قوم نوح: قوم نوح کا حتما غرق ہونا ۹; قوم نوح کا غرق ہونا ۱۰; قوم نوح کی شفاعت سے ممانعت ۱۱

کافرین: کفار اور دنیاوی عذاب ۱۳; کافروں کی شفاعت سے منع کرنا ۱۱

کشتی سازی: کشتی سازی کی تاریخ ۵

نظام علیت: ۷

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ اور قوم نوح کا کفر ۱; حضرت نوح ﷺ اور نجات قوم نوح ۱۱; حضرت نوح ﷺ کا علم ۲;  
حضرت نوح (ع) کا قصہ ۹، ۲، ۱; حضرت نوح کا معلم ہونا ۳; حضرت نوح کو منع کرنا ۱۱; حضرت نوح کو وحی کرنا  
۱۰، ۳; حضرت نوح (ع) کی تائید ۳; حضرت نوح (ع) کی کشتی کی اہمیت ۸; حضرت نوح ﷺ کی کشتی سازی ۳، ۱، ۳;  
حضرت نوح ﷺ کی کشتی ۲; حضرت نوح ﷺ کی کشتی بنانے کی مدت ۱۵; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کی نجات کا  
ذریعہ کشتی ۳، ۲; حضرت نوح ﷺ کی خصوصیات ۶

### آیت ۳۸

﴿وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ﴾

اور نوح کشتی بنا رہے تھے اور جب بھی قوم کی کسی جماعت کا گذر ہوتا تھا تو ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ نوح نے کہا کہ اگر تم ہمارا مذاق اڑاؤ گے تو کل ہم اسی طرح تمہارا بھی مذاق اڑائیں گے (۳۸)

۱۔ حضرت نوح ﷺ نے خداوند متعال کے حکم سے کشتی بنانا شروع کی۔ و اصنع الفلك ... و يصنع الفلك  
کلام عرب میں کبھی فعل مضارع کو فعل ماضی کی

جگہ پر استعمال کیا جاتا ہے یعنی گزشتہ واقعات کی اس طرح تصویر کشی کرنا کہ گویا وہ مخاطب کے سامنے ابھی رونما ہوئے ہوں یہی وجہ ہے کہ آیت شریفہ میں "یصنع" کا فعل "صنع" کی جگہ پر استعمال ہوا ہے۔

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بنانے کی جگہ عمومی راستہ کے قریب اور منظر عام پر تھی۔ و یصنع الفلك و کلما مر علیہ ملاً من قومہ

۳۔ کفار جب حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے آتے تو کشتی بنانے کی وجہ سے ان کا مذاق اڑاتے اور مسخرہ کرتے تھے۔ و یصنع الفلك و کلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منه

۳۔ کفار جب گروہ درگروہ اور اجتماعی صورتیں حضرت نوح علیہ السلام کے سامنے آتے تو کشتی بنانے کی وجہ سے ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ کلما مر علیہ ملا من قومہ

مذکورہ بالا مطلب کا کلمہ "ملاً" سے استفادہ کیا گیا ہے جس کے معنی گروہ اور جماعت کے ہیں۔

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے کے حکم کو خدا سے دریافت کرنے کے بعد ہر وقت اس فرمان کو عملی جامہ پہنانے میں معروف عمل رہے۔ و یصنع الفلك و کلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منه

واضح ہے کہ کفار کا مسخرہ پن، فقط اس وقت نہیں تھا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کی جگہ دیکھتے، بلکہ جہاں بھی دیکھتے مسخرہ کرتے لیکن یہ جملہ بتاتا ہے کہ کفار، حضرت کو اس کشتی سازی کے مکان کے علاوہ کہیں نہیں پاتے تھے یہ اس بات سے حکایت ہے کہ وہ تمام وقت وہاں مصروف عمل رہتے تھے۔

۶۔ خدائی راستے پر چلنے والے اور انبیاء کے پیروکار ہمیشہ کفار اور دشمنان دین کے تمسخر کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ کلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منه

۷۔ کفار کا مسخرہ پن اور مذاق اڑانا ہرگز حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو فرمان الہی کے جاری کرنے میں مانع نہیں ہوا۔ و یصنع الفلك و کلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منه

۸۔ حق پرستوں کو دشمنوں کی اذیت اور مسخرے پن پر صبر و استقامت کی ضرورت تھی۔ و یصنع الفلك و کلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منه

جملہ (و یصنع الفلك و کلما مر...) حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے صبر اور استقامت کو بتاتا ہے۔ اور یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حق پرستوں کے استقامت کے



انگیزہ کو مستحکم اور انہیں صبر و استقلال کا درس دینا ہے۔

۹۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مسخرہ کرنے والوں کے جواب میں ان کے عنقریب مسخرہ پن میں مبتلا ہونے کی خبر دی ہے۔  
ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون

۱۰۔ مسخرہ کرنے والوں کا استہزاء، ان کے مسخرہ کرنے کی حد تک جائز ہے۔ ان تسخروا منا فانا نسخر منکم تسخرون

۱۱۔ دشمنان دین کے جواب میں مقابلہ بمثل کرنا جائز ہے۔ ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون

۱۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پیروکار بھی حضرت کے ساتھ کشتی بنانے میں مشغول تھے۔

ان تسخروا منا فانا نسخر منکم

مذکورہ تفسیر "منا" و "انا" اور "نسخر" میں جمع کی ضمیر لانے کی بناء پر ہے۔

۱۳۔ انبیاء کے کاموں کو ہرگز لغو و فضول خیال نہیں کرنا چاہیے اگرچہ ان کے کاموں کی دلیل و توجیہ معلوم نہ ہو۔  
و یصنع الفلك و کما مر علیه ملا من قومه سخروا منه

حضرت نوح علیہ السلام کی داستان میں (کشتی بنانے پر کافروں کا مذاق اڑانے) کا حصہ چند نکات کو متضمن ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ پیغمبروں کے کاموں اور فرامین الہی کو عام لوگوں کے کام سے مقایسہ اور ان پر تنقید نہیں کرنا چاہیے جس طرح اشراف قوم نوح نے یہ دیکھا کہ ہمارے نزدیک تو کوئی دریا نہیں ہے اور انکا اپنی زندگی میں کشتی بنانا ایک لغو اور بے ہودہ کام ہے اور اسکا مذاق اڑاتے تھے۔

۱۴۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فلما اتی علیہم تسعماہ سنة هم ان یدعو علیہم... فامرہ اللہ عزوجل ان یغرس النخل... فلما اتی لذلك خمسون سنة و بلغ النخل و استحکم امر بقطعه... فامرہ اللہ ان ینحت السفینة و امر جبرئیل علیہ السلام ان ینزل علیہ و یعلمہ کیف یتخذہا فقدر طولہا فی الارض الفاً و ما تی ذراع و عرضہا ثمانمأة ذراع و طولہا فی السماء ثمانون ذراعاً...<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے جب ۹۰۰ نو سو سال قوم نوح کے گزر گئے (اور حضرت نوح کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوا) تب حضرت علیہ السلام نے ان پر نفرین کی تو انہیں حکم الہی ہوا۔ کجھور کا درخت لگاؤ۔ اس کے بعد (۵۰) پچاس سال گزر گئے درخت کامل اور محکم ہو گیا حضرت علیہ السلام کو اس کے

(۱) تفسیر قمی ج ۱، ص ۳۲۵؛ نور الثقلین ۲، ص ۳۵۰ ج ۶۷۔

کاٹنے کا حکم ہوا تب یہ حکم ہوا کہ کشتی بناؤ۔ جبرائیل علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام پر نازل ہوئے تاکہ حضرت (ع) کو کشتی بنانا سکھائیں اس وقت جناب جبرائیل (ع) نے کشتی کی لمبائی ایک ہزار دو سو ذراع اور چوڑائی آٹھ سو ذراع اور اونچائی اسی راع معین فرماتی۔

۱۵۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی حدیث قال بعد ما قرا قوله تعالى كلما مرّا عليه ملا من قومه سـخروا منه ... "کانوا یسـخرون منه و یقولون ینحت سفینة فی البر سـخروا منه..."<sup>(۱)</sup>

امام صادق علیہ السلام نے اس مذکورہ آیت... کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کا ان کی قوم مذاق اڑاتی اور کہتی تھی کہ خشکی پر کشتی بنا رہا ہے۔

۱۶۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: بقی نوح فی قومه ثلاثمئة سنة یدعوهم الی اللہ فلم یجیبوه ... فامرہ اللہ ان ینحت السفینة ... فقال: یا رب من یعیننی علی اتخاذها؟ فاحی اللہ الیہ ناد فی قومک من اعاننی علیہا و نجر منها شیاً صار ما ینجرہ ذهباً و فضة فنادی نوح علیہ السلام فیہم بذلك فانوہ علیہا...<sup>(۲)</sup>

امام صادق (ع) فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں (۳۰۰) تین سو سال تبلیغ کی لیکن وہ ایمان نہ لائے تب خداوند متعال نے کشتی بنانے کا حکم دیا پھر حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی پروردگار کشتی بنانے میں کون میری مدد کرے گا؟ حکم ہوا اپنی قوم کو بلاؤ اور کہو کشتی بنانے میں میری کون مدد کون کرے گا؟ لکڑی کا جو تراشہ بچے گا وہ تراشہ سونا و چاندی بن جائے گا نوح علیہ السلام نے لوگوں کو جب یہ بتایا تو انہوں نے کشتی بنانے میں حضرت علیہ السلام کی مدد کی۔

۱۷۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام (فی حدیث) ... فعمل نوح سفینة فی مسجد الکوفة بیدہ...<sup>(۳)</sup>

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کو اپنے ہاتھ سے مسجد کوفہ میں بنایا۔

احکام: ۱۱، ۱۰

استہزاء: استہزاء کے احکام، ۱۰؛ جائز استہزاء، ۱۰

(۱) تفسیر قمی ج ۱، ص ۳۲۶؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۳۵۰ ح ۶۷۔

(۲) تفسیر قمی، ج ۱ ص ۳۲۵؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۳۵۰ ح ۶۷۔

(۳) کافی جلد ۸، ص ۲۸۰، ح ۴۳۱، نور الثقلین ج ۲، ص ۳۵۴، ح ۷۴۔

استہزاء کرنے والے: استہزاء کرنے والوں کا مذاق اڑانا ۱۰; مذاق اڑانے والوں کا برا انجام، ۹; مذاق اڑانے والوں کے ساتھ مقابلہ بمثل کرنا، ۱۰

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کا مٹنا ہونا، ۱۳; انبیاء ﷺ کی تعلیمات کی اہمیت ۱۳; انبیاء ﷺ کے پیروکاروں کا استہزاء، ۶; انبیاء ﷺ کے کاموں کی اہمیت، ۱۳

حق کے طالب: طالبان حق کی استقامت کی اہمیت، ۸

خدا: اوامر الہی، ۱۳، ۵، ۱

دشمنوں: دشمنوں کی اذیتوں پر استقامت، ۸; دشمنوں کے ساتھ مقابلہ بالمثل کرنا، ۱۱; دشمنوں کے مذاق اڑانے پر استقامت، ۸

دین: دشمنان دین کا مذاق اڑانا ۶; دشمنان دین کے ساتھ پیش آنے کا طریقہ ۱۱

روایت: ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷

سالکان: سالکان کا مذاق اڑانا ۶

قوم نوح: قوم نوح کا برا انجام ۹; قوم نوح ﷺ کا مذاق اڑانا ۳، ۱۵، ۳

کافرین: کافروں کا مذاق اڑانا ۶

مسجد کوفہ: ۱۷

مقابلہ بہ مثل: مقابلہ بہ مثلاً جائز ہونا ۱۱

نوح (ع): حضرت نوح ﷺ اور مذاق اڑانے والے ۹; حضرت نوح (ع) اور قوم نوح کا مذاق اڑانے والے ۷; حضرت

نوح (ع) کا اپنی ذمہ داری کو نبھانا ۷، ۵; حضرت نوح ﷺ کا قصہ: ۱، ۱۵، ۱۳، ۱۲، ۷، ۵، ۳، ۲، ۱۶; حضرت نوح ﷺ کا کشتی

بنانا ۵، ۳، ۱، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۵; حضرت نوح (ع) کا مذاق اڑایا جانا ۱۵، ۳، ۳; حضرت نوح (ع) کی پیش گوئی ۹; حضرت

نوح ﷺ کی ذمہ داری ۱۳; حضرت نوح (ع) کی کشتی بنانے کی جگہ ۲، ۱۷; حضرت نوح ﷺ کے پیروکار اور قوم نوح کا

مذاق اڑانا ۷; حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کا کشتی بنانا ۱۲

## آیت ۳۹

﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ﴾

پھر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس کے پاس عذاب آتا ہے اُسے رسوا کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ عذاب دائمی ہی ہو جاتا ہے (۳۹)

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے کفار کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں گرفتار ہونے کی خبر دی۔  
فسوف تعلمون من یا تیه عذاب یخزیه و یحل علیہ عذاب مقیم

اس پر توجہ کرتے ہوئے کہ کلمہ (عذاب) کا تکرار اور دوسرے عذاب میں ہمیشگی کی صفت کا ذکر ہوا ہے اس سے یہ معلوم ہے کہ (عذاب یخزیه) سے دنیاوی عذاب مراد ہے اور "عذاب مقیم" سے جہنم کی آگ مراد ہے۔

۲۔ قوم نوح کے کفار کا دنیاوی عذاب ان کو ذلیل و خوار اور ہلاک کرنے والا تھا۔ من یا تیه عذاب یخزیه (اغزاء) (یخزیه) کا مصدر ہے جو ذلیل و خوار اور ہلاک کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۳۔ کفار کا اخروی عذاب، دائمی اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

حلول (یحل) کا مصدر ہے جو نیچے آنے کے معنی میں ہے۔ (مقیم) (اقام بالمكان) سے لیا گیا ہے جس کا معنی آیا اور ہمیشہ کے لیے رہ گیا ہے پس عذاب مقیم کا معنی باقی رہنے والا اور زوال ناپذیر عذاب ہے۔

۳۔ کفار لوگ، حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے کشتی بنانے کو بے جا اور تھمیل شدہ عذاب اور باعث شرمساری سمجھتے تھے۔ یصنع الفلك... فسوف تعلمون من یا تیه عذاب یخزیه

عذاب: آخرت کے عذاب کی خصوصیات ۳؛ ذلت آمیز عذاب ۲؛ عذاب آخرت کا دائمی ہونا ۳؛ عذاب کا وعدہ ۱؛ عذاب کے درجات ۲

قوم نوح (ع):

قوم نوح اور کشتی نوح ﷺ ۳؛ عذاب قوم نوح کی خصوصیات ۲؛ قوم نوح کا اخروی عذاب ۱؛ قوم نوح کا دنیاوی عذاب ۱، ۲؛ قوم نوح کی ہلاکت ۲

کافر: کافروں کا اخروی عذاب ۳

حضرت نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ کی پیشگوئی ۱

### آیت ۳۰

﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۖ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ﴾

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آگیا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے کہا کہ نوح اپنے ساتھ ہر جوڑے میں سے دو کو لے لو اور اپنے اہل کو بھی لے لو علاوہ ان کے جن کے بارے میں ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے اور صاحبان ایمان کو بھی لے لو اور ان کے ساتھ ایمان والے بہت ہی کم تھے۔ (۳۰)

۱۔ طوفان کے آنے تک کشتی نوح (ع) کی بناوٹ اور کفار سے لفظی جنگ جاری رہی۔

يَصْنَعُ الْفُلْكَ وَ كَلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ ... حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا

(حتی) کا لفظ گزارشات اور حقائق کی غایت کے لیے استعمال ہوا ہے لہذا اس سے پہلے والی آیت میں (کشتی کا بنانا،

کافروں کا مسخرہ کرنا، اور حضرت نوح ﷺ کا جواب دینا یہ سلسلہ جاری و ساری رہا کہ یہاں تک ...

۲۔ طوفان نوح ﷺ کا واقعہ بہت ہی عظیم اور حکم خداوندی سے وجود میں آیا تھا۔ حتیٰ اذا جاء امرنا

(امر) سے مراد عذاب ہے۔ اور اس کا (نا) کی طرف اضافہ اس عذاب (طوفان) کی عظمت کو بیان کر رہا ہے لفظ (امر) کا

عذاب کی جگہ پر لانا یہ بتاتا ہے کہ یہ عذاب، فرمان الہی کے سبب تھا۔

۳۔ خداوند متعال نے کشتی میں سوار ہونے اور مال کو

لاونے کا وقت معین فرمایا۔ حتیٰ اذا جاء امرنا و فار التّنور قلنا احمل فيه

۳۔ حکم خدا سے نزول عذاب کے وقت پانی کا شدت کے ساتھ مخصوص تنور سے جوش مارنا۔

حتى اذا جاء امرنا و فار التّنور

فارسی زبان میں (تنور) کا لفظ بغیر شد کے تلفظ ہوتا ہے۔ تنور اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں روٹی پکائی جاتی ہے۔ (فوران) فار کا مصدر ہے۔ اس کا معنی باہر آنا اور پھوٹنا ہے۔ تو لفظ تنور کو (پھوٹنے) کے ساتھ نسبت مثل (جری المیزاب) کے ہے یہ شدت سے پانی کے نکلنے کو بتاتا ہے (التّنور) کا الف لام عہد ذہنی ہے اور اس سے ایک مخصوص تنور کا ارادہ کیا گیا ہے۔

۵۔ تنور سے پانی کا جوش مارنا، طوفان نوح (ع) کے حادثہ کی علامات اور ابتداء تھی۔

حتى إذا جاء امرنا و فار التّنور قلنا احمل

۶۔ مختلف حیوانات کو کشتی میں سوار کر کے انہیں غرق ہونے سے نجات دینا، عذاب طوفان کی ابتداء میں ہی حضرت

نوح (ع) کا وظیفہ تھا۔ قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنين

۷۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ذمہ داری تھی کہ ہر قسم کے حیوانات میں سے ایک جوڑا (نر و مادہ) کو کشتی میں سوار کریں۔

قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنين

لفظ "کل" کا مضاف الیہ کلمہ "حیوان" ہے یعنی کلمہ (اثنين) زوجین کے لیے تاکید ہے اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہر کشتی میں حیوانات میں سے ایک جوڑے سے زیادہ سوار نہ کیا جائے۔

۸۔ حیوانات کو نابودی اور ختم ہونے سے بچانا ضروری ہے۔ قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنين

مذکورہ معنی اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے لیے ضروری تھا کہ حیوان کا ایک جوڑا (نر و مادہ) اپنے ساتھ لے چلیں، ظاہراً اس کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں تھا کہ نسل حیوانات باقی اور نابود نہ ہو۔

۹۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی غیر معمولی طور پر عظیم اور بڑی تھی۔ قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنين

کشتی پر ہر حیوان کے ایک جوڑے کے سوار ہونے کی گنجائش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کشتی غیر معمولی طور پر عظیم اور بڑی تھی۔

۱۰۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کا طوفان، بہت وسیع اور عالمگیر تھا۔ قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنين

اگر حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان ایک مخصوص علاقہ کے لیے ہوتا تو ضروری نہیں تھا کہ ہر قسم کے حیوان کو

کشتی میں سوار کیا جاتا تا کہ ان کی نسل منقرض اور نابودی سے بچ جائے کیونکہ اکثر حیوانات مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس بناء پر کم از کم طوفان نوح (ع) براعظم ایشاء کے بہت بڑے حصہ کو گھیرے ہوئے تھا۔

۱۱۔ حضرت نوح علیہ السلام خدا کی طرف سے اپنے خاندان کو نجات دینے اور ان کو کشتی پر سوار کرنے کے پابند تھے۔

قلنا احمل فیہا ... اهلك - (اہل) کا لفظ (اہلک) میں (زوجین) پر عطف ہے اور حقیقت میں (احمل) کا مفعول ہے۔

۱۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کے گھر کے کچھ افراد (زوجہ اور بیٹا) کافر اور رسالت کو جھٹلانے والے تھے۔

و اهلك الا من سبق علیہ القول - (القول) میں الف لام، عہد ذکر ی یا عہد ذہنی ہے اور یہ جملہ (لاتخاطبونی فی الذین

ظلموا انھم مغرورون / ۳۷) کی طرف اشارہ کرتا ہے اس بناء پر (الا من ...) (مگر وہ لوگ کہ جن کے کفر و ظلم کے وجہ سے ہم

نے انکو غرق کرنے کا حکم جاری کیا) کے بارے میں مفسرین قائل ہیں کہ "من سبق" سے مراد حضرت نوح (ع) کی زوجہ

(واعلم) اور ان کا بیٹا کنعان تھا۔

۱۳۔ خداوند متعال نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے کافر اہل و عیال کو کشتی نجات پر سوار کرنے سے منع فرمایا۔

احمل فیہا ... اهلك الا من سبق علیہ القول

۱۴۔ حضرت نوح (ع) کے خاندان کے بعض افراد کی ہلاکت اور ان کا غرق ہونا تقدیر الہی تھا۔

و اهلك الا من سبق علیہ القول

۱۵۔ انبیاء کے ساتھ خاندانی رشتہ داری (نسبی یا سببی) عذاب الہی سے نجات میں مؤثر نہیں ہوتی ہے۔

و اهلك الا من سبق علیہ القول

۱۶۔ دین اسلام میں مقرر شدہ حدود اور سزاؤں کے سلسلہ میں انسانوں کے حسب و نسب کا لحاظ کرنے سے اجتناب کرنا

ضروری ہے۔ و اهلك الا من سبق علیہ القول

جملہ "احمل فیہا ... اهلك الا من سبق علیہ القول" حضرت نوح علیہ السلام کی داستان کا یہ حصہ اس پیغام کا حامل ہے کہ صاحب

منصب حتی انبیاء کو اپنے قریبی داشتہ داروں کو سزا دینے سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے۔

۱۷۔ حضرت نوح، علیہ السلام مومنین کو کشتی پر سوار کرنے اور ان کو طوفان سے نجات دینے پر مامور تھے۔ و ما امن معہ الا

قلیل -- لفظ "قلیل" مومنین کی کم تعداد ہونے کو بتاتا ہے قرآن میں لفظ "منہم" سے مومنین کو مشخصہ کرنا اس نکتہ کی

طرف اشارہ ہے کہ مومنین کی ذاتی اعتبار سے تعداد کم تھی نہ کہ کفار سے نسبت دیتے ہوئے اسی وجہ سے لفظ بہت (زیادہ)

کے ذریعہ مومنین کی قلت پر تاکید بیان ہوئی ہے۔

۱۸۔ قوم نوح ﷺ میں سے بہت ہی کم تعداد خدا کی وحدانیت پر ایمان لائی اور اس نے رسالت نوح ﷺ کو قبول کیا۔  
واهلك الا من سبق عليه القول

۱۹۔ عن ابی عبد اللہ ﷺ قال : لما اراد الله عزوجل هلاك قوم نوح عقم ارحام النساء اربعين سنة فلم يولد فيهم مولود فلما فرغ نوح من اتخاذ السفينة امره الله ان ينادى بالسريانية لا يبقی بهيمة و لا حيوان الا حضر (الى ان قال) فصاحت امراته لما فارالتنور فجاء نوح الى التنور فوضع عليها طينا و ختمه حتى ادخل جميع الحيوان السفينة ثم جاء الى التنور ففضّ الخاتم و رفع الطين...<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے جب خداوند متعال نے قوم نوح (ع) کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو چالیس سال تک ان کی عورتوں کو عقیم رکھا جس کے نتیجہ میں ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جب حضرت نوح ﷺ کشتی بنا چکے تو حکم خدا ہوا کہ سریانی زبان میں یہ آواز دیں کہ کوئی چوپائے حیوان میں سے باقی نہ رہے۔ مگر ہر چوپایا حاضر ہو جائے... جب تنور سے پانی پھوٹنے لگا تو نوح (ع) کی زوجہ نے فریاد بلند کی تب حضرت نوح ﷺ تنور کے قریب آئے اور تنور کو مٹی سے سر بہر کر دیتا کہ حیوانات کو کشتی میں سوار کر سکیں پھر تنور کی طرف آئے اور مہر کو ختم کرنے کے بعد اس سے مٹی کو اٹھالیا۔

۲۰۔ عن ابی جعفر ﷺ قال ( فی وصف مسجد الکوفه ) ... و منه فار التنور...<sup>(۲)</sup>

جب امام باقر ﷺ سے مسجد کوفہ کے اوصاف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا... کہ مسجد کوفہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ تنور اس مسجد سے پھوٹا۔

۲۱۔ عن ابی عبد اللہ ﷺ فقال جاءت امرأة نوح اليه و هو يعمل السفينة فقالت له : ان التنور قد خرج منه ماء فقام اليه مسرعاً حتى جعل الطبق عليه فختمه بخاتمه فقام الماء ، فلما فرغ نوح من السفينة جاء الى خاتمه ففضّه و كشف الطبق ففار الماء<sup>(۳)</sup>

امام صادق ﷺ سے روایت ہے جب حضرت نوح ﷺ کشتی بنانے میں مشغول تھے تو ان کی بیوی ان کے پاس آئی اور کہا تنور سے تو پانی نکل رہا ہے۔ تو حضرت نوح (ع) جلدی سے تنور کے سرے پر تشریف لے گئے اور اس کے اوپر ڈھکنا رکھا اور اپنی مخصوص مہر سے اس پر مہر لگا دی اس وقت پانی رک گیا۔ جب کشتی بنا چکے تو اپنی مہر کو توڑ دیا اور

(۱) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۲۶، بحار الانوار ج ۱۱ ص ۳۱۲ (۲-۶) کافی ج ۳ ص ۴۹۳، تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۴۷ ح ۲۳

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۴۷، ح ۲۲۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۵۶ ح ۸۳۔



تنور کے سر سے ڈھکنے کو ہٹا دیا پھر پانی جوش مارنے لگا۔

۲۲\_ عن ابی عبد اللہ ؑ قال : حمل نوح ؑ فی السفینہ الا زواج الثمانیہ التي قال اللہ عزوجل : ( ثمانیۃ ازواج من الضان اثین و من المعز اثین و من الابل اثین و من البقر اثین ) فكان من الضان اثین زوج داجنة یربہا الناس و الزوج الاخر الضان التي تكون فی الجبال الوحشیۃ ... و من المعز اثین زوج داجنة ... و الزوج الا الظبی التي تكون فی المفاوز و من الابل اثین البختی و العرب و من البقر اثین زوج داجنة للناس والزوج الاخر البقر الوحشیۃ

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ حضرت نوح ؑ نے آٹھ جوڑوں کو خدا کے حکم کے مطابق کشتی میں سوار کیا "ثمانیۃ ازواج من الضان اثین..." پھینس کا جوڑا، اور ایک وحشی جوڑا تھا جو پہاڑوں میں ہوتے ہیں بکری کے بھی دو جوڑے تھے۔ ایک پالتو جوڑا اور ایک جنگلی جوڑا، اور ایک جوڑا ہرن کا جو بیابان میں زندگی گزارتا ہے۔ اور اونٹ کے بھی دو جوڑے ایک بخاتی نسل کا (خراسانی اونٹ جو عربی اونٹ اور فالج اونٹ سے وجود میں آئے) ہے اور ایک عربی اونٹ کا جوڑا اور گائے کے بھی دو جوڑے ایک پالتو اور دوسرا وحشی جوڑا۔<sup>(۱)</sup>

۲۳\_ عن ابی عبد اللہ ؑ لما اراد اللہ عزوجل هلاك قوم نوح ... كان الذين آمنوا به من جميع الدنيا ثمانین رجلاً فقال اللہ عزوجل ( ... و ما آمن معه الا قليل )<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ جب خداوند عزوجل نے قوم نوح کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو پوری دنیا میں ان پر ایمان لانے والے (۸۰) مرد تھے۔ پس خداوند عزوجل نے فرمایا ( ... و ما آمن معه الا قليل )

۲۳\_ عن ابی عبد اللہ ؑ ... و كانت لنوح ابنة ركبت معه فی السفینہ<sup>(۳)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ حضرت نوح ؑ کی ایک لڑکی تھی جو حضرت کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئی۔

اعداد: آٹھ کا عدد ۲۲؛ اسی کا عدد ۲۳

انبیاء:

(۱) کافی ج ۸ ص ۲۸۴ ح ۴۲۷\_ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۵۸ ح ۹۱۔

(۲) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۲۷\_ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۵۷ ح ۸۵۔

(۳) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۲۸\_ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۷۰ ح ۱۴۳۔

انبیاء کے ساتھ رشتہ داری ۱۵

پانی: پانی کا تنور سے پھوٹنا ۵، ۳

جزاء: جزاء میں عدالت کرنا ۱۶

حیوانات: حیوانوں کا جوڑا ۷؛ حیوانات کی حفاظت کرنے کی اہمیت ۸؛ حیوانات کی نسل کی بقا ۸

خدا: اوامر الہی ۳، ۲؛ مقدرات الہی ۱۳؛ نواہی پروردگار ۱۳

دین: دین کی تعلیمات ۱۶

رشتہ داری: رشتہ داری اور سزا ۱۶؛ رشتہ داری اور مجازات ۱۶

روایت: ۲۳، ۲۲، ۲۰، ۱۹

سزا: سزا کا قانون ۱۶؛ سزا میں عدالت کرنا ۱۶

عذاب: عذاب سے نجات کے اسباب ۱۵

قوم نوح: قوم نوح کا عذاب ۱۹، ۳؛ قوم نوح کے ساتھ مجادلہ ۱؛ قوم نوح کے مؤمنین کی نجات ۱۷؛ قوم نوح میں موحدین کی

کمی ۱۸ // کفار: ۱۲ // مسجد کوفہ: ۲۰

نوح ﷺ: تنور نوح ﷺ کا قصہ ۲۱، ۲۰، ۵، ۳؛ حضرت نوح (ع) پر ایمان لانے والوں کی کمی ۱۸، ۲۳؛ حضرت نوح (ع) کا

قصہ ۱۱، ۴، ۱، ۳، ۱۳، ۱۳، ۱۴، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳؛ حضرت نوح (ع) کا مناظرہ ۱؛ حضرت نوح (ع) کو جھٹلانے والے ۱۲؛

حضرت نوح (ع) کو منع کرنا ۱۳؛ حضرت نوح (ع) کی کشتی میں حیوانات ۶، ۲۲، ۴؛ حضرت نوح (ع) کی لڑکی ۲۳؛ حضرت

نوح (ع) کی ذمہ داری ۱۷، ۱۱، ۴، ۶؛ حضرت نوح (ع) کی زوجہ کا کفر ۱۲؛ حضرت نوح (ع) کی عمومیت ۱۰؛ حضرت

نوح (ع) کی کشتی میں سوار ہونے کا وقت ۳؛ حضرت نوح (ع) کے بیٹے کا کفر ۱۲؛ حضرت نوح (ع) پیروکاروں کی کمی ۱۸؛

حضرت نوح (ع) کے خاندان کی نجات ۱۳، ۱۱؛ حضرت نوح (ع) کے طوفان کا عظیم ہونا ۲؛ نوح (ع) کے لڑکے غرق

ہونا ۱۳؛ زوجہ نوح (ع) اور حضرت نوح (ع) ۲۱؛ طوفان حضرت نوح (ع) ۱۹؛ طوفان نوح (ع) کی خصوصیات ۲، ۱۰؛

طوفان نوح (ع) کی نشانیاں ۶، ۵؛ کشتی نوح ﷺ کا عظیم ہونا ۹؛ کشتی نوح (ع) کی خصوصیات ۹؛ کشتی میں حضرت نوح

ﷺ کے گھر والے ۱۱؛ نوح (ع) اور حیوانات ۶؛ نوح (ع) اور قوم نوح (ع) ۱؛ نوح (ع) اور کافروں کی نجات ۱۳؛

نوح (ع) کی بیوی کی ہلاکت ۱۳؛ نوح (ع) کے بیٹے کی ہلاکت ۱۳؛ ہمسر حضرت نوح (ع) کا غرق ہونا ۱۳

## آیت ۳۱

﴿وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

نوح نے کہا کہ اب تم سب کشتی میں سوار ہو جاؤ خدا کے نام کے سہارے اس کا بہاؤ بھی ہے اور ٹھہراؤ بھی اور بیشک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۳۱)

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے شروع ہونے اور حرکت کرنے کے ابتدائی مراحل انجام دینے کے بعد اپنے پیروکاروں اور گھروالوں سے چاہا کہ وہ کشتی پر سوار ہو جائیں۔ و قال اركبوا فيه

ایسا لگتا ہے کہ جملہ "قال اركبوا..." کا کچھ ایسے جملات پر عطف ہے جو مقدر ہیں اور جملات کا اس نقل قصہ کے مقصود سے مربوط نہ ہونے کی وجہ سے ان کو بیان نہیں کیا گیا۔ یعنی: "قلنا احمل فيها... ففعل كذا و كذا و قال اركبوا فيها... لہذا مذکورہ مطلب میں (حرکت کرنے کے ابتدائی مراحل کے انجام) کو بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ حضرت نوح (ع) کی کشتی، نام خدا کے ساتھ حرکت اور نام خدا ہی سے ٹھہرتی تھی۔ بسم اللہ مجری ہا و مرسی ہ لفظ "مجری" اور "مرسی" مصدر میمی ہیں اور کلام میں بتداء واقع ہوئے ہیں۔ اسی ترتیب کے ساتھ لفظ "جری" کا معنی (حرکت کرنا) اور "ارساء" کا معنی (حرکت سے روک دینا ہے) بسم اللہ میں جو باء ہے وہ استعانت و مدد کے لیے ہے۔ اور "بسم اللہ" لفظ "مجری ہا" کے لیے خبر ہے۔ اس صورت میں جملہ "بسم اللہ مجری ہا..." کا یوں معنی ہوگا کہ (حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا) اس کشتی کا چلنا اور اس کشتی کا چلنے سے رکنا بھی، خدا کے نام سے مستحق ہوتا ہے۔

۳۔ خداوند متعال غفور (بہت بخشنے والا) اور رحیم (مہربان) ہے۔ ان ربی لغفور رحیم حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے پیروکاروں کو تاکید تھی کہ طوفان کے حادثے سے نجات کے لیے انہوں نے خدا کی مغفرت اور رحمت پر بھروسہ کرنا ہے۔ قال اركبوا فيها... ان ربی لغفور رحیم

حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی پر سوار ہونے کے حکم کے بعد خداوند متعال کی مغفرت اور رحمت کی یاد آوری کرنے کا مقصد اس حقیقت کو بیان کرنا تھا کہ کشتی تو فقط ایک وسیلہ ہے درحقیقت نجات مہیا کرنے کا سبب مغفرت و رحمت الہی کا شامل حال ہونا ہے۔

۵۔ حضرت نوح ﷺ کے پیروکار، کشتی نجات پر سوار ہونے کے وقت اپنے گناہوں اور وعدہ خلافیوں کی وجہ سے پریشان تھے۔ قال اركبوا فيها ... ان ربی لغفور رحیم

۶۔ حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کی حادثہ طوفان سے نجات، مغفرت اور رحمت الہی کا ایک جلوہ تھا۔  
قال اركبوا فيها ... ان ربی لغفور رحیم

۷۔ حضرت نوح ﷺ، مؤمنین اور اپنے پیروکاروں کے لیے مغفرت و رحمت الہی کے شامل حال ہونے کا وسیلہ تھے۔  
ان ربی لغفور رحیم

اس دلیل کی بناء پر کہ "ارکبوا" نوح ﷺ کے پیروکاروں کو خطاب ہے۔ اور "غفور" "رحیم" کا متعلق بھی حضرت (ع) کے پیروکار ہیں، یعنی یوں ہوگا "ان ربی لغفور لکم رحیم بکم ... (خداوند متعال تم کو بخشنے والا اور تم پر رحمت نازل کرنے والا ہے) اس کلام کا لازمہ یہ تھا کہ حضرت نوح (ع) فرما رہے تھے "ربکم" یعنی تمہارے پروردگار یہ نہیں کہا "ربی" یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خداوند متعال نے حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کو جو اپنی مغفرت اور رحمت کے سائے میں رکھا ہے وہ حضرت نوح (ع) کے وسیلہ کے سبب تھا۔

۸۔ بندگان الہی کی بخشش اور ان پر رحمت الہی کا سایہ ہونا، ربوبیت خداوندی کا جلوہ ہے۔ ان ربی لغفور رحیم

۹۔ عن ابی عبد اللہ ﷺ : ان نوحاً ﷺ ركب السفینه اقل يوم من رجب ... (۱)

امام جعفر صادق ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت نوح ﷺ یکم رجب المرجب کو کشتی پر سوار ہوئے۔

۱۰۔ عن ابی عبد اللہ ﷺ قال : جاء رجلٌ الى امیر المؤمنین ﷺ و هو فی مسجد الکوفة فقال (ع) ... صل فی هذا

المسجد ... منه سارت سفینه نوح ... (۲)

امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین ﷺ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حضرت

(۱) خصال صدوق، ج ۲ ص ۵۰۳ ح ۶ ب ۱۵۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۶۰ ح ۱۰۱۔

(۲) کافی ج ۳ ص ۲۹۲ ح ۲۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۶۱ ح ۱۰۶۔

کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اس مسجد میں نماز ادا کرو کیونکہ کشتی نوح (ع) نے اپنی حرکت کی ابتداء یہاں سے کی تھی۔

اسماء و صفات: رحیم ۳; غفور ۳

بخشش: بخشش کے وسیلے ۷

بسم اللہ: بسم اللہ کے آثار ۲

توکل: خداوند متعال کی بخشش پر توکل کرنا ۳; رحمت الہی پر توکل کرنا ۳

خدا: بخشش الہی کی نشانیاں ۶; ربوبیت الہی کی نشانیاں ۸; رحمت الہی کی نشانیاں ۶

رحمت: رحمت کے وسیلے ۷

روایت: ۹، ۱۰

گناہ: گناہ کی بخشش ۸

ماہ رجب: ۹

مؤمنین: مؤمنین پر رحمت ۸، ۷; مؤمنین کی بخشش ۷

مسجد کوفہ: ۱۰

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ کا اپنے پیروکاروں کو دعوت دینا ۱; حضرت نوح ﷺ کا اپنے گھروالوں کو دعوت دینا ۱;  
حضرت نوح ﷺ کا قصہ ۵، ۲، ۱; حضرت نوح (ع) کا کردار ۷; حضرت نوح ﷺ کی دعوتیں ۱; حضرت نوح ﷺ کی کشتی کے  
چلنے کی جگہ ۱۰; حضرت نوح ﷺ کی نصیحتیں ۳; حضرت نوح ﷺ کے پیروکاروں کی بخشش ۷; حضرت نوح ﷺ کے  
پیروکاروں پر خدا کی رحمت ۷; حضرت نوح ﷺ کے فضائل ۷; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کے گناہ ۵; حضرت نوح  
ﷺ کے پیروکاروں کی پریشانی ۵; کشتی حضرت نوح ﷺ کے چلنے کا وقت ۹; کشتی نوح ﷺ کے رکنے کے اسباب ۲; کشتی  
نوح (ع) کے چلنے کے اسباب ۲; طوفان نوح (ع) سے نجات ۶، ۳; نوح (ع) کے پیروکاروں کی نجات ۶; نوح ﷺ اور ان  
کے پیروکاروں کی نجات ۱; نوح ﷺ اور ان کے گھروالوں کی نجات ۱

## آیت ۳۲

﴿وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ﴾

اور وہ کشتی انہیں لے کر پہاڑوں جیسی موجوں کے درمیان چلی جا رہی تھی کہ نوح نے اپنے فرزند کو آواز دی جو الگ جگہ پر تھا کہ فرزند ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کافروں میں نہ ہو جا (۳۲)

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پیروکار، طوفان کے شروع ہونے اور ان کے حکم کے بعد کشتی پر سوار ہو گئے۔  
و قال اركبوا فيها ... و هي تجري بهم

جملہ "ہی تجری" کا جملہ مقدر پر عطف ہے جسے وضاحت اور اختصار کی بناء پر کلام میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ یعنی "فرکبوا فیہا ہی تجری بہم ..."

۲۔ زمین سے پانی کے جوش مار کر نکلنے اور بارش کے برسنے نے حادثہ طوفان نوح میں ایک پرتلاطم اور عظیم سمندر تشکیل دیا۔ و ہی تجری بہم فی موج کالجبال

پہاڑوں کی طرح موجوں کا ہونا، اس بات سے حکایت ہے کہ پانی کا بہت بڑا سمندر وجود میں آیا تھا۔  
۳۔ کشتی نوح (ع)، حضرت نوح (ع) اور ان کے ساتھیوں کو پہاڑوں جیسی عظیم امواج کے درمیان لیکر آگے بڑھ رہی تھی۔ و ہی تجری بہم فی موج کالجبال

"موج" اسم جنس ہے۔ جس کا ایک اور کئی متعدد امواج پر اطلاق ہوتا ہے اور آیت شریفہ میں کلمہ موج کو پہاڑوں سے تشبیہ دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد متعدد اور کثیر امواج تھیں۔

۳۔ حضرت نوح (ع) کی کشتی بہت زیادہ محکم اور بہترین فنی اور ٹیکنیکل اصولوں کی بناء پر تیار کی گئی تھی۔  
و ہی تجری بہم فی موج کالجبال

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کشتی چلنے وقت کشتی سے کچھ فاصلے پر تھا۔ و نادى نوح ابنه و كان فى معزل  
"معزل" کا متعلق "ابیہ" یا "الفلك" ہو تو اس صورت میں جملہ "وكان..." کا معنی یہ ہوگا کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا اطراف میں اور کشتی یا باپ سے دور رہتا تھا۔

۶۔ حضرت نوح (ع) کے بیٹے نے پانی سے موجیں مارتے ہوئے سمندر کا مشاہدہ کرنے کے باوجود حضرت نوح ﷺ کی ہمراہی اور کشتی نجات پر سوار ہونے سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ وہی تجری بھم فی موج کالجبال و نادى نوح ابنه و کان فی معزل

جملہ "و نادى نوح" کا "ہی تجری بھم..." کے بعد واقع ہونا گویا یہ بتاتا ہے کہ حضرت نوح کی اپنے بیٹے سے گفتگو اس وقت ہوئی جب پانی بلند ہو گیا اور کشتی چلنے لگی تھی اور بعد والی آیت میں جملہ "حال بینہما الموج" اس مذکورہ معنی کا مؤید ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض مفسرین نے "نادى نوح..." کا عطف "قال اربوا..." پر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ (باپ و بیٹے) کی گفتگو طوفان کے حادثے کے رونما ہونے سے پہلے اور پانی کے بلند ہونے کے بعد ہوئی ہے۔

۷۔ حضرت نوح ﷺ نے بلند آواز (جو اس تک پہنچنے والی تھی) سے اپنے بیٹے کو کشتی پر سوار ہونے کے لیے بلایا۔ نادى نوح ابنه و کان فی معزل یا بنی اربکب معنا

"نداء" آواز کو بلند اور ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ (مفردات راغب)

۸۔ حضرت نوح ﷺ نے بیٹے کو غرق ہوتا دیکھ کر ایمان لانے اور وحدہ لا شریک کی پرستش کرنے کی دعوت دی۔ یا بنی اربکب معنا و لا تکن مع الکافرین

یہاں "معنا" سے مراد ہم عقیدہ ہونا ہے نہ کہ جسمانی طور پر ہمراہی مراد ہے۔ کیونکہ "ارکب" کا جملہ جسمانی ہمراہی کے معنی کے لیے کافی تھا۔ اسوجہ سے اگر حضرت نوح ﷺ اور ان کے پیروکاروں کی جسمانی ہمراہی مراد تھی تو کلمہ "معنا" کا اضافہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ جملہ "ولا تکن..." اس بات کا مؤید ہے۔

۹۔ حضرت نوح ﷺ کو یہ احتمال اور امید تھی کہ ان کا بیٹا ایمان لے آئیگا۔ یا بنی اربکب معنا و لا تکن مع الکافرین

۱۰۔ کشتی نوح ﷺ پر سوار ہونا، ایمان لانے کی نشانی اور اس سے منہ موڑنا، کفر کی علامت تھی۔ اربکب معنا و لا تکن مع الکافرین

۱۱۔ نوح ﷺ کا بیٹا، حادثہ طوفان کے وقت تک نہ تو مؤمنین کی صف میں اور نہ ہی کافرین کے زمرہ میں تھا۔

نادى نوح ابنه و کان فی معزل یا بنی اربکب معنا و لا تکن مع الکافرین

بعض مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ فرزند نوح (ع)

کی کنارہ کشی جملہ "وکان فی معزل..." سے مراد یہ ہے کہ وہ مومنین کی صف اور کفار کے محاز سے کنارہ کشی اختیار کیئے ہوئے تھا یعنی نہ ایمان لایا تھا اور نہ اظہار تکذیب کرتا تھا۔

ایمان: دعوت ایمان ۸

توحید: توحید عبادی کی دعوت ۸

قوم نوح: قوم نوح (ع) کے ایمان کی نشانیاں ۱۰; قوم نوح (ع) کے کفر کی نشانیاں ۱۰

نوح ﷺ: اوامر نوح ﷺ ۱; حضرت نوح ﷺ کی دعوت ۸، ۷; حضرت نوح ﷺ کے پیروکار کشتی میں ۱; طوفان کے وقت فرزند نوح (ع) ۶; طوفان نوح (ع) کی عظمت ۲; فرزند نوح ﷺ اور ایمان ۹; فرزند نوح (ع) اور کشتی ۵، ۶; فرزند نوح ﷺ طوفان سے پہلے ۱۱; فرزند نوح (ع) کو ایمان کی دعوت ۸، ۷; قصہ نوح ﷺ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹; کشتی نوح ﷺ کا سمندر میں ہوتا ۳; کشتی نوح (ع) کا مستحکم ہونا ۳; کشتی نوح (ع) کی حرکت ۳; کشتی نوح (ع) کی خصوصیات ۳; نوح (ع) کا امید رکھنا ۹

### آیت ۳۳

﴿قَالَ سَأُوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ﴾

اس نے کہا کہ میں عنقریب پہاڑ پر پناہ لے لوں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ نوح نے کہا کہ آج حکم خدا سے کوئی بچانے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر خود خدا رحم کرے اور پھر دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا (۳۳)

۱۔ نوح ﷺ کے بیٹے نے ان کی دعوت (توحید کی طرف آنے) کو قبول نہ کیا اور کشتی پر سوار نہ ہوا۔

یا بنی اربک معنا و لا تکن مع الکافرین قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء

۲۔ نوح ﷺ کا بیٹا، پہاڑ پر پناہ لینے کو حادثہ طوفان سے نجات کا ذریعہ خیال کرتا تھا۔ قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء



"اوی" "اوی" کا مصدر ہے جو رجوع کرنا، ضمّ ہونا اور سہارا لینا کے معنی میں آتا ہے اور عصمۃ "عصم" کا مصدر ہے جو منع کرنے اور روکنے کے معنی میں آتا ہے۔ "ساوی..." کا معنی یہ ہوا کہ میں جلد ہی ایک پہاڑ کی طرف جاؤں گا جو مجھے پانی کے (خطرے) سے بچالے گا۔

۳۔ جہاں حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم زندگی بسر کرتے تھے وہ پہاڑی علاقہ تھا۔ قال ساوی الی جبل یعصمی من الماء "جبل" کا نکرہ ذکر کرنا یہ بتاتا ہے کہ فرزند نوح (ع) کے مد نظر کوئی مخصوص پہاڑ نہیں تھا بلکہ اسکا ارادہ یہ تھا کہ کسی مناسب پہاڑ کا انتخاب کرے۔ لہذا اس کے اطراف میں متعدد پہاڑ موجود تھے یہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ پہاڑی علاقہ تھا۔  
۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو خبردار کیا کہ پہاڑ پر چڑھنا بے فائدہ اور نجات کا راستہ فقط الہی امداد سے بہر مندی ہے۔ لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم

۵۔ خداوند رحمان کے سوا کوئی چیز اور شخص لوگوں کو طوفان نوح سے نجات دینے پر قدرت نہیں رکھتا تھا۔  
قال لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم

"لا عاصم..." کا جملہ اسمیں ظہور رکھتا ہے۔ کہ جملہ "من رحم..." کو "لا عاصم..." سے استثناء کیا گیا ہے اس صورت میں "من رحم" سے مراد رحم کرنے والا یعنی خداوند متعال ہے نہ وہ شخص کہ جس پر رحمت کی گئی ہو۔ یعنی عبارت یوں ہوگی۔  
"لا عاصم... الا الراحم و هو الله"

۶۔ حادثہ طوفان نوح ایسا عذاب تھا جو حکم الہی سے رونما ہوا۔ لا عاصم الیوم من امر الله  
"امر الله" سے مراد وہ حادثہ طوفان اور عذاب ہے جو قوم نوح پر نازل ہوا، عذاب کو "امر الله" سے تعبیر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عذاب امر اور فرمان الہی سے متحقق ہوا ہے۔

۷۔ تمام موجودات، ارادہ اور مشیت خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم ہیں۔ لا عاصم الیوم من امر الله

۸۔ طوفان نوح (ع) جیسے حوادث سے نجات، رحمت الہی کے زیر سایہ ہی ممکن ہے۔

لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم

۹۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی، کشتی میں رحمت خداوندی سے بہرہ مند تھے۔

لا عاصم الیوم من امر الله الا من رحم

۱۰۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کے درمیان پہاڑ کی مانند موجیں حائل ہو گئیں جنہوں نے ان کی باہمی گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ لا عاصم الیوم من امر اللہ ... و حال بینہما الموج

"الموج" میں "الف و لام" عہد ذکر ہے اور پہاڑوں کی مانند امواج کی طرف اشارہ ہے (موج کا لُجبال)  
۱۱۔ خوف ناک موجوں نے فرزند نوح (ع) کو پہاڑ پر پناہ لینے سے پہلے اپنی لپیٹ میں لے کر اسے ہلاک کر دیا۔  
و حال بینہما الموج فکان من المغرقین

۱۲۔ قوم نوح کے کفار، پانی کے طوفان میں غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔ فکان من المغرقین

۱۳۔ صفوان بن مہران الجمال عن الصادق جعفر بن محمد علیہ السلام قال : سارو انا معہ فی القادسیہ حتی اشرف علی النجف فقال : هو الجبل الذی اعتصم بہ ابن جدی نوح علیہ السلام فقال : (سا وی الی جبل یعصمنی من الماء) ... فغار فی الارض...<sup>(۱)</sup>

صفوان بن مہران جمال امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ قادسیہ کی سرزمین پر تھا یہاں تک کہ ہم نجف اشرف کے قریب ہوئے تو حضرت فرمایا: نجف، اس پہاڑ کی جگہ ہے جہاں پر میرے جد حضرت نوح (ع) کے بیٹے نے پناہ لی تھی اور کہا تھا "سا وی الی جبل یعصمنی من المائی" یہ جملہ کہنا تھا کہ پہاڑ کو زمین نے اپنے اندر نگل لیا۔

۱۳۔ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ... غرق جمی الدنیأ لا موضع البیت ...<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں سوائے خانہ خدا کے تمام دنیا طوفان نوح میں غرق ہو گئی تھی۔  
خدا: آثار رحمت خدا ۸؛ ارادہ خدا کی حاکمیت ۷؛ اوامر الہی ۶؛ رحمت الہی ۵؛ خدا کا نجات عطا کرنا ۸، ۵؛ خدا کی مدد کی اہمیت ۳؛ خدا کے ساتھ مختص احکام ۸، ۵، ۳؛ خدا کے عذاب ۶؛ عذاب الہی سے نجات ۸؛ مشیت الہی کی حاکمیت ۷؛ نجات الہی کی اہمیت ۳ رحمت: رحمت پانے والے ۹  
روایت؛ ۱۳، ۱۳ عذاب: طوفان کے ساتھ عذاب ۱۲، ۶

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۳۵۱ ح ۱۲۸۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۶۳ ح ۱۱۷۔

(۲) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۲۸۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۶۴ ح ۱۱۸۔

قوم نوح ﷺ: سرزمین نوح (ع) جغرافیائی اعتبار سے ۳: قوم نوح (ع) کا عذاب ۱۲، ۶: قوم نوح ﷺ کا غرق ہونا ۱۲: قوم نوح (ع) کا ہلاک ہونا ۱۲: قوم نوح (ع) کی پہاڑی سرزمین ۳

کعبہ: کعبہ طوفان نوح میں ۱۳  
موجودات: موجودات کا سر تسلیم خم ہونا ۷  
نجف اشرف: ۱۳

نافرمان: نوح ﷺ نافرمانی ۱

نوح (ع): طوفان کا پوری دنیا کے لیے ہونا ۱۳: طوفان نوح ﷺ سے نجات ۸، ۵، ۲: طوفان نوح ﷺ کی ابتداء ۶: طوفان نوح ﷺ کی خصوصیات ۱۰: نوح ﷺ اور اسکا بیٹا ۱۰، ۳: نوح ﷺ پر خدا کی رحمت ۹: نوح ﷺ کا بیٹا طوفان کے وقت ۱۱: نوح ﷺ کا حق کی طرف بلانا ۱: نوح (ع) کے بیٹے کا پناہ لینا ۲، ۳: نوح ﷺ کے بیٹے کا غرق ہونا ۱۳: نوح (ع) کے بیٹے کی پناہ گاہ ۱۳: نوح (ع) کے بیٹے کی فکر ۲: نوح ﷺ کے بیٹے کی نافرمانی ۱: نوح ﷺ کے بیٹے کی ہلاکت ۱۱: نوح ﷺ کے ہمسفر ساتھی پر رحمت ۹

### آیت ۳۳

﴿وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَفْلَعِي وَغِيضَ الْمَاءِ وَفُضِيَ الْأَمْرُ وَالْجُودِي وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾

اور قدرت کا حکم ہوا کہ اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان اپنے پانی کو روک لے۔ اور پھر پانی گھٹ گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی اور آواز آئی کہ ہلاکت قوم ظالمین کے لئے ہے (۳۳)

۱۔ خداوند متعال نے قوم کے کافروں کے غرق ہونے کے بعد زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی (زیر زمین والے پانی) کو اپنے اندر جذب کر لے۔ فکان من المغرقین و قیل یا ارض ابلعی ماءک

"ماء ک" سے مراد وہ پانی ہے جو طوفان سے پہلے زمین کے نیچے موجود تھا۔ یہ خدا کے حکم سے سطح زمین پر ظاہر ہو گیا تھا۔ کیونکہ "ماء" کا لفظ "ک" کی ضمیر کی طرف مضاف ہو کر اسی معنی کو بتا رہا ہے۔

۲۔ حادثہ طوفان نوح اور کفار کے غرق ہونے کے بعد خداوند متعال کی طرف سے آسمان کو حکم ہوا کہ اپنی بارش کو روک دے۔ فکان من المغرقین و قیل ... یا سماء اقلعی

اقلاع" اقلعی" کا مصدر ہے۔ جو روکنے کے معنی میں ہے۔ آسمان کا رکنا قرینہ مقامیہ کی بناء پر بارش کا رکنا ہے۔  
۳۔ حادثہ طوفان نوح ﷺ، زمین کے نیچے سے پانی کے شدت سے پھوٹنے اور آسمان سے بارش کے برسنے سے وجود میں آیا۔ یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی

۳۔ آسمان و زمین کو خدا کا حکم ملنے سے پانی کم ہو گیا اور طوفان نوح کا جريان ختم ہو گیا اور کشتی نجات سلامتی کے ساتھ کوہ جودی پر مستقر ہو گئی۔ و غیض الماء و قضی الامر و استوت علی الجودی

۵۔ زمین و آسمان اور کائنات ہستی کے تمام اسباب، خدا کے اختیار میں ہیں اور اس کے حکم کو بجالانے کے لیے ہمیشہ مستعد ہیں۔ یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی و غیض الماء

۶۔ آخرت کے میدان میں خدا کی رحمت سے دوری، کفار اور ستم گر قوم نوح کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔  
فکان من المغرقین ... و قیل بعداً للقوم الظالمین

"بعداً" کا لفظ مفعول مطلق ہے فعل محذوف "لیعبد" کے لیے۔ اصل میں جملہ اس طرح ہے "وقیل لیعبد بعداً للقوم الظالمون" یعنی کہا گیا ہے کہ قوم نوح کے ستمگر حتمی طور پر خدا کی رحمت سے دور ہوں اور اس لیے کہ دنیا میں ان پر عذاب نازل ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ "وقیل..." سے مراد آخرت میں رحمت الہی سے دوری ہے۔

۷۔ کفار اور ستمگروں کا دنیا میں عذاب سے دوچار ہونا، دلیل نہیں ہے کہ وہ آخرت کے عذاب سے جات پا گئے ہیں۔  
فکان من المغرقین ... وقیل بعداً للقوم الظالمین

آخرت کے عذاب کو بیان کرنا، دنیاوی عذاب میں گرفتار ہونے کے بعد اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ گمان نہ ہو کہ کافروں کو دنیا کا عذاب ملنے سے وہ آخرت کے عذاب سے بچ گئے ہیں۔

۸۔ کفر، ستم اور کفار ستمگر ہیں۔

و قیل بعداً للقوم الظالمین

۹\_ (عن ابی عبد اللہ ﷺ ... امر الہ الارض ان تبلع مائها و هو قوله ( و قيل يا ارض ابلعي مائك ... ) فبلعت الارض مائها فاراد ماء السماء ان يدخل في الارض فامتنعت الارض من قبولها و قالت : انما امرني الله عزوجل ان ابلع مائي فبقى ماء السماء على وجه الارض و استوت السفينه على جبل الجودی و هو بالموصل جبل عظیم ، فبعث الله جبرئیل فساق الماء الى البحار حول الدنيا ...<sup>(۱)</sup>

(طوفان نوح کے بارے میں) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خداوند متعال نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے پانی کو نگل لے اور یہ فرمان خداوند ہے: (یا ارض ابلعی مائک) پس زمین نے اپنے پانی کو نگل لیا۔ پانی جو آسمان سے آیا تھا وہ زمین میں جانا چاہتا تھا لیکن زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: مجھے خداوند عالم نے یہ حکم دیا ہے کہ میں فقط اپنے پانی کو جذب کروں لہذا آسمان کا پانی زمین پر باقی رہا اور کشتی کوہ جودی پر جا کر کی وہ موصل میں ایک بہت بڑا پہاڑ ہے پھر خداوند متعال نے جبرائیل کو حکم دیا کہ اس پانی کو دنیا کے اطراف میں جو دریا ہیں ان کی طرف دھکیل دے۔

۱۰\_ 'عن المفضل قال: قلت لابی عبد اللہ ﷺ ... کم لبث نوح و من معه فی السفینة حتی نضب الماء و خرجوا منها

؟ فقال: لبثوا فیها سبعة ايام و لیا لیها و طافت بالبيت ثم استوت علی الجودی ...<sup>(۲)</sup>

مفضل کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا ... کہ کتنی مدت تک حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی کشتی میں رہے تاکہ پانی نیچے چلا جائے اور وہ کشتی سے باہر آئیں؟ فرمایا سات دن اور رات وہ کشتی میں تھے اور کشتی نے خانہ خدا کا طواف کیا پھر اسکے بعد کوہ جودی پر مستقر ہو گئی۔

۱۱\_ 'عن ابی عبد اللہ ﷺ ... قال الله تعالى لا ارض ( ابلعی ماءك ) فبلعت ماء ها من مسجد الکوفه كما بدا الماء

منه و تفرّق الجمع الذی کان مع نوح فی السفینة ...<sup>(۳)</sup>

امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ خداوند متعال نے (طوفان نوح میں) کشتی کو حکم دیا (اپنے پانی کو اندر جذب کر لے) زمین نے مسجد کوفہ سے اپنے پانی کو اپنے اندر جذب کر لیا جہاں سے جس طرح پانی باہر آیا تھا اور وہ لوگ جو حضرت نوح (ع) کے ساتھ کشتی میں تھے، متفرق ہو گئے۔

(۱) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۲۸ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۶۴ ح ۱۸۸ (۲) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۴۶ ح ۲۱، بحار الانوار ج ۱۱ ص ۳۳۳ ح ۵۶۔

(۳) تہذیب الاحکام ج ۶ ص ۲۳ ح ۸ ب ۷، نور الثقلین ج ۲ ص ۳۶۴ ح ۱۱۹۔

۱۲\_ (عن الصادق ؑ انه قال: يوم النوروز هو اليوم الذي استوت فيه سفينة نوح ؑ على الجودي) (۱)

امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہیں کہ نوروز کا دن وہ دن ہے کہ جب کشتی نوح ؑ کوہ جودی پر ٹھہری۔  
آسمان: آسمان کی فرمانبرداری ۵، ۳، ۲؛ تسخیر آسمان ۵

اعداد: سات کا عدد ۱۰

خدا: اوامر الہی ۱۱، ۳، ۲، ۱؛ حاکمیت الہی ۵؛ مقدرات الہی ۶

رحمت: رحمت آخرت سے محرومین ۶

روایت: ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲

زمین: زمین کی فرمانبرداری ۱، ۳، ۵، ۱۱؛ تسخیر زمین ۵

ظالمین: ۸

عذاب اخروی ظالمین ۷؛ عذاب دنیوی ظالمین ۷

ظلم: موارد ظلم ۸

عذاب: اہل عذاب ۷؛ عذاب اخروی سے نجات ۷

عوامل طبعی: طبعی عوامل کی اطاعت ۵؛ عوامل طبعی کی تسخیر ۵

عید نوروز: ۱۲

قوم نوح: ظالمین قوم نوح کی آخرت میں محرومیت ۶؛ قوم نوح کا غرق ہونا ۱، ۲؛ قوم نوح کی آخرت میں محرومیت ۶

کافرین: کافروں کا دنیاوی عذاب ۷؛ کافروں کا ظلم ۸؛ کافروں کو آخرت کا عذاب ۷

کفر: حقیقت کفر ۸

کوہ جودی: ۱۲

نوح ؑ: طوفان نوح کا اختتام ۳، ۲، ۹، ۱۱، ۱۲؛ طوفان نوح کا سرچشمہ ۳؛ طوفان نوح کی ابتداء ۱۱؛ کشتی نوح کا ٹھہرنا ۹؛

کشتی نوح کی حرکت کی مدت ۱۰؛ کشتی نوح کے ٹھہرنے کی جگہ ۳؛ کوہ جودی میں کشتی نوح ۳؛ قصہ نوح ۱، ۲، ۳

(۱) بحار الانوار ج ۱۱، ص ۳۴۲، ح ۸۰؛ بحار الانوار ج ۵۶، ص ۹۲، ح ۱۔

## آیت ۳۵

﴿وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ﴾

اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار میرا فرزند میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۳۵)

۱۔ جب حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کے درمیان پانی کی موجیں حائل ہوئیں تو انہوں نے خداوند متعال کی درگاہ میں اسکی نجات کے لیے شفاعت کی۔ و حال بینہا الموج ... ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابني من اہلی (فلا تسئلن) کا جملہ آیت (۳۶) میں یہ بتاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا غرق ہونے سے بچ جائے اسی وجہ سے اس کے غرق ہونے سے پہلے حضرت نے دعاء اور التجا کی اسی وجہ سے بعض مفسرین نے جملہ (نادی نوحہ ربہ ...) کو جملہ (حال بینہا الموج) پر عطف کیا ہے۔

۲۔ مقام ربوبیت میں التجا کرنا، دعا کرنے کے آداب میں سے ہے۔ و نادى نوح ربہ فقال رب

۳۔ خداوند متعال نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کے گھر والوں کی نجات کی خوشخبری دی تھی۔

ان ابني من اہلی و ان وعدك الحق

(وعدك) کے لفظ کا مصداق حادثہ طوفان سے خاندان نوح علیہ السلام کی نجات مقصود ہے کہ جملہ (قلنا حمل ... و اہلک) اس خوشخبری کو بیان کرتا ہے۔

۳۔ خداوند متعال، اپنے تمام وعدوں کو پورا کرتا ہے۔ و ان وعدك الحق

وعدہ کے حق ہونے کا معنی یہ ہے کہ جو شے مورد وعدہ ٹھہری ہو وہ صحیح ہو اور وعدہ کرنے والا اس کی پابندی اور وفا کرے۔

۵۔ کیونکہ خداوند عالم نے حضرت نوح (ع) سے ان کے خاندان کی نجات کا وعدہ کیا تھا اور خدا اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے اس لیے حضرت نوح (ع) نے اپنے بیٹے کی نجات کی درخواست کی تھی۔ ان ابني من اہلی و ان وعدك الحق

۶۔ خداوند متعال کا حکم اور اسکا فیصلہ، مستحکم اور عادل ترین حکم اور فیصلہ ہے۔ و انت احکم الحاکمین  
۷۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی حتمی نجات کے لیے اپنا استدلال بیان کرنے کے بعد حکم اور فیصلہ کو خدا پر

چھوڑ دی ان ابنی من اہلی ... و انت احکم الحاکمین  
۸۔ حضرت نوح (ع)، خدا اور اس کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے انسان تھے۔  
ان ابنی من اہلی ... و انت احکم الحاکمین

اگرچہ حضرت نوح (ع) کا استدلال اس نتیجے کو مستلزم تھا کہ میرے بیٹے کی نجات، خداوند متعال کے وعدے کے مطابق ضروری ہے لیکن اپنے کلام میں انہوں نے اس نتیجے کی تصریح نہیں کی بلکہ اس کے بجائے حکم اور قضاوت الہی کو اپنی اور دوسروں کی قضاوت پر ترجیح دی اور اسکو محکم اور عادل ترین قرار دیا تاکہ خداوند متعال کی قضاوت اور اس کے سامنے سر تسلیم خم ہونے کا اعتراف کریں۔

اسما و صفات: احکم الحاکمین ۶

احساسات: پدیری احساسات ۱

خدا: خدا کا اپنے وعدے سے وفا کرنا ۳؛ خدا کی خوشخبریاں ۳؛ خدا کی قضاوت کا محکم ہونا ۶؛ خدا کے وعدوں کی حتمی وفا ۳؛  
عدالت الہی ۶؛ قضاوت الہی ۷؛ قضاوت الہی کی خصوصیات ۶

دعا: آداب دعا ۲؛ دعائیں التجا ۲

قضاوت: عادلانہ ترین قضاوت ۶

نوح علیہ السلام: حضرت نوح (ع) اور اپنے بیٹے کی نجات ۱، ۵، ۷؛ حضرت نوح علیہ السلام اور خاندان کی نجات ۵؛ حضرت نوح علیہ السلام اور خدا کے وعدے ۵؛ حضرت نوح علیہ السلام کا استدلال ۷؛ حضرت نوح (ع) کا قصہ ۷، ۱؛ حضرت نوح (ع) کو بشارت ۳؛  
حضرت نوح علیہ السلام ان کے خاندان کے نجات کی بشارت ۳؛ حضرت نوح علیہ السلام کی بیٹے کی شفاعت ۱؛ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ۱، ۵؛ حضرت نوح (ع) کی فرمانبرداری ۷، ۸؛ حضرت نوح علیہ السلام کی شفاعت ۱؛ حضرت نوح علیہ السلام کے خاندان کی نجات

کا وعدہ ۵



## آیت ۳۶

﴿قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾

ارشاد ہوا کہ نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے یہ عمل غیر صالح ہے لہذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمار جاہلوں میں نہ ہو جائے (۳۶)

۱۔ حضرت نوح (ع) کا ناخلف بیٹا، بد عمل اور فسادی انسان تھا۔ اِنّہ عمل غیر صالح

۲۔ حضرت نوح (ع) کا بد عمل بیٹا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے خاندان اور گھروالوں میں شمار نہیں ہوتا تھا۔

و اِنَّهٗ لیس من اهلک

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا پہلے سے فسادی ہونا سبب بنا کہ وہ خداوند متعال کے نزدیک حضرت نوح علیہ السلام کے

اہلیت میں شمار نہ ہو۔ اِنَّهٗ لیس من اهلک اِنَّهٗ عمل غیر صالح

جملہ (اِنَّهٗ عمل...) جملہ (اِنَّهٗ لیس من اهلک) کے لیے علت ہے یعنی چونکہ تیرا بیٹا فساد کرنے والا ہے ہم اسے تیرے

خاندان میں شمار نہیں ہیں۔

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا فسادی ہونا، حادثہ طوفان میں اسکی ہلاکت کا سبب بنا

فکان من المغرقین ... اِنَّهٗ لیس من اهلک اِنَّهٗ عمل غیر صالح

۵۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنے ناخلف بیٹے کی بے حد تباہی اور فساد سے بے خبر تھے۔ اِنَّهٗ عمل غیر صالح

۶۔ حضرت نوح (ع) اپنے بیٹے کنعان کے ناشائستہ اعمال کی وجہ سے اس سے رشتہ فرزندہ جڑنے سے نا آگاہ تھے۔

اِنْ ابْنی من اهلّی ... اِنَّهٗ لیس من اهلک

۷۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنے مفسد بیٹے کی حادثہ طوفان سے نجات کی حکمت سے آگاہ نہیں تھے۔

فلا تسئلن ما ليس لك به علم

۸۔ حضرت نوح ﷺ کا علم (خدا کی نسبت) محدود تھا۔ إن ابني من اهلي ... إنه ليس من اهلك ... فلا تسئلن ما ليس لك به علم

۹۔ خداوند متعال نے حضرت نوح ﷺ کو اپنے بیٹے کی نجات کی درخواست کرنے سے منع فرمایا۔  
فلا تسئلن ما ليس لك به علم

چونکہ (فلا تسئلن) کا دوسرا مفعول یعنی (ما ليس ...) بغیر حرف (عن) کے ذکر ہوا ہے لہذا سوال کرنے کا مقصد، درخواست و مطالبہ ہے نہ کہ اس کے بارے میں جستجو و سوال کرنا۔ پس (فلا تسئلن ...) کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے یہ نہ چاہو اور مجھ سے درخواست نہ کرو (مالیس ...) کا مصداق جو مورد نظر تھا وہ فرزند نوح ﷺ کی نجات ہے۔

۱۰۔ خداوند متعال کے نزدیک نوح ﷺ کے مفسد بیٹے کی حادثہ طوفان سے نجات، حکمت اور مصلحت کے خلاف کام تھا۔  
فلا تسئلن ما ليس لك به علم

"بہ" کی ضمیر (علم) کے متعلق ہے۔ اس سے مراد "بمصلحتہ و حکمتہ و صوابہ" ہے پس "فلا تسئلن ما ليس ..." کا معنی یہ ہوا کہ وہ خواہش جو تم نہیں جانتے ہو کہ صحیح ہے یا مصلحت و حکمت کے مطابق ہے مجھ سے نہ چاہو۔

۱۱۔ مکاتب الہی میں ناشائستہ اعمال، قطع تعلق و رشتہ داری کا موجب بنتے ہیں۔ انہ لیس من اهلك انہ عمل غیر صالح  
۱۲۔ پیغمبروں اور انسانوں کے ارتباط کا بنیادی محور، ایمان اور عمل صالح ہے۔ انہ لیس من اهلك انہ عمل غیر صالح  
۱۳۔ خاندان نوح (ع) کے نیک اعمال (خدا کی عبادت و ...) حادثہ طوفان سے نجات کا سبب بنے نہ یہ کہ حضرت نوح ﷺ کے ساتھ انکی رشتہ داری۔ انہ لیس من اهلك انہ عمل غیر صالح

خداوند متعال کا یہ وضاحت کرنا کہ فرزند نوح ﷺ کی ہلاکت اس کے برے اعمال کی وجہ سے تھی یہ اسکی طرف اشارہ ہے کہ خاندان کے دوسرے افراد کی نجات بھی رشتہ داری کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ برے اعمال سے پاک ہونا، انکی نجات کا سبب بنی ہے۔

۱۴۔ خداوند متعال، انبیاء کی حفاظت اور ان کی خطاؤں اور لغزشوں پر انہیں متوجہ کرنے والا ہے۔  
ان ابني من اهلي ... انہ لیس من اهلك ... فلا تسئلن ما ليس لك به علم

۱۵۔ خداوند عالم کی حضرت نوح (ع) کو نصیحت کرنا کہ وہ جاہلانہ اعمال سے پرہیز کریں۔  
"موعظہ" کا معنی پند و نصیحت کرنا ہے اگر ان کا متعلق پسندیدہ افعال ہوں تو ان کو انجام دینے کی

ترغیب مراد ہوتی ہے اور اگر ان کا متعلق غیر شائستہ افعال ہوں تو وہاں ان کو ترک کرنے کی وصیت ہوتی ہے۔

۱۶۔ خداوند متعال سے ایسے امور کا تقاضا کرنا جس کے باحکمت ہونے پر اطمینان نہ ہو شان پیغمبری سے بعید ہے۔

فلا تسئلن ما لیس لك به علم انی اعظك ان تكون من الجاهلین

۱۷۔ خداوند متعال کے حضور ایسے کام کی دعا کرنا جس کے باحکمت ہونے پر اطمینان نہ ہو جاہلانہ کام ہے۔

فلا تسئلن مالیس لك به علم انی اعظك ان تكون من الجاهلین

۱۸۔ خداوند متعال کا اپنے پیغمبروں کو نصیحت کرنا۔ ان اعظك ان تكون من الجاهلین

۱۹۔ جہل اور نادانی، خداوند متعال کے نزدیک ناپسند و خصلت اور قابل مذمت چیز ہے۔

انی اعظك ان تكون من الجاهلین

۲۰۔ عن ابی عبد اللہ ؑ : ان اللہ عزوجل قال لنوح: یا نوح انه لیس من اهلك ... هو ابنه و لكن اللہ عزوجل نفاہ

عنه حين خالفه فی دینہ<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ خداوند عزوجل نے نوح ؑ سے کہا (اے نوح: یہ بیٹا تیرے اہل خانہ سے نہیں

ہے) حالانکہ وہ حضرت نوح ؑ کا بیٹا تھا لیکن خدا نے اسکی نفی کی ہے کیونکہ وہ باپ کے دین کی مخالفت کرتا تھا۔

امور: خلاف مصلحت امور ۱۰

انبیاء: انبیاء اور خدا سے درخواست کرنا ۱۶؛ انبیاء اور خطا ۱۳؛ انبیاء سے روابط کے شرائط ۱۲؛ انبیاء کا وعظ ۱۸؛ انبیاء کی

دعا ۱۶؛ انبیاء کے ساتھ رشتہ داری ۱۳؛ انبیاء کے شایان شان ہونا ۱۶؛ محافظ انبیاء ۱۳

ایمان: ایمان کے آثار ۱۲

توجہ دلانا: انبیاء کو متوجہ کرنا ۱۳

جہل: جہل کی مذمت ۱۹؛ جہل کے موارد ۱۷

(۱) عیون اخبار الرضاج ۲ ص ۷۵ ج ۲۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۶۸ ج ۱۳۹۔

خدا: افعال خدا ۱۳؛ خدا اور انبیاء ۱۸، ۱۳؛ سرزنش الہی ۱۹؛ مواعظ الہیہ ۱۸، ۱۵؛ نواہی الہیہ ۹

دعا: بے جا دعا ۱۴؛ شرائط دعا ۱۴

رشتہ داری: آثار رشتہ داری ۱۳؛ ادیان الہی میں رشتہ داری کا رابطہ ۱۱

روایت: ۲۰

صفات: ناپسند صفات ۹

صلہ رحم: ادیان الہی میں قطع رحم ۱۱؛ قطع رحم کے عوامل ۱۱

عمل: ناپسندیدہ عمل سے اجتناب ۱۵؛ ناپسندیدہ عمل کے آثار ۱۱

عمل صالح: عمل صالح کے آثار ۱۲، ۱۳

فساد: فساد کے آثار ۳، ۳، ۶

کنعان بن نوح: کنعان بن نوح اور نوح ﷺ ۶

مفسدین: ۱

نوح ﷺ: پسر نوح (ع) کا فساد کرنا ۶، ۵، ۳، ۱؛ پسر نوح (ع) کی ہلاکت کے اسباب ۳؛ پسر نوح (ع) کی مخالفت ۲۰؛ پسر

نوح (ع) کی محرومیت ۲؛ پسر نوح (ع) کے محرومیت کے عوامل ۳؛ پسر نوح (ع) کی نجات ۴، ۹، ۱۰؛ حضرت نوح ﷺ کا

خاندان ۶، ۳، ۲؛ خاندان نوح (ع) کا عمل صالح ۱۳؛ طوفان نوح ﷺ ۳؛ طوفان نوح (ع) سے نجات ۱۰؛ طوفان نوح (ع)

سے نجات کے اسباب ۱۳؛ عصمت نوح ﷺ ۸؛ علم نوح (ع) کا محدود ہونا ۵، ۶، ۸، ۴؛ قصہ نوح (ع) ۱۳، ۴، ۵، ۳؛ نوح

ﷺ اور خطا ۸؛ نوح ﷺ کو منع کرنا ۹؛ نوح ﷺ کو نصیحت ۱۵؛ نوح (ع) کے خاندان کی نجات ۱۳

## آیت ۳۷

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنَ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

نوح نے کہا کہ خدایا میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس چیز کا سوال کروں جس کا علم نہ ہوا اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں خسارہ والوں میں ہو جاؤں گا (۳۷)

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بد عمل بیٹے کی نجات کے تقاضے سے منصرف ہو گئے اور انہوں نے اس تقاضا کو بے جا سمجھا۔  
فقال رب ان ابني من اهلي ... قال رب اني اعوذ بك ان اسئلك ما ليس لي به علم

۲۔ انبیاء کرام بغیر کسی چون و چرا کے فرمان الہی کے سامنے سر تسلیم خم ہوتے ہیں۔  
فلا تسئلن ما ليس لك به علم ... قال رب اني اعوذ بك ان اسئلك ما ليس لي به علم

۳۔ ربوبیت الہی سے توسل اور تمسک کرنا، آداب دعا میں سے ہے۔

قال رب ... الا تغفر لي و ترحمني اكن من الخاسرين

۱۳۔ خداوند متعال سے بے حکمت اور بے جا درخواست کرنا، لغزش اور خطا ہے۔

قال رب اني اعوذ بك ان اسئلك ما ليس لي به علم

خداوند متعال کی پناہ لینا اس صورت میں ہے جب پناہ کا متعلق شر آفرین اور ناپسند عمل ہو۔

۵۔ خداوند متعال سے بے جا درخواست کرنے سے محفوظ رہنے کے لیے خدا کی پناہ لینا ضروری ہے۔

قال رب اني اعوذ بك ان اسئلك ما ليس لي به علم

۶۔ خداوند متعال سے اگر غیر حکیمانہ درخواست کا احتمال ہو تو اس کا تقاضا کرنے سے اجتناب ضروری ہے۔

انني اعوذ بك ان اسئلك ما ليس لي به علم

"مالیس لی بہ علم" درخواست کے حکیمانہ ہونے کا علم نہ ہونا ہے یہ اس مورد کو بھی شامل ہے

جب انسان کو مصلحت کا گمان ہو لیکن ابھی وہ یقین و علم کی منزل تک نہ پہنچا ہو۔

۷۔ حضرت نوح علیہ السلام کو جب علم ہوا کہ ان کا تقاضا (اپنے بیٹے کی نجات) بے جا تھا تو خداوند متعال سے اپنی بخشش اور رحمت کے طلبگار ہوئے۔ الا تغفر لی و ترحمنی اکن من الخاسرین

۸۔ حضرت نوح علیہ السلام، نقصان و زیاں کاری سے اپنے چھٹکارہ کو مغفرت و رحمت الہی کا مرہون منت سمجھتے تھے۔  
الا تغفر لی و ترحمنی اکن من الخاسرین

۹۔ تمام لوگ حتیٰ انبیاء الہی بھی سعادت کے مقام تک پہنچنے کے لیے مغفرت و رحمت الہی کے محتاج ہیں۔  
الا تغفر لی و ترحمنی اکن من الخاسرین

۱۰۔ انسان کا حقیقی نقصان اٹھانا، اس صورت میں ہے کہ خداوند عزوجل کی بخشش اور رحمت اس کے شامل حال نہ ہو۔  
و الا تغفر لی و ترحمنی اکن من الخاسرین

۱۱۔ مغفرت اور رحمت خداوندی، ربوبیت الہی کا جلوہ ہے۔ قال رب ... و الا تغفر لی و ترحمنی

۱۲۔ گناہوں کا بخشا جانا، رحمت الہی کے شامل ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ الا تغفر لی و ترحمنی

مذکورہ بالا تفسیر لفظ مغفرت کو کلمہ رحمت پر مقدم کرنے سے سمجھی گئی ہے۔

احتیاج: خدا کی بخشش کی احتیاج ۹؛ خدا کی رحمت کی احتیاج ۹

استعاذہ: خدا سے پناہ طلب کرنے کی اہمیت ۵

انبیاء: انبیاء کی فرمانبرداری ۲

انسان: انسان کی معنوی ضرورتیں ۹

بخشش: بخشش کے آثار ۱۲

توسل: ربوبیت الہی سے توسل ۳

خدا: بخشش الہی ۱۱؛ بخشش الہی سے محروم ہونے کے آثار ۱۰؛ خدا کی بخشش کے آثار ۸؛ خدا کی رحمت کے آثار

۸؛ رحمت الہی ۱۱؛ ربوبیت الہی کی نشانیاں ۱۱

خطا:

خطا کے موارد ۳

دعا: آداب دعا ۳؛ بے جا دعا کو ترک کرنا ۵، ۶؛ بے جا دعا ۳؛ دعا میں توسل ۳؛ شرائط دعا ۶

رحمت: رحمت سے محرومیت کے آثار ۱۰؛ رحمت کا سبب ۱۲

سعادت: سعادت کے عوامل ۹

عمل: ناپسند عمل ۱

نقصان: نقصان سے بچنے کے اسباب ۸؛ نقصان سے بچنے کے موارد ۱۰

نوح (ع): حضرت نوح (ع) کا استغفار، حضرت نوح علیہ السلام کی پشیمانی ۷؛ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ۷؛ نوح علیہ السلام اور بیٹے کی

نجات ۷، ۱؛ نوح علیہ السلام اور رحمت کی درخواست ۷؛ نوح علیہ السلام اور نقصان سے نجات ۸؛ نوح علیہ السلام کا عقیدہ ۸؛ نوح علیہ السلام کا قصہ

۱، ۷

### آیت ۳۷

﴿قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

ارشاد ہوا کہ نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ کشتی سے اتر ویہ سلامتی اور برکت تمہارے ساتھ کی قوم

پر ہے اور کچھ قومیں ہیں جنہیں ہم پہلے راحت دیں گے اس کے بعد ہماری طرف سے دردناک عذاب ملے گا (۳۸)

۱۔ جب کشتی، کوہ جودی پر کی تو خداوند متعال نے حضرت نوح (ع) اور ان کے ساتھیوں کو حکم دیا کہ کشتی سے نیچے اتر کر پہاڑ پر چلے جائیں۔

و استوت علی الجودی ... قیل یا نوح اہبط

"ہبوط" نیچے آنے کے معنی میں ہے۔ قرینہ "استوت علی الجودی" کی وجہ سے "اہبط" کا متعلق کشتی اور کوہ جودی ہے یعنی

"انزل من الفلك و من الجودی ... "متعلق کا ذکر نہ کرنا، اس کے شامل ہونے پر دلیل ہے۔ "منا" کے قرینہ کی وجہ سے

"قیل" کا فاعل محذوف ہے جو کہ خداوند عالم ہے۔

۲۔ خداوند عزوجل نے حضرت نوح (ع) اور ان کے ساتھیوں کو سلامتی اور بابرکت نعمتیں نازل کرنے کی خوشخبری دی۔

قیل یا نوح اہبط بسلام منا و برکات علیک

اگرچہ (لفظی طور) پر حضرت نوح علیہ السلام کو مخاطب قرار دیا گیا ہے اور نیچے اترنے کا حکم انہیں کے لیے ہے لیکن قرینہ مقامی کی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے "اہبط" کا خطاب ان کے ساتھیوں کو بھی شامل ہے اور "بسلام" میں باء مصاحبت کے معنی میں ہے۔ اسی وجہ سے آیت شریفہ کا معنی یوں ہوگا "یا نوح اہبط انت و من معک..." تو اور تیرے پیروکار نیچے اتریں اور تم سلامتی، برکت اور امن و امان میں ہوں گے۔

۳۔ خداوند متعال نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو دنیا و آخرت کے عذاب سے امان اور نعمتوں کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کی خوشخبری دی۔ اہبط بسلام منا... و امم سنمتعہم ثم یمسہم منا عذاب الیم

(سلام) کے مقابلے میں "عذاب الیم" کا ذکر بتاتا ہے کہ "سلام" سے مراد دنیاوی و اخروی عذاب سے امان ہے۔ مؤمنین کے لیے دنیاوی عطا و نعمت کو "برکت" سے یاد کرنا اور کافروں کے لیے کلمہ "متاع" کہنا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو نعمتیں مؤمنین کو دی گئی ہیں وہ ان کے لیے سعادت لانے والی ہیں اور جو عطا کفار کو دی گئی ہے وہ اس خصوصیت کی حامل نہیں ہیں۔

۴۔ خداوند عالم کی طرف سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو ان کی نسل سے مؤمن و موحد امت کے وجود میں آنے کی خوشخبری دینا۔ علی امم من معک

"من" میں (من) ابتدائیہ ہے۔ اس صورت میں "امم من معک" وہ امتیں جو تیرے ساتھیوں سے وجود میں آئیں گی اور کیونکہ ان کے ساتھ ان کی کچھ اولاد تھی۔ لہذا "نسل نوح (ع)" بھی اسی سے سمجھا جا رہا ہے۔

۵۔ مؤمنین و موحدین کے معاشرہ کا خداوند متعال کی سلامتی اور نعمتوں سے مستفید ہونا، خداوند متعال کی حضرت نوح علیہ السلام کو بشارت تھی۔ اہبط بسلام منا و برکات علیک و علی امم من معک

"علی امم" کا عطف "علیک" پر ہے۔ یعنی "سلام" و برکات منا علی امم "اور" امم من معک "کا معنی قرینہ مقابل "امم سنمتعہم" سے مؤمن و موحد معاشرہ اور امتیں ہیں۔

۶۔ انسانی معاشرے کے لیے امن و امان اور سلامتی کو برقرار رکھنا اور ان کے لیے نعمتوں کو ایجاد کرنا، خدا کے ہاتھ اور اس کے اختیار میں ہے۔ اہبط بسلام منا و برکات علیک و علی امم من معک و امم سنمتعہم



مذکورہ بالا تفسیر لفظ "منا" سے حاصل ہوتی ہے اور "منا" کا لفظ (برکات) کے ساتھ مقدر ہے۔ اسی طرح "علیک" کا لفظ "بسلام" کے ساتھ مقدر ہے لہذا عبارت یوں ہوگی۔ "بسلام منا علیک و برکات منا علیک"

۷۔ خداوند متعال نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی اور ان کے ساتھیوں کی نسل سے کافر امت اور معاشرہ کے وجود میں آنے کی اطلاع دی۔ و امم ستمتعہم ثم یمسہم منا عذاب الیم

۸۔ خداوند متعال، دنیاوی متاع کافروں کو دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ و امم ستمتعہم

۹۔ کافروں کی عاقبت اور انجام، دردناک عذاب ہے۔ ثم یمسہم منا عذاب الیم

۱۰۔ مومن اور کافر انسانوں کی تدبیر اور انسانی معاشروں کے انقلاب اور ان کا انجام، خدا کے ہاتھ اور اختیار میں ہے۔ اہبط بسلام منا ... و امم ستمتعہم ثم یمسہم منا عذاب الیم

۱۱۔ (عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : ... فنزل نوح بالموصل من السفینۃ مع الثمانین ... (۱))

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت نوح (ع) کے ساتھ ۸۰ افراد مقام موصل میں کشتی سے اترے۔

بشارت : سعادت مندی کی بشارت ۳؛ نسل موحد کی بشارت ۳؛ نسل مؤمن کی بشارت ۳؛ نعمت کی بشارت ۵، ۳، ۲

توحید: توحید افعالی ۶؛ توحید ربوبی ۱۰

خدا: اختیارات خداوندی ۱۰، ۶؛ اوامر الہی ۱؛ تعلیمات خداوندی ۴؛ خدا کی بشارتیں ۲، ۳، ۳، ۵؛ خدا کی سنہیں ۵؛ خدا کی نعمتیں ۸

روایت: ۱۱

سعادت مند لوگ ۳

عذاب: اہل عذاب ۹؛ دردناک عذاب ۹؛ عذاب سے امان ۳؛ عذاب کے مدارج ۹

علاقہ جات: موصل کی سرزمین: ۱۱

(۱) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۲۸۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۷۰ ح ۱۴۳۔

کافرین: کافروں کا بد انجام ۹; کافروں کا عذاب ۹; کافروں کا مدبر ۱۰; کافروں کے مادی امکانات ۸  
 مؤمنین: مؤمنین کا مدبر ۱۰; مؤمنین کی نعمتیں ۵  
 کوہ جودی: ۱

معاشرہ: معاشرتی تبدیلیوں کا سبب ۱۰; معاشرہ کے امن و امان کا سبب ۶  
 نعمت: جنکو نعمت شامل حال ہوئی ۵، ۸; نعمت کا سبب ۶

نوح ﷺ: حضرت نوح (ع) پر نعمتیں ۲; حضرت نوح (ع) کا قصہ ۱، ۱۱; حضرت نوح (ع) کو بشارت ۲، ۳، ۴، ۵; حضرت نوح (ع) کی ذمہ داری ۱; حضرت نوح (ع) کی سلامتی ۲; حضرت نوح (ع) کی کشتی ٹھہرنے کی جگہ ۱۱; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کو بشارت ۲، ۳، ۴; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کا نیچے اترنا ۱; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کی ذمہ داری ۱; نسل نوح (ع) کے کافر ۴; نوح (ع) کی آگاہی کا سبب ۴; نوح (ع) کے پیروکاروں پر نعمتیں ۳

### آیت ۳۹

﴿تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾

پیغمبر یہ غیب کی خبریں ہیں جنکی ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں جن کا علم نہ آپ کو تھا اور نہ آپ کی قوم کو لہذا آپ صبر کریں کہ انجام صاحبان تقویٰ کے ہاتھ میں ہے (۳۹)

۱۔ پرانے لوگوں کے اہم تاریخی واقعات اور داستانیں انسانوں پر مخفی رہ گئی ہیں۔ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ

"انباء" انباء کی جمع ہے۔ مفردات راغب میں اس طرح بیان ہوا ہے۔ نباء ایسی خبر کو کہا جاتا ہے

جو بڑا فائدہ رکھتی ہے۔ "غیب" اس شے کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کی نظروں اور حواس سے پوشیدہ ہو۔ اور وہ اس کی اطلاع نہ رکھتے ہوں۔

۲۔ حادثہ طوفان اور حضرت نوح (ع) کا واقعہ، تاریخ بشریت کا ایک ایسا اہم واقعہ ہے جو لوگوں پر عیاں نہیں ہوا۔ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ

"تِلْكَ" حضرت نوح ﷺ کی داستان کی طرف اشارہ ہے اور ان واقعات کی طرف اشارہ ہے جو حضرت کی زندگی میں رونما ہوئے۔ "یعنی تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ"

۳\_ خداوند متعال نے حضرت نوح (ع) کی داستان کی وحی کے ذریعے پیغمبر اسلام پر وضاحت فرمائی۔

تلك من انباء الغيب نوحيها اليك

ظاہریہ ہے کہ "نوحیہا" کی ضمیر "ہا" سے مراد وہی "تلك" کا مشار الیہ ہے۔

۳\_ تاریخ بشر کے اہم واقعات کا بیان، پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے خداوند متعال کی طرف سے خوشخبری تھی۔

تلك من انباء الغيب نوحيها اليك

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہو سکتی ہے جب "نوحیہا" کی ضمیر "انباء الغیب" کی طرف لوٹے اور "نوحی" کا فعل مضارع ہونا اسکا مؤید ہے۔

۵\_ عصر بعثت کے لوگ اور رسالت ﷺ مآب، قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے حضرت نوح (ع) کے واقعہ سے اطلاع نہیں رکھتے تھے۔ ما كنت تعلمها انت و لا قومك من قبل هذ

"ہذا" کے لفظ کا مشار الیہ (لفظ قرآن) ہے جو جملہ "نوحیہا الیک" سے معلوم ہوتا ہے۔

۶\_ عصر بعثت کے لوگوں اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے وحی کے علاوہ حادثہ طوفان اور حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ پر صحیح آگاہی لیے کوئی راستہ نہیں تھا۔ ما كنت تعلمها انت و لا قومك من قبل هذ

۷\_ قرآن مجید، تاریخ بشریت سے واقفیت اور اہم تاریخی واقعات کی پہچان کا منبع ہے۔

نوحیہا الیک ما كنت نعلمها انت و لا قومك من قبل هذا

۸\_ خداوند متعال، پیغمبر اسلام ﷺ کو رسالت کے پہنچانے میں صبر و بردباری کی تلقین اور مشرکین کے مقابلے میں سینہ سپر رہنے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ فاصبر ...

حضرت نوح (ع) کی داستان کا ذکر کرنا اور پھر رسالت مآب ﷺ کو صبر و استقامت کی دعوت دینا گویا اسکی طرف اشارہ ہے کہ (صبر) کا مورد نظر مصداق، تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں مشکلات و تکالیف کو برداشت کرنا اور مخالفین کی تکلیفوں اور اذیتوں کے مقابلہ میں استقامت کا مظاہرہ کرنا ہے۔

۹\_ حضرت نوح (ع) کی داستان کو قرآن مجید میں ذکر کرنے کا مقصد، پیغمبر اسلام ﷺ اور اہل ایمان کو صبر و استقامت

کا درس دینا ہے۔ تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ... فاصبر ان العاقبة للمتقين

حضرت نوح (ع) کی نقل داستان خداوند عالم کی طرف سے حرف "فا" کے ذریعہ جملہ "اصبر" کو متفرع

کرنا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح (ع) کی داستان صرف قصہ سرائی نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود قرآن کے مخاطبین کی تربیت اور ہدایت ہے۔

۱۰۔ ایمان کا کفر پر غالب آنا اور رسالت مآب ﷺ کا تبلیغ رسالت میں کامیاب ہونا، آنحضرت ﷺ کے لیے خداوند متعال کی طرف سے بشارت اور خوشخبری تھی۔ فاصبر ان العاقبة للمتقين // حضرت نوح علیہ السلام کی شرح داستان میں اہل ایمان کی کافروں پر کامیابی اور کفار کی تباہی کا بیان، اسکی طرف اشارہ ہے کہ "العاقبة" (نیک لوگوں کا انجام) کا مصداق ایمان کا کفر پر کامیاب ہونا ہے اور اس اعتبار سے کہ خطاب چونکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف ہے۔ لہذا مذکورہ جملے سے مراد اسلام کا کفر پر غلبہ اور پیغمبر اسلام کا تبلیغ رسالت میں کامیاب ہونا ہے۔

۱۱۔ حضرت نوح (ع) اور ان کے ساتھیوں کی مخالفین پر کامیابی دلیل اور علامت ہے کہ آخری کامیابی ان متقی لوگوں کی ہے جو کافروں کے مقابلے میں استقامت اور صبر کرنے والے ہوتے ہیں۔ تلك من انباء الغيب ... فاصبر ان العاقبة للمتقين

۱۲۔ کافروں پر آخری کامیابی اور انجام نیک تک رسائی کی دو بنیادی شرطیں، صبر اور تقوا ہیں۔ فاصبر ان العاقبة للمتقين

۱۳۔ اہل تقویٰ کا کامیابی پر یقین اور توجہ کرنا، تقویٰ اور ایمان کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر استقامت اور صبر کرنے کا پیش خیمہ ہیں۔ فاصبر ان العاقبة للمتقين

۱۴۔ حضرت نوح (ع) اور ان کے پیروکاروں نے ایمان کے راستے میں درپیش پریشانیوں کے مقابلے میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ تلك من انباء الغيب ... فاصبر

حضرت نوح (ع) اور ان کے پیروکاروں کی داستان کے بیان کے بعد صبر و استقامت کی دعوت، اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح (ع) اور ان کے پیروکار مشکلات کے مقابلے میں صابر اور بردبار تھے۔

۱۵۔ حضرت نوح (ع) اور ان کے پیروکار، تقویٰ اختیار کرنے والے اور نیک عاقبت سے بہرہ مند تھے۔  
تلك من انباء الغيب ... فاصبر ان العاقبة للمتقين

۱۶۔ نیک عاقبت، تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے ہے۔ ان العاقبة للمتقين

۱۷۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے پیروکار، تقویٰ اختیار کرنے والے اور نیک عاقبت رکھنے والوں میں سے ہیں۔

فاصبر ان العاقبة للمتقين

استقامت: استقامت کا سبب ۱۳ استقامت کی تشویق کرنا ۹; استقامت کی دعوت ۸

انجام: نیک انجام کی شرائط ۱۲

ایمان: ایمان اور کفر ۱۰; ایمان کے آثار ۱۳; متقی لوگوں کی کامیابی پر ایمان ۱۳

بشارت: کامیابی کی بشارت ۱۰

تاریخ: تاریخ کے پوشیدہ پہلو ۱; تاریخ کے منابع ۷

تقوی: تقوی کے آثار ۱۲

خدا: تعلیمات خداوندی ۳; خدا کا دعوت دینا ۸; خدا کی خوشخبریاں ۱۰، ۳

ذکر: ذکر کے آثار ۱۳; متقی لوگوں کی کامیابی کا ذکر ۱۳

سختی: سختی پر صبر ۱۳

شکست: شکست کا سبب ۱۲

صابرین: ۱۳

صابروں کی عاقبت ۱۱

صبر: صبر کا سرچشمہ ۱۳; صبر کرنے کی تشویق ۹; صبر کی اہمیت ۹; صبر کی دعوت ۸; صبر کے آثار ۱۲

قرآن: قرآن کا کردار ۷، ۵; قرآن کی تشویق ۹; قصص قرآن کا فلسفہ ۹

کافرین: کافروں کی شکست ۱۰، ۱۲; کافروں کی شکست کی علامتیں ۱۱

کامیابی: کامیابی کے شرائط ۱۲

مؤمنین: مؤمنین کی تشویق ۹; مؤمنین کی کامیابی ۱۰

متقین: ۱۵

متقین کی اچھی عاقبت ۱۶، ۱۷; متقین کی عاقبت ۱۱; متقین کے فضائل ۱۶; متقی لوگوں کی کامیابی کی نشانیاں ۱۱

محمد ﷺ: حضرت محمد ﷺ اور تاریخ ۲; حضرت محمد ﷺ اور قصہ نوح علیہ السلام ۳، ۵، ۶; حضرت محمد ﷺ پر وحی ۳  
 حضرت محمد ﷺ کو بشارت ۱۰، ۳; حضرت محمد ﷺ کو دعوت ۸; حضرت محمد ﷺ کی استقامت ۸; حضرت محمد ﷺ  
 کی تشویق ۹; حضرت محمد ﷺ کی حسن عاقبت ۷; حضرت محمد ﷺ کے علم کی حد ۵; حضرت محمد ﷺ متقین

میں سے ۱۷

مسلمین: صدر اسلام کے مسلمان اور قصہ نوح (ع) ۵، ۶; متقین میں سے مسلمان ۱۷; مسلمانوں کا حسن عاقبت ۱۷  
 مشرکین: مشرکین کی اذیتیں ۸

نوح علیہ السلام: حضرت نوح (ع) کا صبر ۱۲; قصہ نوح (ع) کا فلسفہ ۹; حضرت نوح (ع) کا متقین میں سے ہونا ۱۵; حضرت  
 نوح (ع) کی اچھی عاقبت ۱۵; حضرت نوح (ع) کی کامیابی ۱۱; حضرت نوح (ع) کے پیروکار کا صبر ۱۲; حضرت نوح (ع)  
 کے مخالفین کی شکست ۱۱; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کی حسن عاقبت ۱۵; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کی  
 کامیابی ۱۱; حضرت نوح (ع) کے پیروکاروں کا متقین میں سے ہونا ۱۵; طوفان نوح (ع) کی اہمیت ۲; قصہ نوح (ع)  
 پوشیدہ کرنا ۲; کا قصہ نوح (ع) کی اہمیت ۲

وحی: وحی کا کردار ۶

## آیت ۵۰

﴿وَالِیٰٓ اَعَادِ اٰخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰٓاَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ﴾

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا تو انہوں نے کہا قوم والو اس کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ تمہارا  
 کوئی معبود نہیں ہے۔ تم صرف افترا کرنے والے ہو (۵۰)

۱۔ حضرت ہود علیہ السلام، خدا کے پیغمبروں اور رسولوں میں سے ہے۔ و لقد ارسلنا... و الی عاد اٰخاهم ہود

(الی عاد) کا عطف (الی قوم) پر ہے اور (اٰخاهم) کا عطف (نوحاً) پر ہے جو آیت "۲۵" میں ہے یعنی جملہ اس طرح ہے۔  
 و لقد ارسلنا الی عاد اٰخاهم ہود

۲۔ حضرت ہود (ع) کی رسالت، قوم عاد تک محدود تھی۔ و الی عاد: اٰخاهم ہود

۳۔ حضرت ہود ؑ اور قوم عاد کے درمیان رشتہ داری اور نسب کا رابطہ موجود تھا۔ و اِلٰی عاد اٰخاهم ہود  
اس بات کی تصریح کہ ہود، ؑ قوم عاد کے بھائی تھے ممکن ہے حضرت ہود(ع) کی قوم عاد سے رشتہ داری کی طرف اشارہ  
ہو۔

۳۔ حضرت ہود، ؑ پیغمبر مبعوث ہونے سے پہلے بھی قوم کا درد رکھنے اور محبت کرنے والے انسان تھے۔  
و اِلٰی عاد اٰخاهم ہوداً قال یا قوم

بعض مفسرین قائل ہیں کہ (اخوت) یہاں محبت اور دلسوزی سے کنایہ ہے اس بناء پر۔ (اِلٰی عاد اٰخاهم ہوداً) کا جملہ اس  
بات سے حکایت ہے کہ حضرت ہود ؑ اپنی رسالت سے پہلے بھی اپنی قوم سے محبت اور دلسوزی رکھتے تھے۔ اور (یا  
قوم) سے حضرت ؑ کا تعبیر کرنا بھی (اے میرے لوگو) ان کی مہربانی اور عطف سے حکایت ہے۔

۵۔ خدائے "وحده لا شریک" کی عبادت کی دعوت دینا، حضرت ہود(ع) کا سب سے پہلا اور اہم پیغام تھا۔  
قال یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ

۶۔ قوم عاد، خداوند متعال کی وجود کے معتقد تھی۔ قال یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۷۔ خدا متعال کے وجود پر یقین رکھنا، تاریخ بشری کا بنیادی اعتقاد ہے۔ قال یا قوم اعبدوا اللہ

۸۔ قوم عاد کے لوگ، مشرک اور اپنے بنائے ہوئے خداؤں کی پرستش کرتے تھے۔ ما لکم من الہ غیرہ ان انتم الا  
مفترون

۹۔ انسان قدیم الایام سے ہی معبود کی طرف میلان رکھنے اور اسکی عبادت کرنے کا جذبہ رکھتا ہے۔  
اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۰۔ خداوند متعال کا شریک خیال کرنا، ایک خام اور خود ساختہ تصور ہے۔ ما لکم من الہ غیرہ ان انتم الا مفترون  
(مفترون) کا لفظ (افتراء) سے اسم فاعل ہے۔ اور اسکا معنی جھوٹ گھڑنا ہے۔ جملہ (ما لکم من الہ غیرہ...) اسکو بیان کر  
رہا ہے کہ افتراء سے مراد، شریک خداوند متعال کے وجود پر اعتقاد رکھنا ہے۔

۱۱۔ خداوند متعال، اپنا شریک رکھنے سے منزہ و پاک ہے۔ ما لکم من الہ غیرہ ان انتم الا مفترون

۱۲۔ شرک سے مقابلہ، حضرت ہود ؑ کی اصلی ذمہ داری

تھی۔ یا قوم اعبدوا ما لکم من إله غیرہ

۱۳۔ توحید عملی کی بنیاد، توحید نظری پر ہے۔ اعبدوا الله ما لکم من إله غیرہ

توحید نظری کو بیان کرنے والا جملہ "ما لکم..." توحید عبادی اور عملی پر استدلال کے لیے بیان کیا گیا ہے جسے جملہ "اعبدوا الله" بیان کر رہا ہے۔

۱۴۔ خداوند متعال ہی وہ حقیقت ہے جو لائق پرستش ہے۔ اعبدوا الله ما لکم من إله غیرہ

۱۵۔ عن الصادق (علیہ السلام) لما حضرت نوحاً (علیہ السلام) الوفاة دعا الشيعة فقال لهم : إعلموا انہ ستكون من بعدی غيبة تظهر فيه الطواغيت و ان الله عزوجل يفرج عنكم بالقائم من ولدی اسمه هود...<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت نوح (علیہ السلام) کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بلا کر فرمایا یہ جان لو میرے بعد عنقریب غیبت کا زمانہ آئے گا کہ اسمیں طاغوت وجود میں آئیں گے تو میری نسل سے ایک شخص قیام کرے گا جس کا نام (ہود) ہوگا خداوند عالم اس کے ذریعہ تمہاری مشکلات دور کرے گا۔

انبیا: انبیا کے ساتھ رشتہ داری<sup>۳</sup>

انسان: انسان کا میلان<sup>۹</sup>

ایمان: خدا پر ایمان<sup>۷</sup>

توحید: توحید ذاتی ۱۱؛ توحید عبادی کی اہمیت ۵؛ توحید عبادی کی طرف دعوت ۵؛ توحید عملی کا پیش خیمہ ۱۳؛ توحید نظری کی اہمیت ۱۳

جھکاؤ: عبادت کی طرف جھکاؤ<sup>۹</sup>؛ معبود کی طرف جھکاؤ<sup>۹</sup>

خدا: خدا کا بے مثل ہونا ۱۱؛ خدا کی خصوصیات ۱۳؛ خداوند متعال کا منزہ ہونا ۱۱؛ معرفت الہی کی تاریخ ۷، ۶؛ خدا کے رسول: ۱

روایت: ۱۵

(۱) اکمال الدین ج ۱ ص ۱۳۵، ح ۴، ب ۲، نوار التقلین ج ۲، ص ۴۳، ح ۱۷۰۔



شرک: شرک کا حقیقت سے خالی ہونا ۱۰

عبادت: عبادت خدا ۱۳

عقیدہ: خدا پر عقیدہ ۶; عقیدہ کی تاریخ ۶، ۷

قوم عاد: قوم عاد کا شرک ۸; قوم عاد کا عقیدہ ۶; قوم عاد کا بنی ۲; قوم عاد کو دعوت دینا ۵; قوم عاد کی بت پرستی ۸; قوم عاد کی خدا کی معرفت رکھنا ۶; قوم عاد کے باطل خدا ۸  
مشرکین: ۸

نوح ﷺ: حضرت نوح ﷺ کی پیش گوئی ۱۵; حضرت نوح ﷺ موت کے قریب ۱۵

ہود: بعثت ہود ﷺ ۱۵; تعلیمات ہود ﷺ ۵; حضرت ہود اور قوم عاد ۲، ۳، ۴; حضرت ہود (ع) کا شرک کے خلاف مقابلہ ۱۲; حضرت ہود ﷺ کی رسالت ۱۲; حضرت ہود ﷺ کی رسالت کا دائرہ ۲; حضرت ہود ﷺ کی رشتہ داری ۳; حضرت ہود ﷺ کی مہربانی ۳; حضرت ہود کی نبوت ۱; حضرت ہود کے درجات ۲; حضرت ہود (ع) کے فضائل ۳; ہود ﷺ کی دعوت ۵

## آیت ۵۱

﴿يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

قوم والو میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا میرا اجر تو اس پروردگار کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے کیا تم عقل استعمال نہیں کرتے ہو (۵۱)

۱۔ حضرت ہود ﷺ نے اپنے لوگوں میں اعلان کیا کہ میں تبلیغ (رسالت) کے بدلے تم سے ذرہ برابر اجر رسالت نہیں چاہتا۔ یا قوم لا اسئلکم علیہ اجرا

۲۔ انبیاء گرامی، ابلاغ رسالت اور معارف دین کی تبلیغ کی خاطر لوگوں سے اسکی مزدوری اور اجر کو طلب کرنے سے منزہ و مبرہ ہیں۔ یا قوم لا اسئلکم علیہ اجر

۳۔ حضرت ہود(ع)، لوگوں سے اجر رسالت کے طلب نہ کرنے کو اپنے نبوت کے دعویٰ کے سچے ہونے کی نشانی سمجھتے تھے۔ لا اَسئَلُکُمْ عَلَیْہِ اِجْرًا اِنْ اِجْرٰی اِلّٰی عَلٰی الذّٰی فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

مذکورہ بالا معنی میں (اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) کا جملہ ( لا اَسئَلُکُمْ ...) کے ساتھ ارتباط پیدا کر کے معنی دے رہا ہے۔ لہذا معنی یوں ہوگا حضرت ہود(ع) نے لوگوں سے کہا اگر تم اس بات پر غور کرو کہ میں تم سے کچھ بھی مزدوری کی درخواست نہیں کرتا ہوں تو سمجھ لو گے کہ میں اپنے نبوت کے دعویٰ میں سچا ہوں۔

۳۔ لوگوں سے تبلیغ دین اور معارف الہی کے بدلے اجر کا مطالبہ نہ کرنا، مبلغین اور مصلحین کی صداقت کی نشانی ہے۔ یا قوم لا اَسئَلُکُمْ عَلَیْہِ اِجْرًا ... اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

کیونکہ جھوٹے دعویٰ داروں کا مقصد دنیاوی مال و متاع اور مادی منافع تک پہنچنا ہے لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام جملہ ( لا اَسئَلُکُمْ ...) سے اپنی صداقت کی دلیل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۵۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ اجر رسالت فقط خداوند متعال کے ذمہ ہے۔ قال یا قوم ... اِنْ اِجْرٰی اِلّٰی عَلٰی الذّٰی فَطَرَنِیْ

۶۔ خداوند متعال اپنے پیغمبروں کو رسالت کا اجر دینے والا ہے۔ اِنْ اِجْرٰی اِلّٰی عَلٰی الذّٰی فَطَرَنِیْ

۷۔ لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچانا اور معارف دین کی تبلیغ کرنا، خداوند متعال کی طرف سے پاداش کا استحقاق رکھتا ہے۔ اِنْ اِجْرٰی اِلّٰی عَلٰی الذّٰی فَطَرَنِیْ

۸۔ خداوند متعال، انسانوں کو پیدا کرنے والا اور ان کا خالق ہے۔ اِنْ اِجْرٰی اِلّٰی عَلٰی الذّٰی فَطَرَنِیْ (فطرنی) کا مصدر (فطر) ہے یعنی جو شے پہلے نہ تھی اس کو پیدا کرنا۔

۹۔ خدا کے خالق ہونے کی طرف توجہ، تبلیغ دین میں خلوص کا سبب اور لوگوں کی پاداش و اجر سے بے نیاز کردیتی ہے۔ اِنْ اِجْرٰی اِلّٰی عَلٰی الذّٰی فَطَرَنِیْ

۱۰۔ خداوند متعال کا وحدہ لا شریک ہونا اور اسکا شریک سے منزہ ہونا اور صرف اسی کا لائق پرستش ہونا، ایسے حقائق ہیں جو تمام لوگوں کے لیے قابل درک اور قابل فہم ہیں۔ یا قوم اعبدوا اللّٰہ ما لکم من اِلٰہ غَیْرَہ ... اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (تَعْقِلُوْنَ) کا مفعول وہ حقائق ہیں جو اس آیت اور اس سے پہلے والی آیت میں زبان حضرت ہود(ع)

سے نقل ہوئے ہیں جیسے خدا کی پرستش کی ضرورت، اسکا شریک سے منزہ ہونا گویا عبارت اس طرح ہے۔  
أَفَلَا تَعْقِلُونَ إِنَّ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرِهِ وَإِنْ عِبَادَتُهُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ وَ...

۱۱۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو فکر کرنے، حقائق اور معارف دین کو سمجھنے کی دعوت دی۔ افلا تعقلون

۱۲۔ شرک اور پیغمبروں کی رسالت کا انکار کرنا، بے عقلی کی نشانی ہے۔ یا قوم اعبدوا الہ ... افلا تعقلون

اخلاص: اخلاص کا سبب ۹

انبیاء: انبیاء اور اجر رسالت ۲؛ انبیاء اور تبلیغ کی مزدوری ۲؛ انبیاء کا منزہ و مبرہ ہونا ۲؛ انبیاء کی رسالت کا اجر ۶؛ انبیاء کے جھٹلانے کے آثار ۱۲

انسان: انسانوں کا خالق ۸

تبلیغ: تبلیغ میں اخلاص ۹؛ مفت تبلیغ ۹

توحید: توحید ذاتی کو سمجھنا ۱۰؛ توحید عبادی کو سمجھنا ۱۰؛ توحید کی وضاحت ۱۰

تعقل: تفکر کرنے کی اہمیت ۱۱

جزاء: جزاء کے اسباب ۷

خدا: خدا کی اجر تیں ۷، ۶؛ خدا کی خالقیت ۸

دین: تبلیغ دین کا اجر ۷؛ دین کو سمجھنے کی اہمیت ۱۱

ذکر: خدا کی خالقیت کا ذکر ۹؛ ذکر کے آثار ۹

شرک: شرک کے آثار ۱۲

عبادت: خدا کی عبادت کی وضاحت ۱۰

عقل: بے عقلی کی علامتیں ۱۲

قوم عاد: قوم عاد کو دعوت دینا ۱۱

مبلغین: مبلغین اور تبلیغ کی مزدوری ۳؛ مبلغین کی صداقت کی نشانیاں ۳  
مصلحین: مصلحین اور تبلیغ کی مزدوری ۳؛ مصلحین کی

صداقت کی نشانیاں ۳

ہود(ع): حضرت ہود(ع) اور اجر رسالت ۵، ۳، ۱؛ حضرت ہود(ع) اور تبلیغ کی اجرت ۱؛ حضرت ہود(ع) کا اجر  
۵؛ حضرت ہود(ع) کا حق کی طرف دعوت دینا ۱۱؛ حضرت ہود(ع) کا قصہ ۵، ۱۱؛ صداقت حضرت ہود(ع) کی علامتیں ۳

## آیت ۵۲

﴿يَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ﴾

اے قوم خدا سے استغفار کرو اس کے بعد اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاؤ وہ آسمان سے موسلا دھار پانی برسائے گا اور  
تمہاری موجودہ قوت میں قوت کا اضافہ کر دے گا اور خبردار مجرموں کی طرح منہ نہ پھیر لینا (۵۲)

۱۔ خدا کے حضور استغفار کی ضرورت اور اس سے گناہوں کی بخشش کا طلب کرنا۔ و یا قوم استغفروا ربکم

۲۔ خداوند متعال سے بخشش طلب کرنا اور اسکی طرف توجہ اور اس کے شرک سے استغفار کرنا، سب حضرت ہود علیہ السلام  
کی اپنی قوم کو نصیحتیں اور پیغام تھا۔ و یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ

۳۔ گناہوں کی بخشش، خداوند متعال کی ربوبیت کے سائے میں ہے۔ استغفروا ربکم

۳۔ ربوبیت کا خداوند متعال کی ذات میں منحصر کرنا، اور تمام مخلوق کے امور کا اسکو مدبر سمجھنا، یہ حضرت ہود علیہ السلام کی  
اپنی قوم کے لیے تعلیمات تھیں۔ استغفروا ربکم

۵۔ خداوند متعال کی طرف جانا اور اس کا تقرب حاصل کرنا ضروری ہے۔

ثم توبوا الیہ

لفظ (توبہ) کا کلمہ (استغفار) پر عطف کرنا، بتاتا ہے کہ ان دونوں میں مغایرت ہے۔ (توبہ) کا معنی رجوع کرنا ہے۔ لہذا (توبوا  
الیہ) یعنی (اطاعت خداوندی کے ساتھ) اپنا رخ خدا کی طرف موڑ دیں۔

۶۔ گناہوں سے استغفار، توحید کی طرف رغبت اور خدائے لایزال کی پرستش، یہ تمام چیزیں تقرب الہی اور خدا کی طرف حرکت کرنے کا پیش خیمہ ہیں۔ و یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ  
 مذکورہ بالا معنی اسوجہ سے حاصل ہوا ہے کہ جملہ (توبوا الیہ) کو جملہ (استغفروا ربکم) پر حرف "ثم" کے ذریعے عطف کیا ہے۔

۷۔ خداوند متعال، بادلوں کو حرکت دینے اور بارش کو نازل کرنے والا ہے۔ یرسل السماء علیکم مدرارا  
 (سمائی) سے قرینہ مقامی کی مناسبت سے مراد (بادل) ہیں اور (مدرارا) کا صیغہ مبالغہ کا ہے۔ جس کا معنی بہت زیادہ برسنے والا ہے۔

۸۔ حضرت ہود (ع) نے اپنی قوم کو جو خوشخبریاں دیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ شرک سے اجتناب، توحید کو اپنانے اور خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کی صورت میں بہت زیادہ بارشوں کا نزول ہوگا۔  
 و یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا

(یرسل) فعل مضارع ہے اصطلاح میں فعل امر (استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ) کے جواب میں واقع ہوا ہے اور (ان) شرطیہ جو مقدر ہے اسکی وجہ سے مجزوم ہے۔ یعنی اصل میں عبارت اس طرح تھی (ان تستغفروا و توبوا یرسل...) اگر تم استغفار کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ تو وہ فراواں بارش سے بھرے ہوئے بادلوں کو آپکی طرف بھیجے گا۔

۹۔ قوم عاد، شرک اور ارتکاب گناہ کی وجہ سے بارش کی کمی سے دوچار ہو گئے تھے۔ ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا  
 فراواں بارش کے نزول کی خوشخبری اس وقت موثر ثابت اور لوگوں کو حضرت ہود (ع) کی تعلیمات و دستور کی طرف جذب کر سکتی ہے جب وہ لوگ قحط باران کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کر رہے ہوں۔

۱۰۔ شرک، گناہوں کا مرتکب ہونا، اور انبیاء الہی کی مخالفت کرنا، دنیاوی نعمتوں میں کمی کے اسباب میں سے ہیں۔  
 استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا و یزدکم قوۃ

۱۱۔ توحید، خدا وحدہ لا شریک کی پرستش اور گناہوں سے استغفار، انسانی معاشرے کے لیے دنیاوی برکات اور نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا سبب ہیں۔

استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء ... و یردکم قوۃ

۱۲۔ قوم عاد کے لوگ قوی اور طاقتور تھے۔ و یردکم قوۃ الی قوتکم

۱۳۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے لوگوں کو گناہوں سے استغفار، توحید کی طرف رغبت اور خدا کی عبادت کرنے کی صورت میں ان کی قوت و طاقت میں اضافہ کی بشارت دی۔ و یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ ... یردکم قوۃ الی قوتکم (یزدکم) کا عطف (یرسل) پر ہے اور یہ شرط مقدر کا جواب ہے۔ یعنی (ان تستغفروا... یزدکم) اگر استغفار کرو گے... خداوند متعال تمہاری قوت میں اضافہ فرمائے گا۔

۱۴۔ معاشرہ کو باصلاحیت اور طاقت ور بنانا، انبیاء اور ادیان الہی کے مقاصد میں سے ہے۔ و یردکم قوۃ الی قوتکم  
۱۵۔ انسانی معاشروں کی آبادی اور دنیاوی آسائش و نعمتوں سے انہیں بہرہ مند کرنا، انبیاء اور ادیان الہی کے مقاصد میں سے ہے۔ یرسل السماء علیکم مدراراً و یردکم قوۃ الی قوتکم  
۱۶۔ انسانی معاشروں کو آباد اور انہیں اقتصادی لحاظ سے بارونق بنانا، ان کے لیے قدرت مند اور باصلاحیت ہونے کا پیش خیمہ ہیں۔ یرسل السماء علیکم مدراراً و یردکم قوۃ الی قوتکم

۱۷۔ کائنات کے طبعی اسباب اور اسمیں رونما ہونے والے تمام تحولات و امور، خداوند عالم کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ و یرسل السماء علیکم مدراراً و یردکم قوۃ

۱۸۔ کائنات ہستی پر خداوند عالم کا تسلط اور حاکمیت، حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کے لیے تعلیمات میں سے تھیں۔ یرسل السماء علیکم مدراراً و یردکم قوۃ الی قوتکم

۱۹۔ معاشرے کے اعمال اور عقائد، طبعی واقعات پر مؤثر ہوتے ہیں۔ و یا قوم استغفروا ربکم ... یرسل السماء علیکم مدراراً

۲۰۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد سے یہ تقاضا کیا کہ وہ ان کی دعوت (توحید قبول کرنا، خداوند عالم کی پرستش، شرک کو ترک کرنا اور گناہوں سے استغفار) سے اعراض نہ کریں اور اپنے گناہوں پر اصرار نہ کریں۔ و لا تتولوا مجرمین

(لا تتولوا) کا مصدر (تولی) ہے جو منہ پھیرنے اور قبول نہ کرنے کے معنی میں ہے۔

۲۱۔ پیغمبروں کی تعلیمات اور معارف دین سے منہ پھیرنے والے، مجرم اور گنہگار ہیں۔ لا تتولوا مجرمین

ادیان: ادیان اور دنیا کی آبادی ۱۵؛ ادیان اور قدرتمند معاشرہ ۱۳؛ ادیان کے اہداف ۱۵، ۱۳

استغفار: استغفار کرنے کی تلقین ۲؛ استغفار کی اہمیت ۶، ۱؛ استغفار کی دعوت ۲۰؛ استغفار کے آثار ۱۱، ۱۳؛ شرک سے

استغفار ۲

اقتصاد: اقتصادی ترقی کے آثار ۱۶

امور: امور کے منظم ہونے کا سبب ۱۷

انبیاء: انبیاء اور دنیا کی رونقیں ۱۵؛ انبیاء اور قدرتمند معاشرہ ۱۳؛ انبیاء اور نعمتیں ۱۵؛ انبیاء سے منہ پھیرنے والوں کا گناہ

۲۱؛ انبیاء کی مخالفت کے آثار ۱۰؛ اہداف انبیاء ۱۵، ۱۳

بخشش: بخشش کا سبب ۳

بادل: بادلوں کی حرکت کا سبب ۷

بشارت: بارش ہونے کی بشارت ۸؛ قدرتمند ہونے کی بشارت ۱۳

بارش: نزول بارش کا سبب ۷

تقرب: تقرب الہی کا سبب ۶؛ تقرب الہی کی اہمیت ۵

توحید: توحید ربوبی ۳؛ توحید عبادی کی دعوت ۲۰؛ توحید عبادی کے آثار ۱۱

خلقت: خلقت کا حاکم ۱۸، ۱۷؛ خلقت کے تحولات کا سبب ۱۷؛ خلقت کے تحولات میں مؤثر عوامل ۱۹

خدا کی طرف لوٹنا: ۲

خدا کی طرف لوٹنے کا سبب ۶؛ خدا کی طرف لوٹنے کی اہمیت ۵

خدا: افعال خداوندی ۷؛ خدا کی حاکمیت ۱۷، ۱۸؛

خداوند متعال کی ربوبیت کی نشانیاں ۳؛ خداوند متعال کے اختیارات ۱۷؛ خداوند متعال کے مختصات ۳؛  
دین: دین سے منہ پھیرنا گناہ ہے ۲۱

دنیاوی آسائشیں: دنیاوی آسائشوں کی کمی کے اسباب ۱۰؛ دنیاوی آسائشوں کے اسباب ۱۱

رغبت: توحید کی طرف رغبت کی اہمیت ۶؛ توحید کی طرف رغبت کے آثار ۸، ۱۳

شرک: شرک سے اجتناب کی دعوت ۲۰؛ شرک سے اجتناب کے آثار ۸؛ شرک سے استغفار ۲؛ شرک کے آثار ۱۰، ۹

عبادت: خدا کی عبادت کی اہمیت ۶؛ خدا کی عبادت کے آثار ۱۳، ۸

عقیدہ: عقیدے کے آثار ۱۹

عمل: عمل کے آثار ۱۹

عوامل طبعی: عوامل طبعی کا اثر ۱۷

قوم عاد: قوم عاد اور بارش میں کمی ۹؛ قوم عاد کا شرک ۹؛ قوم عاد کا بتلا ہونا ۹؛ قوم عاد کو بشارت ۱۳، ۸؛ قوم عاد کو تلقین کرنا

۲؛ قوم عاد کو دعوت دینا ۲۰؛ قوم عاد کی تاریخ ۹؛ قوم عاد کی صفات ۱۲؛ قوم عاد کی قدرت ۱۲؛ قوم عاد کے گناہ ۹

گناہ: گناہ کی بخشش ۳؛ گناہ کے آثار ۱۰، ۹

گناہ کرنے والے: ۲۱

ہود (ع): حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد ۱۸، ۱۳، ۸، ۳، ۲۰؛ حضرت ہود کا حق کی طرف بلانا ۲۰؛ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ۲، ۰

۲؛ حضرت ہود علیہ السلام کی تعلیمات ۱۸، ۳، ۲؛ حضرت ہود علیہ السلام کی خوشخبریاں ۸، ۱۳



## آیت ۵۳

﴿قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اے ہود تم کوئی معجزہ تو لائے نہیں اور ہم صرف تمہارے کہنے پر اپنے خدائوں کو چھوڑنے والے اور تمہاری بات پر ایمان لانے والے نہیں ہیں (۵۳)

۱۔ توحید اور وحدہ لا شریک کی پرستش، واضح دلائل کی حامل اور قابل درک ہے نیز اس کو ثابت کرنے کے لیے انبیاء کے معجزات کی ضرورت نہیں۔ قالوا یا ہود ما جئنا ببینۃ

حضرت ہود، ﷺ توحید کے بیان اور شرک کی مخالفت کرنے سے پہلے نہ ہی معجزہ لائے اور نہ ہی اس کے دعویٰ دار بنے تا کہ لوگوں پر واضح کر سکیں کہ توحید کی حقانیت اور شرک کے باطل ہونے میں تفکر اور دقت کی ضرورت ہے ان کو ثابت ہونے کے لیے معجزہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ قوم عاد نے حضرت ہود ﷺ پر نبوت کی حقانیت پر واضح دلیل اور معجزہ نہ رکھنے کی تہمت لگائی۔ قالوا یا ہود ما جئنا ببینۃ

۳۔ نبوت اور رسالت کا دعویٰ، واضح دلیل اور معجزہ دکھانے کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ قالوا یا ہود ما جئنا ببینۃ (بینۃ) دلیل اور روشن حجت کے معنی میں ہے۔ آیت شریفہ میں اس سے مراد، معجزہ ہے قوم ہود اسکی مدعی تھی کہ انہوں نے معجزہ نہیں دکھایا۔ لیکن (حضرت ہود) سے یہ بات رد نہیں ہوئی کہ پیغمبری کو ثابت کرنے کے لیے معجزہ کی ضرورت نہیں ہے گویا اس سے یہ معنی سمجھا جاتا ہے کہ پیغمبروں کے لیے ضروری ہے کہ معجزہ رکھتے ہوں تاکہ مورد تائید قرار پائیں۔

۳۔ غیر خدا کی پرستش اور شرک کرنے پر قوم ہود (ع) کا متعصبانہ اصرار اور تاکید۔ و ما نحن بتارکی الہتنا عن قولک

(ما نحن...) کو جملہ اسمیہ اور (تارکی الہتنا) جو خبر ہے اسکو بازائدہ کے ساتھ لانا، اس

بات کی حکایت ہے کہ قوم عاد، بتوں کی پرستش پر تاکید اور اصرار کرتی تھی۔

۵۔ قوم عاد، مشرک لوگ اور کئی معبودوں کی عبادت کرتے تھے۔ و ما نحن بتارکی اٰھتنا عن قولک

(آلھ) (الاء) کی جمع ہے جو کئی معبودوں کے معنی میں ہے۔

۶۔ حضرت ہود ؑ کی باتیں اور الہی دعوت، اپنی قوم کو شرک اور جھوٹے خداؤں کی عبادت کرنے سے نہ روک سکیں۔

و ما نحن بتارکی اٰھتنا عن قولک

(عن قولک) میں "عن" تعلیل کے لیے بیان ہوا ہے۔ تو اس صورت میں (ما نحن...) کا معنی کچھ یوں ہوگا کہ تمہاری بات

اور تمہارا دعویٰ کرنا، ہمیں اپنے خداؤں کی عبادت سے نہیں روک سکتا۔

۷۔ قوم عاد کی یہ ہٹ دھرمی تھی کہ حضرت ہود ؑ پر ایمان نہیں لانا اور ان کی باتوں اور رسالت کی تصدیق نہیں کرنی

ہے۔ و ما نحن لك بمؤمنين

انبیاء: انبیاء کی دلیلیں ۳

بت پرستی کرنے والے: ۶

توحید: توحید عبا کی واضح ہونا ۱

قوم عاد: قوم عاد اور حضرت ہود ؑ ۶، ۷؛ قوم عاد کا تعصب ۳؛ قوم عاد کا شرک ۵، ۶؛ قوم عاد کا شرک پر اصرار ۳؛ قوم عاد کا

عقیدہ ۵؛ قوم عاد کا کفر ۷؛ قوم عاد کی بت پرستی ۵، ۶؛ قوم عاد کی تاریخ ۲، ۳، ۷؛ قوم عاد کی تہمتیں ۲؛ قوم عاد کی لجاجت ۲، ۷، ۸، ۹

کافرین: ۷

مشرکین: ۷، ۶، ۳

معجزہ: معجزہ کا کردار ۳

نبوت: نبوت کے دعویٰ کی شرائط ۳

ہود ؑ: حضرت ہود ؑ پر تہمت ۲؛ حضرت ہود (ع) کا جھٹلانا ۷؛ حضرت ہود ؑ کا حق کی طرف بلانا ۶؛ حضرت ہود (ع)

کا قصہ ۶؛ حضرت ہود ؑ کی دلیلوں کی تکذیب ۲؛ معجزہ حضرت ہود ؑ کا جھٹلانا ۲

## آیت ۵۳

﴿إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾

ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے خداؤں میں سے کسی نے آپ کو دیوانہ بنا دیا ہے۔ ہود نے کہا کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں (۵۳)

۱۔ قوم عاد، متعدد معبودوں کی پوجا کرنے والی اور ان کو دنیا کے مسائل میں مؤثر ہونے پر اعتقاد رکھتی تھی۔  
ان نقول الا اعتري ك بعض الهتنا بسوء

لفظ (آلہ) جو (الاء) کی جمع ہے یہ متعدد معبودوں کا معنی دیتا ہے۔

۲۔ قوم عاد نے حضرت ہود (ع) پر ذہنی کمزوری کی تہمت لگائی اور ان کی باتوں کو مجنوں کی باتوں سے تعبیر کیا۔  
ان نقول الا اعتري ك بعض الهتنا بسوء

(سوء) کا معنی، دکھ، سختی، مرض، مصیبت اور اسکی مانند معانی ہیں۔ اور آیت میں قرینہ مقامی کی وجہ سے جنون کی بیماری اور اسکی مثل مراد ہے۔

۳۔ قوم عاد، اپنے خداؤں میں سے بعض کو حضرت ہود (ع) میں جنون اور ذہنی کمزوری کا عامل خیال کرتے تھے۔  
ان نقول الا اعتري ك بعض الهتنا بسوء

(اعتراء) (شامل ہونا) اور (لگ جانے) کے معنی میں ہے (لسان العرب)۔

آیت شریفہ میں لفظ (اعتراء) جو حرف (باء) کے ذریعے سے مفعول دوم (بسوء) کی طرف متعدی ہوا ہے لہذا (پہنچانے اور شامل کرنے) کے معنی میں آیا ہے۔ اس صورت میں جملہ (ان نقول...) کا معنی کچھ یوں ہوگا کہ ہم صرف یہی کہیں گے کہ ہمارے خداؤں میں سے ایک نے تم کو بیماری اور مصیبت میں گرفتار کر دیا ہے۔

۳۔ قوم عاد، یہ یقین رکھتے تھے کہ ہر بت اور معبود کے لیے ایک مخصوص کام ہے۔

ان نقول الا اعتراى ك بعض الهتنا بسوء

یہ کہ قوم عاد نے دکھ لانے کی نسبت اپنے بعض خداؤں کی طرف دی ہے (بعض الہتنا) تمام خداؤں کی طرف یہ نسبت نہیں دی، اس سے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ ہر بت اور اپنے معبود کو ایک مخصوص کام کا عہدہ دار خیال کرتے تھے۔

۵۔ حضرت ہود علیہ السلام نے مشرکین کو بتلادیا کہ تمہارے خداؤں سے بیزار ہوں اور ان کو کسی شے کے ایجاد کرنے پر مؤثر اور لائق عبادت نہیں سمجھتا ہوں۔ قال ... اشهدوا انى برىء مما تشركون

حضرت ہود علیہ السلام کی مشرکین کے معبودوں اور بتوں سے نفرت اور بیزاری ان کے مؤثر نہ ہونے اور لائق عبادت نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام نے لوگوں کو مخاطب ہو کر یہ نہیں فرمایا (اشہدکم) بلکہ خداوند متعال کو گواہ بناتے ہوئے کہا (اشہد اللہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (واشہدوا) کا جملہ فقط لوگوں کو خبر دینے کے لیے کہا ہے نہ گواہ بنانے کے لیے۔

۶۔ حضرت ہود علیہ السلام نے خداوند متعال کو اہل شرک کے معبودوں کے بے اثر ہونے اور ان سے بیزاری پر گواہ بنایا۔ قال انى أشهد الله و اشهدوا انى برىء مما تشركون

(اشہد) کا مصدر "اشہاد" ہے جو گواہ بنانے کے معنی میں ہے۔

۷۔ مبلغین دین کا باطل اور خرافاتی عقائد سے بیزاری کا اعلان کرنا، ایک ضروری قدم ہے۔

قال انى اشهد الله ... انى برىء مما تشركون

۸۔ حضرت ہود علیہ السلام نے رسالت کے پہنچانے میں شرک و بت پرستی کا یقین اور محکم ارادہ کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔

قال انى اشهد الله و اشهدوا انى برىء مما تشركون

بت پرست: ۱

بیزاری: باطل خداؤں سے بیزاری ۶، ۵؛ باطل عقیدے سے بیزاری ۷؛ خرافات سے بیزاری ۷

خدا: خدا کی گواہی ۶

عقیدہ: باطل خداؤں کا عقیدہ ۳؛ بتوں کا عقیدہ ۳

قوم عاد: قوم عاد اور بتوں کا کردار ۳؛ قوم عاد کا شرک ۱؛ قوم عاد کا عقیدہ ۳، ۱؛ قوم عاد کی بت پرستی ۱؛ قوم عاد کی تاریخ ۳، ۲؛

قوم عاد کی تہمتیں ۲؛ قوم عاد کی فکر ۳؛ قوم عاد کے باطل خدا ۱، ۳، ۳

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داریاں ۷

مشرکین: ۱

ہود ﷺ: حضرت ہود (ع) اور جنون ۳; حضرت ہود (ع) اور قوم عاد ۵; حضرت ہود (ع) پر جنون کی تہمت ۲; حضرت ہود (ع) کا بیزاری کا اعلان ۵; حضرت ہود ﷺ کا شرک کے خلاف جہاد ۸; حضرت ہود (ع) کا قصہ ۵، ۶; حضرت ہود (ع) کا گواہ بنانا ۶; حضرت ہود ﷺ کے ارادہ کا محکم ہونا ۸

## آیت ۵۵

﴿مَنْ دُونَهُ فَكَيْدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظَرُونَ﴾

لہذا تم سب مل کر میرے ساتھ مکاری کرو اور مجھے مہلت نہ دو (۵۵)

۱۔ حضرت ہود (ع) نے اپنی قوم کے مشرکین کو اعلان کر کے بتادیا کہ وہ فقط خداوند متعال کی ذات کو کائنات میں مؤثر اور لائق عبادت سمجھتے ہیں۔ اِنّی بریء مما تشرکون من دونہ

(دونہ) کی ضمیر لفظ (اللہ) جو اس سے پہلے والی آیت میں ہے کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۲۔ حضرت ہود ﷺ نے قوم عاد کے تمام مشرکین اور ان کے خداؤں کو اپنے خلاف سازش اور جنگ کے لیے للکارا۔ فکیدونی جمیع

کیونکہ اس سے پہلی والی آیت میں مشرکین اور ان کے بتوں کے بارے میں گفتگو تھی تو لفظ (جمیعا) سے مراد، تمام مشرکین اور بت ہیں۔

۳۔ حضرت ہود ﷺ نے اپنی قوم کے مشرکین میں اعلان کیا کہ وہ مکاری اور سازش میں انہیں مہلت نہ دیں اور انہیں اپنے اندر سے نکال باہر کر دیں۔ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون

(انظار) کا معنی مہلت دینا ہے اور (لا تنظرون) کا معنی یہ ہوگا کہ مجھے مہلت نہ دو یہ کنایہ ہے کہ (مجھے ختم کر دو)۔

۳۔ بتوں کی عاجزی اور انسانوں کی زندگی میں ان کا بے اثر ہونا، نیز قوم عاد کی خداوند متعال کے ارادے کے سامنے بے بسی، وہ مقاصد ہیں جس کی وجہ سے حضرت ہود (ع) نے لوگوں کو مقابلہ اور اپنے خلاف سازش کے لیے بلایا۔ فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون

(کیدوا) (کید) مصدر سے فعل امر ہے (جو فریب دینے) کے معنی میں آتا ہے۔ مذکورہ بالا جملہ میں قرینہ مقامی کی وجہ سے امر سے مراد امر تعجیزی ہے یعنی مخاطب کے کام کو انجام دینے میں عاجز ہونے کو بتانے کے لیے اس سے کوئی چیز طلب کرنا۔

۵۔ قوم عاد اور ان کے خداؤں کا اپنے درمیان سے حضرت ہود علیہ السلام کے ہٹانے پر عاجز ہونا، ان کی رسالت کی حقانیت پر واضح دلیل اور نشانی ہے۔ فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون

"فا" "فکیدونی" میں نتیجہ کیلئے ہے اور ایک جملہ سے حاکمی ہے جو کہ مقرر ہے "ان نقول لا اعتريك..." کے قرینہ سے وہ جملہ یوں ہوگا "ان کا ن کما تقولون فکیدونی" اگر بتوں میں اتنا دم خم ہے تو تم ان کے ساتھ مل کر میرے مقابلے میں آجاؤ اور میرا کام تمام کر دو۔

۶۔ حضرت ہود علیہ السلام کا علی الاعلان بتوں سے بیزاری کا اظہار کرنا اور بتوں کا حضرت ہود علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکنا یہ اس بات کی دلیل تھی کہ قوم عاد کا حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں جو دعویٰ (حضرت ہود علیہ السلام کا بتوں کے ذریعے جنوں میں مبتلا ہو جانا) تھا اس میں کوئی حقیقت نہیں تھی۔ ان نقول الا اعتريك بعض الهتنا بسوء فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون

بت: بتوں کا عاجز ہونا ۶، ۵، ۳

بیزاری: باطل خداؤں سے بیزاری ۶

خدا: خداوند متعال کی خصوصیات ۱؛ مشیت الہی ۳

قوم عاد: تاریخ قوم عاد ۵، ۳؛ قوم عاد کا عاجز ہونا ۵، ۳؛ قوم عاد کا لکر ۳؛ قوم عاد کو دعوت ۲؛ قوم عاد کی سازش ۳؛ قوم عاد کے باطل خدا ۵؛ قوم عاد کے جھوٹ بولنے کے دلائل ۶

ہود (ع): حضرت ہود اور قوم عاد ۱، ۲، ۳؛ حضرت ہود (ع) پر جنوں کی تہمت ۶؛ حضرت ہود علیہ السلام کا شرک کے خلاف جہاد ۲؛ حضرت ہود کا عقیدہ ۱؛ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ۲، ۳؛ حضرت ہود کا لڑائی کے لیے بلانے کا فلسفہ ۳؛ حضرت ہود کا نظریہ کائنات ۱؛ حضرت ہود علیہ السلام کو مہلت ۳؛ حضرت ہود علیہ السلام کی بیزاری ۶؛ حضرت ہود علیہ السلام کی توحید انفعالی ۱؛ حضرت ہود علیہ السلام کی توحید عبادی ۱؛ حضرت ہود علیہ السلام کی حقانیت کے دلائل ۵؛ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت حق ۲؛ حضرت ہود علیہ السلام کے قتل کی سازش ۳

## آیت ۵۶

﴿إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

میرا اعتماد پروردگار پر ہے جو میرا اور تمہارا سب کا خدا ہے اور کوئی زمین پر چلنے والی ایسا نہیں ہے جس کی پیشانی اس کے قبضہ میں نہ ہو میرے پروردگار کا راستہ بالکل سیدھا ہے (۵۶)

۱۔ قوم عاد اس کوشش میں تھی کہ حضرت ہود علیہ السلام کو آزار و اذیت دیں اور اپنے درمیان سے انکو ختم کر دیں۔  
فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون إني توكلت على الله ربّي و ربكم

۲۔ حضرت ہود (ع) اپنے الہی توکل کی وجہ سے قوم عاد کے مکر و سازش کے خوف سے محفوظ ہونے پر مطمئن تھے۔  
فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون إني توكلت على الله

(إني توكلت...) کا جملہ معنی کنائی (فکیدونی جمیعاً...) کے لیے علت ہے وہ معنی کنائی یہ ہے کہ قوم عاد حضرت ہود علیہ السلام کو ضرر دینے سے عاجز تھی۔

۳۔ خداوند عالم، تمام انسانوں کا مالک و پروردگار اور ان کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ علی اللہ ربّي و ربكم  
۳۔ خداوند متعال کی معرفت اور اسکی عالمگیر ربوبیت، اسکی ذات پر توکل اور دشمنان دین سے خوف نہ کھانے کا موجب ہے۔ ثم لا تنظرون إني توكلت على الله ربّي و ربكم

اپنے توکل کو بیان کرنے کے بعد خداوند متعال کی ربوبیت کی توصیف (ربّي و ربكم) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خداوند متعال تمام مخلوقات کا رب ہے اور وہ سزاوار ہے کہ اس پر توکل کیا جائے۔

۵۔ حضرت ہود، ؑ اِبلّٰغ رسالت الہی میں مصمم تھے اور اس راستے میں ہر مشکل و اذیت کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ تھے۔ فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون اِنّی توکلت علی اللہ ربّی و ربکم

۶۔ مبلغین دین کو چاہیے کہ وہ خدا پر توکل اور امور کو خداوند عالم کے سپرد کرتے ہوئے دین کے دشمنوں سے خوف نہ کھائیں اور اپنی ذمہ داری کو بھرپور انداز سے انجام دیں۔ فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون اِنّی توکلت علی اللہ ربّی و ربکم

۷۔ تمام مخلوقات پر خداوند متعال کی حاکمیت کا اعتقاد اور اسے تمام انسانوں کا رب سمجھنا انسان میں اس پر توکل کا انگیزہ پیدا کرتا ہے۔ اِنّی توکلت علی اللہ ربّی و ربکم ما من دابة الا هو ء اخذ بناصيته

۸۔ تمام زندہ مخلوقات، فرمان اور حاکمیت الہی کے ماتحت ہیں۔ ما من دابة الا هو ء اخذ بناصيته

(ناصیۃ) سر کی پیشانی کو کہا جاتا ہے کبھی پیشانی کے اوپر والے بالوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ سر کے آگے والے حصے اور بالوں کو پکڑنا یہ اسکی حاکمیت اور تسلط سے کنایہ ہے۔

۹۔ کوئی بھی جاندار شے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان، اسے تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کسی دوسرے کو ضرر پہنچانے پر قادر نہیں ہے۔ ثم لا تنظرون اِنّی توکلت علی اللہ ... ما من دابة الا هو ء اخذ بناصيته

حضرت ہود(ع) کے مقابلہ طلب کرنے اور خداوند عالم پر توکل رکھنے کے بعد خداوند عالم کا تمام جانداروں پر اپنی حاکمیت کو بیان کرنا یہ معنی دیتا ہے کہ تمام اشیاء مرضی خدا کے تابع ہیں اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی بھی جاندار (بے جان بت تو درکنار) کسی کو بھی ضرر و تکلیف پہنچانے پر قادر نہیں ہے۔

۱۰۔ خداوند متعال کی عالمگیر ربوبیت اور تمام جانداروں پر تسلط اور ذات الہیہ پر توکل رکھنا حضرت ہود(ع) کی تعلیمات میں سے تھیں۔ اِنّی توکلت علی اللہ ربّی و ربکم ما من دابة الا هو ء اخذ بناصيته

۱۱۔ افعال خداوندی اور اسکی تدبیر، حکمت کی بنیاد اور صحیح راستے پر ہے۔ اِنّ ربّی علی صراط مستقیم

۱۲۔ انبیاء کے دشمنوں کے مقابلہ میں خداوند عالم کی اپنے انبیاء کی حمایت کرنا اسکی ربوبیت کے تقاضوں میں سے اور اپنے کاموں کو حکمت و صحیح بنیادوں پر قرار دینے میں سے ہے۔ اِنّی توکلت علی اللہ ربّی و ربکم ... اِنّ ربّی علی صراط مستقیم



( اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ ... ) کا جملہ خداوند متعال کی حضرت ہود ؑ کی حمایت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ( اِن رَّبِّیْ ... ) کا جملہ اس معنی کی علت ہے۔ اس صورت میں خداوند متعال کے صحیح و سیدھے کاموں کا ہونا یہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ہود ؑ کی دشمنوں کے مقابلے میں حمایت کی جائے۔

۱۳۔ خداوند متعال، مومنین اور جو اس پر توکل کرتے ہیں ان کا حامی اور مددگار ہے۔

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلٰی اللّٰہِ ... اِن رَّبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

۱۴۔ "عن علی ابن ابی طالب (ع) فی قوله ( اِن رَّبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ) یعنی انه علی حق یجزی بالاحسان إحساناً

و بالسَّیِّئِ سَئِئاً ویعفو عمن یشاء و یغفر سبحانہ و تعالیٰ (۱)

خداوند عالم کے اس قول (اِن رَّبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ) کے بارے میں امیر المومنین (ع) سے روایت ہے کہ اس آیت شریفہ کا معنی یہ ہے کہ پروردگار، حق کے راستے پر ہے۔ نیکی کی جزائیں اور بدی کی سزا بدی دیتا ہے اور وہ ذات پاک و بلند مرتبہ ہے اور جسکو معاف کرنا چاہے تو اسکو بخش دیتا ہے۔

اطمینان: اطمینان کے عوامل ۲

انبیاء: انبیا علیہم السلام کی حمایت ۱۲

انسان: انسانوں کا پروردگار ۳؛ انسانوں کا مالک ۳؛ انسانوں کا مدبر ۳

ایمان: ایمان کے آثار ۴؛ خدا کی حاکمیت پر ایمان ۴

تبلیغ: تبلیغ کی روش ۶؛ تبلیغ میں توکل ۶؛ تبلیغ میں مصمم ہونا ۶

توحید: توحید ربوبی ۸

توکل: خدا پر توکل ۴، ۶، ۳؛ خدا پر توکل کی اہمیت ۱۰؛ خدا پر توکل کے آثار ۲

جانداران: جانداروں کا حاکم ۴؛ جانداروں کا عاجز ہونا ۹؛ جانداروں کی حرکت ۸

خدا کا حمایت کرنا: افعال خداوندی ۱۱؛ افعال الہی کی خصوصیات ۱۲؛ حاکمیت خدا ۸، ۹، ۱۰؛ حکمت الہی ۱۱؛ حکمت

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۱۵۱، ج ۴۲؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۳۷۴، ج ۱۵۰۔

الہی کے آثار ۱۲؛ حمایت خدا ۱۲؛ خدا کی معرفت کے آثار ۳؛ خدا کے مختصات ۸، ۹؛ ربوبیت الہی ۳، ۱۰، ۱۱؛ ربوبیت خدا کی معرفت کے آثار ۳؛ ربوبیت خدا کے آثار ۱۲؛ عدالت الہی ۱۳؛ مالکیت الہی ۳؛ مشیت الہی کے آثار ۹

روایت: ۱۳

صراط مستقیم: صراط مستقیم سے مراد ۱۳

قوم عاد: قوم عاد کی اذیت ۱؛ قوم عاد کی تاریخ ۱؛ قوم عاد کی سازش ۲

کائنات کی معرفت: توحیدی کائنات کی معرفت ۸

مؤمنین: مؤمنین کے حامی ۱۳

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۶

متوکلین: متوکلین کے حامی ۱۳

ہود ؑ: اذیت ہود ؑ ۱؛ استقامت ہود ؑ ۵؛ تعلیمات حضرت ہود ؑ ۱۰؛ حضرت ہود ؑ کا اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا ۵؛ حضرت ہود ؑ کا عقیدہ ۲؛ حضرت ہود (ع) کی قاطعیت ۵؛ حضرت ہود ؑ کی قتل کی سازش ۱؛ حفاظت ہود ؑ ۲؛ ہود ؑ کا توکل ۲

## آیت ۵۷

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيزٌ﴾

اس کے بعد بھی انحراف کرو تو میں نے خدائی پیغام کو پہنچا دیا ہے اب خدا تمہاری جگہ پر دوسری قوموں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہو بیشک میرا پروردگار ہر شے کا نگران ہے (۵۷)

۱۔ حضرت ہود ؑ کی ذمہ داری تھی کہ قوم عاد کو خدا کا پیغام پہنچائیں۔ فقد ابلاغتکم ما اُرسلت به إليکم

۲۔ حضرت ہود ؑ، نے خدا کے پیغامات کو لوگوں تک پہنچایا اور اپنی ذمہ داری کو باخوبی انجام دیا۔ فقد ابلاغتکم ما اُرسلت به إليکم

۳۔ حضرت ہود ؑ، خدا کے پیغامات کو پہنچانے اور لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے بعد انکی روگردانی کا خود کو ذمہ دار نہیں سمجھتے تھے۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ

یہ بات واضح ہے کہ (فقد أبلغتكم ...) کا جملہ (فإن تولّوا ...) کی شرط کا جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت ہود علیہ السلام نے ابلاغ رسالت کی، خواہ لوگ ایمان لائیں یا منہ پھیر لیں بلکہ وہ جملہ جواب کا سبب اور اسکا جانشین ہو سکتا ہے یعنی اگر تم لوگوں نے منہ پھیر لیا تو میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے اسکی سزا مجھ پر نہیں ہے کیونکہ وہ جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اسکو میں تمہیں پہنچا چکا ہوں۔

۳۔ مبلغین دین کی ذمہ داری، حقائق کا ابلاغ اور معارف دین کو لوگوں تک پہنچانا ہے نہ اسکو قبول کرنے پر آمادہ کرنا۔  
فإن تولّوا فقد أبلغتكم ما أرسلت به إليكم

۵۔ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد کو اس سے خوف دلایا کہ تم لوگوں میں سے کفار کو تباہ کرنے کے بعد ان کی جگہ دوسری اقوام کو بسایا جائے گا۔ فإن تولّوا ... و يستخلف ربّي قوماً غيركم

(استخلاف) کا معنی جانشین بنانا اور نائب قرار دینا ہے۔ یہ معنی قوم عاد کو نابود کرنے کو مستلزم ہے۔

۶۔ انبیا علیہم السلام کے مخالفین اور حقائق و معارف الہی سے منہ موڑنے والے، نابودی کے دہانے اور عذاب الہی کے خطرے میں ہیں۔ فإن تولّوا ... يستخلف ربّي قوماً غيركم

۷۔ کفار کو نابود کرنے کے بعد صالح اور موحد اقوام کو پیدا کرنا، خداوند عالم کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔  
و يستخلف ربّي قوماً غيركم

یہ بات واضح ہے جو نابود ہونے والی قوم کی جگہ لے گی وہ خود اسی قوم سے نہیں ہوگی لہذا کلمہ (غیر کم) دلالت کرتا ہے کہ اس قوم کا عقیدہ اور مقصود میں پہلی قوم سے اختلاف ہے اسی وجہ سے (غیر کم) کی تفسیر صالح اور موحد ہونا کی گئی ہے۔

۸۔ شرک کرنا اور پیغمبروں کی نصیحتوں اور تعلیمات کی مخالفت کرنا، معاشرے کو نابود کرنے کے اہم اسباب ہیں اور یہ چیزیں تاریخ میں تحول و تبدیلی کا موجب بنتی ہیں۔ فإن تولّوا ... يستخلف ربّي قوماً غيركم

۹۔ لوگوں کا دین اور معارف الہی سے منہ پھیرنا، خداوند متعال کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ فإن تولّوا ... و لا تضرّونه شیئ  
مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہو سکتی ہے جب ہم (لا تضرّونه) کو (فإن تولّوا) کی شرط کا جواب قرار دیں یہ بات قابل ذکر ہے کہ (تضرّون) کو (قد أبلغتكم) جو ماضی ہے اس

پر عطف کیا گیا ہے جسکی وجہ سے وہ مجزوم نہیں ہوا۔

۱۰۔ کافروں کو عذاب الہی سے ہلاک کرنے سے خداوند متعال کو کوئی ضرر نہیں ہوتا۔

و يستخلف ربّي قوماً غيركم و لا تضرونه شیئ

جب ہم جملہ (لا تضرونہ) کو جملہ (يستخلف ربّي...) کے ساتھ ارتباط دیں گے تو مذکورہ بالا تفسیر حاصل ہوگی یعنی تمہاری نابودی خداوند متعال کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتی۔

۱۱۔ کافروں پر عذاب الہی کا نازل ہونا ان کا عذاب کے مستحق ہونے کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ ان کا وجود، خداوند عزوجل کو ضرر و زیاں دیتا ہے۔ و يستخلف ربّي قوماً غيركم و لا تضرونه شیئ

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہے جب ہم (لا تضرونہ...) کے جملے کو حال قرار دیں تب جملہ (يستخلف ربّي...) کا یہ معنی ہوگا درحالیکہ کوئی ضرر و زیاں خدا کو نہیں پہنچتا پھر بھی وہ تمہیں عذاب کرے گا۔ اور اس سے یہ مطلب بھی حاصل ہوتا ہے کہ کفار عذاب کے مستحق تھے نہ یہ کہ ان کا وجود، خداوند متعال کے لیے موجب ضرر و زیاں تھا۔

۱۲۔ خداوند متعال تمام مخلوقات پر دقیق نظر رکھنے والا اور مکمل آگاہی کے ساتھ حفاظت کرنے والا ہے۔

إن ربّي علی کل شیء حفیظ

۱۳۔ خداوند متعال کا تمام مخلوقات کا مالک اور مربی ہونا، یہ ان مخلوقات پر اسکی دقیق نظر اور حفاظت کامل کا لازمہ ہے۔

إن ربّي علی کل شیء حفیظ

۱۴۔ قوم عاد کے کفار کا کردار اور ان کا انجام، خداوند متعال کے نزدیک دقیق جہان بینی کے ساتھ تھا۔

إن ربّي علی کل شیء حفیظ

۱۵۔ خداوند متعال کی وسیع تر آگاہی اور تمام چیزوں پر دقیق نظر رکھنا، دلیل ہے کہ خداوند متعال کو ضرر دینے میں یہ سب

عاجز ہیں۔ و لا تضرونه شیئاً إن ربّي علی کل شیء حفیظ

(إن ربّي...) کا جملہ (لا تضرونہ شیئاً) کے جملے کے لیے علت ہے۔

اسماء و صفات: حفیظ: ۱۲

اقوام: اقوام صالح کپیدائش ۷؛ اقوام کی جانشینی ۷؛ اقوام مؤحد کا پیدا ہونا ۷

انبیاء: انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے آثار ۸؛ مخالفین انبیاء کا عذاب ۶

انسان: انسانوں کے عاجز ہونے کے دلائل ۱۵

تاریخ: تاریخ میں تحولات و تبدیلی کے مؤثر عوامل ۸

خدا: خدا کا حساب رکھنا ۱۲؛ خدا کا سلطہ ۱۲؛ خدا کا علم ۱۲؛ خدا کا علمی احاطہ ۱۵؛ خدا کو ضرر دینا ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۵؛ خدا کی

ربوبیت ۱۳؛ خدا کی ربوبیت کی نشانیاں ۴؛ خدا کی مالکیت ۱۳؛ خدا کی محافظت ۱۲، ۱۵

دین: تبلیغ دین کی اہمیت ۳؛ دین سے منہ موڑنے کے آثار ۶؛ دین سے منہ موڑنے کے نقصان ۹؛ دین سے منہ موڑنے والوں

کا عذاب ۶؛ دین میں جبر کی نفی ۳

شرک: شرک کے آثار ۸

عذاب: اہل عذاب ۱۱؛ عذاب کے اسباب ۱۱

عمل: عمل کی ذمہ داری ۳

قوم عاد: قوم عاد پر اتمام حجت ۳؛ قوم عاد کا عمل ۱۲؛ قوم عاد کا کیفر و کردار ۱۳؛ قوم عاد کو ڈرانا ۵؛ قوم عاد کی تاریخ ۵؛ قوم عاد کی

جانشینی ۵؛ قوم عاد کی ہلاکت ۵؛ قوم عاد کے کفار ۵

کافرین: کافروں کا عذاب ۱۰، ۱۱؛ کافروں کی ہلاکت ۱۰

معاشرہ: معاشرے میں ضرر کی پہچان ۸؛ معاشروں کی نابودی کے عوامل ۸

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری کا دائرہ کار ۳

موجودات: موجودات کا مالک ۱۳؛ موجودات کا مربی ۱۳؛ موجودات کی حفاظت ۱۳

ہود: حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد ۱، ۳؛ حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی ذمہ داری نبھانا ۲؛ حضرت ہود علیہ السلام کا خبردار کرنا ۵؛ حضرت

ہود علیہ السلام کی اتمام حجت ۳؛ حضرت ہود علیہ السلام کی تبلیغ ۱، ۲، ۳؛ حضرت ہود علیہ السلام کی رسالت ۱، ۲؛ حضرت ہود علیہ السلام کی فکر ۳

## آیت ۵۸

﴿وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ﴾

اور جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے ہود اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور انہیں سخت عذاب سے نجات دے دی (۵۸)

۱۔ قوم عاد کے افراد، حضرت ہود ؑ کی رسالت پر ایمان نہ لائے بلکہ اپنے شرک و کفر پر باقی رہے۔  
فان تولّوا ... يستخلف ربی قوماً غیر کم ... و لما جاء امرنا نجینا هودا

۲۔ خداوند متعال نے قوم عاد کے کفر و شرک پر اصرار کے سبب سخت اور مہلک عذاب ان پر نازل کیا۔  
و لما جاء امرنا ... و نجینا هم من عذاب غلیظ

(أمر) سے مراد وہ عذاب ہے جو قوم عاد پر نازل ہوا، ایک احتمال کی بناء پر پہلی آیت میں (عذاب غلیظ) سے مراد دنیا کا عذاب ہے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ڈرانے والا (ہلاک کرنے والا) عذاب، قوم عاد پر نازل ہوا تھا۔

۳۔ کائنات ہستی میں فرمان الہی، بغیر کسی کمی و بیشی کے متحقق ہوتا ہے۔ و لما جا امرنا

عذاب کو (أمر) سے تعبیر کرنا کہ جس کا معنی حکم ہے ممکن ہے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہو کہ وہ چیز جس کے تحقق کا خدا حکم دیتا ہے بغیر کسی کمی و بیشی کے بعینہ انجام پذیر ہوتی ہے۔ گویا کہ فرمان الہی کا مورد یہی فرمان تھا۔

۳۔ قوم عاد کے کچھ لوگوں نے توحید الہی کو قبول کیا اور حضرت ہود ؑ کی رسالت پر ایمان لائے۔  
و الذین ء امنوا معه

۵۔ خداوند متعال نے حضرت ہود ؑ اور ان کے پیروکاروں کو قوم عاد پر نازل شدہ عذاب سے نجات عطا کی۔  
و لما جاء امرنا نجینا هودا و الذین ء امنوا معه

۶۔ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کا نازل شدہ عذاب سے نجات حاصل کرنا ان پر، خداوند متعال کی رحمت کا ایک جلوہ تھا۔ نَجِّينَا هودا و الذين ء امنوا معه برحمة مِّنَّا

(برحمتہ) کا لفظ (نَجِّينَا) کے فعل سے متعلق ہے۔

۷۔ صاحبان ایمان ہی رحمت الہی کے مستحق ہیں۔ نَجِّينَا هودا و الذين ء امنوا معه برحمة مِّنَّا

۸۔ خداوند متعال، ہلاک کرنے والے عذاب کو نازل کرنے سے پہلے، مومنین اور صالحین کو اس ہلاکت سے نجات عطا فرماتا ہے تاکہ وہ اس عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ و لما جاءنا امرنا نَجِّينَا هودا و الذين ء امنوا معه

۹۔ قوم عاد کے کفار، دنیاوی عذاب کے علاوہ اخروی عذاب میں بھی گرفتار ہوں گے۔ و نَجِّينَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ  
مذکورہ تفسیر اس صورت میں ہے کہ جب جملہ "و نَجِّينَا هُمْ مِنْ عَذَابٍ" میں (عذاب) سے مراد آخرت کا عذاب مراد لیا جائے۔  
۱۰۔ خداوند متعال نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو آخرت کے عذاب میں گرفتار ہونے سے نجات عطا فرمائی۔ و نَجِّينَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ

یہ حکمی اس صورت میں ہے کہ (عذاب غلیظ) سے مراد آخرت کا عذاب ہو تو (نَجِّينَا) کا فعل ماضی لانے کا مقصد اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ قوم عاد پر مہلک عذاب نازل ہونے کے بعد بھی حضرت ہود (ع) کے مومنین اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے اور آخرت کے عذاب کے مستحق نہیں ہوئے۔

۱۱۔ آخرت کا عذاب، سخت اور ہلاک کرنے والا ہے۔ و نَجِّينَا هُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ

۱۲۔ "عن ابی عبد اللہ (ع) قال : لما بعث الله عزوجل هوداً سلم له العقب من ولد سام و ا ملاً اخرون ... فأهلكو بالريح العقيم ..."<sup>(۱)</sup>

امام صادق (ع) سے روایت ہے آپ (ع) نے فرمایا کہ جب خداوند متعال نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو حضرت سام کی باقی ماندہ اولاد انکی طرف متوجہ ہوئی۔ لیکن دوسرے لوگ ...، بادِ عقیم (عذاب دینے والی ہوا) سے ہلاک ہو گئے ...  
خدا: اوامر الہی کا حتمی ہونا ۳؛ حاکمیت خدا ۳؛ خدا کا نجات دینا ۵، ۸، ۱۰؛ خدا کی رحمت کی نشانیاں ۶؛ خدا کی سنشیں ۸؛ خدا کے عذاب ۲؛ رحمت الہی ۷

(۱) اکمال الدین، ج ۱، ص ۱۳۶، ح ۵، ب ۲۔ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۳، ح ۱۷۱۔

رحمت: رحمت کے شامل حال افراد ۷، ۶

روایت: ۱۲

شرک: شرک پر مصر رہنے کے آثار ۲

صالحین: صالحین کی نجات ۸

عذاب: اہل عذاب ۹; سخت عذاب ۲; عذاب آخرت سے نجات ۱۰; عذاب اخروی کے درجات ۱۱; عذاب سے نجات ۵، ۸; عذاب کے اسباب ۲

قوم عاد: قوم عاد کا شرک پر اصرار ۱، ۲; قوم عاد کا کفر پر اصرار ۲، ۱; قوم عاد کی تاریخ ۱، ۲; قوم عاد کی ہٹ دھرمی ۱; قوم عاد کے آخرت کا بہت

عذاب ۹; قوم عاد کے دنیا کا عذاب ۹; قوم عاد کے کفار ۹; قوم عاد کے معاشرتی گروہ ۳; قوم عاد کے مؤحدین ۳; قوم عاد کے مؤمنین ۳

کفار: ۱/۱/ کفر: کفر پر اصرار کے آثار ۲

مشرکین: ۱

مؤمنین: مؤمنین کی نجات ۸; مؤمنین کے فضائل ۷

ہود علیہ السلام: حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لانے والے ۱۲، ۳; حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلانے والے ۱; حضرت ہود علیہ السلام کے پیروکاروں کی نجات ۱۰، ۶، ۵; حضرت ہود علیہ السلام کی نجات ۱۰، ۶، ۵; حضرت ہود علیہ السلام ۱۰، ۵

## آیت ۵۹

﴿وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ﴾

یہ قوم عاد ہے جس نے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ظالم و سرکش کا اتباع کر لیا (۵۹)

۱۔ قوم عاد کے پاس توحید ربوبی کو درک کرنے کیلئے آیات اور نشانیاں تھیں۔

و تلك عاد جحدوا بآيات ربهم

۲۔ قوم عاد کی مسلم اکثریت نے آیات الہی اور ربوبیت خداوندی کی نشانیوں کا انکار کیا۔ و تلك عاد جحدوا بآيات ربهم



عاد کی امت میں سے چند لوگ ایمان لائے تھے۔ لیکن خداوند متعال نے آیات کے انکار اور پیغمبروں کی مخالفت کی نسبت تمام قوم کی طرف دی تاکہ اس نکتے کی طرف اشارہ کرے کہ ان کی مسلم اکثریت کفر اختیار کرنے پر مصر تھی اور ان کے مقابلے میں مومنین بہت ہی کم تھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ فعل (محمد) حرف "با" کے ساتھ متعدی ہوا ہے اور کفر کا معنی اس میں پایا جاتا ہے یعنی کفر سے بھرا ہونا کے معنی میں ہے۔

۳۔ حضرت ہود ؑ نے قوم عاد کو خداوند عالم کی ربوبیت کے اثبات کے لیے کئی معجزات دکھائے۔  
و تلك عاد جحدوا بأيات ربهم

۳۔ خداوند متعال نے قوم عاد کی پوری تاریخی زندگی میں بہت سے انبیاء ؑ کو ان کی ہدایت کے لیے بھیجا۔  
و تلك عاد ... و عصوا رسله

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہے کہ (رسل) رسول کی جمع ہے۔

۵۔ قوم عاد کی اکثریت نے انبیاء الہی کی مخالفت کی اور انکی رسالت اور ان کے احکام سے روگردانی کی۔  
و تلك عاد ... و عصوا رسله

۶۔ کسی ایک رسول کی مخالفت، تمام انبیاء ؑ کی مخالفت کے برابر ہے۔ و تلك عاد ... و عصوا رسله

بعض شواہد کی بناء پر کہا گیا ہے کہ قوم عاد سوائے حضرت ہود (ع) کے کوئی پیغمبر نہیں رکھتے تھے۔ پس جو آیت میں لفظ (رسل) جمع کا صیغہ ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگرچہ قوم عاد نے ایک نبی کی مخالفت کی ہے لیکن اسکی مخالفت تمام انبیاء ؑ کی مخالفت کے برابر ہے۔ کیونکہ وہ ایک بات اور ایک ہی مقصد رکھتے ہیں اور وہ توحید اور اس کے فروع کی تبلیغ ہے۔

۷۔ قوم عاد، تکبر اور سرکش سرداروں پر مشتمل تھی اور لوگ انہیں کے پیروکار تھے۔ و اتبعوا امر کل جبار عنید

۸۔ قوم عاد کے لوگ، اپنے سرداروں کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے آیات الہی کا انکار اور انبیاء ؑ کی مخالفت کرتے تھے۔ و تلك عاد جحدوا بأيات ربهم و عصوا رسله و اتبعوا امر کل جبار عنید

۹۔ قوم عاد پر ایک ظالمانہ اور استبدادی نظام، حاکم تھا۔ و اتبعوا امر کل جبار عنید

۱۰۔ حضرت ہود ؑ کی تعلیمات، قوم عاد کے سرکش اور جبار سرداروں کے منافع کے خلاف تھیں۔  
و اتبعوا امر کل جبار عنید

۱۱۔ متکبرین اور حق کے منکر سرکش لوگوں کا عوام پر تسلط، پیغمبروں کی کامیابی کے لیے مانع تھا۔  
و تلك عاد جحدوا بأيات ربهم ... و اتبعوا امر كل جبار عنيد

۱۲۔ متکبرین اور حق کے منکر سرکش افراد کی پیروی کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ و اتبعوا امر كل جبار عنيد

۱۳۔ قوم عاد کے سرداروں کی لجاجت، سرکشی اور تکبر، حضرت ہود علیہ السلام کی رسالت سے انکار اور انکی تعلیمات کو قبول نہ کرنے کے اسباب تھے۔ و تلك عاد جحدوا بأيات ربهم و عصوا رسله و اتبعوا امر كل جبار عنيد

۱۴۔ ربوبیت الہی کو قبول نہ کرنا اور پیغمبروں اور ان کے کاموں کی مخالفت کرنا، ظالموں کی حکومت اور طاغوتی نظام کا پیش خیمہ ہے۔ و تلك عاد جحدوا بأيات ربهم ... و اتبعوا امر كل جبار عنيد

مذکورہ بالا تفسیر اس احتمال کی بنیاد پر ہے کہ جب (اتبعوا) کے جملے کا سابقہ جملات پر ترتیب ذکر ہے، ترتیب خارجی سے حکایت ہو۔

۱۵۔ ربوبیت الہی کا قبول کرنا اور پیغمبروں کے احکامات پر عمل کرنا، ظالموں اور ستم گروں کی حاکمیت اور سلطنت کے لیے رکاوٹ ہیں۔ و تلك عاد جحدوا بأيات ربهم ... و اتبعوا امر كل جبار عنيد

۱۶۔ وہ لوگ جو ربوبیت الہی کا انکار اور پیغمبروں کی مخالفت نیز ستمگروں کی پیروی کرتے ہیں، وہ دنیاوی عذاب میں گرفتار ہونے والے ہیں۔ و لما جاء امرنا ... و تلك عاد جحدوا بأيات ربهم ... و اتبعوا امر كل جبار عنيد

۱۷۔ ربوبیت الہی سے انکار، پیغمبروں کی مخالفت اور ان کے احکامات سے منکر ہونا نیز ستمگروں اور ظالموں کی پیروی کرنا، قیامت میں سخت ترین عذاب کا موجب بنتا ہے۔ و نجينا هم من عذاب غليظ و تلك عاد جحدوا ... و اتبعوا امر كل جبار عنيد

اس آیت کریمہ میں قوم عاد کے ان گناہوں کو بیان کیا گیا ہے جو ان کے لیے عذاب دنیاوی و اخروی کا سبب بنے ہیں۔  
آیات خداوندی: آیات خداوندی کو جھٹلانے والے ۸، ۲

انبیاء علیہ السلام: انبیاء علیہ السلام کی مخالفت کے آثار ۱۴، ۱۳؛ انبیاء علیہ السلام کے ساتھ مخالفت ۶؛ انبیاء علیہ السلام کے مخالفین ۵؛ انبیاء علیہ السلام کے مخالفین پر دنیاوی عذاب ۱۶؛ انبیاء علیہ السلام کے مخالفین کی پیروی ۸؛ انبیاء علیہ السلام کے ہدف میں کامیابی کے موانع ۱۱  
ایمان: ایمان کے آثار ۱۵؛ ربوبیت خداوندی پر ایمان ۱۵

تکبر: تکبر کے آثار ۱۳

حکومت: ظالم حکومت کے اسباب ۱۳

خدا: ربوبیت خداوندی کی تکذیب کے آثار ۱۳، ۱۴؛ ربوبیت خداوندی کے دلائل ۳

خدا کے رسول: ۳

ربوبیت خدا: ربوبیت خداوندی کو جھٹلانے والے ۲؛ ربوبیت خداوندی کے جھٹلانے والوں کو دنیاوی عذاب ۱۶

ظالمین: ظالموں کی حکومت کے موانع ۱۵؛ ظالمین کی پیروی کے آثار ۱۴؛ ظالمین کی حاکمیت کا سبب ۱۳

ظلم: ظلم کے آثار ۱۴

عذاب: اہل عذاب ۱۶؛ عذاب آخرت کے اسباب ۱۴؛ عذاب کے مراتب ۱۴

قوم عاد: قوم عاد اور آیات الہی ۱، ۲، ۸؛ قوم عاد اور توحید الہی ۱؛ قوم عاد اور ربوبیت خداوندی ۲؛ قوم عاد کا پیغمبر ۳؛ قوم

عاد کا گناہ ۵؛ قوم عاد کا کفر ۲؛ قوم عاد، کی اکثریت ۲، ۵؛ قوم عاد کی تاریخ ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۳؛ قوم عاد کی سرگرمیاں ۷؛ قوم

عاد کی سیاسی سرگرمیاں ۹؛ قوم عاد کی ظالمانہ حکومت ۹؛ قوم عاد کی مخالفت ۷، ۵؛ قوم عاد کے حاکموں کا تکبر ۱۳؛ قوم عاد کے

حکام کا گناہ ۱۳؛ قوم عاد کے معاشرہ میں درجہ بندی ۷، ۸؛ قوم عاد کے معصیت کار ۷؛ قوم عاد کے متکبرین ۷

متکبرین: متکبرین کی پیروی سے اجتناب ۱۲؛ متکبرین کے تسلط کے آثار ۱۱

نافرمانی: انبیاء کی نافرمانی ۵؛ نافرمانی کے آثار ۱۳، ۱۴

نافرمان: ۵

نافرمانوں کی پیروی سے اجتناب ۱۲؛ نافرمانوں کی پیروی کرنے والوں پر دنیاوی عذاب ۱۶؛ نافرمانوں کی حکومت کے موانع

۱۵

ہود علیہ السلام: ہود علیہ السلام کو جھٹلانے کے اسباب ۱۳؛ ہود علیہ السلام کی تعلیمات ۱۰؛ ہود علیہ السلام کی ظلم کے ساتھ مخالفت ۱۰؛ ہود علیہ السلام

کے متعدد معجزات ۳

## آیت ۶۰

﴿وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ﴾

اور اس دنیا میں بھی اور قیامت میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ عاد نے اپنے پروردگار کا کفر کیا تو اب ہود کی قوم عاد کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے (۶۰)

۱۔ قوم عاد کے افراد دنیا میں لعنت خداوندی کے مستحق ہوئے اور آخرت میں بھی اسکی رحمت سے محروم ہوں گے۔  
و اتبعوا فی هذه الدنيا لعنة و يوم القيامة

۲۔ قوم عاد نے ربوبیت خداوندی کا انکار کیا اور اس کے احکام کی نافرمانی کی۔ الا ان عادا کفروا ربهم  
کیونکہ لفظ (ربهم) فعل (کفروا) کے لیے حرف باء کے واسطے کے بغیر مفعول واقع ہوا ہے تو یہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ لفظ (کفروا) میں نافرمانی کا معنی پایا جاتا ہے۔ تو یوں معنی کریں گے (عصوا ربهم کافرین بہ)  
۳۔ ربوبیت خداوندی سے انکار اور اس کے پیغمبروں کے احکامات کی نافرمانی، خدا کی لعنت اور اسکی رحمت سے دوری کا موجب ہے۔ و اتبعوا فی هذه الدنيا لعنة و يوم القيامة الا ان عادا کفروا ربهم

۳۔ ظالموں اور ستمگروں کی پیروی، دنیا و آخرت میں رحمت الہی سے دوری کا سبب بنتی ہے۔  
و اتبعوا امر کل جبار عنید و اتبعوا فی هذه الدنيا لعنة و يوم القيامة

۵۔ قوم عاد، خدا اور انبیاء کی نافرمانی اور کفر کے سبب، رحمت الہی سے دوری اور ہلاکت کے مستحق ٹھہری۔  
الا بعدا لعاد قوم هود

(بعداً) (ہلاک ہونا یا دور ہونا) یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف (لیبعد) کے لیے۔ یعنی عبارت یوں ہے۔ الا لیبعد قوم عاد بعداً کیونکہ قوم

عاد ہلاک ہوئی اور رحمت الہی سے محروم ٹھہری تو ممکن ہے یہ کہا جائے کہ عذاب سے یہاں مراد عذاب آخرت ہو اور رحمت الہی سے دوری بھی آخرت میں ہو۔ اور احتمال ہے کہ (الابعداً) سے مراد جس طرح زنجیری نے کہا ہے رحمت سے دوری اور ہلاکت کا مستحق ہونا ہو یعنی (قوم عاد) رحمت الہی سے دور اور ہلاکت کی مستحق ٹھہری جان لیں کہ وہ ایسی سزا اور عذاب کے مستحق تھی۔

۶۔ قوم عاد میں سے فقط جو حضرت ہود علیہ السلام کے ہم عصر افراد رحمت الہی سے محروم اور عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔  
الا بُعْداً لَعَادِ قَوْمِ هُودٍ

(قوم ہود) لفظ (عاد) کے لیے عطف بیان ہے کیونکہ قوم عاد، حضرت ہود علیہ السلام سے پہلے موجود تھی اور حضرت علیہ السلام کے بعد بھی یہ قوم موجود تھی۔ لہذا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ لفظ (عاد) سے (قوم ہود) کی وضاحت اور تو ضیح بیان کرنے کا مقصد مندرجہ بالا مفہوم کو بیان کرنا ہے۔

خدا: خدا کی ربوبیت کو جھٹلانے کے آثار ۳؛ لعنت الہی کے اسباب ۳

ربوبیت خدا: ربوبیت خداوند کو جھٹلانے والے ۲

رحمت: آخرت کی رحمت سے محرومیت ۳؛ آخرت میں رحمت الہی سے محرومین ۱، ۶، ۵؛ دنیا کی رحمت سے محرومیت

۳؛ رحمت الہی سے محروم ہونے کے اسباب ۳

طاغوت: طاغوت کی اطاعت کے آثار ۳

عذاب: اہل عذاب ۶

قوم عاد: قوم عاد پر عذاب ۶؛ قوم عاد پر لعنت ۱؛ قوم عاد کا کفر ۵؛ قوم عاد کی آخرت میں محرومیت ۱؛ قوم عاد کی تاریخ ۶؛ قوم

عاد کی محرومیت کے اسباب ۵؛ قوم عاد کی نافرمانی ۵، ۲؛ قوم عاد کی ہلاکت کے اسباب ۵؛ قوم عاد کے محروم لوگ ۶

کافرین: ۵

کفر: کفر کے آثار ۵

لعنت: لعنت کے مستحق ۱

نافرمانی: انبیاء علیہم السلام کی نافرمانی کے آثار ۵، ۳؛ خدا کی نافرمانی کے آثار ۵، ۲؛ نافرمان لوگ: ۵، ۲

نافرمان لوگوں کی پیروی کے آثار ۳

## آیت ۶۱

﴿وَالِی ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَيْرُهُ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ﴾

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اور انھوں نے کہا کہ اے قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اس میں آباد کیا ہے اب اس سے استغفار کرو اور اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ کہ میرا پروردگار قریب تر اور دعائوں کا قبول کرنے والا ہے (۶۱)

۱۔ حضرت صالح علیہ السلام، خداوند متعال کے پیغمبروں اور رسل میں سے تھے۔ و لقد ارسلنا ... و الی ثمود اخاهم صالح (الی ثمود) کا (الی قوم) پر عطف اور (اخاہم) کا عطف لفظ (نوحاً) پر ہے جو آیت نمبر ۲۵ میں ذکر ہوا ہے۔  
لقد ارسلنا الی ثمود اخاهم صالح

۲۔ حضرت صالح علیہ السلام کی رسالت، قوم ثمود تک محدود تھی۔ و الی ثمود اخاهم صالح

۳۔ حضرت صالح (ع)، قوم ثمود سے رشتہ داری رکھتے تھے۔ و الی ثمود اخاهم صالح

اس بات کی وضاحت کرنا، کہ حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کے بھائی تھے اس لیے ہو سکتا ہے جملہ (اخاہم صالحا) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود سے رشتہ داری کی طرف اشارہ ہو۔

۳۔ حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر مبعوث ہونے سے پہلے ہی اپنی قوم سے مجتکر کرنے والے اور ان کے ہمدرد تھے۔  
و الی ثمود اخاهم صالح

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود سے اخوت و برادری کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ مہربانی اور ہمدردی کرتے تھے۔

۵۔ حضرت صالح علیہ السلام کا قوم ثمود کیلئے پہلا اور اہم پیغام، خدا وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت دینا تھا۔  
قال یا قوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره

۶۔ قوم ثمود، خداوند متعال کے وجود پر اعتقاد رکھتے تھے۔ یا قوم اعبدوا الله

۷۔ وجود خدا پر یقین رکھنا، تاریخ بشری کا بنیادی اعتقاد ہے۔ یا قوم اعبدوا اللہ

۸۔ قوم ثمود، مشرک اور متعدد خداؤں پر اعتقاد رکھتے تھے۔ یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۹۔ انسان کا بنیادی طور پر روحی مزاج، معبود کی عبادت اور اسکی طرف جھکاؤ رکھنا ہے۔ ما لکم من الہ غیرہ

۱۰۔ توحید عملی کا دار و مدار توحید نظری پر ہے۔ اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

(ما لکم...) کا جملہ (اعبدوا اللہ) کے لیے علت ہے یعنی حقیقت یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، لہذا عملی طور پر بھی اسکی عبادت کی جائے نہ اس کے غیر کی۔

۱۱۔ فقط خداوند عالم ہی ایسی حقیقت ہے جو لائق عبادت ہے۔ اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۲۔ فقط خداوند ہی وجود دینے اور پیدا کرنے والا ہے۔ ہو انشاءکم من الأرض

(ہو انشاءکم) اور (اناقمت) جیسی نحوی ترکیبات معنی میں بتداء اور فاعل ہے اور انکی خبر فعل ہے۔ یہ کبھی تاکید پر لالت کرتی ہیں اور کبھی حصر و انحصار پر دلالت کرتی ہیں۔ کلام میں موجود قرینہ ان کو مشخص کرتا ہے۔

۱۳۔ جو خالق اور پیدا کرنے والا ہو وہی حقیقت میں عبادت و پرستش کے لائق ہوتا ہے۔

اعبدوا اللہ ... ہو انشاءکم من الارض

(ہو انشاءکم) کا جملہ توحید اور وحدہ کے لیے استدلال ہے جس کا جملہ (اعبدوا اللہ ...) سے استفادہ ہوتا ہے یعنی کیونکہ خداوند عالم خالق ہے پس اسی وجہ سے لائق عبادت ہے اور کیونکہ پیدا کرنے میں شریک نہیں رکھتا پس عبادت میں بھی اسکا کوئی شریک نہیں ہونا چاہیے۔

۱۴۔ زمین کے عناصر، خلقت انسانی کا خمیر ہیں۔

هو انشاءكم من الارض

۱۵۔ خداوند متعال نے انسانوں کو زمین آباد کرنے کی طاقت و استعداد عطا کی ہے اور ان میں اسے آباد کرنے کا میلان پیدا کیا ہے۔ و استعمر کم فیہ

"استعمرہ فیہ"، سے مراد یہ ہے کہ "جعلہ یعمره" اسے آباد کرنے والا بنایا (لسان العرب) اس صورت میں (استعمر کم فیہا) کا معنی یوں ہوگا: خداوند متعال نے تم کو ایسا بنایا کہ تم زمین کو آباد کرو یعنی زمین کو آباد کرنے کی صلاحیت اور طاقت عطا فرمائی اور زمین کو تمہاری ضرورت قرار دیتا کہ ہمیشہ اسے آباد کرنے کی طرف متوجہ رہو۔

۱۶۔ خداوند متعال نے چونکہ انسانوں کو زمین کی آباد کاری کی استعداد عطا کی ہے لہذا وہ لائق عبادت ہے۔  
اعبدوا اللہ ... استعمر کم فیہ

(استعمر کم فیہا) کا جملہ مثل (هو انشاءكم) کے (اعبدوا اللہ) کے لیے دلیل ہے۔

۱۷۔ خداوند متعال کے حضور استغفار کرنے اور گناہوں کی معافی طلب کرنا ضروری ہے۔ فاستغفرو

۱۸۔ خداوند متعال کے تقرب کو حاصل کرنا اور اسکی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔ ثم توبوا الیہ

جملہ (توبوا الیہ) کا جملہ (استغفروا) پر عطف کرنا، یہ دلیل ہے کہ توبہ سے استغفار کا معنی نہیں لیا گیا۔ توبہ کے لغوی معنی (رجوع کرنا) کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ آیت شریفہ میں توبہ سے مراد خدا کے اوامر و نواہی کی اطاعت کے ذریعہ اس کی طرف حرکت کرنا ہے۔

۱۹۔ گناہوں سے استغفار، خداوند متعال کی عبادت اور شرک سے دوری، تقرب الہی کا پیش خیمہ ہیں۔  
فاستغفروا ثم توبوا الیہ

مذکورہ بالا معنی حرف (ثم) کے عطف سے حاصل ہوا ہے۔ جو یہ دلالت کرتا ہے کہ توبہ کا مرحلہ استغفار کے بعد ہے۔  
۲۰۔ حضرت صالح ؑ نے قوم ثمود کو یہ پیغام اور نصیحت کی کہ وہ خداوند متعال سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اسکی طرف توجہ کریں نیز شرک سے استغفار کریں۔ قال یا قوم ... فاستغفروا ثم توبوا الیہ

۲۱۔ خالقیت کو خداوند متعال میں منحصر سمجھنے کا یقین، انسان کو اسکی عبادت کرنے اور اسکا شریک قرار دینے سے منع اور گناہ سے پرہیز اور گزشتہ گناہوں سے استغفار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ هو انشاءكم من الارض ... فاستغفروہ  
مذکورہ بالا معنی حرف (فا) سے حاصل ہوا ہے جس کے ذریعہ جملہ (استغفروا...) جملہ "هو



انشاکم" پر متفرع ہوا ہے۔

۲۲۔ خداوند متعال، انسانوں سے بہت قریب اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ ان ربّی قریب مجیب

۲۳۔ خداوند عالم کا اپنے بندوں کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اس کا تقرب حاصل کرنا ایک آسانی اور سہل امر ہے۔

ثم توبوا الیہ ان ربّی قریب

خداوند عالم کی طرف سے اور اس کے تقرب کے حصول کے لیے نصیحت کرنے کے بعد اس سے نزدیکی کو بیان کرنے کا مقصد عارف لوگوں کو یہ خوشخبری دینا ہے کہ خداوند عزوجل آپ سے دور نہیں ہے تاکہ اس تک پہنچنے کے لیے بڑی سے بڑی سختیوں کو جھیلنا پڑے بلکہ وہ آپ سے بہت ہی نزدیک ہے اور اس کا تقرب حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

۲۴۔ خداوند متعال، مغفرت طلب کرنے والوں کی دعا کو قبول اور ان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

فاستغفروا ... ان ربّی قریب مجیب

جملہ "استغفروہ" اور "توبوا الیہ" سے ربط کی خاطر (قریب) اور (مجیب) کو لف و نشر غیر مرتب کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۵۔ "جأ رجل من اهل شام الى علی بن الحسین ؑ فقال : انت علی بن الحسین ؟ قال : نعم ، قال : ابوك الذی قتل المؤمنین ؟ ... فقال : و یلک کیف قطعت علی ابی انه قتل المؤمنین ؟ قال : قوله : اخواننا قد بغوا علينا فقاتلنا هم علی بغیهم \_ فقال : و یلک أما تقرأ القرآن ؟ قال : بلی ، قال : فقد قال الله تعالی ... (و الی ثمود اخاهم صالحاً) ا فکانوا اخوانهم فی دینهم او فی عشیرتھم ؟ قال له الرجل : لا بل فی عشیرتھم : قال ؑ فھولاء اخوانھم فی عشیرتھم ولیسو اخوانھم فی دینھم ...<sup>(۱)</sup>

اہل شام کا ایک شخص حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین ؑ کے پاس آیا اور کہا: کیا تم علی بن الحسین ؑ ہو، تو حضرت ؑ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ تم اس کے فرزند ہو جس نے مومنین کو قتل کیا... حضرت ؑ نے جواب دیا: کہ افسوس ہے تم پر، تو نے کس طرح یقین کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ میرے والد بزرگوار نے مومنین کو قتل کیا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ یہ اسکی بات ہے (امیر المؤمنین) جو یہ کہتا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی اور ہم نے بھی انکی بغاوت کی وجہ سے ان سے جنگ کی ہے۔

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲ ص ۲۰، ح ۵۳، بحار الانوار ج ۳۲، ص ۳۴۵، ح ۳۲۹۔

پھر حضرت نے فرمایا افسوس ہے تم نے پر کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ خداوند متعال فرماتا ہے: (... والی نمودا خاہم صالحاً) ... کیا حضرت صالح ؑ قوم نمود کے دینی بھائی تھے یا ان سے رشتہ داری تھی۔ تو اس نے کہا رشتہ داری تھی۔ تو پھر حضرت ؑ نے جواب دیا کہ وہ بھی ہمارے رشتہ میں بھائی تھے نہ کہ دینی بھائی۔

استغفار: استغفار کی اہمیت ۱۷؛ استغفار کے آثار ۱۹؛ استغفار کے بارے میں تاکید ۲۰؛ استغفار کے عوامل ۲۱؛ شرک سے استغفار ۲۰

اسماء و صفات: قریب ۲۲؛ مجیب ۲۲

انبیاء ؑ: انبیاء ؑ سے رشتہ داری ۳

انسان: انسان کا جھکاؤ ۹، ۱۵؛ انسانوں کا خالق ۱۲؛ انسان کی توانائیوں کا مرکز ۱۶، ۱۵؛ انسانوں کی خلقت کا عنصر ۱۳؛ زمین کا انسان ۱۳

ایمان: ایمان کے آثار ۲۱؛ خالقیت خداوند پر ایمان ۲۱؛ خدا پر ایمان ۷

تقرب: تقرب کا سبب ۱۹؛ تقرب کی اہمیت ۱۸؛ تقرب کی سہولت ۲۳  
توبہ: توبہ کرنے کی تاکید ۲۰

توحید: توحید افعالی ۱۲؛ توحید خالقیت ۱۲؛ توحید عبادی ۱۱؛ توحید عبادی کی اہمیت ۵؛ توحید عبادی کی دعوت ۵؛ توحید عملی کا پیش خیمہ ۱۰؛ توحید نظری کی اہمیت ۱۰

حرکت میں لانا: حرکت میں لانے کے عوامل ۲۱

حضرت صالح ؑ: حضرت صالح ؑ اور قوم نمود ۳، ۲۰، ۲۵؛ حضرت صالح کی تعلیمات ۵، ۲۰؛ حضرت صالح ؑ کی دعوت ۵؛ حضرت صالح (ع) کی رسالت کا علاقہ ۲؛ حضرت صالح کی مہربانی ۳؛ حضرت صالح (ع) کی نبوت ۱؛ حضرت صالح (ع) کے رشتہ دار ۳؛ حضرت صالح (ع) کے فضائل ۳؛ حضرت صالح (ع) کے مقامات ۱؛ حضرت صالح ؑ نبوت سے پہلے ۳

خدا: خدا اور زمین کی آباد کاری ۱۵؛ خالقیت خدا ۱۲؛ خدا شناسی کی تاریخ ۷؛ خداوند کی عنایات ۱۵، ۱۶؛ خداوند متعال کی بخشش ۲۳؛ خداوند متعال کے خواص ۲۱، ۱۲، ۱۱؛ قرب خداوندی ۲۲؛ قرب

خداوندی کے آثار ۲۳

خدا کی طرف لوٹنا ۲۰، ۱۸: خدا کی طرف لوٹنے کی اہمیت ۱۸

دعا: دعا کی اجابت ۲۲

رسل الہی: ۱

روایت: ۲۵

شرک: شرک سے اجتناب کے عوامل ۲۱; شرک کے آثار سے اجتناب ۱۹

عبادت: عبادت خدا کے آثار ۱۹; عبادت خدا کے دلائل ۱۶; عبادت خدا کے عوامل ۲۱

عقیدہ: عقیدہ کی تاریخ ۶، ۷

کائنات کی شناخت: کائنات کی توحیدی شناخت ۱۱، ۱۲; کائنات کی شناخت کا نظریہ ۲۱

قوم ثمود: قوم ثمود کا باطل عقیدہ ۸; قوم ثمود کا شرک ۸; قوم ثمود کا عقیدہ ۶; قوم ثمود کو دعوت حق دینا ۵; قوم ثمود کی خدا کی

پہچان ۶; قوم ثمود کے انبیاء ۲، ۶; قوم ثمود کے باطل خدا ۸

گناہ: ترک گناہ کے عوامل ۲۱

گناہگار: گناہگاروں کی اجابت دعا ۲۳; گناہگاروں کی بخشش ۲۳

مشرکین: ۸

معبود: معبود کی خالقیت ۱۳

معبودیت: معبودیت کا ملاک ۱۳

میلان: زمین کی آباد کاری کا میلان ۱۵; عبادت کی طرف میلان ۹; معبود کی طرف میلان ۹

## آیت ۶۲

﴿قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اے صالح اس سے پہلے تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں کیا تم اس بات سے روکتے ہو کہ ہم اپنے بزرگوں کے معبودوں کی پرستش کریں۔ ہم یقیناً تمہاری دعوت کی طرف سے شک اور شبہ میں ہیں (۶۲)

۱۔ حضرت صالح (ع)، قوم ثمود میں اپنی نبوت سے پہلے ہی عاقل اور ایک خاص استعداد کے مالک انسان تھے۔  
قالوا یا صالح قد كنت فينا مرجوًّا قبل هذا

مذکورہ بالا معنی دو چیزوں پر موقوف ہے (الف) "یہ جملہ کہ قوم ثمود کی تم پر امیدیں تھیں" جو جملہ (قد کنت...) کے مضمون سے حاصل ہوتا ہے یہ حضرت صالح ﷺ کے نابغہ اور استعداد خاص رکھنے اور نیک سیرت انسان سے حکایت کر رہا ہے۔  
(ب) (ہذا) کے لفظ کا اشارہ، حضرت صالح ﷺ کی نبوت کے دعویٰ اور ان کے اعلان توحید اور وحدہ لا شریک کی پرستش کے لازمی ہونے کی طرف ہے۔

۲۔ قوم ثمود، حضرت صالح ﷺ کی خاص استعداد اور انکی مثبت خصوصیات کی معترف تھی۔ قالوا یا صالح قد كنت فينا مرجوًّا قبل هذا

۳۔ قوم ثمود، حضرت صالح ﷺ کی خصوصیات اور مخصوص استعداد کی وجہ سے انہیں اپنی قوم کے لیے مایہ ناز اور ترقی سمجھتے تھے۔ قد كنت فينا مرجوًّا

۳۔ خداوند متعال، انبیاء کو ان انسانوں میں سے کہ جو نیک نام اور نیک سیرت مشہور ہوتے ہیں انتخاب کرتا ہے۔  
قد كنت فينا مرجوًّا قبل هذا

۵۔ حضرت صالح ﷺ کی قوم اور ان کے آبا و اجداد، مشرک اور غیر اللہ کی پرستش کرتے تھے۔  
أتنهنا ان نعبد ما يعبد ء اباؤنا

۶۔ حضرت صالح (ع) لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت سے منع فرماتے تھے اور قوم ثمود کی شرک پرستی سے نبرد آزما ہوتے تھے۔  
أتنهنا ان نعبد ما يعبد ء اباؤنا

۷۔ قوم کو یکتا پرستی کی دعوت اور جھوٹے خداؤں کی تکذیب باعث بنی کہ قوم ثمود، حضرت صالح (ع) کی سرزنش اور ان پر اعتراض کرتی تھی۔ اتنہنا ان نعبد ما یعبد ء اباؤنا

جملہ (اتنہنا ان نعبد...) میں استفہام تو نیخی ہے۔

۸۔ قوم ثمود، حضرت صالح (ع) کے شرک کے خلاف جہاد کی خاطر ان سے وابستہ اپنی امیدوں پر پانی پھرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ قد کنت فینا مرجوًّا قبل هذا اتنہنا ان نعبد ما یعبد ء اباؤنا

(قبل ہذا) اس پر دلالت کرتا ہے کہ قوم ثمود، حضرت صالح سے امیدیں لگا بیٹھے تھے اور (اتنہنا) کا جملہ اس کے لیے دلیل و علت کو بیان کر رہا ہے۔

۹۔ قوم ثمود کا اپنے اجداد کے آداب و رسوم پر کاربند ہونا، حضرت صالح ؑ اور انکی تعلیمات کی مخالفت کا سبب بنا۔ اتنہنا ان نعبد ما یعبد ء اباؤنا

لفظ (ما) سے آیت میں مراد مشرکین کے خیالی معبود ہیں اور ان کو جملہ (یعبد ء اباؤنا) سے توصیف کرنا، (نعبد) سے پہلے حکم کی علت کی طرف اشارہ ہے یعنی ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے ابا و اجداد انکی عبادت کرتے تھے۔

۱۰۔ حضرت صالح (ع) کی دعوت توحید اور یکتا پرستی کے بنیادی مخاطب، قوم ثمود کے نوجوان اور درمیانی عمر کے افراد تھے۔ اتنہنا ان نعبد ما یعبد ء اباؤنا

فعل مضارع (یعبد) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت صالح ؑ کے مخاطب وہ لوگ تھے جنکے والدین زندہ تھے اور وہ اپنے خداؤں کی عبادت میں مشغول تھے۔

۱۱۔ معاشروں کی قوم و قبائل کے باطل افکار و نظریات سے وفاداری، رکاوٹ بنتی ہے کجہدید و برحق نظریات اپنا مقام پیدا کریں۔ اتنہنا ان نعبد ما یعبد ء اباؤنا

۱۲۔ خاندانی تعصبات، اندھی تقلید و پیروی کا سبب ہیں۔ اتنہنا ان نعبد ما یعبد ء اباؤنا

۱۳۔ حضرت صالح (ع) اپنی رسالت کی انجام دہیکے سلسلہ میں انتھک اور مسلسل کوشش میں مشغول تھے۔ مّا تدعونا الیہ (تدعو) فعل مضارع ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے جس سے انتھک اور مسلسل کوشش سے تعبیر کی گئی ہے۔

۱۴۔ قوم ثمود، خدا کی وحدانیت اور یکتا پرستی کی ضرورت کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ و ائنا لفی شک مّا تدعونا الیہ

مریب

۱۵۔ حضرت صالح (ع) کی توحید اور یکتا پرستی کی طرف دعوت، اس چیز کا باعث بنی کہ قوم ثمود، حضرت صالح (ع) کی ہوشیاری اور عقل مندی میں شک و تردید کرنے لگے۔ و ائنا لفی شک مّا تدعونا الیہ مریب

لفظ (مریب) (تردید میں ڈالنا) (شک) کے لیے صفت وقع ہوا ہے اور اسکا متعلق، حضرت صالح (ع) کی ہوشیاری اور عقلمندی ہے جیسا کہ جملہ (قد کنت فینا مرجواً) کے قرینے سے ظاہر ہوتا ہے لہذا جملہ (ائنا لفی...) کا معنی یہ ہے کہ ہمیں تمہاری ان تعلیمات کے صحیح ہونے میں شک ہے اور یہ شک سبب بنا ہے کہ ہم تمہاری ہوشیاری اور عقلمندی میں بھی شک کریں۔

۱۶۔ عن ابی جعفر (ع) قال: ان رسول الله ﷺ سأل جبرئیل: کیف کان مهلك قوم صالح (ع)؟ فقال: یا محمد

ﷺ ان صالحاً بعث الی قومہ و هو ابن ستة عشر سنة... و کان لهم سبعون صنماً یعبدونها من دون الله (۱)

امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جناب رسول خدا ﷺ نے جبرئیل (ع) سے سوال کیا کہ قوم صالح کی ہلاکت کیسے ہوئی تو حضرت جبرئیل نے جواب دیا: اے رسول اللہ ﷺ جب حضرت صالح (ع) اپنی قوم میں معبود ہوئے تو ۱۶ سال کے تھے... اور انکی قوم کے ستر ۷۰ بت تھے کہ خدا کے علاوہ جنکی وہ پوجا کرتے تھے۔

انبیاء (ع): انبیاء (ع) کا انتخاب ۳؛ انبیاء (ع) کا خوشنام ہونا ۳؛ انبیاء (ع) کی خصوصیات ۳؛ گزشتہ انبیاء

تقلید: اندھی تقلید کا زینہ ۱۲؛ نیک افراد کی تقلید ۹

توحید: توحید عبادی کی طرف دعوت ۱۵، ۱۰، ۷

حق: حق کو قبول کرنے کے موانع ۱۱

رشد: فکری رشد کے موانع ۱۱

روایت: ۱۶

صلح ﷺ: حضرت صلح ﷺ کا اپنی ذمہ داری پر عمل پیدا ہونا ۱۳; حضرت صلح (ع) کا شرک کے خلاف جہاد ۴، ۶، ۸;  
حضرت صلح ﷺ کا قصہ ۶، ۱۳; حضرت صلح ﷺ کا نابغہ ہونا ۱; حضرت صلح (ع) کی تبلیغ ۶; حضرت صلح (ع) کی  
دعوت ۴، ۱۰، ۱۳، ۱۵; حضرت صلح ﷺ کی رسالت ۱۳; حضرت صلح ﷺ کی سرزنش ۱۴; حضرت صلح ﷺ کی  
صلاحیتیں ۲; حضرت صلح (ع) کی کوشش ۱۳; حضرت صلح (ع) کی ہوشیاری ۱۵; حضرت صلح (ع) کے انداز ۶; حضرت  
صلح (ع) کے فضائل ۱، ۲; حضرت صلح (ع) کے مخاطبین ۱۰; حضرت صلح (ع) کے نابغہ ہونے کے آثار ۳; حضرت  
صلح ﷺ نبوت سے پہلے ۱

قومی تعصب: قومی تعصب کے آثار ۱۱، ۱۲

قوم ثمود: قوم ثمود اور توحید عبادی ۱۳; قوم ثمود اور حضرت صلح ﷺ ۱، ۲، ۳، ۴، ۸، ۹، ۱۵; قوم ثمود اور درمیانی عمر کے  
لوگ ۱۰; قوم ثمود اور نیک لوگ ۵; قوم ثمود کا اقرار ۲; قوم ثمود کا شرک ۶، ۵; قوم ثمود کا شک ۱۳، ۱۵; قوم ثمود کا عقیدہ  
۱۳; قوم ثمود کو حق کی دعوت ۴; قوم ثمود کی امیدیں ۸; قوم ثمود کی بت پرستی ۱۶; قوم ثمود کی تاریخ ۵، ۳، ۴، ۹، ۱۳، ۱۵; قوم  
ثمود کی ترقی کے عوامل ۳; قوم ثمود کی فکر ۳; قوم ثمود کی مخالفت کا سبب ۹; قوم ثمود کی مخالفتیں ۴; قوم ثمود کی ناامیدی ۸; قوم  
ثمود کی ہلاکت ۱۶; قوم ثمود کے جوان ۱۰  
متحرک کرنا: متحرک کرنے کے اسباب ۹  
مشرکین: ۵

## آیت ۶۳

﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِّنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِن عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ﴾

انہوں نے کہا کہ اے قوم تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل رکھتا ہوں اور اس نے مجھے رحمت عطا کی ہے تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا تو اس کے مقابلہ میں کون میری مدد کر سکے گا تم تو گھائے میں اضافہ کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے ہو (۶۳)

۱۔ حضرت صالح (ع)، کے پاس اپنی رسالت کے لیے معجزہ اور واضح دلیل تھی۔ قال یا قوم ارايتم ان كنت على بينة

۲۔ خداوند متعال، پیغمبروں کو معجزہ اور روشن دلیلیں عطا کرتا ہے۔ ان كنت على بينة من ربِّي

۳۔ خداوند متعال، پیغمبروں کی تربیت اور ان کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ ان كنت على بينة من ربِّي

مذکورہ بالا معنی، لفظ (رب) سے استفادہ کیا گیا ہے جو مربی اور مدبر کا معنی دیتا ہے۔

۳۔ پیغمبروں کو معجزہ اور روشن دلیلیں عطا کرنے کا مقصد، نبوت کے امور کی تدبیر اور رسالت کے مقاصد میں پیش قدمی

ہے۔ ان كنت على بينة من ربِّي

۵۔ حضرت صالح (ع)، ہمدرد اور کفار سے شفقت اور رحم دلی سے پیش آتے تھے۔ یا قوم ارايتم

"یا قوم" (انے میری قوم) کی تعبیر حضرت صالح (ع) کی شفقت اور رحم دلی سے حکایت ہے۔

۶۔ خداوند عالم نے حضرت صالح (ع) کو اپنی خصوصی رحمت



سے بہرہ مند فرمایا اور انہیں نبوت عطا فرمائی و آتانی منہ رحمۃ مقام کی مناسبت سے یہاں "رحمۃ" سے مراد مقام نبوت و رسالت ہے۔

۷۔ خداوند متعال کی نبوت اور رحمت خاص اس کے پیغمبروں کے لیے ہے۔ و اتانی منہ رحمۃ

لفظ (رحمۃ) کا نکرہ لانا، اسکی عظمت کی دلیل ہے جسے یہاں رحمت خاص سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۸۔ حضرت صالح ؑ کی ذمہ داری، توحید کی تبلیغ اور شرک و بت پرستی سے مقابلہ تھا۔ ان کنت علیٰ بینۃ من ربی ... فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ

جملہ (ان عصیتہ) جسکا معنی یہ ہے کہ (اگر میں خداوند متعال کی نافرمانی کروں) یہ بتاتا ہے (و امرنی بابلغ رسالاتہ) جیسا جملہ (فمن ینصرنی) سے پہلے تقدیر میں ہے۔ اسی بناء پر حاصل معنیہ ہوگا (ان کنت ...) تم خود اسکا فیصلہ کرو کہ اگر میں خدا کا رسول ہوں اور وہ مجھے رسالت کے پہنچانے کا حکم فرمائے۔ اور اگر اسمیں میں کوشش نہ کروں تو کون ہے جو مجھے خدا کے عذاب سے بچالے گا۔

۹۔ حضرت صالح ؑ نے اپنی قوم میں اعلان کیا: اگر میں نے تمہاری بات کو قبول کر لیا (یعنی توحید پرستی کی دعوت کو ترک کر دوں) تو گنہگار اور مستحق عذاب ٹھہرایا جاؤں گا۔ فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ

۱۰۔ پیغمبر بھی اگر رسالت اور توحید کی تبلیغ کے سلسلہ میں سہل انگاری کریں تو گنہگار ہیں۔

فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ

۱۱۔ فرمان الہی سے سرپیچی کرنے والے اگرچہ انبیاء ہی کیوں نہ ہوں خدائی عذاب و سزا سے دوچار ہونے کے خطرے میں ہیں۔ فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ

(من اللہ) کا معنی (من عذاب اللہ) ہے۔

۱۲۔ تمام مخلوق، خداوند متعال کے عذاب کو دور کرنے اور عذاب الہی میں گرفتار لوگوں کو بچانے میں ناتواں ہے۔ فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ

(ینصر) کا فعل چونکہ (من) سے متعدی ہوا ہے لہذا (ینحی) (نجات دے گا) کا معنی اس میں متضمن ہے۔

۱۳۔ خداوند متعال کی قدرت، تمام طاقتوں سے بالاتر ہے۔ فمن ینصرنی من اللہ

۱۳۔ قوم ثمود کے کفار، حضرت صالح (ع) سے یہ چاہتے تھے کہ وہ اپنے مدعی سے دستبردار ہو جائیں اور توحید

پرستی کی طرف لوگوں کو دعوت دینے سے گریز کریں۔ فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ فما تزیدوننی غیر تخسیر

(فما تزیدوننی) میں صرف فاء، فاء فصیحہ ہے اور ایک مقدر جملے سے حکایت کر رہی ہے جس پر اور گزشتہ آیت میں (اتنہنا...) کے قرینے کی بناء پر آیت کا معنی یوں ہوگا۔ اگر میں تمہارے کہنے میں آکر (توحید کی تبلیغ سے) ہاتھ بھی اٹھا لوں تو تم مجھے گھائے اور نقصان کے کچھ نہیں دے سکتے۔

۱۵۔ حضرت صالح (ع) اپنی قوم کے کفار کی درخواست (جو توحید کی تبلیغ کو ترک کرنا تھا) کی طرف توجہ کرنے کو بھی اپنے لیے تباہی اور خسارت کا موجب سمجھتے تھے۔ فما تزیدوننی غیر تخسیر  
(تخسیر) خسارت ڈالنے کے معنی میں ہے۔ اور اسکا فاعل قوم ثمود ہے۔

۱۶۔ اپنے کافر رشتہ داروں کی خاطر خدائی ذمہ داریوں کو ترک کر دینا، خسارت اور تباہی کا موجب ہے۔  
فما تزیدوننی غیر تخسیر

۱۷۔ حضرت صالح (ع) کی قوم کا آپ (ع) کو دعوت توحید سے دسبتر دار ہونے پر اصرار سبب بنا کہ انہیں اپنی قوم کی خسارت و تباہی کا بہت زیادہ یقین ہو گیا۔ فما تزیدوننی غیر تخسیر

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں حاصل ہوگا جب (تخسیر) کا معنی خسارت اور تباہی کی طرف نسبت دینا ہو جس طرح (تکفیر و تفسیق) کا معنی کفر و فسق کی طرف نسبت دینا ہے۔ اس بناء پر فعل تخسیر کا فاعل حضرت صالح ﷺ ہیں۔ اور جملہ (فما تزیدوننی...) کا معنی یوں ہوگا کہ تم مجھے توحید پرستی کی دعوت سے منع کرنے پر جو اصرار کر رہے ہو اسکا نتیجہ فقط یہ ہے کہ میں تمہیں تباہی و بربادی میں دیکھوں۔

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ اور عذاب ۱۱: انبیاء ﷺ اور گناہ ۱۰: انبیاء ﷺ اور معصیت ۱۱: انبیاء ﷺ پر رحمت الہی ۷: انبیاء ﷺ کا مدبر ہونا ۳: انبیاء ﷺ کا مربی ۳: انبیاء ﷺ کی رسالت کی اہمیت ۳: انبیاء ﷺ کی نبوت کی اہمیت ۳: انبیاء ﷺ کے اہداف کی تکمیل کا زینہ ۳: انبیاء ﷺ کے روشن دلائل ۲: انبیاء ﷺ کے لیے روشن دلائل کا فلسفہ ۳: انبیاء ﷺ کے معجزہ کا فلسفہ ۳: انبیاء ﷺ کے مقامات ۷

انسان: انسانوں کا عاجز ہونا ۱۲/ بت پرستی: بت پرستی سے مقابلے کی اہمیت ۸

توحید: توحید کی تبلیغ کی اہمیت ۸: توحید کی دعوت کو ترک کرنا ۱۳، ۱۷: توحید کی دعوت کو ترک کرنے کا گناہ

خدا: افعال خداوندی ۳؛ خداوند متعال کی ربوبیت ۳؛ خداوند متعال کی رحمت خاصہ ۶، ۷؛ خداوند متعال کے خصائص ۱۳؛ خداوند متعال کے عذاب سے مقابلہ ۱۲؛ خداوند متعال کے عطایا ۲؛ قدرت الہی کی خصوصیات ۱۳؛ قدرت خداوندی کی بالادستی ۱۳؛ خدا کے عذابوں کا حتمی ہونا ۱۲

رحمت: رحمت کے شامل حال افراد ۷، ۸

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری کو ترک کرنے کے آثار ۱۶؛ شرعی ذمہ داری میں سہل انگاری کے آثار ۱۰

شرک: شرک سے مقابلہ کی اہمیت ۸

صلح ﷺ: حضرت صلح ﷺ اور قوم ثمود ۵؛ حضرت صلح ﷺ اور قوم ثمود کی خواہشات ۹، ۱۵؛ حضرت صلح ﷺ اور کفار ۵؛ حضرت صلح ﷺ اور گناہ ۹؛ حضرت صلح ﷺ اور مشرکین ۵؛ حضرت صلح ﷺ پر رحمت ۶؛ حضرت صلح ﷺ کا اطمینان ۱۴؛ حضرت صلح ﷺ کا قصہ ۹، ۱۳، ۱۵؛ حضرت صلح ﷺ کا معجزہ ۱؛ حضرت صلح ﷺ کی رسالت ۸؛ حضرت صلح ﷺ سوچ ۹، ۱۵؛ حضرت صلح ﷺ کی گفتگو کا طریقہ ۵؛ حضرت صلح (ع) کی نبوت ۶؛ حضرت صلح ﷺ کی مہربانی ۵؛ حضرت صلح ﷺ کی نبوت کے دلائل ۱؛ حضرت صلح ﷺ کے درجات ۶؛ حضرت صلح (ع) کے روشن دلائل ۱

عذاب: اہل عذاب کی امداد ۱۲؛ عذاب سے نجات ۱۲؛ عذاب کے اسباب ۹

قوم ثمود: اصرار قوم ثمود کے آثار ۱۴؛ قوم ثمود اور حضرت صلح ﷺ ۱۳؛ قوم ثمود کا نقصان و خسارت ۱۳

کفار: کفار کو خوش کرنے کا بے اہمیت ہونا ۱۶

گنہگار: ۱۰/// معجزہ: معجزہ کا سبب ۲

معصیت کار: معصیت کاروں کی سزا ۱۱

نبوت: مقام نبوت ۷

نقصان: نقصان کے اسباب ۱۵، ۱۶

## آیت ۶۳

﴿يَا قَوْمِ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ﴾

اے قوم یہ ناقہ اس کی طرف سے ایک نشانی ہے اسے آزاد چھوڑ دو تا کہ زمین خدا میں چین سے کھائے اور اسے کسی طرح کی تکلیف نہ دینا کہ تمہیں جلد ہی کوئی عذاب اپنی گرفت میں لے لے (۶۳)

۱۔ اونٹنی کا ارادہ الہی سے عادی اسباب و علل کے بغیر پیدا ہونا، حضرت صالح (ع) کی اپنی رسالت کو ثابت کرنے کے لیے معجزہ تھا۔ و یا قوم ہَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ

۲۔ حضرت صالح ؑ کی ناقہ، بڑا معجزہ و نشانی اور ایک خاص اہمیت کی حامل تھی۔ و یا قوم ہَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ لفظ (ناقہ) کا (اسد) کی طرف مضاف ہونا، جہاں ناقہ صالح (ع) کی عادی اسباب کے بغیر خلقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے وہاں اس اونٹنی کی بزرگی و عظمت کو بھی بیان کر رہا ہے۔

۳۔ حضرت صالح ؑ، اپنی قوم کو گفتگو کی لطافت سے معجزہ کی خصوصیات سے روشناس کروایا۔ و یا قوم ہَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ تعبیر (یا قوم) یعنی اے میری قوم عطف اور مہربانی کو بتاتی ہے۔

۴۔ حضرت صالح ؑ نے اپنی قوم سے درخواست کی کہ اس اونٹنی کو چرنے کیلئے آزاد چھوڑ دیں۔ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ

۵۔ حضرت صالح ؑ نے قوم ثمود کو خبردار کیا کہ اس اونٹنی کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت نہ دیں۔ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ ۶۔ حضرت صالح (ع) نے اپنی قوم کو متنبہ کیا کہ اگر انہوں نے اونٹنی کو چرنے سے منع کیا اور اسے اذیت دی تو جلد ہی عذاب نازل ہو جائے گا۔

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ

۷۔ زمین اور جو اس پر اگتا ہے وہ خداوند متعال کی ملکیت ہے۔ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ

مذکورہ بالا معنی لفظ (ارض) کو (اسد) کی طرف اضافت دینے سے حاصل ہوا ہے۔

۸۔ چراگا ہوں کا خدا کی ملکیت ہونا، یہ حضرت صالح ؑ کی دلیل تھی کہ ناقہ کو زمین پر کہیں بھی چرنے سے منع نہ کیا جائے۔ ہَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ... فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ

"ناقہ خدا" اور "زمین خدا" کی تعبیرات کا استعمال یہ حقیقت میں حضرت صالح ؑ کا اپنی قوم کے لیے استدلال تھا کہ اس ناقہ کو کہیں بھی چرنے سے منع نہ کیا جائے کیونکہ یہ ناقہ اللہ ہے اور زمین بھی اللہ تعالیٰ کی ہے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ اسکو چرنے سے روکا جائے۔

۹۔ حضرت صالح ؑ کی ناقہ کو چرنے میں آزاد رکھنا، قوم ثمود کے منافع کے خلاف تھا۔  
فذرہا تأکل فی ارض اللہ و لا تمسوها بسوء

قوم ثمود کو خبردار کیا جانا کہ اگر انہوں نے ناقہ کو چرنے سے منع کیا تو عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹنی کی سلامتی ان کی طرف سے خطرے میں تھی اور وہ لوگ اونٹنی کے آزاد چرنے کو اپنے فائدے میں نہیں دیکھ رہے تھے۔

۱۰۔ عن ابی جعفر ؑ : قال : ان رسول اللہ ﷺ سأل جبرئیل ؑ ... فقال : یا محمد ﷺ ان صالحاً بعث الی قومہ ... قالوا : یا صالح (ع) ادع لنا ربك یمخرج لنا من هذا الجبل الساعة ناقة حمراء شقراء و براء عشراء بین جنبیہا مبل ... فسال اللہ تعالیٰ صالح ؑ ذلك فانصدع الجبل صدعاً ، ... ثم اضطرب ذلك الجبل ... ثم لم یفجأهم الا را سها ... ثم خرج سائر جسدہا ثم استوت قائمة علی الأرض...<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: امام باقر ؑ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے قوم صالح کے بارے میں جبرائیل ؑ سے سوال کیا۔ جبرائیل (ع) نے عرض کی: صالح ؑ اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے... تو ان سے انہوں نے کہا کہ اے صالح ؑ اپنے خدا سے درخواست کرو کہ ابھی اس پہاڑ سے اونٹی پیدا کرے۔ جو گہرے سرخ رنگ کی ہو اور اسکو حمل سے آزاد ہوئے دس مہینے گزر چکے ہوں اور اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ایک میل (چار ہزار ہاتھ) فاصلہ ہو... اس وقت حضرت صالح ؑ نے خدا سے دعا کی، تو پہاڑ میں بہت بڑا شکاف ہوا پھر ایک لرزہ آیا اچانک ایک ناقہ کا سر پہاڑ سے باہر آیا... پھر باقی جسم باہر نکلا اور وہ زمین پر کھڑی ہو گئی۔

(۱) کافی، ج ۸، ص ۱۸۵ ج ۲۱۳؛ تفسیر بہان ج ۲ ص ۲۲۵ ج ۳۔

جرّی بوٹیاں: جرّی بوٹیوں کا مالک ۷  
 خدا: ارادہ خداوندی ۱؛ خدا کی مالکیت ۷، ۸  
 روایت: ۱۰

زمین: زمین کا مالک ۷

صلح ﷺ: حضرت صلح (ع) اور قوم ثمود ۸، ۵، ۳، ۳؛ حضرت صلح (ع) کا استدلال ۸؛ حضرت صلح (ع) کا اونٹنی کو اذیت دینے سے منع کرنا ۵؛ حضرت صلح (ع) کا ڈرانا ۶؛ حضرت صلح ﷺ کا قصہ ۳، ۵، ۶، ۸؛ حضرت صلح ﷺ کا معجزہ ۱، ۱۰؛ حضرت صلح ﷺ کی اونٹنی کو اذیت دینے کے آثار ۶؛ حضرت صلح ﷺ کی اونٹنی کی آزادی ۹؛ حضرت صلح (ع) کی اونٹنی کی آزادی پر دلائل ۸؛ حضرت صلح (ع) کی اونٹنی کی چراگاہ ۳، ۸؛ حضرت صلح (ع) کی تبلیغ کا طریقہ ۳؛ حضرت صلح (ع) کی خواہشات ۳؛ حضرت صلح (ع) کی عذوبت ۳؛ حضرت صلح (ع) کی نبوت پر دلائل ۱؛ حضرت صلح (ع) کے معجزے کی اہمیت ۲؛ حضرت صلح ﷺ کے نواہی ۵

عذاب: عذاب سے خبردار کرنا ۶

قوم ثمود: قوم ثمود سے احتجاج ۸؛ قوم ثمود کو ڈرانا ۶؛ قوم ثمود کے منافع ۹  
 معجزہ: حضرت صلح ﷺ کی اونٹنی کا معجزہ ۱، ۲

### آیت ۶۵

﴿فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ﴾

اس کے بعد بھی ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں تو صلح نے کہا کہ اب اپنے گھروں میں تین دن تک اور آرام کرو کہ یہ وعدہ الہی ہے جو غلط نہیں ہو سکتا ہے (۶۵)

۱۔ قوم ثمود کے کافروں نے حضرت صلح ﷺ کے خوف دلانے کی پروا نہ کرتے ہوئے ناقہ کا پیچھا کر کے

اسکو ہلاک کر دیا۔ فعقروہ

"عقرو" (عقروا) کا مصدر ہے۔ عربی زبان میں اس کا معنی اونٹ کا پیچھا کرنا اور اس کے پاؤں کو تلوار سے قلم کرنے کو کہتے ہیں اور اونٹ کو نحر اور ذبح کرنے کو بھی (عقرو) کہتے ہیں۔

۲۔ قوم ثمود، نے حضرت صالح ﷺ کی اونٹنی کا پیچھا کر کے ان کی رسالت کی نشانی کو مٹا کر اپنے لیے عذاب الہی کو یقینی قرار دیا۔ فعقرواھا فقال تمتعوا فی دارکم ثلاثة ایام۔

۳۔ قوم ثمود، کو حضرت صالح ﷺ کی ناقہ کے قتل کے بعد دنیا میں تین دن سے زیادہ رہنے اور اس کے مال و متاع سے استفادہ کرنے کی مہلت نہ مل سکی۔ فقال تمتعوا فی دارکم ثلاثة ایام

۳۔ قوم ثمود کے لوگ دنیا اور اسکی لذات سے بہت دل لگائے ہوئے تھے۔ فقال تمتعوا فی دارکم ثلاثة ایام  
حضرت صالح کے فرمان (تمتعوا) سے مراد یہ نہیں تھی کہ وہ انہیں دنیا کی لذتوں سے بہرہ مند ہونے کیلئے کہہ رہے تھے بلکہ بعد والے جملہ کے قرینہ کی بناء پر تین دن کی مہلت کا اعلان کر رہے تھے تین دن دنیا کے مال و متاع سے استفادہ کرنے کیلئے مہلت دینا قوم ثمود کی طرز فکر کی طرف اشارہ ہے یعنی تم جس دنیا سے دل لگائے ہوئے ہو اور اسے چاہتے ہو اور اس کی خاطر تم نے آئین الہی کو پس پشت ڈال دیا ہے اب فقط تمہیں اس دنیا سے لذت و فائدہ اٹھانے کی تین دن کی مہلت ہے۔

۵۔ قوم ثمود پر نزول عذاب الہی کا وعدہ، سچا اور تخلف ناپذیر تھا۔ ذلک وعد غیر مکذوب

۶۔ قوم ثمود پر عذاب الہی کے نزول کا وعدہ، خداوند متعال کی طرف سے حضرت صالح ﷺ کو تھا۔  
ذلک وعد غیر مکذوب

۷۔ (عن ابی عبد اللہ ﷺ (فی حدیث قوم صالح) ... قالوا ... اعقروا هذه الناقة ... ثم قالوا : من الذی یلی قتلها و نجعل له جعلاً ما احب ، فجاءهم رجل ... شقی من الأشقیاء ... فجعلوا له جعلاً ... فقعد لها فی طریقها فضر بها بالسيف ضربة فلم تعمل شیئا فضر بها ضربةً اخرى فقتلها ... و اقبل قوم صالح فلم یبق احد منهم الا شرکه فی ضربته ... فأوحى الله تبارک و تعالیٰ الى صالح ﷺ ... قل لهم: انی مرسل علیکم عذابی الی ثلاثة ایام فان هم تابوا و رجعوا قبلت

توبتهم وصددت عنهم ... فا تاهم صالح ؑ فقال لهم ... يا قوم انکم تصبحون غداً و وجوهکم مصفرة و اليوم  
الثانی وجوهکم محمرة و اليوم الثالث وجوهکم مسودة...<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق علیہ سے (حضرت صالح ؑ کے قصے میں) روایت ہے کہ انکی قوم نے کہا: اس ناقہ کو راستے سے ہٹا دو  
... پھر اس کے بعد انہوں نے کہا: کون ہے جو اسکو ہلاک کرنے کا کام انجام دے گا ہم اس کے لیے اسکی مرضی کی  
اجرت مقرر کریں گے تو اسوقت ایک شقی شخص آگے بڑھا... اس کے اس کام کی اجرت مقرر ہوئی۔ پھر اس شخص نے  
ناقہ کے راستے میں کمین لگائی اور جب اونٹنی آئی تو اس نے پہلا وار کیا جو کار ساز نہ ہوا پھر دوسرے وار میں اس نے اونٹنی  
کو قتل کر دیا... پھر حضرت صالح (ع) کی قوم آئی اور اسکو اجرت ادا کرنے میں سب شریک ہوئے پھر حضرت صالح ؑ  
کو وحی ہوئی کہ ان کو کہہ دو کہ میں تین دن تک تم پر عذاب نازل کروں گا اگر وہ ان تین دنوں میں توبہ کر لیں اور (خدا کی  
طرف) لوٹ آئیں تو میں انکی توبہ قبول کر لوں گا اور ان سے عذاب کوٹال دوں گا... پھر حضرت صالح (ع) اپنی قوم کے  
پاس تشریف لائے اور فرمایا کل کے دن تمہاری صورتیں زرد اور اس کے بعد والے دن سرخ پھر تیسرے دن سیاہ ہو جائیں  
گی...

اعداد: تین کا عدد ۳، ۴

خدا: خداوند متعال کے وعدے ۶

روایت: روایت ۴

صالح ؑ: حضرت صالح ؑ کا ڈرانا ۱; حضرت صالح ؑ کا قصہ ۲، ۳، ۴; حضرت صالح ؑ کو وعدہ دینا ۶; حضرت صالح  
ؑ کی اونٹنی کا قتل ۱، ۴; حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کو قتل کرنے کے آثار ۲، ۳

عذاب: عذاب کے اسباب ۲

قوم ثمود: قوم ثمود اور حضرت صالح ؑ کی اونٹنی ۱، ۲; قوم ثمود سے توبہ کی درخواست ۴; قوم ثمود کو خوف دلوانا ۵، ۶; قوم  
ثمود کو مہلت ۳; قوم ثمود کی دنیا طلبی ۳; قوم ثمود کی صفات ۳; قوم ثمود کی تاریخ ۶، ۵، ۳; قوم ثمود کے عذاب کا حتمی ہونا ۲، ۵

(۱) کافی، ج ۸، ص ۱۸۷، ح ۲۱۴; بحار الانوار، ج ۱۱، ص ۳۸۸ ح ۱۴۔



## آیت ۶۶

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْيٍ يُؤْمَذُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ﴾

اس کے بعد جب ہمارا حکم عذاب آپہنچا تو ہم نے صالح اور ان کے ساتھ کے صاحبان ایمان کو اپنی رحمت سے اپنے عذاب اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا کہ تمہارا پروردگار صاحب قوت اور سب پر غالب ہے (۶۶)

۱۔ قوم ثمود نے تین دن کی مہلت سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا اور ناقہ کے قتل پر پشیمان نہ ہوئے نیز اپنے شرک اور حضرت صالح ﷺ کی رسالت کے انکار پر مضر رہے۔ فلما جاء امرنا

۲۔ خداوند متعال نے قوم ثمود کے شرک اختیار کرنے پر اصرار اور حضرت صالح ﷺ کی رسالت کے انکار کی وجہ سے ان پر سخت عذاب نازل کیا۔ فلما جاء امرنا

(امر) سے مراد قوم ثمود پر نازل ہونے والا عذاب ہے (نا) ضمیر کی طرف مضاف ہونا، عذاب کے عظیم ہونے سے حکایت ہے۔

۳۔ قوم ثمود پر نازل شدہ عذاب، ذلیل اور خوار کرنے والا عذاب تھا۔ نَجَّيْنَا صَالِحًا ... و من خِزْيٍ يُؤْمَذُ

۳۔ کائنات میں خداوند متعال کا حکم بغیر کسی کمی و زیادتی کے مستحق ہوتا ہے۔ فلما جاء امرنا

عذاب کو لفظ (امر) کہ جس کا معنی فرمان ہے سے تعبیر کرنے کا مقصد اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ خداوند متعال جس چیز کا حکم دیتا ہے وہ بغیر کسی کمی و زیادتی کے مستحق ہوتا ہے اس طرح کہ گویا مورد حکم فقط وہی حکم ہے۔

۵۔ قوم ثمود کے کچھ لوگوں نے توحید کو قبول کیا اور

حضرت صلح ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے نَجِّينَا صَالِحاً و الذین ء امنوا معه

۶۔ خداوند متعال نے حضرت صلح ﷺ اور ان پر ایمان لانے والوں کو قوم ثمود پر نازل شدہ عذاب سے بچالیا اور ان کو انجام کی ذلت سے محفوظ رکھا۔ نَجِّينَا صَالِحاً و الذین ء امنوا ومن خزی یومئذ:

۷۔ حضرت صلح ﷺ اور ان کے پیروکاروں کو نازل شدہ عذاب سے نجات دینا، خداوند متعال کی ان پر رحمت کا جلوہ تھا۔  
معه برحمة منّا

۸۔ اہل ایمان اس کے لائق ہیں کہ رحمت الہی ان کے شامل حال رہے۔ نَجِّينَا صَالِحاً و الذین ء امنوا معه برحمة منّ

۹۔ خداوند متعال نے پیغمبر اکرم ﷺ کے مخالفین کو ذلیل و خوار کرنے والے عذاب سے ڈرایا۔

و من خزی یومئذ ان ربّک هو القویّ العزیز

قوم ثمود کے کفار پر نزول عذاب کے بیان کے بعد (ان ربک...) کے جملے میں پیغمبر ﷺ کو مخاطب قرار دے کر یہ بتایا جا رہا ہے کہ قوم ثمود کے کفار پر جس طرح عذاب الہی نازل ہو سکتا ہے اسی طرح رسالت مآب ﷺ کے مخالفین بھی عذاب الہی میں گرفتار ہونے کے خطرہ سے دوچار ہیں۔

۱۰۔ کفر اختیار کرنے اور معارف دین کی مخالفت کرنے والے الہی عذاب سے دوچار ہونے کے خطرہ میں ہیں۔

فلما جاء امرنا نَجِّينَا صَالِحاً ... و من خزی یومئذ انّ ربّک هو القویّ العزیز

۱۱۔ خداوند متعال، قوی (طاقتور) اور عزیز (ناقابل شکست) ہے۔ انّ ربّک هو القویّ العزیز

۱۲۔ خداوند متعال کے عذاب و عقوبت کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ ان ربّک هو القویّ العزیز

حصہ پر مشتمل جملہ کے ذریعہ خداوند متعال کی حکومت اور ناقابل شکست ہونے کو بیان کرنا اور دوسروں سے قدرت و طاقت کی نفی کرنا، اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ارادہ خداوندی کے مقابلے میں کسی میں استقامت کی طاقت نہیں ہے۔

۱۳۔ خداوند متعال، پیغمبر ﷺ کا مربی اور ان کے امور کا مدبّر ہے۔ ان ربّک ...

۱۴۔ خداوند عالم کی قدرت کا ناقابل شکست ہونا، اہداف رسالت کی پیش قدمی اور رسول خدا ﷺ کی نبوت کے امور کی

تدبیر کے سلسلہ میں معاون و مددگار ہے۔ ان ربّک هو القویّ العزیز

اسما و صفات : عزیز ۱۱، قوی ۱۱،

اعداد : تین کا عدد ۱

انسان : انسانوں کا عجز ۱۲

خدا : اوامر الہی کی خصوصیات ۸؛ خدا کا عذاب سے ڈرانا ۹؛ خدا کی ربوبیت ۱۳، ۱؛ خدا کی قدرت کے آثار ۱۳؛ خدا کے احکام کا حتمی ہونا ۳؛ خدا کے عذاب ۱۰، ۲؛ خدا کے عذابوں کا حتمی ہونا ۱۲؛ رحمت الہی کی نشانیاں ۷

دین : دشمنان دین کا عذاب ۱۰؛ دین کی مخالفت کے آثار ۱۰

رحمت : رحمت الہی کے حق دار ۸

صلح (ع) : حضرت صلح علیہ السلام پر ایمان لانے والے ۵؛ حضرت صلح علیہ السلام کا قصہ ۲، ۳، ۵، ۶؛ حضرت صلح علیہ السلام کی اونٹنی کا قتل ۱؛ حضرت صلح علیہ السلام کی نجات ۶، ۷؛ حضرت صلح علیہ السلام کے پیروکاروں کی نجات ۷، ۶؛ حضرت صلح علیہ السلام کے جھٹلائے جانے کے آثار ۲

عذاب : ذلت بار عذاب سے ڈرانا ۹؛ سخت عذاب ۲؛ عذاب سے نجات ۶، ۷؛ طلب کیا ہوا عذاب ۷؛ عذاب کے اسباب ۱۰؛ عذاب کے مراتب ۲، ۳، ۹

قوم ثمود : قوم ثمود اور حضرت صلح (ع) کی اونٹنی ۱؛ قوم ثمود اور حضرت صلح (ع) کی تکذیب ۱؛ قوم ثمود اور ذلت بار عذاب ۳؛ قوم ثمود اور معاشرتی گروہ ۵؛ قوم ثمود کا شرک پر اصرار ۱؛ قوم ثمود کی تاریخ ۶، ۵، ۲، ۱؛ قوم ثمود کی لجاجت ۱؛ قوم ثمود کی لجاجت کے آثار ۲؛ قوم ثمود کی مہلت ۱؛ قوم ثمود کے آثار شرک ۲؛ قوم ثمود کے عذاب کے اسباب ۲؛ قوم ثمود کے موحدین ۵؛ قوم ثمود کے مومنین ۵

کفار : کافروں کا عذاب ۱۰

کفر : کفر کے آثار ۱۰

محمد ﷺ : حضرت محمد ﷺ کا مدبر ۱۳، ۱۲؛ حضرت محمد ﷺ ، کا مربی ۱۳، ۱۲؛ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی اہمیت ۱۳؛ حضرت محمد ﷺ کے حامی ۱۳، ۱۳؛ حضرت محمد ﷺ کے مخالفین کو ڈرانا ۹

مومنین : مومنین کے فضائل ۸

## آیت ۶۷

﴿وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ﴾

اور ظلم کرنے والوں کو ایک چنگھاڑنے اپنی لپیٹ میں لے لیا تو وہ اپنے دیار میں اوندھے پڑے رہ گئے (۶۷)

۱۔ قوم ثمود کے کفار، چیخ اور ڈرونی آواز کے ذریعہ ہلاکت کو پہنچ گئے۔ وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

۲۔ قوم ثمود کے لوگ ستم کرنے والے تھے۔ وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

۳۔ قوم ثمود کی ستمکاری، ان کے عذاب الہی میں گرفتار ہونے کا سبب بنی۔ وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

۳۔ قوم ثمود کا حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کو قتل کرنا، ان کی ستم ظریفیوں میں سے ایک تھی۔ وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

اس وجہ سے کہ حضرت صالح ؑ کی ناقہ کو قتل کرنا بھی عذاب الہی کے نزول میں دخیل تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ (الذین ظلموا...) میں ظلم سے ناقہ کے قتل کی طرف اشارہ ہے۔

۵۔ شرک، اور پیغمبروں کی رسالت سے انکار کرنا ستمگری ہے۔ وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

(الذین ظلموا...) سے مراد، مشرکین اور حضرت صالح ؑ کی رسالت کے منکرین ہیں ان کو ستمگروں سے یاد کرنا، مذکورہ بالا تفسیر کی طرف اشارہ ہے۔

۶۔ ستم کرنے والے مشرکین اور کفار، دنیاوی عذاب (عذاب استیصال) میں گرفتار ہونے والے ہیں۔

وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

۷۔ قوم ثمود کے کفار، عذاب الہی کے سبب زمین پر اوندھے گر کر ہلاک ہو گئے۔ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ

(جثوم) جاثمین کا مصدر ہے جو زمین سے چمٹ جانے اور حرکت نہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ لیکن بعض افراد نے زمین پر سینے کے بل گرنے کا معنی کیا ہے۔ (لسان العرب)

۸۔ چیخ اور ڈراؤنی آواز جس نے قوم ثمود کو اپنی لپیٹ میں لیا اس لیے ان سے حرکت کرنے اور گھر سے نکلنے کی طاقت کو چھین لیا۔ و اخذ الذین ظلموا الصیحة فأصبحوا فی دیارهم جاثمین

(فی دیارہم) (جاثمین) کے متعلق ہے۔ اس سے یہ معنی حاصل ہوتا ہے کہ قوم ثمود اپنے گھروں میں ہلاک ہو گئے یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ صحیحہ اور ڈراؤنی آواز اتنی طاقتور تھی کہ قوم ثمود اپنے گھروں سے باہر نہ نکل سکے کیونکہ معمولاً ایسے موقع پر انسان اپنے گھروں سے باہر نکل آتا ہے۔

۹۔ قوم ثمود کے کفار، رات کے وقت عذاب میں گرفتار ہوئے اور صبح ہلاک ہو گئے۔ فأصبحوا فی دیارهم جاثمین اگر جملہ (اصبحوا) کا معنی (دخلوا فی الصباح) (یعنی صبح میں داخل ہو گئے) کریں تو یہ معنی ہوگا کہ ان کی ہلاکت صبح کے وقت ہوئی۔ جس کے نتیجے میں (فاصبحوا) میں (فا) کے قرینہ کی بناء پر صحیحہ اور ڈراؤنی آواز صبح سے پہلے یعنی رات کے وقت قوم ثمود پر نازل ہوئی تھی۔

۱۰۔ عن ابی عبد اللہ ؑ (فی إهلاك قوم صالح) : ... لما كان نصف الليل اتاهم جبرئیل ؑ فصرخ بهم صرخة خرفت تلك الصرخة اسماعهم و فلفت قلوبهم و صدعت اكبادهم ... فاصبحوا فی دیارهم و مضاجعهم موتی اجمعین ثم ارسل الله علیهم مع الصیحة النار من السماء فاحرقتم اجمعین ...<sup>(۱)</sup>

امام صادق ؑ سے (قوم صالح کی ہلاکت کے بارے میں) روایت ہے کہ جب نصف شب ہوئی، جبرئیل ؑ ان کے پاس آئے پھر انہوں نے ایک بلند آواز ان کے سروں پر نکالی جس سے ان کے کانوں کے پردے پارہ پارہ ہو گئے اور ان کے دلوں میں سوراخ پڑ گئے اور ان کے جگر پھٹ گئے جس کے نتیجے میں وہ اس رات کی صبح کو سب اپنے گھروں میں بستروں پر مردہ ہو گئے اس کے بعد خداوند متعال نے اس گرجناک آواز کے ہمراہ آسمان سے آگ کو بھیجا جس نے ان کو جلا دیا۔

۱۱۔ عن رسول الله ﷺ قال: ... هؤلاء قوم صالح ؑ ... عتوا عن امر ربهم ... فأهلك الله من كان فی مشارق الأرض و مغاربهم الا رجلاً كان فی حرم الله فمنعه حرم الله من عذاب الله تعالى ...<sup>(۲)</sup>

(۱) کافی، ج ۸، ص ۱۸۹، ح ۲۱۴؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۹، ح ۱۸۹۔

(۲) مجمع البیان، ج ۵، ص ۲۶۶؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۷۴، ح ۱۵۱۔

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا... یہ قوم صالح (ع) کے لوگ تھے... جنہوں نے فرمان الہی سے منہ پھیرا... تو خداوند متعال نے اس قوم کے جتنے افراد بھی زمین پر خواہ مشرق میں یا مغرب میں تھے سب کو ہلاک کر دیا مگر ایک شخص جو حرم الہی میں تھا۔ حرم الہی نے اسے عذاب سے بچا لیا...

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کے جھٹلانے کا ظلم ۵

روایت: ۱۰، ۱۱

شرک: شرک کا ظلم ۵

صالح: حضرت صالح ﷺ کی اونٹنی کا قتل ۳

روایت: ۱۰، ۱۱

ظالمین: ظالموں پر دنیاوی عذاب ۶

ظلم: ظلم کے موارد ۵، ۳

عذاب: اہل عذاب ۶؛ رات میں عذاب کا آنا ۹؛ عذاب استیصال ۶؛ عذاب کے ذرائع ۱؛ ہیبت ناک آواز کے ساتھ عذاب

۱، ۱۰

قوم ثمود: قوم ثمود پر عذاب ۱؛ قوم ثمود کا ظلم ۳، ۲؛ قوم ثمود کی تاریخ ۱، ۳، ۴، ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱؛ قوم ثمود کی عاجزی ۸؛ قوم ثمود کی

ہلاکت ۱، ۱۰، ۱۱؛ قوم ثمود کی ہلاکت کا وقت ۹؛ قوم ثمود کے صفات ۳؛ قوم ثمود کے ظلم کے آثار ۳؛ قوم ثمود کے عذاب کا

وقت ۹؛ قوم ثمود کے عذاب کی خصوصیات ۸؛ قوم ثمود کے عذاب کی کیفیت ۴؛ قوم ثمود کے عذاب کے اسباب ۳

کفار: کفار پر دنیاوی عذاب ۶

مشرکین: مشرکین کا دنیاوی عذاب ۶

ہلاکت: صبح کے وقت ہلاکت ۹

## آیت ۶۸

﴿كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ﴾

جیسے کبھی یہاں بسے ہی نہیں تھے۔ آگاہ ہو جائو کہ ثمود نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور ہوشیار ہو جائو کہ ثمود کہلیئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے (۶۸)

۱۔ قوم ثمود پر جو عذاب نازل ہوا وہ ان کی نابودی اور اس سر زمین میں ان کی زندگی گزارنے کے جو آثار تھے سب کو ختم کرنے کا سبب بنا۔ کان لم یغنوا فیہ

کلمہ (غنی) (لم یغنوا) کا مصدر ہے جس کا معنی رہائش رکھنا اور ٹھہرنا ہے اور (فیہا) میں جو ضمیر ہے وہ (دیار) کی طرف لوٹتی ہے جو اس آیت سے پہلے والی آیت میں مذکور ہے تو معنی یوں ہوا کہ قوم ثمود اپنے گھروں میں زندگی بسر نہیں کرتے تھے یہ کنایہ ہے کہ ان کے دیار کو خداوند متعال نے نابود کر دیا۔

۲۔ قوم ثمود نے خداوند متعال کی ربوبیت کا انکار کیا اور اس کے احکام کی نافرمانی کی۔ الا ان ثمود اکفروا ربہم کیونکہ (ربہم) کا لفظ حرف (بَا) کے بغیر لفظ (کفروا) کے لیے مفعول ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ لفظ (کفروا) میں نافرمانی اور گناہ کرنے کا معنی پایا جاتا ہے۔ تو معنی یوں ہوگا (عصوا ربہم کافرین بہ)

۳۔ قوم ثمود کی احکام الہی سے نافرمانی، ان کے عذاب استیصال میں گرفتار ہونے کا سبب بنی۔ کان لم یغنوا فیہا لا ان ثمود اکفروا ربہم

۳۔ قوم ثمود، خداوند متعال کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاکت اور رحمت الہی سے دوری کے اہل قرار پائی۔ الا بُعْدًا لِّثَمُود (بُعْدًا) کا لفظ آیت نمبر (۶۰) میں ہے اور اس کی تفسیر شمارہ ۵ میں لائی گئی ہے۔

ربوبیت الہی:

ربوبیت الہی کو جھٹلانے والے ۲

رحمت: رحمت الہی سے محروم ۳

عذاب: عذاب کے اسباب ۳

قوم ثمود: قوم ثمود پر عذاب کے آثار ۱; قوم ثمود پر عذاب کے اسباب ۳; قوم ثمود کا کفر ۲; قوم ثمود کا گناہ ۲، ۳، ۴; قوم ثمود کی تاریخ ۱، ۳; قوم ثمود کی سرزمین کی نابودی ۱; قوم ثمود کی محرومیت کے اسباب ۲; قوم ثمود کی ہلاکت ۱; قوم ثمود کی ہلاکت کے اسباب ۳

نافرمانی: خدا کی نافرمانی ۲; خدا کی نافرمانی کے آثار ۳، ۴

نافرمان لوگ: ۲

### آیت ۶۹

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيدٍ﴾

اور ابراہیم کے پاس ہمارے نمائندے بشارت لے کر آئے اور آکر سلام کیا تو ابراہیم نے بھی سلام کیا اور تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ بھنا ہوا بچھڑا لے آئے (۶۹)

۱۔ خداوند متعال نے کچھ فرشتوں کو حضرت ابراہیم ﷺ کو خوشخبری دینے کے لیے ان کی طرف بھیجا۔  
و لقد جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى

آیت نمبر ۷۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے لوگ فرشتے تھے اور وہ بشارت و خوشخبری، حضرت اسحاق ﷺ و یعقوب ﷺ کی ولادت تھی جو آیت نمبر ۷۱ کے قرینہ سے معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ فرشتے، الہی نمائندے اور خداوند متعال اور اس کے پیغمبروں کے درمیان رابطے کا ذریعہ تھے۔  
و لقد جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى

۳۔ خوشخبری لانے والے فرشتے جب حضرت ابراہیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پہلے سلام عرض کیا۔  
قالوا سلام

۳۔ حضرت ابراہیم ﷺ نے فرشتوں کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لیے غذا کو آمادہ کرنے کے لیے وہاں سے باہر تشریف لے گئے۔ قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنيد



۵۔ انسانوں کے آداب معاشرت میں ہے کہ جب ایک دوسرے کے پاس جاتے ہیں تو سلام عرض کرتے ہیں۔  
و لقد جاء ت رسلنا ابراهيم بالبشرى قالوا سلام

۶۔ سلام کا جواب، سلام سے بہتر انداز میں دینا اچھا کام اور انبیاء ﷺ کی سنت ہے۔ قالوا سلاماً قال سلاماً  
(سلاماً) کا لفظ ایک فعل مقدر (نسلم) کا مفعول ہے اور کلمہ (سلام) بتداء اور اسکی خبر (علیکم) محذوف ہے پس فرشتوں  
نے حضرت ابراہیم ﷺ پر جملہ فعلیہ (نسلم سلاماً) کے ذریعے سلام کیا اور حضرت ابراہیم ﷺ نے جملہ اسمیہ (سلام علیکم  
) کے ذریعے سلام کیا جو دوام اور ثبوت پر دلالت کرتا ہے اسی وجہ سے حضرت ابراہیم ﷺ کا جواب، فرشتوں کے سلام  
سے بہتر تھا۔

۷۔ خوشخبری کا پیغام لانے والے فرشتے، حضرت ابراہیم ﷺ کے پاس انسانوں کی شکل میں تشریف لائے۔  
قالوا سلاماً قال سلاماً فما لبث ان جاء بعجل حنید

حضرت ابراہیم (ع) نے فرشتوں کے لیے انسانوں کی غذا کو پیش کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرشتوں  
کو انسانی شکل و صورت میں دیکھا اور ان کی حقیقت کو نہ سمجھ پائے۔

۸۔ حضرت ابراہیم (ع) نے خوشخبری لانے والے فرشتوں کے لیے تھوڑی ہی دیر میں گوسالہ کو بریان کر کے ان کے لیے  
حاضر کیا۔ فما لبث ان جاء بعجل حنید

(لبث) فعل میں جو ضمیر ہے وہ حضرت ابراہیم ﷺ کی طرف لوٹتی ہے اور (ان جاء) کا جملہ لفظ (فی) کے مقدر ماننے  
سے (لبث) کے متعلق ہے (عجل) اس نر گوسالہ کو کہتے ہیں جو ایک ماہ سے زیادہ کا نہ ہو (حنید) بریان کرنے کے معنی میں  
آتا ہے تو اس صورت میں معنی یوں ہوگا (فما لبث...) یعنی حضرت ابراہیم ﷺ نے بریان شدہ گوسالہ کو لانے میں دیر  
نہیں کی۔

۹۔ مہمانوں کے لیے غذا کا مہیا کرنا، معاشرت کے آداب اور اچھی خصلت میں سے ہے۔ فما لبث ان جاء بعجل حنید

۱۰۔ حضرت ابراہیم ﷺ میں مہمان نوازی کی خصلت موجود تھی۔ فما لبث ان جاء بعجل حنید

اچھی غذا کا آمادہ کرنا اور اسکو لانے میں پس و

پیش نہ کرنا، حضرت ابراہیم ؑ کی مہمان نوازی کی اچھی صفت ہونے کی بیان گر ہے۔

۱۱۔ حضرت ابراہیم (ع) اپنے مہمانوں کو خود کھانا دیتے تھے۔ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعَجَلٍ حَنِيدٍ

۱۲۔ حضرت ابراہیم کی شریعت میں گائے اور گوسالہ کے گوشت کا حلال ہونا۔ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعَجَلٍ حَنِيدٍ

۱۳۔ حضرت ابراہیم کے زمانے میں گوشت کو بریان کر کے کھایا جانا۔ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعَجَلٍ حَنِيدٍ

۱۴۔ مہمانوں سے کھانے کے لانے اور اس کی نوعیت کے بارے میں سوال نہ کرنا اور اسکو مہیا کرنے اور لانے میں دیر نہ کرنا، مہمان نوازی کے آداب میں سے ہے۔ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعَجَلٍ حَنِيدٍ

۱۵۔ میزبان کا مہمان کے ساتھ باہم غذا کھانا پسندیدہ عادت ہے۔ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعَجَلٍ حَنِيدٍ

۱۶۔ (عن ابی عبد اللہ ؑ) قَالَ اَنْ اَللّٰهُ تَعَالٰی بَعَثَ اَرْبَعَةَ اَمَلَاكٍ فِیْ اَهْلَاکِ قَوْمِ لُوطٍ : جِبْرِیْلُ وَ مِیْکَائِیلُ وَ اِسْرَافِیْلُ وَ

کَرْوِیْلُ فَمَرَوْا بِاِبْرَہِیْمَ ؑ ... وَ کَانَ صَاحِبَ اَضْیَافٍ فَشَوٰی لَهُمْ عَجَلًا سَمِیْنًا حَتّٰی اَنْضَجَهُ ثُمَّ قَرَّبَهُ اِلَيْهِمْ...<sup>(۱)</sup>

امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ خداوند متعال نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے چار فرشتوں کو روانہ کیا وہ حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور کروییل تھے جب وہ حضرت ابراہیم ؑ کے پاس سے گزرے اور کیونکہ حضرت ابراہیم (ع) مہمان نواز اور مہمان دوست تھے اسی وجہ سے ایک صحت مند گوسالہ کو آگ پر رکھ دیا اور اسکو پکا کر ان کی خدمت میں حاضر کیا۔

۱۷۔ عن ابی جعفر ؑ قَالَ ... قَدِمَ اَللّٰهُ تَعَالٰی رَسَالًا اِلٰی اِبْرَہِیْمَ یُبَشِّرُوْنَهٗ بِاِسْحَاقَ ... وَ ذٰلِکَ قَوْلُهٗ : ( وَ لَقَدْ جَآءَتْ رَسٰلُنَا اِبْرَہِیْمَ بِالْبَشْرِی )<sup>(۲)</sup>

امام باقر (ع) سے روایت ہے کہ خداوند متعال نے حضرت ابراہیم کی طرف ایک قاصد کو بھیجا جو ان کو حضرت اسحاق ؑ کی ولادت کی خبر دے۔ جو خداوند متعال کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا (وَلَقَدْ جَاءَتْكَ رَاسِلًا) ابراہیم ؑ :

(۱) کافی ج ۸ ص ۳۲۸، ح ۵۰۵؛ تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۱۵۳، ح ۴۶۔

(۲) علل الشرائع، ص ۵۵۰، ح ۴، ب ۳۴۰؛ نور الثقلین، ج ۲ ص ۳۸۳، ح ۱۶۵۔

ابراہیم (ع) اور ملائکہ ۱۶، ۸، ۳؛ ابراہیم (ع) اور ملائکہ کا سلام ۳؛ ابراہیم (ع) پر سلام ۳؛ ابراہیم (ع) کا قصہ ۱، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۱، ۱۶؛ ابراہیم (ع) کا کھانا کھلانا ۳؛ ابراہیم (ع) کو بشارت ۱، ۱۴؛ ابراہیم (ع) کی تعلیمات ۱۲؛ ابراہیم (ع) کی مہمان نوازی ۱۰، ۱۱، ۱۶؛ ابراہیم (ع) کے دین میں گائے کا گوشت ۱۲؛ ابراہیم (ع) کے فضائل ۱۰

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کی سیرت ۶

بشارت ﷺ: اسحاق کے تولد کی بشارت ۱۷

خدا: خداوند متعال کا انبیاء ﷺ سے ارتباط کا ذریعہ ۲؛ خداوند متعال کی خوشخبری ۱

خدا کے رسول: ۲، ۱۷، ۱۶

روایت ۱۷، ۱۶

سلام: سلام کا جواب ۶؛ سلام کی اہمیت ۵؛ سلام کے آداب ۶

صفات: پسندیدہ صفات ۶

عمل: پسندیدہ عمل ۶

کھانا دینا: حضرت ابراہیم (ع) کے زمانے میں کھانا دیا جانا ۱۳

گوسالہ: گوسالہ کا بھننا ۸

معاشرت: معاشرت کے آداب ۱۳، ۹، ۵

ملائکہ: ملائکہ اور ابراہیم ۱، ۳، ۷، ۱۷؛ ملائکہ اور انبیاء ۲؛ ملائکہ کا تجسم ۷؛ ملائکہ کا سلام ۳؛ ملائکہ کا عذاب ۱۶؛ ملائکہ کا کردار ۲

ملائکہ کا بشر ہونا ۱، ۲، ۳، ۷، ۸، ۱۷؛ ملائکہ کو کھانا کھلانا ۸، ۳؛ ملائکہ کے سلام کا جواب ۳

مہمان: مہمان کی مہمان نوازی کے آداب ۹، ۱۳

مہمان نوازی: ۸، ۱۱، ۱۳، ۱۵

## آیت ۷۰

﴿فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَحْفَ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ لُّوطٍ﴾

اور جب دیکھا کہ ان لوگوں کے ہاتھ ادھر نہیں بڑھ رہے ہیں تو تعجب کیا اور ان کی طرف سے خوف محسوس کیا انھوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں (۷۰)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ کے پاس آنے والے فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں اٹھایا اور کھانا تناول نہ کیا۔  
فلما رآ ایدیہم لاتصل الیہ

(لا تصل الیہ) (یعنی بھونے ہوئے گوسالے کی طرف انکا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا) یہ کنایہ ہے کہ غذا تناول نہیں کر رہے تھے۔

۲۔ فرشتوں کا حضرت ابراہیم ؑ کا کھانا تناول نہ کرنا، حضرت ؑ کی دل آزاری اور ناراحتی کا سبب بنا۔  
فلما رءا ایدیہم لا تصل الیہ نکرہم

۳۔ ابراہیم ؑ نے اپنے گھر میں آئے ہوئے فرشتوں سے خوف و ہراس محسوس کیا۔ و اوجس منهم خیفۃ  
(اوجس) کا مصدر (ایجاس) ہے جو احساس کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۳۔ فرشتوں کا کھانے کو تناول نہ کرنا، حضرت ابراہیم ؑ کا ان سے خوف کا سبب بنا۔ فلما رءا ایدیہم لاتصل الیہ  
نکرہم و اوجس منهم خیفۃ

۵۔ مہمانوں کا میزبان کے ہاں سے کھانا تناول نہ کرنا، حضرت ابراہیم (ع) کے زمانے میں میزبان سے دشمنی کی دلیل تھی۔  
فلما رءا ایدیہم لاتصل الیہ نکرہم و اوجس منهم خیفۃ

(اوجس) کا جملہ (نکرہم) کے جملے پر عطف ہے اور (لما...) کے لیے جواب ہے۔ یعنی خوف کا سبب ان کے کھانے کو تناول نہ کرنا تھا۔ یہ معنی بتاتا ہے کہ مذکورہ بالا تفسیر اسی معنی سے حاصل کی گئی ہے۔

۶۔ فرشتے، مادی غذا کو تناول نہیں فرماتے۔ فلما رءا ایدیہم لاتصل الیہ

۷۔ حضرت ابراہیم ؑ کے مہمان فرشتوں نے جب اپنی شناخت اور ذمہ داری بتائی تو حضرت ابراہیم ؑ سے خوف و ہراس ختم ہو گیا۔ قالوا لا تحف انا ارسلنا الی قوم لوط

۸۔ حضرت ابراہیم ؑ ، اپنے مہمانوں کی شناخت کروانے سے پہلے ان کے فرشتے ہونے کی حقیقت کو نہ جان سکے۔  
قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط

۹۔ پیغمبروں کا علم و معرفت محدود ہوتی ہے۔ فما لبث آن جاء بعجل حینذ ، فلما رء ایدیہم لا تصل الیہ نکرہم و  
اوجس منهم خیفۃ

۱۰۔ فرشتے انسانوں جیسی گفتگو کرنے اور انکی باتوں کو سمجھنے پر قادر اور ان کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔  
قالوا سلاماً ... قالوا لا تخف

۱۱۔ جو فرشتے قوم لوط کو ہلاک کرنے پر مامور تھے وہ حضرت ابراہیم ؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔  
انا ارسلنا الی قوم لوط

آیت (۷۶) اور جو آیات حضرت لوط (ع) کی داستان سے مربوط ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کی طرف فرشتوں کو  
بھیجنے کا مقصد، انکو ہلاک کرنا تھا۔

۱۲۔ " عن ابی عبد اللہ ؑ " قال : ان اللہ تعالیٰ بعث اربعة املاک ... فمرّوا با براہیم ؑ و ہم معتمّون فسلّموا علیہ  
فلم یعرفہم ... فشوی لهم عجلاً سمیناً حتی انضجہ ثم قرّبه الیہم فلما وضعہ بین ایدیہم را ی ایدیہم لا تصل الیہ  
نکرہم و اوجس منهم خیفۃ فلما را ی ذلک جبرئیل حسر العمامۃ عن وجہہ وعن را سہ فعرّفہ ابراہیم ؑ فقال انت  
هو ؟ فقال : نعم...<sup>(۱)</sup>

حضرت امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ (ع) فرماتے ہیں خداوند متعال نے چار فرشتوں کو بھیجا جن کا حضرت  
ابراہیم ؑ کے ہاں سے گزر ہوا جنہوں نے اپنے منہ اور سر کو عمامہ سے لپیٹا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے حضرت ابراہیم  
ؑ پر سلام کیا حضرت ؑ ان کو نہ پہچان سکے اسی وقت ایک موٹے سے گوسالہ کو آگ پر بھوننے کے لیے رکھ دیا پھر لا  
کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا اور جب حضرت

(۱) کافی ج ۸؛ ص ۳۲۸، ح ۵۰۵؛ تفسیر بہان، ج ۲، ص ۲۲۶ ح ۱۔

ابراہیم ؑ نے دیکھا کہ فرشتے اپنے ہاتھوں کو گوسالہ کی طرف نہیں بڑھا رہے تو ان کو نہ پہچاننے کے سبب ان کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہوا جب حضرت جبرائیل نے ایسا دیکھا تو اپنے عمامہ کو اپنے چہرے و سر سے ہٹا دیا پھر ابراہیم ؑ ان کو پہچان گئے اور فرمایا تم وہی ہو انہوں نے کہا: ہاں ...

ابراہیم (ع): ابراہیم (ع) اور ملائکہ ۸، ۲، ۱۲؛ ابراہیم ؑ کا خوف ہٹ جانا ۷؛ ابراہیم ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۲؛ ابراہیم ؑ کا ملائکہ سے خوف ۳، ۳؛ ابراہیم ؑ کے خوفزدہ ہونے کے اسباب ۳؛ ابراہیم ؑ کے غمگین ہونے کے اسباب ۲؛ حضرت ابراہیم ؑ کے علم کا محدود ہونا ۸؛ حضرت ابراہیم ؑ کے مہمان ۷، ۱۱، ۸، انبیاء: انبیاء کے علم کا محدود ہونا ۹ دشمنی: ابراہیم ؑ کے زمانے میں دشمنی کی علامات ۵

روایت: ۱۲

قوم لوط: قوم لوط کی ہلاکت ۱۱

ملائکہ: ملائکہ اور ابراہیم ؑ ۷؛ ملائکہ اور حالات انسان ۱۰؛ ملائکہ اور طعام ابراہیم ؑ ۱؛ ملائکہ اور غذا ۶؛ ملائکہ کا تکلم ۱۰؛ ملائکہ کا عذاب ۱۱؛ ملائکہ کا بشر ہونا ۷، ۱۲؛ ملائکہ کی استعداد ۱۰؛ ملائکہ کی ذمہ داریاں ۱۱

## آیت ۷۱

﴿وَأَمْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ﴾

ابراہیم کی زوجہ اسی جگہ کھڑی تھیں یہ سن کر ہنس پڑیں تو ہم نے انہیں اسحاق کی بشارت دیدی اور اسحاق کے بعد پھر یعقوب کی بشارت دی (۷۱)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ (سارہ) خوشخبری کا پیغام لانے والے فرشتوں کے ہاں تشریف فرما تھیں۔

و لقد جاء ت رسلنا ابراهيم بالبشرى ... و امراته قائمة فضحكت

۲۔ حضرت ابراہیم ؑ اور ان کے پاس تشریف لانے والے فرشتے سب بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت سارہ کھڑی ہوئیں تھیں۔ و امراته قائمة

۳۔ عورتوں کا مردوں کی بیٹھک میں آکر ان کی خاطر تواضع کرنے کا جواز۔ و امراته قائمة فضحكت فبشرنه  
۳۔ بعض حضرات نے یوں معنی کیا ہے کہ (قائمہ) سے مراد مہمانوں کی پذیرائی کرنا ہے مذکورہ تفسیر اسی معنی کی وجہ سے ہے البتہ بعد والی آیت اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ عورتوں کا مطلقاً خواہ جوان ہوں یا بوڑھی، مردوں کی محفل میں حاضر ہونا ثابت نہیں ہو سکتا لیکن اسکی نفی کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ، فرشتوں کی (قوم لوط کی ہلاکت) کی ماموریت کی خبر سے ہنسی اور خوشحال ہوئیں۔  
انا ارسلنا الی قوم لوط ، و امراته قائمة فضحكت

مذکورہ بالا مطلب "ضحکت" کے جملے کا "فا" کے ذریعہ گزشتہ آیت "انا ارسلنا" پر تفریع سے حاصل ہوا ہے۔ یعنی جو چیز حضرات ابراہیم (ع) کی زوجہ کے لیے خوشحالی کا سبب بنی وہ قوم لوط کا عذاب میں گرفتار ہونا تھا۔  
۵۔ جب سارہ کا فرشتوں سے خوف ختم ہوا تو اسکی خوشحالی اور خوشی کا سبب بنا۔

قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط و امراته قائمة فضحكت  
مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہو سکتی ہے جب جملہ (ضحکت) کو جملہ (لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط) کے لیے فرع قرار دیں۔

۶۔ سارہ زوجہ حضرت ابراہیم ؑ مہمانوں کی ماہیت سے آگاہی کے بعد اور ان کی ذمہ داری (قوم لوط کی نابودی) سے اطلاع حاصل کرنے کے بعد حائض ہو گئیں۔ و امراته قائمة فضحكت

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہو سکتی ہے جب (ضحکت) کا مصدر (ضحک) لیا جائے جس کا معنی حیض دار ہونا ہے۔  
وہ مفسرین جو مذکورہ معنی کو لیتے ہیں وہ جملہ (فبشرناہا) کی تفریع کو جملہ (ضحکت) کے لیے مؤید سمجھتے ہیں۔

۷۔ خداوند متعال نے حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ کو ایک بیٹے کے متولد ہونے کی بشارت دی۔  
فبشرها باسحق

۸۔ خداوند متعال نے حضرت ابراہیم اور ان کی زوجہ کے ہاں بیٹا پیدا ہونے سے پہلے اسکا نام اسحاق رکھ

جملہ (فبشّرنا باسحاق... یعقوب) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتوں نے اسحاق اور یعقوب نام کی بھی بشارت دی۔

۹۔ خداوند عالم نے سارہ کو بشارت دی کہ اسحاق ایک بیٹا ہوگا۔ فبشّرنا باسحق و من وراء اسحق یعقوب

(یعقوب) کا لفظ (اسحاق) پر عطف ہے اور (من وراء اسحاق) کی عبارت (یعقوب) کے لیے صفت ہے یعنی معنی یوں

ہوگا۔ فبشّرناہا بیعقوب کائناً من وراء اسحاق

۱۰۔ خداوند متعال نے حضرت یعقوب ؑ کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا نام یعقوب رکھا اور حضرت ابراہیم ؑ اور

ان کی زوجہ محترمہ کو بتایا۔ فبشّرنا باسحق و من وراء اسحق یعقوب

۱۱۔ حضرت اسحاق ؑ اور یعقوب ؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری، حضرت ابراہیم ؑ کی طرف سے فرشتوں کی

پذیرائی کے دوران حضرت ابراہیم ؑ اور انکی زوجہ سارہ کو سنائی گئی۔ فبشّرنا باسحق و من وراء اسحق یعقوب

۱۲۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے بیٹے اور پوتے (اسحاق و یعقوب) کی خبر، قوم لوط کی ہلاکت سے تھوڑی دیر پہلے سنی۔

انا ارسلنا الی قوم لوط و امراتہ قائمۃ فضحکت فبشّرنا باسحق

۱۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ سارہ اپنے پوتے یعقوب ؑ کی پیدائش کے وقت زندہ تھیں۔

فبشّرنا باسحق و من وراء اسحق یعقوب

حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ کو یہ تو خوشخبری دی گئی کہ حضرت اسحاق ؑ سے حضرت یعقوب ؑ متولد ہوں گے لیکن

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں نہ بتایا گیا کہ حضرت یعقوب ؑ سے بھی حضرت یوسف متولد ہوں گے؟ اس سوال

کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقط حضرت یعقوب ؑ کا نام لینا یہ بتاتا ہے کہ جناب سارہ حضرت یعقوب کو دیکھیں

گی اور ان کے جمال پر ان کی نظر پڑے گی یعنی وہ اس زمانے تک زندہ رہیں گی۔

۱۳۔ فرشتے، خداوند متعال کے عالم طبیعت میں اسباب اور عمال ہیں اس کی مشیت کو پورا کرتے ہیں

و لقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشری ... فبشّرنا

ظاہراً فرشتوں نے ہی حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ کو بیٹے کی خوشخبری دی لیکن خداوند متعال نے (فبشّرنا با... ) (ہم نے

اسکو بشارت دی) اسکو اپنی طرف نسبت دی تاکہ اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ اولاً فرشتوں کا کام خدا کا کام ہے

دوسری بات یہ کہ خداوند متعال اپنے احکام کو اسباب اور وسائط کے ذریعے وجود میں لاتا ہے۔



۱۵\_ عن ابی جعفر علیہ السلام ( فی قوله تعالیٰ ) (وامراته قائمة ) قال : ائما عنی سارة قائمة ... "فضحکت " یعنی فعجبت من قولهم ...<sup>(۱)</sup>

امام باقر علیہ السلام سے ( وامراته قائمة ) جو قول خداوند ہے اس کے بارے میں روایت ہے کہ مقصود خداوند عالم یہ ہے کہ سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑی ہوئی تھیں اور جملہ ( فضحکت ) سے مراد یہ ہے کہ بی بی نے فرشتوں کی اس بات پر تعجب کا اظہار کیا ...

۱۶\_ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل : " فضحکت فبشّرناھا باسحاق " قال : حاضت<sup>(۲)</sup>  
ترجمہ : امام جعفر صادق علیہ السلام سے ( فضحکت ) کے جملے کے بارے میں روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا جناب سارہ کو عورتوں والی عادت لاحق ہو گئی۔

ابراہیم علیہ السلام : ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا ۸؛ ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴؛ ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری ۱۱؛ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ۱، ۲، ۳، ۴؛ ابراہیم علیہ السلام کے مہمان ۲، ۳، ۴  
اسحاق : اسحاق کا فرزند ۱۰؛ اسحاق نام رکھنا ۸

بشارت : اسحاق علیہ السلام کی بشارت کا وقت ۱۲؛ اسحاق علیہ السلام کے فرزند کی بشارت ۹؛ اسحاق علیہ السلام کے متولد ہونے کی بشارت ۴؛ بشارت اسحاق علیہ السلام کی جگہ ۱۱؛ بشارت یعقوب علیہ السلام کا وقت ۱۲؛ بشارت یعقوب علیہ السلام کی جگہ ۱۱  
خدا : افعال خداوندی ۱۰، ۸؛ خداوند متعال کی خوشخبریاں ۴، ۵، ۹، ۱۱؛ مشیت الہی کو جاری کرنے والے ۱۳  
خدا کے عمال : ۱۳ روایت : ۱۵، ۱۶

سارہ : بی بی سارہ کو بشارت ۴، ۵، ۹، ۱۱؛ جناب سارہ اور قوم لوط کی ہلاکت ۳؛ جناب سارہ اور ملائکہ ۵، ۶، ۷، ۸؛ جناب سارہ کا بیٹا ۴، ۸؛ جناب سارہ کا پوتا ۹؛ جناب سارہ کا تعجب ۱۵؛ جناب سارہ کا حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کے وقت زندہ ہونا ۱۳؛ جناب سارہ کا حیض ۶، ۱۶؛ جناب سارہ کا خوف دور ہونا ۵؛ جناب سارہ کی خوشی کے اسباب ۳، ۵؛ جناب سارہ کی مدت زندگی ۱۳؛ جناب سارہ

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۱۵۲، ح ۴۴، تفسیر برہان ج ۲، ص ۲۲۹، ح ۱۰۔

(۲) معانی الاخبار، ص ۲۲۴، ح ۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۸۴، ح ۱۶۹۔

ملائکہ کی بیٹھک میں ۱، ۲

عورت: عورت، مردوں کی محفل میں ۳؛ عورت کی معاشرتی ذمہ داریاں ۳

قوم لوط: ملائکہ:

ملائکہ کا کردار ۱۳

یعقوب ﷺ: حضرت یعقوب ﷺ کا نام رکھنا ۱۰

## آیت ۷۲

﴿قَالَتْ يَا وَيْلَتَى أَأَلِدُ وَأَنَاْ عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ﴾

تو انھوں نے کہا کہ یہ مصیبت اب میرے یہاں بچہ ہوگا جب کہ میں بھی بوڑھی ہوں اور میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بالکل عجیب سی بات ہے (۷۲)

۱۔ حضرت ابراہیم ﷺ اور انکی زوجہ جناب سارہ، فرشتوں کی اسحاق اور یعقوب کی ولادت کی بشارت کے وقت، بوڑھے

اور عمر رسیدہ تھے۔ قالت یا ویلتی ءالدو انا عجوز و هذا بعلى شیخا

۲۔ جناب سارہ اپنے آپ اور اپنے شوہر کو بوڑھا دیکھ کر بچے دار ہونے کو ایک تعجب انگیز بات خیال کرتی تھیں۔

قالت یا ویلتی ءالدو انا عجوز و هذا بعلى شیخاً ان هذا لشیء عجیب

(یا ویلتی) ہائے مجھ پر مصیبت ہے۔ یہ جملہ قوم لوط کی ہلاکت ۱۲

عموماً تعجب کے وقت کہا جاتا ہے اور (ءالد) میں ہمزہ تعجب کے لیے آیا ہے۔ اور (ان ہذا...) کے جملے میں بھی تعجب کی صراحت موجود ہے یہ سب حضرت ابراہیم ﷺ کی زوجہ کے حد سے زیادہ تعجب کو بتاتے ہیں۔

۳۔ عمر رسیدہ لوگوں کے لیے بچے دار ہونے کے قابل ہونا، عادت سے ہٹ کر اور شگفت آور ہے۔

ان هذا لشیء عجیب

۳۔ حضرت اسحاق (ع) کی پیدائش اور ان کا وجود میں آنا، اعجاز الہی اور خلاف معمول تھا۔

فبشّرْهَا بِاسْحَقَ ... قالت يا ويلتي ءالدو انا عجوز و هذا بعلى شيخا

۵۔ حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ جناب سارہ کی فرشتوں سے گفتگو۔ فبشّرْهَا بِاسْحَقَ ... قالت ی وِیلتی ءالدو انا عجوز و هذا بعلى شيخا

ابراہیم ؑ: حضرت ابراہیم ؑ کا بڑھاپا ۱، ۲؛ حضرت ابراہیم ؑ کا قصہ ۱، ۵؛ حضرت ابراہیم ؑ ملائکہ کی بشارت کے وقت ۱

امور: شگفت آور امور ۳، ۲

بشارت: حضرت اسحاق (ع) کی بشارت کا وقت ۱؛ حضرت یعقوب ؑ کی بشارت کا زمانہ ۱

حاملہ ہونا: پیری میں حاملہ ہونا ۲، ۳

سارہ: جناب سارہ کا تعجب ۲؛ جناب سارہ کی پیری ۱، ۲؛ جناب سارہ ملائکہ سے گفتگو ۵؛ جناب سارہ ملائکہ کی بشارت کے وقت ۱

معجزہ: حضرت اسحاق ؑ کے تولد کا معجزہ ۳

ملائکہ: ملائکہ سے ہمکلام ہونا ۵

### آیت ۷۳

﴿قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾

فرشتوں نے کہا کہ کیا تمہیں حکم الہی میں تعجب ہو رہا ہے اللہ کی رحمت اور برکت تم گھر والوں پر ہے وہ قابلِ حمد اور صاحبِ مجد و بزرگی ہے (۷۳)

۱۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم ؑ کی زوجہ کو بتایا کہ آپ کا صاحبِ فرزند ہونا، خداوند متعال کی مرضی کے ساتھ ہے۔  
الد و انا عجوز ... قالوا اتعجبين من امر الله

(امر اللہ) یعنی ایسا کام جس کے وجود میں آنے کے لیے خداوند متعال نے حکم دیا ہے اور وہ حضرت ابراہیم ؑ اور جناب سارہ کا پیری میں بچہ دار ہونا ہے۔

۲۔ خداوند متعال کا ارادہ، یقیناً وجود میں آتا ہے خواہ وہ کتنا ہی خارقِ عادت کیوں نہ ہو اور اس میں کسی قسم کے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ قالوا اتعجبين من امر الله

(اتعجبین) میں استفہام انکاری و توبیخی ہے۔ یعنی ارادہ خدا کے مستحق ہونے میں کیوں تعجب کر رہے ہو اور اسے کیوں بعید خیال کرتے ہو؟

۳۔ فرشتوں نے زوجہ حضرت ابراہیم ؑ کو ارادہ الہی کے تحقق میں شک و تردید کرنے اور شگفت زدہ ہونے پر منع کیا۔  
قالوا أتعجبین من امر الله

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ اور ان کے گھرانہ کو ہمیشہ رحمت اور خاص برکات الہی شامل حال تھیں۔  
رحمت الله و برکاته علیکم اهل البيت

۵۔ حضرت اسحاق ؑ و حضرت یعقوب ؑ، حضرت ابراہیم ؑ اور ان کے گھرانے کے لیے خداوند متعال کی طرف سے رحمت اور برکت تھی۔ فبشرنا باسحق ... رحمت الله و برکاته علیکم اهل البيت

۶۔ نیک فرزند، خداوند متعال کی رحمت و برکت ہے۔ فبشرنا باسحق ... رحمت الله و برکاته علیکم اهل البيت  
۷۔ حضرت ابراہیم ؑ اور ان کے اہل خانہ خداوند متعال کے نزدیک عظیم مقام و منزلت رکھتے تھے۔  
رحمت الله و برکاته علیکم اهل البيت

۸۔ خداوند عالم کے ہاں انسانوں کی اپنی استعداد و صلاحیت، اس کی نعمتوں کے حصول کا پیش خیمہ ہے۔  
فبشرنا باسحق ... أتعجبین من امر الله رحمت الله و برکاته علیکم اهل البيت

(رحمت اللہ و برکاتہ...) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ خاندان ابراہیم ؑ خداوند متعال کے نزدیک عظیم مقام و منزلت رکھنے والے ہیں اور یہ جملہ علت ہے اس مفہوم کے لیے جو جملہ (اتعجبین...) سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی اسکا معنی یوں ہوا کہ کیونکہ آپ خاندان ابراہیم ؑ ایک شائستہ و لائق خاندان ہیں لہذا اگر خداوند متعال آپکو اپنی خاص نعمت سے بہرہ مند کرتا ہے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

۹۔ خداوند متعال حمید (اچھے کاموں والا) اور مجید (بلند مقام والا) ہے۔ اللہ حمید مجید  
(حمید) کا معنی محمود ہے یعنی جسکی حمد کی گئی ہو۔ بعض نے (حامد) کا معنی کیا ہے یعنی حمد کرنے

والا، اسی طرح مجید مجد سے نکلا ہے جس کا معنی عظمت اور بزرگی ہے۔

۱۰۔ خداوند متعال اپنے نیک بندوں کی تعریف کرتا ہے۔ اِنَّہ حمید

۱۱۔ خداوند متعال کی طرف سے حضرت ابراہیم (ع) اور جو لائق رحمت الہی ہیں ان کے لیے رحمت الہی کا آنا یہ خداوند متعال کی طرف سے ان کے لیے قدردانی اور اس کے بلند مرتبہ ہونے کا نمونہ اور جلوہ ہے۔

رحمت اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید

(اِنَّہ حمید مجید) کا جملہ، خاندان ابراہیم ﷺ کو خدا کی رحمت و برکت کے شامل ہونے کی علت کے مقام پر ہے کیونکہ خداوند متعال اپنے نیک بندوں کے کام کی قدردانی کرتا ہے پس اے خاندان ابراہیم ﷺ تم نے بھی نیک کاموں کو انجام دیا ہے لہذا تم اس کے لائق و سزاوار ہو کہ خداوند متعال نے اپنی رحمت و برکات کو تم پر نازل فرمایا ہے۔

۱۲۔ دوسروں کے اچھے کاموں کی قدردانی کرنا، پسندیدہ عمل ہے۔ اِنَّہ حمید

ابراہیم ﷺ: ابراہیم ﷺ پر رحمت ۳، ۵، ۱۱؛ ابراہیم ﷺ کے اہل خانہ پر رحمت ۳، ۵؛ حضرت ابراہیم (ع) کی تعریف ۱۱؛ حضرت ابراہیم ﷺ کے مقامات ۴؛ خاندان ابراہیم ﷺ کے مقامات ۴

احسان: احسان کی اہمیت ۱۰

اسحاق: اسحاق ﷺ کا برکت ہونا ۵؛ اسحاق ﷺ کا رحمت ہونا ۵

اسماء و صفات: حمید ۹؛ مجید ۹

انسان: انسانوں کے فضائل کے آثار ۸

خدا: برکات خداوندی ۵، ۶؛ خدا کی تعریفوں کی نشانیاں ۱۱؛ خدا کی رحمت ۵، ۶؛ خدا کی مشیت ۱؛ خداوند متعال کی تعریفیں

۱۰؛ خداوند متعال کے ارادہ کا حتمی ہونا ۲

رحمت: رحمت خاصہ کے شامل حال افراد کی تعریف ۱۱؛ رحمت کے شامل حال لوگ ۵، ۳

سارہ: جناب سارہ کا حاملہ ہونا ۱؛ جناب سارہ کا شک ۳؛ سارہ اور مشیت الہی کا مستحق ہونا ۳

عمل: پسندیدہ عمل ۱۲: پسندیدہ عمل کو اچھا جاننا ۱۲

فرزند: فرزند صالح کا رحمت ہونا ۶: فرزند صالح کی اہمیت ۶: فرزند صالح کی برکت ۶

محسنین: احسان کرنے والوں کی تعریف ۱۰

ملائکہ: ملائکہ اور جناب سارہ ۱، ۳: ملائکہ کا منع کرنا ۳

نعمت: نعمت خاصہ کا سبب ۸

یعقوب ﷺ: حضرت یعقوب ﷺ کا بابرکت ہونا ۵: حضرت یعقوب ﷺ کا رحمت ہونا ۵

### آیت ۷۳

﴿فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ﴾

اس کے بعد جب ابراہیم کا خوف برطرف ہوا اور ان کے پاس بشارت بھی آچکی تو انھوں نے ہم سے قوم لوط کے بارے میں اصرار کرنا شروع کر دیا (۷۳)

۱۔ حضرت ابراہیم ﷺ کی مہمانوں کی حقیقت معلوم ہو جانے سے (جو فرشتے تھے) خوف اور پریشانی دور ہو گئی۔  
فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ

(الرَّوْعُ) کا معنی خوف اور پریشانی ہے اسمیں (ال) عہد ذکری کا ہے۔ یہ اس خوف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو فرشتوں کے طعام کو تناول نہ کرنے سے حضرت ابراہیم ﷺ پر جاری ہوا تھا۔

۲۔ حضرت ابراہیم ﷺ کے مہمان فرشتوں نے انہیں ایک بیٹے کے ہونے کی بشارت دی۔ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى

(الْبُشْرَى) میں (ال) عہد ذکری ہے یہ اس بشارت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو آیت ۷۱۔ (فبشرناہا) میں ذکر ہوئی ہے۔

۳۔ جب حضرت ابراہیم ﷺ کو فرشتوں کے اصل مقصد (قوم لوط کی بربادی) کا پتہ چلا تو ان سے بحث و مباحثہ و تکرار کرنے لگے۔ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوط

آیت ۷۶ کا جملہ (قد جاء امر ربك) ممکن ہے یہ قرینہ ہو کہ (يجادلنا) سے مراد (يجادل رسلنا) ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم (ع) نے خداوند متعال کی بارگاہ میں ہلاکت قوم لوط کی نجات کے لیے شفاعت کی اور خواہش کی کہ ان سے عذاب ٹل جائے۔ یجادلنا فی قوم لوط

آیت ۷۶ میں (قد جاء امر ربک...) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ کا جدال اور بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ قوم لوط سے عذاب ٹل جائے۔

۵۔ قوم لوط کے بارے میں حضرت ابراہیم ؑ کی بحث و جدال خوف کے چلے جانے کے بعد اور بشارت (بچہ دار ہونے) سننے کے بعد تھی۔ فلما ذهب عن ابراهيم الروح وجاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط

۶۔ بڑھاپے میں حضرت ابراہیم (ع) کو صاحب اولاد ہونے کی بشارت نے انہیں امید دلائی کہ وہ قوم لوط ؑ سے عذاب کوٹالنے کی سفارش کریں۔ فلما ... جاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط

مذکورہ بالا تفسیر جملہ (یجادلنا...) کا۔ "جائتہ البشری" کے بعد آنے سے حاصل ہوا ہے۔

۷۔ خداوند متعال کے قاصدوں کے ساتھ چون و چرا و جدال کرنا گویا خود خداوند متعال کے ساتھ جدال کرنے کے مساوی ہے۔ یجادلنا فی قوم لوط

اگر "یجادلنا" سے مراد (یجادل رسلنا) ہو تو جملے کا یہ معنی ہوگا کہ خدا کے بھیجے ہوئے کے ساتھ جدال و بحث کرنا خود خدا کے ساتھ بحث کرنے کے مترادف ہے۔

۸۔ انسان کی اندرونی پریشانیاں اور ہیجان، ان بروقت فیصلوں اور ارادہ کے لیے مانع ہیں جنہیں انسان ضروری و لازمی خیال کرتا ہے۔ فلما ذهب عن ابراهيم الروح ... یجادلنا فی قوم لوط

جب حضرت ابراہیم (ع) کے دل سے خوف و ہراس دور ہو گیا تو انہوں نے فرشتوں سے قوم لوط کے عذاب کے بارے میں بحث و جدال شروع کی اس وقت کا یقین کرنا بتاتا ہے کہ جب تک انسان اندرونی پریشانیوں میں مبتلا ہو اس وقت اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتا۔

۹۔ جب انسان پریشانی اور وسوسہ کی حالت میں ہو تو فیصلہ جات اور عملی اقدام کرنے سے پرہیز کرے۔ فلما ذهب عن ابراهيم الروح ... یجادلنا فی قوم لوط

۱۰۔ عن ابی بصیر ... قال ابو جعفر ؑ ... فلما جاءته البشارة باسحاق و ذهب

عنه الروح اقبل یناجی ربّه فی قوم لوط و یسأله کشف البلاء عنهم...<sup>(۱)</sup>

ابو بصیر سے نقل ہوا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی گئی، تو ان کا خوف دور ہو گیا تو انہوں نے پروردگار سے مناجات کی کہ خدایا اس قوم سے عذاب کو برطرف کر دے۔

ابراہیم: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قوم لوط کی ہلاکت ۳؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ملائکہ ۵، ۳؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بڑھاپا ۶؛ حضرت ابراہیم (ع) کا قصہ ۱۰، ۶، ۵، ۳، ۲، ۱؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ ۳، ۵؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت ۲، ۵، ۶؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۱۰، ۳؛ حضرت ابراہیم (ع) کی شفاعت ۳؛ حضرت ابراہیم (ع) کے امید لگانے کے اسباب ۶؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف کا دور ہونا ۵؛ حضرت ابراہیم (ع) کے خوف دور ہونے کے اسباب ۱؛ حضرت ابراہیم (ع) کے مہمان ۱

اضطراب: اضطراب کے آثار ۸؛ فیصلہ کرنے میں اضطراب ۹؛ ہدف مشخص کرنے میں اضطراب ۹

بشارت: ولادت اسحاق علیہ السلام کی بشارت ۲

روایت: ۱۰

قوم لوط: قوم لوط سے عذاب کا دور ہونا ۱۰، ۳؛ قوم لوط کی شفاعت ۳، ۱۰، ۶  
مصمم ارادہ: صحیح مصمم ارادہ کرنے کے موانع ۸؛ مصمم ارادہ کرنے کے آداب ۹؛ مصمم ارادہ ۸  
مجادلہ: خدا کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مجادلہ ۴؛ خدا کے ملائکہ کے ساتھ مجادلہ ۳؛ خدا کے ساتھ مجادلہ ۴  
ملائکہ: ملائکہ اور ابراہیم علیہ السلام ۲؛ ملائکہ بشارت ۲؛ ملائکہ عذاب ۳  
نفسیاتی علم: ۸، ۹

(۱) علل الشرائع، ص ۵۵۰، ج ۴، ب ۳۴، نور الثقلین ج ۲، ص ۳۸۴، ج ۱۶۵۔



﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ﴾

بیشک ابراہیم بہت ہی دردمند اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے (۷۵)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ بردباریتغمبر تھے جو ہرگز گناہگاروں کے عذاب میں جلدی کرنے والے نہیں تھے۔

ان ابراہیم حلیم

۲۔ حضرت ابراہیم ؑ لوگوں کو مشکلات میں دیکھ کر متاثر ہونے والے اور ان کی دلسوزی کرنے والے تھے۔

ان ابراہیم ... اَوَّاه

(اَوَّاه) اس شخص کو کہتے ہیں جو زیادہ (آہ) کرنے والا اور افسوس کرنے والا ہو جملہ (یجادلنا) کے بعد جملہ (اَوَّاه) کا آنا یہ بتاتا

ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ لوگوں کی مشکلات و پریشانی کی وجہ سے بہت متاثر اور اظہار افسوس کرتے تھے۔

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ، ہمیشہ خدا سے لگاؤ رکھتے اور اپنی حاجات کو اس سے طلب کرتے تھے۔ ان ابراہیم ... منیب

خداوند عالم کی بارگاہ میں انا بہ سے مراد، اس کی طرف رجوع کرنا ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم ؑ کا قوم لوط کے بارے میں طلب شفاعت کرنے کا سبب، ان کی بردباری اور لوگوں کی مشکلات

میں اظہار افسوس کرنا اور خداوند متعال کے بارے میں اعتقادِ راسخ رکھنا ہے۔ یجادلنا فی قوم لوط، ان ابراہیم حلیم اَوَّاه

منیب

(ان ابراہیم) کا جملہ ابراہیم ؑ کا قوم لوط کے بارے میں مجادلہ و بحث کرنے کا سبب اور ان کے دفاع کی وجہ کو بتاتا

ہے۔

۵۔ بردباری، لوگوں کی مشکلات سے متاثر اور اظہار افسوس کرنا اور خدا کی طرف لگاؤ رکھنا اور اسی سے اپنی حاجات کو

طلب کرنا یہ اچھی صفات اور پسندیدہ عادات ہیں۔ ان ابراہیم حلیم اَوَّاه منیب

۶\_ عن جعفر بن محمد ؑ ... (الاواه) الدعاء<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ (اواه) جو آیت شریفہ میں ہے اسکا معنی، زیادہ دعا کرنے والا ہے۔  
ابراہیم ؑ: ابراہیم ؑ اور خطا کرنے والے ۱؛ ابراہیم ؑ اور ذکر الہی ۳؛ ابراہیم اور قوم لوط ۳؛ ابراہیم ؑ کا حلم  
۱؛ ابراہیم ؑ کا غم ۲، ۳؛ ابراہیم ؑ کی دعا ۳؛ ابراہیم ؑ کی سیرت ۳؛ ابراہیم ؑ کی شفاعت کے اسباب ۳؛ ابراہیم  
ؑ کی مہربانی ۲؛ ابراہیم ؑ کے حلیم ہونے کے آثار ۳؛ ابراہیم ؑ کے فضائل ۱  
انگیزہ: انگیزہ کے اسباب ۳

اواه: اواه سے مراد ۶

حلم: حلم کی اہمیت ۵

دعا: دعا کی اہمیت ۵

ذکر: ذکر خدا کی اہمیت ۵

روایت: ۶

صفات: پسندیدہ صفات ۵

قوم لوط: قوم لوط کی شفاعت ۳

لوگ: لوگوں کی مشکلات پر تأسف کا اظہار کرنا ۲، ۳، ۵

---

(۱) دعائم الاسلام، ج ۱، ص ۱۶۶؛ بحار الانوار ج ۸۲، ص ۳۲۵، ح ۲۰۔

## آیت ۷۶

﴿يَا إِبْرَاهِيمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ﴾

ابراہیم اس بات سے اعراض کرو۔ اب حکم خدا آچکا ہے اور ان لوگوں تک وہ عذاب آنے والا ہے جو پلٹایا نہیں جا سکتا (۷۶)

۱۔ حضرت ابراہیم (ع) کی قوم لوط کے بارے میں شفاعت (کہ ان سے عذاب ٹل جائے) خداوند متعال کے ہاں مورد قبول واقع نہ ہوئی۔ یجادلنا فی قوم لوط ... یا ابراہیم اعرض عن ہذا

۲۔ فرشتوں نے جناب ابراہیم ﷺ سے خواہش کی کہ قوم لوط کے بارے میں شفاعت سے صرف نظر کریں اور اس پر اصرار نہ کریں۔ یا ابراہیم اعرض عن ہذا

(ہذا) کا اشارہ (جدال) کی طرف ہے جو ماقبل آیت میں موجود (بجادلنا) سے استفادہ ہوا ہے۔

۳۔ قوم لوط کا مقدر شدہ عذاب حتمی تھا اور اس میں کسی تغیر و تبدیلی کی گنجائش نہ تھی۔

انہ قد جاء امر ربك و انهم ء اتیہم عذاب غیر مردود

(اتی) اتیان سے اسم فاعل ہے یعنی (آنا) اور (رد) پلٹانے کے معنی میں ہے۔ لہذا (انہم ء اتیہم ...) یعنی وہی عذاب ان پر آئے گا جو ٹلنے والا نہیں ہے۔

۳۔ کائنات میں خداوند متعال کا حکم حتمی ہے۔ اس میں کوئی تخلف یا کمی واقعی نہیں ہوتی۔ انہ قد جاء امر ربك

ظاہر یہ تھا کہ فرشتے، عذاب کے آنے کی خبر کو فعل مضارع سے بیان کرتے۔ کیونکہ ابراہیم ﷺ کی گفتگو کے دوران ابھی قوم لوط پر عذاب نازل نہیں ہوا تھا۔ اسی وجہ سے فعل مضارع (یجی) کی جگہ فعل ماضی (جاء) کا لانا اور حرف (قد) کے ذریعے تاکید کرنا اس حکم الہی کے حتمی طور پر واقع ہونے کو بتاتا ہے۔

۵۔ پیغمبروں کی شفاعت و درخواست کا خدا کی بارگاہ میں قبول نہ ہونا بھی ممکن ہے۔ یا ابراہیم اعرض عن هذا...

۶۔ قوم لوط پر عذاب کا قطعی ہونا اور قابلِ تغیر نہ ہونا حضرت ابراہیم ؑ کی ان کے بارے میں شفاعت کے قبول نہ ہونے کی دلیل ہے۔ یا ابراہیم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك

(اِنَّهٗ قد جاء...) کا جملہ (اعرض عن هذا) کے جملے کے لیے علت ہے۔

۷۔ حضرت ابراہیم ؑ کا قوم لوط کے عذاب کے بارے میں فرشتوں سے جبر و بحث کرنا اس عذاب کے قطعی ہونے کی

اطلاع سے پہلے تھا۔ یجادلنا فی قوم لوط ... یا ابراہیم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك

۸۔ مفسد اقوام پر عذاب الہی کا نازل ہونا، خداوند متعال کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ انه قد جاء امر ربك

۹۔ پیغمبروں کی شفاعت کا مورد قبول ہونا اس شرط پر ہے کہ جس امر کی شفاعت کر رہے ہیں وہ خدا کے ہاں حتمی نہ ہو چکا

ہو۔ یجادلنا فی قوم لوط ... یا ابراہیم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك

۱۰۔ قوم لوط پر عذاب کے نزول کے وقت، حضرت ابراہیم ؑ بوڑھے اور سن رسیدہ تھے۔

و هذا بعلی شیخاً ... یا ابراہیم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك

۱۱۔ عن ابی عبد اللہ ؑ : ... فقال اللہ تعالیٰ : یا ابراہیم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك و انهم آتاهم عذابی

بعد طلوع الشمس من یومک محتوماً غیر مردود؛<sup>(۱)</sup>

امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ خداوند متعال نے فرمایا: اے ابراہیم ؑ اس بات کو چھوڑ دو (اے ابراہیم) فرمان

الہی آپہنچا ہے آج طلوع آفتاب کے بعد ان کے لیے میرا عذاب آجائے گا اور یہ حتمی ٹلنے والا نہیں ہے۔

ابراہیم ؑ : ابراہیم ؑ اور قوم لوط ۲؛ ابراہیم ؑ اور قوم لوط کا عذاب ۷؛ ابراہیم ؑ اور قوم لوط کے عذاب پر آنے

کے وقت ۱۰؛ ابراہیم ؑ کی شفاعت ۷؛ ابراہیم ؑ کی شفاعت ۱۱، ۱۱؛ ابراہیم ؑ کی شفاعت کے قبول نہ ہونے

کے دلائل ۶؛ ابراہیم (ع) کی جبر و بحث ۷؛ قصہ ابراہیم (ع) ۷

انبیاء ؑ : انبیاء ؑ کی شفاعت کے رد ہونے کا امکان ۵؛ انبیاء ؑ کی شفاعت قبول ہونے کے شرائط ۹

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۵۲، ح ۴۵، تفسیر بہان ج ۲، ص ۲۲۹، ح ۱۱۔

خدا: او امر الہی کا حتمی ہونا ۳؛ خداوند متعال کی ربوبیت کی نشانیاں ۸

روایت: ۱۱

شفاعت: حتمی چیزوں میں شفاعت ۹

قوم لوط: قوم لوط سے شفاعت کا رد ہونا ۱، ۲؛ قوم لوط کی

تاریخ ۳؛ قوم لوط کی شفاعت ۴؛ قوم لوط کے بارے میں شفاعت کے رد ہونے کے دلائل ۶؛ قوم لوط کے عذاب کا حتمی

ہونا ۱۱، ۱۲، ۳؛ قوم لوط کے عذاب کا وقت ۱۰

مفسدین: مفسدین کے عذاب کا سبب ۸

ملائکہ: ملائکہ اور ابراہیم ؑ ۲؛ ملائکہ کی تمنائیں ۲

### آیت ۷۷

﴿وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سَيِّئًا بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ﴾

اور جب ہمارے فرستادے لوط کے پاس پہنچنے تو وہ ان کے خیال سے رنجیدہ ہوئے اور تنگ دل ہو گئے اور کہا کہ یہ بڑا

سخت دن ہے (۷۷)

۱۔ فرشتے، حضرت ابراہیم ؑ سے گفتگو کرنے کے بعد قوم لوط کے دیار میں پہنچ گئے اور حضرت لوط (ع) کے پاس

تشریف لائے۔ و لما جاء ت رسلنا لوط

۲۔ فرشتے، انسانوں کی شکل و صورت میں حضرت لوط ؑ کے ہاں حاضر ہوئے۔ و لما جاء ت رسلنا لوطًا سَيِّئًا بِهِمْ

۳۔ حضرت لوط (ع)، اپنے مہمانوں کی حقیقت (انکے فرشتے ہونے) سے بے خبر اور ان کی ذمہ داری سے نا آگاہ تھے۔

و لما جاء ت رسلنا لوطًا سَيِّئًا بِهِمْ ... و قال هذا يوم عصيب

۳۔ حضرت لوط ؑ، نے فرشتوں کے آنے سے حالات کو اپنے لیے پریشان کن دیکھا اور غم و پریشانی نے انہیں گھیر لیا۔  
و لما جاء ت رسلنا لوطاً سيء بهم و ضاق بهم ذرعاً

(ذرعاً) ہاتھ کی کہنیوں کے کھینچنے کے معنی میں آتا ہے یہ تمیز واقع ہوا ہے جو فاعل سے مبدل ہے لہذا (ضاقت بہم ذرعاً) کا معنی یوں ہوگا (ضاقت ذرعاً) اس کے ہاتھ کی کہنیاں ان پر تنگ ہو گئیں۔ کسی کی طرف کہنیوں کا تنگ ہونا یہ ضرب المثل ہے اس کے لیے کہ جو کام کو انجام دینے پر قدرت نہ رکھتا اور اس تک کی دسترسی نہ ہو (سیئ) ساء سے کا فعل مجہول ہے (اسکو ناراحت کیا) کے معنی میں ہے۔ اور "بہم" میں "باء" سببیت کیلئے ہے لہذا "سی بہم" کا معنی یہ ہوگا ان کا آنا حضرت لوط ؑ کے لیے ناراحتی کا سبب بنا۔

۵۔ حضرت لوط ؑ، اپنے آپکو مہمانوں کی حفاظت کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ و لما جاء ت رسلنا ... قال هذا يوم عصيب

۶۔ حضرت لوط ؑ نے فرشتوں کے آنے والے دن کو سخت اور مشکل و دشوار حالات والا دن قرار دیا۔  
و قال هذا يوم عصيب

"عصیب" دشواری اور سختی کے معنی میں ہے اور اسکی اصل (عَصَب) ہے جو باندھنے کے معنی میں آتا ہے "اسی وجہ سے اس سخت دن کو گویا (یوم عصیب)" کہتے ہیں کہ اس دن ایک دوسرے کا شر اور دشواری ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی ہے۔ (مجمع البیان سے یہ مطلب اخذ کیا گیا ہے)۔

۷۔ عن ابی جعفر (ع) ر : ... و كان لوط ابن خالة ابراهيم و كانت امراة ابراهيم سارة اخت لوط و كان لوط و

ابراهيم نبیین مرسلین منذرین و كان لوط رجلاً سخياً كريماً يقرى الضيف إذا نزل به و يَحْذَرُهم قومه...<sup>(۱)</sup>

امام باقر ؑ سے روایت ہے کہ حضرت لوط (ع) حضرت ابراہیم ؑ کی خالہ کے بیٹے تھے اور سارہ جو حضرت ابراہیم ؑ کی بیوی تھی وہ لوط (ع) کی بہن تھیں حضرت لوط (ع) اور ابراہیم ؑ دونوں نبی مرسل اور ڈرانے والے تھے۔ حضرت لوط ؑ سخی و کریم انسان تھے جو مہمان ان کے پاس آتے تھے وہ ان کی خدمتگزاری کرتے تھے اور اپنی قوم کے شر سے انہیں محفوظ رکھتے تھے۔

۸۔ عن ابی جعفر ؑ عن رسول الله ﷺ قال جبرئیل : ان قوم لوط كانوا اهل قرية لا ينتظفون من الغائط و لا يتطهرون من الجنابة بخلاء اشحاء على الطعام و ان لوطاً لبث فيهم ثلاثين سنة و انما كان

(۱) علل الشرائع ص ۵۴۹؛ ج ۴، ب ۳۴۰۔ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۸۲، ج ۴۵۔

نازلاً علیہم و لم یکن منہم...<sup>(۱)</sup> امام باقر علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قوم لوط دیہات علاقے کے رہنے والے تھے جو خود کو پاخانہ سے پاک نہیں رکھتے تھے اور جنابت کے لیے غسل بھی نہیں کرتے تھے۔ بنجیل اور پر خور اشخاص تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے تیس ۳۰ سال ان کے ساتھ زندگی بسر کی اور وہ باہر سے ان کے پاس آئے تھے ان کی قوم میں سے نہیں تھے...

۹۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال : ان اللہ تعالیٰ بعث اربعة ملائک فی اہلاک قوم لوط ... فأتوا لوطاً و هو فی زراعة له قرب المدینہ...<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خداوند متعال نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے چار فرشتوں کو بھیجا... پس وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس گئے جبکہ وہ اس وقت اپنے کھیت میں تھے جو شہر کے قریب تھا...

ابراہیم علیہ السلام: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ۱

روایت: ۸، ۹، ۷

قوم لوط: قوم لوط پر عذاب ۹؛ قوم لوط کا بخل ۸؛ قوم لوط کی پستی ۸؛ قوم لوط کے رذائل ۸

لوط علیہ السلام: حضرت لوط علیہ السلام اور ملائکہ ۳، ۲؛ حضرت لوط (ع) کا سمجھنا ۶؛ حضرت لوط (ع) کا غم و غصہ ۳؛ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹؛ حضرت لوط علیہ السلام کی پریشانی ۳؛ حضرت لوط علیہ السلام کی ذمہ داری ۵؛ حضرت لوط علیہ السلام کی سخاوت ۷؛ حضرت لوط علیہ السلام کی مہمان نوازی ۷، ۵؛ حضرت لوط علیہ السلام کے سخت دن ۶؛ حضرت لوط علیہ السلام کے علم کا محدود ہونا ۳؛ حضرت لوط علیہ السلام کے فضائل ۷؛ حضرت لوط علیہ السلام کے لیے مہمانوں کی ذمہ داری ۳

ملائکہ: ملائکہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ۱؛ ملائکہ اور حضرت لوط (ع) ۱، ۲؛ ملائکہ کا جسم رکھنا ۲؛ ملائکہ، قوم لوط (ع) کی سرزمین پر ۱؛ ملائکہ عذاب ۹

مہمان: مہمانوں کا دفاع کرنے کی اہمیت ۵

(۱) علل الشرائع، ص ۵۵، ج ۵، ب ۳۴۰؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۳۸۴ ح ۱۶۶۔

(۲) کافی، ج ۸، ص ۳۲۸، ح ۵۰۵۔ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۷۸، ح ۱۵۶۔

## آیت ۷۸

﴿وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ﴾

اور ان کی قوم دوڑتی ہوئی آگئی اور اس کے پہلے بھی یہ لوگ ایسے برے کام کر رہے تھے۔ لوط نے کہا کہ اے قوم یہ ہماری لڑکیاں تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں خدا سے ڈرو اور مہمانوں کے بارے میں مجھے شرمندہ نہ کرو کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں ہے (۷۸)

۱۔ قوم لوط کے ایک گروہ نے حضرت لوط (علیہ السلام) کے مہمانوں (فرشتوں) پر تجاوز کرنے کے لیے جلدی سے ان کے گھر کو گھیر لیا۔ و جاءہ قومہ یہرعون الیہ

اگرچہ حضرت لوط (علیہ السلام) پردھا و ابولنے والوں کی نسبت پوری قوم کی طرف دی گئی ہے (وجاء قومہ) لیکن چند قرائن کی بناء پر قوم کے بعض لوگ مراد ہیں۔ جملہ (هولاء بناتہی...) ان قرائن میں سے ایک ہے۔ کیونکہ حقیقت اور شریعت میں یہ ممکن نہیں تھا کہ حضرت لوط (علیہ السلام) کی لڑکیاں تمام قوم یا اکثر افراد قوم کی بیویاں بن سکیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ بعض افراد کو قوم کی طرف نسبت دینے ک

مطلب یہ تھا کہ اگر تمام قوم لوط اس بات پر مطلع ہو گئی ہوتیکہ مہمان حضرت لوط (ع) کے ہاں آئے ہیں اور انکے لئے ممکن بھی ہوتا تو وہ بھی ہجوم کرنے والوں کی طرح عمل کرتے۔

۲۔ قوم لوط، فسادی لوگ اور لواط جیسے برے عمل (ہم جنس بازی) میں مبتلا تھے۔ و من قبل کانوا یعملون السیئات

مقام کی مناسبت سے (السیئات) کے لفظ کا بارز مصداق لواط اور ہم جنس بازی ہے۔

۳۔ قوم لوط (ع)، لواط کے علاوہ دوسرے بہت سے گناہوں سے آلودہ تھے۔



و من قبل كانوا يعملون السيئات

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ جب (السیئات) پر الف لام جنس کا ہو جمع کے صیغہ پر الف و لام جنس کا داخل ہو تو وہ عموم کا معنی دیتا ہے اور بعض اوقات کثرت پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ لواط اور ہم جنس بازی، گناہ کبیرہ اور بہت سے گناہوں کے قائم مقام ہے۔ و من قبل كانوا يعملون السيئات

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہے جب ہم (السیئات) کے الف لام کو عہد ذکر کی فرض کریں اس صورت میں (السیئات) سے مراد لواط کا عمل اور (سینات) کا ایک گناہ پر جمع کی صورت میں اطلاق، مذکورہ مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

۵۔ قوم لوط کا فساد میں سابقہ اور لواط کے برے عمل کی عادت نے انہیں حضرت لوط (ع) کے گھر کی جانب ان کے مہانوں پر تجاوز کی خاطر دھکیل دیا۔ و جاء ه قومہ يهرعون اليه و من قبل كانوا يعملون السيئات

(و من قبل كانوا ...) کا جملہ جو کہ قوم لوط (ع) کے درمیان بدکاری کے رواج اور فساد میں سابقہ رکھنے کو بتاتا ہے (بہر عون) کے فاعل کے محذوف ہونے کو بتاتا ہے۔ یعنی قوم لوط کا لوط (ع) کے گھر پر ہجوم کرنے کا سبب اسکا برائی میں سابقہ اور بدکاری کی عادت تھا۔

۶۔ حضرت لوط، ﷺ متعدد لڑکیاں رکھتے تھے جو سن ازدواج پر پہنچی ہوئی تھیں۔ هولاء بناتی هن اطهر لکم

۷۔ حضرت لوط ﷺ کا حملہ کرنے والوں کو اپنی لڑکیوں سے شادی کی دعوت دینے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس لواط کے برے عمل اور ان کے مہمانوں سے جھگڑنے سے رک جائیں۔ یا قوم هولاء بناتی هن اطهر لکم

۸۔ شہوت جنسی کو مٹانے کے لیے پلیدی سے پاک اور تنہا صحیح طریقہ، جنس مخالف سے ازدواج کرنا ہے۔ هولاء بناتی هن اطهر لکم

(اطہر) کا لفظ افعل تفضیل ہے اور اسمیں برتری کا معنی نہیں پایا جاتا بلکہ طاہر و پاک کے معنی میں آیا ہے اس طرح کا استعمال کہ اسم فاعل کی جگہ پر افعل تفضیل کا استعمال کرنا یہ تاکید اور مبالغہ کے لیے ہوتا ہے۔

۹۔ لواط اور ہم جنس بازی کا عمل، جنسی شہوت کو مٹانے کے لیے ناپاک اور بیہودہ طریقہ ہے۔ هوء لاء بناتی هن اطهر لکم

۱۰۔ شادی کرنا اور زوجہ اپنانا، جنسی فسادات سے روکنے کا طریقہ ہے۔ هوء لاء بناتی هن اطهر لکم

۱۱۔ حضرت لوط ﷺ کی شریعت میں کافر لوگوں کا مؤمن عورتوں سے ازدواج کا جائز ہونا۔

هؤلاء بناتی هن اطهر لکم

جملہ (فأسر بالک... الا امراتک) اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی لڑکیاں ان پر ایمان رکھتی تھیں۔

۱۲۔ حضرت لوط (ع) نے حملہ آوروں کے عواطف جنسی کو متحرک کرنے اور ان پر شفقت کے اظہار کے ذریعہ انہیں

اپنے مہمانوں سے متعرض ہونے سے روکا۔ قال یا قوم... فاتقوا الله و لا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید

۱۳۔ حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم سے مہربانی سے پیش آنا حتیٰ اس وقت جب ان کی طرف سے وہ بہت سختی اور اذیت میں

تھے۔ قال هذا یوم عصب... قال یا قوم هؤلاء بناتی

حضرت لوط علیہ السلام کا یہ کہنا (یا قوم) اے میری قوم اور انہیں اپنی لڑکیوں سے شادی کی دعوت دینا، قوم پر ان کے لطف

اور مہربانی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اس وقت ہوا جس وقت کو حضرت لوط علیہ السلام نے بہت دشوار اور سخت وقت سے یاد کیا

ہے۔

۱۴۔ حضرت لوط علیہ السلام نے حملہ آوروں سے یہ تقاضا کیا کہ وہ خدا سے خوف کریں اور ان کے مہمانوں پر حملہ نہ کریں۔

فاتقوا الله

۱۵۔ ازدواج اور زوجہ کے انتخاب کے علاوہ دوسرے راستے سے جنسی شہوت کو پورا کرنا، تقویٰ اور خوف خدا کے خلاف

ہے۔ فاتقوا الله

۱۶۔ جنسی فساد، خدا کے عذاب کا موجب بنتا ہے۔ هؤلاء بناتی هن اطهر لکم فاتقوا الله

۱۷۔ حضرت لوط (ع) نے فسادی حملہ آوروں سے کہا کہ میرے مہمانوں سے متعرض نہ ہوں اور ان کے سامنے انہیں

رسوا اور خوار نہ کریں۔ و لا تخزون فی ضیفی / اغزاء (لا تخزون) کا مصدر ہے جو خوار اور رسوا کرنے کے معنی میں آتا ہے

۱۸۔ لوگوں کے درمیان کسی کو رسوا کرنا، تقوا اور خوف خدا کے خلاف ہے۔ فاتقوا الله و لا تخزون فی ضیفی

۱۹۔ کسی کی عزت و آبرو کو گرانے سے پرہیز کرنا، لازمی ہے۔ و لا تخزون فی ضیفی

۲۰۔ قوم لوط (ع) میں ایک شخص بھی سمجھدار اور خوف خدا رکھنے والا اور غیرت مند نہیں تھا۔

فاتقوا الله و لا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید

(رشید) کا معنی راستہ پانے والا ہے جملہ

(اتقوا الله) اور (لا تخزون في ضيفي) راستہ پانے والا خوف خدا، غیرت اور معیشت کا مصداق ہے۔

۲۱۔ ہم جنس بازی، تقویٰ، خدا ترسی، رشید اور سمجھداری کے مخالف ہے۔ فاتقوا الله ... ا لیس منکم رجل رشید

۲۲۔ مہمانوں کی محافظت کرنا اور حملہ آوروں سے ان کو بچانا ضروری ہے۔

یا قوم هؤلاء بناتی ... ا لیس منکم رجل رشید

۲۳۔ عن ابی عبد اللہ ﷺ قال : ان الله تعالى بعث اربعة ا ملاك في اهلاک قوم لوط ... فأتوا لوطاً ... فسلموا عليه

... فقال لهم : المنزل ؟ فقالوا: نعم ... ثم مشى فلما بلغ باب المدینه ... دخل و دخلوا معه حتی دخل منزله فلما را

تھم امراته ... صعدت فوق السطح و صفقت فلم يسمعو فدخلت فلما را والدخان اقبلوا الى الباب يهرعون... (۱)

امام جعفر صادق ﷺ سے روایت ہے کہ خداوند متعال نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے چار فرشتوں کو بھیجا... وہ

حضرت لوط ﷺ کے پاس آئے اور انہیں اس پر سلام کیا... حضرت لوط ﷺ نے ان کو گھر میں آنے کی دعوت دی وہ

راضی ہو گئے، اور وہ چلے یہاں تک کہ شہر کے دروازے تک پہنچ گئے... وہ فرشتوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے یہاں

تک کہ وہ گھر پہنچ گئے۔ جب لوط ﷺ کی بیوی نے ان کو دیکھا... تو چھت پر چڑھ گئی اور تالی بجائی، لیکن قوم لوط متوجہ نہ

ہوئی، پھر اس نے دھواں اڑایا جب قوم نے دھوئیں کو دیکھا تو جلدی سے حضرت لوط ﷺ کے گھر کی طرف دوڑے...۔

۲۳۔ عن ابی جعفر ﷺ ان قرية قوم لوط كانت على طريق السيارة الى الشام و مصر فكانت السيارة تنزل بهم

فيضيّفونهم ... فدعا هم البخل الى ان كانوا اذا نزل بهم الضيف فضحوه... وأما كانوا يفعلون ذلك بالضيف حتى

ينكل النازل عنهم ... فأورثم البخل بلاء لا يستطيعون دفعه عن انفسهم ... حتى صاروا يطلبونه من الرجال في

البلاد و يعطونهم عليه الجعل... (۲)

امام باقر ﷺ سے روایت ہے کہ قوم لوط کی آبادی ان مسافروں کے راستے میں تھی جہاں سے مسافر شام و مصر جاتے

تھے۔ کارواں اس قوم کے پاس آتے اور ان کے مہمان بنتے تھے۔ ان کا بخل اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ جب کوئی مہمان

ان کے پاس آتا (تو اپنے اس برے کام کی وجہ سے) اسے رسوا کر کے چھوڑتے تھے اس کام کو اس وجہ سے

انجام دیتے تھے تاکہ مہمان ان کے پاس نہ آئیں

(۱) کافی، ج ۵، ص ۵۴۷، ح ۶۔ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۷۹، ح ۱۵۶۔

(۲) علل الشرائع، ص ۵۴۸، ح ۴، ب ۳۴۰۔ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۸۲، ح ۱۶۵۔

اور واپس لوٹ جائیں پس ان کا بخل سبب بنا کہ وہ جس بلاء و مصیبت میں گرفتار ہو گے (مرض ابنہ) اس بیماری کو اپنے سے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے... یہاں تک کہ دوسرے شہروں کے لوگوں سے اگر یہ چاہتے کہ ہمارے ساتھ یہ برا فعل انجام دو تو ان کو اجرت دینا پڑتی تھی۔

۲۵۔ عن ابی عبداللہ (ع) فی قول لوط "هؤلاء بناتی هن اطهر لکم" قال عرض علیہم التزویج<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت لوط (ع) کے اس قول (کہ میری بیٹیاں تمہارے لیے پاکیزہ تر ہیں) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت لوط (ع) نے انہیں ازدواج کرنے کی پیشکش کی تھی۔

آبرو: حفظ آبرو کی اہمیت ۱۹؛ ہتک آبرو سے اجتناب ۱۹

ازدواج: ازدواج کی اہمیت ۱۵؛ ازدواج کے آثار ۱۰، ۸؛ کافر سے ازدواج ۱۱

انحراف جنسی: انحراف جنسی کو روکنے کا طریقہ ۱۰؛ انحراف جنسی کی سزا ۱۶؛ انحراف جنسی کے آثار ۱۵

تقوا: تقوی اختیار کرنے کی دعوت ۱۳؛ تقوی نہ ہونے کی نشانیاں ۲۱؛ تقوی نہ ہونے کے موارد ۱۵، ۱۸

خدا: خدا کی سزائیں ۱۶

رشد: رشد کرنے کے موانع ۲۱

روایت: ۲۳، ۲۴، ۲۵

عذاب: عذاب کے اسباب ۱۶

غریزہ جنسی: غریزہ جنسی کی تسکین کا طریقہ ۱۵، ۸

قوم لوط علیہ السلام: قوم لوط (ع) اور حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان ۵، ۱؛ قوم لوط (ع) اور مہمان ۲۳؛ قوم لوط (ع) کا بخل ۲۳؛ قوم

لوط (ع) کا حملہ ۱؛ قوم لوط (ع) کی اذیتیں ۱۳؛ قوم لوط (ع) کی برائی کرنا ۲؛ قوم لوط (ع) کی بے عقلی ۲۰؛ قوم لوط (ع) کی

بے غیرتی ۲۰؛ قوم لوط (ع) کی تاریخ ۲۳، ۵، ۳، ۲، ۱؛ قوم لوط (ع) کی خصوصیات ۲۰؛ قوم لوط (ع) کی ہم جنس بازی ۲؛ قوم

لوط (ع) کے رذائل ۲۳؛ قوم لوط (ع) کے فاسد ہونے کے آثار ۵؛ قوم لوط (ع) کے گناہ ۳؛ قوم لوط (ع) میں تقوی کا نہ ہونا

۲۰؛ قوم لوط (ع) میں لواط (ع) ۳، ۲، ۲۳؛ قوم لوط (ع) میں لواط (ع) کے آثار ۵

(۱) کافی، ج ۵ ص ۵۴۸، ج ۷۔ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۷۹، ج ۱۵۷۔

گناہ کبیرہ: ۳: لواط: لواط کا گناہ ۳: لواط کی پلیدی ۹

لوط علیہ السلام: لوط خواری ۱۷: لوط علیہ السلام اور قوم لوط ۱۲، ۱۳، ۱۷، ۲۵: لوط علیہ السلام اور مہمان نوازی ۱۳، ۱۷: لوط علیہ السلام کا قصہ ۱۷، ۱۲، ۱۳، ۲۳، ۲۵: لوط علیہ السلام کا منع کرنا ۷: لوط (ع) کو اذیت ۱۳: لوط علیہ السلام کی بیٹیوں سے شادی ۷، ۲۵: لوط علیہ السلام کی پیشکش ۲۵: ۱۳: لوط علیہ السلام کی خواہشات ۷، ۱۷: لوط علیہ السلام کی دعوتیں ۱۳: لوط علیہ السلام کی لڑکیوں کا بالغ ہونا ۶: لوط علیہ السلام کی متعدد بیٹیاں ۶: لوط علیہ السلام کی مہربانی ۱۲، ۱۳: لوط علیہ السلام کی ہمسر کی جاسوسی ۲۳: لوط علیہ السلام کے دین میں ازدواج ۱۱: لوط (ع) کے ملنے کا طریقہ ۱۲، ۱۳: لوط (ع) کے مہمان ۲

لوگ: لوگوں کی آبروریزی ۱۸

ملانکہ: ملانکہ عذاب اور لوط علیہ السلام ۲۳

مہمان: مہمان سے دفاع ۷، ۱۲، ۱۳: مہمان سے دفاع کی اہمیت ۲۲

ہم جنس بازی: ہم جنس بازی کا گناہ ۳: ہم جنس بازی کی پلیدی ۹: ہم جنس بازی کے آثار ۲۱

### آیت ۷۹

﴿قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكُمْ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ مَا تُرِيدُونَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمیں آپ کی لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں (۷۹)

۱۔ قوم لوط کے مفسدین نے ان کی پیشکش (کہ میری لڑکیوں سے شادی کر لو اور مہمانوں سے تجاوز نہ کرو) کو قبول نہیں

کیا۔ ہؤلاء بناتہن ۱ طہر لکم ... قالوا لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق

۲۔ ازدواج ترک کرنا، غریزہ جنسی کو لواط کے طریقے سے پورا کرنا، قوم لوط کے درمیان ایک سنت اور معاشرتی اخلاق

کے طور پر رائج ہو گیا تھا۔ قالوا لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق و ء انک لتعلم ما نريد

جب قوم لوط نے حضرت لوط (ع) کی لڑکیوں سے شادی کرنے کو اپنے خیال میں بے جا سمجھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتوں سے شادی کرنے کو ممنوع خیال کرتے تھے یا یہ کہ ان کا جنسی اخلاق اس حد تک، طبعی راستہ سے خارج ہو چکا تھا کہ جنس مخالف کی طرف ان کا میلان ختم ہو چکا تھا۔

۳۔ قوم لوط کا لواط اور ہم جنس بازی کی طرف میلان اور عورتوں کی طرف شوق نہ رکھنا سبب بنا کہ انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی پیشکش (ان کی لڑکیوں سے شادی کر لو اور ان کے مہمانوں کے ساتھ تجاوز نہ کرو) کو ٹھکرا دیا۔  
قالوا لقد علمت ما لنا في بناتك من حق و انك لتعلم ما نريد

۳۔ حضرت لوط علیہ السلام متعدد بیٹیاں رکھتے تھے۔ ما لنا في بناتك من حق

۵۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم میں اس بد اخلاق اور بری عادت ہم جنس بازی کے راسخ ہونے سے آگاہ تھے۔  
و انك لتعلم ما نريد

قوم لوط (ع): قوم لوط (ع) اور مہمان لوط علیہ السلام ۱، ۳؛ قوم لوط (ع) کا جھکاؤ ۳؛ قوم لوط (ع) کی رسومات ۵، ۲؛ قوم لوط (ع) کی ہم جنس بازی ۲، ۳، ۵؛ قوم لوط (ع) میں ازدواج ۲؛ قوم لوط (ع) میں لواط (ع) ۲، ۳  
لوط علیہ السلام: لوط علیہ السلام کا قصہ ۱، ۳؛ لوط علیہ السلام کی آگاہی ۵؛ لوط علیہ السلام کی بیٹیوں سے ازدواج کو رد کرنا ۳؛ لوط علیہ السلام کی پیشکش کو رد کرنا ۱، ۳؛ لوط علیہ السلام کی متعدد بیٹیاں ۳

## آیت ۸۰

﴿قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ﴾

لوط نے کہا کاش میرے پاس قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعہ میں پناہ لے سکتا (۸۰)

۱۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے آپ کو فسادی حملہ آوروں کے درمیان ناتوان اور بے یار مددگار خیال کیا۔  
قال لو ان لي بكم قوة او آوى الى ركن شديد

۲۔ حضرت لوط علیہ السلام کی یہ آرزو تھی کہ ان ظالموں کے مقابلے میں وہ قدرت رکھتے اور اپنے مہمانوں کو بچا سکتے۔

قال لو أن لی بکم قوۃ

"لو" کا لفظ آیت میں حرف تمنا اور لیت کے معنی میں ہے یعنی (اے کاش)

۳۔ حضرت لوط ؑ کی یہ آرزو کہ ایک مطمئن پناہ گاہ ہو تجسمیں اپنے مہمانوں کو پناہ دیتے اور ان ظالموں کے تجاوز سے انہیں

بچاتے۔ قال لو ... أو ۛ اوی الی رکن شدید

۳۔ مہمانوں کو ظالموں کے تجاوز سے بچانے کی ضرورت۔ لو ان لی بکم قوۃ

۵۔ مفسدین اور ظالموں کے ساتھ مقابلہ کی ضرورت۔ لو ان لی بکم قوۃ

۶۔ ظلم اور ظالموں کے خلاف مقابلہ کرنے کی قدرت رکھنے کی آرزو کرنا، ایک مناسب اور پسندیدہ عمل ہے۔

لو ان لی بکم قوۃ أو ۛ اوی الی رکن شدید

آرزو: پسندیدہ آرزویں ۶؛ قدرت کی آرزو ۲، ۶؛ مقابلہ کرنے کے امکانات کی آرزو ۶

فساد: فساد سے مقابلہ ۶

قوم لوط: قوم لوط سے مقابلہ ۲

لوط ؑ: لوط ؑ کا بے یار و مددگار ہونا ۱؛ لوط ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ لوط ؑ کی آرزو ۲، ۳؛ لوط ؑ کی مہمان نوازی ۲، ۳؛

لوط ؑ کی پناہ گاہ کی تلاش ۳

مفسدین: مفسدین سے مقابلہ ۲، ۶؛ مفسدین سے مقابلہ کی اہمیت ۵

مہمان: مہمان کے دفاع کی اہمیت ۳

## آیت ۸۱

﴿قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصْلُوا إِلَيْكَ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرًا تَكُ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ﴾

تو فرشتوں نے کہا کہ ہم آپ کے پروردگار کے نمائندے ہیں یہ ظالم آپ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ آپ اپنے گھر والوں کو لے رات کے کسی حصے میں چلے جائیے ورنہ کوئی شخص کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھے سوائے آپ کی زوجہ کے کہ اس تک وہی عذاب آنے والا ہے جو قوم تک آنے والا ہے ان کا وقت مقرر ہنگام صبح ہے اور کیا صبح قریب نہیں ہے (۸۱)

۱۔ حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں نے حملہ آوروں کے مقابلے میں ان کی بے کسی دیکھ کر اپنی حقیقت (فرشتہ ہونا) کو حضرت لوط علیہ السلام کے لیے ظاہر کر دیا۔ قال لو ان لی بکم قوۃ ... قالوا یا لوط انا رسل ربک

۲۔ حضرت لوط (ع) کے پاس جو فرشتے مہمان بن کر آئے تھے وہ ان کے لیے خداوند متعال سے پیغام لانے تھے۔ قالوا یا لوط انا رسل ربک

مذکورہ بالا معنی اس سے حاصل ہوتا ہے کہ فرشتوں نے اپنے آپ کو خدا کی طرف سے پیغام لانے والا (رسل ربک) بتایا

۳۔ فرشتوں نے عذاب آنے کے وقت اور قوم لوط (ع) کی سزا سے حضرت لوط کو آگاہ کیا۔ انا رسل ربک لن یصلوا الیک فأسر ... الیس الصبح بقریب

۳۔ خداوند متعال، کفر اختیار کرنے والی اقوام کے عذاب کی اطلاع اس قوم کے پیغمبر کو دیتا ہے۔ انا ارسلنا الی قوم لوط ... و لما جاء ت رسلنا لوطاً ... قالوا یا لوط انا رسل ربک

۵۔ پیغمبروں کے علم و آگاہی کا محدود ہونا۔ قالوا یا لوط انا رسل ربک

۶۔ حضرت لوط (ع)، خداوند متعال کے تحت تربیت اور ان کی حمایت کے حامل تھے۔ انا رسل ربک مذکورہ معنی لفظ (ربک) (تیرا مربی و مدبر) سے حاصل ہوتا ہے۔

۷۔ لوط (ع) اپنے مہمانوں (جو گھر میں فرشتے تھے) کا دفاع کرنے اور ان حملہ آور ظالموں سے لڑنے کے لیے تیار تھے۔ لن یصلوا الیک



مذکورہ آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آور، فرشتوں پر تجاوز کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ظاہراً فرشتے کہہ رہے تھے (لن یصلوا الینا) وہ ہم تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ یہ بات دو مطلب کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مہمان پر تجاوز، میزبان پر تجاوز کے برابر ہے۔ ۲ حضرت لوط علیہ السلام جتنی قدرت رکھتے تھے حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار تھے۔

۸۔ عذاب پر مامور فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو اطمینان دلوایا کہ حملہ آور، ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ قالوا یا لوط انا رسل ربك لن یصلوا الیک

۹۔ انسان، فرشتوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اگرچہ وہ انسانوں کی شکل میں کیوں نہ ہوں۔  
یا لوط انا رسل ربك لن یصلوا الیک

۱۰۔ فرشتوں نے ظالموں کی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر تک رسائی کو روک دیا۔ انا رسل ربك لن یصلوا الیک فأسر بأهلك  
۱۱۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے چاہا کہ اپنے گھر والوں کو رات کے وقت اپنی قوم کے علاقے سے لے جائیں۔  
فأسر بأهلك بقطع من اللیل

"اسراء" "اسر" کا مصدر ہے جس کا معنی رات کو کوچ کرنا ہے۔ (بأهلك) میں "باء متعدی" کے لیے ہے اور (اللیل) میں "الف لام" حضوری ہے پس (فأسر...) کے جملے کا معنی یوں ہوگا: (اے لوط علیہ السلام) اپنے گھر والوں کو اس رات کے کسی حصے میں کوچ کرا دیں۔

۱۲۔ قوم لوط میں صرف ان کے اہل خانہ ایمان لائے تھے اور وہ ان کی قوم کے ظلم و گناہوں سے پاک تھے۔  
كانوا یعملون السیئات ... فأسر بأهلك بقطع من اللیل ... الا امراتك

۱۳۔ حضرت لوط (ع) اور ان کے گھر والوں کی نجات اسمیں تھی کہ وہ دیار قوم لوط سے نکل جائیں۔  
فأسر بأهلك بقطع من اللیل

۱۴۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اس بات کا پابند کیا گیا تھا کہ عذاب کے نازل ہونے سے پہلے مخفی طور پر اپنی قوم کو بتلائے  
بغیر ان کی سرزمین سے نکل جائیں۔ فأسر بأهلك بقطع من اللیل

فرشتوں کا یہ اصرار کہ حضرت لوط علیہ السلام رات کو یہاں سے کوچ کریں مذکورہ بالا تفسیر کی تائید کرتا ہے اور قابل ذکر ہے کہ یہ احتمال اس وقت دیا جاسکتا ہے جب فرشتوں کا حضرت لوط علیہ السلام کو یہ کہنا (فأسر...) عذاب نازل ہونے والی رات کو نہ ہو بلکہ ایک دن پہلے ان کو بتایا گیا ہو۔

۱۵۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ سے یہ چاہا کہ اپنے دیار سے نکلے وقت نہ رکیں اور پھر اپنے گھر واپس بھی نہ لوٹیں۔ و لا یلتفت منکم احد

۱۶۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو تاکید کی کہ اپنی زوجہ کو عذاب سے بچانے کے لیے ساتھ نہ لے جائیں۔ فأمر بأهلك بقطع من الليل ... الا امراتك

مذکورہ معنی اس وقت لیا جاسکتا ہے کہ جب (امراتک) (اہلک) سے استثناء ہو۔

۱۷۔ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر والوں میں سے صرف انکی اہلیہ نے رات کے وقت گھر سے کوچ نہیں کیا اور دیار قوم لوط میں واپس لوٹ آئی۔ و لا یلتفت منکم احد الا امراتک

مذکورہ بالا معنی اس احتمال کی بناء پر ہے جب (الا امراتک) کا جملہ (لا یلتفت ...) سے استثناء کیا گیا ہے۔ پس جملہ (لا یلتفت ...) انہ مصیبا ما اصابهم) کا یہ معنی ہوگا کہ کوئی بھی تم میں سے جانے سے نہیں رکنا چاہیے اور گھر واپس نہ لوٹے لیکن تمہاری اہلیہ اسکی نافرمانی کرے گی اور واپس لوٹے گی کیونکہ اسے عذاب الہی میں گرفتار ہونا ہے۔

۱۸۔ حضرت لوط علیہ السلام کی زوجہ، کو ضرور قوم لوط (ع) کے مقدر شدہ عذاب میں گرفتار ہونا تھا۔ انہ مصیبا ما اصابهم

(انہ) میں ضمیر، ضمیر شان ہے جو تاکید سے حکایت ہے۔

۱۹۔ حضرت لوط علیہ السلام کی زوجہ ان پر ایمان نہیں لائی اور قوم لوط کے گناہ میں برابر کی شریک تھی۔ فأمر فأهلك ... الا امراتک انہ مصیبا ما اصابهم

(انہ مصیبا ما اصابهم) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی، قوم لوط کی سزا میں برابر کی شریک تھی یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ اس کا گناہ بھی قوم لوط کے گناہ کی طرح تھا۔ گویا کہ وہ اس کے کاموں پر راضی تھی یا جیسا کہ بعض روایات میں یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ گناہ کرنے میں وہ ان کی مدد کرتی تھی۔

۲۰۔ انبیاء کرام سے رشتہ داری، عذاب الہی سے نجات دینے میں مؤثر نہیں ہے۔ الا امراتک انہ مصیبا ما اصابهم

۲۱۔ گنہگاروں کیلئے مقدر شدہ سزاؤں کو جاری کرنے میں ان کے حسب و نسب کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے۔ الا امراتک انہ مصیبا ما اصابهم

۲۲۔ ادیان الہی کی نگاہ میں عورت ایک مستقل فکر و عقیدہ کی مالک اور اپنے اعمال کی خود ہی جواب دہ ہے۔

فأمر فأهلك بقطع من الليل ... الا امراتک انہ مصیبا ما اصابهم

۲۳۔ فرشتوں کا دیار قوم لوط میں اول صبح کو آنا اس قوم پر نزول عذاب کا مقرر وقت تھا۔ ان موعدهم الصبح  
 "الصبح" میں "الف ولام" مضاف الیہ کی جگہ پر ہے پس (ان موعدهم الصبح) کا معنی یوں ہوگا کہ آج رات کی سحر کو قوم  
 لوط پر عذاب موعود کا وقت ہے۔

۲۴۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے چاہا کہ اپنے جانے میں دیر نہ کریں کیونکہ عذاب الہی کا وقت قریب ہے۔  
 فأسر بأهلك ... ان موعدهم الصبح الیس الصبح بقریب

جملہ "ان موعدهم الصبح" جملہ "فأسر بأهلك" کی علت کے قائم مقام ہے۔

۲۵۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرشتوں سے چاہا کہ اسکی قوم کو عذاب دینے میں جلدی کریں۔  
 ان موعدهم الصبح الیس الصبح بقریب

(الیس) میں استفہام تقریری ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ مخاطب، مضمون جملہ کا اعتراف و اقرار کر رہا ہے کہ اس کے  
 بعد وہ واقع ہو۔ اور حضرت لوط علیہ السلام سے یہ اقرار و اعتراف لینا کہ انکی قوم کا عذاب نزدیک ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ  
 کرتا ہے کہ وہ اپنی قوم پر عذاب میں تعجیل کے خواہاں تھے۔

۲۶۔ عن ابی جعفر علیہ السلام ... "فلما جاء آل لوط المرسلون ... قالوا: ... (فأسر بأهلك) یا لوط اذا مضى لك من  
 يومك هذا سبعة ايام و لیا لیها "بقطع من الليل" اذا مضى نصف الليل ... (۱)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ... جب اللہ تعالیٰ کے فرشتے خاندان لوط علیہ السلام کے پاس آئے ... تو انہوں نے کہا ... اے  
 لوط (ع) اس تاریخ سے سات رات و دن گزرنے کے بعد آدھی رات کو اپنے اہل خانہ کو اس سرزمین سے باہر لے جائیں  
 ۲۷۔ عن ابی جعفر علیہ السلام ... ان الله تعالى لما اراد عذابهم (قوم لوط) ... بعث اليهم ملائكة ... و قالوا للوط : ا  
 سر بأهلك من هذا القرية الليلة ... فلما انتصف الليل سار لوط بيناته ... (۲)

(۱) علل اشراغ، ص ۵۴۹، ح ۴، ب ۳۴۰۔ نور الثقلین ج ۲ ص ۳۸۳، ح ۱۶۵۔

(۲) علل اشراغ، ص ۵۵۰، ح ۵، ب ۳۴۰۔ نور الثقلین، ج ۲ ص ۳۸۴، ح ۱۶۶۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں کو ان کی طرف بھیجا... انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ آج رات اس آبادی سے اپنے گھر والوں کو دور لے جائے... جب آدھی رات ہوئی تو حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیٹیوں کو آبادی سے دور لے گئے...

۲۸\_ عن ابی بصیر و غیرہ عن احدہما علیہما السلام ... لما قال جبرئیل : " انا رسل ربك " قال له لوط (ع) : نعم قال: یا جبرئیل عجّل ، قال : یا جبرئیل عجّل ، قال : ( ان موعدهم الصبح الیس الصبح بقرب ) " فأدخل جناحه تحتها حتّٰی اذا استعلت قلبها علیهم و رمی جدران المدینہ بحجار من سجّیل و سمعت امرأۃ لوط الھدّۃ فھلکت منها

(۱)

ابو بصیر اور ان کے علاوہ دوسرے افراد امام باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت جبرئیل نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ تو حضرت لوط علیہ السلام نے کہا جلدی کرو جناب جبرئیل نے کہا ٹھیک ہے پھر حضرت لوط علیہ السلام نے کہا جلدی کرو حضرت جبرئیل نے کہا ان کے عذاب کا وقت صبح ہے کیا صبح نزدیک نہیں ہے؟... پھر اس (جبرئیل) نے اپنے پروں کو اس علاقہ کی زمین کے اندر داخل کیا پھر جب آبادی اوپر کی طرف گئی تو اس نے اوپر سے ان کو نیچے گرا دیا اور اس شہر کی دیواروں کو سجیل (مٹی کے پتھروں) سے سنگ باری کی، لوط علیہ السلام کی زوجہ نے دیواروں کے گرنے کی سخت آواز کو سنا اور اسی آواز کے سبب ہلاک ہو گئی۔

انبیاء: انبیاء اور کافروں کا عذاب ۳؛ انبیاء کے ساتھ رشتہ داری ۲۰؛ انبیاء علیہم السلام کے علم کا احاطہ ۵

انسان: انسان اور ملائکہ ۹؛ انسانوں کا عاجز ہونا ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی امداد ۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۶

پیغمبر الہی: ۲ روایت: ۲۶، ۲۷، ۲۸ سزا: سزا دینے میں عدالت کرنا ۲۱

سزا کا قانون: ۲۱

عذاب: اہل عذاب ۱۸؛ سجیل کے ساتھ عذاب ۲۸؛ صبح کو عذاب ۲۳، ۲۸؛ عذاب سے نجات ۲۰؛ عذاب کا اظہار ۲۸

(۱) علل اشراؑع، ص ۵۵۲، ح ۶، ب ۳۴۰؛ تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۵۶، ح ۵۴۔

عورت: ادیان الہی میں عورت ۲۲؛ عورت کا استقلال ۲۲؛ عورت کی ذمہ داری ۲۲  
کفار: کفار کے عذاب کا اعلان ۳

قوم لوط ﷺ: سرزمین قوم لوط (ع) سے ہجرت ۱۳، ۱۳، ۱۵؛ قوم لوط (ع) کا عذاب ۲۳، ۲۴، ۲۸؛ قوم لوط (ع) کے عذاب کا وقت ۳، ۲۳، ۲۸؛ قوم لوط (ع) کے عذاب میں تعجیل ۲۵؛ قوم لوط (ع) کے گناہ گار ۱۹

قوم لوط ﷺ: لوط ﷺ اور ملائکہ ۲۵، ۲۸؛ لوط ﷺ پر ایمان لانے والوں کی قلت ۱۲؛ لوط ﷺ کے اطمینان ۸؛ لوط ﷺ کا قصہ : ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۸؛ لوط ﷺ کا کفر کرنے والے ۱۹؛

قوم لوط (ع) کا مربی ۶؛ لوط (ع) کا مقابلہ ۴؛ لوط (ع) کو وحی ۲؛ لوط (ع) کی اینٹ ۸؛ لوط ﷺ کی جلدی ۲۳؛ لوط ﷺ کی ذمہ داری ۱۳؛ لوط ﷺ کی رات کو ہجرت ۱۱، ۲۴؛ لوط ﷺ کی زوجہ کا عذاب ۱۸؛ لوط ﷺ کی زوجہ کا کفر ۱۹؛ لوط ﷺ کی زوجہ کا گناہ ۱۹؛ لوط ﷺ کی گھر والوں کی ہجرت ۱۳؛ لوط ﷺ کی مہمان نوازی ۴؛ لوط ﷺ کی نجات ۱۳؛ لوط ﷺ کی ہجرت ۱۳، ۱۳؛ لوط ﷺ کی ہمسر کا مقدر ۱۸؛ لوط ﷺ کی گھر والوں کا ایمان ۱۲؛ لوط ﷺ کے گھر والوں کا پاک ہونا ۱۲؛ لوط ﷺ کے مہمانوں کی رسالت ۲؛ لوط ﷺ کے گھر والوں کی نجات ۱۳، ۲۶، ۲۷؛ لوط ﷺ کے مہمان ۱؛ لوط (ع) کے ہمسفران ۱۷، ۱۷؛ ہمسر لوط (ع) الہی عذاب کے وقت ۱۶، ۱۷؛ ہمسر لوط ﷺ کا ہلاک ہونا ۲۸

ملائکہ: ملائکہ اور قوم لوط ۱۰؛ ملائکہ اور قوم لوط کا عذاب ۳؛ ملائکہ اور لوط ﷺ ۲، ۸، ۱۱، ۱۵، ۱۶، ۲۳، ۲۶؛ ملائکہ اور لوط ﷺ کے گھر والے ۱۵؛ ملائکہ کو نقصان پہنچانا ۹؛ ملائکہ کی نصیحت ۱۶

مہمان: مہمان سے دفاع کرنا ۷

## آیت ۸۲

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ﴾

پھر جب ہمارا عذاب آگیا تو ہم نے زمین کو تہ و بالا کر دیا اور ان پر مسلسل کھرنجے دار پتھروں کی بارش کر دی (۸۲)  
۱۔ اللہ تعالیٰ نے دیار قوم لوط کو تہ و بالا کر کے ان کو نزول عذاب میں گرفتار کیا۔ فلما جاء أمرنا جعلنا عاليها و سافله (عاليها) (سافلها) اور "عليها" میں جو "ہا" کی ضمیر ہے وہ قریہ یا بہتسی بستیوں کی طرف لوٹتی ہے کہ جسمیں قوم لوط زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر چیز کے عالی اور سافل سے اس کے اوپر اور نیچے والا حصہ مراد ہے (لسان العرب)  
۲۔ اللہ تعالیٰ نے دیار قوم لوط کو تہ و بالا کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر سجیل (کھرنجے دار پتھر) برسائے ان کو ہلاک کر دیا۔ فلما جاء أمرنا ... أمطرنّا علیہا حجارة من سجیل

(سجیل) کا لفظ فارسی زبان کا ہے۔ عربی زبان میں استعمال ہو کر معرب ہو گیا ہے یعنی۔ (کھرنجے دار پتھر) اور اس کا تلفظ (سجیل) ہے (لسان العرب)

۳۔ قوم لوط دو مقامات پر ساکن تھے ایک بلند مقام (پھاڑ کے دامن) اور دوسرے نیچے (ہموار زمین) پر۔ جعلنا علیہا سافله جملہ (جعلنا عالیہا سافلہا) کا دو طریقوں سے معنی کیا جاسکتا ہے ۱۔ دیار قوم لوط کے اوپر والے حصے کو ہم نیچے لائے یعنی اس کو تہ و بالا کر دیا ۲۔ وہ گھر جو پھاڑ کے دامن میں تھے انہیں ہموار زمین پر گر دیا۔ مذکورہ بالا مطلب دوسرے احتمال کی بنا پر ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان فرشتوں کے ذریعہ دیار قوم لوط کو تباہ اور انہیں ہلاک کر دیا۔

انا أرسلنا الی قوم لوط ... انا رسل ربك ... فلما جاء أمرنا جعلنا عالیہا سافله

اللہ تعالیٰ نے دیار قوم لوط کی تخریب اور ان کے عذاب کے لیے فرشتوں کو بھیجا۔ لیکن اس کام اور نزول عذاب کی نسبت اپنی طرف دیتے ہوئے فرمایا: (انا أرسلنا الی قوم لوط) اور جملہ (جعلنا عالی ہا سافلہا) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتے نزول عذاب کے لیے وسیلہ تھے اور ان کا کام افعال الہی کا جلوہ تھا۔

۵۔ کائنات میں فرشتوں کا عمل و دخل، حکم الہی سے اور اس کے افعال کا جلوہ ہے۔

انا أرسلنا الی قوم لوط ... فلما جاء أمرنا جعلنا عالی ہا سافله

۶۔ قوم لوط (ع) کے علاقہ کو تہہ و بالا کرنا اور ان پر پتھروں کی بارش کرنا یہ امر الہی سے بھیجا ہوا عذاب تھا۔  
فلما جاء أمرنا جعلنا عاليها سافلها و امرنا عليها حجارة

(اُمرنا) سے مراد عذاب الہی ہے۔ "عذاب" کو امر کہنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ نازل شدہ عذاب، امر اور فرمان الہی کی وجہ سے تھا۔

۷۔ قوم لوط پر نازل ہونے والا عذاب، سخت اور خوف ناک تھا۔ فلما جاء أمرنا جعلنا عاليها سافلہ

(نا) ضمیر متکلم کی طرف لفظ (امر) کا اضافہ کرنا عذاب کی عظمت اور بزرگی کو بتاتا ہے۔

۸۔ ظالم قوم لوط پر جو پتھر گرائے گئے وہ مٹی کے تہہ بہ تہہ اور آپس میں ملے ہوئے پتھر ہوئے تھے۔  
و أمطرنا عليها حجارة من سجيل منضود

۔ (منضود) یعنی ایک دوسرے کے اوپر رکھے گئے یہ لفظ (سجیل) کی صفت واقع ہوئی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جو پتھر قوم لوط پر برسائے گئے مختلف تہہ میں لگے ہوئے اور آپس میں ملے ہوئے تھے۔

۹۔ عن ابی جعفر (ع) ... ان جبرئیل قال (لرسول الله) انی نودیت من تلقاء العرش ... اهبط الی قریۃ قوم لوط و ما حوت فاقلعتها من تحت سبع ارضین ... فهبطت علی اهل القرية ... فاقلعتها ... ثم عرجت بها ... فقلبتہا علیہم حتی صار ا سفلہا ا علاہا ... فقال له رسول الله یا جبرئیل و ا ین کانت قریتہم فی البلاد؟ فقال جبرئیل کان موضح قریتہم فی موضع بحیرۃ طبریۃ الیوم و ہی فی نواحی الشام قال له الرسول الله ﷺ ا رایتک حین قلبتہا علیہم فی ایّ موضع من الارضین وقعت القرية و اهلها؟ فقال یا محمد ﷺ وقعت فیما بین بحر الشام الی مصر فصارت تلواً فی البحر...<sup>(۱)</sup>

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبرئیل آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ عرش سے نداء آئی کہ آبادی لوط اور اس کے درمیانی حصے کی طرف اتر جاؤ اور اس جگہ کو سات زمینوں کے نیچے سے کھود ڈالو۔ اور میں وہاں گیا اور اس جگہ کو

(۱) علل الشرائع، ص ۵۵۱، ج ۵، ب ۳۴۰۔ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۸۴، ۱۶۶

کھودا... اور اسکو اوپر کی طرف اٹھایا اور اس کو ان کے اوپر گرا دیا یہاں تک کہ وہ تہہ و بالا ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے جبرئیل سے سوال کیا قوم لوط کی آبادی کہاں تھی؟ جبرئیل نے جواب دیا کہ ان کی آبادی آج جہاں دریا طبریہ واقع ہے وہاں ان کی آبادی تھی کہجو شام کے نواحی علاقہ میں واقع تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے فرمایا: یہ بتاؤ کہ جب ان کی آبادی کو ان پر خراب کر دیا تو وہ آبادی اور وہاں کے لوگ زمین کے کس مقام پر گرے۔ جبرئیل ﷺ نے عرض کی اے محمد ﷺ شام و مصر کے درمیان دریا پر گرے اور ایک ٹیلے کی صورت میں ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت اور قصہ لوط ﷺ ۹

اللہ تعالیٰ: افعال الہی کی نشانیاں ۵؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۵، ۶؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱، ۲، ۳، ۶، ۷

سرزمین: قوم لوط کی سرزمین کا تہہ و بالا ہونا ۱، ۶؛ قوم لوط کی سرزمین کا جغرافیہ ۳

روایت: ۹

عذاب: عذاب استیصال ۱؛ عذاب سنجیل ۲، ۶، ۸؛ عذاب کا ذریعہ ۲، ۸؛ عذاب کے مراتب ۷

قوم لوط (ع): قوم لوط (ع) پر پتھروں کی بارش ۶؛ قوم لوط (ع) کا سخت عذاب ۷؛ قوم لوط (ع) کا عذاب ۱، ۲، ۳، ۸؛ قوم

لوط (ع) کی تاریخ ۱، ۲، ۷؛ قوم لوط ﷺ کی ہلاکت ۲، ۳؛ قوم لوط (ع) کے عذاب کا سبب ۶؛ قوم لوط (ع) کے عذاب کی

کیفیت ۹؛ قوم لوط (ع) کے عذاب والے پتھروں کی خصوصیات ۸

ملائکہ: افعال ملائکہ کا سبب ۵؛ ملائکہ کا عذاب ۳؛ ملائکہ کی قدرت ۳



## آیت ۸۳

﴿مُسْوَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ﴾

جن پر خدا کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے اور وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہے (۸۳)  
۱۔ ظالم قوم لوط پر جو پتھر برسائے گئے ان پر ایک مخصوص نشانی تھی جس سے صرف اللہ تعالیٰ ہی آگاہ تھا۔  
مُسْوَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ

(سمیۃ) و (سیماء) کا معنی نشانی و علامت ہے اور (تسویم) (مُسْوَمَةٌ کا مصدر ہے) جس کا معنی علامت قرار دینا ہے۔  
یعنی نشانی و علامت رکھنے والی۔ مذکورہ بالا تفسیر میں (عند ربک) کو (مُسْوَمَةٌ) کے متعلق قرار دیا گیا ہے۔  
۲۔ قوم لوط پر جن پتھروں کو گرایا گیا وہ ایسی جگہ پر تھے کہ اللہ تعالیٰ کے علاو کوئی بھی اس جگہ پر دستر سینہ نہیں رکھتا تھا۔  
حجارة من سجيل منضود — مُسْوَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ

یہ مذکورہ تفسیر اس صورت میں ہو سکتی ہے جب ہم (عند ربک...) کو لفظ (مُسْوَمَةٌ) کی طرح لفظ (حجارة) کے لیے صفت قرار دیں نہ یہ کہ لفظ (مُسْوَمَةٌ) کے لیے متعلق وقع ہو۔ اس صورت میں (عند ربک...) کا معنی یوں ہوگا کہ وہ پتھر جو نازل ہوئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس تھے یعنی جس جگہ پر موجود تھے اس جگہ سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ تھا۔  
۳۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ انسانوں کے نظام کو منظم کرنے کے لیے گنہگاروں اور ظالموں کو سزا دے۔  
مُسْوَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ

۳۔ قوم لوط (ع)، لواط جیسے برے عمل میں آلودہ ہونے کی وجہ سے خداوند عالم کی بارگاہ میں ظالم لوگ شمار ہوتے تھے۔  
وماہی من الظالمین ببعد

۵۔ قوم لوط کیبستی، مکہ کی سرزمین سے کچھ زیادہ فاصلہ نہیں رکھتی تھی۔ ماہی عن الظالمین ببعد  
مذکورہ معنی اسی صورت میں ہے کہ جب (ہی) کی ضمیر کو قوم لوط کی بستی یا بستیوں کی طرف لوٹائیں، اور (الظالمین) سے مراد کفار و مشرکین مکہ ہوں۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کا انکار کرنے والوں اور مشرکین کو دنیاوی عذاب اور پتھروں کے نازل ہونے کے عذاب سے ڈرایا۔ و ماہی من الظالمین ببعد

آنحضرت ﷺ کو مخاطب (عند ربك) قرار دینے کے بعد جملہ (وما ہی...) کا ذکر ممکن ہے اس بات پر قرینہ ہو کہ ان (الظالمین) سے مراد عصر بعثت کے کافر و مشرک ہیں۔

۷۔ ستمگر معاشرے، دنیاوی سزاؤں اور پتھروں والے عذاب میں گرفتار ہونے والے ہیں۔ وما ہی من الظالمین ببعید سیاق کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (ہی) کی ضمیر ممکن ہے (قریۃ) یعنی بستی یا بستیوں کی طرف لوٹے، یا پہلے والی آیت میں لفظ (حجۃ) کی طرف پلٹ رہی ہو۔ تو دوسری صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ فلاں پتھر ظالموں سے دور نہیں ہے، یعنی ظالم اس عذاب میں گرفتار ہونے والے ہیں اور ان کے لیے اس طرح کے پتھر آمادہ ہیں۔

۸۔ ہنجنس بازی کرنا ظلم ہے اور جو معاشرہ جو اس مرض میں مبتلا ہے وہ دنیاوی عذاب میں گرفتار ہونے والا ہے۔ و ما ہی من الظالمین ببعید

مذکورہ آیات کی روشنی میں (الظالمین) سے مراد لواط کرنے والے لوگ ہیں۔

۸۔ اللہ تعالیٰ، انسانوں کو گزرے ہوئے لوگوں کے واقعات اور ظالموں کے برے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ و ما ہی من الظالمین ببعید

مذکورہ تفسیر اس صورت میں ہے جب ہم (ہی) کی ضمیر سے مراد قوم لوط کی آبادی لیں تو (ما ہی...) کا جملہ لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ قوم لوط کی آبادی کی طرف نگاہ کرو اور عذاب الہی کے آثار کا مشاہدہ کرو تا کہ تم اس سے عبرت حاصل کر سکو۔

۱۰۔ عن ابی جعفر علیہ السلام... قال اللہ عزوجل لمحمد ﷺ : " و ما ہی من الظالمین ببعید" من ظالمی امتک ان عملوا ما عمل قوم لوط... (۱)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے:... کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب ہو کر فرما رہا ہے: اگر تیری امت نے قوم لوط والے عمل کو انجام دیا، تو وہ پتھر ظالموں سے دور نہیں ہیں۔

آنحضرت ﷺ :

(۱) کافی، ج ۵، ص ۵۴۶، ح ۵؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۷۷، ح ۱۵۵۔

آنحضرت ﷺ کے منکرین کی سزا ۶۱

انسان: انسانوں کو دعوت ۹; انسانوں کا مدبر ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا خوف دلوانا ۶; اللہ تعالیٰ کا علم ۱۰; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ۹

پتھر پتھر کی بارش سے ڈرانا ۶

سرزمین: قوم لوط کی سرزمین اور مکہ ۵; قوم لوط کی سرزمین کا جغرافیہ ۵

سزا: دنیاوی سزاؤں سے ڈرانا ۶

ظالمین: ظالموں پر پتھروں کی بارش ۷; ظالموں کی دنیاوی سزا ۷; ظالموں کی سزا ۳; ظالموں کے انجام سے عبرت ۹; ظالموں

کے انجام کا مطالعہ ۹; ظالموں کے عذاب کا نزدیک ہونا ۱۰

ظلم: ظلم کے موارد ۳، ۸

عبرت: عبرت کے اسباب ۹

عذاب: سخیل (چھوٹے نوکیلے پتھر) کا عذاب ۱، ۷; عذاب سے ڈرانا ۶

قوم لوط: قوم لوط کا ظلم ۲; قوم لوط کے عذاب والے پتھروں کی جگہ ۲; قوم لوط کے عذاب والے پتھروں کی نشانی ۱; قوم

لوط میں لواط ۳

کفار: کفار کے موارد ۶

گنہگار: گنہگاروں کی سزا ۳

لواط: لواط کا ظلم ۷

مشرکین: مشرکین کو ڈرانا ۶

ہم جنس باز لوگ: ہم جنس باز لوگوں کا دنیا میں عذاب ۸

ہمجنس بازی: ہمجنس بازی کا ظلم ۸

## آیت ۸۳

﴿وَالِی مَدَیْنٍ أَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهِ غَیْرُهُ وَلَا تَتَّبِعُوا الْمَکِیَالَ وَالْمِیْزَانَ لِیِّیَ أَرَأَیْتُمْ بِخَیْرِ  
وَلِیِّیَ أَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ﴾

اور ہم نے مدین کی طرف ان کی بھائی شعیب کو بھیجا تو انھوں نے کہا کہ اے قوم اللہ کی عبادت کر کہ اس کے علاوہ تیرا کوئی خدا نہیں ہے اور خبردار ناپ تول میں کمی نہ کرنا کہ میں تمھیں بھلائی میں دیکھ رہا ہوں اور میں تمھارے بارے میں اس دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو سب کو احاطہ کر لے گا (۸۳)

۱۔ حضرت شعیب ؑ، انبیاء اور رسل الہی میں سے تھے۔ و الی مدین اخاهم شعیب

۲۔ حضرت شعیب ؑ کی رسالت، مدائن کے لوگوں تک محدود تھی۔ و الی مدین اخاهم شعیب

۳۔ حضرت شعیب ؑ اور مدائن کے لوگوں کے درمیان رشتہ داری اور حسب و نسب تھا۔

و الی مدین اخاهم شعیب

(آخا ہم) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت شعیب ؑ اہل مدائن میں سے تھے اور ان کے رشتہ دار تھے یا یہ کہ ان کے لیے درد دل رکھنے والے تھے۔ مذکورہ معنی احتمال اول کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ حضرت شعیب، ؑ مقام رسالت پر فائز ہونے سے پہلے بھی مدائن کے لوگوں سے محبت اور ان کے دکھ میں شریک

تھے۔ و الی مدین اخاهم شعیب

۵۔ حضرت شعیب ؑ نے لوگوں کے نفسیاتی پہلو کو اجاگر

کرتے ہوئے اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ قال یا قوم اعبدوا اللہ

(یا قوم) کے جملے سے خطاب کرنا، نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔

۶۔ حضرت شعیب ؑ کا مدائن کے لوگوں کو پہلا پیغام، خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کی دعوت دینا تھا۔

قال یا قوم اعبدوا اللہ

۷۔ مدائن کے لوگ، اللہ تعالیٰ کے وجود پر اعتقاد رکھتے تھے۔ قال یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۸۔ اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھنا، تاریخ بشر میں بہت بنیادی اعتقاد ہے۔ قال یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۹۔ حضرت شعیب ؑ کی قوم، مشرک اور عبادت الہی سے منہ موڑنے والی تھی۔ اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۰۔ انسان، قدیم ایام سے ہی معبود کی عبادت اور اسکی طرف جھکاؤ رکھتا ہے۔ اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ضروری ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کی لائق نہیں ہے۔

اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۲۔ توحید عملی کی بنیاد، توحید نظری ہے۔ اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۳۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی حقیقت میں لائق عبادت ہے۔ اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۴۔ حضرت شعیب ؑ کی اصلی ذمہ داری، شرک کا مقابلہ کرنا تھا۔ قال یا قوم ... ما لکم من الہ غیرہ

۱۵۔ حضرت شعیب ؑ نے اپنی قوم کو یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور ان کو توحید پرستی اور شرک

سے دور رہنے کی دعوت دی۔ قال یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ

۱۶۔ حضرت شعیب (ع) نے اپنی قوم سے چاہا کہ ترازو میں دھوکا اور ناپ تول میں کمی نہ کریں۔

و لا تنقصوا المکیال و المیزان

(مکیال) پیمانہ کے معنی میں ہے۔ کم کرنے کا معنی یا تو متعارف حجم سے کم یا متعارف مقدار کے پیمانہ کو پورا نہ بھرنا ہے (

میزان) بھی ترازو کے معنی میں ہے۔ ترازو کو کم رکھنے کا معنی یا تو یہ ہے کہ متعارف مقدار سے کم اس میں وزن کیا جائے یا

جو تولنے کی مقدار ہے اس کو کم کرنا ہے کہ وہ مقدار معین سے کم ہو۔

۱۷۔ حضرت شعیب ؑ کی قوم کے درمیان کاروباری امور میں کم فروشی اور بے عدالتی کا پایا جانا۔

و لا تنقصوا المکیال و المیزان

۱۸۔ حضرت شعیب ؑ کی قوم، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، روزی اور مال و منال سے بہرہ مند تھے۔ انی اری کم بخیر

(اری) کا مصدر (رؤیت) ہے جو دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ (بخیر) میں باء ملا بست ہے یہاں (خیر) سے مراد پہلے والی آیت (لا تنقصوا...) کے قرینہ کی وجہ سے روزی اور مال و ثروت ہے۔ تو آیت کا معنی یوں ہوگا کہ تم تو مال و ثروت رکھنے والے لوگ ہو تمہارے لیے یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تم کم تولنے کا بہانہ بناؤ۔

۱۹۔ حضرت شعیب ؑ کی قوم نے اپنی زندگی میں روزی اور مال و ثروت فراواں رکھنے کے باوجود بھی دھوکہ دہی اور کم تولنا شروع کر دیا تھا۔ لا تنقصوا ... ان اری کم بخیر

۲۰۔ لوگوں کا غنی و ثروت مند ہونا، کوئی بنیادی دلیل نہیں بن سکتی کہ وہ تجارت میں دھوکہ دہی نہ کرے۔  
لا تنقصوا المکیال و المیزان انی اری کم بخیر

۲۱۔ حضرت شعیب ؑ کی قوم، فہم و ذکاوت سے بہرہ مند تھی۔ انی اری کم بخیر

(انی ارا کم بخیر) کے جملے کو (اعبدوا اللہ...) کے لیے علت قرار دے سکتے ہیں تو اس صورت میں (خیر) سے مراد ہوش و ذکاوت ہوگی کیونکہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف توجہ ہونا عقل و فہم کے ساتھ سازگار ہے۔ تو اس صورت میں (اعبدوا اللہ...) انی اری کم بخیر) کا معنی یوں ہوگا کہ تم لوگ عقل و فہم رکھتے ہو لہذا وحدہ لا شریک کی عبادت کرو۔ تم سے بعید ہے کہ اس کے ساتھ شریک قرار دو۔

۲۲۔ حضرت شعیب ؑ اپنی قوم کے گنہگار اور مشرکین کے مستقبل کے بارے میں پریشان تھے۔  
انی ا خاف علیکم عذاب یوم محیط

۲۳۔ غیر اللہ کی عبادت، عبادت میں شرک اور ظلم کرنا نیز تجاوز کرنے میں جلدی کرنا، قیامت کے عذاب کا سبب ہے۔  
اعبدوا اللہ ... ولا تنقصوا المکیال ... انی ا خاف علیکم عذاب یوم محیط

۲۳۔ قیامت کے دن کا عذاب، ایسا عذاب ہے جو تمام گنہگاروں اور کافروں کو شامل ہوگا۔ انی ا خاف علیکم عذاب یوم محیط

کلمہ (محیط) کا معنی (احاطہ کرنے والا اور تمام کو شامل ہونے والا) ہے ظاہراً یہ (یوم) کے لفظ کے لیے صفت واقع ہوا ہے۔ اصل میں عذاب کی صفت کو بیان کر رہا ہے یعنی "محیط عذابہ"

۲۵۔ قیامت کے دن کے عذاب میں گرفتار ہونے والوں کا فرار ناممکن ہے۔ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مَّحِیْطٍ (عذاب) کی جو صفت "تمام کو شامل ہونے والا" بیان ہوئی ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عذاب کے مستحق ہیں۔ تمام لوگوں کو شامل ہوگا کسی سے نہیں ٹلے گا۔ یعنی جو مستحق عذاب ہیں ان سے ٹلنے والا نہیں ہے۔ یعنی گنہگاروں پر ہر طرف سے اس طرح عذاب آجائے گا کہ وہ کسی صورت میں فرار نہیں کر سکیں گے۔

۲۶۔ عن ابی عبد اللہ ؑ : لم یبعث اللہ عزوجل من العرب الا خمسة انبیاء : ہوداً و صالحاً و اسماعیل و شعیباً و محمداً خاتم النبیین ﷺ ، وکان شعیب بکاء (۱)

امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عربوں میں سے صرف پانچ انبیاء ؑ کو مبعوث رسالت فرمایا ہے حضرت ہود ؑ ، حضرت صالح ؑ ، حضرت اسماعیل ؑ ، حضرت شعیب ؑ اور خاتم المرسلین ﷺ لیکن حضرت شعیب ؑ ان میں سے سب سے زیادہ گریہ کرنے والے تھے۔

۲۷۔ عن علی بن الحسین ؑ قال : ان اوّل من عمل المکیال و المیزان شعیب النبی ؑ عملہ بیدہ ... (۲)

امام علی بن الحسین زین العابدین (ع) فرماتے ہیں: پیمانہ اور ترازو کو سب سے پہلے بنانے والے حضرت شعیب نبی ؑ تھے، جسکو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

۲۸۔ عن ابی جعفر ؑ ( فی حدیث طویل ) ... و اما شعیب فانہ ارسل الی مدین و ہی لا تکمل اربعین بیتاً (۳)

امام باقر ؑ سے ایک بہت طولانی روایت ہے اسمیں حضرت ؑ فرماتے ہیں جب حضرت شعیب ؑ کو مدائن میں نبی بنا کر بھیجا گیا تو اسوقت مدائن میں چالیس گھر نہیں تھے۔

۲۹۔ عن ابی عبد اللہ ؑ فی قول اللہ : " انی اراکم بخیر " قال : کان سعرهم رخیصاً (۴)

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ (انی اراکم بخیر) سے مراد آیت میں یہ ہے کہ ان کے درمیان چیزوں کی قیمت کم تھی۔

اقتصاد: اقتصاد میں خلاف ورزی کے آثار ۲۳

(۱) قصص الانبیاء رواندی، ص ۱۴۵، ج ۱۵۷؛ بحار الانوار، ج ۱۲ ص ۳۸۵، ح ۱۱-۲) قصص الانبیاء رواندی، ص ۱۴۲، ح ۱۵۳؛ بحار الانوار، ج ۱۲، ص ۳۸۲، ح ۶۔

(۲) کمال الدین صدوق، ص ۲۲۰، ج ۲، ب ۲۲؛ بحار الانوار، ج ۱۱، ص ۵۱، ح ۴۹-۴) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۵۹، ح ۶۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۹۰، ح ۱۸۸۔

انبیاء: انبیاء سے رشتہ داری ۳؛ عرب کے انبیاء ﷺ ۲؛ علاقائی انبیاء ﷺ ۲

انسان: انسان کا جھکاؤ ۱۰

اہل مدائن: اہل مدائن کا انجام ۲۲؛ اہل مدائن کا شرک ۹؛ اہل مدائن کا عقیدہ ۷؛ اہل مدائن کا فہم ۲۱؛ اہل مدائن کا فہم و درک ۲۱؛ اہل مدائن کا کفر ۹؛ اہل مدائن کو اس کی پہچان ۷؛ اہل مدائن کو دعوت ۶، ۱۵، ۱۶؛ اہل مدائن کی اقتصادی خلاف ورزیاں ۱۴، ۱۹؛ اہل مدائن کی تاریخ ۹، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹؛ اہل مدائن کی شروتمندی ۱۸، ۱۹؛ اہل مدائن کی کم فروشی ۱۴، ۱۹؛ اہل مدائن کی نعمتیں ۱۸، ۲۱؛ اہل مدائن کے تعداد میں کمی ۲۸؛ اہل مدائن کے پیغمبر ۲؛ اہل مدائن میں اشیاء کا کم قیمت ہونا ۲۹؛ اہل مدائن میں بے عدالتی ۱۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی تاریخ ۷، ۸

اللہ کے رسول: ۱

ایمان: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ۸؛ توحید پر ایمان لانے کی اہمیت ۱۱

تبلیغ: تبلیغ میں احساسات کو ابھارنا ۵

توحید: توحید عبادی ۱۳؛ توحید عبادی کی اہمیت ۱۱، ۱۶؛ توحید عبادی کی طرف دعوت ۱۵، ۱۶؛ توحید عملی کا پیش خیمہ ۱۲؛ توحید نظری کی اہمیت ۱۲/ ثروت: ثروت اور اقتصادی خلاف ورزیاں ۲۰

جھکاؤ: عبادت کی طرف جھکاؤ ۱۰؛ معبود کی طرف جھکاؤ ۱۰

روایت: ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹

شرک: شرک سے اجتناب کی دعوت ۱۵؛ شرک عبادی کے آثار ۲۳

شعیب ﷺ: حضرت شعیب ﷺ اور اہل مدائن ۳؛ حضرت شعیب ﷺ اور ترازو ۲۷؛ حضرت شعیب ﷺ اور کثرت گریہ ۲۶؛ حضرت شعیب ﷺ اور گنہگار ۲۲؛ حضرت شعیب ﷺ اور مشرکین ۲۲؛ حضرت شعیب ﷺ اور ناپنے کا پیمانہ ۲۷؛ حضرت شعیب کا شرک سے مقابلہ ۱۳؛ حضرت شعیب ﷺ کا مہربان ہونا ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی پریشانی ۲۲؛ حضرت شعیب ﷺ کی تبلیغ ۱۵؛ حضرت شعیب ﷺ کی تبلیغ کا طریقہ ۵؛ حضرت شعیب ﷺ کی تعلیمات ۶؛ حضرت شعیب ﷺ کی دعوت دینا ۵، ۱۵، ۱۶؛ حضرت شعیب ﷺ کی رسالت ۱۳؛ حضرت



شعیب ؑ کی رسالت کا محدود ہونا ۲؛ حضرت شعیب ؑ کی قومیت ۲۶؛ حضرت شعیب ؑ کی نبوت ۱؛ حضرت شعیب ؑ کے پیش آنے کا طریقہ ۳؛ حضرت شعیب ؑ کے رشتہ دار ۳؛ حضرت شعیب ؑ کے فضائل ۳؛ حضرت شعیب ؑ نبوت سے پہلے ۳

ظلم: ظلم کے آثار ۱۳

عذاب: آخرت کے عذاب کا حتمی ہونا ۱۵؛ آخرت کے عذاب کا عمومی ہونا ۲۳؛ آخرت کے عذاب کی خصوصیات ۲۳؛ آخرت کے عذاب کے اسباب ۲۳

عقیدہ: اللہ تعالیٰ پر عقیدہ ۷؛ عقیدہ کی تاریخ ۷، ۸

کفار: کفار پر آخرت میں عذاب ۲۳

کم فروشی: کم فروشی سے منع کرنا ۱۶

گنہگار: گنہگاروں پر آخرت کا عذاب ۲۳

مشرکین: ۹

نظریہ کائنات: توحید نظریہ کائنات ۱۲، ۱۳؛ نظریہ کائنات اور عقیدہ ۱۱

## آیت ۸۵

﴿يَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾

اے قوم ناپ تول میں انصاف سے کام لو اور لوگوں کو کم چیزیں مت دو اور روئے زمین میں فساد مت پھیلاتے پھرو (۸۵)

۱۔ حضرت شعیب (ع) نے اپنے لوگوں سے تقاضا کیا کہ چیزوں کی خرید و فروخت کے ناپ و تول میں کمی نہ کریں۔

و یا قوم اوفوا المکیال و المیزان بالقسط

(مکیال) کا معنی پیمانہ ہے۔ اسکو پورا بھر کے دینے کا معنی یہ ہے کہ جو پیمانہ بازار میں چل رہ

ہے اس سے کم نہ ہو یعنی معمول کے مطابق پر کیا جائے۔ ناپ و تول کے پورا کرنے کا معنی یہ ہے جس چیز کو دیا جا رہا ہے اسکے وزن کی مقدار معمول بازار کے مطابق ہو اس سے کم نہ ہو۔

۲۔ حضرت شعیب ؑ اپنے لوگوں کو ان کے معاملات میں عدل و انصاف کرنے کی دعوت دینے والے تھے۔  
و یا قوم اوفوا المکیال و المیزان بالقسط

۳۔ قوم شعیب ؑ میں اقتصادی امور میں بے عدالتی اور ناپ تول میں کمی کرنا، واضح ترین اقتصادی انحراف تھا۔  
و یا قوم اوفوا المکیال و المیزان بالقسط

۴۔ حضرت شعیب ؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ لوگوں کی چیزوں کو خریدتے وقت ان کی مقدار میں کمی نہ کریں اور ان کی قیمت واقعی سے کم ظاہر نہ کرے۔ لا تبخسوا الناس اشیاء ہم  
(نخس) یعنی کم کرنا اور عیب دار بیان کرنا (المصباح المنیر)

۵۔ انبیاء کے پروگرام، عبادت، عقائد، معاشرتی اور اقتصادی مسائل کو شامل ہوتے ہیں۔  
یا قوم اعبدوا اللہ ... و لا تبخسوا الناس اشیاء ہم

۶۔ حضرت شعیب ؑ نے اپنے لوگوں کو پوری سرزمین پر فساد کرنے سے منع کیا۔ و لا تعثوا فی الارض مفسدین  
(عَثَوْ) (لا تعثوا) کا مصدر ہے جو فساد کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۷۔ فساد پھیلانا اور فساد کرنا، حرام اور ناپسندیدہ کام ہے۔ و لا تعثوا فی الارض مفسدین  
(مفسدین) کا لفظ حال کی تاکید ہے یعنی نہی "لا تعثوا لا تفسدوا" کی تاکید کے لیے آیا ہے۔

۸۔ کم تولنا اور لوگوں کی چیز کو بے ارزش و کم قیمت جلوہ دینا، حرام اور زمین پر فساد پھیلانا ہے۔  
أوفوا المکیال و المیزان ... و لا تعثوا فی الارض مفسدین

۹۔ فساد اور فساد پھیلانے کا مقابلہ کرنا، انبیاء کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ و لا تعثوا فی الارض مفسدین

۱۰۔ خوشحال معاشرے تمام سرزمین پر ظلم و ستم کو پھیلانے اور اقتصادی انحرافات کے خطرہ سے دوچار ہیں۔  
ان اری کم بخیر ... أوفوا المکیال ... و لا تعثوا فی الارض مفسدین

احکام: ۷، ۸

اقتصاد: اقتصاد میں عدالت کرنے کی دعوت ۲، ۳؛ اقتصادی خلاف ورزیوں کا سبب ۱۰؛ اقتصادی ضرر کی پہچان ۳، ۸  
انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کا جہاد ۹؛ انبیاء ﷺ کی تعلیمات کے پہلو ۵؛ انبیاء ﷺ کی عبادی تعلیمات ۵؛ انبیاء ﷺ کی معاشرتی  
تعلیمات ۵؛ انبیاء ﷺ کے اہداف ۹

اہل مدائن: اہل مدائن کا فتنہ برپا کرنا ۶؛ اہل مدائن کو دعوت ۱، ۲؛ اہل مدائن کی اقتصادی خلاف ورزیاں ۳، ۳؛ اہل مدائن کی  
کم فروشی ۱، ۳

امراء: امراء اور اقتصادی خلاف ورزیاں ۱۰؛ امراء اور ظلم کی وسعت ۱۰  
شعیب ﷺ: حضرت شعیب ﷺ کی تعلیمات ۱، ۲، ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی دعوت ۱، ۲، ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کے  
انذار ۶

ظلم: ظلم کا پیش خیمہ ۱۰

فتنہ برپا کرنا: فتنہ برپا کرنے کا ممنوع ہونا ۶؛ فتنہ برپا کرنے کا ناپسند ہونا ۷؛ فتنہ برپا کرنے کی حرمت ۷؛ فتنہ برپا کرنے کے احکام  
۷؛ فتنہ برپا کرنے کے ساتھ مقابلہ ۹؛ فتنہ برپا کرنے کے موارد ۸  
کم فروشی: کم فروشی کی حرمت ۸؛ کم فروشی سے روکنا ۱  
مال: دوسرے کے اموال کو بے قیمت جلوہ دینا ۳، ۸

محرمات: ۷

معاملہ: معاملہ کرنے کے احکام ۸

## آیت ۸۶

﴿بَقِيَّةُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ﴾

اس کی طرف کا ذخیرہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اگر تم صاحب ایمان ہو اور اور میں تمہارے معاملات کا نگران اور ذمہ دار نہیں ہوں (۸۶)

۱۔ عادلانہ طریقے والی تجارت و کاروبار سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ نفع حلال اور پاک ہے۔ بقیت اللہ خیر لکم  
لین دین کے بارے میں گفتگو اور معاملات و تجارت میں انصاف کرنا ممکن ہے یہ قرینہ ہو کہ (بقیت) (جو باقی رہ گیا ہے)  
اس سے مراد عادلانہ تجارت و لین دین سے فروخت کرنے والوں کا نفع ہے۔  
۲۔ شرعی طریقے سے تجارت جو ظلم و ستم سے خالی ہو اسمیں جو حلال منافع حاصل ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔  
بقیت اللہ خیر لکم

مذکورہ بالا معنی، لفظ (بقیت) کو (اللہ) کی طرف اضافت دینے سے حاصل ہوا ہے۔  
۳۔ صرف اہل ایمان، حلال اور انصاف کے ساتھ منافع حاصل ہونے کو اچھا سمجھتے ہیں اور حرام سے نفع حاصل کرنے  
کو ظالمانہ اور ناپسند خیال کرتے ہیں۔ بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین

حلال اور انصاف سے حاصل ہونے والا منافع فقط اہل ایمان والوں کے لیے خیر و بھلائی نہیں ہے بلکہ خواہ معاشرہ  
مومن ہو یا نہ ہو، عدل و انصاف دونوں کے لیے خیر و بھلائی ہے لیکن (ان کنتم مؤمنین) میں یقین کرنے اور سمجھنے کی  
شرط مومن ہونا ہے یعنی اگر تم ایمان والے ہو تو تمہیں یقین ہوگا کہ منافع حلال خیر ہے ورنہ تمہیں یقین نہیں ہوگا۔

۳۔ حضرت شعیب (ع) نے اپنے لوگوں کو جو تعلیمات دیں ان میں سے تجارت کو عادلانہ اور احکام الہی کے سعادت مند  
ہونے اور منافع حلال میں خیر و بھلائی کا ہونا تھا۔

یا قوم ... بقیت اللہ خیر لکم

۵۔ امت کی سعادت اور بھلائی، معارف الہی پر یقین اور ایمان لانے اور احکام دین پر عمل کرنے میں ہے۔  
بقیت اللہ خیر لکم

بعض مفسرین نے (بقیت اللہ) سے مراد اطاعت الہی کو لیا ہے اور بعض نے احکام اور معارف الہی کو قرار دیا ہے،  
مذکورہ معنی اسی نظریے کی بنیاد پر ہے۔

۶۔ حضرت شعیب ؑ نے مدائن کے لوگوں کو بتایا کہ وہ اپنی ان تعلیمات کو قبول کرنے پر انہیں مجبور نہیں کرنا چاہتے۔  
و ما انا علیکم بحفیظ

(حفیظ) مراقب اور نگہبان کے معنی میں ہے۔ کیونکہ (علی) کے ساتھ متعدی ہوا ہے تو تسلط کا معنی بھی دے گا تو اس  
صورت میں (و ما انا...) کا معنی یہ ہوگا کہ میں تمہیں تمہارے غلط اعمال سے مجبوراً روکنے اور نیک اعمال کی طرف لے  
جانے پر مامور نہیں ہوں۔

۷۔ انبیاء ؑ، لوگوں کو معارف اور احکام الہی کو قبول کرنے میں جبر کرنے پر مامور نہیں تھے۔ و ما انا علیکم بحفیظ

۸۔ عن الباقر ؑ ... نحن و اللہ بقیۃ اللہ فی ارضہ...<sup>(۱)</sup>

امام باقر ؑ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم ہم زمین پر (بقیۃ اللہ) ہیں۔

احکام: ۱ انبیاء ؑ: انبیاء ؑ کی ذمہ داریوں کی حدود ۷

ایمان: ایمان کے آثار ۵؛ دین کی تعلیمات پر ایمان ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۲/ائمہ ؑ: ائمہ ؑ کے درجات ۸

بقیۃ اللہ: بقیۃ اللہ سے مراد ۸

تجارت: تجارت کے احکام ۱؛ تجارت کے منافع ۲؛ تجارت کے منافع کا حلال ہونا ۱؛ تجارت میں عدالت ۱، ۲؛ حلال

تجارت میں خیر و بھلائی ۳

حلال: ۱

(۱) بحار الانوار، ج ۶۹، ص ۱۸۸، ج ۹؛ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۳۱۲، ج ۱۔

خیر و بھلائی: خیر و بھلائی کے عوامل ۵  
 دین: تعلیمات دینی میں خیر و بھلائی ۳؛ دین میں اکراہ و جبر کی نفی ۶، ۷  
 روایت: ۸

سعادت: سعادت کے اسباب ۳، ۵  
 شرعی فریضہ: شرعی فریضہ پر عمل کرنے کے آثار ۵  
 شعیب ؑ: حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات ۳، ۶؛ حضرت شعیب ؑ کی شریعت میں آزادی ۶  
 مومنین: مومنین اور اقتصادی خلاف ورزیاں ۳؛ مومنین کا ادراک کرنا ۳؛ مومنین کا عقیدہ ۳؛ مومنین کے فضائل ۳  
 منافع: حرام منافع میں بھلائی کا نہ ہونا ۳؛ حلال منافع ۱، ۲؛ حلال منافع میں خیر و بھلائی ہونا ۳، ۳

### آیت ۸۷

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصْلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ﴾  
 ان لوگوں نے طنز کیا کہ شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں یا اپنے اموال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف نہ کریں تم تو بڑے بردبار اور سمجھ دار معلوم ہوتے ہو (۸۷)  
 ۱۔ حضرت شعیب ؑ کے دین میں نماز ایک روشن ترین نمونہ تھا۔ قالوا یا شعیب ؑ ۱ صلاتک تأمرک مدائن کے لوگ حضرت شعیب ؑ کے دینی کاموں میں انکی نماز کا نام لیتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز انکے دینی امور میں ایک واضح اور اہم امر تھا۔  
 ۲۔ گزشتہ ادیان میں نماز، ایک شرعی حکم تھا۔ قالوا یا شعیب ۱ صلاتک تأمرک  
 ۳۔ مدائن کے لوگ، حضرت شعیب ؑ کی عبادت اور نماز کا مذاق اڑاتے تھے۔ ۱ صلاتک تأمرک ان نترک ما یعبد ء ابائنا

جملہ (اصلاک ...) میں استفہام، استہزاء اور مذاق اڑانے کو بتاتا ہے۔

۳۔ قوم شعیب ؑ اور ان کے اباؤ اجداد، مشرک اور خدائے وحدہ لا شریک کے غیر کی عبادت کرتے تھے۔  
 ان نترک ما یعبد ابائنا

۵۔ حضرت شعیب ؑ ، لوگوں کو غیر اس کی عبادت ترک کرنے کی دعوت دیتے تھے اور اپنی قوم کی شرک پرستی کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔ **أَصْلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا**

۶۔ قوم شعیب کی اپنے باپ دادا اور بزرگوں کے آداب و رسوم کی پابندی کرنا، انکی جھوٹے خداؤں کی پرستش کرنے کا سبب و دلیل تھی۔ **أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا**

(ما یعبد...) میں "ما" کے لفظ سے مراد بت اور معبود ہیں۔ اور ان کی صفت جملہ (یعبد آباؤنا) کے ساتھ لانا یہ دلیل ہے کہ وہ بت پرستی پر اصرار کرتے تھے۔ تو اس صورت میں (ان نترک...) کا معنی یوں ہوگا کہ ہم بتوں کی پوجا کو نہیں چھوڑتے کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد ان کی عبادت کرتے تھے اور ہم بھی ان کی طرح ان کی پرستش کو جاری رکھیں گے۔

۷۔ قومی تعصب، اندھی تقلید و بے جا پیروی کرنے کا سبب بنتا ہے۔ **أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا**

۸۔ معاشروں کا گزشتہ اقوام کے باطل آداب و رسوم کا پابند ہونا، ان کی افکار اور ان میں حق کے پرچار کے لئے مانع ہے۔ **أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا**

۹۔ حضرت شعیب (ع) کے معارف الہی کی تبلیغ کے اصلی مخاطب، نوجوان اور درمیانی عمر کے لوگ تھے۔ **أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا**

(یعبد) جو فعل مضارع ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ (آباؤنا) سے مراد کہ فقط گزشتہ نسل مخاطب نہیں ہے۔ بلکہ ان کے موجودہ آباؤ اجداد بھی مورد نظر ہیں تو اس صورت میں طبعی طور پر مخاطب، جوان اور درمیانی عمر کے لوگ ہوں گے۔

۱۰۔ حضرت شعیب (ع) کی تعلیمات میں مالکوں کے لیے اپنے اموال میں تصرف کرنے کے لیے خاص قواعد و ضوابط

تھے۔ **أَصْلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ**

(ان نفعل) کا (ما یعبد) پر عطف ہے اسی وجہ سے (ان نفعل) (ان نترک) کے لیے مفعول ہے۔

۱۱۔ ادیان الہی میں مالکوں کے لیے اپنے مال میں

تصرف کرنے کے لیے بے قید و شرط اور مطلق آزادی درست نہیں ہے۔ اصلاتک تأمرک ان نترک ... ان نفعل فی اموالنا ما نَشَاؤ

۱۲۔ مالکوں کو اپنے مال کے تصرف میں کوئی قید و شرط لگائے بغیر آزادی دینا، لین دین میں بے عدالتی اور نا انصافی کا موجب ہوتی ہے۔ اوفوا المکیال و المیزان بالقسط ... ا و ان نفعل فی اموالنا ما نَشَاؤ

۱۳۔ قوم شعیب نے مالک کو اپنے اموال کے دخل و تصرف میں اسکی مرضی پر چھوڑ دیا اور اس کے لیے کوئی قانون و ضابطہ قرار دینے کو مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ اُو اُن نفعل فی اموالنا ما نَشَاؤ

۱۴۔ حضرت شعیب ؑ حتی اپنی قوم کے کفار کے نزدیک بھی تجربہ کار اور با فہم شخصیت تھے۔ انک لا نت الحلیم الرشید

(حلم) کے معانی عقل و فہم کے ہیں حلیم اوپر والی آیت میں اسی سے مشتق ہے۔ (الرشید) کا معنی تجربہ کار اور ہدایت یافتہ ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت شعیب ؑ کا ہدایت یافتہ ہونے سے مدائن کے لوگوں کی مراد اخلاقی اور معاشرتی امور وغیرہ تھے۔

۱۵۔ حضرت شعیب ؑ اپنی قوم کے کافروں کے درمیان بھی نیک اخلاق رکھنے والے مشہور تھے۔ انک لا نت الحلیم الرشید

مذکورہ بالا تفسیر میں (حلیم) سے مراد بردبار شخص لیا گیا ہے۔ انسان کا بردبار ہونا اس کے نیک اخلاق ہونے کو بتاتا ہے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو مشہور نیک انسانوں میں سے انتخاب کرتا ہے۔ انک لا نت الحلیم الرشید

۱۷۔ مدائن کے لوگ، اہل شرک کے معبودوں کے ساتھ حضرت شعیب (ع) کے جہاد کو ان کے رشد و فہم کے خلاف سمجھتے تھے۔ اصلاتک تا مرک ا ن نترک ما یعبد ء اباؤنا ... انک لا نت الحلیم الرشید

۱۸۔ قوم شعیب کے لوگ، مالکوں کو اپنے اموال کے تصرف کی آزادی میں محدود کرنے کو نا معقول اور صحیح خیال نہیں کرتے تھے۔ اُو اُن نفعل فی اموالنا ما نَشَاؤ انک لَأنت الحلیم الرشید

اقتصاد: اقتصاد میں ضرر کی پہچان ۱۲؛ اقتصادی خلاف ورزی کا سبب ۱۲

انبیاء ؑ :



انبیاء ﷺ کا انتخاب ۱۶؛ انبیاء ﷺ کا سابقہ ۱۶؛ انبیاء ﷺ کا نیک نام ہونا ۱۶

اہل مدائن: اہل مدائن اور حضرت شعیب ﷺ ۱۳، ۱۵، ۱۷؛ اہل مدائن کا انگیزہ ۶؛ اہل مدائن کا شرک ۲، ۵، ۶؛ اہل مدائن کا عقیدہ ۳؛ اہل مدائن کا مزاج اڑانا ۳؛ اہل مدائن کی تقلید ۶؛ اہل مدائن کی فکر ۸؛ اہل مدائن کے آباء و اجداد کا شرک ۳؛ اہل مدائن کے آباء و اجداد کا عقیدہ ۳؛ اہل مدائن کے درمیانی عمر کے لوگ ۹؛ اہل مدائن کے نوجوان ۹؛ اہل مدائن میں مالکیت ۱۳

تعصب: قوی تعصب کے آثار ۷؛ ناپسندیدہ تعصب کے آثار ۸

تقلید: آباء و اجداد کی تقلید ۶، ۸؛ اندھی تقلید کا سبب ۷؛ اندھی تقلید کے آثار ۸

رشد: فکری رشد کے موانع ۸

شرک: شرک عبادی ۶، ۳

شعیب ﷺ: حضرت شعیب ﷺ کا پسندیدہ اخلاق ۱۵؛ حضرت شعیب ﷺ کا شرک سے مقابلہ ۱۷، ۵؛ حضرت شعیب ﷺ کا قصہ ۹، ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی تبلیغ ۹؛ حضرت شعیب ﷺ کی تعلیمات ۵، ۱۰؛ حضرت شعیب ﷺ کی شریعت میں مالکیت ۱۰؛ حضرت شعیب ﷺ کی شریعت میں نماز کی اہمیت ۱؛ حضرت شعیب ﷺ کی سوچ ۱۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی عبادات کا مذاق اڑانا ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی نماز کا مذاق ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی ہدایت ۱۳؛ حضرت شعیب ﷺ کے فضائل ۱۳، ۱۵؛ حضرت شعیب ﷺ کے مخاطب ۹

معاشرہ: معاشرے کے فساد کی پہچان ۸

مال: مال میں تصرف کرنے کی محدودیت ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۸

مالکیت: ادیان میں مالکیت ۱۱؛ مالکیت میں آزادی ۱۱، ۱۲

مشرکین: ۳

معاملہ: معاملہ میں ظلم کا سبب ۱۲

نوجوان: نوجوانوں کی اہمیت ۹

نماز: شریعت میں نماز کا ہونا ۲؛ نماز ادیان الہی میں ۲

## آیت ۸۸

﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنُحَاكُم عَنْهُ إِن أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾

شعیب نے کہا کہ اے قوم! والو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں خدا کی طرف سے روشن دلیل رکھتا ہوں اور اس نے مجھے بہترین رزق عطا کر دیا ہے اور میں یہ بھی نہیں چاہتا ہوں کہ جس چیز سے تم کو روکتا ہوں خود اسی کی خلاف ورزی کروں میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہو۔ میری توفیق صرف اللہ سے وابستہ ہے اسی پر میرا اعتماد ہے اور اسی کی طرف میں توجہ کر رہا ہوں (۸۸)

۱۔ حضرت شعیب ؑ اپنی رسالت کے لیے معجزہ اور روشن دلیل رکھتے تھے۔

یا قوم اریتم ان کنت علی بیئۃ من ربی

۲۔ اللہ تعالیٰ، اپنے پیغمبروں کو معجزہ اور واضح دلیلیں عطا کرنے والا ہے۔ ان کنت علی بیئۃ من ربی

۳۔ اللہ تعالیٰ، اپنے پیغمبروں کا مربی اور ان کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ ان کنت علی بیئۃ من ربی

(رب) مربی اور مدبر کے معنیں ہیں۔

۳۔ پیغمبروں کو معجزہ اور روشن دلائل عطا کرنے کا مقصد، ان کی رسالت کے مقاصد کی پیشرفت اور امر نبوت کی تدبیر

ہے۔ ان کنت علی بیئۃ من ربی

۵۔ حضرت شعیب ؑ کا کافروں اور مشرکین سے رویہ قابل رحم اور مشفقانہ تھا۔

یا قوم اریتم

(یا قوم) سے خطاب کرنا، حضرت شعیب ؑ کی شفقت اور مہربانی کو بتاتا ہے۔

۶۔ لوگوں کی آزادی و عقائد اور رسومات پر پابندی لگانے کے لیے دلیل اور روشن برہان ہونی چاہیے۔

۱ صلاتک تأمرک ... قال یا قوم اریتم ان کنت علی بیئۃ من ربی

۷۔ لوگوں کے کردار اور عقائد کی اصلاح نیز ان کی آزادی و اختیار کو محدود کرنا، الہی رسالت ہے جو پیغمبروں کی ذمہ داری

ہے۔ ۱ صلاتک تأمرک ان نترک ... قال یا قوم اریتم ان کنت علی بیئۃ من ربی

۸۔ اللہ تعالیٰ نے شعیب ؑ کو روزی اور اپنی و پسندیدہ خاص نعمت سے نواز اور انہیں مقام نبوت عطا فرمایا۔  
أرءیتم ان ... رزقنی منه رزقاً حسن

یہاں (رزقاً حسناً) سے مراد، مورد کی مناسبت سے مقام نبوت و پیغمبری ہے۔

۹۔ حضرت شعیب ؑ کا مقام نبوت پر فائز ہونا، ان کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو توحید اور اپنے معاملات میں عدل و انصاف کی دعوت دیں۔ قالوا یا شعیب ا صلوتک تأمرک ... قال یا قوم أرءیتم ان کنت علی بیئۃ من ربی و رزقنی منه رزقاً حسن

مذکورہ آیت میں حضرت شعیب ؑ کی گفتگو انکی قوم کے مزاح کی تحلیل کا جواب ہے جو انہوں نے (أصلاًتک...) سے کیا اور حضرت ؑ نے جملہ (أرءیتم) سے اسکا جواب دیا جو اس بات کو بتاتا ہے کہ حضرت شعیب ؑ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام و منزلت عطا فرمائی تھی اس کے مقابلے میں وہ ذمہ دار تھے کہ ان کے غلط کاموں اور غلط رسم و رسوم اور عقائد کی مخالفت کریں۔

۱۰۔ مقام نبوت پر فائز ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیغمبروں کے لیے نیک اور مخصوص روزی ہے۔  
و رزقنی منه رزقاً حسناً

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشریت کے لیے معارف الہی اور احکام دینی کا ہونا، عطا اور نیک روزی ہے۔  
و رزقنی منه رزقاً حسناً

یہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ (رزقاً حسناً) سے مراد (أعبدوا اللہ...) (جو اس سے پہلے والی آیت میں ہے) کو مد نظر رکھتے ہوئے معارف اور احکام الہی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب ؑ کو بتایا تاکہ لوگوں کو ان کی تعلیم دے۔

۱۲۔ حضرت شعیب ؑ اپنے معاشرے کے حرام رزق سے آلودہ ہونے کے باوجود بھی حلال اور نیک روزی سے بہرہ مند تھے۔

یا قوم ا وفوالمکیا و المیزان ... و رزقنی منه رزقاً حسناً

حضرت شعیب ؑ نے مدائن کے لوگوں کے لین دین اور معاملات کو ظالمانہ کہا اور ان کی آمدنی کو اچھا نہیں سمجھا لیکن اس بعد فرمایا کہ میں نیک روزی کا حامل ہوں۔

تو یہاں یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ (رزقاً حسناً) سے مراد دنیا کی نیک روزی ہے۔

۱۳۔ جس لین دین میں ظلم و ستم نہ ہو اور روزی کو حاصل کرنے میں عدل و انصاف الحاظ رکھا جائے تو ادیان الہی میں ایسی روزی، نیک اور حلال ہے۔ و رزقنی منہ رزقاً حسناً

۱۴۔ حضرت شعیب ؑ، تو نگری اور وسیع روزی، کے حامل تھے۔ و رزقنی منہ رزقاً حسناً

۱۵۔ نیک و حلال روزی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس کے اسباب بھی وہی مہیا کرتا ہے۔  
و رزقنی منہ رزقاً حسناً

مذکورہ بالا معنی (منہ) کی ضمیر کا مرجع، اللہ تعالیٰ کو قرار دیں تو یہ معنی حاصل ہوتا ہے۔

۱۶۔ حضرت شعیب ؑ نے لوگوں کو بتایا کہ میں نے جو تعلیمات اور قوانین بتائے ہیں میں ہمیشہ ان کا پابند تھا اور اس پر عمل کرتا رہوں گا۔ ما ارید ان اخالفکم الی ما انھی کم عنہ

(اخالفکم) کا فعل چونکہ حرف (الی) سے متعدی ہوا ہے لہذا اسمیں (امیل) کا معنی پایا جاتا ہے تو اس صورت میں (ما ارید...) کا معنی یوں ہوگا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ مخالفت کروں اور جس سے میں نے آپکو منع کیا اسکو میں انجام دوں۔

۱۷۔ مبلغین اور معاشرے کی اصلاح کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ تعلیمات دینی اور اپنے اصلاحی پروگراموں پر پابند رہیں۔ و ما ارید ان اخالفکم الی ما انھی کم عنہ

۱۸۔ حضرت شعیب (ع)، لین دین میں ظلم و ستم اور جھوٹے معبودوں کی عبادت کرنے میں ہرگز میلان نہیں رکھتے تھے۔  
و ما ارید ان اخالفکم الی ما انھی کم عنہ

۱۹۔ حضرت شعیب ؑ، شہر مدائن میں کاروبار اور اقتصادی معاملات کرنے میں مشغول تھے۔

أوفوا المکیال و المیزان ... و ما أرید ان اخالفکم الی ما انھی کم عنہ

حضرت شعیب ؑ نے لین دین میں عدل و انصاف اور معاملات میں کم فروشی اور ظلم و ستم سے پرہیز پر بہت زیادہ تاکید کرنے کے بعد فرمایا میں نے جن چیزوں سے تم کو منع کیا ہے میں خود اس پر عمل نہیں کروں گا۔ یہ بات بتاتی ہے کہ وہ خود بھی لین دین کرنے میں مشغول تھے۔

۲۰۔ حضرت شعیب ؑ کا مقصد، مدائن کے آداب و رسوم اور ان کی ظالمانہ رفتار اور معاشرے کے فساد کی اصلاح کرنا

تھا۔ ان اُريد الّا الاصلاح ما استطعت

۲۱۔ حضرت شعیب (ع) نے اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق معاشرے کے فساد کو دور کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ ان اُريت الّا الاصلاح ما استطعت

(ما) کا حرف جملہ (ما استطعت) میں ظرفیہ مصدریہ ہے۔ یعنی مدت اور زمان کے معنی میں ہے۔ کیونکہ فعل (استطعت) کو ما مصدریہ کے بعد مصدر کی تاویل میں لیا گیا ہے۔ تو اس صورت میں (ان اريد...) کا معنی یوں ہوگا (مدّة استطاعتی الاصلاح ما اريد الّا الاصلاح) جتنی بھی میری اصلاح کرنے کی استطاعت ہوگی سوائے اصلاح کے اور کچھ نہیں کروں گا۔

۲۲۔ قاندين اور دين کے مبلغین کو چاہئے کہ معاشرے کی اصلاح اور دين الہی کی تبلیغ میں جتنی قدرت رکھتے ہیں اتنی کوشش کریں۔ ان اريد الّا الاصلاح ما استطعت ...

۲۳۔ بشری معاشرہ کی اصلاح، توحید، وحدہ لا شریک کی پرستش لین دین اور اقتصادی امور میں عدل و انصاف کرنے میں پوشیدہ ہے۔ قال يا قوم اعبدوا الله ... اوفوا المکیال و المیزان بالقسط ... ان اريد الّا الاصلاح

۲۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام، معاشرہ کی اصلاح میں اپنی کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی مدد کے مرہون منت سمجھتے تھے۔ ان اريد الّا الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت

آیت شریفہ میں (توفیق) کا لفظ مصدر مجہول ہے جو اپنے نائب فاعل (یا متکلم) کی طرف اضافہ ہوا ہے اور اسمیں (بأ) استعانت کے لیے آئی ہے تو اس صورت میں (وما توفیقی...) کا معنی یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے میں اچھے کاموں میں کامیاب ہو سکوں گا۔

۵۔ حضرت شعیب، علیہ السلام تنہا اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی پناہ گاہ سمجھتے تھے اور فقط اس کے حضور میں جھکتے تھے۔ و الیہ انیب (انابت) انیب کا مصدر ہے جس کا معنی رجوع کرنا اور اس کی طرف آنا ہے۔

۲۶۔ نیک کاموں میں انسان کی کامیابی، اللہ تعالیٰ کی مدد میں پنہاں ہے۔ و ما توفیقی الا باللہ

۲۷۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا اور اپنے امور کو اس

کے سپرد کرنا ضروری ہے۔ علیہ توکل

۲۸۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اسکی طرف جھکنا، ایک ضروری امر ہے۔ و الیہ انیب

۲۹۔ انسان کی کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور طاقت کا کارساز نہ ہونا یہ دلیل ہے کہ اس ذات پر توکل کیا

جائے اور اس کے حضور جھکا جائے۔ ما توفیقی الا باللہ علیہ توکل و الیہ انیب

(علیہ توکل و الیہ انیب) کا جملہ (ما توفیقی...) کے لیے نتیجہ کے مقام پر ہے۔

۳۰۔ جو معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقط اللہ کی ذات پر توکل کریں اور اس کے حضور

جھکیں۔ ان ارید الا اصلاح ... علیہ توکل و الیہ انیب

۳۱۔ عبد اللہ بن الفضل الهاشمی قال : سألت ابا عبد اللہ جعفر بن محمد ؑ عن قول الله عزوجل ... ( و ما توفیقی

الا باللہ ) ... قال : اذ فعل العبد ما امره الله عزوجل به من الطاعة كان فعله وفقاً لأمر الله عزوجل وسمى العبد به

موفقاً لأمر الله عزوجل وسمى العبد به موفقاً و اذاء اراد العبد ان يدخل في شئ: من معاصي الله فحال الله تبارك و

تعالیٰ بينه و بين تلك المعصية فتركها كان تركه لها بتوفيق الله تعالى ذكره ... )<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: عبد اللہ بن فضل ہاشمی نے امام صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (و ما توفیقی الا باللہ...) کے بارے میں سوال

کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت ؑ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جب انسان اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جو اس

نے حکم دیا ہے اس کو بجالاتا ہو تو اسکا عمل اوامر الہی کے مطابق ہوتا ہے اس انسان کو انسان کامیاب کہتے ہیں۔ (یعنی

اللہ تعالیٰ کی توفیق اس کے شامل حال ہوتی ہے) اگر انسان کوئی گناہ انجام دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اس

گناہ کے انجام دینے میں کوئی مانع قرار دیتا ہے جسکی وجہ سے وہ گناہ ترک کر دیتا ہے یہ گناہ کا ترک کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق

ہے۔

آزادی: آزادی کی حدود کا تعین ۷؛ آزادی کی محدودیت کا ملاک ۶

اصلاح کرنے والے: اصلاح کرنے والوں کی ذمہ داری ۱۷، ۳۰

(۱) توحید صدوق، ص ۲۴۲، ح ۱، ب ۳۵ نور الثقلین ج ۲، ص ۳۹۳، ح ۱۹۸۔

اطاعت: اللہ کی اطاعت کے آثار ۳۱

اقتصاد: اقتصاد میں عدالت کرنے کے آثار ۲۳; اقتصاد میں عدالت کی دعوت ۹

امور: امور کا سپرد کرنا ۷

انبیاء: انبیاء ﷺ کا اصلاح کرنا ۷; انبیاء کا مدبر ۳; انبیاء ﷺ کا مربی ۳; انبیاء ﷺ کی خاص روزی ۱۰; انبیاء ﷺ کی رسالت ۸; انبیاء ﷺ کی نبوت کے دلائل ۲; انبیاء ﷺ کی نبوت ۱۰; انبیاء ﷺ کے اہداف کے تحقق کا سبب ۳; انبیاء ﷺ کے دلائل کا فلسفہ ۳; انبیاء ﷺ کے معجزہ کا فلسفہ ۳; انبیاء ﷺ کے مقامات ۱۰; رسالت انبیاء ﷺ کی اہمیت ۳

انسان: انسانوں کے عقیدہ کی اصلاح ۷; انسانوں کے عمل کی اصلاح ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۲، ۱۱; اللہ تعالیٰ کی توفیقات ۱۵، ۳۱; اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات ۱۰; اللہ کی ربوبیت ۳; اللہ تعالیٰ کی روزیاں ۱۱; اللہ تعالیٰ کی مدد کے آثار ۲۳، ۲۶; اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۸; اللہ تعالیٰ کے افعال ۳

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا: ۲۵، ۲۸، ۲۹

اہل مدائن: اہل مدائن کی حرام خوری ۱۲

تحریک: تحریک کے عوامل ۹

توحید: توحید عبادی کے آثار ۲۳; توحید کی دعوت ۹

توکل: اللہ کی ذات پر توکل کی اہمیت ۲۷، ۲۹، ۳۰; توکل کا فلسفہ ۲۹

دین: دین کی اہمیت

دینی رہبر: دینی رہبر اور اصلاح معاشرہ ۲۲; دینی رہبر اور دین ۲۲; دینی رہبر اور دین کی ذمہ داری ۲۲

ذکر: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت ۲۸

رسومات: باطل رسومات سے مقابلہ ۶

روایت: ۳۱

روزی: ادیان الہی میں حلال روزی ۱۳؛ پسندیدہ روزی ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ پسندیدہ روزی کا سبب ۱۵؛ حلال روزی کا سبب ۱۵؛ حلال روزی کے معیار ۱۳

شعیب ﷺ: حضرت شعیب ﷺ اور اقتصادی خلاف ورزیاں ۱۸؛ حضرت شعیب ﷺ اور اہل مدائن کی رسومات ۲۰؛ حضرت شعیب ﷺ اور باطل معبود ۱۸؛ حضرت شعیب (ع) اور فساد سے جہاد ۲۰، ۲۱؛ حضرت شعیب ﷺ اور کفار ۵؛ حضرت شعیب (ع) اور مشرکین ۵؛ حضرت شعیب ﷺ کا ایمان ۱۶؛ حضرت شعیب ﷺ کی تبلیغ کا سبب ۹؛ حضرت شعیب ﷺ کا جہاد ۲۱؛ حضرت شعیب (ع) کا شرعی وظیفہ پر عمل کرنا ۱۶؛ حضرت شعیب ﷺ کا عقیدہ ۲۳، ۲۵؛ حضرت شعیب ﷺ کا قصہ ۱۹؛ حضرت شعیب ﷺ کا کام ۱۹؛ حضرت شعیب ﷺ کا معجزہ ۱؛ حضرت شعیب ﷺ کے میل جول کا طریقہ ۵؛ حضرت شعیب ﷺ کی اصلاح کرنا ۲۰، ۲۱؛ حضرت شعیب ﷺ کی تجارت ۱۹؛ حضرت شعیب ﷺ کی تعلیمات ۱۶؛ حضرت شعیب ﷺ کی توحید ۲۵؛ حضرت شعیب (ع) کی ثروتمندی ۱۳؛ حضرت شعیب (ع) کی حلال روزی ۱۲؛ حضرت شعیب ﷺ کی روزی ۸، ۱۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی کامیابی ۲۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی مہربانی ۵؛ حضرت شعیب (ع) کی نبوت ۸؛ حضرت شعیب ﷺ کی نبوت کے دلائل ۱؛ حضرت شعیب ﷺ کے درجات ۸، ۹؛ حضرت شعیب ﷺ کے دلائل ۱؛ حضرت شعیب (ع) کے میل جون کا طریقہ ۵؛ حضرت شعیب ﷺ کی نبوت کے آثار ۹؛ عقیدہ باطل عقیدے کے ساتھ جہاد کرنے کا طریقہ ۶؛ عقیدہ صحیح کرنے کی دلیل ۶؛ عقیدہ میں دلیل کی اہمیت ۶

عمل: عمل خیر میں کامیابی ۲۶

گناہ: گناہ کے آثار ۳۱

مبلغین: مبلغین اور دین ۲۲، ۱۷؛ مبلغین اور معاشرہ کی اصلاح ۲۲؛ مبلغین کی ذمہ داری ۱۷، ۲۲

معجزہ: معجزہ کا سبب ۲

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۲۹

موفقیت: موفقیت کا سبب ۲۹؛ موفقیت کی نشانیاں ۳۱؛ موفقیت کے اسباب ۲۶

نبوت: نبوت کی اہمیت

نعمت: خاص نعمتوں کے حامل ۸



## آیت ۷۹

﴿يَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيدٍ﴾

اور اے قوم کہیں میری مخالفت تم پر ایسا عذاب نازل نہ کرادے جیسا عذاب قوم نوح، قوم ہود یا قوم صالح پر نازل ہوا تھا اور قوم لوط بھی تم سے کچھ دور نہیں ہے (۸۹)

۱۔ مدائن کے لوگ، حضرت شعیب ؑ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے اور ان کے ساتھ بغض اور دشمنی کرنے لگے۔  
لا یجر منکم شقاقی

۲۔ انبیاء کے ساتھ مخالفت اور دشمنی، دنیا میں عذاب الہی میں گرفتاری کا سبب بنتا ہے۔

(شقاق) مخالفت اور دشمنی کے معنی میں ہے۔ اور (شقاقی) کا جملہ اپنے مفعول کی طرف مضاف ہوا ہے اور اس کا فاعل محذوف ہے۔ یعنی یوں ہوگا (عداوتکم ایای) (جرم) (لا یجر منکم) کا مصدر ہے جو کمانے کے معنی میں ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگرچہ آیت شریفہ میں کمانے کے بارے میں نہیں کی گئی ہے لیکن حقیقت میں (شقاق) سے نہیں کی گئی ہے تو اس صورت میں جملہ (لا یجر منکم...) کا معنی یوں ہوگا کہ مجھ سے عداوت نہ کرو میری دشمنی عذاب الہی کے نزول کا سبب بنے گی جیسے قوم نوح... و... پر عذاب نازل ہوا تھا۔

۳۔ حضرت نوح ؑ، ہود ؑ، صالح ؑ، لوط ؑ، کی قومیں انبیاء ؑ سے مخالفت اور دشمنی کے سبب دنیاوی عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔ مثل ما اصاب قوم نوح... و ما قوم لوط منکم ببعد

۳۔ حضرت شعیب ؑ نے اپنی قوم کے کفار و ظالم لوگوں کو بعض گزشتہ اقوام کی بری عاقبت کی مثال دے کر ڈرایا۔  
و یا قوم لا یجر منکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ہود

۵۔ حضرت شعیب ؑ کی تبلیغ کا طریقہ یہ تھا کہ گذشتہ اقوام کے عذاب و تاریخ اور عذاب کے سبب کو ذکر کرتے تھے۔  
و یا قوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح

۶۔ حضرت لوط ؑ کی قوم، حضرت شعیب (ع) کی قوم سے پہلے زندگی بسر کرتی تھی اور ان کے درمیان کوئی زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔ و ما قوم لوط (ع) منکم ببعد

قوم لوط اور قوم شعیب کے قرب میں دو طرح کا احتمال دیا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے (و ما قوم لوط ...) سے مراد قرب مکانی ہو یا ممکن ہے قرب زمانی ہو آیت شریفہ میں اسکی وضاحت نہ کرنا یہ دلیل ہے کہ دونوں مراد ہوں۔

۷۔ مدائن کا شہر، دیار قوم لوط کے نزدیک تھا۔ و ما قوم لوط منکم ببعد

۸۔ حضرت نوح ؑ، ہود ؑ، صالح ؑ، اور لوط (ع)، حضرت شعیب ؑ سے پہلے کے انبیاء تھے۔  
مثل ما اصاب قوم نوح ... و ما قوم لوط منکم ببعد

۹۔ حضرت شعیب ؑ کا زمانہ، حضرت نوح ؑ، ہود ؑ اور صالح ؑ کے زمانہ سے زیادہ دور نہیں تھا۔  
مثل ما اصاب قوم نوح أو قوم هود أو قوم صالح و ما قوم لوط منکم ببعد

چونکہ حضرت شعیب ؑ نے مذکورہ اقوام میں سے قوم لوط کو مدائن کے لوگوں کے ہم عصر ہونے سے یاد کیا ہے لہذا مذکورہ بات کا استفادہ ہوتا ہے۔

۱۰۔ گذشتہ مورد عذاب ٹھہری جانے والی قوموں کی ہلاکت کے اسباب و علل میں دقت کرنا، عبرت و درس حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ مثل ما اصاب قوم نوح ... و ما قوم لوط منکم ببعد

۱۱۔ مبلغین دین کے لیے ضروری ہے کہ گذشتہ تاریخ اور گزرے ہوئے لوگوں کے انجام کو بیان کرنے کے ذریعہ فائدہ اٹھائیں اور ان کے انجام کے اسباب کو بیان کر کے لوگوں کو انبیاء کے اہداف کی طرف توجہ دلائیں۔

و یا قوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح

اقوام گذشتہ: گذشتہ اقوام کا انجام ۳؛ گذشتہ اقوام کی تاریخ کا مطالعہ ۱۰؛ گذشتہ اقوام کے انجام سے عبرت ۱۱

انبیاء ؑ: انبیاء ؑ سے دشمنی کے آثار ۲، ۳؛ انبیاء سے مقابلہ کے آثار ۲، ۳؛ تاریخ انبیاء ؑ ۸، ۹؛ حضرت شعیب

سے پہلے کے انبیاء ﷺ ۸، ۹

اہل مدائن: اہل مدائن اور شعیب ﷺ ۱؛ اہل مدائن کو خبردار کرنا ۳؛ اہل مدائن کی تاریخ ۱، ۶؛ اہل مدائن کی دشمنی ۱؛ اہل مدائن کی عاقبت ۳

تاریخ بتاریخ سے عبرت ۱۰، ۱۱

تبلیغ: تبلیغ کا طریقہ ۱۱

تذکرہ بتاریخ کا تذکرہ ۵؛ گذری ہوئی اقوام کی ہلاکت کا ذکر ۵

سرزمین: قوم لوط کی سرزمین کا جغرافیہ ۴؛ مدائن کی سرزمین کی جغرافیائی حالت ۴

شعیب ﷺ: حضرت شعیب ﷺ کا قصہ ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کا متنبہ کرنا ۳؛ حضرت شعیب (ع) کی تاریخ ۹؛ حضرت

شعیب ﷺ کی تبلیغ کا طریقہ ۵؛ حضرت شعیب (ع) کے دشمن ۱

صلح ﷺ: حضرت صلح ﷺ کی تاریخ ۹

عبرت: عبرت کے اسباب ۱۰؛ عبرت کے عوامل کے اسباب ۱۱

عذاب: اہل عذاب ۳؛ عذاب دنیاوی کے اسباب ۲، ۳

قوم ثمود: قوم ثمود کا دنیاوی عذاب ۳

قوم عاد: قوم عاد کا دنیاوی عذاب ۳

قوم لوط: قوم لوط کا دنیاوی عذاب ۳؛ قوم لوط کی تاریخ ۶

قوم نوح: قوم نوح کا دنیاوی عذاب ۳

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۱۱

نوح ﷺ: نوح ﷺ کی تاریخ ۹

ہود ﷺ: ہود ﷺ کی تاریخ ۹

## آیت ۹۰

﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ﴾

اور اپنے پروردگار سے استغفار کرو اس کے بعد اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ کہ بیشک میرا پروردگار بہت مہربان اور محبت کرنے والا ہے (۹۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گناہوں سے معافی اور استغفار کرنے کی ضرورت۔ و استغفروا ربکم

۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی ضرورت۔ ثم توبوا الیہ

مذکورہ معنی کا سبب (آیت ۳۶ کے شمار ۳ سے) استفادہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ حضرت شعیب ؑ نے مدائن کے لوگوں کو گناہوں سے استغفار اور ذات اقدس کی طرف توجہ اور اس کے تقرب کے حصول کی دعوت دی۔ و استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ

۴۔ اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان، اسکی پرستش اور گناہوں سے معافی (مثلاً شرک،، فساد برپا کرنے، لین و دین میں عدالت کا لحاظ نہ کرنے) مانگنا، اللہ کی طرف توجہ اور اس کے تقرب کو حاصل کرنے کا پیش خیمہ ہیں۔

و استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ

مذکورہ بالا معنی (توبوا الیہ) کو حرف ثم کے ذریعے (استغفروا ربکم) پر عطف کرنے سے حاصل ہوا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ سابقہ آیات کے قرینہ کی بناء پر استغفار کا متعلق شرک کرنے اور تجارتی لین دین میں بے عدالتی اور فساد پھیلانے اور انبیاء ؑ الہی سے مخالفت کرنے کا گناہ ہیں۔

۵۔ بندوں کے گناہوں کی بخشش، ربوبیت الہی کا جلوہ ہے۔ و استغفروا ربکم

۶۔ حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات میں سے درگاہ الہی میں تقرب کا حصول، طلب مغفرت کا ضروری ہونا اور

ربوبیت کو اللہ تعالیٰ ہی میں منحصر کرنا تھا۔ و استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ

۷۔ اللہ تعالیٰ، رحیم (مہربان) اور (ودود) مخلوق کو دوست رکھنے والا ہے۔ ان ربی رحیم وودود

۸۔ حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات میں سے اللہ تعالیٰ کو رحیم اور اپنے بندوں سے محبت کرنے والا، تعارف کروانا تھا۔

ان ربی رحیم وودود

۹۔ استغفار کرنے والوں کے گناہوں کی بخشش اور اللہ کے راستے پر چلنے والوں کو قرب الہی کا حصول خداوند عالم کی

رحمت، مہربانی اور محبت کا جلوہ ہے۔ و استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ ان ربی رحیم وودود

۱۰۔ خطا کرنے والوں کی اصلاح کے لیے مہربانی اور محبت، ان کی تربیت میں بہت مؤثر ہوتی ہے۔

و استغفروا ربکم ... ان ربی رحیم وودود

اللہ تعالیٰ کا یہ صفت، بیان کرنا کہ اپنے بندوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کرنے والا ہے گناہوں سے استغفار کرنے کی

تاکید کرنے کے بعد مذکورہ بالا معنی کو بتاتا ہے۔

۱۱۔ حضرت شعیب (ع) اپنی قوم کے توبہ کرنے والوں کے لیے مشمول رحمت الہی کا واسطہ تھے۔

و استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ ان ربی رحیم وودود

(استغفروا ربکم) میں لوگوں کو خطاب ہے۔ ظاہری طور پر (ان ربی) کے خطاب کی جگہ پر ان ربکم کہا جانا چاہیے تھا یہ جا بجا

کرنا ممکن ہے اس نکتہ کی طرف اشارہ ہو کہ خداوند عالم اپنے انبیاء کے واسطہ سے لوگوں کو اپنی محبت و رحمت کے زیر

سایہ قرار دیتا ہے اور یہ انبیاء اس کے بندوں پر سبب فیض الہی ہیں۔

استغفار: استغفار کی اہمیت ۱، ۶؛ استغفار کی دعوت ۳

اسما و صفات: رحیم ۷؛ وودود ۷

اہل مدائن: اہل مدائن کو دعوت ۳؛ اہل مدائن کے توبہ کرنے والوں پر رحمت ۱۱

ایمان: توحید پر ایمان ۳

اللہ کی طرف لوٹنا: اللہ کی طرف لوٹنے کا پیش خیمہ ۳؛ اللہ کی طرف لوٹنے کی اہمیت ۲، ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۶؛ اللہ تعالیٰ کی دوستی ۸؛

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی علامتیں ۹؛ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامتیں ۹؛ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ۸؛  
اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی نشانیاں ۹

اہل سلوک و اہل طریقت:

اہل سلوک کا تقرب ۹

تربیت: تربیت میں محبت ۱۰؛ تربیت میں مؤثر عوامل ۱۰؛ تربیت میں مہربانی ۱۰

تقرب: تقرب کا سبب ۳ تقرب کی اہمیت ۲، ۶؛ تقرب کی دعوت ۳

توحید: توحید الہی ۶

شرک: شرک کی بخشش ۳

شعیب ؑ: حضرت شعیب ؑ اور اہل مدائن ۳؛ حضرت شعیب ؑ اور رحمت الہی ۱۱؛ حضرت شعیب (ع) کی تاثیر

۱۱؛ حضرت شعیب ؑ کی تبلیغ ۳؛ حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات ۶، ۸؛ حضرت شعیب ؑ کے درجات ۱۱

عبادت: عبادت الہی ۳

گناہ: گناہ کی بخشش ۳، ۵، ۹

محبت: محبت کے آثار ۱۰

## آیت ۹۱

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اے شعیب آپ کی اکثر باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہیں اور ہم تو آپ کو اپنے درمیان کمزور ہی پارہے ہیں کہ اگر آپ کا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم آپ کو سنگسار کر دیتے اور آپ ہو پر غالب نہیں آسکتے تھے (۹۱)

۱۔ مدائن کے لوگ، حضرت شعیب ؑ کی بہت سی تعلیمات کو درک کرنے اور سمجھنے سے محروم تھے اور وہ اسک

اعتراف بھی کرتے تھے۔ قالوا یا شعیب ما نفقه کثیراً مما تقول

۲۔ مدائن کے لوگوں کی منفعت پرستی، حرام خواری، تعصب اور قوم پرستی، حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات میں فکر

کرنے اور انہیں سمجھنے میں مانع تھیں۔ قالوا یا شعیب ما نفقه کثیراً مما تقول

۳۔ مدائن کے لوگ، حضرت شعیب ؑ کی بہت سی تعلیمات کو فضول اور بے فائدہ کلام سمجھتے تھے اور اس پر توجہ کرنے کو بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ ما نفقه كثيراً مما تقول

(ما نفقه) کا معنی یعنی آپکی بہت سی باتوں کو ہم نہیں سمجھ پاتے، ممکن ہے ان کا نہ سمجھنا حقیقت ہو۔ یعنی درک و فہم نہیں رکھتے تھے کہ حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات کو سمجھ سکیں مثلاً توحید کا مسئلہ ہمارے لیے حل ہونے والا نہیں۔ مالک کا اپنے مال میں تصرف محدود ہے یہ بات قابل فہم نہیں وغیرہ یا یہ کہ بے ثمر و بے جا اور نامعقول بات ہونے پر کنایہ ہو یعنی تمہاری باتیں اتنی ضعیف و بے اثر ہیں کہ ان میں فکر و تأمل کرنا اور ان کو سمجھنا اور عمل کرنا بے فائدہ ہے۔ مذکورہ بالا معنی دوسرے احتمال کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت شعیب (ع)، مدائن کے لوگوں کے درمیان یار و مددگار نہ رکھنے کی وجہ سے ضعیف و ناتوان تھے۔  
و انا لئری ك فينا ضعيف

(فینا) (یعنی ہمارے درمیان میں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدائن کے لوگ حضرت شعیب ؑ کو ان کے مخالفین کی نسبت سے ضعیف اور ناتوان سمجھتے تھے نہ یہ کہ خود وہ ضعیف و لاغر شخص تھے یعنی مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (یار و مددگار) کا نہ رکھنا مراد ہو۔

۵۔ مدائن کے لوگ، حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات اور ان کی رسالت کو معاشرہ میں بے اثر خیال کرتے تھے۔  
قالوا يا شعيب ما نفقه كثيراً مما تقول و انا لئری ك فينا ضعيف

جملہ (ما نفقه ...) کو جملہ (و انا لئراک ...) کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے، حقیقت میں یہ حضرت شعیب (ع) کی ناکامی کے خیال پر استدلال ہے۔ یعنی مدائن کے لوگ شعیب ؑ کو درک نہیں کرتے تھے بلکہ بے اعتنائی کرتے تھے تاکہ ان کے ہم فکر بن سکتے اور خود حضرت شعیب ؑ بھی یہ قدرت اور توانائی نہیں رکھتے تھے تاکہ زور اور ڈنڈے کے ذریعے اپنی فکر کو ان پر تحمیل کرتے اسی وجہ سے ان کے کامیاب ہونے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

۶۔ حضرت شعیب (ع)، مدائن کے لوگوں کی نگاہ میں سنگسار ہونے کی سزا و مجازات کے مستحق تھے۔  
و لو لا رهطك لرجمناك

۷۔ حضرت شعیب ؑ، شہر مدائن میں گنے چنے ہم نوا رکھتے تھے۔ و لو لا رهطك لرجمناك

۸۔ حضرت شعیب ؑ کے خاندان والوں نے انہیں نہیں چھوڑا بلکہ وہ ان کی حمایت کرتے تھے۔

لو لا رهطك لرجمنك

۹۔ مدائن کے لوگوں کے نزدیک، حضرت شعیب ؑ کا خاندان و قبیلہ، قابل احترام تھا۔ لو لا رهطك لرجمنك (رہط) اس گروہ کو کہتے ہیں جو دس آدمیوں سے تجاوز نہ کرے۔ اگر اس کے ساتھ رجل حبسے کلمہ کا اضافہ ہو جائے (رہط الرجل) تو قوم و قبیلہ و خاندان کا معنی دیتا ہے۔

۱۰۔ حضرت شعیب ؑ کے قبیلہ کا مدائن کے لوگوں میں احترام اور بزرگی، ان کو سنگسار کرنے کی سزا دینے میں مانع تھی۔ و لو لا رهطك لرجمنك

مدائن کے لوگ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت شعیب ؑ ان کے درمیان ضعیف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (لو لا رهطك) سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ حضرت کے خاندان سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ بعد والی آیت میں جملہ (ما انت علینا بعزیز) و (ارہطی اعز...) کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ (لو لا رهطك) سے مراد (لو لا عزة قومك و کرامتهم عندنا...) ہے یعنی اگر تمہارے خاندان کی عزت و عظمت نہ ہوتی تو تم کو سزا دیتے۔

۱۱۔ مدائن کے لوگ، حضرت شعیب ؑ کو شرک اور ان کی بے عدالتی کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ سے ان کو قابل عزت و احترام نہیں سمجھتے تھے۔ و ما انت علینا بعزیز (عزیز) قابل احترام اور بزرگوار ہونے کے معنی میں ہے اور شکست ناپذیر کے معنی میں بھی آتا ہے۔ لیکن آیت شریفہ میں پہلے معنی میں آیا ہے۔

ادراک: ادراک سے محروم ہونے والے ۱

اہل مدائن: اہل مدائن اور حضرت شعیب ؑ ۱۱، ۶؛ اہل مدائن اور حضرت شعیب ؑ کی تعلیمات ۱، ۲، ۳، ۵؛ اہل مدائن اور حضرت شعیب ؑ کی سزا ۱۰؛ اہل مدائن اور حضرت شعیب ؑ کے رشتہ دار ۹؛ اہل مدائن کا اقرار ۱؛ اہل مدائن کا تعصب ۲؛ اہل مدائن کی تاریخ ۳، ۵؛ اہل مدائن کی حرام خوری ۲؛ اہل مدائن کی سوچ ۳، ۳، ۵، ۱۱، ۶؛ اہل مدائن کی قوم پرستی ۲؛ اہل مدائن کی محرومیت ۱؛ اہل مدائن کی منفعت طلبی ۲؛ اہل مدائن کے محروم ہونے کے اسباب ۲

تعصب: تعصب کے آثار ۲

حرام خوری:



حرام خوری کے آثار ۲

دین: دینی آفات کی پہچان

شعیب ؑ: حضرت شعیب ؑ اور سزا ۶؛ حضرت شعیب ؑ اور سنگسار ہونا ۶؛ حضرت شعیب ؑ کا احترام ۱۱؛  
حضرت شعیب ؑ کا بے یار و مددگار ہونا ۳؛ حضرت شعیب ؑ کا ضعف ۳؛ حضرت شعیب ؑ کا شرک کے خلاف  
جہاد ۱۱؛ حضرت شعیب ؑ کا قصہ ۳، ۳، ۴، ۵، ۹، ۱۰، ۱۱؛ حضرت شعیب ؑ کا گروہ ۴؛ حضرت شعیب ؑ کی سزائیں  
موانع ۱۰؛ حضرت شعیب ؑ کی سنگساری میں موانع ۱۰؛ حضرت شعیب ؑ کے حامی ۸؛ حضرت شعیب ؑ کے  
رشتہ دار ۸؛ حضرت شعیب ؑ کے رشتہ داروں کا احترام ۹، ۱۰؛ حضرت شعیب ؑ کے رشتہ داروں کی اقلیت ۴  
منفعت طلبی: منفعت طلبی کے آثار ۲

### آیت ۹۲

﴿قَالَ يَا قَوْمِ ارْهَطِيْ اَعْرَضْ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخِذُوْهُ وِرَآءَكُمْ ظَهْرِيَّاۤ اِنَّ رَبِّيْۤ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌۭ﴾

شعیب نے کہا کہ کیا میرا قبیلہ تمہاری نگاہ میں اللہ سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اللہ کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے جب کہ  
میرا پروردگار تمہارے اعمال کا خوب احاطہ کئے ہوئے ہے (۹۲)

۱۔ مدائن کے لوگ، حضرت شعیب ؑ کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کو مکمل طور پر فراموش کر چکے تھے اور اسکی عزت و  
جلالت سے غافل تھے۔ ارھطی اعزّ علیکم من اللہ و اتخذتموه ورائکم ظھریّ

(ظھری) اسی شے کو کہتے ہیں کہ انسان جس سے پشت کر لے، یہ کنایہ ہے اس شے کے لیے جسکو بھول چکے ہوں اور اسکی  
پروانہ کی جائے اور (اتخذتموه ورائکم) کا جملہ بتاتا ہے (کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے) یہ کنایہ ہے کہ (تم نے  
اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیا) پس کلمہ (ظھریاً) حال موکد ہے۔

۲۔ حضرت شعیب ؑ نے اپنی قوم سے چاہا، کہ اللہ تعالیٰ کی

عزت و عظمت کو مد نظر رکھ کر اس کے احکام اور دین کو قبول کریں۔ اُرھطی اعزّ علیکم من اللہ

(ارہطی اعزّ...) کا جملہ حضرت شعیب (ع) کے جواب (لولا رھطک) کے مقابلہ میں ہے کہا جاسکتا ہے: وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر تم مجھے میرے خاندان کی عزت کی وجہ سے سنگسار نہیں کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت جو ہر کسی کی عزت و عظمت سے بلند و برتر ہے اسکو کیوں مد نظر نہیں رکھتے ہو اور اس کے غیر کی عبادت کرتے ہو۔

۳۔ حضرت شعیب ؑ نے مدائن کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے کی وجہ سے ڈانٹا اور انکی سرزنش کی۔ اُرھطی اعزّ علیکم من اللہ و اتخذتموہ ورائکم ظھریّ

(ارہطی...) کے جملہ میں استفہام، انکار تو نیخی ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں سے عزت مند اور وہ اپنے کاموں میں مصمم اور اپنے ارادوں کو انجام دینے میں سزاوار اور لائق تر ہے۔ قال یا قوم اُرھطی اعزّ علیکم من اللہ

۵۔ اللہ تعالیٰ سے غفلت اور اسکی عزت و عظمت کو فراموش کرنا، نامناسب اور قابل سرزنش ہے۔ و اتخذتموہ وراء کم ظھریّ

جملہ (اتخذتموہ...) کا (ارہطی اعزّ...) کے جملے پر عطف ہے۔ لہذا اس جملہ میں استفہام تو نیخی کا بھی لحاظ کیا گیا ہے یعنی "اتخذتموہ" استفہام تو نیخی جملہ معطوف علیہ پر بھی آئے گا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال پر پوری نگاہ کیئے ہوئے ہے اور تمام جوانب سے ان کے کردار سے آگاہ ہے۔ ان ربّی بما تعملون محیط

۷۔ انسانوں کے اعمال و کردار، اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ سے خارج نہیں ہیں۔ ان ربّی بما تعملون محیط

۸۔ حضرت شعیب (ع)، نے مدائن کے لوگوں کی کفر آمیز رفتار پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کو بیان کر کے ان دھمکیوں کی پروا نہیں کی۔ لولا رھطک لرجمناک ... ان ربّی بما تعملون محیط

چنانچہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اعمال پر قدرت سے مراد اسکی اعمال پر حاکمیت و غلبہ ہو اور حضرت شعیب ؑ کا (ان اللہ...) کی جگہ پر (ان ربّی...) کہنے کا مقصد یہ کہ تمہارے اعمال پر اللہ قدرت رکھتا ہے اور وہی میرا پالنے والے اور میرا مدبر ہے لہذا وہ تمہیں اجازت نہیں دے گا کہ تم مجھ پر غلبہ کرو۔ اگر بالفرض تم نے غلبہ بھی کر لیا تو اسمیں میری تربیت کا پہلو ہوگا۔ اسی وجہ سے تمہارے ڈرانے کی مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔

۹۔ حضرت شعیب ؑ نے مدائن کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حساب و کتاب اور اسکی سزاؤں سے ڈرایا۔  
ان ربّی بما تعملون محیط

اللہ تعالیٰ کا لوگوں کے اعمال و کردار پر قدرت رکھنے سے مراد، اگرچہ ان کے اعمال سے آگاہ ہونا ہو۔ جملہ (ان ربّی...) کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حساب و کتاب لینے اور سزا دینے والا ہے۔

۱۰۔ حضرت شعیب ؑ نے مدائن کے لوگوں کے ناجبجا اور نامناسب باتوں کا یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال و رفتار پر قدرت رکھتا ہے اور وہ بہت عزت و جلال والا ہے اسوجہ سے تمہیں اس کے حضور سر تسلیم خم ہونا چاہیے۔  
و إنا لنرى ك فينا ضعيفاً ... قال يا قوم أرهطى ا عزّ عليكم من الله ... ان ربّی بما تعملون محیط

اسماء و صفات: محیط ۶

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا احاطہ ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کا علمی احاطہ ۶؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی عزت ۲، ۳، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی حاکمیت ۷؛ اللہ تعالیٰ کے ارادے کی حاکمیت ۷

انسان: انسانوں کا عمل ۷

اہل مدائن: اہل مدائن اور اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت ۱؛ اہل مدائن اور دین ۲؛ اہل مدائن کو جواب ۱۰؛ اہل مدائن کو خبردار کرنا ۹؛ اہل مدائن کو دعوت ۲؛ اہل مدائن کا ڈرانا ۸؛ اہل مدائن کی بیہودہ کلام ۱۰؛ اہل مدائن کی سرزنش ۳؛ اہل مدائن کی غفلت ۱، ۳

تذکر: اللہ تعالیٰ کی سزاؤں کا تذکر ۹؛ اللہ تعالیٰ کے حساب و کتاب کا تذکر ۹

جبر و اختیار: ۷

ذکر: اللہ کے ذکر کی اہمیت ۳

شعیب ؑ: حضرت شعیب (ع) اور اللہ کی حاکمیت ۸؛ حضرت شعیب ؑ اور اہل مدائن ۸، ۱۰؛ حضرت شعیب ؑ کا احتجاج ۱۰؛ حضرت شعیب ؑ کا قصہ ۲، ۳، ۸، ۹؛ حضرت شعیب ؑ کا متوجہ و خبردار کرنا ۹؛ حضرت شعیب ؑ کی تبلیغ ۲؛ حضرت شعیب ؑ کی سرزنش

۳: حضرت شعیب ؑ کی فکر ۸

غافل ہونے والے: اسے تعالیٰ سے غافل ہونے والے ۱، ۳

غفلت: اسے تعالیٰ سے غفلت کا ناپسندیدہ ہونا ۵: اسے تعالیٰ کی عظمت سے غافل ہونا ۵

### آیت ۹۳

﴿وَيَا قَوْمِ اَعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ غَافِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاتِيْهِ عَذَابٌ يُخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَّارْتَقِبُوا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ﴾

اور اے قوم تم اپنی جگہ پر اپنا کام کرو میں اپنا کام کر رہا ہوں عنقریب جان لو گے کہ کس کے پاس عذاب آکر اسے رسوا کر دیتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو کہ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں (۹۳)

۱۔ حضرت شعیب ؑ نے کفر اختیار کرنے والے لجاج لوگوں کو ڈراتے اور خبردار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے غلط نظریات پر قائم رہیں جیسے پہلے وہ قائم تھے۔ و یا قوم اعملوا علی مکانتکم

۲۔ حضرت شعیب (ع)، مدائن کے لوگوں سے ایمان نہ لانے پر ناامید اور مایوس ہو چکے تھے۔

اعملوا علی مکانتکم ... سوف تعلمون ... و ارتقبوا

جو کچھ کر سکتے ہو اس میں کمی نہ کرو، اپنے غلط نظریات پر قائم رہو، عنقریب جان لو گے، انتظار کرو، یہ ایسے جملات ہیں کہ جنہیں انسان ناامیدی اور مایوسی کے وقت ان کو ذکر کرتا ہے اور (ارتقاب) (ارتقبوا) کا مصدر ہے۔ جس کا معنی انتظار کرنا ہے۔

۳۔ حضرت شعیب ؑ اپنے نظریات (رسالت الہی کو پہنچانا، اور شرک و فساد سے جہاد کرنا) پر قائم رہنے کے پابند تھے۔ انی عامل ...

۴۔ حضرت شعیب (ع) نے اپنی قوم کے کفار کو ذلیل و خوار کرنے والے عذاب سے ڈرایا۔

سوف تعلمون من یأتیہ عذاب یخزیه ... و ارتقبوا...

۵۔ مدائن کے لوگوں نے حضرت شعیب ؑ پر اپنی نبوت و

رسالت کے دعوے میں جھوٹے ہونے کی تہمت لگائی۔ سوف تعلمون ... من هو كاذب

۶۔ حضرت شعیب (ع)، لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے بعد، ان کے لجوج ہوئے کی وجہ سے انکے برے انجام کا انتظار کرنے لگے۔ و ارتقبوا انی معکم رقیب

آیت شریفہ میں (رقیب) کا منی منتظر ہونا ہے۔

اہل مدائن: اہل مدائن پر اتمام حجت ۶؛ اہل مدائن کا برا انجام ۶؛ اہل مدائن کو ڈرانا ۱، ۳؛ اہل مدائن کی تاریخ ۲؛ اہل مدائن کی تہمتیں ۵؛ اہل مدائن کی لجاجت ۶؛ اہل مدائن کے ایمان لانے سے ناامیدی ۲

شعیب ﷺ: حضرت شعیب ﷺ اور اہل مدائن ۱؛ حضرت شعیب (ع) پر جھوٹ بولنے کی تہمت ۵؛ حضرت شعیب ﷺ کا ڈرانا ۱، ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کا شرک کے خلاف جہاد ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶؛ حضرت شعیب ﷺ کی اتمام حجت ۶؛ حضرت شعیب ﷺ کی استقامت ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی امیدیں ۱؛ حضرت شعیب ﷺ کی ذمہ داری ۳؛ حضرت شعیب ﷺ کی ناامیدی ۲؛ حضرت شعیب ﷺ کے انتظار ۶

عذاب: خوار و ذلیل کرنے والا عذاب ۳؛ عذاب سے ڈرانا ۳؛ عذاب کے مراتب ۳

### آیت ۹۳

﴿وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِينَ﴾

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آگیا تو ہم نے شعیب اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور ظلم کرنے والوں کو ایک چنگھاڑنے پکڑ لیا تو وہ اپنے دیار ہی میں الٹ پلٹ ہو گئے (۹۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے مدائن کے لوگوں کو کفر و شرک پر اصرار اور حضرت شعیب ﷺ کی تعلیمات کو قبول نہ کرنے پر سخت

عذاب میں گرفتار کیا۔ و لما جاء أمرن

(امر) سے مراد قوم شعیب ﷺ پر نازل شدہ عذاب مراد ہے۔ اور (نا) جو ضمیر متکلم ہے۔ اسکی طرف اضافہ کرنا بزرگی عذاب کو بتاتا ہے۔

۲۔ کائنات میں حکم الہی بغیر کسی کمی و زیادتی کے متحقق ہوتا ہے۔ و لما جاء امرن

عذاب کو (امر) سے تعبیر کرنا جو (فرمان) کے معنی میں ہے اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جس کے تحقق کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے وہ بغیر کسی کمی و زیادتی کے انجام پذیر ہوتا ہے۔ یعنی جو فعل انجام پایا ہے وہی فرمان ہے۔

۳۔ مدائن کے کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو قبول کیا اور حضرت شعیب ؑ کی رسالت پر ایمان لائے۔

نَجِّينَا شُعَيْبًا وَ الَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب ؑ اور ان کے ماننے والوں کو اہل مدائن پر نازل شدہ عذاب سے بچالیا۔

وَمَا جَاءَ أَمْرَنَا نَجِّينَا شُعَيْبًا وَ الَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ

۵۔ حضرت شعیب ؑ اور ان کے پیروکاروں کو نازل شدہ دنیاوی عذاب سے بچالینا، یہ رحمت الہی کا ان پر جلوہ تھا۔

نَجِّينَا شُعَيْبًا وَ الَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

۶۔ رحمت الہی کے لائق، اہل ایمان ہیں۔ نَجِّينَا شُعَيْبًا وَ الَّذِينَ ءَامَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

۷۔ قوم شعیب ؑ کے کفار، ایک خوفناک آواز سے ہلاک ہوئے۔ وَ أَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

۸۔ قوم شعیب کے لوگ، ظلم و ستم کرنے والے تھے۔ وَ أَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

(الذین ظلموا) سے مراد قوم شعیب کے لوگ ہیں جنہوں نے شرک پرستی اور حضرت شعیب ؑ کی رسالت سے انکار کیا اور کم تو لائیز لین دین میں بے عدالتی سے کام لینے پر اصرار کیا۔ مذکورہ بالا معنی میں ستم کرنے والوں سے ان کو یاد کیا گیا ہے جو مذکورہ وجوہات کی بناء پر تھا۔

۹۔ شرک، انبیاء ؑ کی رسالت سے انکار، اور لین دین میں عدل و انصاف کا لحاظ نہ کرنا، ظلم و ستمگری ہے۔

وَ أَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

۱۰۔ ظالم، مشرکین اور وہ جو لین دین میں کم تولتے اور عدل و انصاف نہیں کرتے، دنیا کے عذاب (عذاب استیصال) میں گرفتار ہونے والے ہیں۔ وَ أَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ

۱۱۔ قوم شعیب کے کفار، عذاب الہی کی وجہ سے زمین پر

گر پڑے اور ہلاک ہو گئے۔ فأصبحوا فی دیارہم جائمین

(جثوم) (جائمین) کا مصدر ہے جس کا معنی زمین سے چپک جانا اور حرکت نہ کرنا ہے۔ بعض نے سینہ کے بل زمین پر گرنے کا معنی لیا ہے (لسان العرب)

۱۲۔ اس چنج اور خوفناک آواز کہ جس نے مدائن کے لوگوں کو گھیرا تھا اس نے ان سے گھر سے باہر آنے کی طاقت کو سلب کر لیا۔ و أخذت الذین ظلموا الصیحة فأصبحوا فی دیارہم جائمین

(فی دیارہم) (جائمین) کے متعلق ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے کہ قوم شعیب اپنے گھروں میں ہلاک ہو گئے۔ یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ وہ خطرناک آواز اتنی سخت تھی کہ مدائن کے لوگ اس کے سننے کے بعد گھر سے نہ نکل سکے۔ کیونکہ ایسے موارد میں انسان گھر سے باہر نکل جاتا ہے۔

۱۳۔ قوم شعیب کے کفار، رات کو عذاب میں گرفتار ہوئے اور صبح ہوتے ہی ہلاک ہو گئے۔ فأصبحوا فی دیارہم جائمین

(أصبحوا) کا معنی ممکن ہے (دخلوا فی الصباح) یعنی صبح میں داخل ہونا ہو اور ممکن ہے (صاروا) وہ ہو گئے کے معنی میں ہو۔ پہلے معنی کی صورت میں "فأصبحوا" کا معنی یہ ہوگا کہ قوم شعیب کی ہلاکت صبح کے وقت ہوئی، او (فأصبحوا) کے فاء کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب (یعنی مہیب آواز) رات کو واقع ہوا۔

اقتصاد: اقتصادی خلاف ورزیوں کا ظلم ۹؛ اقتصادی خلاف ورزی کرنے والوں کا عذاب ۱۰  
انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کو جھٹلانے کا ظلم ۹

اہل مدائن: اہل مدائن کا شرک پر اصرار ۱؛ اہل مدائن کا ظلم ۸؛ اہل مدائن کا عذاب ۱، ۷؛ اہل مدائن کی تاریخ ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ اہل مدائن کی لجاجت ۱؛ اہل مدائن کی معاشرتی گروہ بندی ۳؛ اہل مدائن کی ہلاکت کا وقت ۱۳؛ اہل مدائن کے عذاب کا وقت ۱۳؛ اہل مدائن کے عذاب کی خصوصیات ۱۱، ۱۲؛ اہل مدائن کے موحدین ۳؛ اہل مدائن کے ہلاک ہونے کی کیفیت ۱۱، ۱۲

اللہ تعالیٰ: اوامر الہی کا حتمی ہونا ۲؛ اللہ تعالیٰ کا نجات دینا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۵؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱  
رحمت: رحمت کے حق دار ۶/ شرک: شرک کا ظلم ۹؛ شرک کی سزا ۱۱

شعیب ؑ: حضرت شعیب ؑ کا قصہ ۳; حضرت شعیب ؑ کی نجات ۳، ۵; حضرت شعیب ؑ کے پیروکاروں کی نجات ۳، ۵; حضرت شعیب ؑ کے مومنین ۳

ظالمین: ظالموں پر دنیا میں عذاب ۱۰; ظالموں پر عذاب استیصال ۱۰  
ظلم: ظلم کے موارد ۹

عذاب: آسمانی صیغہ سے عذاب ۴، ۱۲; اہل عذاب ۱۰; رات میں عذاب ۱۳; عذاب استیصال سے نجات ۵; عذاب سے نجات ۳; عذاب کا ذریعہ ۴; عذاب کے اسباب ۱; عذاب کے مراتب ۱  
مومنین: مومنین کے فضائل ۶

مشرکین: مشرکین پر دنیاوی عذاب ۱۰; مشرکین پر عذاب استیصال ۱۰  
ناپ تول میں کمی کرنا: ناپ تول میں کمی کرنے کا عذاب ۱۰  
ہلاکت: صبح کے وقت میں ہلاک ہونا ۱۳

### آیت ۹۵

﴿كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا بُعْدًا لِّمَدَيْنٍ كَمَا بَعَدَتْ ثَمُودُ﴾

جیسے کبھی یہاں بسے ہی نہیں تھے اور آگاہ ہو جائو کہ قوم مدین کے لئے ویسے ہی ہلاکت ہے جیسے قوم ثمود ہلاک ہو گئی تھی (۹۵)

۱۔ مدائن کے لوگوں پر نازل ہونے والے عذاب نے ان کی نابودی کے ساتھ ساتھ ان کے دیار میں ان کی زندگی کے آثار بھی مٹا دیئے۔ کأن لم یغنوا فیہ

(غنی) (لم یغنوا) کا مصدر ہے جس کا معنی رہنا اور سکونت اختیار کرنا ہے۔ (فیہ) کی ضمیر پہلی والی آیت میں لفظ دیار کی طرف پلٹ رہی ہے۔ اور جملہ (کأن لم یغنوا فیہا) کا معنی یہ ہوگا کہ گویا قوم شعیب نے اپنے دیار میں سکونت اختیار نہیں کی تھی۔ یہ کنایہ ہے کہ ان کا دیار نابود اور ان کی زندگی کے آثار مٹ گئے۔



۲۔ مدائن کے لوگ، ہلاکت اور رحمت الہی سے دوری کے مستحق تھے۔ اَلَا بُعْدًا لِمَدِیْن

مذکورہ معنی کی وضاحت کے لیے اسی سورہ کی آیت ۶۰ میں شمارہ ۵ کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳۔ شرک، ظلم، ناپ توہیں کمی اور لین دین میں بے عدالتی و نا انصاف کرنا، رحمت الہی سے دوری اور ہلاکت کے

اسباب ہیں۔ و اِلٰی مَدِیْن اِخَاهُمْ شَعِیْبًا ... اَلَا بُعْدًا لِمَدِیْن

۳۔ قوم ثمود، رحمت الہی سے محروم ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے ہلاک ہوئے۔ کما بعدت ثمود

۵۔ اہل مدائن (قوم شعیب) کی عاقبت کا انجام ثمودیان (قوم صالح) کی طرح ہوا۔ اَلَا بُعْدًا لِمَدِیْن کما بعدت ثمود

(اَلَا بُعْدًا...) کے جملے میں جو تشبیہ ہے وہ مدائن کے لوگوں کی قوم ثمود کی طرح ہلاکت بیان کرنے کے علاوہ آیت شریفہ ۸۹

میں بیان شدہ حضرت شعیب (ع) کی کلام پر بھی ناظر ہے کہ انہوں نے اپنے لوگوں کو گزشتہ اقوام کی عاقبت میں گرفتار

ہونے سے خبردار کیا تھا وہ یہی قوم صالح (ثمودیان) تھی۔

اقتصاد: اقتصادی خلاف ورزیوں کے آثار ۳

اہل مدائن: اہل مدائن کی تاریخ ۱؛ اہل مدائن کی عاقبت ۵؛ اہل مدائن کی محرومیت ۲؛ اہل مدائن کی ہلاکت ۱، ۲؛ اہل مدائن

کے عذاب کی خصوصیات ۱

رحمت: رحمت سے محروم ہونے والے ۲، ۳؛ رحمت سے محروم ہونے کے اسباب ۳

شرک: شرک کے آثار ۳

قوم ثمود: قوم ثمود کا انجام ۵؛ قوم ثمود کا عذاب ۳؛ قوم ثمود کی تاریخ ۳؛ قوم ثمود کی محرومیت ۳؛ قوم ثمود کی ہلاکت ۳

ناپ تول میں کمی: ناپ تول میں کمی کے آثار ۳

ہلاکت: ہلاکت کا سبب ۳

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا (۹۶)

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ، انبیاء الہی میں سے تھے۔ و لقد أرسلنا موسیٰ

۲۔ حضرت موسیٰ (ع) اپنی الہی رسالت پر عظیم اور فراواں معجزات رکھتے تھے۔ و لقد أرسلنا موسیٰ با یاتن

مذکورہ آیت شریفہ میں آیات (نشانیوں) سے مراد، معجزات ہیں اور جمع کے صیغے سے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ معجزات فراواں اور کثرت کے ساتھ تھے اور متکلم کی ضمیر (نا) کی طرف اضافہ کا مقصد ان معجزات کی بزرگی و عظمت کو بیان کرنا ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ ﷺ، اپنی الہی رسالت پر حجت اور روشن و واضح دلیل رکھتے تھے۔

و لقد أرسلنا موسیٰ بایاتنا و سلطان مبین

(سلطان) حجت اور برہان کے معنی میں ہے۔ (مبین) روشن اور روشن کرنے والے کے معنی میں ہے۔ لازم اور متعدی دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ فرعونوں پر موسیٰ ﷺ کا غلبہ اور ان کو مغلوب بنانا، اللہ کی طرف سے مقرر شدہ امر تھا۔

و لقد أرسلنا موسیٰ بایاتنا و سلطان مبین

مذکورہ معنی میں (سلطان) سے مراد ظاہری تسلط اور غلبہ لیا گیا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کی رسالت کے آغاز میں ہی اپنی نشانی اور معجزہ سے نوازا، نہ کہ لوگوں کے تقاضا اور

درخواست کرنے کے بعد عطا کیا۔ و لقد أرسلنا موسیٰ با یاتنا و سلطان مبین

(بایاتنا) میں با مصاجبت اور ہمراہی کے معنی میں ہے۔ لہذا (لقد أرسلنا...) جملہ کا معنی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ

مبعوث ہونے کے وقت سے آیات و معجزات رکھتے تھے برخلاف گذشتہ انبیاء کہ ان کو معجزات لوگوں کے تقاضے پر عطا کیے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۵; اللہ تعالیٰ کے مقدرات ۳

اللہ ے رسول: ۱

فرعون: فرعونوں کی شکست ۳

موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کا معجزہ ۵; حضرت موسیٰ ﷺ کی کامیابی ۳; حضرت موسیٰ ﷺ کی نبوت ۱; حضرت موسیٰ ﷺ کی نبوت کے دلائل ۲, ۳; حضرت موسیٰ ﷺ کی نشانیاں ۳; حضرت موسیٰ ﷺ کے غلبے کا سبب ۳; حضرت موسیٰ ﷺ کے فضائل ۵; حضرت موسیٰ ﷺ کے معجزات کی کثرت ۲

### آیت ۹۷

﴿إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبِعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ﴾

فرعون اور اس کی قوم کی طرف تو لوگوں نے فرعون کے حکم کا اتباع کر لیا جب کہ فرعون کا حکم عقل و ہوش والا نہیں تھا (۹۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ﷺ کو فرعون اور اس کے دربار کے بزرگوں کی ہدایت کے لیے انکی طرف بھیجا۔  
و لقد أرسلنا موسىٰ ... الى فرعون و ملايہ۔

۲۔ فرعون اور اسکی قوم، حضرت موسیٰ ﷺ کی رسالت کے دائرہ کار میں تھی۔ و لقد أرسلنا موسىٰ ... الى فرعون و ملايہ

(ملايہ) کا معنی گروہ، جمعیت اور اشراف و بزرگان قوم کے معنی میں بھی آتا ہے۔ پس جملہ (اے فرعون اور اس کی قوم) (ملايہ) کا معنی یہ ہوا کہ فرعون کی قوم اور جو اس سے وابستہ لوگ تھے حضرت موسیٰ ﷺ کی رسالت کی حدود میں تھے۔ جب فرعون اور اسکی قوم اور اس کے درباری رسالت موسیٰ ﷺ کی حدود میں تھے یعنی ان کی قوم شمار ہوتے تھے۔  
۳۔ فرعون، اسکی قوم اور اس کے درباری امراء نے حضرت موسیٰ ﷺ کی رسالت کو قبول نہیں کیا۔  
فاتبعوا أمر فرعون

(فاتبعوا أمر فرعون) حضرت موسیٰ ﷺ کے رسول ہونے بعد فرعون کے حکم کی پیروی کرنے، (اے فرعون اور اس کی قوم) کا مطلب یہ ہے کہ فرعون کی قوم اور اس کے دربار کے اشراف نے حضرت موسیٰ ﷺ کی رسالت کی مخالفت کی۔

۳۔ فرعون کی قوم اور اس کے درباری اس کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی مخالفت پر اتر آئے، "فاتبعوا امر فرعون" (انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی) یہ جملہ قوم فرعون کی مخالفت کو بیان کرتا ہے۔ کہ رسالت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت فرعون کے حکم سے ہوئی تھی۔

۵۔ فرعون کے احکامات، لوگوں کے لیے ہرگز ہدایت کرنے اور ان کو صحیح راستہ دکھانے والے نہیں تھے۔  
و ما امر فرعون برشید

(رشید) کا معنی درست اور صحیح ہونے کا ہے۔ کبھی (مرشد) صحیح راہنمائی کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیغامات اور رسالت، لوگوں کو صحیح راستہ دکھانے اور ہدایت کی راہ بتانے والی تھی۔  
أرسلنا موسیٰ ... الی فرعون و ملایہ فاتبعوا امر فرعون و ما امر فرعون برشید

۷۔ گمراہ اور فساد رہبر، اپنی امت کی گمراہی اور ضلالت کا موجب ہوتے ہیں۔  
فاتبعوا امر فرعون و ما امر فرعون برشید

اشراف فرعون: اشراف فرعون اور موسیٰ علیہ السلام ۳؛ اشراف فرعون کی ہدایت ۱  
اطاعت: فرعون کی اطاعت ۳

رہبر: رہبروں کی ضلالت ۷؛ گمراہ رہبروں کا کردار ۷

فرعون: فرعون اور موسیٰ علیہ السلام ۳؛ فرعون کا گمراہ کرنا ۵؛ فرعون کی ہدایت ۱؛ فرعون کے اوامر ۳، ۵

فرعونی: فرعونی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ۳

گمراہی: گمراہی کے عوامل ۷

معاشرہ: معاشرہ کے مضرات کی شناخت ۵

موسیٰ علیہ السلام: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون ۲؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ۳؛ حضرت

موسیٰ (ع) کو جھٹلانے والے ۳، ۳؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی خصوصیات ۶؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت ۱؛

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی حدود ۲؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کرنا ۱، ۶

## آیت ۹۸

﴿يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوَرْدُ الْمَوْرُودُ﴾

وہ روز قیامت اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا اور انہیں جہنم میں وارد کر دے گا جو بدترین وارد ہونے کی جگہ ہے (۹۸)

۱۔ فرعون، قیامت کے دن اپنے پیروکاروں کے آگے آگے جہنم میں داخل ہوگا۔

يقدم قومه يوم القيامة فأوردهم النار

(قدوم) يقدم کا مصدر ہے۔ اسکا معنی آگے آگے چلنا اور سبقت کرنے کا ہے۔

۲۔ فرعون، قیامت کے دن اپنے پیروکاروں کو جہنم کی آگ میں لے جائے گا۔ فأوردهم النار

(اورد) کا فعل ماضی لانا جبکہ آئندہ کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے یہ بتاتا ہے کہ جہنم کی آگ میں ان کا داخل ہونا حتمی

ہے۔

۳۔ فرعونوں کا فرعون کی قیادت میں جہنم کی طرف جانا، دنیا میں اس کے غلط کاموں کا نتیجہ ہے۔

و ما أمر فرعون برشيد ، يقدم قومه يوم القيامة فأوردهم النار

(يقدم قومہ...) کا جملہ (و ما امر فرعون برشيد) کے جملے کی تفسیر ہے۔ یہ فرعون کی پیروی کرنے والوں کے برے انجام کو

بتا رہا ہے۔

۳۔ قیامت میں لوگوں کے وہی رہبر ہوں گے جو دنیا میں ان کے رہبر تھے۔ فاتبعوا أمر فرعون ... يقدم قومه يوم القيامة

(يقدم قومہ) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ دنیا میں جس نے جس کسی کی اتباع کی ہے (فاتبعوا امر فرعون) آخرت میں بھی اسی کی

قیادت میں رہے گا۔

۵۔ بشری معاشرے کے رہبر، ان کی اخروی سعادت و شقاوت میں کافی مؤثر ہیں۔

فاتبعوا أمر فرعون ... يقدم قومه يوم القيامة فأوردهم النار

۶۔ وہ قوانین اور اصول جو ہدایت کرنے اور بزرگی عطا کرنے والے ہیں وہی انسان کے لیے اخروی سعادت کا ذخیرہ اور

دوزخ کی آگ سے نجات کا

ذریعہ ہیں۔ و ما أمر فرعون برشيد يقدم قومه يوم القيامة فأوردهم النار

۷۔ رسل الہی کی پیروی نہ کرنے کا انجام، دوزخ کی آگ ہے۔

و لقد أرسلنا موسى ... الى فرعون و ملايه فاتبعوا امر فرعون ... و بئس الورد المورود

۸۔ دوزخ کی آگ بد قسمتی کا نتیجہ اور بری جگہ ہے۔ و بئس الورد المورود

(الورد) کا معنی نصیب اور قسمت ہے۔ اور یہ بئس کا فاعل ہے۔ (ال) جو اس پر ہے جنس کا ہے (المورد) وہ شے جسمیں داخل ہوتے ہیں یہ مذمت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس پر (ال) عہد ذکر ہے۔ جو دوزخ کی آگ کی طرف اشارہ ہے تو اس صورت میں (بئس الورد المورود) کا معنی یوں ہوگا۔ وہ بد نصیب اور بد قسمت لوگ ہیں جو جہنم کی آگ میں جائیں گے

اطاعت: فرعون کی اطاعت کرنے کا انجام ۳

جہنم: جہنم سے نجات کی اہمیت ۶؛ جہنم کی آگ ۸، ۷؛ جہنم کی بد بختی ۸؛ جہنم میں پہلے جانے والے ۱؛ جہنم میں جانے کے

اسباب ۷

جہنمی افراد: ۱، ۲، ۳

رہبر: دنیا کے رہبر ۳؛ قیامت میں رہبر ۳

رہبری: رہبری کے کردار کی اہمیت ۵

سعادت: سعادت اخروی کی اہمیت ۵؛ سعادت اخروی کے اسباب ۵

شقاوت: شقاوت اخروی کے اسباب ۵

فرعون: فرعون اور فرعون کی لوگ ۲؛ فرعون کا آگے آگے ہونا ۳، ۱؛ فرعون کا جہنم میں جانا ۱؛ فرعون کا مؤثر ہونا ۲ فرعون

قیامت کے دن ۱؛ فرعون کی گمراہی کی علامات ۳

فرعون افراد: جہنم میں فرعونوں کا ہونا ۱، ۲، ۳؛ فرعون کی قیامت کے دن ۱۰

قانون: خوش بختی کے قانون کا ملاک ۶

نافرمانی: انبیاء ﷺ کی نافرمانی کا انجام ۷

﴿وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْسَخُ الْرِفْدُ الْمَرْفُودُ﴾

ان لوگوں کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت لگادی گئی ہے اور روز قیامت بھی یہ بدترین عطیہ ہے جو انھیں دیا جائے گا (۹۹)

۱۔ فرعون اور اسکے پیروکار، دنیا اور آخرت میں لعنت الہی میں گرفتار اور رحمت الہی سے دور ہیں۔  
و اتبعوا فی هذه لعنة و یوم القیامة

(اتبعوا) کی ضمیر فرعون اور اسکی قوم کی طرف پلٹتی ہے۔ (اتباع) (اتبعوا) کا مصدر ہے جو ساتھ ملانے یا پیچھے بھیجنے کے معنی میں آتا ہے۔ لہذا (و اتبعوا...) کا معنی یوں ہوگا۔ یعنی فرعون اور اسکی قوم دنیا اور آخرت میں لعنت الہی کو اپنے ساتھ ساتھ پائیں گے۔

۲۔ انبیاء علیہ السلام کی رسالت کو قبول نہ کرنا، دنیا و آخرت میں لعنت الہی میں گرفتار ہونے اور دنیا و آخرت میں رحمت الہی سے دور ہونے کا سبب ہے۔ و لقد أرسلنا موسیٰ ... و اتبعوا فی هذه لعنة و یوم القیامة

۳۔ لعنت الہی اور رحمت الہی سے دور ہونا برا انعام اور بدترین سزا ہے۔ بنس الرfid المرفود (الرfid) کا معنی عطیہ و انعام ہے اور (بنس) کا فاعل ہے۔ اور اس پر الف و لام جنس کا ہے۔ (المرفود) سے مراد برا انعام و عطیہ ہے۔ اس میں (ال) عہد ذکر ہے اور لعنت اور رحمت خدا سے دوری کی طرف اشارہ ہے۔ لہذا (بنس الرfid المرفود) کا معنی یوں ہوگا۔ یہ انعام (جو لعنت الہی ہے) یہ برا انعام و عطیہ ہے۔

۳۔ دنیا میں فرعونوں کو جو انعام ملا وہ برا انعام اور آخرت میں جو سزا ملے گی وہ بدترین سزا ہوگی۔  
و اتبعوا فی هذه لعنة و یوم القیامة الرfid المرفود

آیت شریفہ میں سزا و برے انجام کو تمسخر کے طور پر (رfid) (یعنی انعام و عطیہ) سے یاد کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی لعنت کے اسباب ۲

انبیاء ﷺ: انبیاء کی تکذیب کے آثار ۲

رحمت: آخرت میں رحمت الہی سے محروم ہونا ۲؛ رحمت الہی سے دنیا میں محروم ہونا ۲؛ رحمت الہی سے محروم لوگ ۱؛

رحمت الہی سے محروم ہونا ۳

عطایا: برے انعامات ۳، ۳

فرعون: فرعون پر لعنت ۱؛ فرعون کا محروم ہونا ۱

فرعونی لوگ: فرعونوں کی آخرت کی سزا ۳؛ فرعونوں پر لعنت ۱؛ فرعونوں کی دنیا میں سزا ۳؛ فرعونوں کی محرومیت ۱

لعنت: لعنت کے مستحق ۱

## آیت ۱۰۰

﴿ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْقُرَى نَقِصُهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ﴾

یہ چند بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض باقی رہ گئی ہیں اور بعض کٹ پٹ کر برابر ہو گئی ہیں (۱۰۰)

۱۔ قوم فرعون، نوح (ع)، ہود (ع)، صالح (ع)، لوط (ع)، اور شعیب ﷺ کے واقعات، تاریخ بشری کے اہم واقعات ہیں۔ ذلک من أنباء القرى

(انباء) جمع نبا ہے اور نبا حبسے مفردات راغب میں ذکر ہوا ہے کہ اس خبر کو کہتے ہیں جسکا بہت بڑا فائدہ ہو "قری" (قریہ) کی جمع ہے بستیوں کو کہا جاتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو ہلاک ہونے والی اقوام کے واقعات اور عذاب سے تباہ شدہ بستیوں کے بعض حالات سے آگاہ فرماتا تھا۔ ذلک من انباء القرى... نقصه عليك

۳۔ کچھ بستیاں جن پر عذاب آیا تھا نابود و مٹ چکی تھیں، لیکن کچھ بستیوں کے آثار آنحضرت ﷺ کے زمانے میں باقی تھے۔ ذلک من أنباء القرى... منها قائم و حصید

(قائم) کا معنی کھڑا اور استوار ہونا اور (حصید) کاٹی ہوئی جو وگندم) ہے آیت شریفہ میں ویران نہ ہونے والی بستیوں کو اس



زراعت کے مشابہہ قرار دیا گیا ہے جو اپنے تنے پر قائم ہو اور بتاہ شدہ بستیوں کو کائی ہوئی کھیتی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے

۳۔ بعض گزشتہ اقوام پر عذاب کا نزول سب افراد کو شامل نہیں تھا بلکہ ان کی کچھ نسل باقی رہ گئی تھی۔

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (منہا) سے مراد من اہلہا ہو لہذا (منہا قائم...) سے مراد یہ ہے کہ بعض اقوام جو عذاب الہی میں گرفتار ہوئی تھیں ان (آنحضرت ﷺ) کے زمانہ میں ابھی موجود ہیں۔ اور باقی اقوام کلی طور پر نابود ہو چکی تھیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

۵۔ بعض گزشتہ اقوام، عذاب الہی کے نازل ہونے کی وجہ سے بالکل مٹ گئیں اور ان کی کوئی نسل باقی نہیں رہی۔  
منہا... حصید

۶۔ قرآن مجید، تاریخ بشر اور گزشتہ اقوام کے انجام سے آگاہی کا مرکز ہے۔

ذلك من اؤنباء القرى نقصه عليك منها قائم و حصید

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور گزری ہوئی اقوام کا انجام ۲؛ آنحضرت ﷺ اور گزری ہوئی اقوام کی ہلاکت ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خبریں ۲

اہل مدائن: اہل مدائن کی تاریخ ۱

تاریخ بتاریخ کے اہم ترین واقعات ۱؛ تاریخ کے منابع ۶

شناخت: منابع کی شناخت ۶

عذاب: اہل عذاب کا مٹ جانا ۵؛ اہل عذاب کی نسل ۵ اہل عذاب کی نسل کی بقاء ۳؛ عذاب شدہ شہروں کا باقی رہنا ۳؛

عذاب شدہ شہروں کی نابودی ۳

فرعونى لوگ: فرعونوں کی تاریخ ۱

قرآن: قرآن مجید کا کردار ۶

قوم ثمود: قوم ثمود کی تاریخ ۱

قوم لوط: قوم لوط کی تاریخ ۱

قوم نوح: قوم نوح کی تاریخ ۱

قوم عاد: قوم عاد کی تاریخ ۱

### آیت ۱۰۱

﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ  
وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ﴾

اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے بلکہ انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو عذاب کے آجانے کے بعد ان کے وہ خدا بھی کام نہ آئے جنھیں وہ خدا کو چھوڑ کر پکار رہے تھے اور ان خدائوں نے مزید ہلاکت کے علاوہ انھیں کچھ نہیں دیا (۱۰۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ، اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ و ما ظلمناہم ...

۲۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو گناہوں (شرک پرستی، انبیاء کے انکار وغیرہ) کی طرف رغبت نہیں دلاتا ہے۔ و ما ظلمناہم ...  
اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر ظلم نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کو ہلاکت اور عذاب کے اسباب (شرک وغیرہ...) کی طرف رغبت نہیں دلاتا پس جو عذاب ان پر نازل ہوئے ہیں وہ ان کے اعمال کی وجہ سے ہیں۔

۳۔ شرک، انبیاء ﷺ کا انکار اور گناہوں کا مرتکب ہونا یہ ایسے ظلم ہیں جو مشرکین، کفار اور گنہگار اپنے حق میں انجام دیتے ہیں۔ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

(ظلموا انفسہم) انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اس سے مراد گناہ اور اس کے آثار اور جو چیزیں ان کے ساتھ ہوتیں ہیں وہ ہے۔ مذکورہ معنی پہلے لحاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ مشرکین، کفار اور گنہگاروں کا عذاب الہی میں گرفتار ہونا، ایسا ظلم و سزا ہے کہ جس کا خود انہوں نے اپنے لیے زمینہ فراہم کیا ہے۔ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ (نفس پر ظلم کرنا) گناہ اور اس کے آثار نیز وہ افعال جو گناہوں کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں مراد لیے گئے ہیں مذکورہ معنی دوسرے احتمال کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ لہذا (ظلموا انفسہم) یعنی کافروں پر عذاب کا نزول، ان کے گناہوں کے آثار اور نتیجہ ہے۔ یہ ایسا ظلم ہے جو خود انہوں نے اپنے اوپر روا رکھا۔

۵۔ گزشتہ ہلاک شدہ قوموں، قوم نوح (ع)، عاد (ع)، ثمود (ع)، قوم شعیب (ع) و لوط (ع) اور فرعون نے شرک اور انبیاء کی رسالت کے انکار کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کیا۔ و ما ظلمنا ہم ولكن ظلموا انفسهم

ضمیمہ (ہم) اور اس کی مانند دوسری ضمائر جو آیت شریفہ میں مورد بحث واقع ہوئی ہیں ان سے مراد ایسی اقوام ہیں جن کے حالات سورہ ہود میں بیان ہوئے ہیں یعنی قوم نوح، عاد و غیرہ

۶۔ گزشتہ اقوام (قوم فرعون و عاد...) پر جو عذاب نازل ہوا وہ ان کی اپنی خلاف ورزیوں کی وجہ سے تھا۔ و ما ظلمنا ہم ولكن ظلموا انفسهم

۷۔ مشرکین، عذاب الہی کے نزول کے وقت پر بتوں اور اپنے جھوٹے معبودوں سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس کو ٹالنے کے لیے ان سے امداد چاہتے ہیں۔ فما أغنت عنهم ء الهتهم التي يدعون من دون الله من شيء لما جاء أمر ربك (أمر ربك) سے مراد، عذاب الہی ہے۔ اور لفظ اغناء (أغنت) کا مصدر ہے۔ جو کفایت کرنے اور دور کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ (من شئ) (ما اغنت) کے لیے مفعول ہے۔ اور اس سے مراد عذاب الہی ہے۔ تو اس صورت میں (فما أغنت عنهم آلہتم... من شيء) سے مراد یہ ہے کہ، ان کے معبود، ان کے لیے کافی نہ ہوئے۔ حتی کہ تھوڑے سے عذاب کو بھی ان سے دور نہیں کر سکے۔

۸۔ بت اور خیالی معبود، اپنی پرستش کرنے والوں کی کبھی بھی فریاد رسی نہیں کرتے اور ان سے تھوڑے سے بھی عذاب الہی کو دور نہیں کر سکتے۔ فما أغنت عنهم ء الهتهم التي يدعون من دون الله من شيء لما جاء أمر ربك

۹۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی عذاب اور مصیبتوں سے نجات دینے والا ہے۔ فما اغنت... من دون الله (آلہتم) کی صفت (التي يدعون من دون الله) کو لانا گویا یہ بتاتا ہے کہ غیر اللہ کو مدد کے لیے نہیں بلانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کے علاوہ کوئی بھی عذاب کو ٹال نہیں سکتا۔

۱۰۔ مشرکین پر جو عذاب نازل ہوا وہ حکم الہی سے تھا۔ لما جاء أمر ربك

۱۱۔ مشرکین اور گناہ میں آلودہ افراد پر عذاب الہی کا نازل ہونا، ربوبیت الہی کا جلوہ اور انسانوں کے امور کو منظم و مرتب کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لما جاء أمر ربك

مذکورہ بالا معنی، کا کلمہ (رب) (مدبر و مربی) کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کسی کسی کمی و زیادتی کے بغیر انجام پاتے ہیں۔ لما جاء أمر ربك

(امر) سے عذاب کو تعبیر کرنے سے مراد، فرمان الہی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس چیز کے انجام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے وہ بغیر کسی کمی و زیادتی کے انجام پاتا ہے، اس طرح کہ وہ انجام پانے والا کام، وہی امر و فرمان الہی ہے۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ، نے آنحضرت ﷺ کے زمانے کے مشرکین اور ان کی رسالت سے انکار کرنے والوں کو عذاب الہی اور سزا سے ڈرایا۔ فما أغنت عنهم ءالہم ... لما جاء أمر ربك

گذشتہ اقوام کی عاقبت کے بارے میں نتیجہ لینے کے بیان کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کو اس طرح خطاب کرنا (لما جاء امر ربك) اور (ذلک من انباء القریٰ نقصہ علیک) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عصر آنحضرت ﷺ کے مشرکین بھی ان مختلف قسم کے عذاب میں گرفتار ہونے کے خطرہ سے دوچار تھے۔

۱۴۔ جھوٹے معبودوں کی عبادت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو تباہ و برباد اور گھائے میں ہیں۔ و ما زاوہم غیر تتبیب (تتبیب) کا لغوی معنی نقصان اٹھانا، نقصان دینا، ہلاکت میں ڈالنا، نفرین اور ہلاک ہونے اور خسارت کی درخواست کرنے کے معنی میں آیا ہے۔

۱۵۔ جھوٹے معبودوں سے مدد طلب کرنا، نہ صرف ان مدد طلب کرنے والوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتا بلکہ ان کے لیے تباہی اور گھائے میں اضافہ کا موجب ہے۔ و ما زاوہم غیر تتبیب

(وما زادوہم...) کے جملے میں یہ بتایا گیا ہے کہ بت، گھائے و نقصان کو زیادہ کرنے والے ہیں جبکہ بت نقصان دینے پر قدرت نہیں رکھتے ہیں (ما زادوہم...) سے مراد جملہ (التي يدعون...) کے قرینہ کی بنیاد پر یہ ہے کہ بتوں پر اعتقاد رکھنا، نقصان کا موجب بنتا ہے اور نزول عذاب کے وقت ان سے مدد طلب کرنا، ان مدد طلب کرنے والوں کے لیے نقصان میں اضافہ کا موجب ہے۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت کے جھٹلانے والوں کو ڈرانا ۱۳

اسماء و صفات: صفات جلالہ ۱، ۲

اللہ تعالیٰ:

اوامر الہی کا حتمی ہونا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ اور ظلم ۱؛ اللہ تعالیٰ کا پاک و پاکیزہ ہونا ۱، ۲؛ اللہ تعالیٰ کا ڈرانا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا نجات دینا ۹؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کرنا ۲؛ ربوبیت الہی کی نشانیاں ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱۰  
انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کو جھٹلانے کا ظلم ۳؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے کے آثار ۵

انسان: انسانوں کا مدبر ۱۱

اہل مدائن: اہل مدائن کا ظلم ۵؛ اہل مدائن کا عذاب ۶؛ اہل مدائن کی سزا ۶

بت: بت اور عذاب سے نجات ۸؛ بتوں کا عاجز ہونا ۸

جھوٹے معبود: جھوٹے معبود اور عذاب سے نجات ۸؛ جھوٹے معبودوں کا عاجز ہونا ۸

خود: خود پر ظلم کرنا ۳، ۴، ۵

سزا: سزا سے ڈرانا ۱۳

شرک: شرک کا ظلم ۳؛ شرک کے آثار ۵

ظالمین: ۳، ۵

ظلم: ظلم کے موارد ۳

عذاب: عذاب سے ڈرانا ۱۳؛ عذاب سے نجات ۹

قوم ثمود: قوم ثمود کا ظلم ۵؛ قوم ثمود کا عذاب ۶؛ قوم ثمود کی سزا ۶

قوم عاد: قوم عاد کا ظلم ۵؛ قوم عاد کا عذاب ۶؛ قوم عاد کی سزا ۶

قوم فرعون: قوم فرعون کا ظلم ۵؛ قوم فرعون کا عذاب ۶؛ قوم فرعون کی سزا ۶

قوم لوط: قوم لوط کا ظلم ۵؛ قوم لوط کا عذاب ۶؛ قوم لوط کی سزا ۶

قوم نوح: قوم نوح کا ظلم ۵؛ قوم نوح کا عذاب ۶؛ قوم نوح کی سزا ۶

کفار: کفار پر عذاب کے عوامل ۳

گناہ: گناہ کرنے کا ظلم ۳

گناہگار: گناہگاروں کا عذاب ۱۱؛ گناہگاروں کے عذاب کے اسباب ۳

مدد طلب کرنا: بتوں سے مدد طلب کرنا ۷؛ بے ثمر مدد طلب کرنا ۱۵؛ جھوٹے معبودوں سے مدد طلب کرنا ۷؛ جھوٹے معبودوں سے مدد طلب کرنے کا نقصان ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کو ڈرانا ۱۳؛ مشرکین، عذاب کے وقت ۷؛ مشرکین کا عذاب ۱۱؛ مشرکین کا مدد طلب کرنا ۷؛ مشرکین کا نقصان اٹھانا ۱۳؛ مشرکین کی ہلاکت کا سبب ۱۲؛ مشرکین کے عذاب کا سبب ۱۰؛ مشرکین کے عذاب کے اسباب ۳

## آیت ۱۰۲

﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقَرْيَ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾

اور اسی طرح تمہارے پروردگار کی گرفت ہوتی ہے جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے کہ اس کی گرفت بہت ہی سخت اور دردناک ہوتی ہے (۱۰۲)

۱۔ سیلاب جیسے پانی کا جوش مارنا، طوفانی بارشوں کا برسنا بستیوں کا اوپر نیچے ہو جانا، عذاب والے پتھروں کا گرنا، نابود کرنے والی صحیہ اور دردناک آوازیں اللہ تعالیٰ کی عقوبتیں اور عذاب استیصال کا نمونہ ہیں۔ و كذلك أخذ ربك (ذلک) کا اشارہ، ان عذابوں کی طرف ہے جو اس سورہ میں بیان ہوتے ہیں جیسے طوفان نوح، قوم لوط کی آبادی کا زیر و بالا ہو جانا وغیرہ۔

۲۔ ظلم کرنے والی قومیں (کفر و شرک اختیار کرنے والے معاشرے) الہی عقوبتوں اور عذاب استیصال میں گرفتار ہونے کے خطرہ سے دچار ہیں۔ كذلك أخذ ربك اذا أخذ القرى و هي ظالمة

۳۔ الہی عذاب، ان شہروں اور بستیوں پر نازل ہوتا ہے جن میں عام طور پر کفر و شرک کے آثار اور ظالم لوگ موجود ہوں۔ و كذلك أخذ ربك اذا أخذ القرى و هي ظالمة

بستیوں کی طرف ظلم کی نسبت دینا (وہی ظالم) نسبت مجازی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان بستیوں کے اکثر بلکہ تقریباً تمام لوگ ظالم تھے گویا ظلم و ستم ان شہروں کے گلی کوچے میں نمایاں تھا۔

۳۔ ظلم و ستم کرنے والے (کافرو مشرک) افراد پر عذاب الہی کا نازل ہونا، انسانوں کے امور کی تدبیر کے سلسلہ میں

ربوبیت الہی کا جلوہ ہے۔ و كذلك أخذ ربك اذا أخذ القرى و هي ظالمة

۵۔ اللہ تعالیٰ نے عصر بعثت کے مشرکین اور کفار کو دنیا میں سخت عذاب سے ڈرایا۔

و كذلك أخذ ربك اذا أخذ القرى و هي ظالمة ان اخذ اليم شديد

(کذلک اخذ ربک) میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب قرار دینے سے مذکورہ بالا معنی حاصل ہوتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب، دردناک اور سخت عذاب ہے۔ ان أخذه اليم شديد

اکثریت: ظلم کی اکثریت ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ڈرانا ۵؛ اللہ تعالیٰ کا عذاب ۱، ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۳؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۱، ۲؛ اللہ تعالیٰ

کے عذاب کی خصوصیات ۶

انسان: انسانوں کا مدبر ہونا ۳

شرک: شرک کے آثار ۳

ظالمین: ظالموں پر عذاب ۲، ۳؛ ظالموں کی سزا ۲

ظلم: ظلم کے آثار

عذاب: عذاب کا ذریعہ ۱؛ اہل عذاب ۲؛ بارش کے ذریعہ عذاب ۱؛ دردناکی عذاب ۶؛ دنیاوی عذاب سے ڈرانا ۵؛ صیحہ آسمانی

کے ذریعہ عذاب ۱؛ عذاب استیصال ۱، ۲؛ عذاب سجیل (کھرنجے دار پتھر) ۱؛ عذاب شہروں کی ویرانی سے ۱؛ عذاب

طوفان سے ۱؛ شدید عذاب ۵؛ عذاب کے اسباب ۳؛ مرتب عذاب ۵

کفار: صدر اسلام کے کفار کو دھمکی دینا ۵؛ کافروں کا عذاب ۲، ۳؛ کفار کی سزا ۲

کفر: کفر کے آثار ۳

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کی تہدید ۵؛ مشرکین کا عذاب ۲، ۳؛ مشرکین کی سزا ۲

### آیت ۱۰۳

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ﴾

اس بات میں ان لوگوں کے لئے نشانی پائی جاتی ہے جو عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہیں۔ وہ دن جس دن تمام لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہوگا (۱۰۳)

۱۔ کفار و مشرک قوموں پر عذابوں کا نازل ہونا، قیامت کے وجود اور آخرت کے عذاب کی بہت بڑی نشانی ہے۔  
ان فی ذلك لآية

(آیت) کا یہاں معنی نشانی ہے۔ اور (لمن خاف عذاب الآخرة) کے قرینے سے اس کا متعلق قیامت کی حقانیت اور اس دن کے عذاب کی طرف اشارہ ہے۔ لفظ (آیت) کو نکرہ لانا، یہ اس دن کی بزرگی و عظمت کو بتاتا ہے۔ لہذا (ان فی ذلك لآية) کا معنی یہ ہوگا کہ ان دنیاوی عذابوں میں قیامت کی حقانیت اور اس کے عذابوں پر بہت بڑی نشانی ہے۔

۲۔ آخرت کا عذاب، بہت سخت عذاب اور سزاوار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ لمن خاف عذاب الآخرة  
۳۔ روز آخرت کے وجود کے احتمال سے استیصال عذاب سے عبرت لیتا ہے اور ان عذابوں سے اس بات کو قبول کرتا ہے کہ یہ دلیل ہے کہ آخرت کا میدان لگایا جائے گا۔ ان فی ذلك لآية لمن خاف عذاب الآخرة  
کلمہ (خاف) جو آیت مذکورہ میں ہے اس سے احتمال دینے کا معنی استفادہ ہوتا ہے۔ لہذا مذکورہ تفسیر اسی بناء پر ہے۔  
۳۔ جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے وہ دنیا کے عذابوں کو قیامت اور اخروی عذابوں پر اسکی دلیل ہونے کو درک نہیں کر سکتے۔

ان فی ذلك لآية لمن خاف عذاب الآخرة

یہ بات واضح ہے کہ دنیا کے عذابوں کو قیامت کی حقانیت پر دلیل قرار دینا، کسی خاص گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اور لام (لمن خاف...) میں لام انتفاع ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ یہ عذابوں کی نشانی کسی خاص گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے لیکن قیامت پر ایمان نہ رکھنے والے اس کو سمجھنے سے محروم ہیں۔



۵۔ آخرت کا میدان، تمام انسانوں کو جمع کرنے کی جگہ ہے۔ ذلک یوم مجموع له الناس

(ذلک) (الآخرة) کی طرف اشارہ ہے۔ اسم اشارہ کو ذکر لانے کی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ (یوم) خبر ہے اور وہ مذکر ہے۔

۶۔ قیامت کے مقامات (حساب و کتاب، سزا و جزاء دینے کا مقام، وغیرہ... سے گزرنے کا مقصد، تمام لوگوں کو قیامت

کے میدان میں جمع کرنا ہے۔ ذلک یوم مجموع له الناس

مذکور بالا معنی اس صورت میں حاصل ہوگا جب (لہ) میں لام غایت اور غرض کا معنی دے۔ پس اس صورت میں (ذلک

یوم...) کا معنی یوں ہوگا۔ قیامت ایسا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے مقامات سے گزارنے کے لیے تمام لوگوں کو اس

دن جمع کرے گا۔

۷۔ قیامت کا میدان، اور اس کے مقامات، واضح، ظاہر اور تمام لوگوں کے لیے قابل دید و رؤیت ہیں۔

ذلک یوم مشہود

ظاہری طور پر (مشہود) (مشاہدہ کا مقام) یہ متعلق موصوف کے لیے صفت ہے۔ اس سے مقصود اس دن کا مشاہدہ مراد

نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کا مشاہدہ ہے جو اس دن موجود ہوں گئی، یا وجود میں آئیں گئی، قیامت کے حالات و مقامات یا

وہ انسان جو روز قیامت موجود ہوں وغیرہ...

۸۔ قال الصدوق روی ... و تقوم القيامة في يوم الجمعة ... قال الله و عزوجل: ذلک یوم مجموع له الناس و ذلک

یوم مشہود<sup>(۱)</sup>

شیخ صدوق فرماتے ہیں: روایت نقل ہوئی ہے کہ قیامت، جمعہ کے دن واقع ہوگی... اور اللہ تعالیٰ عزوجل اسی دن کو یوم

المجموع سے یاد فرما رہا ہے۔ ذلک یوم مجموع ...

آخرت: آخرت کا احتمال دینے کے آثار ۳؛ آخرت کے اثبات کے دلائل ۳

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۱، ص ۴۲۲، ح ۱۲۴۱؛ بحار الانوار، ج ۷، ص ۶۱، ح ۱۲۔

انسان: انسانوں کا آخرت میں حشر ۵

آجر: آجر اخروی کا فلسفہ ۶

حساب و کتاب: آخرت میں حساب و کتاب کا فلسفہ ۶

خوف: آخرت کے عذاب کا خوف ۲

روایت: ۸

عبرت: عبرت کے عوامل ۳

عذاب: دنیاوی عذاب کے آثار ۳; عذاب اخروی کی خصوصیات ۲; عذاب اخروی کی شدت ۲; عذاب استیصال سے

عبرت حاصل کرنا ۳; عذاب اخروی کے دلائل ۱; عذاب کے مراتب ۲

قیامت: قیامت جمعہ کے دن ۸; قیامت کا دن ۸; قیامت کو جھٹلانے والوں کا عاجز ہونا ۳; قیامت کی حقانیت کے دلائل

۱; قیامت کی خصوصیات ۴، ۵; قیامت کے دلائل کو سمجھنا ۳; قیامت کے دن سب کا جمع ہونا ۵، ۸; قیامت کے مقامات کی

رویت ۴; قیامت میں حساب و کتاب کے مقامات ۶; قیامت میں حشر کا فلسفہ ۶

کفار: کفار کا عذاب ۱

سزا: آخرت میں سزا کا فلسفہ ۶

مشرکین: مشرکین کا عذاب ۱

### آیت ۱۰۳

﴿وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مُّعَدُّودٍ﴾

اور ہم اپنے عذاب کو صرف ایک معینہ مدت کے لئے ٹال رہے ہیں (۱۰۳)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت برپا کرنے کے لیے ایک مخصوص وقت معین کیا ہوا ہے۔ و ما نوخرہ إلا لاجل معدود

۲۔ قیامت کی برپائی اپنے مخصوص وقت سے موخر نہیں ہوگئی۔ و ما نوخرہ إلا لاجل معدود

مذکورہ تفسیر میں (الْأَجَلَ) میں لام کو (الی) کے معنی میں لیا گیا ہے۔

۳۔ قیامت میں تاخیر کا سبب اور علت صرف اس مخصوص وقت کے انتظار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

و ما نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مُّعَدَّدٍ

مذکورہ معنی اس وقت لیا جاسکتا ہے جب (الْأَجَلَ) کے لام سے لام تعلیل مراد لیا جائے۔

۳۔ قیامت آنے کا وقت لوگوں پر مخفی ہے اور اس طرح مخفی ہی رہے گا۔ و ما نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مُّعَدَّدٍ

۵۔ قیامت آنے میں بہت تھوڑا وقت باقی ہے۔ و ما نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مُّعَدَّدٍ

(معدود) کا معنی گناہنا وقت معنی گناہ یعنی کم وقت ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

قیامت: قیامت میں تاخیر ۲، ۳؛ قیامت کے وقت کی تعیین ۱؛ قیامت کے وقت سے ناواقفیت ۳؛ قیامت کا حتمی ہونا ۲؛

قیامت کا نزدیک ہونا ۵؛ قیامت کا وقت ۱، ۵، ۳

## آیت ۱۰۵

﴿يَوْمَ يَأْتُ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ﴾

اس کے بعد جس دن وہ آجائے گا تو کوئی شخص بھی اذن خدا کے بغیر کسی سے بات بھی نہ کر سکے گا۔ اس دن کچھ بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت (۱۰۵)

۱۔ قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہیں کر سکے گا۔ یَوْمَ يَأْتُ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

(یأت) میں جو ضمیر ہے وہ (یوم) کی طرف پلٹتی ہے اور (یوم یأت) میں یوم، وقت و زمان کے معنی میں ہے۔ یعنی وہ وقت جس دن قیامت برپا ہوگی... اور قابل ذکر ہے کہ (لا تکلم) اصل میں (لا تتکلم) تھا۔ قواعد صرف کی وجہ سے ایک تا حذف ہو گئی ہے۔

۲۔ قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلق اس کے بندوں پر ظاہر و عیاں ہوتی چلی جائے گی۔

یَوْمَ يَأْتُ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

چونکہ دنیا میں کوئی کام بھی اذن الہی کے بغیر وجود میں نہیں آتا تو جملہ (لا تکلم نفس الا باذنہ) سے مراد یہ ہے کہ یہ حقیقت،

قیامت کے دن تمام پر واضح ہو جائے گی اور لوگ اسکو محسوس کریں گے۔

۳۔ قیامت کے دن لوگوں سے اختیار و انتخاب، سلب ہو جائے گا۔ یوم یأت لا تکلم نفس الا باذنه

قیامت میں کلام کرنے کے لیے اذن الہی کا ضروری ہونا، یہ بتاتا ہے کہ میدان قیامت، دنیا کی مانند نہیں ہے کہ انسان اپنی مرضی سے بات کرے یا کوئی کام انجام دے لے، یا کوئی ایسا کام کرے جو مرضی الہی کے مطابق نہ ہو بلکہ ان سے اختیار کو سلب کر لیا جائے گا اور یہ نہیں ہو سکے گا کہ جو چاہیں کہہ ڈالیں۔

۴۔ قیامت کے دن، انسان دو گروہ میں بٹ جائیں گے۔ ایک گروہ بد بخت جبکہ دوسرا گروہ، خوش بخت ہوگا...

فمنہم شقی وسعید

۵۔ انبیاء علیہ السلام کی رسالت کے منکرین اور مشرک، آخرت کے میدان میں بد بخت سیاہ گروہ تشکیل دینے والے ہیں۔

و ما ظلمناہم و لكن ظلموا انفسہم ... فمنہم شقی

گذشتہ آیات شرک پرستی اور انبیاء علیہ السلام کی رسالت سے انکار کے بارے میں تھیں یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ مشرکین اور منکرین رسالت، شقاوت و بد بختی کا واضح و مسلم مصداق ہیں۔

۶۔ موحدین اور انبیاء (ع) کی رسالت پر ایمان لے آنے والے، قیامت کے دن سعادت مندوں اور خوش بختوں کے گروہ کو تشکیل دینے والے ہیں۔ فمنہم شقی و سعید

۷۔ (عن عبد اللہ بن سلام مولی رسول اللہ ﷺ انہ قال : سألت رسول اللہ ﷺ فقلت : ... فأولاد المشرکین فی الجنة ام فی النار؟ فقال : ... انہ اذا کان یوم القیامة ... فیأمر اللہ عزوجل ناراً ... ثم یأمر اللہ تبارک و تعالی اطفال المشرکین ان یلقوا انفسہم فی تلك النار فمن سبق له فی علم اللہ عزوجل ان یکون سعیداً لقی نفسه فیہا ... و من سبق له فی علم اللہ عزوجل ان یکون شقیّاً امتنع فلم یلق نفسه فی النار ... و ذلك قول اللہ عزوجل : فمنہم شقی و

سعید (۱)

عبد اللہ بن سلام سے نقل ہوا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ مشرکین کی اولاد جو بچپن ہی میں اس دنیا میں سے چلی گئی وہ جنتی ہیں

(۱) توحید صدوق، ص ۳۹۱، ج ۱، ب ۶۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۳۹۵، ح ۲۱۲۔

یا جہنمی؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس وقت جہنم کی آگ کو حکم دے گا کہ حاضر ہو جائے۔ جب وہ حاضر ہوگی تب وہ مشرکین کے بچوں کو حکم دے گا کہ اپنے آپکو جہنم میں گرا دیں۔ تو جو بچے علم خدا میں سعادت مند لکھے ہونگے وہ اپنے آپ کو آگ میں گرا دیں گے وہ اور جو علم الہی میں شقاوت مند اور بد بخت ہوں گے وہ حکم الہی کو قبول کرنے سے انکار کریں گے، اور خود کو آگ میں نہیں گرائیں گے... تو یہی حکم الہی ہے کہ (منہم شقی و سعیداً)...

۸۔ عن علیؑ انه قال: حقيقة السعادة ان يختم الرجل عمله بالسعادة و حقيقة الشقاء ان يختم المرء عمله بالشقاء<sup>(۱)</sup>

امیر المؤمنینؑ سے روایت ہے کہ سعادت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کو سعادت پر ختم کرے (عاقبت بخیر ہو) اور شقاوت و بد بختی کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے عمل کو بد بختی پر ختم کرے۔  
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اذن ۱؛ اللہ تعالیٰ کی آخرت میں حاکمیت ۲  
 انبیاءؑ: انبیاء پر ایمان لانے والے ۶؛ انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کی شقاوت ۵  
 انسان: قیامت کے دن انسان ۳؛ قیامت میں انسانوں کی تقسیم ۴  
 روایت: ۸، ۷

سعادت: سعادت کا معیار ۷؛ سعادت کی حقیقت ۸ سعادت مند افراد: ۶  
 قیامت میں سعادت مند افراد ۳

(۱) خصال صدوق، ص ۵، ح ۱۴، باب الواحد: نور الثقلین، ج ۲، ص ۲۹۸، ح ۲۲۰۔

## آیت ۱۰۶

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ﴾

پس جو لوگ بد بخت ہوں گے وہ جہنم میں رہیں گے جہاں ان کے لئے صرف ہائے وائے اور چیخ پکار ہوگی (۱۰۶)  
۱۔ قیامت کے میدان میں بد بخت (مشرکین اور انبیاء علیہ السلام کی رسالت کے منکر) لوگوں کو جہنم کی آگ کی طرف روانہ کیا

جائے گا۔ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ

۲۔ آگ کی شدت سے جہنموں کی مسلسل چیخ و بکار بلند ہے۔ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَ شَهِيقٌ

(زفیر) و (شہیق) ایسی آواز ہے جو غمگین اور محزون شخص نکالتا ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ (شہیق) بلند تر اور طولانی آواز کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذکورہ تفسیر میں (زفیر) سے آہ و پکار اور (شہیق) سے چیخ مراد لی گئی ہے۔

انبیاء علیہ السلام: انبیاء علیہ السلام کو جھٹلانے والے جہنم میں ۱

جہنم: آتش جہنم کی خصوصیات ۲

جہنمی لوگ: جہنمیوں کی آہ و پکار ۲; جہنمیوں کی چیخ و پکار ۲

شقا و تمند لوگ: شقا و تمند لوگ جہنم میں ۱

عذاب: عذاب آخرت کی شدت ۲; عذاب کے مراتب ۲

مشرکین: مشرکین جہنم میں ۱

## آیت ۱۰۷

﴿خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾

وہ وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک آسمان و زمین قائم ہیں مگر یہ کہ آپ کا پروردگار نکلنا چاہے کہ وہ جو بھی چاہے کر سکتا ہے (۱۰۷)

۱۔ قیامت میں بد بخت لوگوں کے لیے جہنم کی آگ ہمیشہ کی جگہ ہے۔ خالدين فيها ما دامت السموات و الارض (مادامت السماوات و الارض) (یعنی جب تک زمین و آسمان قائم ہیں) کا جملہ ہمیشگی اور دوام سے کنایہ ہے اور اس خلود و ہمیشگی کے لیے تاکید ہے جس کا "خالدين" سے استفادہ ہو رہا ہے۔

۲۔ جہنم اور اسکی آگ، ہمیشہ کے لیے اور پائیدار ہے۔ خالدين فيها ما دامت السموات و الارض

۳۔ آخرت کا میدان، دنیا کی طرح زمین و آسمان رکھتا ہے۔ ما دامت السموات و الارض قیامت کے آتے ہی زمین و آسمان ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو اس سے معلوم ہوا کہ (السماوات و الارض) اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں آخرت کے آسمان و زمین ہیں۔ اس صورت میں (ال) جو ان دونوں لفظوں پر داخل ہے۔ مضاف الیہ کے بدلے میں ہے۔ اصل میں اس طرح ہے۔ (سماوات الأخرة و ارضها)

۳۔ آخرت کی سرا، ایک زمین اور متعدد آسمانوں کی حامل ہے۔ ما دامت السموات و الأرض مذکورہ معنی اسوجہ سے لیا گیا ہے کہ (أرض) کا لفظ مفرد اور (السموات) کا لفظ جمع ذکر ہوا ہے۔

۵۔ جہنم میں جہنمیوں کا ہمیشہ رہنا یا ہمیشہ نہ رہنا، مشیت الہی سے مربوط ہے۔ خالدين فيها ... إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ

۶۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت، قابل تحلف نہیں ہے۔ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ

۷۔ جہنموں کا جہنم کی آگ سے نجات حاصل کرنا ممکن ہے لیکن اسکا تعلق مشیت الہی سے ہے۔

خالدين فيها ... إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ

(الّا ما شاء ربك) میں "ما" موصولہ ہے ممکن ہے اس سے مدت و زمان مراد لیا گیا ہو۔ اس صورت میں (مستثنیٰ منہ) مدت و زمان ہوگا جسکو ہمیشگی اور دوام کے ساتھ توصیف کیا گیا ہے اس بناء پر (خالدین فیہا...) کا معنی یوں ہوگا۔ دوزخی لوگ ہمیشہ کے لیے آگ میں رہیں گے مگر یہ کہ ان کے ہمیشہ رہنے کو اللہ تعالیٰ ختم کر دے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ، کچھ دوزخیوں کو دوزخ کی آگ سے چھٹکارہ دے گا اور عذاب سے نجات دے گا۔ خالدین فیہا ... إلّا ما شاء ربك

یہ تفسیر تب ہے کہ (الّا ما شاء ربك) میں "ما" سے مراد اشخاص لیے جائیں اس وقت (مستثنیٰ منہ) ضمیر ہوگی جو (خالدین) میں مستتر ہوگی۔ تب (خالدین فیہا...) کا معنی یہ ہوگا کہ دوزخی لوگ آگ میں ہمیشہ رہیں گے مگر وہ لوگ جنکو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ وہاں ہمیشہ نہ رہیں اور (فعال لما یرید) کا جملہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے کچھ دوزخیوں کو نجات عطا کرے گا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے انجام دے سکتا ہے۔ ان ربك فعال لما یرید

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی کائنات پر حکومت، مطلق حکومت ہے اور اسکی قدرت میں کسی قسم کا تنازعہ نہیں ہے۔

ان ربك فعال لما یرید

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کا جہنمیوں کو دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی خبر دینا یہ اس کے لیے مانع نہیں ہو سکتا کہ وہ ان کو کچھ مدت کے لیے وہاں رکھے۔ خالدین فیہا ... إلّا ما شاء ربك ان ربك فعال لما یرید

(ان ربك...) کا جملہ ان حقائق کے لیے علت واقع ہو رہا ہے جو آیت شریفہ میں مورد بحث ہیں۔ کیونکہ اسکی حاکمیت مطلق ہے اور کوئی چیز اس کے ارادہ کے عملی ہونے میں مانع نہیں بن سکتی۔ اگر وہ چاہے کہ دوزخی ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں تو ایسا ہی ہوگا۔ اگر وہ چاہے کہ تمام یا کچھ کو اس سے نجات عطا فرمائے تو ایسا ہی ہوگا اگر اس نے انہیں جہنم میں رکھنے کا وعدہ کیا ہو تو بھی اسے اس پر عمل نہ کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مطلق حاکمیت کی طرف توجہ اور اس پر یقین رکھنا، اسکی انسانوں اور باقی کائنات پر ربوبیت کو قبول کرنے کی دلیل ہے۔



إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ

مذکورہ بالا تفسیر، کا کلمہ (رب) کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے استفادہ کیا گیا ہے۔

آخرت: آخرت کا آسمان ۳؛ آخرت کی زمین ۳، ۳؛ آخرت کے آسمانوں کا متعدد ہونا ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اختیار ۹؛ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۹؛ اللہ تعالیٰ کا خبر دینا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا نجات دینا ۸؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا

قبول کرنا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی خصوصیات ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۶؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۵،

۷؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۹؛ اللہ تعالیٰ کی مطلق العنان حاکمیت ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۹

انسان: انسانوں کا مدبر ۱۲

ایمان: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان ۱۲؛ ایمان کے آثار ۱۲

توحید: توحید افعالی ۱۰

جہنم: جہنم سے نجات ۷؛ جہنم کا ہمیشہ ہونا ۲؛ جہنم کی آگ کا ہمیشہ ہونا ۲؛ جہنم میں ہمیشہ رہنا ۱، ۵، ۱۱؛ جہنم کی آگ کی

خصوصیات ۲

جہنم کے لوگ: جہنم کے لوگوں کو نجات دینا ۸، ۷

شقا و تمند لوگ: شقا و تمند لوگوں کا جہنم میں ہونا ۱

عذاب: عذاب سے نجات ۸

کائنات: کائنات کی تدبیر ۱۲؛ کائنات کی حاکمیت ۱۰

## آیت ۱۰۸

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾

اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے اور وہیں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ آسمان و زمین قائم ہیں مگر یہ کہ پروردگار اس کے خلاف چاہے۔ یہ خدا کی ایک عطا ہے جو ختم ہونے والی نہیں ہے (۱۰۸)

۱۔ قیامت کے میدان میں بہشت، سعادت مند لوگوں کی جگہ ہے۔ و أما الذين سعدوا ففي الجنة خالدين فيه

۲۔ بہشتی لوگ ہمیشہ بہشت میں رہیں گے۔ و اما الذين سعدوا ففي الجنة خالدين فيها مادامت السموات و الارض

۳۔ قیامت میں سعادت و خوشبختی کا حصول، توفیق الہی سے ہے۔ و أما الذين سعدوا ففي الجنة

(سعدوا) کا فعل مجہول لانا اور (شقوا) کا فعل معلوم ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بد بخت لوگ بد بختی کو اپنے کرتوتوں کی وجہ

سے پاتے ہیں اور سعادت مند لوگوں کی سعادت کے اسباب توفیق الہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

۴۔ آخرت کی سرا، دنیا کی طرح زمین و آسمان رکھتی ہے۔ مادامت السموات و الارض

۵۔ آخرت، ایک زمین اور متعدد آسمان کی حامل ہے۔ ما دامت السموات و الارض

۶۔ اہل بہشت کا بہشت میں ہمیشہ کے لیے رہنا مشیت، الہی کامرہون منت ہے۔

و أما الذين سعدوا ففي الجنة خالدين ... الا ما شاء ربك

۷۔ کوئی شے اور کوئی شخص، مشیت الہی کے نافذ ہونے

میں رکاوٹ نہیں بن سکتا ہے۔ خالدين فيها ... الا ما شاء ربك

۸۔ اللہ تعالیٰ کا اہل بہشت کو بہشت میں ہمیشہ رکھنے کا وعدہ، اسکی مشیت کو محدود نہیں کر سکتا اور اسکے وقتی ہونے میں مانع

نہیں ہو سکتا ہے۔ خالدين فيها ... الا ما شاء ربك عطاءً غير مجذوذ

(عطا غیر مجذوذ) کا جملہ (خالدین فیہا) کے لیے تاکید ہے جو بہشت میں ہمیشہ رہنے اور اسکی ہمیشہ کی نعمتوں کو بتاتا ہے۔ اور بہشت کی ہمیشہ کی نعمتوں اور اس میں خلود کے بیان کے ضمن میں جملہ (ما شاء ربک) کا استثناء یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کرنا موجب نہیں بنتا کہ اس کی مشیت محدود ہو جائے اور اس کے خلاف عمل کرنے سے اس کے روک دے۔

۹۔ بہشت اور اسکی نعمتیں، عطیہ الہی ہیں۔ عطاء غیر مجذوذ

۱۰۔ اہل جنت سے جنت اور اسکی نعمتیں واپس نہیں لی جائیں گی اور وہ ختم ہونے والی بھی نہیں ہیں۔

عطاء غیر مجذوذ

(عطاء) لفظ (الجنة) کے لیے حال وقع ہوا ہے (مجذوذ) یقینی و قطعی ہونے کے معنی میں ہے اس بناء پر عطاء غیر مجذوذ کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے در حالیکہ بہشت اور اسکی نعمتیں ختم ہونے والی نہیں ہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہیں۔

آخرت: آخرت کا آسمان ۳؛ آخرت کی زمین ۴، ۵؛ آخرت کے آسمانوں کا متعدد ہونا ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی توفیقات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۸؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۷؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۶؛

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۹؛ اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید کا کردار ۸

اہل بہشت: اہل بہشت کا ہمیشہ رہنا ۲، ۶

بہشت: بہشت کا ہمیشہ ہونا ۱۰؛ بہشت کی خصوصیات ۱۰؛ بہشت کی نعمتوں کا ہمیشہ ہونا ۱۰؛ بہشت میں ہمیشہ کے لیے

ہونا ۲، ۶، ۸

توفیقات: آخرت میں سعادت مندی کی توفیق ۳

سعادت مند لوگ: بہشت میں سعادت مند لوگ ۱

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۷

نعمت: بہشت کی نعمت ۹

## آیت ۱۰۹

﴿فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِّن قَبْلُ وَإِنَّا لَمُوقِفُهُمْ نَصِيْبُهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ﴾

لہذا خدا کے علاوہ جس کی بھی یہ پرستش کرتے ہیں اس کی طرف سے آپ کسی شبہ میں نہ پڑیں یہ اسی طرح پرستش کر رہے ہیں جس طرح ان کے باپ دادا کر رہے تھے اور ہم انہیں پورا پورا حصہ بغیر کسی کمی کے دیں گے (۱۰۹)

۱۔ شرک اور غیر اللہ کی پرستش کرنا، باطل اور بے بنیاد کردار ہے۔ فلا تک فی مریۃ مما یعبد ہؤلاء

(فلا تک فی مریۃ مما یعبد ہؤلاء) کا جملہ بتاتا ہے کہ اہل شرک کے معبودوں میں شک و تردید کرنا مناسب نہیں لیکن اس بارے میں وضاحت نہیں ہے کہ کس صورت یا صورتوں میں شک و تردید نہیں کرنی چاہیئے۔ کلام کے قرائن اس شے کو بتاتا ہے کہ اگر (کما) کا لفظ آیت شریفہ میں علت کو بیان کر رہا ہو تو یہ بتاتا ہے کہ شک و تردید نہ کرنا اسوجہ سے روا نہیں کیونکہ وہ مشرکین جو بتوں کی پوجا کرتے تھے بغیر کسی دلیل کے اپنے اجداد کی اسمیں تقلید کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کے باطل ہونے میں کوئی شک و تردید نہیں ہے۔

۲۔ مشرکین اپنے شرک آمیز عقائد میں کوئی دلیل و حجت نہیں رکھتے ہیں۔ ما یعبدون الا کما یعبد ء ابائہم من قبل

۳۔ اہل شرک کے خود ساختہ معبود، اپنے پرستش کرنے والوں کا دفاع کرنے کی کوئی قدرت و طاقت نہیں رکھتے۔

فلا تک فی مریۃ مما یعبد ہؤلاء

جملہ (لاک...) کا گزشتہ اقوام کی داستان پر متفرع ہونا، اس نکتے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ گزشتہ مشرکین کے واقعات کو تم نے جب سن لیا تو یہ حقیقت تم پر روشن ہوگی ہے کہ اہل شرک کے معبود، اپنے ماننے والوں کو ہلاکت سے نجات دینے پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔ لہذا اس زمانے

میں بھی تمہارے دل میں یہ شک و تردید نہیں ہونی چاہیے کہ تمہارے معبود بھی تمہارے لیے کچھ کر سکیں گے۔

۳۔ مشرک اقوام کی تاریخ کا مطالعہ اور ان کے برے انجام کی طرف توجہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شرک کا

عقیدہ باطل ہے اور ان کے بنائے ہوئے معبودوں میں کوئی دم و خم نہیں ہے۔ فلا تک فی مریۃ مما یعبد ہؤلاء

۵۔ اہل شرک کے معبود، اپنے ماننے والوں کو تباہی و خسارت کے علاوہ کچھ نہیں دیتے ہیں۔

فلا تک فی مریۃ مما یعبد ہؤلاء ما یعبدون الا کما یعبد ء ابائہم

آیت شریف میں (کما) کو اگر تشبیہ فرض کریں تو جملہ (فلا تک...) کو جملہ (انا لموفوہم...) سے ملا کر معنی کریں تو مطلب یہ ہوگا

کہ مشرکین کے معبود ولانے اپنے ماننے والوں کے لیے تباہی و خسارت کے علاوہ کچھ نہیں دیا اسمیں کسی کو شک و تردید

نہیں تو (و ما زادوہم غیر تنیب) آیت ۱۰۱ یہ بیان کر رہا ہے (اے رسول) تیرے زمانے میں بھی اہل شرک کے معبود

اسی طرح کے ہیں۔

۶۔ عصر بعثت کے مشرکین کے آباء و اجداد اور گزشتہ لوگ شرک اور جھوٹے معبودوں کی پرستش کرتے تھے۔

ما یعبدون الا کما یعبد ء ابائہم من قبل

۷۔ گزشتہ لوگوں کی تقلید اور پہلے زمانے کے لوگوں کی پیروی کرنے کی سنت نے عصر بعثت میں باطل و جھوٹے معبودوں

کی پرستش کے لیے مشرکین کو آمادہ کیا۔ ما یعبدون الا کما یعبد ء ابائہم من قبل

مذکورہ معنی میں (کما) کو علت لیا گیا ہے تب (ما یعبدون...) کا معنی یوں ہوگا: مشرکین کا بت پرستی کی طرف جھکاؤ اس وجہ

سے ہے کہ ان کے آباء و اجداد بت پرست تھے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ، مشرکین کی سزا و عقاب کو بغیر کسی کمی و نقص کے انہیں دے گا۔

و انا لموفوہم نصیبہم غیر منقوص

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۸

تحریک: تحریک کے عوامل ۷

تقلید: اندھی تقلید کے آثار ۷; بزرگان کی تقلید ۷

جھوٹے معبود: جھوٹے معبودوں کا ضرر دینا ۵; جھوٹے معبودوں کا عاجز ہونا ۳; جھوٹے معبودوں کے عجز پر دلائل ۳

ذکر: مشرکین کے انجام کا ذکر ۳

شرک: شرک عبادی کا سبب ۷؛ شرک کی بے منطقی ۲؛ شرک کے بطلان پر دلائل ۳؛ شرک عبادی کا بطلان ۱

شناخت: شناخت کا طریقہ ۳

عدالتی نظام: ۸

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین کا شرک عبادی ۷؛ تصدیر اسلام کے مشرکین کے بزرگوں کا عقیدہ ۶؛ مشرکین کا نقصان اٹھانا ۵؛ مشرکین کی تباہی ۵؛ مشرکین کی تاریخ کا مطالعہ ۳؛ مشرکین کی سزا ۸

### آیت ۱۱۰

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَفُضِّي بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ﴾

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف پیدا کر دیا گیا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے بات نہ ہو گئی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور یہ لوگ اس عذاب کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں (۱۱۰)

۱۔ حضرت موسیٰ ﷺ، آسمانی کتاب رکھنے والے انبیاء میں سے تھے۔ و لقد آتینا موسیٰ الكتاب

۲۔ اللہ تعالیٰ، اپنے انبیاء کو آسمانی کتاب عطا کرنے والا ہے۔ و لقد آتینا موسیٰ الكتاب

۳۔ قوم موسیٰ نے توریت کی حقانیت میں اختلاف کیا۔ کچھ نے اس کو قبول کیا اور کچھ نے اس کا انکار کیا۔  
و لقد آتینا موسیٰ الكتاب فاختلف فيه

۳۔ حضرت موسیٰ ﷺ کے پیروکاروں کا اختلاف تورات کے اصلی اور اس کے مضامین میں تھا۔

۵۔ انسانوں کا آسمانی کتابوں کو قبول کرنے یا نہ

کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ اللہ تعالیٰ کرنے والا ہے اور اس فیصلہ کا انجام (سزا و جزا) کا وہی مسبب ہے۔ فاختلف فيه و لو لا كلمة سبقت من ربك لقضى بينهم

۶۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کو آسمانی کتابوں کے ماننے والوں اور منکرین کے درمیان اپنے فیصلہ کرنے کی جگہ قرار نہیں دی ہے۔ لو لا كلمة سبقت من ربك لقضى بينهم

(کلمہ) سے مراد ایسا امر ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے وہ انسانوں کی بقا اور حیات دنیاوی کا پورا ہونا ہے۔ (و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین) تم اس زمین پر (دنیاوی زندگی کے پورا ہونے تک) مستقر رہو گے اور اس کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو گے۔ بقرہ ۳۶ جس آیات میں یہی (تقدیر و کلمہ ہے)۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا دنیا کی زندگی میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ نہ کرنا یہ ایسی تقدیر و حکم ہے جسکو خود اسی نے مقرر و معین کیا ہے۔ لو لا كلمة سبقت من ربك لقضى بينهم

۸۔ اللہ تعالیٰ نے حق پرستوں اور باطل فکر رکھنے والوں کے درمیان دنیا کی زندگی میں انصاف نہ کرنے کو مقدر و تقدیر بنانا، یہ انسانی امور میں تدبیر اور جوامع بشری کی مصلحتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔ لو لا كلمة سبقت من ربك لقضى بينهم مذکورہ بالا تفسیر کلمہ (رب) سے جو کہ مدبر اور مربی کے معنی میں ہے سے استفادہ کرتے ہوئے کی گئی ہے۔ (لو لا كلمة سبقت ... ) میں جس تقدیر کو بیان کیا گیا ہے وہ ان نون کے امور کی تدبیر ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر کی بناء پر توریت کی حقانیت سے انکار کرنے والوں کو مہلت دی ہے اور ان کے بارے میں دنیا میں داوری نہیں کرے گا۔ فاختلف فيه و لو لا كلمة سبقت من ربك لقضى بينهم

۱۰۔ اللہ تعالیٰ، ثابت رہنے والے قوانین اور اصولوں کو انسانوں کے امور کے لیے مقرر کرتا ہے۔

و لو لا كلمة سبقت من ربك لقضى بينهم

۱۱۔ حق سے منحرفین کو مہلت دینا، اللہ تعالیٰ کے اصولوں میں سے ہے۔ و لو لا كلمة سبقت من ربك لقضى بينهم

۱۲۔ توریت کی حقانیت کے منکر اس کے باوجود کہ توریت کے غلط ہونے یقین نہ رکھتے تھے پھر بھی اس کی حقانیت کا انکار کر گئے۔ و انهم لفی شک منه مرید

(انہم) کی ضمیر سے وہ مراد ہیں جنہوں نے

توریت کو قبول نہیں کیا۔ اہل ادب کی اصطلاح میں یہ ضمیر (ہم) بطور استخدام اختلاف کرنے والوں کی طرف لوٹی ہے جو جملہ (فاختلف فیہ) سے حاصل ہو رہا ہے۔ (مریب) یا فعل لازم ہے اور اس کی معنی شک و ریب ہے اور شک کے لیے تاکید کے طور پر ہے یا پھر فعل متعدی ہے جس کا معنی "شک میں ڈالنا" ہے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں پر ایمان لانے والے ۶; آسمانی کتابوں کا سرچشمہ ۲; آسمانی کتابوں کو جھٹلانے والے ۶; آسمانی کتابوں میں اختلاف ۵

اختلاف: اختلاف کے آثار ۵

انبیاء ﷺ: اولوالعزم انبیاء ﷺ ۱

انسانانسانوں کا مدبر ۸; انسانوں کے مصلح ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزا کا سبب ۵; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۸; اللہ تعالیٰ کی سزاؤں کا سبب ۵; اللہ تعالیٰ کی قضاوت کا زمانہ ۴، ۶; اللہ تعالیٰ کی قضاوت ۸;

اللہ تعالیٰ کی قضاوت کا سبب ۵; اللہ تعالیٰ کی مہلتیں ۹; اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۲; اللہ تعالیٰ کے اصول ۱۰، ۱۱; اللہ تعالیٰ کے مقررات ۹، ۴

اللہ کے رسول: ۱

اللہ کے اصول: مہلت دینے کا اصول ۱۱

بنی اسرائیل: بنی اسرائیل اور توریت ۳، ۳; بنی اسرائیل کا اختلاف ۳، ۳; بنی اسرائیل کی تاریخ ۳، ۳;

توریت: توریت پر ایمان لانے والے ۳; توریت کو جھٹلانے والوں کا شک ۱۲; توریت کو جھٹلانے والوں کی مہلت ۹; توریت کو جھٹلانے والے ۳

قضاوت: حق و باطل کے درمیان قضاوت ۴، ۸; مومنین اور کافرین کے درمیان قضاوت ۸

منکرین: منکرین کو مہلت ۱۱

حضرت موسیٰ ﷺ: حضرت موسیٰ ﷺ کی نبوت ۱; حضرت موسیٰ ﷺ کے مقامات ۱



## آیت ۱۱۱

﴿وَإِنْ كَلَّا لَمَا لِيَوفِيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

اور یقیناً تمہارا پروردگار سب کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ ان سب کے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۱۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانی کتابوں پر ایمان والوں اور ان کا انکار کرنے والوں کے درمیان قضاوت کرے گا۔  
ولو لا كلمة سبقت ... و انّ کلاً لما لیوفینہم ربک اعمالہم

(کلاً) سے مراد (فاختلف فیہ) کے قرینہ کی وجہ سے جو اس سے پہلے والی آیت میں ذکر ہوا ہے آسمانی کتابوں پر ایمان لانے والے اور ان کا انکار کرنے والے ہیں۔ اور (لولا ... لقضیٰ بینہم) کے قرینہ کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم، قیامت کے میدان میں سزا و جزا دینے سے پہلے انسانوں کے درمیان قضاوت کرے گا۔

۲۔ قیامت میں آسمانی کتابوں پر ایمان لانے والے اپنے کردار کی جزا کو کامل طور پر حاصل کریں گے۔  
"اعمالہم" سے مراد، اعمال کا اجر و پاداش ہے لہذا "ان کلاً" یعنی خداوند عالم مکمل طور پر اجر و پاداش دے گا۔  
و انّ کلاً لما لیوفینہم ربک اعمالہم

۳۔ آسمانی کتابوں کا انکار کرنے والے آخرت، کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ و انّ کلاً لما لیوفینہم ربک اعمالہم  
یہ بات قابل ذکر ہے کہ کلمہ (لما) اس معنی اور آیت میں ان کے مقام کے بارے میں مفسرین نے کافی گفتگو کی ہے جو اس بارے میں تحقیق کرنا چاہتے ہیں انہیں چاہیئے کہ تفسیر اور ادب کی مفصل کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ مختصراً جو عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ (لما) شرطیہ ہے اور اس کا فعل محذوف ہے۔ اصل میں کلام یوں ہوگا (انّ کلاً لما اتتہم الساعة لیوفینہم ...)

۳۔ خداوند عالم کا اجر و سزا، انسانوں کے اعمال کے مطابق ہے اس میں کسی قسم کی کوئی کمی میں ہے۔

لیوفینّہم ربک اعمالہم

(توفیہ) (یونی) کا مصدر ہے جسکا معنی کامل طور پر ادا کرنے کا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے کفر و ایمان نیک و بد اعمال کو مجسم اور آئینہ کی صورت میں لا کر سزا و جزا دے گا۔  
و انّ کلّما لیا لیوفینّہم ربک اعمالہم

"اعمال" کہہ کہ اس سے جزا و سزا کا ارادہ کرنا گویا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اعمال کی جزا و سزا مجسم اور آئینہ کی صورت میں ہے گویا جزا سزا وہی اعمال ہی میں۔

۶۔ خداوند عالم کا جزا اور سزا دینا، اس کی ربوبیت کا پر تو ہے۔ لیوفینّہم ربک اعمالہم

۷۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے تمام اعمال اور ان کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ انہ بما یعملون خبیر

(خبرت الأمر) یعنی اس امر کی حقیقت کو میں نے جان لیا (لسان العرب) تو اس صورت میں (انہ بما یعملون خبیر) کا معنی یوں ہوگا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی حقیقت اور اصلیت سے آگاہ ہے۔

۸۔ انسانوں کے اعمال و رفتار کے مطابق کامل طور پر سزا و جزا فقط وہ ذات دے سکتی ہے جو انکے اعمال و رفتار کی جزئیات سے مکمل طور پر آگاہ ہو۔ لیوفینّہم ربک اعمالہم انہ بما یعملون خبیر

اعمال کی مکمل طور پر جزا و سزا کو بیان کرنے کے بعد خداوند عالم کا تمام اعمال اور اس کی جزئیات کو بیان کرنے سے مندرجہ بالا یہ معنی حاصل ہوتا ہے۔

آسمانی کتب: آسمانی کتب پر ایمان لانے والے ۱، ۲؛ آسمانی کتابوں کا انکار کرنے والوں کی آخرت میں سزا ۳؛ آسمانی کتب کی تکذیب کرنے والے ۱

اسماء و صفات: خبیر ۷

انسان: انسانوں کے عمل کا علم ۸

ایمان: ایمان کا اجر ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور انسانوں کا عمل ۷؛ اللہ تعالیٰ کا جزا دینا ۶؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۷؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں

۶؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۶؛ اللہ تعالیٰ کی آخرت میں قضاوت ۱

جزاء: عمل کی مناسبت سے جزا دینا ۸، ۴

سزاء: عمل کے مطابق سزا دینا ۸، ۳

عدالتی نظام: ۸، ۳

عمل: پسندیدہ عمل کی جزاء ۵؛ عمل کا مجسم ہونا ۵؛ عمل کے حساب و کتاب کے شرائط ۸؛ ناپسند عمل کی سزاء ۵

قضاوت: مؤمنین و کافروں کے درمیان قضاوت ۱

کفر: کفر کی سزاء ۵

مؤمنین: مؤمنین کی آخرت میں جزاء ۲

### آیت ۱۱۲

﴿فَاسْتَقِمَّ كَمَا أَمَرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾

لہذا آپ کو جس طرح حکم دیا گیا ہے اسی طرح استقامت سے کام لیں اور وہ بھی جنہوں نے آپ ک ساتھ توبہ کر لی ہے اور کوئی کسی طرح کی زیادتی نہ کرے کہ خدا سب کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے (۱۱۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو توحید اور اللہ کی عبادت پر ثابت قدم اور استقامت کا حکم دیا ہے۔

فاستقم کا امرت

(استقم) کا متعلق ذکر نہیں ہوا تا کہ عموم کا معنی دے لیکن کیونکہ گزشتہ آیات، توحید اور عبادت الہی کے بارے میں تھیں اسی وجہ سے مذکورہ بالا عبارت میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ مؤمنین کی بھی ذمہ داری تھی کہ توحید اور اللہ کی عبادت پر ثابت قدم اور استقامت سے کام

لیں۔ فاستقم ... و من تاب معك

(من تاب) کا عطف (فاستقم) میں جو ضمیر مستتر ہے اس پر ہے لہذا جملہ یوں ہوگا۔ (ولیستقم من تاب معك)

۳۔ دین کی تبلیغ اور توحید کے پرچار میں استقامت، آنحضرت ﷺ اور اس پر ایمان لانے والوں کی ذمہ داری تھی۔

فاستقم کما امرت و من تاب معك

آیت کا یہ جملہ (تم اور تیرے پیروکار ثابت قدمی اور استقامت کریں) یہ اس معنی کو بتاتا ہے کہ تم

توحید اور احکام دین کی پابندی کرو اور اس پر ثابت قدم رہو خبردار مشکلات اور سختیاں تم کو حق کے راستے سے منحرف کریں یا ممکن ہے کہ اس معنی کو بتا کر رہا ہو کہ توحید اور دین مبین کی تبلیغ پر ثابت قدم رہنا اور حق کی دعوت دینے سے رنجیدہ اور تھکن ظاہر نہ کرنا۔ مذکورہ بالا تفسیر اسی احتمال دوم کی صورت میں ہے۔

۳۔ پیغمبر اکرم ﷺ کو چاہیے کہ پائیداری اور استقامت دکھانے میں فرمان و امر الہی کی اساس پر عمل کریں۔  
فاستقم کما امرت

۵۔ آنحضرت ﷺ اور صدر اسلام کے مسلمانوں کے لیے مکہ کے حالات بہت دشوار تھے۔ اور دین الہی پر عمل کرنا ایک مشکل کام تھا جس کے لیے استقامت اور ثابت قدمی بہت ضروری تھی۔ فاستقم کما امرت و من تاب معك  
۶۔ توحید کو ماننا، اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے کے مترادف ہے۔ و من تاب معك

۷۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ، حضرت پر ایمان لانے سے پہلے مشرک تھے اور توحید کی طرف جھکاؤ کے سبب انہوں نے شرک سے توبہ کر لی۔ و من تاب معك

توبہ سے یہاں مراد گذشتہ آیات، آیات کی روشنی میں جو شرک اور توحید کے بارے میں تھیں، شرک سے منہ موڑنا اور توحید پر عمل کرنا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ (معك) (تاب) کے فاعل کے لیے حال واقع ہوا ہے۔ اس صورت میں (من تاب معك) کا معنی یوں ہوگا۔ وہ لوگ جنہوں نے شرک سے توبہ کی ہے وہ تیرے اور تیرے اصحاب کے ساتھ ہیں  
۸۔ شک و تردید، استقامت اور ثابت قدمی کے لیے رکاوٹ ہیں۔

فلاتك في مربة مما يعبد هؤلاء ... فاستقم کما امرت و من تاب معك

۹۔ انبیاء علیہ السلام اور ان کی مؤمن اور کافر اقوام کے واقعات پر توجہ کرنا، انسان کو توحید اور اللہ کی پرستش پر ثابت قدم رہنے اور استقامت کرنے پر اکساتے ہیں۔ فاستقم کما امرت

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ جب ہم (فاستقم) کے جملے کو گذشتہ اقوام کے بارے میں جو آیات ہیں ان کا نتیجہ فرض کریں۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ، قیامت کے دن کی قضاوت اور داوری کرنے کو مد نظر رکھتے ہوئے اور میں آخرت سزا و جزاء پر یقین رکھنا، انسان کو دین کے راستے پر استقامت پر آمادہ کرتا ہے۔ لقضى بينهم ... انّ کلاً لما لیوفینهم اعمالهم ... فاستقم کما امرت

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی عبادت سے انحراف اور شرک کی طرف میلان رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ولا تطغو

(طغیان) (لا تطغوا) کا مصدر ہے جو حد سے تجاوز کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں طغیان کا مصداق، گزشتہ آیات جو شرک و توحید کے بارے میں تھیں کو مد نظر رکھتے ہوئے، توحید سے انحراف اور شرک کی طرف جھکاؤ ہے۔

۱۲۔ شرک اور غیر اللہ کی پرستش کرنا، طغیانی اور حقیقت سے تجاوز کرنے کے مترادف ہے۔

۱۳۔ دین کے مبلغین، توحید اور احکام الہی کے پرچار میں اپنے معین کیے ہوئے حدود و قوانین سے تجاوز نہ کریں۔ فاستقم كما امرت ... ولا تطغو

مذکورہ بالا مطلبہ (لا تطغوا) کو (فاستقم) سے ارتباط دینے سے حاصل ہوا ہے۔ اور (لا تطغوا) کا متعلق (استقامت) کو لیا گیا ہے یعنی اپنے ثابت قدم ہونے میں بھی طغیان و تجاوز نہ کرنا بلکہ قوانین الہی کو سامنے رکھتے ہوئے عمل کرنا۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال کو دیکھتا ہے اور ان کے تمام اعمال سے آگاہ ہے۔ انہ بما تعملون بصیر

۱۵۔ دین الہی میں استقامت، اور توحید پر ثابت قدم رہنا، اجر الہی کا موجب ہے۔ فاستقم ... انہ بما تعملون بصیر

او امر و نواہی کے بعد یہ ذکر کرنا کہ خداوند عالم بندوں کے اعمال سے آگاہی و علم رکھتا ہے یہ سزا و جزا دینے کی طرف اشارہ ہے۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تجاوز و سرکشی کرنا اور شرک کی طرف جھکاؤ اور غیر اللہ کی پرستش کرنا، خداوند عالم کی سزا کا موجب ہے۔ ولا تطغوا انہ بما تعملون بصیر

۱۷۔ انسانوں کے اعمال و رفتار پر اللہ تعالیٰ کی نظارت اور آگاہی کا یقین اور عقیدہ، دین کے راستے میں ثابت قدمی اور استقامت کا موجب ہے۔ فاستقم كما امرت و من تاب معك ... انہ بما تعملون بصیر

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور شرک عبادی ۱۱؛ آنحضرت ﷺ کی استقامت ۱، ۲، ۳، ۴؛ آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ۳، ۳؛ آنحضرت ﷺ کی شرعی ذمہ داری ۱؛ آنحضرت ﷺ کی مشکلات ۵

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۵

استقامت:

استقامت کے عوامل ۹، ۱۰، ۱۴؛ استقامت کے موانع ۸

اسماء و صفات: بصیر ۱۳

اقرار: توحید کا اقرار ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور انسانوں کا عمل ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی نواہی ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا: ۶

ایمان: آخرت کی سزا پر ایمان ۱۰؛ آخرت میں جزا پر ایمان ۱۰؛ ایمان کے آثار ۱۰

پادش: پادش کے اسباب ۱۵

تبلیغ: تبلیغ کا طریقہ ۱۳؛ تبلیغ کی آسیب شناسی ۱۳

تجاوز: تجاوز کے موارد ۱۲

توحید: توحید پر استقامت ۱، ۲، ۹؛ توحید پر استقامت کی جزاء ۱۵؛ توحید کی تبلیغ میں استقامت ۳

جذبہ: جذبے سے اسباب ۹، ۱۰

دین: تبلیغ دین میں استقامت ۳

دینداری: دینداری میں استقامت ۵، ۱۰، ۱۴؛ دین داری میں استقامت کی جزائی ۱۵؛ صدر اسلام میں دینداری ۵

ذکر: اللہ کی آخرت میں قضاوت کا ذکر ۱۰؛ اللہ کی نظارت کا ذکر ۱۴؛ اللہ کے علم کا ذکر ۱۴؛ انبیاء کے واقعات کا ذکر ۹؛

کافروں کی عاقبت کا ذکر ۹؛ مؤمنین کی عاقبت کا ذکر ۹

سزا: سزا کے اسباب ۱۶

شرک: شرک سے منع کرنا ۱۱؛ شرک کی حقیقت ۱۲؛ شرک کی سزا ۱۶

شک: شک کے آثار ۸

صحابہ:

اسلام سے پہلے والے صحابہ ۷؛ صحابہ اور شرک ۷؛ صحابہ کی توبہ ۷

طغیانی: طغیانی کی سزا ۱۶؛ طغیانی کے موارد ۱۲

عبادت: غیر اللہ کی عبادت کے آثار ۱۶؛ عبادت میں استقامت ۱، ۲، ۹

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۱۳

مسلمین: صدر اسلام کے مسلمین کی مشکلات ۵

مؤمنین: مؤمنین اور شرک عبادی ۱۱؛ مؤمنین کی استقامت ۲، ۳؛ مؤمنین کی ذمہ داری ۲، ۳

نافرمانی: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ۱۶؛ کی نافرمانی کی سزا ۱۶

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات اور ایڈیالوجی ۱۰، ۱۷

### آیت ۱۱۳

﴿وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾

اور خبردار تم لوگ ظالموں کی طرف جھکاؤ اختیار نہ کرنا کہ جہنم کی آگ تمہیں چھو لے گی اور خدا کے علاوہ تمہارا کوئی سرپرست نہیں ہوگا اور تمہاری مدد بھی نہیں کی جائے گی (۱۱۳)

۱۔ ستم گروں اور ظالموں پر بھروسہ اور ان کی طرف میلان رکھنا، حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ (ولا تتركوا الى الذين ظلموا... (الركون الى شيء) کسی شے کی طرف تمایل اور اس پر اعتماد کرنے کے معنی میں ہے۔

۲۔ ستم گروں اور ظالموں پر اعتماد و تمایل رکھنا، جہنم کی آگ میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔  
ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار

۳۔ ظلم و ستم کرنے والے، جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ فتمسكم النار

(فتمسكم النار) کا جملہ بتاتا ہے کہ ظالموں پر اعتماد کرنا، آگ میں جانے کا موجب ہے اور یہ معنی بتاتا ہے کہ خود ظلم و ستم کرنے والے بھی جہنم

کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ (فتمسکم) سے یہ بھی معنی لیا جاسکتا ہے کہ خود ظالم لوگ آگ کی مانند ہیں ان کا سہارا یا ان پر اعتماد کرنے سے آگ تمھیں بھی اپنی لپیٹ میں لے گی۔

۳۔ شرک، غیر اللہ کی عبادت اور ظلم کرنا، آتش دوزخ میں ڈالے جانے کا سبب ہیں۔

ولا تتركوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار

ظلم کے مصداق جو مورد نظر ہیں گذشتہ آیات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت کرنا ہیں۔

۵۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے دین مبین کو محکم کرنے کے لیے اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ظالم و ستمگروں پر

بھروسہ نہ کریں اور نہ ہی ان سے مدد طلب کریں۔ فاستقم كما امرت و من تاب معك ... ولا تتركوا الى الذين ظلمو

دین کی راہ میں استقامت دکھانے کا حکم آنے کے بعد ظالم لوگوں کی طرف تمایل اور ان پر بھروسہ کرنے سے منع کرنا،

مؤمنین کو خبردار کرنا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اپنے مقاصد (دین کی راہ میں استقامت اور اس کے مقاصد کی تکمیل) کے لیے

ظالموں پر اعتماد کریں اور ان سے مدد حاصل کریں۔

۶۔ توحید و دین کو پھیلانے کے لیے ظالموں پر اعتماد کرنا، طغیان گری اور شرعی حدود سے نکل جانا ہے۔

فاستقم كما امرت ... لا تطغوا ... ولا تتركوا الى الذين ظلمو

(لا تتركوا) کا جملہ ممکن ہے کہ (لا تطغوا) کا مصداق ہو اور (كما امرت) کی تفسیر ہو۔

۷۔ ستمگر لوگ کبھی بھی اہل ایمان کو ان کے توحیدی مقاصد میں ترقی و تکمیل کے لیے مدد نہیں کریں گے۔

ولا تتركوا الى الذين ظلموا ... مالکم من دون الله من اولياء

۸۔ ہدف، وسیلہ کی توجیہ و تاویل نہیں کر سکتا۔ فاستقم كما امرت ... ولا تطغوا ... ولا تتركوا الى الذين ظلمو

۹۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کا سرپرست اور مددگار ہے۔ وما لکم من دون الله من اولياء

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی اور ولایت کو قبول نہ کرنا، انسان کو مختلف اولیاء و سرپرستوں کے جال میں گرفتار کر دیتا ہے۔

و مالکم من دون الله من اولياء

معنی و مقصود (کہ خدا کے علاوہ کوئی سرپرست نہیں) کو سمجھانے کے لیے جمع "اولیاء" کی جگہ مفرد "ولی" کو لانا کافی تھا لیکن

جمع کو ذکر کرنا مختلف نکات کی طرف اشارہ ہے اور مذکورہ بالا نکتہ ان میں سے ایک ہے۔

۱۱۔ ظالم لوگ، ولایت اور سرپرستی کے لائق نہیں ہیں۔ ولا تتركوا الى الذين ظلموا ... و مالکم من دون الله من اولياء



۱۲۔ فقط اللہ تعالیٰ عزوجل پر بھروسہ اور اس سے مدد کرنے سے ہی دین کو محکم اور اس کے مقاصد کی تکمیل کی جاسکتی ہے  
\_ فاستقم كما امرت ... و مالکم من دون اللہ من اولیاء

مذکورہ بالا تفسیر، (فاستقم ...) کو جملہ (ما لکم من دون اللہ من اولیاء) سے ارتباط دینے سے حاصل ہوئی ہے۔

۱۳۔ جہنم کی آگ میں گرفتار ہونے والوں کو کوئی بھی نجات نہ دے گا اور نہ کوئی ان کی مدد نہ کر سکے گا۔ ثم لاتنصرون  
۱۳۔ عن ابی عبد اللہ ؑ فی قول اللہ عزوجل : (ولاترکنوا الی الذین ظلموا ...) قال: هو الرجل یأتی السلطان فیحب بقاءہ الی ان یدخل یدہ الی کیسہ فیعطیہ<sup>(۱)</sup>

امام صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (لاترکنوا الی الذین ظلموا ...) کے بارے میں روایت ہے کہ ظالم پر رکون کا  
معنی یہ ہے کہ انسان، ظالم سلطان کے پاس چلا جائے اور دوست رکھتا ہو کہ یہ زندہ رہے اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر  
اسے دیتا ہے۔

۱۵۔ عن رسول اللہ ﷺ ... من مدح سلطاناً جائراً و تخفّف و تَضَعَّضَ لہ طمعاً فیہ کان قرینہ الی النار ... قال  
اللہ عزوجل : (ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار)<sup>(۲)</sup>

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے طمع کی خاطر سلطان جائر کی خوشامد کرے اور اس کے مقابلے میں  
اپنے آپ کو ذلیل کرے تو جہنم میں اس کا ساتھی ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولاترکنوا...

۱۶۔ عن علی بن الحسین ؑ (فی حدیث طویل) ... ولا ترکنوا الی الدنیا فان اللہ عز و جل قال لمحمد صلی اللہ  
علیہ و آلہ و سلم : ( و لا ترکنوا لی الذین ظلموا فتمسکم النار ) و لا ترکنوا الی زهرة الدنیا و ما فیہا رکون من  
اتخذھا دار قرار و منزل استیطان...) <sup>(۳)</sup>

امام سجاد ؑ سے (طویل حدیث کے ضمن میں) یہ روایت ہے کہ دنیا پر اطمینان و اعتماد نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے  
آنحضرت ﷺ کو فرمایا (ولا ترکنوا ...) اور دنیا کی زیبائی اور جو کچھ اس میں ہے اس پر اس طرح اطمینان و اعتماد نہ کرنا،  
جس طرح کوئی اپنے گھر میں ہمیشہ رہنے کے لیے اس سے دل باندھ لے۔

(۱) کافی، ج ۵، ص ۱۰۸، ح ۱۲؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۰۰، ح ۲۳۱ (۲) امالی صدوق، ص ۳۴۷، ح ۱، مجلس ۶۶۔ بحار الانوار، ج ۷۲، ص ۳۶۹، ح ۳۔

(۳) کافی، ج ۸، ص ۷۵، ح ۲۹؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۰۰، ح ۲۳۱۔

۱۷۔ عن ابی عبد اللہ ؑ (فی قوله تعالى) "ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار" قال : اما انه لم يجعلها خلوداً و لكن تمسكم النار فلا تركنوا اليهم<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے (اللہ تعالیٰ کے اس قول ولا ترکنوا...) کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا خبردار رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (ظالم لوگوں پر اعتماد و بھروسہ کرنے والوں کے لیے) ہمیشگی جہنم قرار نہیں دی ہے۔ لیکن تم اس کی لپیٹ میں آسکتے ہو اس سے ظالموں پر اطمینان اور بھروسہ کرنے سے پرہیز کرو۔

۱۸۔ عن النبی ؐ قال ... و قال لقمان لابنه : يا بني ... ان كنت صالحاً فابعد من الاشرار و السفهاء فرمما اصابهم الله بعذاب فيصيبك معهم فقد افصح الله سبحانه و تعالى بقوله ... و ... و قال سبحانه: و لا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار<sup>(۲)</sup>

رسول خدا ؐ سے روایت ہے کہ حضرت ؑ نے فرمایا کہ لقمان حکیم نے اپنے فرزند سے کہا کہ اگر تم مؤدب انسان ہو تو، کم ذہین اور شریر لوگوں سے دوری اختیار کرو۔ کیونکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان پر عذاب کو نازل کر دے اور وہ عذاب تمہیں بھی گھیر لے... اور اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے... و... (و لا تركنوا الى الذين ...)

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ولایت ۹; اللہ تعالیٰ کی ولایت سے منہ پھرنے کے آثار ۱۰; اللہ تعالیٰ کے مختصات ۹ احکام: ۱/ انسان: انسانوں کا مددگار ۹

اہل جہنم: اہل جہنم کا بے یار و مددگار ہونا ۱۳

تبلیغ: تبلیغ کا طریقہ ۱۲/ تجاوز: تجاوز کے موارد ۶

توکل: اللہ تعالیٰ پر توکل کے آثار ۱۲

جہنم: جہنم کے اسباب ۲، ۳، ۱۵; جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہنا ۱۷

جھکاؤ: ظالموں کی طرف جھکاؤ ۱۳; ظالموں کی طرف جھکاؤ کا گناہ ۱; ظالموں کی طرف جھکاؤ کی حرمت ۱; ظالموں کی طرف جھکاؤ کی سرزنش ۱۸;

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۶۱، ح ۷۲; نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۰۰، ح ۲۳۳۔

(۲) بحار الانوار، ج ۷۱، ص ۱۸۹، ح ۱۸۔

ظالموں کی طرف جھکاؤ کی نہی ۵؛ ظالموں کی طرف جھکاؤ کے آثار ۲، ۱۵  
دینا کو طلب کرنا: دنیا کو طلب کرنے کی سرزنش ۱۶؛ دنیا کو طلب کرنے کے آثار ۱۶  
دینداری: دینداری میں استقامت ۵، ۱۲

راویت: ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸

شرک: شرک کے آثار ۳؛ شرک کا ظلم ۳  
طغیان: طغیانی کے موارد ۶

ظالمین: ظالم اور توحید ۷؛ ظالم اور مومنین ۷؛ ظالم اور ولایت ۱۱؛ ظالموں پر اعتماد ۶؛ ظالموں پر اعتماد کرنے کے آثار ۲؛  
ظالموں پر اعتماد کرنے سے نہی ۵؛ ظالموں پر اعتماد کرنے کی حرمت ۱؛ ظالموں کا انجام ۳؛ ظالموں کا جہنم میں ہونا ۳؛  
ظالموں کا نالائق ہونا ۱۱؛  
ظلم: ظلم کے موارد ۳

عبادت: غیر اللہ کی عبادت کا ظلم ہونا ۳؛ غیر اللہ کی عبادت کے آثار ۳  
عذاب: عذاب کے اسباب ۱۸

گناہان کبیرہ: ۱

محرمات: ۱

مدد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کے آثار ۱۲؛ ظالموں سے مدد طلب کرنا ۵

مسلمین: مسلمین اور ظالمین ۵؛ مسلمین کی ذمہ داری ۵

مومنین: مومنین کی امداد کرنا ۷

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۹

ولایت: غیر اللہ کی ولایت کو قبول کرنے کا سبب ۱۰

ولی: ولی کے شرائط ۱۱

ہدف و وسیلہ: ۸

## آیت ۱۱۳

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾

اور پیغمبر آپ دن کے دونوں حصوں میں اور رات گئے نماز قائم کریں کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دینے والی ہیں اور یہ ذکر خدا کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے (۱۱۳)

۱۔ نماز یومیہ کو اس کے مقررہ وقت میں بجالانا، ضروری ہے۔ و اقم الصلوة طرفی النهار و زلفاً من الیل

۲۔ دن کے دو طرف (صبح و عصر یا صبح و مغرب) اور رات کے شروع ہونے کا وقت، نماز کے مقررہ، اوقات ہیں۔ و اقم الصلوة طرفی النهار و زلفاً من الیل

(طرف) جانب اور کنارہ کو کہتے ہیں۔ دن کے دونوں طرف (صبح و عصر یا صبح و مغرب) پر صدق کرتے ہیں۔ (زلف) (زلفہ) کی جمع ہے۔ جو رات کی پہلی گھڑیوں کو کہا جاتا ہے۔ جو مغرب و عشا کا وقت ہے۔

۳۔ آنحضرت ﷺ کو لوگوں کے لیے اقامہ نماز کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ و اقم الصلوة

مفسرین کا خیال ہے کہ مذکورہ آیت شریفہ میں نماز سے مراد، نماز یومیہ ہے اور یہ نماز تمام لوگوں پر واجب ہے۔ لہذا آنحضرت ﷺ کو اقامہ نماز کے لیے مخاطب قرار دینا، مذکورہ بالا تفسیر کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۴۔ نماز کا قائم کرنا، دین کے راستے میں استقامت اور تبلیغ کرنے کا ذریعہ ہے۔ فاستقم كما امرت ... و اقم الصلوة

۵۔ نیک کاموں کو انجام دینا، برے کاموں کو ترک کرنے کا سبب ہیں۔ ان الحسنات يذهبن السيئات

(یذہبن السيئات) برائیوں کا مٹ جانا، اس معنی کا احتمال دیتا ہے کہ برے کام اصلاً وجود میں

نہیں آئے اس بنیاد پر اس بنیاد پر (ان الحسنات ...) کا جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیک کام کرنے سے انسان کے اندر یہ صالحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ برے کاموں کی طرف نہیں جاتا۔

۶۔ نیک کاموں کو انجام دینے سے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ ان الحسنات یذهبن السيئات

مذکورہ تفسیر اسی صورت میں ہے کہ جب ہم (یذهبن السيئات) کا معنی، گناہوں کا ختم ہو جانا کریں تو اس بناء پر جملہ (ان الحسنات ...) یہ بتاتا ہے کہ انسان کا نیک کام کرنا، برے کاموں کو ختم کر دیتا ہے اور انسان بخشا جاتا ہے۔

۷۔ دن رات کی نمازیں، نیک کاموں کا واضح ترین مصداق ہیں۔ و اقم الصلاة ... ان الحسنات یذهبن السيئات

۸۔ یومیہ نمازیں، ناروا کاموں کے ترک کرنے اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔

و اقم الصلاة ... ان الحسنات یذهبن السيئات

۹۔ نماز یومیہ کے اقامہ کا حکم، اللہ تعالیٰ کے مواعظ اور مہم نصیحتوں میں سے ہے۔ و اقم الصلاة ... ذلك ذكری

(ذلك) کا مشار الیہ اس آیت کے تمام دستورات اور ماقبل دو آیات کے دستورات کو شامل ہے۔ اور مذکور معنی (ذلك ذكری) کو (اقم الصلاة) کے ساتھ ملا کر حاصل ہوا ہے۔ (ذلك) کا اشارہ دور کے لیے ہوتا ہے لیکن یہاں اسکا نزدیک کے لیے استعمال ہونا، مشار الیہ کی عظمت اور اہمیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۱۰۔ نماز، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اسکو فراموش نہ کرنے کا ذریعہ ہے۔ و اقم الصلاة ... ذلك ذكری

۱۱۔ دین پر ثابت قدمی کا ضروری ہونا، نافرمانی اور سرکشی سے پرہیز کرنا، ظالم اور ستم گر لوگوں کی طرف جھکاؤ اور ان پر اعتماد نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کے مواعظ اور مہم نصیحتوں میں سے ہے۔

فاستقم كما امرت ... و لا تطغوا ... و لا تركزوا الى الذين ظلموا ... ذلك ذكری للذاكرين

۱۲۔ نیک کاموں کے سبب گناہوں کا محو ہو جانا، اس ذات اقدس کی یاد کو باقی رکھنے کے لیے مناسب ترین حقیقت ہے۔

ان الحسنات یذهبن السيئات ذلك ذكری للذاكرين

۱۳۔ صرف نصیحت حاصل کرنے والے ہی اللہ تعالیٰ کے مواعظ اور نصیحتوں سے نصیحت حاصل نہیں گے۔ ذلك ذكری

للذاكرين

زمخشری نے کتاب کشاف میں (ذكری) کا معنی موعظہ اور (ذاكرين) کا معنی نصیحت قبول کرنے والے کیا ہے۔

۱۳\_ عن ابی جعفر علیہ السلام ( فی حدیث ) ... و قال تبارک و تعالیٰ ... " اقم الصلاة طرفی النهار " و طرفاه صلاة المغرب و الغداة " و زلفاً من الليل " فہی صلاة العشاء الآخرة...<sup>(۱)</sup>

امام باقر علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں روایت ہوئی ہے۔ ... کہ خداوند عالم فرماتا ہے (اقم الصلاة طرفی النهار) اس کے دونوں طرف سے مراد، نماز مغرب اور صبح ہے اور فرمایا کہ (زلفاً من الليل) سے مراد، نماز عشاء ہے۔

۱۵\_ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل : " ان الحسنات یذهبن السيئات " قال : صلاة المؤمن باللیل تذهب بما عمل من ذنب بالنهار <sup>(۲)</sup> // امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت شریفہ (ان الحسنات یذهبن السيئات) کے بارے میں روایات نقل ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مومن کی رات والی نماز، اس کے دن کے تمام انجام شدہ گناہوں کو پاک کر دیتی ہے۔

۱۶\_ عن علی علیہ السلام انه قال : الصلوات الخمس کفارة لما بینھن ما اجتنبت الكبائر و هی التي قال اللہ عزوجل : " ان الحسنات یذهبن السيئات " <sup>(۳)</sup>

امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز میں ان گناہوں کا کفارہ ہے جو انسان ان نمازوں کے درمیان فاصلہ میں انجام دیتا ہے بشرطیکہ گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اور یہی اللہ تعالیٰ کے فرمان (ان الحسنات یذهبن السيئات) کا معنی ہے۔

۱۷\_ عن امیر المؤمنین علیہ السلام : ... ان اللہ تعالیٰ یکفر بكل حسنة سيئة قال اللہ عزوجل : (ان الحسنات یذهبن السيئات) <sup>(۴)</sup>

امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نیک عمل کے بدلے میں ایک برائی کو مٹا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: " ان الحسنات یذهبن السيئات "

۱۸\_ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ... یھم العبد ...

(۱) معانی الأخبار، ص ۳۳۲، ح ۵؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۰۰، ح ۲۳۴-۲۳۵؛ کافی، ج ۳، ص ۲۶۶، ح ۱۰؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۰۱، ح ۲۳۴۔

(۳) دعائم الاسلام، ج ۱، ص ۱۳۵؛ بحار الانوار، ج ۷۹، ص ۲۳۳، ح ۵۷۔

(۴) امالی شیخ طوسی، ج ۱، ص ۲۵؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۰۲، ح ۲۳۸۔

بالسيئة ان يعملها ... و ان هو عملها اجل سبع ساعات و قال صاحب الحسنات لصاحب السيئات ... لا تعجل عسى ان يتبها بحسنة تمحوها فان الله عزوجل يقول: "ان الحسنات يذهبن السيئات"<sup>(۱)</sup>

آنحضرت ﷺ سے روایت نقل ہوئی ہے... کہ جب کوئی اللہ کا بندہ نامناسب کام کو انجام دینے کا ارادہ کرتا ہے... اور اگر اس کام کو انجام دے دیتا ہے۔ تو سات گھنٹوں تک اسے مہلت دی جاتی ہے اور نیک کاموں کو لکھنے والا فرشتہ، برے کاموں کو لکھنے والے فرشتہ سے کہتا ہے: کہ تم جلدی نہ کرو ممکن ہے کہ یہ کسی نیک کام کو انجام دے اور یہ برائی مٹ جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ان الحسنات يذهبن السيئات)

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ۳; آنحضرت ﷺ کی نماز ۳  
احکام: ۱، ۲

استقامت: استقامت کا پیش خیمہ ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے مواعظ ۹، ۱۱; اللہ تعالیٰ کے مواعظ سے عبرت لینا ۱۳  
بخشش: بخشش کے اسباب ۶، ۸

بیزاری: ظالموں سے بیزاری کی اہمیت ۱۱  
دین: دین کی تبلیغ ۲

دینداری: دینداری میں استقامت ۳; دینداری میں استقامت کی اہمیت ۱۱  
ذکر: اللہ کے ذکر کا طریقہ ۱۰; گناہ سے کفارہ کا ذکر ۱۲

روایت: ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸

عمل: پسندیدہ عمل کے آثار ۵، ۶، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸; پسندیدہ عمل کے موارد ۷; ناپسند عمل سے اجتناب ۵، ۸  
گناہ: گناہ کے کفارہ کے اسباب ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸  
لوگ:

(۱) کافی، ج ۲، ص ۴۲۹، ح ۴; نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۰۱، ح ۲۳۵۔

لوگوں کا نمونہ ۳

نافرمانی: نافرمانی سے اجتناب کی اہمیت ۱۱

نصیحت قبول کرنے والے: نصیحت قبول کرنے والوں کے فضائل ۱۳

نماز: نماز شب کے آثار ۱۵; نماز صبح کا وقت ۲، ۱۳; نماز عشاء کا وقت ۲، ۱۳; نماز عصر کا وقت ۲; نماز قائم کرنے کی

اہمیت ۱; نماز قائم کرنے کے آثار ۳; نماز کی اہمیت ۱۰; نماز کے آثار ۸، ۱۶; نماز کے احکام ۱، ۲; نماز کے اوقات ۱، ۲،

۱۳; نماز مغرب کا وقت ۲، ۱۳; نماز یومیہ کی فضیلت ۷; نماز یومیہ کے قائم کرنے کی اہمیت ۹

نمونہ قرار دینا: حضرت محمد ﷺ کو نمونہ قرار دینا ۳

## آیت ۱۱۵

﴿وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾

اور آپ صبر سے کام لیں کہ خدائیک عمل کرنے والوں کے اجر کو ضایع نہیں کرتا ہے (۱۱۵)

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو صبر و شکیبائی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ واصبر

۲۔ دین کی مشکلات میں صبر کو توشہ راہ بنانا، ضروری ہے۔ فاستقم كما امرت ... و اصبر

۳۔ دین پر پابند رہنا، نافرمانی سے پرہیز کرنا، ظالم و ستمگر لوگوں پر اعتماد اور ان کا سہارا نہ لینا یہ صبر کو توشہ راہ بنانے کے

امور ہیں۔ فاستقم كما امرت ... و لا تتركوا الى الذين ظلموا ... و اصبر

۳۔ نماز کو اس کے مقررہ اوقات میں قائم کرنا، صبر اختیار کرنے کا محتاج ہے۔ و اقم الصلاة طرفي النهار ... و اصبر

۵۔ اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والوں کے اجر و ثواب کو کم نہیں کرتا اور ان کو اپنے اعمال و کردار کی جزاء سے محروم

نہیں کرتا۔ فان الله لا يضيع اجر المحسنين



۶۔ وہ لوگ جو فرمان الہی کی اطاعت کرنے پر صبر سے کام لیں وہ محسنین میں سے ہیں۔  
و اصبر فانّ الله لا يضيع اجر المحسنين

۷۔ دین کا پابند رہنا، نافرمانی اور تجاوز سے پرہیز کرنا، ظالم لوگوں کا سہارا نہ لینا اور نماز قائم کرنا یہ نیک کام ہیں اور اللہ کے نزدیک اجر و ثواب رکھتے ہیں۔ فاستقم ... و لا ترکنوا ... اقم الصلاة ... فان الله لا يضيع اجر المحسنين

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ۱

استقامت: استقامت کے آثار ۷

اطاعت: اطاعت میں صبر کرنا ۶؛ اللہ کی اطاعت ۶؛ اطاعت کرنے والے ۶:

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اجر و ثواب ۵؛ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ۱

جزاء و ثواب: جزاء و ثواب کے اسباب ۷

جھکاؤ و میلان: ظالموں کی طرف جھکاؤ و میلان کو ترک کرنا ۳؛ ظالموں کی طرف جھکاؤ و میلان کو ترک کرنے کے آثار ۷

دینداری: دینداری میں استقامت ۳، ۷؛ دینداری میں صبر ۲، ۳

سختی: سختی میں صبر ۲

صابرین: ۶

صبر: صبر کی اہمیت ۱، ۲، ۳، ۴؛ صبر کی دعوت ۱

عمل: پسندیدہ عمل کے موارد ۷

محسنین: محسنین کے لیے جزاء کا حتمی ہونا ۵

نافرمانی: نافرمانی سے اجتناب ۳؛ نافرمانی سے اجتناب کے آثار ۷

نماز: نماز کے قائم کرنے پر صبر کرنا ۳

## آیت ۱۱۶

﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفُسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ﴾

تو تمہارے پہلے والے زمانوں اور نسلوں میں ایسے صاحبان عقل کیوں نہیں پیدا ہوئے ہیں جو لوگوں کو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے علاوہ ان چند افراد کے جنہیں ہم نے نجات دیدی اور ظالم تو اپنے عیش ہی کے پیچھے پڑے رہے اور یہ سب کے سب مجرم تھے (۱۱۶)

۱۔ پہلے والی امتیں جو ہلاک ہوئیں (مثلاً امت نوح، ہود، صالح، ولوط...) یہ امتیں فاسد اور تباہ کار تھیں۔  
فلو لا كان من القرون من قبلكم اولو بقية ينهون عن الفساد

(قرن) (قرون) کا واحد ہے جو ایسی امت اور معاشرہ کو کہا جاتا ہے جو ایک ہی زمانے میں زندگی بسر کریں۔  
۲۔ پہلی امتوں پر عذاب اور ان کی بربادی کا سبب، ان کا فساد اور تباہ کاری تھی۔  
فلو لا كان من القرون من قبلكم اولوا بقية ينهون عن الفساد

(من انجینا منهم) کی عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ (القرون من قبلکم) سے مراد، وہ امتیں ہیں جو عذاب الہی میں گرفتار ہوئیں اور ہلاک ہو گئیں۔

۳۔ پہلے والی امتوں کا فساد اور ان کی تباہ کاریاں وسیع پیمانے پر اور ہر طرف تھیں۔ ينهون عن الفساد فی الأرض  
"فی الأرض" کی قید، ان کے فساد کی وسعت کو بیان کر رہی ہے۔

۳۔ ہلاک ہونے والی پہلی امتوں میں کوئی اصلاح کرنے والا اور دلسوز شخص جو ان کو فساد و تباہی سے روکے، موجود نہیں تھا۔ فلو لا كان من القرون من قبلكم اولوا بقية ينهون عن الفساد

"بقیہ" کے معانی میں سے ایک معنی فضل و نیکی ہے تفسیر کشاف میں آیا ہے کہ فلان شخص "بقیۃ الا قوم" ہے یعنی قوم کے نیک افراد میں سے ہے اس بناء پر "اولو بقیۃ" یعنی نیک اور با فضل لوگ اور اس مقام کی مناسب سے دلسوز و مصلح لوگ معین۔ اور لوہ "کیوں نہ" کے معنی میں ہے "لہذا فلولا..." کا معنی یہ ہو گا کہ تم سے پہلی والی امتوں میں اصلاح کرنے والے لوگ کیوں نہ تھے تاکہ انہیں فساد و تباہی سے روکتے؟

۵۔ جب فساد اور تباہی کا رواج ہو جائے اور وہ سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو اس وقت امتوں پر عذاب الہی کے آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ینھون عن الفساد فی الارض

۶۔ لوگوں کو فساد اور گناہ کرنے سے روکنا اور نہی عن المنکر کرنا، ضروری ہے۔ فلو لا کان ... اولوا بقیۃ ینھون عن الفساد

۷۔ گزشتہ ادیان میں، نہی عن المنکر کرنا واجب تھا۔ فلو لا کان ... اولوا بقیۃ ینھون عن الفساد

۸۔ گزشتہ ہلاک ہونے والی امتوں میں بہت کم لوگ ایسے تھے جو فساد اور برائیوں سے دور تھے اور لوگوں کو بھی فساد اور گناہ سے روکتے تھے۔ فلو لا کان ... أولوا بقیۃ ینھون عن الفساد فی الأرض الا قليل

۹۔ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں میں سے صرف نیک لوگوں اور نہی عن المنکر کرنے والوں کو اپنے نازل شدہ عذاب سے رہائی بخشی۔ الا قليلاً ممن انجینا منهم

(منہم) (قلیلاً) کے لیے قید ہے۔ اور اسکی ضمیر (القرون) کی طرف لوٹتی ہے۔ اور (ممن) (من من) میں (من) بیانیہ ہے۔ تو (الا قلیلاً...) کا معنی یوں ہوگا کہ گزشتہ معاشروں میں کچھ گئے چنے لوگ صاحب فہم و درک تھے جو فساد و برائیوں سے روکتے تھے اور صرف انہوں نے ہی نجات پائی۔

۱۰۔ لوگوں کو فساد اور برائیوں سے روکنا اور نہی عن المنکر کرنا، اللہ کے عذاب سے نجات و رہائی کا سبب ہے۔ الا قلیلاً ممن انجینا منهم

۱۱۔ گزشتہ ہلاک ہونے والی امتوں میں نہی عن المنکر کرنے والوں کا کم ہونا، سبب تھا کہ وہ اپنے معاشرے کو فساد اور تباہی سے نہ بچا سکے۔ الا قلیلاً ممن انجینا منهم

(الا قلیلاً) کا جملہ (انجینا ہم) کے قرینے کی وجہ سے اس پر دلالت کرتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے نہی عن المنکر کرنے والوں کو جو گئے چنے تھے نجات دی اور ان کے پورے معاشرے کو عذاب

سے ہلاک کر دیا۔

تھوڑی مقدار میں ہونے کی صورت میں صاحب عقل و خرد اپنے معاشرے کو فساد سے نہ بچا سکے اس وجہ سے ان کے معاشرے پر عذاب نازل ہو گیا۔

۱۲۔ گزشتہ ہلاک ہونے والی امتیں، دنیاوی لذات اور مال و متاع سے دل لگائے ہوئے تھیں۔  
واتبع الذین ظلموا ما ترفوا فیہ

۱۳۔ گزشتہ امتوں کا مادی لذتوں اور دنیاوی مال و متاع کی طرف جھکاؤ، ان کو فساد و تباہی کی طرف لے گیا۔  
و اتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیہ

(ثرفہ) بمعنی نعمت ہے اور (مترف) اسکو کہا جاتا ہے کہ جسکو نعمت کی فراوانی نے بے ہوش اور سرکش کر دیا ہو۔ اور آیت شریفہ میں (ما) سے مراد، مال و منال اور مادی لذتیں ہیں۔ اس بناء پر (ما اترفوا فیہ) کا معنی یوں ہوگا کہ وہ لوگ مال و منال اور دنیا کی لذتوں کی وجہ سے مست اور سرکش ہو گئے تھے۔

۱۴۔ گزشتہ ہلاک ہونے والے معاشرے گناہگار تھے۔ و کانوا مجرمین

۱۵۔ دنیا کے مال و منال اور مادی لذتوں سے دل لگانا، گناہ ہے۔ و اتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیہ و کانوا مجرمین

۱۶۔ دنیا کی لذتوں سے دل لگانا اور رفاہ طلبی و ستمگری کا پیش خیمہ اور جرم و گناہ کے میلان کا سبب ہے۔  
واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیہ و کانوا مجرمین

احکام: ۷

ادیان: ادیان کی تعلیمات ۷

اقوام: فاسد قویں ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا نجات دینا ۹

جرم: جرم ایجاد کرنے والے عوامل ۱۶

دنیا طلبی: دنیا طلبی کا گناہ ہونا ۱۵؛ دنیا طلبی کے آثار ۱۳، ۱۶؛ رفاہ و آسائش کے آثار ۱۶

ظلم: ظلم کا سبب ۱۶

عذاب: عذاب سے نجات کے اسباب ۱۰، عذاب کے اسباب ۲، ۵  
فساد: فساد سے روکنے کے آثار ۱۰؛ فساد سے نہی کرنا ۶؛ فساد کے آثار ۲، ۵؛ فساد کے عوامل، ۱۳

قوم ثمود: قوم ثمود کا فساد ۱

قوم عاد: قوم عاد کا فساد ۱

قوم لوط: قوم لوط کا فساد ۱

قوم نوح: قوم نوح کا فساد ۱

گذشتہ اقوام: گذشتہ اقوام کا عذاب ۲؛ گذشتہ اقوام کا فساد ۱، ۲، ۳؛ گذشتہ اقوام کی دنیا طلبی ۱۲، ۱۳؛ گذشتہ اقوام کی ہلاکت

۲؛ گذشتہ اقوام میں اصلاح کرنے والوں کی نجات ۹؛ گذشتہ اقوام میں گناہ ۱۳؛ گذشتہ

اقوام میں مصلحین ۳؛ گذشتہ اقوام میں مصلحین کا کم ہونا ۸؛ گذشتہ اقوام میں نہی عن المنکر کرنے والوں کی کمی ۸، ۱۱؛ گذشتہ

اقوام میں نہی عن المنکر کرنے والے ۳

گناہ: گناہ سے روکنا ۶ گناہ کا سبب ۱۶؛ گناہ کے موارد ۱۵

گناہ کرنے والے: ۱۳

نہی عن المنکر کرنے والے: نہی عن المنکر کرنے والوں کو نجات ۹؛ نہی عن المنکر کرنے والے اور گذشتہ اقوام کے فساد و

برائیاں ۱۱

نہی عن المنکر: نہی عن المنکر ادیان میں ۷؛ نہی عن المنکر کی اہمیت ۶؛ نہی عن المنکر کے آثار ۱۰؛ نہی عن المنکر کے احکام

۷

واجبات: ادیان میں واجبات ۷

ہلاکت: ہلاکت کے عوامل ۲

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ﴾

اور آپ کے پروردگار کا کام یہ نہیں ہے کہ کسی قریہ کو ظلم کر کے تباہ کر دے جب کہ اس کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں (۱۱۷)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی انسان معاشرے کو ظلم کے ذریعے اور بغیر کی وجہ کے دنیاوی عذاب میں نہ مبتلا کیا ہے اور نہ کرے گا۔ و ما کان ربك لیھلك القرى بظلم

(بظلم) میں "با" ملا بست کے لیے ہے۔ اس صورت میں (ماکان...) کے جملے کا معنی یوں ہوگا کہ ہرگز اللہ تعالیٰ، بستی کے لوگوں کو ظلم کے ذریعے ہلاک نہیں کرتا۔ یہاں بستیوں کی طرف ہلاکت کی نسبت دینے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ہلاک کرنے سے مراد، دنیاوی ہلاکت اور عذاب استیصال ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہ طریقہ کار رہا ہے کہ کم ان سے معمولی سے ستم و ظلم کے بغیر عادلانہ برتاؤ کیا جائے۔ و ما کان ربك لیھلك القرى بظلم

جملہ (ماکان لیفعل کذا) کی ترکیب (کہ ممکن نہ تھا کہ ایسا کرتا) بات پر دلالت کر رہی ہے کہ یہ فعل، اس فاعل سے صادر نہیں ہو سکتا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ، نیک قوموں کو جو اچھے کام کرنے والی ہیں پر عذاب استیصال نازل نہیں کرتا۔ و ما کان ربك لیھلك القرى بظلم و اھلھا مصلحون

۳۔ نیک اعمال کرنے والی قوموں پر عذاب کا نازل کرنا، ان پر ظلم ہے۔ و ما کان ربك لیھلك القرى بظلم و اھلھا مصلحون

(مصلح) کا معنی خود کو اور دوسروں کو اصلاح کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ لیکن مذکورہ تفسیر پہلے معنی کی صورت میں ہے

۵۔ نیک اعمال کرنے والے معاشرے کو ہلاک کرنا اور انسانوں پر ظلم کرنا، ربوبیت الہی کے مقام اور اس ذات کے مدبر ہونے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ و ما کان ربك لیھلك القرى بظلم ا و اھلھا مصلحون

مذکورہ معنی (رب) سے لیا گیا ہے جس کا معنی مربی اور مدبر۔

۶۔ گزشتہ ہلاک ہونے والی امتیں (مثلاً امت نوح، ہود، صالح، شعیب اور قوم فرعون) ناصالح اور فساد کرنے والی قویں تھیں۔ فلو لا كان من القرون ... ما كان ربك ليهلك القرى بظلم

اس حقیقت کے پیش نظر کہ اللہ تعالیٰ نیک قوموں کو ہلاک نہیں کرتا (فلو لا كان...) کے ذریعے گزشتہ قوموں کو ہلاک کرنے کی طرف اشارہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ گزشتہ قویں ناصالح اور مستحق عذاب تھیں نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ظلم و ستم ہوا ہے۔

۷۔ (عن رسول الله ﷺ : ... يا ابن مسعود انصف الناس من نفسك و انصح الأمة و ارحمهم ، فاذا كنت كذلك و غضب الله على اهل بلدة انت فيها و ارا د ان ينزل عليهم العذاب نظر اليك فرحمهم بك ، يقول الله تعالى : " و ما كان ربك ليهلك القرى بظلم و اهلها مصلحون" (۱)

آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ ... ابن مسعود کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ اے ابن مسعود: لوگوں کے ساتھ منصفانہ طریقہ کار اپناؤ اور اپنی قوم کے خیر خواہ بنو اور ان پر رحم کرو۔ اگر تم ایسے بن جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس قوم پر عذاب نازل کرے جسمیں تم موجود ہو تو تم پر نظر لطف کرے گا اور تمہاری خاطر اس قوم پر عذاب نہیں کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "و ما كان ربك ..."

اسماء و صفات: اصلاح کرنے والے: اصلاح کرنے والوں پر عذاب ۷  
اقوام: اقوام صالح پر ظلم ۳; اقوام صالح پر عذاب ۳; اقوام صالح کا عذاب سے بچ جانا ۳; اقوام فاسد، ۶; اقوام کی ہلاکت کا فلسفہ ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور ظلم ۱; اللہ تعالیٰ کا پاک و پاکیزہ ہونا ۱; اللہ تعالیٰ کا طریقہ کار ۲; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۵; اللہ تعالیٰ کی عدالت ۲

اہل مدائن: اہل مدائن کا فساد ۶

روایت: ۷

(۱) مکارم الأخلاق، ص ۴۵۷، ب ۱۲; بحار الانوار، ج ۷۴ ص ۱۰۹، ح ۱۔

صالحین: صالحین پر ظلم ۵

صفات جلال: ۵، ۱

ظلم: ظلم کے موارد ۳

عذاب: عذاب استیصال ۳؛ عذاب سے نجات ۳

قوم ثمود: قوم ثمود کا فساد ۶

قوم عاد: قوم عاد کا فساد ۶

قوم فرعون: قوم فرعون کا فساد ۶

قوم نوح: قوم نوح کا فساد ۶

گذشتہ اقوام: گذشتہ اقوام کا فساد ۶

## آیت ۱۱۸

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ﴾

اور اگر آپ کا پروردگار چاہ لیتا تو سارے انسانوں کو ایک قوم بنا دیتا (لیکن وہ جبر نہیں کرتا ہے) (لہذا یہ ہمیشہ مختلف ہی رہیں گے (۱۱۸))

۱۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس میں نہیں کہ انسانوں کو دین حق کے قبول کرنے میں مضطر اور مجبور کرے۔  
ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة

مذکورہ آیت میں (مشیت) سے مراد، مشیت تکوینی ہے جو جبر و اکراہ کے مساوی ہے اور (الّا من رحم) جو بعد والی آیت میں ذکر ہے کے قرینہ سے تمام کے اتفاق کرنے اور ایک امت کی تشکیل سے مراد کلمہ حق و دین الہی پر اتفاق کرنا ہے۔ اس صورت میں (لو شا...) کا معنی یوں ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کر لیتا کہ تمام انسان ایک دین حق پر اتفاق کر لیں تو ایسا ہی ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ حق کی طرف آئیں۔



۲۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس میں نہیں کہ جبر و اکراہ سے لوگوں کو حقیر اکھٹا کرے اور ان کو ایک امت قرار دے۔  
و لو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ، پورا ہونے والا اور تخلف ناپذیر ہے۔ ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة

۴۔ انسانوں کا دین کو آزادی و اختیار کے ساتھ انتخاب کرنا، ان میں رشد و ترقی کا سبب ہے۔

و لو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة

دین کے انتخاب میں جبر نہ ہونا، لفظ (رب) سے استفادہ کیا گیا ہے جس کا معنی مدبر و مربی ہے۔ اس بات سے یہ معنی مذکورہ حاصل ہو سکتا ہے کہ انسانوں کی تدبیر و تربیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ دین کو اپنے اختیار و ارادے سے قبول کریں۔

۵۔ انسانوں کی اکثریت، ہمیشہ دین حق پر ہی اختلاف کرتی ہے۔ و لا يزالون مختلفين

۶۔ انسانوں کا دین میں اختلاف کرنا اور ان کا حق کو قبول نہ کرنا مشیت الہی سے خارج نہیں ہے۔

و لو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة و لا يزالون مختلفين

۷۔ انسانوں کا صاحب اختیار اور دین کے انتخاب میں ان کا آزاد ہونا، ان کے درمیان دینی و مذہبی اختلافات کا سرچشمہ

ہے۔ و لو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة و لا يزالون مختلفين

(الامن رحم) کے قرینے کی وجہ سے یہاں اختلاف سے مراد، دینی و مذہبی اختلاف ہے۔ اور (لا يزالون...) کا جملہ (کہ ہمیشہ یہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں) جملہ (لو شاء...) کے مفہوم کے لیے بہ منزلہ نتیجہ ہے یعنی وہ نہیں چاہتا کہ تمہیں مجبور کرے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں با اختیار رکھے لہذا ہمیشہ تم میں اختلاف رہے گا۔

۸۔ دینی و مذہبی اختلافات ناروا اور قابل مذمت ہیں۔ و لو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة و لا يزالون مختلفين

۹۔ انسانوں کا دین میں اختلاف کرنا، عام لوگوں پر اس کی حقیقت کے پوشیدہ ہونے کا سبب ہے۔

و لا يزالون مختلفين

بعد والی آیت میں (الامن رحم) کا جملہ (لا يزالون مختلفين) کا استثناء واقع ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں سب کے سب اختلاف کرنے والے غلط راستے پر ہیں مگر وہ لوگ جو رحمت الہی کے سائے میں ہوں۔ لہذا دین میں اختلاف کی وجہ سے تمام فرقوں پر حق پوشیدہ ہو کر رہ جائے گا اور لوگ صحیح راستے سے بھٹک جائیں گے۔

اختلاف: اختلاف دینی ۵، ۶؛ اختلاف دینی کا سبب ۷؛ اختلاف دینی کا ناپسند ہونا ۸؛ اختلاف دینی کی سرزنش ۸؛ اختلاف دینی کے آثار ۹

اختیار: اختیار کے آثار ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مشیت ۱، ۲، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۳

امور: ناپسندیدہ امور ۸

انسان: انسانوں کا اختلاف ۵، ۶؛ انسانوں کا حق کو قبول نہ کرنا ۶؛ انسان کے اختیار کے آثار ۷

جبر و اختیار: ۱، ۲

حق: حق کو چھپانے کے عوامل ۹

دین: دین میں آزادی کے آثار ۳، ۷؛ دین میں اکراہ و اجبار کی نفی ۱، ۲؛ دین میں ضرر کی شناخت ۹

رشد: رشد کے عوامل ۳

### آیت ۱۱۹

﴿إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾

علاوہ ان کے جن پر خدا نے رحم کر دیا ہو اور اسی لئے انہیں پیدا کیا ہے اور آپ کے پروردگار کی یہ بات قطعی حق ہے کہ ہم جہنم کو انسانوں اور جنوں سے بھر کر رہیں گے (۱۱۹)

۱۔ فقط وہ لوگ جو رحمت الہی کے سائے میں ہیں۔ دینی و مذہبی اختلاف میں حق کے راستے کو پالیتے ہیں اور اس پر گامزن

رہتے ہیں۔ و لا یزالون مختلفین، الا من رحم ربک

۲۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت، اسکی ربوبیت سے سرچشمہ لیتی ہے۔ الا من رحم ربک

۳۔ اللہ تعالیٰ، انسانوں کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔ و لذلك خلقهم

۳۔ انسانوں کی خلقت کا مقصد ان کو حق کے راستے کی طرف ہدایت کرنا اور ان پر رحمت نازل کرنا ہے۔  
الا من رحم ربك و لذلك خلقهم

(ذلک) کا مشار الیہ رحمت الہی ہے جو (رحم ربک...) کے جملے سے حاصل ہو رہی ہے۔

۵۔ دینی و مذہبی اختلافات اور ان کی وجہ سے حق سے دور ہونا، انسان کی خلقت کے مقدر کے لیے مانع ہے۔  
و لا یزالون مختلفین ، الا من رحم ربك و لذلك خلقهم

۶۔ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کریں نیز اسی جہنم کے کفر کرنے والے ہیں، وہ جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ لا ملأن جہنم من الجنة والناس اجمعین

کیونکہ گزشتہ آیات میں بحث امتوں کے فساد اور ان کی اصلاح کے بارے میں تھی اور صلاح و فساد کے واضح مصداق آنے والی آیات کے قرینہ کی وجہ سے نیز آیت ۱۲۱ کی وجہ سے توحید، شرک، ایمان اور کفر ہیں (الجنة)، (الناس) کے الفاظ سے وہ مراد، ایسے انس و جن ہیں جو کافر و مشرک ہیں اسی وجہ سے "اجمعین" عمومی تاکید کے لیے آیا ہے جو کہ مکہ "الجنة" اور "الناس" سے سمجھا جا رہا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ، دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے بھر دے گا۔ لا ملأن جہنم من الجنة والناس اجمعین

۸۔ جنوں اور انسانوں سے جہنم کا پر کرنا ایک ایسی حقیقت ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان کر دیا تھا۔  
تمت کلمة ربك لا ملأن جہنم من الجنة والناس

(تمت) یعنی کامل طور پر بغیر کسی نقص و عیب کے متحقق ہونا۔ مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ "کلمۃ ربک" کا مقصود کہ جس کی جملہ "لا ملأن" کے ذریعہ تفسیر بیان ہوئی ہے، وہ قول خداوندی ہے جو کہ ابلیس و آدم (ع) کی داستان میں بیان ہوا ہے "فالحق والحق اقول" لا ملأن جہنم منك و ممن تبعك منهم اجمعین "کہ حق یہ ہے کہ اور میں حق کے بغیر بات نہیں کرتا کہ جہنم کو تجھ سے اور ان سے جو دتری اتباع کریں گے پر کر دوں گا۔ سورہ ص۔ آیہ ۸۵، ۸۳

۹۔ جنات بھی انسانوں کی طرح احکامات الہی پر عمل کرنے اور دین حق کو قبول کرنے کے مکلف ہیں۔  
لا ملأن جہنم من الجنة والناس

۱۰۔ جن و انس کے دوزخی ہونے کا سبب، دین میں

اختلاف کا ہونا ہے اس بات کا صحیح گواہ، اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے (کہ جہنم کو جن و انس سے بھر دوں گا) و لا یزالون مختلفین ... و تمت کلمۃ ربک لأملأن جہنم

اللہ تعالیٰ کے کلام (تمت کلمۃ ربک...) کے مستحق ہونے کے بیان کا لوگوں کے اختلافات اور حق کا ان پر مخفی ہونے کے بعد ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ بے شک وہ ان کا اختلاف ہی ہے جس نے حق کو پوشیدہ کر دیا اور جن و انس کے دوزخی ہونے کا سبب بنا اور کلمہ (لا ملأان...) کی حقیقت کو کامل طور پر مستحق کر دیا۔

۱۱۔ "عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ ؑ قال: سألتہ عن قول اللہ عزوجل: ... "الّا من رحم ربک و لذلك خلقہم" قال: خلقہم لیفعلوا ما یستوجبوا بہ رحمۃ فیرحمہم<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: ابوبصیر کہتے ہیں کہ: امام جعفر صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (الّا من رحم ربک و لذلك خلقہم) کے بارے میں، میں نے سوال کیا: تو انہوں نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خلق کیا تاکہ ایسے کاموں کو انجام دیں جس سے مشمول رحمت الہی ٹھہرائے جائیں، اور جس کے نتیجے میں خداوند عالم ان کو اپنی رحمت میں جگہ دے دے۔

اختلاف: دینی اختلاف کے آثار ۵، ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۲؛ اللہ تعالیٰ کی صداقت کے دلائل ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۷

انسان: انسانوں کا جہنم میں ہونا ۷، ۸، ۱۰؛ انسانوں کا خالق ۳؛ انسانوں کی خلقت کا فلسفہ ۱۱، ۳؛ انسانوں کی ہدایت ۳  
جنات: جنات اور قبول دین ۹؛ جنات جہنم میں ۷، ۸، ۱۰؛ جنات کی شرعی ذمہ داری ۹؛ کافر جنات کا جہنم میں ہونا ۶  
جہنم: جہنم کا پر ہونا ۷، ۸، ۱۰؛ جہنم میں جانے کے اسباب ۱۰

جہنمی لوگ: ۷، ۸، ۶

حق: حق سے منہ موڑنے کے آثار ۵

رحمت:

(۱) توحید صدوق، ص ۴۰۳، ح ۱۰، ب ۶۲؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۰۴؛ ح ۲۵۰۔

رحمت کا سبب ۲؛ مسمولان رحمت ۱۱؛ مسمولان رحمت اور دینی اختلاف ۱؛ مسمولان رحمت کی حق طلبی ۱؛ مسمولان  
رحمت کی خصوصیات ۱؛ نزول رحمت ۲  
رشد: رشد کے موانع ۵

روایت: ۱۱

عمل: بڑی عمل کے آثار ۱۱

قرآن: قرآن کی پیشگوئی ۸

کافر: کافر جہنم میں ۶؛ کافروں کا انجام ۶

ہدایت: حق کی ہدایت ۲

## آیت ۱۲۰

﴿وَكَلَّا نَقْصُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ﴾

اور ہم قدیم رسولوں کے واقعات آپ سے بیان کر رہے ہیں کہ ان کے ذریعہ آپ کے دل کو مضبوط رکھیں اور ان  
واقعات میں حق، نصیحت اور صاحبان ایمان کے لئے سامان عبرت بھی ہے (۱۲۰)

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے پہلے، کئی انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہر ایک کے ساتھ خاص واقعات رونما ہوئے  
اور ہر ایک کی داستان پر ثمر ہے۔ و کلاً نقص عليك من أنباء الرسل

(رسل) رسول کی جمع ہے اس سے متعدد رسول سمجھے جاتے ہیں اور مہم واقعات اور پر ثمر داستان کا معنی انباء کے لفظ  
سے سمجھا جاتا ہے جس کا معنی (انباء) فائدے والی خبر ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام ماسلف کے واقعات کو آنحضرت ﷺ کے لیے بیان فرمایا۔

و کلاً نقص عليك من أنباء الرسل

(کلاً) کی تنوین و مضاف الیہ (انباء) کے عوض میں ہے۔ (اور (من انباء...) "کلاً" کے لیے بیان ہے یعنی جملہ یوں ہوگا

یعنی نقص عليك كل نبأ من أنباء الرسل

۳۔ گذشتہ انبیاء ﷺ کے واقعات کو بیان کرنے کا مقصد، آنحضرت ﷺ کے ذہنی سکون اور دل و قلب کو محکم کرنے کے لیے تھا۔ کلاً نقص عليك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك

(ثبوت) کا مصدر، "ثبیت" ہے جو مستقر کرنے کے معنی میں آتا ہے اور (فؤاد) کا معنی قلب ہے اور دل کو محکم کرنے سے مراد یقین اور اطمینان کو ایجاد کرنا، اور تردید و اضطراب کو اس سے دور کرنا ہے (و ما نثبت...) کی عبارت (کلاً) کے لیے بدل وقع ہوئی ہے یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو واقعات انبیاء بیان ہوئے ہیں وہ یقین و اطمینان کو ایجاد کرنے کے لیے تھے۔

۳۔ قرآن مجید میں انبیاء کرام کی داستان ایسے حقائق کی حامل ہے جو معاشروں کی اصلاح و ہدایت کرنے کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے قوی و محکم بناتی ہے و کلاً نقص عليك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك

۵۔ دلوں کو اطمینان دینے والا اور قلب سے اضطراب دور کرنے والا، اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ما نثبت به فؤادك

۶۔ دل کا اطمینان، اہداف و مقاصد کے حصول میں استقامت دیتا ہے۔ ما نثبت به فؤادك

۷۔ سورہ ہود اور اس کے واقعات جو اس میں نقل ہوئے ہیں ایسے حقائق پر مبنی ہیں جو جھوٹ سے خالی ہیں۔  
و جائك في هذه الحق

(ہذہ) کا اشارہ، سورہ ہود یا اس میں جو انبیاء ﷺ کے واقعات ذکر ہوئے ہیں ان کی طرف ہے (ال لام) جو (الحق) پر داخل ہے استغراق صفات کے معنی میں ہے یعنی تمام صفات کو شامل ہے تو اس صورت میں معنی یوں ہوگا ایسا کامل حق، جو ہر نقص و عیب سے خالی ہو۔

۸۔ سورہ ہود کے مضامین اور اس میں جو انبیاء ﷺ کے واقعات ذکر ہوئے ہیں یہ آنحضرت ﷺ کے لیے حق کو ظاہر کرنے کا موجب بنے۔ و جائك في هذه الحق

۹۔ ایسے حقائق کا ذکر کرنا جو ہر قسم کے جھوٹ سے خالی ہوں دل کی تقویت و اطمینان خاطر کا موجب بننا ہے۔  
ما نثبت به فؤادك و جائك في هذه الحق

مذکورہ بالا معنی (ما نثبت به فؤادك) اور جملہ (جاءك في هذه الحق) کے درمیان ارتباط سے حاصل ہوا ہے۔

۱۰۔ سورہ ہود اور اس میں جو انبیاء ﷺ کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔ مواظ حسنہ اور معارف الہی اور دینی

حقائق پر مشتمل ہیں۔ جائك في هذه الحق و موعظة و ذكرى

۱۱۔ فقط مومنین ہی سورہ ہود سے استفادہ کرتے ہیں اور اس کے حقائق اور معارف الہی سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔  
موعظة و ذكرى للمومنین

یہ بات واضح و روشن ہے کہ سورہ ہود اور اس میں جو واقعات نقل ہوئے ہیں وہ تمام لوگوں کے لیے موعظہ اور نصیحت ہیں اس وجہ سے (للمومنین) میں جو لام ہے وہ لام انتفاع ہے وہ اس بات کو بتا رہا ہے کہ فقط اہل ایمان ہی ہیں جو اس سورہ کے حقائق اور نصیحتوں سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۲۔ تاریخ اور اس کے واقعات، درس و نصیحت حاصل کرنے اور حقائق کی پہچان کا منبع و مرکز ہیں۔  
و جائك في هذه الحق و موعظة و ذكرى للمومنین

۱۳۔ داستانوں اور گزشتہ لوگوں کی سوانح حیات کی قدر و قیمت، حق کو بیان کرنے، نصیحت آموز ہونے اور حقائق و معارف الہی کی یاد آوری کی وجہ سے ہے۔ و جائك في هذه الحق و موعظة و ذكرى للمومنین

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور سورہ ہود ۸؛ آنحضرت ﷺ اور قصص انبیاء ۲، ۳؛ آنحضرت ﷺ پر حقائق کو واضح کرنا ۸؛ آنحضرت ﷺ کا اطمینان قلب ۳

اصلاح کرنے والے: اصلاح کرنے والے کی تقویت کے عوامل ۴

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۲؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۵

اطمینان: اطمینان کا سبب ۵؛ اطمینان کے آثار ۶؛ اطمینان کے عوامل ۹

اہمیت: اہمیت کا ملاک ۱۳

استقامت: استقامت کے عوامل ۶

اضطراب: رفع اضطراب کا سبب ۵

انبیاء ﷺ: آنحضرت ﷺ سے پہلے کے انبیاء ﷺ ۱؛ انبیاء کی تاریخ ۱؛ انبیاء ﷺ کی داستانوں کا فلسفہ ۳؛ انبیاء ﷺ کی

داستانیں سورہ ہود میں ۱۰

تاریخ بتاریخ سے عبرت ۱۲، ۱۳؛ تاریخ کا کردار ۱۲

حقائق:

حقائق کو بیان کرنا ۱۳؛ حقائق کے آثار ۹

سورہ ہود: سورہ ہود کی تعلیمات کی حقانیت ۷، ۸، ۱۰؛ سورہ ہود کے مواعظہ حسنہ ۱۰، ۱۱

شناخت: شناخت کے منابع ۱۲

علم نفسیات: ۵

عبرت: عبرت حاصل کرنے کے عوامل ۱۲، ۱۳

قرآن مجید: قرآن مجید کے واقعات سے تعلیمات لینا ۳

قصہ: قیمتی قصہ ۱۳

مؤمنین: مؤمنین اور سورہ ہود ۱۱؛ مؤمنین کے فضائل ۱۱

ہدایت کرنے والے: ہدایت کرنے والوں کی تقویت کے عوامل ۳

## آیت ۱۲۱

﴿وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اَعْمَلُوا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عَامِلُونَ﴾

اور آپ ان بے ایمانوں سے کہہ دیں کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور ہم اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہے ہیں (۱۲۱)  
۱۔ آنحضرت ﷺ نے لجاج کفار کو تہدید اور خبردار کرتے ہوئے ان سے تقاضا کیا کہ تم اپنے غلط عقیدہ پر محکم رہو۔  
و قل للذين لا يؤمنون اعملوا على مكانتكم انا عاملون

(اعملوا) امر کا صیغہ ہے، جو ڈرانے و دھمکانے اور خبردار کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور (مکانت) کا لفظ قدرت، طاقت نیز مکان و جہت کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، تو پہلے معنی کی صورت میں (اعملوا) کا معنی یہ ہو جائے گا کہ جتنی بھی قدرت رکھتے ہو عمل کرو اسمیں کوتاہی نہ کرو لیکن دوسرے معنی کی صورت میں معنی یوں ہوگا تم نے جو بھی نظریہ و عقیدہ قائم کیا ہے اس پر عمل کرو۔

۲۔ انبیاء ﷺ، کفار کے ایمان لانے کی نسبت ناامید ہونے کے بعد تبلیغ رسالت کے سلسلے میں کوئی ذمہ داری نہیں رکھتے۔ و قل للذين لا يؤمنون اعملوا على مكانتكم انا عاملون



۳\_ آنحضرت ﷺ اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے ان کی ذمہ داری تھی کہ اپنے عقیدہ (ابلاغ رسالت اور شرک و فساد کے ساتھ جہاد) پر کار بند رہیں۔ انا عاملون

۳\_ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم تھا کہ وہ اور جو ان پر ایمان لائے ہیں کافروں کے مقابلے میں اپنے عقیدہ پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں۔ و قل للذين لا يؤمنون ... انا عاملون

۵\_ آنحضرت ﷺ کے اصحاب کا قول و عمل، خود آنحضرت ﷺ کے قول و عمل کی طرح تھا۔  
و قل ... انا عاملون

(اِنا) کا لفظ بتاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مؤمنین کی طرف سے گفتگو کرنا آنحضرت کو ان کی طرف سے مکمل آہنگی کے وثوق کی وجہ سے تھا۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور کفار ۱، ۲، ۳; آنحضرت کا ڈرانا ۱; آنحضرت ﷺ کا شرک کے خلاف جہاد ۳;  
آنحضرت ﷺ کی استقامت ۳، ۴; آنحضرت کی خواہشات ۱; آنحضرت ﷺ کی ذمہ داریاں ۳، ۴; آنحضرت ﷺ کی سیرت ۵; آنحضرت ﷺ کی ناامیدی ۲; آنحضرت ﷺ کے ذمہ داریوں کی حدود ۲

جہاد: جہاد میں استقامت ۳

شرک: شرک کے خلاف جہاد کی اہمیت ۳

صحابہ: صحابہ کرام کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہمدلی ۵; صحابہ کرام کی سیرت ۵

فساد: فساد کے ساتھ مقابلے کی اہمیت ۳

کفار: کفار کی لجاجت ۱; کفار کے ایمان سے ناامیدی ۲

مؤمنین: مؤمنین کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہمدلی ۵; مؤمنین کی استقامت ۳، ۴; مؤمنین کی ذمہ داری ۳

نظریات: نظریات میں استقامت ۲

﴿وَانْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ﴾

اور پھر انتظار کرو کہ ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں (۱۲۲)

۱۔ آنحضرت ﷺ نے لجاج کافروں کو آئندہ کی مصیبتوں سے خبردار کیا (دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں عذاب) کہ وہ ان کے متحمل ہوں گے۔ وانتظرو

اس سے پہلے والی آیات میں کفار قوموں کو دنیا اور آخرت کے عذاب کی باتیں کرنے سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ یہاں (انتظرو) سے مراد، کافروں کو دنیا و آخرت کے عذاب سے خبردار کرنا ہے۔

۲۔ کفار کے اعمال و عقائد، ان کے عذاب الہی میں گرفتار ہونے کا سبب ہیں۔

و قل ... اعملوا علی مکانتکم ... و انتظروا...

۳۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور مؤمنین کو نیک انجام کی بشارت دی۔ و قل ... انا منتظرون

۳۔ مؤمنین کے اعمال و عقائد ہی نیک انجام کو حاصل کرنے کا سبب ہیں۔ انا عاملون ... انا منتظرون

۵۔ کفار کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا اور مؤمنین کو خداوند عالم کی بشارتیں، دینا آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری تھی۔

و قل ... وانتظروا انا منتظرون

آنحضرت ﷺ: آنحضرت اور کفار ۵; آنحضرت اور لجاج کفار ۱; آنحضرت اور مؤمنین ۵; آنحضرت ﷺ کا

خبردار کرنا ۱; آنحضرت ﷺ کو بشارت ۳; آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ۵

انجام: اچھے انجام کی بشارت ۳; اچھے انجام کے عوامل ۲

اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کی خوشخبریاں ۳؛ اللہ تعالیٰ کی خوشخبریوں کو پہچانا ۵؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا دھمکانا ۵  
ایمان: ایمان کے آثار ۳

عذاب: عذاب سے ڈرانا ۱؛ عذاب کے اسباب ۲

عقیدہ: عقیدہ کے آثار ۲، ۳

عمل: عمل کے آثار ۲، ۳

کفار: کفار کا عقیدہ ۲؛ کفار کا عمل ۲؛ کفار کو ڈرانا دھمکانا ۵؛ لجوج کفار کو خبردار کرنا ۱  
کفر: کفر کے آثار ۲

مؤمنین: مؤمنین کا عقیدہ ۳؛ مؤمنین کا عمل ۳؛ مؤمنین کو بشارت ۳، ۵

ہلاکت: ہلاکت سے ڈرانا ۱

### آیت ۱۲۳

﴿وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾

اور اللہ ہی کے لئے آسمان اور زمین کا کل غیب ہے اور اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے لہذا آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر اعتماد کریں کہ آپ کا رب لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے (۱۲۳)

۱۔ زمین اور آسمانوں میں جو چیزیں قابل رؤیت و مشاہدہ ہیں اس کے علاوہ بھی غیب کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔  
و للہ غیب السموات والارض

۲۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کے غیب کا مالک ہے۔ و للہ غیب السموات والارض

۳۔ کائنات میں متعدد آسمان پائے جاتے ہیں۔

و لله غيب السموات

۳۔ تمام امور کو چلانا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہی میں ہے اور تمام امور کا سرچشمہ بھی اسی کی ذات ہے۔  
و الیہ یرجع الامر کله

(الامر) سے مراد کائنات ہستی کے تمام فعل و انفعالات ہیں اور کیونکہ فرمان الہی کے تحت متحقق ہوتے ہیں اس لیے ان پر کلمہ "امر" کا اطلاق ہوا ہے (الیہ یرجع الامر) یعنی تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ ان تمام امور کا سبب اور سرچشمہ وہ ذات اقدس ہے۔

۵۔ اللہ کی پرستش اور اس پر ہی توکل کرنا ضروری ہے۔ فاعبدو و توکل علیہ

۶۔ اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنا اور اس پر توکل کرنا یہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں تھیں۔ فاعبدو و توکل علیہ  
۷۔ کائنات کے غیبی امور پر اللہ تعالیٰ کی مالکیت کے انحصار کا یقین کرنا، انسان کو اللہ کی عبادت اور اس پر توکل کرنے پر اکساتا ہے۔ و لله غیب السموات والارض ... فاعبدو و توکل علیہ

(اعبدو و توکل علیہ) کا جملہ دو جملوں (لله غیب السموات والارض) اور جملہ (الیہ یرجع الامر کله) کی فرع واقع ہوا ہے۔  
اگر پہلے والے جملے سے اسکو ارتباط تو مذکورہ بالا معنی حاصل ہوتا ہے۔

۸۔ تمام امور کی برگشت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا یقین رکھنا، اور تمام امور کا اسی کو موجب اور سبب قرار دینا، انسان کو اسکی عبادت اور اسی پر توکل کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ و الیہ یرجع الامر کله فاعبدو و توکل علیہ  
مذکورہ بالا معنی، (اعبدو و توکل علیہ) کا جملہ (الیہ یرجع ...) کے ساتھ ارتباط دینے سے حاصل ہوا ہے۔  
۹۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا انسان کو اس پر توکل کرنے اور اپنے امور کو اس کے سپرد کرنے پر اکساتا ہے۔  
فاعبدو و توکل علیہ

۱۰۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال سے کبھی بھی غافل نہیں ہوا اور انکی رفتار و کردار اس پر مخفی نہیں۔  
و ما ربك بغافل عما تعملون

۱۱۔ انسانوں کے اعمال و کردار سے آگاہ ہونا، ربوبیت کے شرائط میں سے ہے۔ و ما ربك بغافل عما تعملون

۱۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت اور بندوں کو اجر سے نوازے گا۔ فاعبدو و ما ربك بغافل عما تعملون

عبادت و پرستش کا فرمان (اعبدو) دینے کے بعد یہ بتانا کے میں انسان کے تمام اعمال سے آگاہی

رکھتا ہوں یہ پاداش الہی کی ضمانت ہے۔

۱۳۔ خداوند عالم اس پر توکل کرنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ و توکل علیہ و ما ربك بغافل عما تعملون  
خداوند عالم کی طرف سے توکل کی وصیت کے بعد (و توکل علیہ) خداوند عالم کی آگاہی کا ذکر مندرجہ بالا معنی کہ واضح کر رہا ہے۔

۱۳۔ انسان کا اللہ تعالیٰ پر یہ یقین رکھنا کہ وہ اس کے اعمال سے آگاہ و واقف ہے اسکی پرستش اور اپنے امور کو اس کے سپرد کرنے کا سبب ہے۔ فاعبدہ و توکل علیہ و ما ربك بغافل عما تعملون

اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال پر حاضر و ناظر ہے اس کا عبادت اور توکل کی نصیحت کرنے کے بعد ذکر کرنا، انسان کو ترغیب دلاتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس پر توکل رکھا جائے یعنی جب انسان، خدا کو آگاہ اور اس کی غفلت کی نفی کرتا ہے تو پھر اس کی نصیحتوں پر عمل بھی کرتا ہے۔

آسمان: آسمان کا متعدد ہونا ۳، آسمانوں کا غیب ۱؛ آسمانوں کے غیب کا مالک ۲  
آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کا توکل ۶؛ آنحضرت ﷺ کی نصیحت ۶؛ آنحضرت ﷺ کی عبودیت ۶  
اسماء و صفات: صفات جلال ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور انسانوں کا عمل ۱۰؛ اللہ تعالیٰ اور غفلت ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کا اجر دینا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ و مبرہ ہونا ۱۰؛  
اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۲؛ اللہ تعالیٰ کی مدد ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۶؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۳۰؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۲،  
۴، ۳

امور: امور میں تدبیر کا سبب ۳

انسان: انسانوں کے عمل کا علم ۱۱

ایمان: اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے پر ایمان ۸۰؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان رکھنا ۴؛ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایمان رکھنا ۱۳  
ایمان کے آثار ۴، ۸، ۱۳؛ توحید افعالی پر ایمان ۸

تحریک: تحریک کے عوامل ۴، ۸

توحید: توحید افعالی ۳

توکل: اللہ تعالیٰ پر توکل ۱۳; اللہ تعالیٰ پر توکل کی اہمیت ۵، ۶; توکل کا سبب ۷، ۸، ۹، ۱۳

خلقت کائنات: خلقت کائنات کے غیب کا مالک ۷

ربوبیت: ربوبیت کے شرائط ۱۱

زمین: زمین کے غیب کا علم ۱; زمین کے غیب کا مالک ۲

عبادت: اللہ کی عبادت کا اجر و ثواب ۱۲; اللہ کی عبادت کا سبب ۱۳; اللہ کی عبادت کی اہمیت ۵، ۶; اللہ کی عبادت کے

آثار ۹; اللہ کی عبادت کے عوامل ۷، ۸

متوکلین: متوکلین کی مدد کرنا ۱۳

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۳; نظریہ کائنات اور ایڈیا لوجی ۱۳

## آیت ۱

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾  
﴿الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ﴾

بنام خدائے رحمان و رحیم

الر۔ یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں (۱)

۱۔ ا۔ ل۔ ر۔ قرآن کے رموز میں سے ہیں۔ آلر

۲۔ قرآن مجید، حقائق اور معارف الہی کو بیان کرنے والا اور ہدایت کا واضح راستہ دکھانے والا ہے۔  
الكتاب المبين

کلمہ (مبین) کا معنی روشن نیز روشن کرنے والا ہے۔ یعنی متعدی اور لازم دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ متعدی ہونے کی صورت میں مفعول کا محتاج ہوتا ہے اور وہ اہداف جنکو خود قرآن نے اپنے لیے بیان کیے ہیں حبیبی (ہدیٰ للناس) (بقرة ۱۸۵) وہی اس کے لیے مفعول نہیں گے اور وہ معارف، احکام، راہ ہدایت... وغیرہ ہیں۔

۳۔ قرآن مجید اپنے مطالب کو بیان کرنے میں روشن و واضح ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام و اجمال نہیں ہے۔

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے جب ہم (مبین) کو فعل لازم قرار دیں یعنی روشن و واضح ہوں

۳۔ سورہ یوسف کی آیات، قرآن مجید کا ایک حصہ ہیں۔ تلك آیات الكتاب المبين

(تلك) کا مشار الیہ سورہ یوسف کی آیات مبارکہ ہیں۔ پس (تلك آیات...) سے مراد، وہ آیات ہیں جو تمہارے سامنے ہیں اور وہ کتاب مبین (قرآن) کی آیات میں سے ہیں۔

۵۔ سورہ یوسف کی آیات، بلند مرتبہ اور عظمت والی ہیں۔ تلك آیات الكتاب المبين

(تلك) کا لفظ دور کے لیے اشارہ ہے لیکن جب اس کو نزدیک کے مشار الیہ کے لیے استعمال کیا جائے تو متکلم کے نزدیک اس کی عظمت و بزرگی کو بتاتا ہے۔

۶۔ عصر آنحضرت ﷺ میں کی قرآن مجید کی ثابت۔ تلك آیات الكتاب المبين

(الكتاب) قرآن مجید کے (لکھے ہونے اور مرتب شدہ ہونے) پر دلالت کرتا ہے یا اس پر دلالت کرتا ہے کہ آیات کے نزول کے بعد ان کو لکھا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تاکید ہے کہ اسکو کتاب کی صورت میں لے آئیں۔

۷۔ قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور اسکی میں سے ہے۔ تلك آیات الكتاب المبين

(آیات) کا معنی نشانیاں و علامات ہے قرآنی آیات کو اس وجہ سے آیات کہا جاتا ہے کیونکہ اپنے نازل کرنے والی کی خصوصیات کو بتاتی ہیں۔

۸۔ حروف مقطعه قرآن (آل) قرآن مجید کی با عظمت آیات کا ایک حصہ ہیں۔ الر تلك آیات الكتاب المبين

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (تلك) سے (الر) کی طرف اشارہ یعنی تلك "الحروف" آیات...

آیات الہی: ۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی شناخت کے دلائل ۷

حروف مقطعه: ۱، ۸

سورہ یوسف ﷺ: سورہ یوسف کی آیات ۳، سورہ یوسف کی آیات کی عظمت ۵؛ سورہ یوسف کی خصوصیات ۵

قرآن: قرآن مجید کا آیات الہی سے ہونا ۷؛ قرآن مجید کا مبین اور واضح ہونا ۳؛ قرآن مجید کا ہدایت کرن



۲: قرآن مجید کی آیات ۳، ۸: قرآن مجید کی تاریخ ۶: قرآن مجید کی تعلیمات کا روشن و واضح ہونا ۳: قرآن مجید کی خصوصیات ۲، ۳: قرآن مجید کی صدر اسلام میں کتابت ۶: قرآن مجید کے بیان کا طریقہ ۳: قرآن مجید کے رموز ۱: قرآن مجید کے نام ۲

## آیت ۲

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل کیا ہے کہ شاید تم لوگوں کو عقل آجائے (۲)

۱۔ اللہ تعالیٰ ہی قرآن مجید کو نازل کرنے والا ہے۔ انا انزلناہ قراءنا عربیاً

۲۔ قرآن مجید اس کتاب کا نام ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ انا انزلناہ قراءنا عربیاً

۳۔ قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے ایسی حقیقت تھی جو نہ پڑھی جانے والی تھی اور نہ ہی عربی میں تھی۔ انا انزلناہ قراءنا عربیاً

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو لغت اور عربی زبان کے قالب میں نازل فرمایا: انا انزلنا قرآننا عربیاً

۵۔ عربی زبان میں یہ قابلیت اور گنجائش تھی کہ وحی اور معارف الہی کے مفہیم و مطالب کو بیان کر سکے۔ انا انزلناہ قراءنا عربیاً لعلکم تعقلون

قرآن مجید کو عربی لغت میں نازل کرنے کا مقصد، حقائق وحی کو سمجھانا یہ بتانا ہے کہ معارف الہی اور حقائق وحی کو قرآن سے سمجھنے کے لیے عربی زبان دخالت رکھتی ہے اور یہ بات عربی زبان کی اہمیت کو بتاتی ہے کہ اس میں مفہیم وحی کو بیان کرنے کی قابلیت موجود ہے۔

۶۔ عربی زبان میں قرآن مجید کے نازل ہونے کا فلسفہ، یہ ہے کہ یہ زبان سلیس اور وسیع ہے۔ انا انزلناہ قراءنا عربیاً لعلکم تعلقون

لفظ (عربی) کا معنی فصیح اور روشن ہے اسی وجہ سے لغت عرب کو عربی کہا جاتا ہے اسی وجہ سے (قرآن عربیاً) یعنی قرآن مجید عربی زبان میں ہے بے شک یہی لغت سلیس اور وسیع ہے۔

۷۔ معارف الہی اور حقائق قرآن مجید کو سمجھنے کی شرط، عربی زبان کا جاننا ہے۔ اِنَا اَنْزَلْنَاهُ قِرَاءً نَّاْ عَرَبِيًّا لِّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

۸۔ قرآن مجید، پڑھنے اور سمجھنے کی کتاب ہے۔ اِنَا اَنْزَلْنَاهُ قِرَاءً نَّاْ عَرَبِيًّا لِّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

۹۔ قرآن مجید تمام انسان کے لیے قابل فہم کتاب ہے۔ اِنَا اَنْزَلْنَاهُ ... لِّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

(لِّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ) یعنی تاکہ تم سمجھ سکو اس میں مخاطب کوئی خاص و مخصوص گروہ نہیں ہے۔ یہی دلیل ہے کہ تمام لوگ اسکو سمجھنے پر قدرت رکھتے ہیں ہاں (عربیاً) کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ عربی زبان کا جاننا، قرآن مجید کے سمجھنے کے شرائط میں سے ہے۔

۱۰۔ معارف اور حقائق قرآن مجید میں غور و فکر کرنا، ایک قدر و منزلت والا کام ہے۔ اِنَا اَنْزَلْنَاهُ قِرَاءً نَّاْ عَرَبِيًّا لِّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

"عقل" (تَعْقِلُوْنَ) کا مصدر ہے جو سمجھنے اور غور و فکر کے معنی میں آتا ہے اور صدر آیت کے قرینے سے "تَعْقِلُوْنَ" کا مفعول صدر آیت کے قرینہ کی وجہ سے قرآن مجید اور وحی کی تمام آیات ہیں۔

آسمانی کتابیں: ۲

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کی آسمانی کتاب ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے افعال ۱، ۳

عربی: عربی زبان سیکھنے کی اہمیت ۷؛ عربی زبان کی فصاحت ۵، ۶؛ عربی زبان کی خصوصیات ۵، ۶

قرآن مجید: قرآن مجید کا سرچشمہ ۱؛ قرآن مجید کا سمجھنا ۸؛ قرآن مجید کا عربی میں ہونا ۳؛ قرآن مجید کا عربی میں ہونے کا فلسفہ

۶؛ قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے ۳؛ قرآن مجید کا نزول ۱، ۲، ۳؛ قرآن مجید کا واضح و روشن ہونا ۹؛ قرآن مجید کی تلاوت ۸

؛ قرآن مجید کی خصوصیات ۹؛ قرآن مجید کے سمجھنے کی اہمیت ۱۰؛ قرآن مجید کے سمجھنے کی سہولت ۹؛ قرآن مجید کے سمجھنے

کے شرائط ۷

### آیت ۳

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَافِلِينَ﴾

پیغمبر ہم آپ کے سامنے ایک بہترین قصہ بیان کر رہے ہیں جس کی وحی اس قرآن کے ذریعہ آپ کی طرف کی گئی ہے اگر

چہ اس سے پہلے آپ اس کی طرف سے بے خبر لوگوں میں تھے (۳)

۱۔ قرآن مجید اپنے اندر بہترین اور اچھے واقعات کو لیے ہوئے ہے۔

نحن نقص عليك أحسن القصص بما أوحينا إليك هذا القرآن

۲۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے لیے گزشتہ لوگوں کے واقعات بیان کرنے والا ہے۔ نحن نقص عليك أحسن القصص

(نقص) کا مصدر (قص) سے جو بیان کرنے اور واضح کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ (قصص) بیان کرنے اور داستانیں وہ شے جسکو واضح کیا جائے ان کے معنی میں آتا ہے۔

۳۔ قرآن مجید، بہترین و دلکش انداز میں داستانوں کو بیان کرنے والا ہے نحن نقص عليك أحسن القصص

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بہترین اور اچھا قصہ ہے۔ نحن نقص عليك أحسن القصص

۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان کو بہترین اور نہایت عمدہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔

نحن نقص عليك أحسن القصص

۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں دقت نظر اور مطالعہ کرنا، معارف الہی اور حقائق سے آگاہی کا سبب ہے۔

انا انزلنا قرآناً عربياً لعلكم تعقلون \_ نحن نقص عليك أحسن القصص

مذکورہ بالا معنی جملہ (لعلکم تعقلون) کو جملہ (نحن نقص عليك) سے ارتباط دینے سے حاصل ہوا ہے۔

۷۔ قرآن مجید، آنحضرت ﷺ کی آسمانی کتاب کا نام ہے۔ بما أوحينا إليك هذا القرآن

۸۔ اللہ تعالیٰ، قرآن اور اس کے قصوں کو وحی کے ذریعے آنحضرت ﷺ تک پہنچاتا تھا۔  
نحن نقص عليك ... بما أوحينا إليك هذا القرآن

(بما أوحينا) میں "با" سببیت ہے اور اسمیں (ما) مصدریہ ہے۔

۹۔ آنحضرت ﷺ قرآن اور سورہ یوسف کے نازل ہونے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے آگاہی نہیں رکھتے تھے۔ نقص ... بما أوحينا ... و ان كنت من قبله لمن الغافلين

۱۰۔ عصر بعثت کے لوگ نزول قرآن سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات سے ناآگاہ تھے۔  
و ان كنت من قبله لمن الغافلين

مذکورہ آیت میں "ان" مخفف ہے اور (الغافلين) سے مراد، عصر بعثت کے لوگ ہیں۔ اس صورت میں (ان كنت...) کا معنی یہ ہوگا۔ اے پیغمبر قرآن کے نازل ہونے سے پہلے تم بھی دوسرے لوگوں کی طرف یوسف کے قصہ سے باخبر تھے۔

۱۱۔ قرآن مجید، گذشتہ اقوام کے واقعات و تاریخ سے آگاہ ہونے کا منبع و سرچشمہ ہے۔ و ان كنت من قبله لمن الغافلين

۱۲۔ بعض حقائق اور واقعات سے پیغمبر اکرم ﷺ کے عدم آشنائی۔ و ان كنت من قبله لمن الغافلين

۱۳۔ پیغمبر اسلام، تعلیمات الہی کے بغیر اپنی طرف سے امور غیبی پر مطلع نہیں تھے۔  
و ان كنت من قبله لمن الغافلين

۱۴۔ رسالت مآب کا علم و آگاہی قرآن و وحی الہی کے طفیل ہے۔ بما أوحينا إليك ... و ان كنت من قبله لمن الغافلين

۱۵۔ عن جعفر بن محمد علیہ السلام انه قال: قال والدي ... و ما ا نزل الله سورة يوسف إلا امثالاً لكي لا يحسد بعضنا بعضاً كما حسد يوسف إخوته و بغوا عليه<sup>(۱)</sup>

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار (امام باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف کو نازل کر کے لوگوں کو مثال کے ذریعہ بیدار کیا تاکہ ہم میں سے کچھ لوگ ایک دوسرے سے حسد نہ کریں جس طرح یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان سے حسد کیا اور ان پر ظلم و ستم کیا۔

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۶۶ ح ۲؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۰۸ ح ۵۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور غفلت ۱۲; آنحضرت ﷺ اور قصہ یوسف علیہ السلام ۹; آنحضرت ﷺ پر وحی کا نزول ۸، ۱۳; آنحضرت ﷺ کا معلم ۲; آنحضرت ﷺ کی آسمانی کتاب ۴; آنحضرت ﷺ کے علم کا سبب ۱۳; آنحضرت ﷺ کے علم غیب کا سرچشمہ ۱۳; آنحضرت کے علم کی حدود ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۲; تعلیمات الہی کا کردار ۱۳

تاریخ: تاریخ کے منابع ۱۱

حسد: حسد سے اجتناب کی اہمیت ۱۵

دین: دین کو سمجھنے کا پیش خیمہ ۶

روایت: ۱۵

سورہ یوسف: سورہ یوسف کا نزول ۹، ۱۰; سورہ یوسف کی تعلیمات ۱۵; سورہ یوسف کے نزول کا فلسفہ ۱۵

شناخت: شناخت کے منابع ۱۱

غور و فکر: غور و فکر کے آثار ۶

قرآن: قرآن کا کتب آسمانی سے ہونا ۴; قرآن کا کردار ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳; قرآن کا وحی ہونا ۸; قرآن کی خصوصیات ۱، ۳

قرآن کے بیان کرنے کی روش ۳، ۵; قرآنی قصے ۱، ۳

قصہ: بہترین قصہ ۳

کتب آسمانی: ۴

گذشتہ اقوام: گذشتہ اقوام کی سرنوشت کی اہمیت ۲

مسلمین: صدر اسلام کے مسلمین اور قصہ یوسف ۱۰

وحی: وحی کا کردار ۱۳

یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف کے قصے کی خصوصیات ۲، ۵; حضرت یوسف کے قصے کا مطالعہ ۶; حضرت یوسف علیہ السلام کے

قصے کا نہایت عمدہ ہونا ۳، ۵

## آیت ۳

﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ﴾

اس وقت کو یاد کرو جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ بابا میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کو دیکھا اور یہ دیکھا ہے کہ یہ سب میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں (۳)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں اور ان کے ساتھ سورج اور چاند نے انہیں سجدہ کیا۔  
إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب سے یہ جان لیا کہ چاند، سورج اور ستاروں کا سجدہ کرنا، شعور اور آگاہی کے ساتھ ہے۔ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

ضمیر (ہم) اور جمع کے صیغے مثلاً ساجدین یہ صاحب عقل و شعور کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور چاند، سورج اور ستاروں کو اس طرح جمع کے صیغے کے ساتھ استعمال کرنا بتاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات کو سمجھ رہے تھے کہ ان کا سجدہ کرنا عقل و شعور کے ساتھ ہے اور اسی کے تحت اس کے سامنے خاضع ہیں۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے خواب اور اسکی خصوصیات میں کسی قسم کا شک و تردید نہ تھا۔  
إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا ... رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

(رأیت) کے فعل کا تکرار، تاکید کے لیے ہے اور تاکید لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے خواب میں کوئی شک و تردید نہیں کر رہے تھے۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب میں چاند، سورج اور ستاروں نے اٹھ ہی مل کر ایک جگہ پر سجدہ کیا۔  
إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا ... رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

مذکورہ بالا تفسیر کو (رأیت) کے فعل کے تکراری ہونے سے سمجھا جاسکتا ہے۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تعجب آور خواب کو اپنے والد گرامی (یعقوب علیہ السلام) سے بیان کیا۔  
إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ ... إِنِّي رَأَيْتُ

۶۔ حضرت یوسف (ع) اور ان کے والد گرامی حضرت یعقوب کے مابین انتہائی صمیمانہ تعلقات تھے۔  
إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ ... يَا بَنِي

آیت شریفہ میں یوسف ؑ کا اپنے والد گرامی کو (یا ابت) اے میرے والد گرامی سے خطاب کرنا اور اسی طرح حضرت یعقوب ؑ کا (یا بنی) (اے میرے نور نظر) سے خطاب کرنا، ایک دوسرے سے محبت کے اظہار کو بیان کرتا ہے۔

۷۔ بچوں کی باتوں کا سننا، ان کے واقعات و حالات کو ان کی زبانی سننا اور انہیں بیان کرنے کی اجازت دینا ضروری ہے  
\_ اذ قال یوسف لایہ یا ابت انی رأیت

۸۔ عن ابی جعفر ؑ ... رأی یوسف هذه الرؤیا و له تسع سنین فقصّها علی ایہ ... و کان یوسف من احسن الناس و جهاً و کان یعقوب یحبّه... (۱)

امام باقر ؑ سے روایت ہے کہ یوسف ؑ نے اس خواب کو ۹ سال کی عمر میں دیکھا اور اسکو اپنے والد گرامی سے نقل کیا حضرت یوسف تمام لوگوں سے زیادہ وجہ تھے اور حضرت یعقوب ؑ ان سے محبت کرتے تھے۔

۹۔ (عن ابی جعفر ؑ : ... تأویل هذه الرؤیا انه سيملك مصر و يدخل عليه ابواه و اخوته ا ما الشمس فامّ یوسف

راحیل و القمر یعقوب و ا ما أحد عشر كوكباً فإخوته فلما دخلوا عليه سجدوا شكراً لله وحده حين نظروا اليه... (۲)  
امام باقر ؑ سے روایت ہے کہ یوسف ؑ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ وہ جلدی ہی مصر پر حکومت کریں گے اور ان کے والد گرامی، والدہ ماجدہ اور ان کے بھائی ان کے ہاں آئیں گے بہر حال سورج، یوسف کی والدہ گرامی (راحیل) اور چاند حضرت یعقوب ؑ (ان کے بھائی) ہیں جو نبی ان کی نظر، ان (یوسف) پر پڑی تو سجدہ میں گر کر خدا کا شکر کیا۔

۱۰۔ عن ابی جعفر ؑ قال : الا نبیاء علی خمسة انواع ... و منهم من ینبّا فی منامه مثل یوسف (۳)  
امام باقر ؑ سے روایت ہے کہ انبیاء علیہم السلام پانچ قسموں پر ہیں۔ کچھ ان میں سے ایسے ہیں جنکو کو حالت نیند میں بتایا جاتا ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔

(۱) تفسیر قمی، ج ۱، ص ۳۴۰، بحار الانوار ج ۱۲ ص ۲۱۸ ح ۱۲) تفسیر قمی، ج ۱ ص ۳۳۹، نور الثقلین ج ۲ ص ۴۱۰، ح ۱۳

(۳) تفسیر قمی، ج ۲ ص ۱۶۶، ح ۳، نور الثقلین، ج ۲ ص ۴۰۹، ح ۱۰

۱۱\_ (قال ابو حمزه: فقلت لعلی بن الحسین ؑ: متى راى يوسف الرؤيا ؟ فقال : فى تلك الليلة التى بات فيها يعقوب و ولده شباعاً و بات فيها ذمىال جائعاً رائهاً<sup>(۱)</sup>)

ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے امام سجاد ؑ سے سوال کیا کہ حضرت یوسف نے کس رات کو یہ خواب دیکھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اسی رات کو جس رات یعقوب ؑ اور ان کے بیٹے پیٹ بھر کر سوئے، اور ذمیاں بھوکے پیٹ اور بے قراری کے عالم میں سویا

اعداد: گیارہ کا عدد ۱ // انبیاء: انبیاء کے اقسام ۱۰  
بچے: بچے کی بات سننا ۷; بچے کے ساتھ پیش آنے کا طریقہ ۷  
چاند: چاند کا باشعور ہونا ۲

تربیت: تربیت کا طریقہ ۷ // خواب: خواب میں چاند کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھنا ۳; خواب میں ستاروں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھنا ۳; خواب میں سورج کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھنا ۳

سورج: سورج کا شعور ۲

ستارے: ستاروں کا شعور ۲

علم نفسیات: بچے کی نفسیات کا علم ۷

محبت: بھرے تعلقات ۶

نیند: نیند میں الہام ہونا ۱۰

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ کی یوسف ؑ سے محبت ۶

یوسف ؑ: حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علیہما السلام ۵: یوسف ؑ پر چاند کا سجدہ کرنا ۱، ۲، ۳: یوسف ؑ پر ستاروں کا سجدہ کرنا ۱، ۲، ۳: یوسف ؑ پر سورج کا سجدہ کرنا ۱، ۲، ۳: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۱: یوسف ؑ کا یقین ۳: یوسف ؑ کی حضرت یعقوب علیہم السلام سے محبت ۶: یوسف (ع) کی فکر ۲: یوسف ؑ کے خواب ۱، ۲، ۳، ۵، ۸، ۱۱: یوسف ؑ کے خوابوں کا وقت ۸، ۱۱: یوسف ؑ کے خوابوں کی تعبیر ۹



## آیت ۵

﴿قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾

یعقوب نے کہا کہ بیٹا خبردار اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا کہ وہ لوگ الٹی سیدھی تدبیروں میں لگ جائیں گے کہ شیطان انسان کا بڑا کھلا ہوا دشمن ہے (۵)

۱۔ حضرت یعقوب (ع) نے اپنے بیٹے یوسفؑ کو اس کا خواب اپنے بھائیوں سے بیان کرنے سے منع فرمایا:  
یا بنی لا تقصص رء یاک علی اخوتک

۲۔ حضرت یوسفؑ کا خواب بتاتا تھا کہ حضرت یوسف (ع) بلند مرتبے پر فیض ہوں گے اور وہ بھائیوں پر سرداری کریں گے۔ یا بنی لا تقصص رء یاک علی اخوتک فیکیدوا

کیونکہ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کا خواب سننے ہی ان کو نقصان دینے پر تل گئے اس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں ۱۔ حضرت یوسفؑ کے مرتبے کا بلند و بالا ہونا ۲۔ خواب کی تعبیر سے ان کے بھائیوں کا آگاہ ہونا۔

۳۔ حضرت یوسفؑ کے کئی بھائی تھے۔ لا تقصص رء یاک علی اخوتک

۳۔ حضرت یعقوبؑ اس بات سے مطمئن تھے کہ اگر حضرت یوسفؑ کے بھائی اس کے خواب سے آگاہ ہو گئے تو ان کے بیٹے اس سے مکر و حیلہ کریں گے۔ لا تقصص رء یاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا

اگر حضرت یعقوبؑ کو اپنے بیٹوں کا حضرت یوسفؑ کے بارے میں مکر و حیلہ کرنے پر اطمینان نہ ہوتا تو خواب کے نقل کرنے پر یہ جملہ (فَاتَى أَخَافُ أَنْ يَكِيدُوا...) "کہ ڈرتا ہوں کہ تیرے ساتھ کوئی سازش نہ کریں" بیان کرتے اور اپنے جملے کو مفعول مطلق (کیداً) کے ساتھ تاکید کے طور پر استعمال نہ کرتے۔

۵۔ حضرت یعقوبؑ، یوسفؑ کو بھائیوں کی طرف سے

ضرر پہنچنے کا خطرہ محسوس کرتے تھے۔ فیکیدوا لك كيدا

۶۔ حضرت یعقوب ؑ یہ پیش بینی کر رہے تھے کہ یوسف ؑ کے، تمام بھائی اس کے خلاف متحد ہو جائیں گے اور کوئی بھی ان کی حمایت نہیں کرے گا۔ فیکیدوا لك كيدا

(یکیدوا) کی ضمیر (اخوة) کی طرف لوٹتی ہے۔ مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہی حاصل ہوتا ہے۔

۷۔ حضرت یعقوب ؑ اپنے بیٹوں کے خیالات و تفکرات سے آگاہ تھے۔ لا تقصص ... فیکیدوا لك كيدا

۸۔ حضرت یعقوب ؑ اور ان کے بیٹے خواب کی تعبیر سے واقف تھے۔

لا تقصص رء ياك على اخوتك فیکیدوا لك كيدا

۹۔ ممکن ہے کہ خواب و رویا آنے والے واقعات و حوادث کی خبر دیں۔

انى رأيت أحد عشر ... لا تقصص رء ياك على اخوتك

۱۰۔ حضرت یعقوب ؑ نے بیٹوں کے آپس میں جھگڑے اور لڑائی کو روکنے کے لیے کوشش کی۔

لا تقصص رء ياك على اخوتك فیکیدوا لك كيدا

۱۱۔ ان غیر ضروری باتوں کے نقل اور بیان کرنے سے پرہیز کرنا لازمی ہے جو دوسروں کے حسد کے ابھارنے کا سبب

نہیں۔ لا تقصص رء ياك على اخوتك فیکیدوا لك كيدا

۱۲۔ دوسروں کے مکر و فریب سے بچنے کے لیے کوشش کرنا ضروری ہے۔ لا تقصص ... فیکیدوا لك كيدا

۱۳۔ حضرت یوسف (ع) کا حیرت انگیز خواب (سورج، چاند، ستاروں کا سجدہ کرنا) ان کے بچپن یا نوجوانی کی عمر میں تھا۔ قال یابنی

کلمہ (بنی) لفظ (ابن) کا مصغر ہے اور اسے ضمیر متکلم کی طرف مضاف کیا گیا ہے (یا بنی) یعنی اے میرے چھوٹے بیٹے۔

۱۴۔ حضرت یوسف ؑ کے اپنے باپ حضرت یعقوب ؑ سے تعلقات، محبت بھرے اور محکم تھے۔

یابت ... قال یا بنی لا تقصص رء ياك

حضرت یوسف ؑ اور حضرت یعقوب ؑ کی گفتگو میں (ی اُبت) (اے میرے والد گرامی) اور "یا بنی" اے میرے بیٹے کا ذکر ان کے محبت بھرے تعلقات کی حکایت کرتا ہے۔

۱۵۔ اولاد سے محبت کرنا اچھی عادت اور اسکا اظہار کرنا پسندیدہ بات ہے۔  
یأبت ... قال یا بنی لا تقصص

۱۶۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ ان الشیطان للانسان عدو مبين

۱۷۔ شیطان انسان میں نفوذ کرنے اور اسکو منحرف کرنے کے لیے ان کے مساعد اسباب کو حاصل کرنے کے لیے گھات میں ہے۔ لا تقصص رء یاک ... فیکیدوا ... ان الشیطان للانسان عدو مبين

۱۸۔ شیطان کا انسان میں دشمنی کو ظاہر کرنے کے لیے مناسب ترین طریقہ حسد ہے۔  
فیکیدوا لك کیداً ان الشیطان للانسان عدو مبين

۱۹۔ شیطان انسانوں میں دشمنی ڈالنے کے لیے اور ان کے درمیان مکرو فریب کو رواج دینے کے لیے کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ فیکیدوا ... ان الشیطان للانسان عدو مبين

۲۰۔ حضرت یوسف (ع) کا خواب سننے کے بعد ان کے بھائیوں کا شیطان کے جال میں پھنسنے کا امکان۔  
فیکیدوا لك کیداً ان الشیطان للانسان عدو مبين

۲۱۔ حضرت یعقوب (ع)، حضرت یوسف (ع) ﷺ کے خواب کے افشاء ہونے کو شیطانی محرک خیال کرتے تھے اور حضرت یوسف (ع) کو اس کام سے منع کیا۔ لا تقصص رء یاک علی اخوتک ... ان الشیطان للانسان عدو مبين  
(ان الشیطان) کا جملہ (فیکیدوا ...) پر بھی ناظر ہے اور جملہ (لا تقصص رؤیاک) پر بھی ناظر ہے۔ اگر اس کو دوسرے جملے سے ارتباط دیں تو (لا تقصص ...) کا (ان الشیطان ...) سے ملانے کے بعد معنی یوں ہوگا۔ کہ شیطان اس فرصت میں ہے کہ تیرے خواب کو افشاء و ظاہر کرے تم اس سے بچو۔

۲۲۔ "عن ابی جعفر (ع) : انه کان من خبر یوسف ﷺ انه کان أحد عشر خاً...

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت یوسف ﷺ کے بارے میں خبر ہے کہ ان کے گیارہ بھائی تھے۔

۲۳۔ "عن علی بن الحسین ﷺ ... فلما رای یوسف الرؤیا و اصبح یقصّها علی ابيه یعقوب ... فقال یعقوب لیوسف : لا تقصص رؤیاک هذه علی اخوتک ... فلم یکتّم یوسف رؤیاه فقصّها علی اخوته...

امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے ... جب یوسف ﷺ نے اس خواب کو دیکھا اور اپنے والد گرامی یعقوب ﷺ سے نقل کیا ... تو حضرت یعقوب علیہ

السلام نے ان سے کہا کہ اس خواب کو اپنے بھائیوں پر ظاہر نہ کرنا... لیکن یوسف ﷺ اپنے خواب کو چھپانہ سکے اور اپنے بھائیوں کو بتادیا...

انسان: انسان کو گمراہی میں ڈالنے کے اسباب ۱۷؛ انسان کے دشمن ۱۶

برادران یوسف: برادران یوسف اور حضرت یوسف (ع) ۶، ۳؛ برادران یوسف اور حضرت یوسف ﷺ کا خواب ۲۰،  
برادران یوسف اور شیطان کا ان کو ورغلانہ ۲۰؛ برادران یوسف کا اتحاد ۶؛ برادران یوسف کا خواب کی تعبیر کو سمجھنا ۸؛  
برادران یوسف کا سازش کرنا ۳، ۵؛ برادران یوسف کا مکرو حیلہ ۳؛ برادران یوسف کی تعداد ۳، ۲۳؛ برادران یوسف کی دشمنی ۶

حسد: حسد کے آثار ۱۸؛ حسد کو ترک کرنے کا پیش خیمہ ۱۱

خواب: خواب اور آئندہ کے واقعات ۹؛ خواب کا کردار ۹؛ سچے خواب ۹

دشمنی: دشمنی کے اسباب ۱۹

رفتار: رفتار و کردار کے ستون ۱۱

روایت: ۲۲، ۲۳

شیطان: شیطان کا کردار ۱۹؛ شیطان کا گمراہ کرنا ۱۷؛ شیطان کا ورغلانہ ۱۹؛ شیطان کی دشمنی ۱۶، ۱۷، ۱۹؛ شیطان کے موثر ہونے کا سبب ۱۸

علم نفیسات: اہل خانہ کے نفیسات کی پہچان ۱۵

علم: آئندہ کے علم کا سبب ۹

عواطف: گھروالوں سے عطف و کرنا ۱۵

محبت کا رابطہ: اولاد سے محبت رکھنا ۱۸؛ محبت کرنا پسندیدہ امر ہے ۱۵؛ محبت کے رابطے کے اظہار کی اہمیت ۱۵

مکر کرنے والے: مکر کرنے والوں سے بچنے کی اہمیت ۱۲

مکر: دوسروں کے مکر سے مقابلہ کرنا ۱۲؛ مکر کے اسباب ۱۹

یَعْقُوبُ ۱۰: یَعْقُوبُ اور برادران یوسف ۱۰، ۷: یَعْقُوبُ اور شیطان کا کردار ۲۱: یَعْقُوبُ اور یوسف ۱۰: یَعْقُوبُ کا خواب ۲۱: یَعْقُوبُ (ع) کا آگاہ ہونا ۷: یَعْقُوبُ کا خواب کی تعبیر سے واقف ہونا ۸: یَعْقُوبُ کا مطمئن ہونا ۳: یَعْقُوبُ کا منع کرنا ۱، ۲۱: یَعْقُوبُ کی پریشانی ۵: یَعْقُوبُ کی پیشگوئی ۶: یَعْقُوبُ کی کوشش ۱۰: یَعْقُوبُ کی مدیریت ۱۰: یَعْقُوبُ کی نصیحتیں ۲۳: یَعْقُوبُ کی یوسف سے محبت ۱۲

یوسف ۱۰: یوسف اور ان کی بھائی ۱: یوسف اور نقل خواب ۱: یوسف کا بچپن ۱۳: یوسف کا قصہ ۱، ۳، ۵، ۶، ۱۳، ۲۰، ۲۳: یوسف کو منع کرنا ۱، ۲۱: یوسف کو نصیحت ۲۳: یوسف (ع) کے دشمن ۶: یوسف کی نوجوانی ۱۳: یوسف کی یَعْقُوبُ (ع) سے محبت ۱۲: یوسف کے خواب کا وقت ۱۳: یوسف کے خواب کی تعبیر ۲: یوسف کے درجات ۲

## آیت ۶

﴿وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُثَبِّتُ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

اور اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں منتخب کرے گا اور تمہیں باتوں کی تاویل سکھائے گا اور تم پر اور یَعْقُوبُ کی دوسری اولاد پر اپنی نعمت کو تمام کرے گا جس طرح تمہارے دادا پر دادا ابراہیم اور اسحاق پر تمام کر چکا ہے بیشک تمہارا پروردگار بڑا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (۶)

۱۔ حضرت یوسف کا خواب خدا متعال کی طرف سے منتخب ہونے اور اس ذات اقدس کے لیے خالص و مخلص ہونے سے حکایت کرتا ہے۔ و کذلک یجتبیک ربک

(اجتباء) کا معنی چنا چنا۔ اور اپنے لیے خالص کرنے کے ہیں۔ تو اس صورت میں (یجتبیک ربک) کا معنی یہ ہوگا کہ خداوند متعال نے تجھے اپنے لیے چنا ہے تاکہ اپنے لیے خالص و مخلص قرار دے۔ اس طرح کہ تجھ میں کسی اور کا حصہ نہ ہو۔

۲۔ یوسف علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنا جانا یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف (ع) کو بشارت تھی۔  
و كذلك يجتبيك ربك

۳۔ خواب، پوشیدہ امور اور غیب سے آگاہی کا دریچہ ہے۔ اِنِّ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كُوكَبًا ... كذلك يجتبيك ربك و يعلمك  
۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام تعبیر اور تاویل خواب کے علم سے بہرہ مند تھے۔  
انِ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كُوكَبًا ... كذلك يجتبيك

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مستقبل اور جس طرح وہ انتخاب ہونے والے تھے اسی طرح انہوں نے خواب میں دیکھا۔  
كذلك يجتبيك ربك

۶۔ خداوند متعال کی طرف سے لائق انسانوں کا انتخاب، اسکی ربوبیت کا جلوہ ہے۔ كذلك يجتبيك ربك  
۷۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب سے آشنائی اور اسکی صحیح تحلیل کرنے پر قدرت رکھنے کی  
بشارت دی۔ و كذلك ... يعلمك من تأويل الأحاديث

(احادیث) حدیث کی جمع ہے۔ راغب نے مفردات میں حدیث کا یوں معنی کیا ہے کہ وہ ہر کلام جو وحی کے ذریعے سے  
بیداری یا خواب کی حالت میں انسان تک پہنچے، اسکو حدیث کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے (احادیث) سے خوابوں کا معنی لیا جا  
سکتا ہے۔ اور اسی طرح حوادث و واقعات کی خبریں اور پیش آنے والے واقعات بھی لیے جاسکتے ہیں۔ (تاویل رویا) وہ  
واقعت خارجی جو نیند کی حالت میں مخصوص طریقے سے رونما ہوتی ہے اور اس کو خواب بیان کرتی ہے۔ (تاویل الاخبار)  
حوادث و واقعات کے متحقق اور ان کے انجام کے اسباب۔

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ علم حاصل ہوا کہ وہ خداوند متعال کے برگزیدہ بندے  
ہیں اور ان کو تعبیر خواب کے علم سے آگاہی اور واقعات کی صحیح تحلیل کرنے کی قدرت دی گئی ہے۔  
انِ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ ... كذلك يجتبيك ربك و يعلمك من تأويل الاحاديث

۹۔ سورج، چاند اور ستاروں کو انسان کے لیے خواب میں سجدہ کرنا اور خاضع اور خاشع ہونا انسان کے برگزیدہ ہونے اور  
علم و دانش کے ہاتھ آنے کی علامت ہے۔ اِنِّ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كُوكَبًا ... كذلك يجتبيك ربك و يعلمك

۱۰۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان اور حضرت یوسف علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کامل ہو، نایہ اپنے بیٹے یوسف (ع)

کو یعقوب ؑ کی خوشخبری تھی۔ و یتیم نعمتہ علیک و علی ال یعقوب

۱۱۔ حضرت یعقوب (ع) نے یوسف ؑ کے خواب سے یہ جان لیا کہ خداوند متعال اپنی نعمتوں کو حضرت یوسف ؑ

اور خاندان یعقوب ؑ پر پورا کرنے والا ہے۔ ان رایت احد عشر کوکباً ... یتیم نعمتہ علیک و علی ال یعقوب

۱۲۔ خداوند متعال نے حضرت یوسف ؑ کے ذریعہ اپنی تمام و کامل نعمتوں کو خاندان یعقوب ؑ پر نازل فرمایا۔

و كذلك ... و یتیم نعمتہ علیک و علی ال یعقوب

یوسف (ع)، خاندان یعقوب ؑ میں سے تھے (آل یعقوب) ان کو بھی شامل ہوتی ہے۔ لہذا "علیک" کو جدا لانا (آل یعقوب) کو اس پر عطف کرنا مذکورہ بالا نکتہ کی طرف اشارہ ہے۔ واضح رہے کہ ستاروں، چاند اور سورج کی تاویل بھائی، باپ اور یوسف (ع) کی ماں سے کرنا اس کی موید ہے۔

۱۳۔ حضرت ابراہیم ؑ اور اسحاق ؑ اس کی تمام کامل نعمتوں سے بہرہ مند تھے۔

كما اتمّھا علی ابویک من قبل ابراہیم و اسحاق

۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں حضرت یوسف ؑ اور آل یعقوب کو عطا فرمائیں وہ حضرت ابراہیم (ع) اور حضرت

اسحاق (ع) پر نازل کی گئی نعمتوں جیس اور ہم پلہ تھیں۔ یتیم نعمتہ علیک ... كما اتمّھا علی ابویک

۱۵۔ حضرت یوسف ؑ اس سے آگاہ تھے کہ حضرت ابراہیم ؑ اور اسحاق ؑ اس کی کامل نعمتوں سے بہرہ مند تھے۔

كما اتمّھا علی ابویک من قبل

۱۶۔ ان کے بزرگوں کی نسل میں اللہ کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے والے لائق و سزاوار اشخاص موجود تھے۔

یتیم نعمتہ علیک ... كما اتمّھا علی ابویک من قبل

(کما) کا لفظ کبھی تشبیہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی تعلیل کے لیے استعمال ہوتا ہے یہاں تعلیل کے لیے استعمال ہوا ہے۔ واضح رہے کہ اس طرح کے موارد میں علت سے مراد، علت تامہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد اقتضاء اور پیش خیمہ ہوتا ہے۔

۱۷۔ ابراہیم ؑ اور اسحاق ؑ، یعقوب ؑ اور یوسف ؑ کے اجداد تھے۔ علی ابویک من قبل ابراہیم و اسحاق

۱۸۔ قرآن مجید کی نگاہ میں باپ کے اجداد، باپ کی جگہ ہوتے ہیں۔ كما اتمّھا علی ابویک من قبل ابراہیم و اسحاق

۱۹۔ ابراہیم ؑ اور اسحاق (ع)، حضرت یوسف ؑ کی داستان (خواب میں ستاروں، چاند اور سورج کو دیکھنا) کے شروع ہونے سے پہلے باحیات نہیں تھے۔ کما اتمھا علی ابویک من قبل مذکورہ معنی (من قبل) کی تقید سے حاصل ہوتا ہے البتہ اس صورت میں ہے کہ جب (من قبل) (ابویک) کے متعلق ہونہ (اتمھا) کے متعلق ہو۔

۲۰۔ خداوند متعال علیم (بہت جاننے والا) اور حکیم (حکمت سے کام لینے والا) ہے۔ ان ربك علیم حکیم

۲۱۔ حضرت یوسف ؑ کے فضائل اور حضرت ابراہیم ؑ، اسحاق ؑ اور خاندان یعقوب ؑ پر نازل ہونے والی نعمتیں، خداوند متعال کی ربوبیت کا جلوہ ہیں۔ یجتیبك ربك ... و یتم نعمته علیك و علی ء ال یعقوب ... ان ربك علیم حکیم

۲۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے افعال کا حکیمانہ ہونا اور حضرت یوسف (ع) کی خصوصیات سے آگاہی اس بات کا موجب بنی ہے کہ ان کو چنا جائے اور خوابوں کی تعبیر و تاویل اور آئندہ کے واقعات کی تحلیل کا حضرت ؑ کو علم عطا کیا جائے۔ یجتیبك ربك ... ان ربك علیم حکیم

۲۳۔ انبیاء کرام کی پرورش و تربیت، علم و حکمت الہی سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ یجتیبك ربك ... ان ربك علیم حکیم

۲۴۔ خداوند عالم کی حکمت اور حضرت یوسف (ع) کی خصلتوں سے آگاہی سبب بنی کہ خداوند عالم اپنی نعمتوں کو آل یعقوب (ع) پر مکمل کرے۔ و یتم نعمته علیك و علی آل یعقوب ... ان ربك علیم حکیم

۲۵۔ خداوند عالم کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کے لیے انسانوں میں تفاوت، حکمت الہی کے تحت ہے۔ یتم نعمته علیك و علی ء ل یعقوب ... ان ربك علیم حکیم

آل یعقوب: آل یعقوب ؑ پر نعمتوں کا تمام ہونا ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۳؛ آل یعقوب کی نعمتیں ۱۳، ۲۱؛ آل یعقوب کے فضائل ۲۱

ابراہیم ؑ: ابراہیم ؑ اور یعقوب ؑ ۱۴؛ ابراہیم ؑ اور یوسف ؑ ۱۵؛ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت یوسف ؑ ۱۶؛ حضرت ابراہیم ؑ پر نعمتوں کا کامل ہونا ۱۳، ۱۵؛ حضرت ابراہیم ؑ پر نعمتیں ۱۳، ۲۱؛ حضرت ابراہیم ؑ کی اولاد ۱۴؛ حضرت ابراہیم (ع) کے فضائل ۲۱

اسحاق ؑ: حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یوسف ؑ کا زمانہ ۱۹؛



حضرت اسحاق (ع) اور یعقوب ؑ ۱۴؛ حضرت اسحاق (ع) اور یوسف (ع) ۱۴؛ حضرت اسحاق ؑ پر اتمام نعمت ہونا  
۱۳، ۱۵؛ حضرت اسحاق ؑ پر نعمتیں ۱۳، ۲۱؛ حضرت اسحاق (ع) کی اولاد ۱۴؛ حضرت اسحاق ؑ کے فضائل ۲۱  
اسماء و صفات: حکیم ۲۰؛ علیم ۲۰

انبیاء: انبیاء کا مربی ۲۳؛ انبیاء کی تاریخ ۱۹؛ انبیاء کی تربیت ۲۳

انسان: انسانوں کا اقتصادی اعتبار سے متفاوت ہونا ۲۵؛ انسانوں کا چناؤ ۶؛ انسانوں کے انتخاب کی علامتیں ۹  
اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ شخصیات: ۱، ۲، ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۲۲؛ اللہ تعالیٰ کے ہدایا ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کی حکمت کی نشانیاں ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے آثار  
۲۲، ۲۳، ۲۵؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۶، ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۱۲، ۱۳، ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے آثار  
۲۲، ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کے علم کی نشانیاں ۲۳

بزرگان ماسلف: بزرگان گذشتہ کا کردار ۱۶

بشارت: تحلیل حوادث کی بشارت ۷؛ تعبیر خواب کے علم کی بشارت ۷؛ نعمت کے کامل ہونے کی بشارت ۱۰  
جد: باپ کے جد ۱۸

خواب: چاند کے سجدے کی تعبیر ۹؛ خواب کا کردار ۳؛ ستاروں کے سجدہ کی تعبیر ۹؛ سجدہ کی تعبیر ۹؛ سورج کے سجدہ کی تعبیر  
صفات: اخلاقی صفات کا کردار، ۲۲، ۲۳

علم: غیب کا سرچشمہ ۳

نعمت: نعمت الہی کے شامل حال ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴؛ نعمت کا موجب ۱۶

یعقوب ؑ: خوابوں کی تعبیر سے آگاہی کا سبب ۸؛ یعقوب (ع) اور یوسف (ع) کا برگزیدہ ہونا ۸؛ یعقوب (ع) اور  
یوسف (ع) کی خواب ۱۱؛ یعقوب ؑ کی خوابوں کی تعبیر کا علم ۳؛ یعقوب ؑ کی خوشخبریاں ۲، ۷، ۱۰؛ یعقوب (ع) کے  
بزرگان ماسلف ۱۴؛ یعقوب (ع) کے فضائل ۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ پر نعمت کا کامل ہونا ۱۰، ۱۱؛ یوسف ؑ کا علم ۱۵؛ یوسف ؑ کا قصہ ۱؛ یوسف ؑ کا کردار

۱۲؛ یوسف

ﷺ کا علم سیکھنا ۲۲: یوسف ﷺ کا معلم ۲۲: یوسف ﷺ کو بشارت ۲، ۴، ۱۰: یوسف ﷺ کو تعبیر خواب کا علم ۴، ۸، ۲۲: یوسف (ع) کو واقعات کی تحلیل کا علم ۴، ۸، ۲۲: یوسف ﷺ کی خصوصیات ۲۳: یوسف ﷺ کی خوابوں کے آثار ۸؛ یوسف ﷺ کی نعمتیں ۱۳، ۲۱: یوسف ﷺ کے برگزیدہ ہونے کا سبب ۲۲: یوسف ﷺ کے بزرگان ۱۴: یوسف ﷺ کے خواب کی تعبیر ۱، ۵: یوسف ﷺ کے درجات ۱۲، ۱: یوسف ﷺ کے فضائل ۲۱

## آیت ۷

﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلِّسَّائِلِينَ﴾

یقیناً یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سوال کرنے والوں کے لئے بڑے نشانیوں پائی جاتی ہیں (۷)

۱۔ حضرت یوسف (ع) اور ان کے بھائیوں کی داستان، ربوبیت خداوندی کی کثرت سے آیات و نشانیوں اور اسکی حکمت و علم پر مشتمل ہے۔ ان ربك علیم حکیم لقد كان في يوسف وء اخوته وء اناات للسائلین (آیات) سے مراد نشانیاں ہیں اور کیونکہ (لقد كان...) کے جملے میں یہ بیان نہیں ہوا کہ حضرت یوسف (ع) اور ان کے بھائیوں کا قصہ کس حقیقت یا حقائق کو بیان کر دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں (آیات) کا متعلق ذکر نہیں ہوا ہے۔ لہذا یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ اس قصہ کے حقائق آیت قبل میں ذکر ہیں جو کہ ربوبیت علم و حکمت الہی ہیں۔ (ان ربك علیم حکیم)

۲۔ خداوند متعال نے انسانوں کو حضرت یوسف ﷺ اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں غور و فکر کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ لقد كان في يوسف و اخوته آيات للسائلین

(لقد) میں لام قسم مقدر کو بتاتا ہے۔ اور (قد) تاکید کے لیے آیا ہے۔ خداوند متعال کا قسم اٹھانا اور تاکید لانے کا مقصد یہ ہے کہ یوسف ﷺ اور ان کے بھائیوں کی داستان میں سوال کرنے والوں کے لیے کافی آیات ہیں یہ گویا انسان کو اس داستان میں غور فکر کی دعوت دینا ہے۔

۳۔ لوگوں کا رسالت مآب ﷺ سے حضرت یوسف ﷺ کے واقعات کے بارے میں سوال کرنا۔  
لقد كان في يوسف و اخوته آيات للسائلین

۳۔ خداوند متعال کی حکمت و علم اور حضرت یوسف کے درجات کے بارے میں سوالات ہی موجب بنے ہیں کہ قرآن مجید میں یوسف ﷺ کے قصے کو نقل کیا جائے۔

ان ربك علیم حکیم \_ لقد كان في يوسف و اخوته آيات للسائلين

۵۔ حضرت یوسف ؑ کی داستان کو نقل کرنے سبب، ان کا خداوند عالم کی طرف سے برگزیدہ ہونے انہیں حوادث تحلیل و تعبیر خواب کا علم دینا نیز انہیں کامل نعمت عطا کرنے کی علت کو بیان کرنا ہے۔

يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ ... لقد كان في يوسف و اخوته آيات للسائلين

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ جب (آیات) کا لفظ (اجتبأ...) یوسف ؑ کے انتخاب کے متعلق ہو جو (کذلک یجتبیک ربک و...) کے جملے سے حاصل ہوتا ہے۔

۶۔ فقط حقیقت کے متلاشی اور معرفت کی وادی میں تحقیق کرنے والے ہی اللہ کی ربوبیت کی نشانیوں اور علم و حکمت

کو یوسف ؑ کی داستان میں پاسکتے ہیں۔ لقد كان في يوسف و اخوته آيات للسائلين

یہ واضح ہے کہ حضرت یوسف (ع) اور ان کے بھائیوں کی داستان اپنے اندر کافی علامات اور نشانیوں کو رکھتی ہے۔ خواہ اس کے بارے میں سوال کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اسی وجہ سے (السائلین) کا لام، لام انتفاع ہے۔ تو اس صورت میں (السائلین) کا معنی یوں ہوگا کہ سوال کرنے والے اور محققین اس داستان سے فائدہ مند ہو سکتے ہیں۔

۷۔ انسانوں کے گزرے ہوئے حالات و واقعات ان کی ماہیت و حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔

لقد كان في يوسف و اخوته آيات للسائلين

(لقد كان في يوسف ...) میں قصہ کا لفظ نہ لانا جملہ (فی قصہ یوسف...) ہی مراد ہے، ممکن ہے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ انسانوں کے گزرے ہوئے حالات ان کی ماہیت کو تشکیل دینے والے ہیں یعنی حقیقت میں انسان وہی ہے جو اسکی سرگذشت ہے۔

۸۔ سوالوں کا بیان کرنا اور قرآن مجید سے ان کے جوابات کو تلاش کرنا اس کی خداوند عالم کی طرف سے انسانوں کو نصیحت کی گئی۔ لقد كان في يوسف و اخوته آيات للسائلين

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ سے سوال کرنا ۳

آیات الہی: ۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تشویق کرنا ۲؛ اللہ تعالیٰ کی حکمت کی نشانیاں ۱؛ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے بارے میں سوال ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۱؛ اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۸؛ اللہ تعالیٰ کے علم کی نشانیاں؛ اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں سوال ۳؛

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ: ۵

انسان: انسان کی حقیقت ۷; انسان کے گزشتہ حالات کا کردار ۷

برادران یوسف: برادران یوسف کے انجام میں تدبیر ۲

حق کے طالب: حق کے طالب اور قصہ یوسف ﷺ ۶

ذکر: حضرت یوسف (ع) کے قصہ کے ذکر کا فلسفہ ﷺ ۳

سوالات: سوالات کی اہمیت ۸

شخصیت: شخصیت میں مؤثر عوامل ۷

شناخت: شناخت کے منابع ۸

قرآن: قرآن کی تعلیمات ۸; قرآن مجید کی طرف رجوع ۸

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ کے فضائل کے بارے میں سوالات ۳; حضرت یوسف کے قصہ کی تعلیمات ۶; حضرت

یوسف ﷺ کے قصے کے بارے میں غور و فکر کرنے کی تشویق ۲; حضرت یوسف ﷺ کے قصے کے سوال ۳; قصہ

یوسف (ع) میں آیات الہی ۶; یوسف ﷺ پر نعمت کا اتمام ۵; یوسف ﷺ کا قصہ ۵; یوسف ﷺ کے برگزیدہ ہونے کے

عوامل ۵; یوسف ﷺ کے حوادث کی تحلیل کا علم ۵; یوسف ﷺ کے خوابوں کی تعبیر کا علم ۵; یوسف ﷺ کے قصے کی

خصوصیات ۱; یوسف ﷺ کے قصے میں اللہ تعالیٰ کا علم ۶; یوسف ﷺ کے قصے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ۶; یوسف کے قصے

میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۶

## آیت ۸

﴿إِذْ قَالُوا لْيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ آبَيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ آبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

جب ان لوگوں نے کہا کہ یوسف اور ان کی بھائی (ابن یامین ۲) عمارے باپ کی نگاہ میں زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہمارے ایک بڑی جماعت ہے یقیناً ہمارے ماں باپ ایک کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں (۸)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے بنیامین یوسف علیہ السلام کے ماں و باپ کی طرف سے بھائی تھے اور دوسرے صرف والد کی طرف سے بھائی تھے۔ اذ قالوا لیوسف و اخوه

یعقوب علیہ السلام کی اولاد بنیامین کو یوسف کا بھائی بلاتے تھے۔ حالانکہ وہ بھی یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اور ان کے بھائی تھے۔ (لیوسف و اخوه) یہ جملہ بتاتا ہے کہ بنیامین کا یوسف علیہ السلام سے برادری کا رشتہ دوسرے یعقوب کے بیٹوں کی نسبت زیادہ نزدیک تھا۔ یعنی بنیامین یوسف علیہ السلام کے ماں و باپ دونوں کی طرف سے بھائی تھے اور دوسرے بھائی صرف والد کی طرف سے بھائی تھے۔

۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام تمام بیٹوں کا احترام کرتے تھے اور سب سے محبت کرتے تھے۔

اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا منّا

مذکورہ معنی (احب) کے افعال تفضیل ہونے کے سبب سے ہے۔

۳۔ یوسف علیہ السلام ، او بنیامین، یعقوب (ع) کے دوسرے بیٹوں کی نسبت حضرت علیہ السلام کو بہت زیادہ محبوب تھے۔

اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا

(اخوه) سے مراد جس طرح مفسرین نے کہا ہے بنیامین ہیں۔

۳۔ یوسف علیہ السلام بنیامین سے بھی زیادہ یعقوب علیہ السلام کے نزدیک محبوب تھے۔ اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا

"یوسف (ع) کا "بنامین" (اخوه) سے مقدم ہونا مذکورہ بالا معنی کو بتاتا ہے۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی معنوی حیثیت اور خدادادی فضیلتیں، حضرت یعقوب علیہ السلام کی ان سے بے پناہ محبت کا سبب

تھیں۔ کذلک یحبیبک ربک ... لیوسف و اخوه احب الی ابینا منّا

(و كذلك يجتبيك ...) میں یوسف کی خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد یعقوب ؑ کی محبت کا تذکرہ یہ بتاتا ہے کہ یعقوب (ع)، یوسف ؑ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

۶۔ یعقوب (ع) کے تمام بیٹے یوسف ؑ اور بنیامین کے ساتھ حضرت یعقوب ؑ کی زیادہ محبت کو محسوس کر رہے تھے اور اس پر رشک کرتے تھے۔ اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا منّا (قالوا) کی ضمیر (اخوتہ) کی طرف لوٹتی ہے جو اس سے پہلے والی آیت میں ذکر ہوا ہے یعنی تمام نے یہی کہا اور وہ سب اس بات پر اتفاق کرتے تھے۔

۷۔ یعقوب ؑ کی یوسف ؑ اور بنیامین دو بیٹوں سے زیادہ محبت کا اظہار ہی دوسرے بیٹوں کے حسد کا سبب بنا نہ یہ کہ وہ یوسف (ع) کے خواب کی تعبیر سے واقف تھے۔ اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا منّا چنانچہ حضرت یوسف (ع) نے اپنے خواب اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کیا اگر یہی ان کے حسد کا سبب بنتا تو، تو وہ بنیامین کا نام نہ لیتے صرف حضرت یوسف (ع) کا ہی نام ہے۔

۸۔ یوسف ؑ کے بھائیوں کے حسد نے ہی ان کو ان کے خلاف میٹنگ کرنے پر مصمم کیا۔ اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا منّا

۹۔ حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں کی ان کے خلاف میٹنگ اور گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یوسف ؑ اور بنیامین سے یعقوب ؑ کی زیادہ محبت کرنے کا انہیں مستحق نہیں سمجھتے تھے۔

اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا منّا و نحن عصبۃ ان آبانا لفی ضلال مبین

۱۰۔ حضرت یوسف ؑ کے بھائی طاقتور، کام کرنے والے اور اپنے باپ کے دنیاوی امور کو ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ و نحن عصبۃ ان آبانا لفی ضلال مبین

(عصبۃ) اس جماعت کو کہتے ہیں جو دس سے زیادہ افراد پر مشتمل ہو جو آپس میں رشتہ دار ہوں اور ایک دوسرے کی پشت پناہی کرتے ہوں۔ اس کا لازمہ یہ ہے کہ وہ لوگ طاقتور اور کام کرنے والے لوگ ہوں گے۔ اور (و نحن عصبۃ) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ ان کے بھائی، یعقوب ؑ کی

یوسف ؑ اور بنیامین سے زیادہ محبت کرنا ان کی خطا و غلط فکر خیال کرتے تھے۔ اور وہ یوسف ؑ کے بھائی کیونکہ یعقوب ؑ کے دنیاوی و مادی منافع میں کار آمد طاقتور اور امور کو چلانے والے تھے۔

۱۱۔ یوسف ؑ کے بھائی زیادہ طاقت اور اپنی اکثریت کے بل بوتے پر مغرور تھے۔ و نحن عصبۃ

۱۲۔ یوسف ؑ کے بھائی اپنی قوت اور کام کاج والے ہونے کے سبب اپنے والد گرامی یعقوب ؑ کی محبت کو اپنے لیے زیادہ سزاوار سمجھتے تھے۔ اذ قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا منّا و نحن عصبۃ

۱۳۔ حضرت یعقوب (ع) کے دوسرے فرزند، حضرت یعقوب ؑ کی یوسف ؑ اور بنیامین سے بہت زیادہ محبت کو اپنی نظر میں واضح خطا اور لغزش خیال کرتے تھے۔ اذ قالوا لیوسف و اخوه احب ... ان آباننا لفی ضلال مبین

۱۴۔ یوسف ؑ کے بھائی دس افراد سے کم نہ تھے۔ و نحن عصبۃ

۱۵۔ عن علی بن الحسین ؑ ... فلما رای یوسف الرؤیا و اصبح یقصّها علی ابیہ یعقوب ، فاغتم یعقوب لما سمع من یوسف مع ما اوحی اللہ عزوجل الیہ ان استعد للبلاء ... و خاف ان یکون ما اوحی اللہ عزوجل الیہ من الاستعداد للبلاء هو فی یوسف خاصّة فاشدّت رقتہ علیہ من بین ولده فلما رای اخوة یوسف ما یضع یعقوب بیوسف و تکرّمته ایّاه و اثارہ ایّاه علیہم اشتدّ ذلك علیہم ... و قالوا: ان یوسف و اخاه " احب الی ابینا منّا ...

(۱)

امام سجاد ؑ سے روایت ہے کہ... جب حضرت یوسف ؑ نے خواب دیکھا تو صبح سویرے ہی یعقوب ؑ کے لیے اسکو بیان کیا۔ یعقوب ؑ، یوسف ؑ سے یہ خواب سنا اور خداوند متعال نے وحی بھی کی کہ مصیبتوں کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کرو تو وہ غمگین ہو گئے... اور یہ خوف ہوا کہ یہ مصیبت صرف یوسف ؑ ہی کے لیے نہ ہو۔ اسوجہ سے دوسرے بھائیوں کی نسبت حضرت ؑ کی محبت و مہربانی یوسف (ع) سے زیادہ ہو گئی۔ جب یوسف ؑ کے بھائیوں نے یعقوب کے اس عمل کو دیکھا کہ اسکا زیادہ ہی احترام کرتے ہیں۔ اور اس کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ بات ان پر بہت سخت گزری اور کہا یوسف ؑ اور اسکا بھائی ہمارے باپ کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں۔

احساسات: پدرانہ احساسات ۲، ۳؛ خاندانی احساسات ۲

برادران یوسف ﷺ: برادران یوسف ﷺ اور بنیامین ۶، ۷؛ برادران یوسف اور یوسف ﷺ ۶، ۷؛ برادران یوسف کا تکبر ۱۱؛ برادران یوسف کی کا جلسہ ۹؛ برادران یوسف کا حسد کرنا ۶، ۷، ۸؛ برادران یوسف کی تعداد ۱۳؛ برادران یوسف کا کردار ۱۰؛ برادران یوسف کی صفات ۱۰؛ برادران یوسف کی فکر ۱۲، ۱۳؛ برادران یوسف کی قدرت ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ برادران یوسف کے مکرو فریب کا سبب ۸

بنیامین: بنیامین اور یوسف ۱

تحریک: تحریک کے عوامل ۷

حسد: حسد کے آثار ۸؛ حسد کے عوامل ۷، ۶

روایت: ۱۵

محبت: محبت کے عوامل ۵

گھرانہ: گھرانہ میں امتیازات کے آثار

یعقوب ﷺ: بنیامین سے حضرت یعقوب کی محبت کے آثار ۷؛ یعقوب (ع) اور بیٹوں کا احترام ۲؛ یعقوب (ع) اور خطا ۱۳؛ یعقوب ﷺ کا غمگین ہونا ۱۵؛ یعقوب (ع) کی بنیامین سے محبت ۳، ۶، ۷، ۹، ۱۳؛ یعقوب (ع) کی بیٹوں سے محبت ۲، ۳، ۱۲؛ یعقوب (ع) کی یوسف ﷺ سے محبت ۳، ۴، ۵، ۶، ۹، ۱۳، ۱۵؛ یعقوب ﷺ کی یوسف (ع) سے محبت کے آثار ۷؛ یعقوب کے برتاؤ کا طریقہ ۲

یوسف ﷺ: یوسف (ع) کا قصہ ۸، ۱۵؛ یوسف (ع) کی معنوی صلاحیتیں ۵؛ یوسف (ع) کے پدری بھائی ۱؛ یوسف (ع) کے پدری و مادری بھائی ۱؛ یوسف (ع) کے خواب کے آثار ۱۵؛ یوسف (ع) کے فضائل کے آثار ۵



## آیت ۹

﴿اَقْتُلُوا يُوسُفَ اَوْ اَطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبْيَكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِيْنَ﴾

تم لوگ یوسف کو قتل کر دو یا کسی زیں میں پھینک دو تو باپ کا رخ تمہارے ہی طرف ہو جائے گا اور تم سب ان کے بعد صالح قوم بن جاؤ گے (۹)

۱۔ حضرت یوسف ؑ کے خلاف سازش والی ٹینگ میں اکثر بھائیوں کی رائے یہ تھی کہ یا تو یوسف کو قتل کیا جائے یا درو دراز علاقے میں جلا وطن کر دیا جائے۔ اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضا

(اقتلوا یوسف) کے جملے کی دو طرح کی تفسیر کر سکتے ہیں ۱۔ یوسف ؑ کے کچھ بھائیوں نے ان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا اور دوسروں نے انہیں جلا وطن کرنے کا مشورہ دیا ۲۔ اکثریت اس کے خلاف سازش کا نظریہ رکھتے تھے۔ خواہ اس کو قتل کر دیں یا اسکو جلا وطن کر دیں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعد والی آیت شریفہ میں جملہ (ان کنتم فاعلین) بتاتا ہے کہ ان بھائیوں میں ایک تھا جو ان دونوں نظریے کے خلاف تھا اسی وجہ سے اکثریت کا لفظ بولا گیا کہ اکثریت کی یہ رائے تھی۔

۲۔ یوسف ؑ کے بھائیوں کا حسد، ان کے قتل یا جلا وطن کرنے کے ارادے کا سببنا۔

اذ قالوا لیوسف و اخوه احب ... اقتلوا یوسف

۳۔ حسد انسان کو قتل یا اپنے بھائی کو جلا وطن کرنے جیسے گناہوں پر اکساتا ہے۔

و اذ قالوا لیوسف و اخوه احب ... اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضا

۳۔ یوسف ؑ کے بھائی، حضرت یوسف (ع) کی گھرانے میں عدم موجودگی کو یعقوب کی اپنے لیے مکمل توجہ کا سبب سمجھتے تھے۔ اقتلوا یوسف ... یخل لکم وجه ابیکم

(یخل لکم وجه ابیکم) (تمہارے لیے تمہارے والد کا چہرہ خالی ہو) یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ ان کی توجہ و الطاف، یوسف سے دور ہو جائے گا اور فقط تمہارے لیے ہوگا۔ (یخل) کا فعل (اقتلوا) اور (اطرحوا) امر کا جواب ہے۔

اور یہ "یخل" کا فعل (ان) شرطیہ جو مقدر ہے اس کے ذریعے مجزوم ہوا ہے۔ یعنی (ان تقتلوه او تظرو حوہ یخل لکم)۔

۵۔ یوسف ؑ کے بھائی، حضرت یوسف (ع) کی عدم موجودگی میں بنیامین کو یعقوب ؑ کی محبت جلب کرنے میں اپنا رقیب خیال نہیں کرتے تھے۔ لیوسف و اخوہ احب ... اقتلوا یوسف ... یخل لکم وجہ ایکم

یوسف ؑ کے بھائی یعقوب ؑ کی یوسف ؑ اور بنیامین سے بہت زیادہ محبت سے رنجیدہ تھے لیکن وہ یوسف ؑ کو درمیان سے ہٹانے سے اپنی مشکل کو حل شدہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ یعقوب ؑ کی ان کی طرف کامل تو جیسے تنہا بنیامین مانع نہیں بن سکتا۔

۶۔ انسان کے محبوب ہونے کا عشق، اسے مقصود تک پہنچنے کے لیے قتل و جنایت پر اکساتا ہے۔ اقتلوا لیوسف ... یخل لکم وجہ ایکم

۷۔ یوسف ؑ کے بھائی حضرت یعقوب ؑ کے پاس ان کی موجودگی کو اپنے لیے مشکلات اور بدبختی سمجھتے تھے۔ اقتلوا یوسف ... تکنوا من بعدہ قوما صالحین

۸۔ یوسف ؑ کے بھائی اپنے امور کی صلاح و بہبود، ضرر یوسف (ع) کے قتل میں خیال کرتے تھے۔ اقتلوا یوسف او اطرحوہ ارضا ... و تکنوا من بعدہ قوماً صالحین

(قوما صالحین) میں صلاح سے مراد، دنیاوی امور کی اصلاح ہے۔ کیونکہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ (تکنوا) کا فعل مضارع (یخل) پر عطف ہے اور (اقتلوا) (اطرحوہ) فعل امر کا جواب ہے پس اس صورت میں (تکنوا...) کے جملے کا معنی یہ ہوگا۔ اگر یوسف ؑ کو قتل کر دیں یا اسکو جلا وطن کر دیں تو تمہارے کاموں کی اصلاح ہو جائے گی اور تم سے بدبختی دور ہو جائے گی۔

۹۔ یوسف ؑ کے بھائی اس خیال میں تھے کہ ان کو قتل یا جلا وطن کرنے کے بعد وہ توبہ کر لیں گے اور راہ راست پر آجائیں گے۔ اقتلوا یوسف ... و تکنوا من بعدہ قوماً صالحین

(قوما صالحین) سے مذکورہ بالا معنی میں دینی و اخلاقی اصلاح مراد لی گئی ہے اور اس بنیاد پر کہ (تکنوا) میں و "أو مع" کے معنی میں ہے۔ اور (تکنوا) کا جملہ (ان) مقدرہ کے ذریعے منصوب ہے۔ تو اس صورت میں (اقتلوا یوسف...) و تکنوا من بعدہ قوماً صالحین) کا معنی یوں ہو جائے گا۔ کہ یوسف ؑ کو قتل کر دو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس کے بعد تم درگاہ الہی میں توبہ کر لو اور نیک اور صالح لوگوں میں سے ہو جاؤ۔

۱۰۔ یوسف ؑ کے بھائی ان کے قتل یا جلا وطن کرنے کو گناہ

اور نامناسب سمجھتے تھے اور وہ اس بات کے معترف بھی تھے۔  
اقتلوا يوسف او اطرحوه ارضاً ... و تكونوا من بعد ه قوماً صالحين

۱۱۔ عن علی بن الحسین ؑ فی قوله تعالى: (و تكونوا من بعد ه قوماً صالحين) ای تتوبون<sup>(۱)</sup>

امام سجاد ؑ سے خداوند عالم کے اس جملہ (و تكونوا من بعد ه قوماً صالحين) کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کام کے بعد توبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔  
اقرار: گناہ کا اقرار ۱۰

برادران یوسف: برادران یوسف اور بنیامین ۵; برادران یوسف اور یوسف ؑ ۱، ۳، ۴; برادران یوسف اور یوسف ؑ کا قتل ۱۰; برادران یوسف اور یوسف ؑ کی جلا وطن ۱۰; برادران یوسف کا اقرار ۱۰; برادران یوسف کا حسد کرنا ۲; برادران یوسف کی توبہ ۹، ۱۱; برادران یوسف کی سازش ۱; برادران یوسف کی فکر ۳، ۴، ۵، ۸، ۹، ۱۰; برادران یوسف کی مصلحتی فکر ۸

بھائی: بھائی کا قتل ۳; بھائی کے در بدر ہونے کے اسباب ۳

جرم: جرم کا سبب ۶

حسد: حسد کے آثار ۲، ۳

روایت: ۱۱

روابط: روابط کے آثار ۶; محبوب ہونے کے لیے روابط ۶

قتل: قتل کا سبب ۶; قتل کے عوامل ۳

گناہ: گناہ کے عوامل ۳

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ کی اپنے بیٹوں سے محبت ۵، ۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا جلا وطن ہونا ۸، ۹; یوسف ؑ کا قتل ۸، ۹; یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۵، ۸، ۹، ۱۱; یوسف ؑ کے جلا وطن ہونے کی سازش ۲، ۱; یوسف ؑ کے خلاف سازش کرنا ۱; یوسف ؑ کے قتل کی سازش ۲، ۱

(۱) علل الشرائع، ص ۴۷، ح ۱، ب ۴۱; نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۲، ح ۱۷۔

## آیت ۱۰

﴿قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَةِ الْجُبِّ يَلْتَقِطُهَا بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ﴾

ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ کسی اندھے کنویں میں ڈال دو تا کہ کوئی قافلہ اٹھالے جائے اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو (۱۰)

۱۔ یوسف ﷺ کے بھائیوں میں سے ایک (لاوی) نے سازش کے اجتماع میں دوسرے بھائیوں کو اس کو قتل کرنے سے منع کیا۔ قال قائل منهم لا تقتلوا يوسف

(قائل) کا کلمہ مفرد ہونا یہ بتاتا ہے کہ یوسف ﷺ کے بھائیوں میں سے صرف ایک نے اس کے قتل کی مخالفت کی۔ روایت کے مطابق جو بعد میں ذکر ہو گئی اسکا نام (لاوی) تھا۔

۲۔ لاوی اس بات میں اپنے دوسرے بھائیوں کے مخالف تھا کہ یوسف ﷺ کے خلاف سازش کی جائے اور اس کو والد گرامی حضرت یعقوب ﷺ سے دور کیا جائے۔ لا تقتلوا يوسف و القوه في غيبت الجب ... ان كنتم فاعلين

(ان كنتم فاعلين) (کہ اگر تم یوسف ﷺ کے خلاف سازش کرنے میں مصمم ارادہ رکھتے ہو) کا جملہ بتاتا ہے کہ لاوی اس سازش کو عملی کرنے میں راضی نہیں تھا۔ اور یہ بات بھی لازم الذکر ہے کہ (ان كنتم ...) کا جملہ جو کہ شرط ہے اسکا جواب وہ معنی ہے جس کا جملہ ہڑ القوه ... سے استفادہ ہوتا ہے ہے تو جملہ کامل یوں ہوگا۔ (ان كنتم فاعلين ... فالقوه في غيبت الجب) اگر تم اس سازش پر عمل کرتے بھی ہو تو اسکو تاریک کنویں میں ڈال دو۔

۳۔ لاوی نے اپنے بھائیوں کو مشورہ دیا کہ اگر تم یوسف ﷺ کو اپنے سے دور کرنے پر تلے ہوئے ہو تو اسکو اس کنویں میں ڈال دو جہاں قافلوں کے آنے جانے کا راستہ ہے۔ قال قائل منهم لا تقتلوا يوسف و القوه في غيبت الجب يلقطه بعض السَّيَّارَةِ

(جب) کنویں کے معنی میں ہے۔ بعض اہل لغت (جب) کا معنی گہرا اور عمیق کنواں کرتے ہیں۔ جو پانی سے بھرا ہوا ہو۔ مجمع البیان میں (غیبت الجب) کا معنی یوں کیا گیا ہے گڑایا طاقچہ مانند جو کنویں کے پانی کے اوپر عموماً بنایا جاتا ہے۔ (سیارہ) اس جماعت کو کہتے ہیں جو سفر کرتے ہیں جنہیں قافلے بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ لاوی اپنے اس مشورے (یعنی یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا جائے) سے یوسف علیہ السلام کی جان کی حفاظت اور انہیں کو قتل کرنے سے بچانا چاہتا تھا۔ لا تقتلوا يوسف ... و القوه في غيبت الحب يلتقطه بعض السيارة

لاوی کا یہ مشورہ کہ یوسف کو اس کنویں میں ڈالا جائے جو آنے جانے والے قافلوں کے راستے میں ہو۔ اس مشورہ کے مقابلہ میں تھا کہ اسکو جنگل و بیابان میں اکیلا چھوڑا جائے (او اطر حوہ ارضاً) نیز ساتھیہ بھی تصریح کرنا کہ کوئی نہ کوئی قافلہ اسکو پالے گا۔ (يلتقطه بعض السيارة) یہ بات دلالت کرتی ہے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یوسف علیہ السلام کی زندگی تلف ہو جائے۔

۵۔ لاوی کی طرف سے جس کنویں کے بارے میں مشورہ دیا گیا تھا کہ اس میں یوسف علیہ السلام کو ڈالا جائے وہ معین و مخصوص کنواں تھا۔ القوه في غيبت الحب

(الجب) میں جو الف لام ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ عہد ذہنی ہے یعنی وہ کنواں پہلے سے معین و مشخص تھا۔

۶۔ لاوی، یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دینے کو یوسف علیہ السلام تک قافلوں کی رسائی کا پیش خیمہ سمجھتا تھا اور اس بات کو اسکی موت سے نجات کا ذریعہ دیکھ رہا تھا۔ يلتقطه بعض السيارة

التقاط (يلتقطه) کا مصدر ہے جو پانا یا حاصل کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۷۔ (عن علی بن الحسین علیہ السلام ... قال کبیرہم " و لا تقتلوا يوسف " و لكن " القوه في غيابت الحب " )<sup>(۱)</sup>

امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان کے بڑے بھائی نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرنا بلکہ اسکو کنویں کی مخفی جگہ میں ڈال دینا۔

۸۔ عن ابی جعفر علیہ السلام ... فقال لاوی لا يجوز قتله و نغيبه عن ابینا<sup>(۲)</sup>

پھر لاوی نے کہا کہ انکا قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اسکو ہم اپنے والد گرامی سے دور دیتے ہیں۔

برادران یوسف : برادران یوسف کی سازش ۱، ۲، ۳، ۴

روایت : ۴، ۸ لاوی :

(۱) علل الشرائع، ص ۴۷، ح ۱، ب ۴۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۳، ح ۱۷۔

(۲) تفسیر قمی، ج ۱ ص ۳۴۰؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۵، ح ۱۹۔

لاوی اور یوسف ﷺ ۳؛ لاوی اور یوسف ﷺ کا جلا وطن ہونا ۲؛ لاوی اور یوسف ﷺ کا قتل ۱، ۳؛ لاوی اور یوسف ﷺ کی نجات ۶، ۳؛ لاوی کا مشورہ ۱، ۳، ۵، ۸؛ لاوی کی فکر ۲؛ لاوی کے مشورے کا فلسفہ ۳، ۶؛ یوسف ﷺ: یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۶، ۷، ۸؛ یوسف ﷺ کنوئیں میں ۳، ۷؛ یوسف ﷺ کے خلاف سازش ۱، ۲، ۳؛ یوسف کے کنوئیں کا قصہ ۵

## آیت ۱۱

﴿قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ﴾

ان لوگوں نے یعقوب سے کہا کہ بابا کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں حالانکہ ہم ان پر شفقت کرنے والے ہیں (۱۱)

۱۔ لاوی کا یہ مشورہ کہ (یوسف ﷺ کو قتل نہ کیا جائے اور اسکو کنوئیں میں ڈالا جائے) دوسرے بھائیوں نے قبول کر لیا اور ان لوگوں کے مور تائید واقع ہوا۔ لا تقتلوا یوسف و القوه فی غیبت الحب ... قالوا یا بانا مالک

یعقوب ﷺ کے سامنے (تمام بھائیوں کا حاضر ہونا اور) یوسف ﷺ کو چراگا ہوں کی طرف لے جانے کے لیے ان کو راضی کرنا۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لاوی کا یہ مشورہ (القوه فی غیبت الحب) آخری بات تھی جسکو لاوی نے بیان کیا تھا اور سب نے اسکو قبول کیا۔

۲۔ یعقوب ﷺ، ہمیشہ یوسف ﷺ کے خلاف ان کے بھائیوں کے مکر و فریب سے پریشان تھے۔  
یا بانا مالک لا تأمنا علی یوسف

۳۔ یعقوب ﷺ، یوسف ﷺ کو ان کے بھائیوں کے سپرد کرنے سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے۔  
مالک لا تأمنا علی یوسف

۴۔ یعقوب ﷺ سے یوسف ﷺ کو لے جانا تاکہ (اپنی سازش کو عملی جامہ پہنائیں) برادران یوسف کے لیے ایک بنیادی اور اساسی مشکل تھی۔ قالوا یا بانا مالک لا تأمنا علی یوسف

۵۔ برادران یوسف کا باپ سے یوسف ﷺ کو لے جانے کے لیے اسکی رضایت حاصل کرنے کیلئے زمینہ ہموار کرنا۔  
یا بانا مالک لا تأمنا علی یوسف

۶۔ یعقوب ﷺ کی اولاد جھوٹ و مکر پر اتر آئی تاکہ حضرت

یعقوب (ع) کا اعتماد حاصل کریں اور وہ یوسف ﷺ کو ان کے سپرد کرنے پر راضی ہو جائیں۔ وانا له لناصرھون...

۷۔ یوسف ﷺ کے بھائیوں نے یعقوب ﷺ کے سامنے شکایت کی اور اس بات پر تنقید کی کہ وہ یوسف ﷺ کی نسبت ہم پر اعتماد نہیں کرتے ہیں قالوا ی أبانا مالک لا تأمنّا

۸۔ یعقوب ﷺ کے بیٹوں نے ان کے حضور یوسف ﷺ سے اپنی خیر خواہی کے بارے میں تاکید کی۔  
مالک لا تأمنّا علی یوسف و انا له لناصرھون

۹۔ یعقوب ﷺ کے بیٹے ان سے اظہار محبت کر کے اور ان کے احساسات کو ابھار کر ان کو فریب دینا چاہتے تھے۔  
قالوا ی أبانا مالک لا تأمنّا علی یوسف

مذکورہ بالا تفسیر (بآبانا) اے ہمارے والد گرامی اور (مالک لا تأمنّا...) "آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ یوسف ﷺ کے بارے میں ہم پر بے اعتمادی کر رہے ہیں" سے حاصل ہوئی ہے۔

۱۰۔ حسد، انسان کو جھوٹ بولنا اور اپنے نزدیک اور محبوب ترین شخص کے ساتھ مکرو فریب جیسے گناہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ قالوا بأبانا مالک لا تأمنّا علی یوسف و انا له لناصرھون

برادران یوسف: برادران یوسف ﷺ اور لاوی کا مشورہ ۱؛ برادران یوسف (ع) اور یعقوب ﷺ کا راضی ہونا ۵، ۶؛  
برادران یوسف (ع) اور یعقوب ﷺ ۷، ۸، ۹؛ برادران یوسف (ع) اور یوسف ﷺ ۷؛ برادران یوسف (ع) سے بے  
اعتمادی ۷؛ برادران یوسف (ع) کا برتاؤ ۹؛ برادران یوسف ﷺ کا جھوٹ بولنا ۶؛ برادران یوسف ﷺ کا خیر خواہی کرنے  
کا اظہار کرنا ۸؛ برادران یوسف (ع) کا شکوہ ۷؛ برادران یوسف (ع) کا محبت کا اظہار کرنا ۹؛ برادران یوسف ﷺ کا مکرو  
۹؛ برادران یوسف (ع) کی سازش ۳، ۵، ۶، ۹

جھوٹ: جھوٹ کے اسباب ۱۰

حسد: حسد کے آثار ۱۰

عزیر و اقارب: عزیر و اقارب سے مکرو کرنا ۱۰

گناہ: گناہ کے عوامل ۱۰

لاوی: لاوی کے مشورے کا قبول ہونا ۱

مکر: مکر کا سبب ۱۰

یعقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ اور برادران یوسف ۳: یعقوب ؑ اور برادران یوسف (ع) کی سازش ۲: یعقوب ؑ کی پریشانی ۲: یعقوب ؑ و یوسف ؑ ۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹: یوسف ؑ کا کنوئیں میں ہونا ۱: یوسف ؑ کے خلاف سازش ۲، ۳

## آیت ۱۲

﴿أَرْسَلْهُ مَعَنَا غَدًا يَزْتَعِ وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کچھ کھائے پئے اور کھیلے اور ہم تو اس کی حفاظت کرنے والے موجود ہی ہیں (۱۲)

۱۔ یعقوب ؑ کے بیٹوں نے یوسف ؑ کے خلاف اپنی سازش کو عملی کرنے کے لیے ان سے چاہا کہ یوسف ؑ کو ہمارے ساتھ چر اگاہ کی طرف بھیجیں۔ ارسلہ معنا غدا

۲۔ یوسف ؑ کے بھائیوں نے اس کے خلاف سازش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپس میں صلاح و مشورہ اور اپنے باپ سے گفتگو کرنے کے دوسرے دن کو معین کیا۔ اذ قالوا ... قالوا ی أبانا ... ارسلہ معنا غدا

۳۔ یوسف ؑ کے بھائی اپنے ناپاک اور ناروا منصوبے کو حضرت یوسف (ع) کے خلاف عملی جامہ پہنانے کے لئے جلدی میں تھے اور اسمیں انتظار کو مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ ارسلہ معنا غدا

مذکورہ بالا معنی ان بھائیوں کی اس وضاحت سے (کہ کل یوسف ؑ کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے) استفادہ ہوتا ہے۔

۳۔ یوسف ؑ کے بھائی اپنی اس اظہار محبت کے ساتھ کہ یوسف ؑ کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے بہانے (سیر و تفریح و گھومنا پھرنا اور کھیل کود کے لیے جانا) اپنی خیر خواہی کو ثابت کرنا چاہتے تھے۔

و انا له لناصرون ، ارسلہ معنا غداً يرتع و يلعب

رتع (یرتع) کا مصدر ہے۔ بہت زیادہ کھانے پینے کی چیزوں سے استفادہ کرنا اور باغوں کے پھلوں کا نوش کرنا، کھیتی اور چر اگا ہوں میں جانا۔

۵۔ برادران یوسف (ع)، یوسف ؑ کو گھومنے پھرنے کی ضرورت اور سیر و تفریح گاہ میں کھانا کھلانے کا بہانے بنا کر اسکو



جنگل بیاباں میں لے جانا چاہتے تھے اور یعقوب ؑ سے دور کرنا چاہتے تھے۔ ارسله معنا غداً یرتع و یلعب

۶۔ حضرت یوسف ؑ، بھائیوں کی اس کے خلاف سازش کے وقت بچپن یا نوجوانی کے سن میں تھے۔

ارسله معنا غداً یرتع و یلعب

مذکورہ بالا معنی (یلعب) "کھیل کو دے دگا" سے حاصل ہوا ہے کیونکہ کھیل کود کے لفظ کو معمولاً بچوں یا نوجوانوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۷۔ کھلی اور سرسبز جگہوں پر جانا، کھیل و کود اور گھومنا پھرنا یہ بچوں کی طبعی ضرورت ہے۔

و انا له لناصرحون ، ارسله معنا غداً یرتع و یلعب

۸۔ یعقوب ؑ کے سامنے ان کے بیٹوں نے حضرت یوسف ؑ کی حفاظت اور نگہداری کو بہت زیادہ تاکید کے ساتھ

اپنی گردن پر لیا۔ و انا له لحافظون

جملہ اسمیہ میں (ان) اور لام تاکید سے بہت زیادہ تاکید حاصل ہوتی ہے۔

۹۔ یوسف ؑ کے بھائیوں کا نامناسب عمل (سازش کرنا، جھوٹ بولنا، فریب و دغہ کرنا) ان میں شیطان کے نفوذ سے

پیدا ہوا تھا۔ ان الشیطان للانسان عدو مبين ... اقتلوا یوسف ارسله معنا غداً یرتع و یلعب

۱۰۔ انسانوں میں شیطان کا نفوذ اور بغض و نفاق، جھوٹ بولنے اور دغہ و فریب دینے اور غلط قسم کی ناروا سازشیں کرنے

کی ترغیب دینا، یہ انسانوں کے ساتھ اس کی واضح دشمنی کا ثبوت ہے۔

ان الشیطان للانسان عدو مبين ... اقتلوا یوسف ... ارسله معنا غداً یرتع و یلعب و انا له لحافظون

۱۱۔ عن ابی جعفر ... فقالوا کما حکى الله عزوجل " ... ارسله معنا غداً یرتع و یلعب " ای یرعى الغنم و یلعب

"(۱)

امام باقر ؑ سے روایت ہے۔ جس طرح خداوند متعال نے ذکر فرمایا اسی طرح برادران یوسف (ع) نے کہا:

" ... ارسله معنا غداً یرتع و یلعب "

اسکو ہمارے ساتھ بھیجتا تاکہ بھیڑ، بکریوں کو چرائے اور کھیلے کودے۔

انسان: انسان کے دشمن ۱۰

برادران یوسف: برادران یوسف اور یعقوب ؑ ۸؛ برادران یوسف اور یوسف ؑ ۵، ۸؛ برادران یوسف اور یوسف ؑ کی ضروریات ۳؛ برادران یوسف کا جلدی کرنا ۳؛ برادران یوسف کا وعدہ دینا ۸؛ برادران یوسف کی خیر خواہی کا اظہار ۳؛ برادران یوسف کی خواہشات ۱۱؛ برادران یوسف کی سازش ۱، ۳، ۳، ۶؛ برادران یوسف کی سازش کا پیش خیمہ ۵؛ برادران یوسف کی سازش کا سرچشمہ ۹؛ برادران یوسف کی سازش کا وقت ۲؛ برادران یوسف کی محبت کا اظہار ۳؛ برادران یوسف کی نامناسب حرکات ۹؛ برادران یوسف (ع) کے جھوٹ بولنے کا سبب ۹؛ برادران یوسف (ع) کے مکرو فریب کا سبب ۹

بچہ: بچہ کی ضروریات ۷

تفریح: سبزہ زار میں تفریح کرنا ۷

جھوٹ: جھوٹ کی تشویق ۱۰

روایت: ۱۱

شیطان: شیطان کا کردار ۱۰؛ شیطان کا نفوذ ۱۰؛ شیطان کی دشمنی کے آثار ۱۰؛ شیطان کے نفوذ کے آثار ۹

ضرورتیں: سیر و تفریح کی ضرورت ۵، ۷؛ کھیل کود کی ضرورت ۷، ۵

کھیل کود: سبزہ زار میں کھیل کود کرنا ۷

مکر: مکرو فریب کی تشویق ۱۰

نفاق: نفاق کی تشویق ۱۰

نفسیات: بچے کی نفسیات ۷

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا بچپن ۶؛ یوسف ؑ کا چوپانی کرنا ۱۱؛ یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۱؛ یوسف ؑ

کا کھیلنا ۱۱؛ یوسف ؑ کو ہمراہ لے جانا ۱؛ یوسف ؑ کی حفاظت ۸؛ یوسف ؑ کی مادی ضروریات ۵؛ یوسف (ع) کی

نوجوانی ۶؛ یوسف ؑ کے خلاف سازش ۱، ۲، ۳، ۶

## آیت ۱۳

﴿قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ﴾

یعقوب نے کہا کہ مجھے اس کا لے جانا تکلیف پہنچاتا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم غافل ہی رہ

جاؤ (۱۳)

۱۔ یعقوب ؑ، یوسف ؑ کو ان کے بھائیوں کے ساتھ بھیجنے پر راضی نہیں تھے اور اس سے وہ پرہیز کرنا چاہتے تھے۔  
قال انی لیحزنی ان تذهبوا به

۲۔ حضرت یعقوب ؑ کے لیے یوسف ؑ کے فراق و جدائی کا غم ان کو بھائیوں کے ساتھ بھیجنے سے روکتا تھا۔  
مالك لا تأمنا ... قال انی لیحزنی ان تذهبوا به

۳۔ یعقوب ؑ اپنے بیٹے یوسف ؑ سے بہت ہی محبت کرتے تھے اور ان کی جدائی سے پریشان اور محزون ہوتے تھے۔  
قال انی لیحزنی ان تذهبوا به

۴۔ یعقوب ؑ نے یوسف ؑ کے بارے میں اپنے بیٹوں پر عدم اعتمادی رکھنے کے باوجود اس کا اظہار نہیں کیا۔  
قال انی لیحزنی ان تذهبوا به و اخاف ان یاکله الذئب

۵۔ حضرت یعقوب ؑ کا یوسف ؑ کو اپنے بیٹوں کے ہمراہ نہ بھیجنے کے دلائل میں سے ایک دلیل، یوسف ؑ کی جان پر بھیڑیوں کے حملہ کا خوف تھا۔  
قال انی ... اخاف ان یاکله الذئب

۶۔ عصر یعقوب ؑ میں کنعان کے اطراف اور چراگا ہوں میں لوگوں پر بھیڑیوں کا حملہ ممکن اور مشہور تھا۔  
اخاف ان یاکله الذئب و انتم عنه غافلون

۷۔ صحرا میں یوسف ؑ کے بھائیوں کا یوسف ؑ کی حفاظت سے غافل ہو جانا، یعقوب ؑ کے لیے غیر متوقع نہیں تھا۔  
قال ان یاکله الذئب و انتم عنه غافلون

۸۔ 'عن ابی عبد اللہ ؑ' 'قال : ان بنی یعقوب لما سألوا اباہم یعقوب ان یأذن لیوسف فی الخروج معهم قال لهم "  
انی اخاف ان یاکله الذئب و انتم عنه غافلون "

قَرَّبَ يَعْقُوبَ لَهُمُ الْعِلَّةَ اعْتَلَوْا بِهَا فِي يَوْسُفَ (ع) (۱)

امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں جب یعقوب ؑ کے بیٹوں نے اپنے باپ سے یوسف ؑ کے بارے میں اجازت لی تاکہ یوسف ؑ کو شہر سے باہر اپنے ساتھ لے جائیں تو ان کے باپ نے کہا: کہ میں ڈرتا ہوں کہ بھیڑیا اس کو کھانہ جائے اور تم اس کی حفاظت سے غفلت برتو... پس یعقوب ؑ نے یوسف (ع) کے نہ لانے کا جو بہانہ انہوں نے بنایا تھا ان کے ذہن میں ڈال دیا۔

۹\_ عن علی بن الحسین ؑ ... قال یعقوب ؑ (انی لیحزنی ان تذهبوا به و اخاف ان یأکله الذئب) فأنترعه حذراً علیہ من ان یکون البلوی من اللہ عزوجل علی یعقوب فی یوسف خاصہ... (۲)

امام سجاد ؑ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں یعقوب ؑ نے (اپنے بیٹوں) سے کہا (کہ تمہارا یوسف ؑ کو لے جانا مجھے غمزدہ اور محزون کرتا ہے کیونکہ ڈرتا ہوں کہ اسکو بھیڑیا نہ کھا جائے پھر یوسف ؑ کو ان کے ہاتھوں سے واپس لے لیا کیونکہ ان کو یہ خوف تھا کہ جو مصیبت خدا کی طرف سے اس پر آنے والی تھی (خصوصاً یوسف ؑ کے بارے میں) ان پر نازل نہ ہو جائے۔

احساسات: پدیری احساسات ۳// / برادران یوسف ؑ: برادران یوسف اور یوسف ؑ ۴: برادران یوسف کا عذر ۸: برادران یوسف کی غفلت ۴// / روایت: ۸، ۹// / سرزمین: سرزمین کنعان میں بھیڑیے کا خطرہ ۶

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ اور برادران یوسف ۳، ۹: یعقوب ؑ اور برادران یوسف کی خواہشات ۱، ۵: یعقوب ؑ اور یوسف ؑ ۵: یعقوب اور یوسف ؑ کی جدائی ۳: یعقوب ؑ کا بہانہ گیری ۱، ۲، ۵: یعقوب (ع) کا حزن و غم ۲، ۳: یعقوب ؑ کا خوف ۵: یعقوب ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵: یعقوب ؑ کی برادران یوسف (ع) سے بے اعتمادی ۳: یعقوب ؑ کی مخالفت کے دلائل ۵: یعقوب ؑ کی یوسف ؑ سے محبت ۳: یعقوب ؑ کے زمانہ میں بھیڑیوں کا خطرہ ۶: یعقوب ؑ کے غم زدہ ہونے کا فلسفہ ۹: یعقوب ؑ یوسف ؑ کی جدائی میں ۲

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا بھڑیے کا لقمہ بننے کا خوف ۹: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۸، ۹: یوسف ؑ کی حفاظت

۵، ۷

(۱) علل الشرائع، ص ۳۵۸ ج ۵۶، ب ۳۷۰: نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۵، ح ۲۰ (۲) علل الشرائع، ص ۴۷، ح ۱، ب ۴۱: نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۲، ح ۱۷۔

## آیت ۱۳

﴿قَالُوا لَنْ أَكْلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَّخَاسِرُونَ﴾

اور ان لوگوں نے کہا کہ اگر اس سے بھیڑیا کھا گیا اور ہم سب اس کے بھائی ہی ہیں تو ہم بڑے خسارہ والوں میں ہو جائیں گے (۱۳)

۱۔ یوسف ؑ کے بھائی متحد اور طاقتور گروہ تھے۔ و نحن عصبۃ

۲۔ یوسف ؑ کے بھائی اپنے طاقتور ہونے اور کثرت پر مغرور تھے۔ لئن اكله الذئب و نحن عصبه

۳۔ یعقوب ؑ کے بیٹے اپنی زیادہ قدرت و طاقت کو یاد کر کے ان کی پریشانی (یوسف ؑ پر بھیڑیوں کا حملہ) کو بے جا خیال کیا۔ اخاف ... قالوا لئن اكله الذئب و نحن عصبه

۳۔ برادران یوسف (ع) یوسف ؑ کی حفاظت نہ کرنے پر اپنی بے لیاقتی کے معترف تھے۔  
لئن اكله الذئب و نحن عصبۃ انا اذًا لخاسرون

۵۔ یوسف ؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ کی موجودگی میں یوسف ؑ کی ہلاکت کو اپنے لیے تباہی و بربادی ظاہر کیا۔  
انا اذًا لخاسرون

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف (ع) اور یعقوب (ع) ۳، ۵؛ برادران یوسف (ع) اور یوسف ؑ کی محافظت ۳؛  
برادران یوسف (ع) اور یوسف ؑ کی ہلاکت ۵؛ برادران یوسف (ع) کا اتحاد ۱؛ برادران یوسف (ع) کا تکبر ۲؛ برادران  
یوسف (ع) کا نقصان اٹھانا ۵؛ برادران یوسف (ع) کی فکر ۵؛ برادران یوسف (ع) کی قدرت ۱، ۳؛ برادران یوسف (ع) کی  
کثرت ۲

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ کو خطرے کا احساس ۳؛ یعقوب ؑ کی پریشانی ۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۳، ۳، ۵

## آیت ۱۵

﴿فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غِيَابَةِ الْجَبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾

اس کے بعد جب وہ سب یوسف کو لے گئے اور یہ طے کر لیا کہ انھیں اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے یوسف کی طرف وحی کردی کہ عنقریب تم ان کو اس سازش سے باخبر کرو گے اور انھیں خیال بھی نہ ہوگا (۱۵)

۱۔ یعقوب ؑ کے بیٹوں نے اپنے دھوکے اور مکاری سے یوسف ؑ کو اپنے ساتھ لے جانے پر ان کو راضی کر لیا۔  
انا له لحافظون ... فلما ذهبوا به

۲۔ انبیاء ؑ کے لیے ممکن ہے کہ وہ دوسروں کی فکر و سوچ سے بے خبر ہوں۔

انا له لحافظون ... فلما ذهبوا به و اجمعوا ان يجعلوه في غيابت الجب

۳۔ اس کے انبیاء ؑ بھی نا اہل لوگوں کے مکر و فریب اور ان پر اعتماد نہ کرنے سے محفوظ نہیں تھے۔

انا له لحافظون ... فلما ذهبوا به و اجمعوا ان يجعلوه في غيابت الجب

۳۔ یوسف ؑ کے بھائی اسکو صحرائیں لے جانے سے پہلے اس کے انجام و عاقبت کے متعلق قطعی طور پر متفق نہیں تھے۔  
فلما ذهبوا به و اجمعوا

اجماع کا لفظ (اجمعوا) کا مصدر ہے۔ اسکا معنی "رای اور عقیدہ میں متفق ہونا نیز فیصلہ کرنا اور کسی کام کو انجام دینے کے لیے آمادہ ہونا" ہیں اور مذکورہ بالا تفسیر معنی اول کو مد نظر رکھتے ہوئے کی گئی ہے۔

۵۔ یوسف ؑ کے بھائی اس کے خلاف سازش میں اسکو قتل کرنے سے پرہیز کر رہے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ وہ زندہ رہ جائے۔  
والقوة في غيابت الجب ... و اجمعوا ان

يجعلوه في غيابت الجب

برادران یوسف چاہتے تھے کہ اسکو کنویں میں رکھ دیں نہ یہ کہ اسے کنویں میں ڈال دیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسکو زندہ رکھنے کی کوشش میں تھے۔

۶۔ یوسف ؑ کے تمام بھائیوں نے اسکو ہمراہ لے جانے کے بعد اسکو کنویں کے تاریک طاقے میں رکھنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کیا۔  
فلما ذهبوا به و اجمعوا ان يجعلوه في غيابت الجب

مذکورہ تفسیر میں (اجماع) کا معنی فیصلہ کرنے اور کام کو انجام دینے کے لیے مہیا ہونے کا لیا گیا ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ گذشتہ آیات ۹، ۱۰، ۱۱؛ اس معنی کی تائید کرتی ہیں۔

۷۔ برادران یوسف ﷺ کا حضرت یوسف (ع) کو کنویں میں رکھے جانے کی حالت کا منظر بہت ہی برا اور غمزہ و غمگین تھا۔ فلما ذهبوا به و اجمعوا ان يجعلوه فی غیابت الحب

(لما) حرف شرط ہے اور اس کا جواب، آیت شریفہ میں ذکر نہیں ہوا اس کا جواب ذکر نہ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ وقت جس وقت یوسف ﷺ کو کنویں میں رکھا جا رہا تھا بہت ہی برا اور دل کو دکھانے والا تھا۔ یعنی جس وقت یوسف ﷺ کے بھائیوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اس کو کنویں میں رکھ دیں تو یہ ایسی حالت ہے کہ اس کے سننے کی طاقت رکھنا بہت ہی مشکل ہے۔

۸۔ خداوند متعال نے یوسف ﷺ کو وحی کے ذریعے کنعان کے کنویں سے نجات اور بھائیوں سے دوبارہ ملاقات کی نوید و خوشخبری دی۔ و اوحینا الیہ لتنبئنہم بأمرہم ہذا

جملہ (لتنبئنہم) (بے شک تو اس واقعہ کی اپنے بھائیوں سے یاد آوری کرے گا) یوسف ﷺ کی کنویں سے نجات پر دلالت کرتا ہے نیز اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ تو آئندہ اپنے بھائیوں سے ملاقات کرے گا۔

۹۔ خداوند متعال کی یوسف ﷺ کو کنعان کے کنویں میں وحی کرنا، اس کی خاص عنایت و مہربانی تھی۔ ان يجعلوه فی غیابت الحب و اوحینا الیہ

۱۰۔ یوسف، ﷺ بچپن کی عمر میں وحی کو دریافت کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ فلما ذهبوا به... و اوحینا الیہ

۱۱۔ وحی الہی کو دریافت اور سمجھنے کے لیے کسی خاص سن کی ضرورت نہیں۔ و اوحینا الیہ

۱۲۔ یوسف ﷺ، بچپن میں ہی نبوت کے مقام پر فائز ہوئے۔ و اوحینا الیہ

۱۳۔ یوسف ﷺ کا کنعان کے کنویں کے واقعہ کی بھائیوں کو یاد آوری کرنا، یوسف ﷺ کو خداوند متعال کی طرف سے وحی کا اصل مقصد تھا۔ و اوحینا الیہ لتنبئنہم بأمرہم ہذا و ہم لا یشرعون

۱۴۔ خداوند متعال نے یوسف ﷺ کو یہ خبر دی کہ تیری اپنے بھائیوں سے آئندہ ملاقات، چاہ کنعان کے واقعہ کے کافی مدت بعد ہوگی۔ لتنبئنہم بأمرہم ہذا و ہم لا یشرعون

(وہم لا یشعرون) جملہ حالیہ (لتنبئن) کے ساتھ متعلق ہے۔ یعنی تو ان کو خبر دے گا درحالانکہ وہ متوجہ نہیں ہوں گے) یعنی تمہیں نہیں پہچانتے ہوں گے) یعنی برادران یوسف میں سے کوئی بھی آئندہ ملاقات کے وقت اسکو نہیں پہچان سکے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملاقات کافی مدت کے بعد ہوگی۔

۱۵۔ وحی الہی کے مضامین سے کچھ یہ بھی تھا کہ دوبارہ ملاقات میں یوسف ﷺ اپنے بھائیوں پر تسلط اور قدرت رکھتا ہوگا۔ و اوحینا الیہ لتنبئنہم بأمرہم هذا و ہم لا یشعرون

یہ کہ برادران یوسف میں سے کوئی بھی آئندہ ملاقات میں ان کو نہیں پہچان سکے گا مذکورہ وجوہات کے علاوہ ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ خداوند متعال جملہ (وہم لا یشعرون) سے یوسف ﷺ کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ تم اسوقت اس درجہ و مقام پر فائز ہو گے کہ تیرے بھائی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے یہاں تک کہ وہ احتمال دیں کہ تم ان کے بھائی ہو۔

۱۶۔ برادران یوسف، وحی الہی کو سننے اور محسوس کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔ و اوحینا الیہ ... و ہم لا یشعرون مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہے کہ (وہم لا یشعرون) کا جملہ جو حال ہے وہ فعل (اوحینا) کے ساتھ متعلق ہو تو اس صورت میں (وہم لا یشعرون) کا معنی یوں ہوگا کہ وہ لوگ ہماری یوسف ﷺ کو جو وحی ہوئی اسکو نہیں سمجھ رہے تھے۔

۱۷۔ "قال ابو حمزہ : فقلت لعلی بن الحسین (ع) : ابن کم کان یوسف یوم القوہ فی الجب ؟" فقال : ابن تسع سنین ...

(۱)

ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے امام سجاد ﷺ سے عرض کی کہ جب حضرت یوسف ﷺ کو کنویں میں ڈالا گیا تو وہ کتنے سال کے تھے، تو انہوں نے فرمایا وہ نو سال کے تھے۔

۱۸۔ "قال رسول اللہ ﷺ لما القی یوسف فی الجب اتاہ جبرئیل ﷺ فقال لہ : یا غلام ، من القاک فی هذا الجب ؟

قال : اخوتی ۔ قال : و لم ؟ قال : لمودۃ ابی ایای حسدونی (۲)

(۱) علل الشرائع، ص ۴۸، ج ۱، ب ۴۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۴، ح ۱۷۔

(۲) الدر المنثور، ج ۴، ص ۵۱۱۔



رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو جبریل علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے جوان: کس نے تمہیں اس کنویں میں ڈالا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرے بھائیوں نے پھر جبریل نے کہا کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کیونکہ میرے والد گرامی مجھ سے زیادہ محبت کرتے تھے اسی وجہ سے وہ مجھے سے حسد کرتے تھے۔

۱۹۔ عن ابی جعفر علیہ السلام فی قوله " لتَبْتَئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ " يقول لا يشعرون انك انت يوسف... (۱)  
امام باقر علیہ السلام خداوند متعال کے اس قول (لَتَبْتَئَنَّهُمْ ... وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں خداوند متعال یہ فرما رہا ہے یعنی وہ نہیں جانتے کہ تم وہی یوسف ہو۔

۲۰۔ " عن علی بن الحسین علیہ السلام ... فانطلقوا به مسرعین مخافة ان يأخذہ منهم ولا يدفعه اليهم ... (۲)  
امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام کو جلدی سے لے گئے ایسا نہ ہو کہ یعقوب علیہ السلام ان کے ہاتھوں سے اسکو لے لیں اور ان کو واپس نہ دیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی ۱۳: اللہ تعالیٰ کی خوشخبریاں ۸: اللہ تعالیٰ کا فضل ۹  
انبیاء علیہ السلام: انبیاء علیہ السلام اور لا علمی ۲: انبیاء علیہ السلام کا نا اہل لوگوں پر اعتماد ۳: انبیاء علیہ السلام کی عصمت کی حدود ۳: انبیاء کے دھوکے کھانے کا امکان ۳: انبیاء علیہ السلام کے علم کا دائرہ ۲

برادران یوسف: برادران یوسف اور وحی کا ادراک ۱۶: برادران یوسف اور یعقوب علیہ السلام ۱: برادران یوسف اور یوسف علیہ السلام ۱۹، ۲۰: برادران یوسف اور یوسف علیہ السلام کا قتل ۵: برادران یوسف اور یوسف علیہ السلام کی عاقبت ۳: برادران یوسف کا جھوٹ بولنا ۱: برادران یوسف کا عاجز ہونا ۱۶: برادران یوسف کا فیصلہ ۳: برادران یوسف کا مکرو فریب ۱: برادران یوسف کی جہالت ۱۹: برادران یوسف کی سازش ۵، ۶، ۲۰

روایت: ۱۴، ۱۸، ۱۹، ۲۰ نبوت: بچپن میں نبوت ۱۲ وحی: وحی کے شرائط ۱۱: بچپن میں وحی ۱۰، ۱۱

یعقوب علیہ السلام: یعقوب علیہ السلام کا راضی ہونا ۱

(۱) تفسیر قمی، ج ۱، ص ۳۴۰؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۶، ح ۲۵

(۲) علل الشرائع، ص ۴۷، ح ۱، ب ۴۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۳، ح ۱۷۔

یوسف ؑ: یوسف ؑ اور برادران ۱۳: یوسف ؑ اور بھائیوں سے ملاقات ۸، ۱۵، ۳: یوسف ؑ پر فضل و کرم  
 ۹: یوسف کا بچپن ۱۰، ۱۲: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰: یوسف ؑ کا کنوئیں  
 میں جانا ۹، ۱۸: یوسف کا کنوئیں میں گرائے جانے کے وقت سن ۱۷: یوسف ؑ کو سازش سے کنوئیں میں ڈالنا ۷، ۷;  
 یوسف (ع) کو نجات کی بشارت ۸: یوسف ؑ کو وحی ۸، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۶: یوسف ؑ کی جبریل سے گفتگو  
 ۱۸: یوسف ؑ کی حکومت ۱۵: یوسف ؑ کی صلاحیت ۱۰: یوسف ؑ کی نبوت ۱۲: یوسف ؑ کے خلاف سازش  
 ۵، ۶: یوسف ؑ کے مقامات ۱۰، ۱۲

## آیت ۱۶

﴿وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ﴾

اور وہ لوگ رات کے وقت باپ کے پاس رو تے پیٹتے آئے (۱۶)

۱۔ یعقوب ؑ کے بیٹے، یوسف ؑ کو کنوئیں میں چھوڑنے کے بعد روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے۔  
 و جاء و أباهم عشاءً يبكون

۲۔ یوسف ؑ کے بھائی اپنے جھوٹے واقعہ کو حق جلوہ دینے کے لیے بڑی دیر سے شام کے قریب اپنے والد گرامی کے  
 پاس حاضر ہوئے۔ و جاء و أباهم عشاءً يبكون

(عشا) رات کی شروع کی تاریکی کو کہا جاتا ہے۔ بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ (عشا) اول مغرب سے لے کر رات  
 تیسرے حصے تک کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں جھوٹے قصہ کے بیان کا وقت (شروع رات کا وقت بتایا گیا ہے) مذکورہ تفسیر  
 میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ رونا اور چیخ و پکار، صداقت و حقانیت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ و جاء و أباهم عشاءً يبكون

۴۔ بھائی کی جدائی اور اس کے قتل ہونے پر رونا جائز ہے۔ و جاء و أباهم عشاءً يبكون

اگرچہ برادران یوسف کے افعال و گفتار، احکام شرعی کی دلیل نہیں بن سکتے۔ لیکن اسی وجہ سے کہ یہ عمل (بھائی کی جدائی  
 پر رونا) یعقوب نبی ؑ کے سامنے انجام ہوا اور انہوں نے اس عمل پر سرزنش نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ  
 اس عمل کو حرام اور ناپسند نہیں سمجھتے تھے۔

احکام: ۳

برادر: برادر کے قتل پر رونا ۳

برادران یوسف: برادران یوسف اور یعقوب ﷺ ۱، ۲: برادران یوسف کا رات کو لوٹنا ۲: برادران یوسف کا رونا ۱:

برادران یوسف کی سازش ۲

حقانیت: حقانیت کے دلائل ۳

صداقت: صداقت کے دلائل ۳

گریہ: گریہ کا جائز ہونا ۳: گریہ کے آثار ۳: گریہ کے احکام ۲

یوسف ﷺ: یوسف کا قصہ ۱، ۲

### آیت ۱۷

﴿قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ﴾

کہنے لگے بابا ہم دوڑ لگانے چلے گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو تو ایک بھیڑیا آکر انھیں کھا گیا اور آپ ہماری بات کا یقین نہ کریں گے چاہے ہم کتنے ہی سچے کیوں نہ ہوں (۱۷)

۱۔ برادران یوسف (ع) نے مکمل اتفاق رائے کے ساتھ یعقوب علیہ السلام کے سامنے آنے سے پہلے اپنی جھوٹی بنائی ہوئی داستان کو بنایا اور سنوارا تا کہ یعقوب (ع) کے سامنے پیش کریں۔ قالوا یا بانا ذھبنا ... فاکله الذئب

یہ بات واضح ہے کہ یعقوب ﷺ کے تمام بیٹوں نے باپ کے سامنے منہ نہیں کھولا بلکہ ان میں سے ایک نے ان سے بات کی، لیکن اس جھوٹی بات کی نسبت تمام کی طرف دی گئی ہے لہذا (قالوا) کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انہوں نے جھوٹی باتوں کو بنا کر آپس میں اتفاق کر لیا تھا اور اس پر اتفاق نظر کر لیا تھا۔

۲۔ یوسف ﷺ کے بھائیوں نے اپنے والد گرامی یعقوب علیہ السلام کو یوسف ﷺ کا بھیڑے کا لقمہ بن جانے کے بارے میں جھوٹی خبر دی۔ قالوا ... أکله الذئب

۳۔ برادران یوسف کا یہ ایک جھوٹا بہانہ تھا کہ وہ دوڑ کے مقابلے اور بھاگ دوڑ میں مشغول ہونے کی وجہ سے یوسف ﷺ سے غافل ہو گئے اور وہ بھیڑے کا لقمہ بن گیا۔ یا بانا ذھبنا نستبق و ترکنا یوسف عند متاعنا

(استباق) کا معنی مقابلہ کرنا اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانا ہے اور (نستبق) کا جملہ (ذہبنا) میں فاعل (نا) کے لیے حال ہے تو اس صورت میں (ذہبنا نستبق) کا معنی یوں ہوگا کہ ہم جارہے تھے اور اس دوسرے کے ساتھ دوڑ لگا رہے تھے۔ جانا اور مقابلہ کرنا یہ تیر اندازی یا گھوڑا سواری کے مقابلوں کے ساتھ سازگار نہیں ہے بلکہ اس سے مراد، دوڑنے کا مقابلہ ہے۔

۳۔ یعقوب ؑ کے دین میں دوڑ لگانے کا مقابلہ جائز اور حضرت ؑ کے زمانے میں رائج تھا۔  
قالوا یا بانا إنا ذهبنا نستبق

۵۔ یوسف ؑ کے بھائیوں نے اپنے بنائے ہوئے قصے (یوسف ؑ کا بھیڑیے کا لقمہ بننا) میں بادل ناخواستہ یوسف ؑ کی حفاظت میں کوتاہی کرنے کا اعتراف کیا۔ انا له لحاظون ... ذهبنا نستبق ... فاکله الذئب  
۶۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے اس دعویٰ (اسکا بھیڑیے کا لقمہ بن جانا) کو قبول نہ کیا اور نہ ہی اس پر یقین کیا۔ و ما أنت بمومن لنا

۷۔ یعقوب ؑ کے بیٹوں نے حضرت یعقوب ؑ کو اپنی داستان میں یقین نہ کرنے کی شکایت کی۔  
و ما أنت بمؤمن لنا و لو کنا صادقین

(ولو کنا صادقین) کو اگر جملہ (و ما أنت بمؤمن لنا) کے ساتھ ملا دیں تو معنی یہ ہوگا۔ کہ اگر ہم یوسف ؑ کے بارے میں حقیقت بھی کہیں تو آپ قبول نہیں کریں گے اور اگر جھوٹ بھی بولیں تب بھی قبول نہیں کریں گے۔ یہ دونوں صورتیں آپ کے لیے کوئی فرق نہیں کرتیں یہ یعقوب ؑ کے بیٹوں کی بات تھی کہ وہ اپنے باپ پر تہمت لگا رہے تھے کہ آپ ہماری بات پر کبھی بھی یقین نہیں کریں گے۔

۸۔ برادران یوسف (ع)، اپنے جھوٹے قصے کی یعقوب علیہ السلام کے سامنے منظر کشی اور انہیں باور کرانے میں ناکام ہونے پر مطمئن تھے۔ و ما أنت بمؤمن لنا و لو کنا صادقین

(ایمان) کسی کی تصدیق کرنا اور اس کے دعویٰ پر یقین کرنا کے معنی میں آتا ہے۔ اور جملہ اسمیہ میں باز اندہ کو ذکر کرنا تاکید پر دلالت کرتا ہے اور

یہاں یہ اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ برادران یوسف اس کلام کے مضمون پر اطمینان رکھتے تھے۔

احکام: ۳: برادران یوسف: برادران یوسف اور یعقوب ﷺ ۱، ۲، ۴، ۸: برادران یوسف کا اطمینان ۸: برادران یوسف کا اقرار ۵: برادران یوسف کا توجیہ کرنا ۳: برادران یوسف کا جھوٹ بولنا ۱، ۲، ۳، ۸: برادران یوسف کا دعویٰ ۶: برادران یوسف کا عذر لانا ۳: برادران یوسف کی تہمتیں ۴: برادران یوسف کی سازش ۱، ۲، ۵، ۸

مقابلہ: مقابلے کے احکام ۲

یعقوب ﷺ: یعقوب ﷺ اور برادران یوسف ۶: یعقوب (ع) پر تہمت ۴: یعقوب ﷺ کے دین میں مقابلے ۳

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ کا بھیڑیے کا لقمہ بننا ۳، ۵، ۶: یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۸: یوسف (ع) کی محافظت میں کمی کرنا ۵

### آیت ۱۸

﴿وَجَاؤُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾

اور یوسف کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے۔ یعقوب نے کہا کہ یہ بات صرف تمہارے دل نہ گڑھی ہے لہذا میرا راستہ صبر جمیل کا ہے اور اللہ تمہارے بیان کے مقابلہ میں میرا مددگار ہے (۱۸)

۱۔ یوسف ﷺ کے بھائیوں نے اسکو کنویں میں رکھنے سے پہلے اس کے بدن سے قمیص کو اتار لیا۔

و جاء و علی قمیصہ بدم کذب

۲۔ برادران یوسف (ع) نے جھوٹ کے خون (جو اسکا خون نہیں تھا) سے اسکی قمیص کو رنگین کر دیا۔

و جاء و علی قمیصہ بدم کذب

۳۔ برادران یوسف (ع)، یعقوب (ع) کو خون والی قمیص دکھا کر اپنے من گھڑت دعویٰ کو ثابت کرنا چاہتے تھے۔

و جاء و علی قمیصہ بدم کذب

۳۔ یوسف ﷺ کی قمیص کا خونی ہونا یہ واضح و روشن دلیل تھی کہ یوسف ﷺ بھیڑے کا لقمہ نہیں بنے۔

و جاء و علی قمیصہ بدم کذب

(بدم) کا لفظ (جاء و) کے لیے مفعول ہے اور (علی قمیصہ) لفظ (دم) کے لیے حال ہے۔ لہذا (جاء و...) کا معنی یہ ہوگا کہ وہ جھوٹے خون کو لائے تھے

حالانکہ وہ خون قمیص کے سامنے والے حصہ پر تھا حالانکہ عموماً زخمی ہونے والے کے لباس کا اندر اور استروالا حصہ خونی ہوتا ہے۔ لیکن یوسف علیہ السلام کے لباس کا اوپر والا حصہ خونی تھا اس سے یعقوب علیہ السلام بھانپ گئے کہ انکا بیٹا بھیڑے کا لقمہ نہیں بنے ہیں۔

۵۔ برادران یوسف نے یوسف (ع) کی قمیص کو جس خون سے رنگین کیا تھا اس خون سے بخوبی معلوم ہوتا تھا کہ یہ جناب یوسف (ع) کا خون نہیں ہے۔ وجاء و علی قمیصہ بدم کذب

(کذب) مصدر ہے لیکن آیت شریفہ میں اسم فاعل (کاذب) کے معنی میں آیا ہے۔ جب مصدر کو اسم فاعل کے معنی میں استعمال کیا جائے تو مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے۔ تو (دم کذب) کا معنی یہ ہوگا کہ ایسے جھوٹ کا خون کہ اسکا جھوٹا ہونا واضح اور روشن تھا۔

۶۔ برادران یوسف نے ان کی قمیص جو کہیں سے بھی پھٹی ہوئی نہیں تھی کو دکھایا تو ان کا جھوٹا دعویٰ (کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے) واضح ہو گیا۔ وجاء و علی قمیصہ بدم کذب

معمولاً جو شخص درندوں کا لقمہ بنتا ہے اسکا لباس صحیح و سالم نہیں رہتا۔ اور زیادہ پھٹنے کی وجہ سے وہ لباس کی ماہیت سے خارج ہو جاتا ہے لہذا (قمیص) کا لفظ آیت میں ذکر ہوا جسکو برادران یوسف نے یعقوب علیہ السلام کو دکھایا یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یا تو لباس مکمل طور پر صحیح و سالم تھا یا نسبتاً سالم تھا یہ دوسری دلیل ہوئی کہ برادران یوسف اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہیں۔

۷۔ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کی اس قصہ بیانی کو قبول نہیں کیا اور اس کے جھوٹے ہونے پر مطمئن ہو گئے۔ فأكله الذئب ... قال بل سؤلت لكم انفسكم امر

(تسویل) "سؤلت" کا مصدر ہے جو آسان کرنے کے معنی میں آتا ہے نیز ناپسند شدہ کو زینت دینا تاکہ اچھی معلوم ہو یہاں (امر) سے مراد یوسف علیہ السلام کے خلاف مکر و فریب ہے اسی وجہ سے (بل سؤلت ...) کا معنی یوں ہوگا جو بات کہہ رہے ہو وہ درست نہیں ہے۔ بلکہ تمہارے نفس نے ناپسند شدہ کو تمہارے لیے اچھا جلوہ دیا ہے اور اسکا مرتکب ہونا تمہارے لیے آسان ہے۔

۸۔ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے خلاف اپنے بیٹوں کی طرف سے سازش کرنے پر اطمینان تھا۔ بل سؤلت لكم انفسكم امر

کلمہ (بل) اس بات کو بتاتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی بات کو قبول نہیں کیا اور (سوالت لکم) کا جملہ بتاتا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کے خلاف ان کی سازش کو بھانپ گئے تھے۔

۹۔ یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف (ع) کے خلاف اپنے بیٹوں کی سازش کا سبب ان کے نفس کا فریب اور نفسانیم کاریوں کا جلوہ سمجھتے تھے۔ بل سوالت لکم انفسکم أمر

۱۰۔ انسان کا نفس، بُرے و نامناسب کاموں کو زیبا دیکھانے اور ان کے انجام دلوانے پر قدرت رکھتا ہے۔ بل سوالت لکم انفسکم امر

۱۱۔ یعقوب علیہ السلام نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے بیٹوں کی اس خیانت پر جو یوسف علیہ السلام کے بارے میں تھی پر سکوت اختیار کریں اور اسکی چھان بین نہ کریں۔ بل سوالت لکم ... و اللہ المستعان علی ما تصفون

۱۲۔ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی جدائی اور اپنے بیٹوں کی غلط رفتار پر صبر و بردبار رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ فصبر جمیل ماقبل جملات کے قرینہ کی بناء پر (صبر) کا متعلق یوسف علیہ السلام کی جدائی اور ان کے بیٹوں کا جھوٹے قصوں کی مناظر کشی اور غلط کام ہیں۔

۱۳۔ مشکلات اور تلخ ترین واقعات میں صبر و حوصلہ سے کام لینا اچھی اور قابل تعریف خصلت ہے۔ / فصبر جمیل مذکورہ تفسیر اس صورت میں ہے کہ جب لفظ (صبر) ابتدا اور (جمیل) اسکی خبر ہے۔

۱۴۔ یعقوب علیہ السلام کا فراق یوسف علیہ السلام میں صبر و حوصلہ کرنا، قابل تعریف و تحسین تھا۔ فصبر جمیل کیونکہ (جمیل) (صبر) کے لیے صفت ہے تو یہاں ابتدا کو محذوف لیا جائے گا (صبری صبر جمیل) یا خبر کو محذوف لیا جائے گا (صبر جمیل احسن) مذکورہ معنی اسی احتمال کی صورت میں ہے۔

۱۵۔ حضرت یعقوب (ع) نے حضرت یوسف (ع) کے بارے میں اپنے بیٹوں کے اظہار نظر کی حقیقت کو معلوم کرنے کے لیے خداوند عالم سے مدد طلب کی۔ واللہ المستعان علی ما تصفون

(وصف) "تصفون" کا مصدر ہے جو بیان کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ لفظ (ما) سے مراد یوسف (ع) کے بھائیوں کی یوسف علیہ السلام کے بارے میں جھوٹی باتیں ہیں ان کی غلط اور غیر حقیقت باتوں کے بارے میں خداوند متعال سے مدد طلب کرنے کا معنی یہ ہے کہ ان باتوں کی حقیقت ظاہر ہو جائے۔

۱۶۔ یعقوب ؑ بہت زیادہ صابر اور موحد شخصیت تھے جو صرف خداوند وحدہ لاشریک کو مدد دینے پر قادر سمجھتے تھے۔  
واللہ المستعان علی ما تصفون

۱۷۔ اپنے امور میں ضروری ہے کہ صرف خداوند متعال پر توکل کیا جائے اور اس سے مدد حاصل کی جائے۔  
واللہ المستعان علی ما تصفون

(واللہ المستعان) کی مثل جملات میں ابتداء معرفہ اور اسکی خبر الف لام کے ساتھ غیر عہدی ہے اور وہ حصر پر دلالت کرتی ہے۔

۱۸۔ خداوند متعال پر توکل کرنے والے بہت زیادہ صبر اور مقاومت کرنے والے انسان ہیں۔  
فصبر جمیل واللہ المستعان علی تصفون

۱۹۔ "عن ابی عبد اللہ ؑ" قال لما اوتی بقمیص یوسف الی یعقوب ... کان به نضح من دم<sup>(۱)</sup>  
ترجمہ: امام صادق (ع) سے روایت ہے کہ جب یعقوب ؑ کے لیے یوسف (ع) کی قمیص لائی گئی تو اس پر خون کے چھینٹے گرائے گئے تھے۔

۲۰۔ "عن ابی جعفر ؑ فی قوله "" و جاؤ وا علی قمیصہ بدم کذب " قال: انهم ذبحوا جدیداً علی قمیصہ<sup>(۲)</sup>  
امام باقر ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (جاؤ وا...) کے بارے میں روایت ہے: آپ ؑ نے فرمایا کہ انہوں نے بکری کے بچے کو انکی قمیص پر ذبح کیا تھا۔

۲۱۔ "عن علی بن الحسین ؑ ... قال (یعقوب لهم) بل سؤلت لكم انفسکم امراً و ما کان اللہ لیطعم لحم یوسف الذئب من قبل ان اری تاویل رؤیاه الصادقة<sup>(۳)</sup>

امام سجاد ؑ سے روایت ہے... یعقوب ؑ نے برادران یوسف (ع) سے کہا "بل سؤلت لكم انفسکم امراً" اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ خداوند متعال یوسف علیہ السلام کے گوشت کو بھیڑے کی خوراک بنا دے قبل اس کے کہ ہمیں اسکی خواب کی صحیح تعبیر و تاویل دیکھ نہ لوں۔

۲۲۔ "عن الصادق ؑ فی قوله عزوجل فی قول یعقوب " فصبر جمیل " قال : بلا شکوی<sup>(۴)</sup>

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۷۱، ح ۹، نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۷، ج ۲، ص ۲۷۔

(۲) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۶۹، ح ۵، تفسیر برہان، ج ۲، ص ۲۴۷، ح ۵ (۴) امالی شیخ طوسی، ج ۱، ص ۳۰۰، نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۵۲، ح ۱۴۷۔



امام صادق ؑ سے حضرت یعقوب ؑ کے قول کے بارے میں خداوند عالم کے اس فرمان (فصبر جمیل) کے بارے میں روایت ہے: اس سے مراد ایسا صبر جسمیں شکوہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مختصات ۱۶; اللہ تعالیٰ کی اداوا ۱۶

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف ؑ اور یعقوب ؑ ۳; برادران یوسف (ع) اور یوسف ؑ کی قیص ۱، ۳; برادران یوسف (ع) کا جھوٹ بولنا ۴; برادران یوسف کا ناپسند عمل ۱۲; برادران یوسف (ع) کی سازش ۱، ۲، ۳، ۵، ۱۵، ۲۰، ۲۱; برادران یوسف کی سازش کے عوامل ۹; برادران یوسف کی ہوا و ہوس ۹، ۱۲; برادران یوسف کے جھوٹ بولنے کی وجوہات ۲، ۵، ۶;

توکل: اللہ تعالیٰ پر توکل کی اہمیت ۱۷

روایت: ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲/ شدت: شدت میں صبر ۱۳

صابرین: ۱۶، ۱۸/ صبر: صبر کی اہمیت ۱۳; صبر جمیل ۱۳; صبر جمیل سے مراد ۲۲

عمل: ناپسندیدہ عمل کا سبب ۱۰; ناپسندیدہ عمل کو خوبصورت پیش کرنے کی وجہ ۱۰

متوکلین: متوکلین کا صبر ۱۸; متوکلین کی خصوصیات ۱۸

موحدین: ۱۶/ ہوا و ہوس: ہوا و ہوس کے آثار ۹، ۱۰

یعقوب ؑ: یعقوب (ع) اور برادران یوسف ۴; یعقوب (ع) اور برادران یوسف کی سازش ۸، ۱۱; یعقوب ؑ اور

حقائق کا ظاہر ہونا ۱۵; یعقوب ؑ کا اطمینان ۴، ۸; یعقوب ؑ کا صبر ۱۲، ۱۶، ۲۲; یعقوب ؑ کا عقیدہ ۱۶; یعقوب ؑ

کا قصہ ۱۱، ۱۲; یعقوب ؑ کا فیصلہ ۱۱، ۱۲; یعقوب ؑ کا مدد طلب کرنا ۱۵; یعقوب ؑ کی توحید افعالی ۱۶; یعقوب ؑ

کی سوچ ۹; یعقوب ؑ کی شخصیت ۱۶; یعقوب ؑ کے صبر کی تعریف ۱۳; یعقوب ؑ کے فضائل ۱۶

یوسف ؑ :

یوسف ؑ کا بھیڑے کا لقمہ بننا ۶، ۳; یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۹، ۲۰، ۲۱; یوسف (ع) کی

جدائی میں صبر ۱۲، ۱۳; یوسف (ع) کی قیص ۶; یوسف ؑ کی قیص کا خون ۲، ۳، ۵، ۱۹، ۲۰; یوسف ؑ خلاف سازش

## آیت ۱۹

﴿وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَا بُشْرَى هَذَا غُلَامٌ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ﴾

اور وہاں ایک قافلہ آیا جس کے پانی نکالنے والے نے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا تو آواز دی ارے واہ یہ تو بچہ ہے اور اسے ایک قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا اور اسے ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے (۱۹)

۱۔ جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام تھے اس کے اطراف میں ایک قافلے نے پڑاؤ ڈالا اور جو پانی لانے پر مامور تھا انہوں نے اسے کنویں کی طرف روانہ کیا۔ و جاء ت سیارة فارسلوا واردہم

"وارد" اس شخص کو کہتے ہیں جو کنویں، نہر اور اس طرح کی جگہوں سے پانی لینے آتا ہے۔

۲۔ قافلے کا پانی لانے والے نے جب پانی لینے کے لیے کنعان کے کنویں میں اپنا ڈول ڈالا تو خلاف توقع اس نے ایک بچے کو باہر نکالا۔ فأدلی دلوہ قال یا بشری هذا غلام

(أدلا) ادلی کا مصدر ہے جو ڈول ڈالنے کے معنی میں آتا ہے۔ اور "غلام" چھوٹے بچے کو کہا جاتا ہے۔ (مصباح المیز)

۳۔ یوسف علیہ السلام نے قافلے کے پانی لانے والے کی رسی و ڈول سے چمٹکر اپنے آپ کو کنویں سے نجات دی۔

فأرسلوا و اردہم فأدلی دلوہ قال یا بشری هذا غلام

۳۔ قافلے کا پانی لانے والا، حضرت یوسف علیہ السلام کو پا کر بہت متعجب اور خوشحال ہوا اور اپنے ساتھیوں کو اسکی خوشخبری

دی۔ قال یا بشری هذا غلام

۵۔ یوسف علیہ السلام کو پانے والا قافلہ حضرت یوسف (ع) کو بطور تجارتی سامان اپنے ساتھ لے گیا۔ و اسرّوہ بضعة

(بضاعة) اس مال و اجناس کو کہتے ہیں جو تجارت

کے لیے ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت یوسف (ع) کو پانے والے قافلہ نے ان کو تجارتی سامان قرار دہنے کی وجہ سے چھپانے کی بہرپور کوشش کی۔  
و اُسْرُوہ بَضْعَة

(اُسْرُوہ) (پوشیدہ و مخفی رکھنا) کے معنی میں (قرارینے کا ماضی متضمن ہے) اسی وجہ سے لفظ (بضاعت) کو مفعول دوم کے طور پر منصوب کیا گیا ہے۔ تو جملے کا معنی یوں ہوگا کہ یوسف ﷺ کو تجارتی سامان بنا کر انکو مخفی رکھا گیا۔

۷۔ یوسف ﷺ کا کنویں سے نجات پانا، ان کی غلامی کا آغاز تھا۔ و اُسْرُوہ بَضْعَة

انسان کو (بضاعت) تجارتی سامان قرار دینا، اس کے غلام ہونے یا غلام خیال کرنے کے مترادف ہے۔

۸۔ حضرت یعقوب ﷺ کے زمانے میں انسانوں کو غلام کے طور پر خرید و فروخت کا رواج تھا۔ و اُسْرُوہ بَضْعَة

۹۔ خداوند متعال، انسانوں کے اعمال و کردار سے آگاہ ہے۔ و اللہ علیم بما یعملون

۱۰۔ اہل قافلہ، یوسف ﷺ کو غلام بنانے کو غیر شرعی اور غیر قانونی کام سمجھتے تھے۔ و اُسْرُوہ بَضْعَة و اللہ علیم بما یعملون

حالانکہ وہ بچہ جو لا وارث ملا ہو اسکو غلامی میں لانا اور قابل فروخت قرار دینا جائز اور قانونی کام تھا۔ لہذا یوسف ﷺ کو مخفی رکھنا، معقول نہیں تھا۔ (اُسْرُوہ بَضْعَة)

۱۱۔ یوسف ﷺ کو پانے والا قافلہ، ان کو (خرید و فروخت کا) سامان قرار دینے پر گنہگار اور عذاب الہی کا مستحق قرار پایا۔  
و اُسْرُوہ بَضْعَة و اللہ علیم بما یعملون

اس چیز کی یاد آوری کہ خداوند متعال، بندوں کے اعمال سے آگاہ ہے ممکن ہے اس کے عذاب دینے کی طرف اشارہ ہو۔

۱۲۔ یعقوب ﷺ کے زمانہ میں راستہ سے ملنے والے انسان کی خرید و فروخت، نامناسب اور غیر قانونی کام تھا۔  
و اُسْرُوہ بَضْعَة

۱۳۔ کنعان کے کنویں کے اطراف میں اہل قافلہ کا کچھ دیر کے لیے پڑاؤ ڈالنا اور کنویں سے یوسف ﷺ کو نجات دینا اور اپنے ساتھ لے جانا، مشیت الہی کے مطابق اور اسکی دقیق نظارت میں انجام پایا۔

و جاء ت سیّارة ... و اللہ علیم بما یعملون

(ما یعملون) میں "ما" سے مراد ممکن ہے یوسف (ع)

کو خرید و فروخت کا سامان قرار دینا ہو (أَسْرَوْهُ بِضَاعَةً) اور نیز یہ بھی احتمال ہے کہ قافلہ کی تمام داستان جو یوسف (ع) کے بارے میں ہے وہ مراد ہو۔ پہلے احتمال کی بناء پر اس کا علم ان کے اعمال و رفتار کے بارے میں (خرید و فروخت کا سامان قرار دینا) انکو سزا دینے کے بارے میں کنایہ ہے۔ دوسرے معنی کی صورت میں علم خدا، اس کی تقدیر و تدبیر سے کنایہ ہے۔ یعنی تمام امور جو یوسف ﷺ کو کنویں سے نجات دینے کا سبب ہوئے (کنعان کے اطراف میں قافلے کا گزرنا، کنویں کے قریب پڑاؤ ڈالنا...) تمام کے تمام امور اسے تعالیٰ کی نظارت و نگرانی میں واقع ہوئے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۹; اللہ تعالیٰ کی تقدیر ۱۳; اللہ تعالیٰ کی نظارت ۱۳

اسماء و صفات: علیم ۹

غلامی کا نظام: غلامی کے نظام کی تاریخ ۸; یعقوب ﷺ کے زمانے میں غلامی کا نظام ۸

گمشدہ (انسان) کی دریافت: گمشدہ انسان کی تجارت کا ناپسندیدہ ہونا ۱۲; یعقوب ﷺ زمانہ میں گمشدہ انسان کی تجارت ۱۲  
یوسف ﷺ کو پانے والا قافلہ: یوسف ﷺ کو پالینے والا قافلہ اور یوسف ﷺ ۵، ۶، ۱۰، ۱۱: یوسف ﷺ کو پانے والے قافلے کا پڑاؤ ۱۳; یوسف ﷺ کو پانے والے قافلے کا ساقی ۱; یوسف ﷺ کو پانے والے قافلے کو بشارت ۳: یوسف ﷺ کو پانے والے قافلے کے ساقی کی بشارت ۳; یوسف ﷺ کو پالینے والے قافلے کی سزا، ۱۱: یوسف (ع) کو پالینے والے قافلے کے ساقی کی خوشی ۳; یوسف ﷺ کے پانے والے قافلے کی فکر ۱۰

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ کا چھپانا ۶; یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۳: یوسف ﷺ کی غلامی ۷، ۱۰: یوسف ﷺ کی کنویں سے نجات ۲، ۳، ۷، ۱۳: یوسف ﷺ کے کنویں کا قصہ ۱

## آیت ۲۰

﴿وَشَرَّوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ﴾

اور ان لوگوں نے یوسف کو معمولی قیمت پر بیچ ڈالا چند درہم کے عوض اور وہ لوگ تو ان سے بیزار تھے ہی (۲۰)

۱۔ یوسف ﷺ کو اہل قافلہ نے بہت ہی ناچیز اور کم درہموں میں فروخت کر دیا۔ و شرّوہ بثمان بخص دراهم معدودۃ (شرائی) (شرّوا) کا مصدر ہے فروخت کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ اور (شرّوہ) میں فاعل کی ضمیر (سیارۃ) کی طرف لوٹتی ہے (بخس) مصدر ہے جو اسم مفعول کے معنی میں ہے۔ (مبخوس۔ ناقص اور ناچیز) کے معنی میں ہے (ثمان بخس) یعنی جس قیمت سے خریداری کی گئی ہے وہ شے ارزش کے اعتبار سے اس سے زیادہ ہو (معدودۃ) کا معنی شمار کیا گیا ہے یہاں بہت کم ہونے سے کنایہ ہے۔

۲۔ تمام اہل قافلہ خود کو یوسف ﷺ کی نسبت صاحب نفع خیال کرتے تھے اور اپنے آپ کو اسکا مالک سمجھتے تھے۔ اسرّوہ بضاعۃ ... و شرّوہ بثمان

یوسف ﷺ کو تجارتی سامان قرار دینے اور انہیں فروخت کرنے کی نسبت قافلہ کی طرف دی گئی ہے اس سے مذکورہ تفسیر کا استفادہ ہوتا ہے۔

۳۔ اہل قافلہ جنہوں نے یوسف ﷺ کو پایا تھا ان کو اپنے پاس رکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ شرّوہ ... و کانوا فیہ من الزاہدین

(زہد) کسی شے کو بے فائدہ سمجھ کر اسکی طرف رغبت نہ رکھنے کو کہتے ہیں۔ شاید اہل قافلہ کو خوف تھا کہ لا وارث انسان کو غلام بنانا ایک نامناسب رویہ ہے اور یہ لوگوں پر فاش نہ ہو جائے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس کے لیے بہت ہی کم قیمت قرار دی تاکہ جلدی ہی فروخت ہو جائے۔

۳۔ اہل قافلہ کا یوسف ﷺ کی فروخت میں جلدی کرنا اور ان کی نگہداشت میں بے توجہی کا اظہار کرنا، انکو کم قیمت فروخت کرنے کا سبب تھا۔ و شرّوہ بثمان بخص ... و کانوا فیہ من الزاہدین

(و کانوا...) کا جملہ (شر وہ بٹمن بخس) کے جملے کی تعلیل کے مقام پر ہے۔ یعنی یوسف ﷺ کو اپنے پاس رکھنے میں ان کی دلچسپی نہ لینا، ان کو کم قیمت فروخت کرنے کا موجب تھی۔

۵۔ یوسف ﷺ کے بھائیوں نے اسکو بہت ہی کم درہم اور ناچیز سی قیمت اہل قافلہ کو فروخت کر دیا۔

و شر وہ بٹمن بخس

مذکورہ تفسیر اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ (شر وہ) کے فاعل کی ضمیر سے مراد برادران یوسف ہوں اس بناء پر یوسف ﷺ کے بھائی فروخت کرنے والے اور اہل قافلہ اس کے خریدار تھے۔ عبارت (الذی اشتراہ من مصر) بعد والی آیت میں ممکن ہے اس بات کی تائید کرتی ہو چونکہ مصر میں یوسف ﷺ کی خرید و فروخت سے پہلے بھی ان کی ایک مرتبہ خرید و فروخت ہو چکی ہے۔

۶۔ یوسف (ع)، اپنے بھائیوں کی نظر میں بے قیمت اور کم ارزش تھے۔ و کانوا فیہ من الزاہدین

(کانوا) کی ضمیر مذکورہ معنی کی صورت میں برادران یوسف ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۷۔ یعقوب ﷺ کے زمانے میں انسانوں کی غلامی کا اور انکی خرید و فروخت کا کام رائج تھا۔ و شر وہ بٹمن بخس

۸۔ یعقوب ﷺ کے زمانے میں درہم (چاندی کا سک) رائج کرنسی تھی۔ درہم معدودہ

۹۔ "عن علی ابن الحسین ﷺ : ... فلما اخرجوه اقبل إلیهم إخوة یوسف فقالوا هذا عبدنا ... ا منکم من یشتری

هذا العبد؟ فاشتره رجل منهم بعشرين درهماً و کان اخوته فیہ من الزاہدین... (۱)

امام سجاد ﷺ سے روایت ہے کہ جب قافلے والوں نے یوسف ﷺ کو کنویں سے باہر نکالا تو اس کے بھائی ان کے قریب گئے اور ان سے کہا: کہ یہ ہمارا غلام ہے... کیا کوئی تم میں سے ایسا ہے جو اسکو خریدے؟ تو اس وقت ایک شخص نے ان سے بیس درہم میں خرید لیا اور حضرت ﷺ کے بھائی ان میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔

برادران یوسف (ع): برادران یوسف (ع) اور یوسف ﷺ ۵، ۶؛ برادران یوسف (ع) کی فکر ۶

درہم: یعقوب ﷺ کے زمانے میں درہم کا ہونا ۸

(۱) علل الشرائع، ص ۴۸، ح ۱، ب ۴۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۳، ح ۱۷۔

روایت : ۹

غلام رکھنا: غلام رکھنے کی تاریخ ۷: یعقوب ؑ کے زمانے میں غلام کا رکھنا ۷  
کرنسی: کرنسی کی تاریخ ۸: یعقوب ؑ کے زمانے میں رائج کرنسی ۸

یوسف ؑ کو پانے والا قافلہ: یوسف ؑ کو پانے والا قافلہ اور یوسف ؑ ۱، ۲، ۳، ۴: یوسف ؑ کو پانے والے قافلہ  
کا دعویٰ ۲

یوسف ؑ: یوسف ؑ سے بے توجہی ۳، ۴، ۹: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۹: یوسف ؑ کی فروخت ۱، ۳، ۵،  
۹: یوسف ؑ کی ملکیت کا دعویٰ ۲

## آیت ۲۱

﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

اور مصر کے جس شخص نے انھیں ۱۔ خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسے عزت و احترام کے ساتھ رکھو شاید یہ  
ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں اور اس طرح ہم نے یوسف کو زمین میں اقتدار دیا اور تاکہ اس طرح  
انھیں خوابوں کی تعبیر کا علم سکھائیں اور اسہ اپنے کام پر غلبہ رکھنے والا ہے یہ اور بات ہے کہ اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں  
ہے (۲۱)

۱۔ یوسف ؑ کو پانے والا قافلہ مصر میں داخل ہوا اور اسی ہی دیار میں اسکو فروخت کر دیا۔  
و شروہ بٹمن ... و قال الذی اشتريه من مصر

۲۔ عزیز مصر نے مصر میں قافلے والوں سے یوسف ؑ کو خریدا لیا۔ و قال الذی اشتريه من مصر

(من مصر) کے بارے میں احتمال ہے کہ (اشتراہ) کے متعلق ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ (الذی اشتراہ) کے لیے حال ہو  
۔ لیکن مذکورہ بالا تفسیر احتمال اول کی صورت میں ممکن ہے اور بعد میں آنے والی آیات اس بات کو بیان کر رہی ہیں کہ  
(الذی اشتراہ) سے مراد عزیز مصر ہے۔

۳۔ یوسف ؑ کا خریدار (زلیخا کا شوہر) مصری شہری تھا۔ و قال الذی اشتری ہ من مصر

مذکورہ تفسیر اس صورت میں ہے کہ جب (من مصر) کا متعلق محذوف ہو اور جملہ (الذی اشتراہ) کے لیے صفت ہو یعنی جملہ یوں ہو گا۔ (قال الذی اشتراہ و ہو من اہل مصر) اس نے کہا جس نے اسکو خرید اور حالانکہ وہ اہل مصر میں سے تھا۔

۴۔ زلیخا کا شوہر، یوسف ؑ کو خریدتے وقت (عیزی) کے مرتبے پر نہیں تھا۔ و قال الذی اشترہ من مصر

خریدار یوسف ؑ کو عزیز مصر کے (قرآن مجید) عنوان سے یاد نہ کرنا، ممکن ہے مذکورہ تفسیر کی طرف اشارہ ہو۔

۵۔ عزیز مصر، نے یوسف ؑ کو خریدتے وقت ان کی بلند شخصیت اور مقام والا سے اطمینان حاصل کر لیا۔

لا مرأته أکرمی مثوبه عسی أن ینفعن

۶۔ عزیز مصر چاہتا تھا کہ یوسف ؑ سے اپنے کاموں کے لیے استفادہ کرے یا اسکو اپنے اور اپنی بیوی کی فرزند میں

لے آئے۔ قال الذی ... أکرمی مثوی ہ عسی أن ینفعنا أو نتخذہ ولد

۷۔ عزیز مصر نے یوسف ؑ کی مدد اور اسکو اپنی فرزند میں لانے کا سبب اپنی اور اپنی بیوی زلیخا کی اس سے محبت کو

قرار دیا۔ أکرمی مثوی ہ عسی أن ینفعنا أو نتخذہ ولد

جملہ (عسی...) جملہ (اکرمی مثواہ) کے لیے علت ہے۔ تو جملے کا معنی یوں ہو گا۔ کہ میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ تم اسکا احترام کرو تا کہ وہ ہم سے محبت کرنے لگے تا کہ اسکی مدد سے ہم اپنے دل کو بہلائیں یا یہ کہ اسکو منہ بولا بیٹا بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔

۸۔ عزیز مصر نے یوسف ؑ کے کاموں کو اپنی بیوی زلیخا کے سپرد کیا اور اس سے کہا کہ انکا احترام کرے اور ان کے

مقام و مرتبے کا خیال رکھے۔ لا مرأته أکرمی مثوبه

(مثوی) اسم مکان ہے جو گھر یا رہائش گاہ کے معنی میں آتا ہے۔ (اکرمی مثواہ) یعنی اس کی منزل و مقام کا احترام کرو۔ گھر اور رہائش گاہ کے مناسب و اچھے ہونے پر تاکید بتاتی ہے کہ اصل میں اس شخص کی تعظیم ہے جو اس جگہ رہائش پذیر ہے۔

۹۔ عزیز مصر اور اسکی بیوی زلیخا اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ أو نتخذہ ولد

معمولاً وہ لوگ جو اولاد نہیں رکھتے، وہی کسی کو اپنی اولاد قرار دیتے ہیں اور اسوجہ سے جملہ (نتخذہ ولداً) مذکورہ بالا معنی کی



طرف ممکن ہے اشارہ ہو اور یوسف ﷺ کو اپنی فرزندگی میں لانے کا بیان کلمہ (عسی) سے ظاہر ہوتا ہے جو اس احتمال پر تاکید کر رہا ہے۔

۱۰۔ کسی شخص کو فرزند (منہ بولا بیٹے) کے طور پر انتخاب کرنا، یوسف ﷺ کے زمانے میں متداول امر تھا اور قدیم مصر میں اسکی قانونی حیثیت تھی۔ او نتخذہ ولد

۱۱۔ خداوند متعال نے یوسف ﷺ کو عزیز مصر کے گھرانے میں داخل کر کے یوسف ﷺ کے لیے اس سرزمین مصر میں بانفوذ اور قدرتمند ہونے کے راستہ کو ہموار کیا۔ و كذلك مكنا ليوسف في الأرض

(الأرض) سے مراد مصر کی سرزمین ہے۔ "تمکین" "مکنا" کا مصدر ہے جو مکان و جگہ دینے کے معنی میں آتا ہے۔ نیز قدرت اور سلطنت عطا کرنے کے معنی میں آتا ہے (فی الأرض) کی قید اس بات کو بتاتی ہے کہ آیت شریفہ میں (مکنا) سے دوسرا معنی مراد ہے۔

۱۲۔ عزیز مصر کے گھر، یوسف ﷺ آرام و آسائش میں تھے۔ كذلك مكنا ليوسف في الأرض

۱۳۔ یوسف ﷺ کا عزیز مصر کے گھر میں داخل ہونا، خداوند متعال کے انکے بارے میں وعدوں کے پورا ہونے کا پیش خیمہ تھا۔ و كذلك مكنا ليوسف في الأرض و لنعلمه من تاويل الاحاديث

(لنعلمه) کا ایک مقدر کلام پر عطف ہے یعنی "مکنا لیوسف لنفعل کذا و لنعلمه ... " لنفعل کذا... سے مراد وہ امور تھے جنکو حضرت یوسف ﷺ کے قصے کے شروع میں خداوند عالم نے بیان فرمایا تھا مثلاً (رأيتهم لى ساجدين) و (كذلك يجتئيك ربك ...)۔

۱۵۔ خداوند متعال، یوسف ﷺ کو خوابوں کی تعبیر اور واقعات کی تفسیر و تحلیل کا سکھانے والا ہے۔

و لنعلمه من تأويل الاحاديث

۱۶۔ خوابوں کی تعبیر اور واقعات کی تفسیر و تحلیل کی تعلیم، یوسف ﷺ کو عزیز مصر کے گھر میں لے جانے کی تقدیر الہی کی

خاطر تھا۔ كذلك مكنا ليوسف في الأرض و لنعلمه من تاويل الأحاديث

(لام) "لنعلمه" میں غایت کے لیے ہے اور متعلق کی غرض و ہدف کو بیان کرتا تھا۔

۱۷۔ تعبیر خواب کا علم اور آنے والے واقعات کی تحلیل کرنے پر قدرت، خداوند متعال کی نعمتوں میں سے ہے۔

كذلك ... و لنعلّمه من تأويل الاحاديث

۱۸۔ آنے والے واقعات کی تاریخ اور انکا انجام پذیر ہونا، تقدیر الہی اور اس کے قدرت اور اختیار میں ہے۔  
و قال الذی اشتربہ ... و كذلك مکنا لیوسف فی الأرض

۱۹۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر و تاویل خواب اور آنے والے حالات کی تحلیل کا علم، مطلق و لا محدود علم تھا۔ و لنعلّمه من تأویل الاحادیث / مذکورہ بالا تفسیر کا حرف (من) جو کہ تبعیض کے لیے ہے سے استفادہ ہوتا ہے۔ لہذا (ولنعلّمه...) کا معنی یوں ہوگا۔ کچھ آنے والے حوادث و واقعات کی تحلیل اور تاویل یا کچھ خوابوں کی تعبیر کو ان کو سکھائیں۔

۲۰۔ آنے والے حالات اور آئندہ کے ماجروں کی تحلیل و تاویل اور خوابوں کی تعبیر کا علم، بہت اہمیت والا اور قیمتی ہے۔ و كذلك مکنا لیوسف فی الارض و لنعلّمه من تأویل الاحادیث

۲۱۔ خداوند متعال اپنی مشیت اور ارادوں کو انجام دینے پر قادر ہے۔ واللہ غالب علی امرہ  
(امرہ) کی ضمیر (اسہ) کی طرف لوٹتی ہے۔ امر الہی سے مراد وہ کام ہیں کہ جن سے ارادہ الہی اور مشیت خداوندی اس کے تحقق اور انجام دینے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

۲۲۔ کوئی شے اور کوئی ذات، ارادہ الہی کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ واللہ غالب علی امرہ

۲۳۔ یوسف علیہ السلام کی زندگی کے حوادث و واقعات فرمان و تدبیر الہی سے وجود میں آئے ہیں۔  
و كذلك مکنا لیوسف فی الارض ... واللہ غالب علی امرہ

(امرہ) کے مصادیق (کذلك مکنا لیوسف) کے جملے کے قرینے سے یوسف علیہ السلام کے امور کی تدبیر ہے۔ بعض مفسرین نے (امرہ) کی ضمیر کو یوسف علیہ السلام کی طرف پلٹایا ہے اس صورت میں جملہ (واللہ غالب علی امرہ) کا معنی یہ ہوگا (کہ خداوند متعال یوسف علیہ السلام کے امور پر غالب ہے اور اس کے امور کے نظم و ترتیب میں اسی کا اختیار ہے)۔ مذکورہ بالا تفسیر میں کچھ زیادہ ہی وضاحت ہے۔

۲۴۔ لوگوں کی اکثریت اس بات سے ناگاہ ہے کہ تمام امور، خداوند عالم کی تدبیر کے مطابق انجام پاتے ہیں اور وہ اپنی مشیت کے تحقق پر قادر ہے نیز تمام افراد اس کے مقابلہ میں عاجز و ناتواں ہیں۔  
واللہ غالب علی امرہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون

اکثریت: اکثریت کا جہل ۲۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ حتمی ہونا ۲۲; اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۱۵، ۱۶; اللہ تعالیٰ کی تقدیر و مقدرات ۱۶، ۱۸; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۲۳، ۲۳; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۸; اللہ تعالیٰ کی قدرت ۲۱، ۲۳; اللہ تعالیٰ کی مشیت ۲۱، ۲۳; اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۲۲; اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۱۳، ۱۴; اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تحقق کا پیش خیمہ ۱۳; اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۱، اللہ تعالیٰ کے اوامر ۲۳

انسان: انسانوں کا عجز ۲۳// تاریخ بتاریخ میں تبدیلی کا سبب ۱۸// زلیخا: زلیخا اور یوسف ﷺ ۷، ۸; زلیخا کا لالہ ہونا ۹  
عزیز مصر: عزیز مصر اور یوسف ﷺ ۲، ۸، ۶; عزیز مصر اور یوسف ﷺ کے درجات ۵; عزیز مصر کا بے اولاد ہونا ۹; عزیز مصر کی خواہشات ۸; عزیز مصر کی قومیت ۳; عزیز مصر یوسف ﷺ کی خریداری کے وقت ۳  
علم و دانش: آئندہ واقعات کی تحلیل کے علم و دانش کی اہمیت ۲۰; خوابوں کی تعبیر کے علم و دانش کی اہمیت ۲۰; علم و دانش کی قیمتی ہونا ۲۰

قدیمی و تاریخی مصر: قدیمی و تاریخی مصر میں منہ بولا بیٹا ۱۰

منہ بولا بیٹا: منہ بولا بیٹا بنانے کی تاریخ ۱۰; منہ بولا بیٹا یوسف ﷺ کے زمانے میں ۱۰

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۲۲

نعمت: آسائش کی نعمت ۱۳; آئندہ کے واقعات کی تحلیل کے علم کی نعمت ۱۴; تعبیر خواب کے علم کی نعمت ۱۴; قدرت کی نعمت ۱۳

یوسف ﷺ: یوسف (ع)، عزیز مصر کے گھر میں ۱۲، ۱۳، ۱۶; یوسف ﷺ کا احترام ۸; یوسف ﷺ کا خریدار ۲; یوسف ﷺ کا علم محدود ہونا ۱۹; یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۶، ۷، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۳; یوسف ﷺ کا مدبر ۲۳; یوسف ﷺ کا معلم ۱۵، ۱۶; یوسف ﷺ کو آئندہ کے واقعات کی تحلیل کا علم ۱۵، ۱۶، ۱۹; یوسف ﷺ کو خوابوں کی تعبیر کا علم ۱۵، ۱۶، ۱۹; یوسف ﷺ کو منہ بولا بیٹا بنانا ۷، ۶; یوسف ﷺ کی آسائش ۱۲; یوسف ﷺ کی حکومت کا پیش خیمہ ۱۱; یوسف ﷺ کی فروخت ۱; یوسف ﷺ کے اقتدار کا پیش خیمہ ۱۱; یوسف ﷺ کے چناؤ کا سبب ۱۳; یوسف (ع) کے خریدار کی قومیت ۳; یوسف ﷺ مصر میں ۱، ۲، ۱۱

## آیت ۲۲

﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾

اور جب یوسف اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکم اور علم عطا کر دیا کہ ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں (۲۲)

۱۔ یوسف ﷺ نے اپنے بچپن اور نوجوانی کے ایام، عزیز مصر کے گھر میں گزارے یہاں تک کہ جوان ہوئے اور جسمانی اور عقلی بلوغ تک پہنچے۔

کلمہ (اشد) جس طرح لسان العرب نے سبویہ سے نقل کیا ہے (شدۃ) کی جمع ہے جو (طاقت و قدرت) کے معنی میں ہے لہذا (أشد) سے مراد مختلف طاقتیں ہیں جو مقام کی مناسبت سے جسمانی و عقلی طاقت کو شامل ہیں۔

۲۔ یوسف ﷺ جب جوانی کی عمر میں پہنچے تو جسمانی و ذہنی ترقی کے ساتھ ساتھ بلند حکمت اور وسیع علم کے حامل ہو گئے۔  
وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا

(حکماً) اور (علماً) کے الفاظ کا نکرہ استعمال کرنا، اس حکمت و علم کی عظمت کو بتاتا ہے جو خداوند عالم نے حضرت یوسف ﷺ کو عطا کی تھی۔ اور (اتی) فعل کو (نا) کی ضمیر متکلم کی طرف اسناد دینا، اس حقیقت کی تائید کرتی ہے اور یہ جو خداوند متعال نے زلیخا کی یوسف (ع) کے ساتھ مکاری کی داستان کو بیان کرنے سے پہلے ان کے علم و حکمت کو بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف ﷺ زمانہ جوانی میں علم و حکمت کے مالک تھے۔ اسی وجہ سے یہ احتمال نہیں دیا جاسکتا کہ زلیخا کی یوسف (ع) سے داستان جوانی کے گزرنے کے بعد ہوئی ہو یعنی حضرت اسوقت مثلاً تیس یا چالیس سال کے ہوں۔

۳۔ خداوند متعال ہی یوسف ﷺ کو حکمت و علم کا عطا کرنے والا ہے۔ آتیناہ حکماً و علماً

۳۔ حضرت یوسف ﷺ جوانی ہی میں لوگوں کے درمیان فیصلہ اور قضاوت کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔  
وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا

بعض مفسرین نے (حکم) سے مراد معارف الہی کا علم، احکام شریعت، حکمت، اور لوگوں کے درمیان قضاوت کا معنی بیان کیا ہے اور (علم) سے مراد تعبیر خواب سے آگاہی، آئندہ حوادث و واقعات کی تحلیل اور مصالح و مفاسد کی شناخت قرار دیا ہے۔

۵۔ یوسف علیہ السلام کا سن رشد میں پہنچنا، علم و حکمت کے حامل ہونے کا سبب تھا۔ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ اتِّبَاهَ حُكْمًا وَّ عِلْمًا  
۶۔ یوسف علیہ السلام جوانی کی عمر اور رشد کے مقام پر پہنچنے کے بعد مقام نبوت پر فائز ہوئے۔ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ اتِّبَاهَ حُكْمًا وَّ عِلْمًا

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ بعض مفسرین نے (حکم) سے مراد مقام نبوت اور (علم) سے مراد شریعت کا علم بیان کیا ہے۔

۷۔ مقام نبوت تک پہنچنے کے لیے اسکی صلاحیت اور سبب کی ضرورت ہوتی ہے۔ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ اتِّبَاهَ حُكْمًا وَّ عِلْمًا  
۸۔ یوسف علیہ السلام نیک لوگوں کا واضح و روشن نمونہ تھے۔ وَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

۹۔ یوسف (ع) کا حکمت اور علم سے بہرہ مند ہونا، خداوند متعال کی طرف سے انکے نیک کاموں کی جزاء تھی۔  
(جزاء) (نجزی) کا مصدر ہے۔ جسکا معنی جزاء و سزا ہے۔

۱۰۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے نیک کام، ان کے مقام نبوت پر فائز ہونے کا سبب بنے۔  
أَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

۱۱۔ احسان اور نیکی کرنا، علم و حکمت سے بہرہ مند ہونے کا سبب ہے۔ أَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ  
۱۲۔ نیک لوگوں کو جزاء عطا کرنا اور ان کو علم و حکمت سے بہرہ مند کرنا، سنت الہی ہے۔  
أَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

(کذلک نجزی المحسنین) میں (نجزی) فعل مضارع ہے جو استمرار سے حکایت کرتا ہے۔ اور تفسیر میں اس سے سنت کا معنی کیا گیا ہے۔

۱۳۔ نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی جزاء دیتا ہے۔ أَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

احسان: احسان کے آثار ۱۱؛ احسان کی اہمیت ۱۰، ۱۱، ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزاء ۹، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی سنت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی عطا ۳

اللہ تعالیٰ کی سنتیں: جزاء دینے کی سنت ۱۲؛ سزا دینے کی سنت ۱۲  
 حکمت: حکمت کا سبب ۱۱// صلاحیتیں: صلاحیتوں کا فائدہ ۷// علم: علم کا سبب ۱۱  
 محسنین: محسنین کا علم ۱۲؛ محسنین کی جزاء ۹، ۱۲؛ محسنین کی حکمت ۱۲؛ محسنین کی دنیا میں جزاء ۱۳  
 نبوت: نبوت کا جوانی میں عطا ہونا ۶؛ نبوت کے شرائط ۷

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ پر احسان کے آثار ۱۰؛ یوسف ﷺ کا بچپن ۱؛ یوسف ﷺ کا رشد ۱، ۲، ۶؛ یوسف ﷺ کا عزیز مصر  
 کے گھر میں ہونا ۱؛ یوسف ﷺ کا علم ۹، ۲؛ یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ یوسف ﷺ کا محسنین سے ہونا ۸؛ یوسف ﷺ  
 کو احسان کی جزاء ۹؛ یوسف ﷺ کی جوانی ۲، ۳، ۶؛ یوسف ﷺ کی حکمت ۲، ۹؛ یوسف ﷺ کی حکمت کا سبب ۵؛ یوسف  
 ﷺ کی حکمت کا سبب ۳؛ یوسف ﷺ کی زندگی کے مراحل ۱؛ یوسف ﷺ کی قضاوت ۳؛ یوسف ﷺ کی نبوت ۶؛ یوسف ﷺ  
 کی نبوت کے اسباب ۱۰؛ یوسف ﷺ کی نوجوانی ۱؛ یوسف ﷺ کے علم کا سبب ۱؛ یوسف ﷺ کے فضائل ۲، ۳؛ یوسف  
 ﷺ کے مقامات ۶؛ یوسف ﷺ میں رشد کے آثار ۵؛ یوسف ﷺ میں علم کا سبب ۵

### آیت ۲۳

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا  
 يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾

اور اس نے ان سے اظہار محبت کیا جس کے گھر میں یوسف رہتے تھے اور دروازے بند کر دئے ۱۔ اور کہنے لگی لو آؤ  
 یوسف نے کہا کہ معاذ اللہ وہ میرا مالک ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے اور ظلم کرنے والے کبھی کامیاب نہیں  
 ہوتے (۲۳)

۱۔ زلیخا، حضرت یوسف (ع) کی عاشق ہو گئی۔ و راودته التي هو في بيتها ... و غلقت الابواب

۲۔ زلیخا، حضرت یوسف ﷺ سے اپنے عشق و محبت کا اظہار کر کے انہیں اپنے ساتھ وصال کی دعوت دیتی تھی۔ و  
 راودته التي هو في بيتها عن نفسه

(مرآۃ) (راودت) کا مصدر ہے۔ جس کا معنی نرم لہجے میں درخواست کرنا ہے (عن نفسه) درخواست کے مورد کو بتاتا  
 ہے اسی وجہ سے (راودتہ ...) کا معنی یوں ہوا کہ زلیخا نے بہت ہی نرم لہجے میں یوسف ﷺ سے اپنی محبت و عشق کا اظہار  
 کر کے اس سے خواہش کی کہ اپنے آپ کو میرے اختیار میں دے دے۔ یہ ملنے اور وصال کرنے کے تقاضا سے کنایہ ہے

۳۔ زلیخا اپنے مقصد کے حصول کے لیے حضرت یوسف (ع) کو ہمیشہ اپنا ہم فکر بنانے کے لیے مسلسل کوشش و سعی کرتی رہی۔ وراودتہ التی ہو فی بیتھا عن نفسہ

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ جب (رادیرود) (کہ مراد بھی اسی سے ہے) کے ساتھ جیسا کہ بعض اہل لغت نے کہا ہے اپنے مطلوب تک پہنچنے کے لیے مسلسل کوشش و سعی کرنے کی قید بھی ہو۔  
۳۔ حضرت یوسف (ع) مسلسل زلیخا کی اس خواہش (وصال اور ہمبستری کرنے) سے اجتناب کرتے رہے۔  
وراودتہ التی ہو فی بیتھا عن نفسہ

بعض اہل لغت نے (مراودۃ) کے معنی میں دو طرف کی کشمکش اور جھگڑے کو قید قرار دیا ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ (مراودۃ) کا معنی یہ ہے کہ دو میں سے ایک کسی شے کو چاہتا ہو اور دوسرا کسی اور شے کو چاہتا ہو۔ مذکورہ معنی بھی اسی صورت میں کیا گیا ہے۔

۵۔ زلیخا، حضرت یوسف ﷺ پر ظاہری تسلط کو اپنی خواہشات پورے کرنے کے لیے انہیں آمادہ کرنے کے لیے کارآمد سمجھتی تھی۔

قرآن مجید نے زلیخا کو اس طرح بیان کیا ہے (التي هو في بيتها) وہ عورت کہ جس کے گھر میں یوسف ﷺ رہتے تھے) اس طرح سے زلیخا کی صفت بیان کرنا یوسف ﷺ پر زلیخا کے تسلط کو بتا رہا ہے۔

۶۔ زلیخا، نے حضرت یوسف (ع) سے کام لینے اور اس کے ساتھ وصال کرنے کے لیے اپنے محل کے دروازوں کو تالہ لگایا اور انہیں اپنے پاس بلایا۔ وراودتہ ... وغلقت الابواب و قالت هيت لك

(تغلیق) "غلقت" کا مصدر ہے۔ تالہ لگانے کے معنی میں آتا ہے (ہیت لک) اسم فعل امر ہے۔ جو (تم آؤ) کے معنی میں آتا ہے۔

۷۔ زلیخا کا محل، مجلل اور شان والا تھا اور اسمیں بہت زیادہ دروازے تھے۔ و غلقت الابواب  
(غلقت الابواب) باب تفعیل ہے دروازوں کے بند کرنے کے لئے بات تفعیل کو ذکر کرنا ممکن ہے شدت مبالغہ کو بتاتا ہو۔ یعنی دروازوں کو تالہ لگایا ورنہ ان کے اندر والے حصوں کو محکم طریقے

سے بند کیا اور یہ بات ممکن ہے دروازوں کی کثرت پر دلالت کرے۔ مذکورہ بالا تفسیر اسی دوسرے معنی کی صورت میں ہے۔

۸۔ زلیخا، نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنا کام حاصل کرنے کے لیے سہولتیں اور تمام شرائط کو فراہم کیا تھا۔  
روادته ... و غلقت الابواب وقالت هیت لك

۹۔ حضرت یوسف (ع)، نے زلیخا کے ظاہری تسلط اور تمام شرائط مہیا ہونے کے باوجود بھی اسکی خواہش کو قبول نہیں کیا اور اس کے سامنے تسلیم نہیں ہوئے۔ روادته ... وقالت هیت لك قال معاذ اللہ  
(معاذ) مصدر اور مفعول مطلق ہے فعل مقدر کے لیے جو "اعوذ" ہے یعنی (أعوذ بالله معاذ)۔

۱۰۔ یوسف علیہ السلام شہوت رانی کے تمام وسائل فراہم ہونے کے باوجود (یعنی زلیخا کی خواہش اور اسکا اپنی مرضی کا اظہار کرنا، محل کا خالی اور دروازوں کا بند ہونا) بھی خدا کی پناہ مانگی۔ قال معاذ اللہ  
۱۱۔ خداوند متعال کی طرف توجہ اور اسکی پناہ طلب کرنا، شہوت رانی کے برے انجام سے محفوظ رہنے کا راستہ ہے۔  
قال معاذ اللہ

۱۲۔ گناہ کے گرداب اور لغزش سے نجات کے لیے ضروری ہے کہ خداوند متعال کی پناہ لی جائے۔ قال معاذ اللہ

۱۳۔ شادی شدہ عورتوں سے دوستی اور جنسی روابط رکھنا حرام ہے۔ قالت هیت لك قال معاذ اللہ

(استعاذہ) اور خدا کی پناہ میں جانا، گناہ اور شر پھیلانے والے مسئلہ میں ہوتا ہے۔

۱۴۔ یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی تعجب آور اور انکی عصمت شگفت انگیز تھی۔  
و روادته التی ... و غلقت الابواب وقالت هیت لك قال معاذ اللہ

۱۵۔ یوسف علیہ السلام جوانی کی اوج میں ہی انسان موحد اور خداوند متعال کا فرمانبردار اور پرہیز و تقویٰ کی معراج پر تھے۔  
معاذ اللہ انه ربی احسن مثوای

۱۶۔ یوسف علیہ السلام کا حقیقی توحید پرست، اطاعت الہی میں مخلص ہونا اور ان کا تقویٰ و پرہیزگاری، اس علم و حکمت کا جلوہ تھا جو خداوند متعال ان کو عطا فرمائی تھی۔ اُتیناہ حکماً و علماً ... قال معاذ اللہ انه ربی احسن مثوای  
۱۷۔ خداوند متعال کی طرف توجہ، انسان کو گناہ سے روکتی ہے۔ قال معاذ اللہ



۱۸۔ زلیخا حضرت یوسف ؑ کو اسکی خواہشات پورا نہ کرنے پر ناقد اور احسان فراموش سمجھتی تھی۔  
روادته التی فی بیتھا ... انہ ربّی أحسن مثنوی

مذکورہ معنی میں (انہ ربّی...) کو (التی ہونی بیتھا) کے جملے سے اخذ شدہ مفہوم پر ناظر قرار دیا گیا ہے یعنی اس اعتبار سے کہ زلیخا، حضرت یوسف ؑ کی مالکن تھی اور اسکو اپنے گھر میں آرام و آسائش فراہم کر رہی تھی لہذا وہ یوسف ؑ سے یہ توقع رکھتی تھی کہ وہ میرے کہنے پر انکار نہیں کرے گا لیکن یوسف ؑ (انہ ربّی...) کے ذریعہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میرا خدا میرے تمام کام مربی و مدبر تھا اور ہے اور میرے لیے سزاوار یہی ہے کہ میں اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کروں۔

۱۹۔ زلیخا حضرت یوسف ؑ کی جو خدمت و احترام کرتی تھی اس وجہ سے وہ یہ توقع رکھتی تھی کہ یوسف ؑ اس کے ناجائز مطالبے کو قبول کر لے گا۔ روادته التی ہو فی بیتھا ... قال ... انہ ربّی

۲۰۔ یوسف ؑ نے زلیخا کے سامنے اس بات کی وضاحت کر دی کہ اسکی زندگیگی گاڑی کا چلن خداوند عالم کی عنایت اور تدبیر کی وجہ سے ہے۔ معاذ اللہ انہ ربّی احسن مثنوی

(انہ) کی ضمیر (اللہ) کی طرف لوٹتی ہے۔ مذکورہ تفسیر میں (انہ ربّی) جملہ (معاذ اللہ) کی تعلیل ہے تو اس صورت میں مذکورہ عبارت کا معنی یہ ہوگا (اس مکرو فریب میں) میں خداوند متعال کی پناہ مانگتا ہوں اور اس سے نجات کے لیے اسکی مدد مانگتا ہوں کیونکہ میری زندگی کے امور کو چلانے والا وہی ہے۔

۲۱۔ حضرت یوسف (ع) نے زلیخا کے حکم اور اسکی دعوت کے جواب میں خداوند متعال کو اطاعت، قدر شناسی اور شکر گزاری کے سزاوار سمجھا۔ قال معاذ اللہ انہ ربّی احسن مثنوی

۲۲۔ حضرت یوسف (ع) نے زلیخا کی خواہش (ہم بستری اور وصال) کی درخواست کو قبول کرنے کو اپنے لیے خداوند متعال کے احسانات کی فراموشی تصور کیا۔ انہ ربّی أحسن مثنوی

۲۳۔ انسان کو لوگوں کے احترام کے سبب، خداوند متعال کی معصیت نہیں کرنی چاہیے۔  
أکرمی مثنویہ ... قال معاذ اللہ انہ ربّی

۲۴۔ گناہ کا ارتکاب، ناشکری اور نعمت الہی کا کفران ہے۔ قال معاذ اللہ انہ ربّی أحسن مثنوی انہ لا یفلح الظالمون

۲۵۔ انسان کا خداوند متعال کی طرف سے درخواست قبول کرنا اور گناہ کے ارتکاب سے بچنا، ربوبیت

الہی کا جلوہ ہے۔ معاذ اللہ إنه ربی أحسن

۲۶۔ ربوبیت خداوندی پر یقین اور اس کے احسان اور نعمتوں پر توجہ کرنا، انسان کو گناہوں سے دور رہنے میں مدد دیتا ہے۔ معاذ اللہ انه ربی أحسن مثنوی

۲۷۔ ظالم و ستم گر لوگ کبھی بھی کامیاب و کامران نہیں ہو سکتے ہیں۔ انہ لا یفلح الظالمون (انہ) کی ضمیر، ضمیر شان ہے جو جملہ کے معنی پر تاکید کرتی ہے۔

۲۸۔ حضرت یوسف، علیہ السلام زلیخا کی ناجائز خواہش پر تسلیم ہونے کو اپنے لیے ظلم و ستم گری سمجھتے تھے۔ انہ لا یفلح الظالمون

۲۹۔ زنا کا مرتکب ہونا اور عفت کے حجاب کو توڑنا، ستم ستمگری ہے۔ قال معاذ اللہ ... انه لا یفلح الظالمون (معاذ اللہ) کا معنی فحش گناہ کا ارتکاب ہے اور (انہ ربی ...) کا معنی یہ ہوا کہ گناہ و برائی کا مرتکب ہونا، خداوند متعال کی ناشکری اور احسان فراموشی ہے۔ اور اسی وجہ سے (انہ لا یفلح الظالمون) مذکورہ معانی کے لیے علت واقع ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فحشاء کا مرتکب ہونا اور گناہوں کے ارتکاب کے ذریعہ خداوند متعال کی ناشکری ایک ظلم ہے۔ ۳۰۔ خداوند متعال کی نعمتوں کو نظر انداز کرنا اور گناہوں کے ارتکاب کے ذریعہ اسکی ناشکری کرنا، ظلم ہے۔ إنه ربی لا یفلح الظالمون

۳۱۔ فحشاء و منکر کا ارتکاب اور خداوند متعال کی نعمتوں کے مقابلے میں ناشکری کرنا، فلاح و کامیابی کے لیے مانع ہے۔ انہ لا یفلح الظالمون

۳۲۔ "عن علی بن الحسین علیہ السلام ... فلما راهق یوسف راودته إمرا ته الملك عن نفسه..."<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے: جب حضرت یوسف علیہ السلام جوانی کے جو بن میں پہنچے تو بادشاہ کی بیوی نے ان سے جنسی خواہش کا تقاضا کیا...

احکام: ۱۳

استعاذہ: اللہ تعالیٰ سے استغاثہ کرنے کے آثار ۱۲؛ اللہ تعالیٰ سے استعاذہ کی اہمیت ۱۱، ۱۲

(۱) علل الشرائع، ص ۴۸، ج ۱ ب ۴۱؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۱۴، ح ۱۷۔

اطاعت : اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی اہمیت ۲۳

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۲۰، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۲۵

امور : تعجب آور امور ۱۳

انسان : انسانوں کی ذمہ داری ۲۳

ایمان : ایمان کے آثار ۲۶؛ ربوبیت الہی پر ایمان ۲۶

انکار : نعمت سے انکار کا ظلم ۳۰؛ نعمت سے انکار کے آثار ۳۱؛ نعمت سے انکار کے موارد ۲۳

دعا : اجابت دعا ۲۵

دوستی : شوہر دار عورت سے دوستی ۱۳

ذکر : اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر ۲۶؛ اللہ تعالیٰ کے احسان کا ذکر ۲۶؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے آثار ۱۱، ۱۲

روایت : ۳۲

زلیخا : زلیخا اور یوسف علیہ السلام ۳، ۵، ۶، ۸، ۱۹، ۳۲؛ زلیخا اور یوسف علیہ السلام کا انکار ۱۸؛ زلیخا کا تسلط ۵؛ زلیخا کا کام لینا ۲، ۳، ۴، ۶، ۲۲؛ زلیخا کا یوسف علیہ السلام سے عشق ۱، ۲؛ زلیخا کی خواہشات ۲۱، ۳۲؛ زلیخا کی سازش ۶؛ زلیخا کی فکر ۱۸؛ زلیخا کی کوشش ۳؛ زلیخا کی نامناسب توقعات ۱۹؛ زلیخا کے کام لینے کا سبب ۵، ۸؛ زلیخا کے محل کی خصوصیات ۷؛ زلیخا کے محل کے دروازے ۶، ۷

زنا : زنا کا ظلم ۲۹؛ زنا کے احکام ۱۳؛ شوہر والی عورت سے زنا ۱۳

سعادت مندی : سعادت مندی سے محروم افراد ۲۷؛ سعادت مندی کے موانع ۳۱

شہوت پرستی : شہوت پرستی کے موانع ۱۱

ظالمین : ظالموں کا محروم ہونا ۲۷

ظلم : ظلم کے موارد ۲۸، ۲۹، ۳۰

عفت : بے حیائی کا ظلم ۲۹

فحشاء :

فحشاء و برائی کے آثار ۳۱

گناہ: گناہ سے بچاؤ ۲۵؛ گناہ سے نجات کا طریقہ ۱۲؛ گناہ کا ظلم ۳۰؛ گناہ کے آثار ۲۳؛ گناہ کے ترک کا سبب ۲۶؛ گناہ کے ترک کی اہمیت ۲۳؛ گناہ کے موانع ۱۴

مستقین: ۱۵

محرمات: ۱۳

موحدین: ۱۵

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ اور زلیخا ۳، ۲۰، ۲۱، ۲۲؛ یوسف ﷺ اور زلیخا کی خواہشات ۹، ۱۰، ۲۸؛ یوسف ﷺ اور کفران نعمت ۲۲؛ یوسف ﷺ سے درخواست کرنا ۲؛ یوسف ﷺ کا اللہ سے پناہ مانگنا ۱۰؛ یوسف ﷺ کا بالغ ہونا ۳۲؛ یوسف ﷺ کا تقویٰ ۱۵، ۱۶؛ یوسف ﷺ کا عقیدہ ۲۰، ۲۱، ۲۲؛ یوسف (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۰، ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۸، ۳۲؛ یوسف ﷺ کا مدبر ہونا ۲۰؛ یوسف (ع) کی اطاعت ۱۵، ۱۶، ۲۱؛ یوسف ﷺ کی توحید ۱۵، ۱۶؛ یوسف ﷺ کی جوانی ۱۵؛ یوسف ﷺ کی حکمت کے آثار ۱۶؛ یوسف ﷺ کی عفت ۳، ۹، ۱۳؛ یوسف ﷺ کی فکر ۲۸؛ یوسف ﷺ کے علم کے آثار ۱۶؛ یوسف ﷺ کے فضائل ۱۳، ۱۵

### آیت ۲۳

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهٗ السُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾

اور یقیناً اس عورت نے ان سے بڑائی کا ارادہ کیا اور وہ بھی ارادہ کر بیٹھتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے یہ تو ہم نے اس طرح کا انتظام کیا کہ ان سے برائی اور بدکاری کا رخ موڑ دیں کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے (۲۳)

۱۔ یوسف ﷺ کا زلیخا سے وصال کرنے سے انکار پر اس نے چاہا کہ وہ اور اس پر غلبہ کے ذریعہ اپنے مقصد کو حاصل کرے۔ ولقد همت به

لفظ (ہمت) اور اس کے تمام مشتقات اگر حرف (باء) کے ساتھ متعدی ہوں تو قصد کرنے کے معنی میں آتے ہیں لہذا اس صورت میں (ولقد همت به) یعنی بے شک زلیخا نے یوسف ﷺ کا ارادہ کیا تا کہ اس سے اپنی آرزو کو پورا کرے چونکہ زلیخا اس طرح کا پہلے سے ارادہ رکھتی تھی (راوتہ التی) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقصد سے مراد کوئی دوسرا عزم ہے۔ اور بعد والی آیت میں (استقبا...)

(یعنی دروازے کی طرف جانے میں پر اس نے سبقت کی) کا جملہ بتاتا ہے کہ اس کا انجام اس کے غم و غصہ پر ختم ہوا۔  
 ۲۔ فقط یوسف ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت کا مشاہدہ کرنا، زلیخا سے ہمبستری کرنے اور اس کی خواہش کو پورا کرنے سے مانع ہوا۔ و ہمّ بھالولا أن رء ابرهان ربّه

(ہم بہا) کا جملہ (لولا أن ...) کے جواب کے قائم مقام ہے یعنی اگر وہ دلیل و برہان الہی کا مشاہدہ نہ کرتے تو زلیخا کی طرف رغبت کرتے۔ یہی (برہان) کا معنی حجت اور دلیل ہے۔ اس کے واضح مصادیق وہ دلیلیں ہیں جو ماقبل آیت میں گذر چکی ہیں۔ یعنی برہان کا مشاہدہ یہ چیزیں تھیں: الف: یوسف (ع) ربوبیت الہی اور اسکی نعمتوں کا مشاہدہ کرتے تھے (انہ ربّی أحسن مثوای) ب: یوسف ﷺ کو مکمل یقین تھا کہ گنہگار اور ظالم لوگ کبھی بھی نجات نہیں پائیں گے۔ (انہ لا یفلح الظالمون)

ج: انہیں اس بات میں شک نہیں تھا کہ زلیخا کے ساتھ وصال، ظلم اور معصیت الہی ہے (معاذ اللہ...)۔  
 ۳۔ یوسف ﷺ، جسمانی طور پر زلیخا کی خواہش و آرزو کو پورا کر سکتے تھے۔  
 و لقد همّت به و همّ بھا لولا أن راء برهان ربّه

قرآن مجید نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ زلیخا نے یوسف ﷺ سے اپنی آرزو کو پورا کرنے کے لئے تمام وسائل مہیا کئے ہوئے تھی اور اس نے موانع کو برطرف کر دیا تھا جملہ (ہم بھا لولا ...) کو فقط حضرت یوسف ﷺ کے لیے مانع، برہان کا مشاہدہ ذکر کیا ہے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ ان میں مردانگی طاقت نہیں تھی اور وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔  
 ۳۔ یوسف ﷺ کا برہان اور حجت الہی سے بہرہ مند ہونا (یعنی ربوبیت الہی کا مشاہدہ کرنا) انکے گناہوں کے ارتکاب سے عصمت کا سبب ہے۔ لولا أن راء برهان ربّه كذلك لنصرف عنه السوء و الفحشاء

۵۔ خداوند متعال کا یوسف ﷺ کو دلیل و برہان کا مشاہدہ کرانے کے ذریعے انہیں زلیخا سے وصال (زنا) کرنے اور اسکو شہوت کی نگاہ سے دیکھنے سے محفوظ و امان میں رکھا۔ كذلك لنصرف عنه السوء و الفحشاء  
 (فحشاء) اس گناہ و معصیت کو کہتے ہیں جو بہت ہی بری اور پلید ہو (لسان العرب) (سوء) کا معنی بدی اور گناہ ہے۔ اسکو (فحشاء) کے مد مقابل ذکر کرنے کے قرینہ کی بناء پر اس سے مراد چھوٹا گناہ ہے۔ (السوء) اور (الفحشاء) پر الف لام ممکن ہے عہد کا ہو۔ پس (الفحشاء) سے مراد زنا کرنا اور (السوء) سے شہوت کی نگاہ مراد ہے۔ اور یہ بھی احتمال ممکن ہے کہ (آل) ان دونوں لفظوں پر جنس کا ہو لہذا مذکورہ گناہ مورد نظر مصادیق میں سے شمار ہونگے۔

۶۔ یوسف ﷺ کڑیل جوانی میں چھوٹے و بڑے گناہ سے معصوم و محفوظ تھے۔

كذلك لنصرف عنه السوء و الفحشاء انه من عبادنا المخلصين

۷۔ برہان و دلیل الہی کا مشاہدہ کرنا (حقائق کا درک مثلاً ربوبیت الہی کا ملاحظہ، گناہ کی بدی کا علم، گنہگاروں اور ظالموں کے نجات نہ پانے پر یقین) یہ سب انبیاء (ع) کی عصمت کے سبب ہیں۔ وہم بھالو لا أن رء ابرہان ربّہ

۸۔ انبیاء ﷺ، اللہ تعالیٰ کی امداد کے سایہ میں گناہ و فحشا سے محفوظ و معصوم ہوتے ہیں۔

كذلك لنصرف عنه السوء و الفحشاء

(لنصرف عنه...) یعنی (تاکہ بدی و پلیدی کو اس سے دور کریں) گناہ کو یوسف ﷺ سے دور کرنے کو خداوند متعال کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برہان الہی کا مشاہدہ بھی توفیق الہی اور اسکی مدد کے سبب تھا۔

۹۔ شوہر دار عورت سے نزدیکی اور زنا کا ارتکاب، بہت ہی برا اور قبیح گناہ ہے۔ لنصرف عنه السوء و الفحشاء

۱۰۔ حضرت یوسف ﷺ، خداوند متعال کے اطاعت گزار اور مخلص بندوں میں سے تھا۔ انہ من عبادنا المخلصين

(مخلصین) (خالص ہونے والوں) سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہے اور وہ کامل طور پر اللہ کے اختیار اور اس کے اوامر کے تحت ہیں اور نہ شیطان ان پر حاکم ہے اور نہ ہی وہ ہوس نفسانی کے قیدی ہیں۔

۱۱۔ خداوند متعال کے خالص بندے (جوہر اعتبار سے اطاعت الہی کرتے ہیں) کبھی بھی گناہ میں آلودہ اور کسی معصیت کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں۔ لنصرف عنه السوء و الفحشاء انه من عبادنا المخلصين

۱۲۔ اللہ عزوجل کے خالص بندے، برہان الہی (ربوبیت الہی پر یقین وغیرہ...) سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

هم بھالو لا أن رء ابرہان ربّہ ... انه من عبادنا المخلصين

۱۳۔ "عن الرضا ﷺ ... و اما قوله عزوجل في يوسف ﷺ: " و لقد همت به همّ بها " فاتها همت بالمعصية و همّ يوسف بقتلها إن أجبرته ... فصرف الله عنه قتلها و الفاحشه و هو قوله عزوجل: كذلك لنصرف عنه السوء و

الفحشاء یعنی

القتل و الزنا...<sup>(۱)</sup> امام رضا ؑ سے روایت ہے: حضرت یوسف ؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت یوسف ؑ کے بارے میں اس فرمان (... ولقد هممت به و هم بها) سے مراد یہ ہے کہ اس عورت نے گناہ کا ارادہ کیا لیکن یوسف ؑ نے یہ ارادہ کیا کہ اگر اس عورت نے انہیں گناہ پر مجبور کیا تو وہ اسے قتل کر دے گئے... "پس خداوند عالم نے انہیں قتل اور خلاف عفت کام سے محفوظ رکھا اور خداوند عالم کے اس قول "كذلك لنصرف عنه السوء الفحشاء" سے مراد یہی ہے۔

۱۳\_ عن علی بن الحسین ؑ انه قال ... قامت إمراة العزيز الى الصنم فالت عليه ثوبا فقال لها يوسف : ما هذا ؟ قالت : استحيى من الصنم ان يرانا فقال لها يوسف : استحيين ممن لا يسمع و لا يبصر ... و لا استحي أنا ممن خلق الانسان و علّمه فذلك قوله عزوجل : "لو لا أن راى برهان ربّه"<sup>(۲)</sup>

امام سجاد ؑ سے روایت ہے کہ عزیز مصر کی زوجہ نے (جو یوسف ؑ کے لیے خلوت کی جگہ بنائی ہوئی تھی) وہاں سے اٹھی وہاں جو بت موجود تھا اس پر کپڑا ڈالا۔ یوسف ؑ نے اس سے کہا: کیا کر رہی ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں بت سے شرم کرتی ہوں جو مجھے دیکھ رہا ہے پھر حضرت یوسف ؑ نے فرمایا جو نہ دیکھتا ہے اور نہ ہی سنتا ہے تو اس سے تو شرم کر رہی ہے لیکن میں کیا اس سے حیا نہ کروں جس نے انسان کو خلق کیا اور اسے علم عطا کیا ہے؟ یہی وہ بات ہے کہ خداوند متعال نے فرمایا (لو لا أن رأى ...)

۱۵\_ عن الصادق ؑ (فی البرهان الذی راى يوسف) النبوة المانعة من ارتكاب لفواحش و الحکمة الصارفة عن القبایح<sup>(۳)</sup>

امام صادق ؑ فرماتے ہیں: وہ برہان جو یوسف ؑ نے دیکھا وہ برہان نبوت تھا جو گناہوں سے ارتکاب سے مانع ہوا۔ اور وہ حکمت تھی جو برے کاموں سے روکتی ہے۔

۱۶\_ عن الرضا (ع) : لقد هممت به و لو لا أن راى برهان ربّه لهم بما كما هممت به لكنه كان معصوماً و المعصوم لا یتهم بذنب...<sup>(۴)</sup>

امام رضا (ع) فرماتے ہیں: وہ عورت جس نے یوسف ؑ کا ارادہ کیا تھا اگر یوسف ؑ برہان الہی کا مشاہدہ نہ کرتے تو وہ بھی ایسا ارادہ کر لیتے حضرت یوسف (ع) معصوم تھے اور معصوم کبھی بھی گناہ کا ارادہ نہیں کرتا۔

(۱) عیون الاخبار الرضا، ج ۱، ص ۱۹۳، ح ۱ ب ۱۴؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۱۹، ح ۲۱ (۲) عیون الاخبار الرضا، ج ۲، ص ۴۵، ح ۱۶۲؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۹، ح ۴۳۔

(۳) مجمع البیان، ج ۵، ص ۳۴۴؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۲۱، ح ۵۰ (۴) عیون الاخبار الرضا، ج ۱، ص ۲۰۱، ح ۱ ب ۱۱۵؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۱۹، ح ۴۲۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دلیلیوں کا فائدہ ۲، ۳، ۵، ۷; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو درک کرنے کے آثار ۷; اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کی مدد کا فائدہ ۸

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کی عصمت کا سبب ۸; انبیاء ﷺ کی عصمت کے عوامل ۷; انبیاء ﷺ کے مقامات ۸

ایمان: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان ۱۲

حقائق: حقائق کو درک کرنے کے آثار ۷

روایت: ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۶

زلیخا: زلیخا اور یوسف ﷺ ۱; زلیخا کا آرزو کرنا ۱; زلیخا کا ارادہ ۱۳

زنا: زنا کا گناہ ۹; زنا کی پلیدی و برائی ۹; شوہر والی عورت سے زنا ۹

ظالمین: ظالمین کی گمراہی ۷

گناہ: گناہ سے عصمت ۶، ۸، ۱۱; گناہ کی پلیدی و برائی کو درک کرنے کے آثار ۷; گناہ کے موانع ۳

گنہگار: گنہگاروں کی گمراہی ۷

مخلصین: ۱۰

مخلصین اور اللہ تعالیٰ کی دلیلیں ۱۲; مخلصین کا ایمان ۱۲; مخلصین کی خصوصیات ۱۱، ۱۲; مخلصین کی عصمت ۱۱; مخلصین

کے فضائل ۱۱

مطیع افراد: ۱۰

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ اور زلیخا ۳، ۵; یوسف ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی حجت ۲، ۳، ۵، ۱۳، ۱۵، ۱۶; یوسف (ع) کا ارادہ

۱۳; یوسف ﷺ کا خلوص ۱۰; یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۱۳، ۱۵، ۱۶; یوسف ﷺ کا مخلصین سے ہونا ۱۰; یوسف

ﷺ کی جوانی ۶; یوسف (ع) کی جنسی قوت ۳; یوسف کی حکمت ۱۵، ۱۶; یوسف کی عصمت کا سبب ۵; یوسف ﷺ کی عفت

۵; یوسف ﷺ کی عصمت کے عوامل ۲، ۳; یوسف کی عصمت ۶، یوسف کی فرمانبرداری ۱۰; یوسف ﷺ کی نبوت

۱۵; یوسف ﷺ کے فضائل ۱۰; یوسف کے مقامات ۶، ۱۶



## آیت ۲۵

﴿وَأَسْتَبْقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصُهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

اور دونوں نے دروازے کی طرف سبقت کی اور اس نے ان کا کرتا پیچھے سے پھاڑ دیا اور دونوں نے اس کے سردار کو دروازہ ہی پر دیکھ لیا۔ اس نے گھبرا کر فریاد کی کہ جو تمہارے عورت کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے علاوہ کیا ہے کہ اسے قیدی بنادیا جائے یا اس پر دردناک عذاب کیا جائے (۲۵)

۱۔ زلیخا، حضرت یوسف ؑ سے اپنی آرزو کو پورا کرنے اور انکو نزدیکی پر آمادہ کرنے کے لیے ان سے جھگڑا کرنے پر تل گئی۔ و استبقا الباب

۲۔ حضرت یوسف ؑ، زلیخا سے الجھنے سے نجات پانے کی خاطر باہر جانے والے دروازے کی طرف لپکے۔  
و لقد همت به ... استبقا الباب

"الباب" کو معرفہ لانا خاص دروازہ کی طرف اشارہ ہے۔ مقام کی مناسب سے یہ کہا جاسکتا ہے اس سے مراد باہر نکلنے والا دروازہ ہے۔

۳۔ گناہ سے آلودہ نہ ہونے کے لئے معصیت کے ماحول سے نکلنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ و استبقا الباب  
۳۔ زلیخا، حضرت یوسف ؑ کو حاصل کرنے اور ان کو باہر جانے سے روکنے کی خاطر ان کے پیچھے جلدی سے باہر جانے والے دروازے کی طرف لپکی۔ و استبقا الباب

۵۔ حضرت یوسف (ع)، زلیخا سے دور بھاگنے کی کوشش میں باہر جانے والے دروازے تک اس سے پہلے پہنچ گئے۔  
و استبقا الباب و قدت قميصه من دبر

۶۔ زلیخا نے حضرت یوسف ؑ کو باہر جانے سے روکنے کے لیے ان کی قمیض کو پیچھے سے پکڑا اور اسکو زور سے اپنی طرف کھینچا۔ و استبقا الباب و قدت قميصه من دبر

۷۔ زلیخا کا یوسف ؑ کی قمیض کو پکڑنے کی وجہ سے قمیض میں سوراخ ہو گیا اور وہ ساری کی ساری پھٹ گئی۔  
و قدت قميصه من دبر

(قَدَّ) کا مصدر ہے جس کا معنی اوپر سے نیچے تمام کا تمام شگافتہ اور پارہ کرنا ہے (لسان العرب) اس صورت میں (قَدَّ الْقَمِيص) یعنی اوپر سے نیچے تک ساری کی ساری قمیض پھٹ گئی۔

۸۔ حضرت یوسف عليه السلام، دروازے کو کھولنے اور زلیخا کے مکر سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔  
و أَلْفِيَا سِيدَهَا لِدَا الْبَابِ

۹۔ زلیخا کا یوسف عليه السلام کے پیچھے دوڑنا اور ان کا اس سے بھاگنے کے دوران ہی جب دروازہ کھلا تو انہوں نے عزیز مصر کو دروازے میں پایا۔ و الْفِيَا سِيدَهَا لِدَا الْبَابِ

(إِلْفَا) (أَلْفِيَا) کا مصدر ہے جو پانا اور روبرو ہونے کے معنی میں آتا ہے (سید) کا معنی سردار اور صاحب عظمت ہے۔ لیکن یہاں مراد شوہر ہے۔

۱۰۔ یوسف عليه السلام کے زمانے میں شوہر کا بیوی کے لیے آقا و سردار ہونا۔ و أَلْفِيَا سِيدَهَا لِدَا الْبَابِ

۱۱۔ زلیخا نے جب اپنے شوہر "عزیز مصر" کو دیکھا تو یوسف عليه السلام پر اپنے اوپر تجاوز کرنے کے ارادے کی تہمت لگائی۔  
قَالَتْ مَا جِزَاءُ مَنْ ارَادَ بِأَهْلِكَ سُوءَ

(جزاء) کا معنی انجام اور سزا ہے اور اس آیت شریفہ میں (ما) نافیہ ہے۔ اسی وجہ سے (ما جزاء...) کا معنی یہ ہوگا۔ جو تیری بیوی پر تجاوز کرنے کا ارادہ کرے اسکی سزا نہیں ہو سکتی مگر زندان یا دردناک عذاب۔

۱۲۔ زلیخا کا یوسف عليه السلام پر تہمت لگانے میں پہل کرنا۔

و أَلْفِيَا سِيدَهَا لِدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جِزَاءُ مَنْ ارَادَ بِأَهْلِكَ سُوءَ

۱۳۔ زلیخا کا عزیز مصر کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کرنا۔ قَالَتْ مَا جِزَاءُ مَنْ ارَادَ بِأَهْلِكَ سُوءَ

۱۴۔ زلیخا کا عزیز مصر کو ابھارنے کا مقصد حضرت یوسف (ع) کا مواخذہ اور انہیں سزا دینا تھا۔

مَا جِزَاءُ مَنْ ارَادَ بِأَهْلِكَ سُوءً إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابَ أَلِيمٍ

ابھارنے کا معنی زلیخا کے قول (اہلک) سے استفادہ ہوا ہے۔ یعنی تیری بیوی کے قول کا استعمال، عزیز مصر کو اسکی سزا و عقاب پر ابھارنے کی خاطر تھا۔

۱۵۔ زلیخا نے عزیز مصر کے سامنے یوسف علیہ السلام کو تجاوز کرنے سے متہم نہیں کیا۔ ما جزاء من أراد با هلك سوء مذکورہ بالا معنی کا (أراد) (قصد کیا) کے فعل سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۶۔ یوسف علیہ السلام کو قید میں ڈالنا یا اس پر شکنجہ کرنا یہ زلیخا کی عزیز مصر کو سزا دینے کی تجویز تھی۔  
ما جزاء من أراد با هلك سوء أ إلا ان يسجن ا و عذاب الیم

۱۷۔ قدیمی و تاریخی مصر اور یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قید خانے کا ہونا۔ إلا أن يسجن

۱۸۔ قدیمی و تاریخی مصر اور یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مجرموں کو قید میں ڈالنا اور ان پر شکنجہ کرنا متداول و رائج تھا۔  
إلا ان يسجن أو عذاب أليم

۱۹۔ قدیمی مصر میں اشراف اور بزرگان کی بیویوں پر تجاوز کا ارادہ کرنا، مستوجب سزا و عقاب تھا۔  
ما جزاء من أراد با هلك سوء إلا أن يسجن أو عذاب الیم

۲۰۔ عن علی بن الحسین (ع) ... : فغلقت الابواب علیها و علیہ و قالت : لا تخف و ا لقت نفسها علیہ فافلت منها هاربا إلى الباب ففتحه فلاحقه فجذبت قميصه من خلفه...<sup>(۱)</sup>

امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے: (عزیز مصر) کی بیوی نے اپنے اور یوسف علیہ السلام کے لیے دروازوں کو بند کر دیا اور اس سے کہا ڈرو مت: اور اپنے آپ کو اس پر گرا دو: حضرت یوسف (ع) اس سے بھاگ گئے اور دروازے کی طرف بھاگنا شروع کر دیا اور دروازے کو کھول دیا یہاں تک کہ وہ عورت بھی ان تک پہنچ گئی اور اس نے ان کی قمیض کو پیچھے سے کھینچا۔

اشراف: اشراف کی بیویوں پر تجاوز کرنے کی سزا ۱۹

روایت: ۲۰

زلیخا: زلیخا اور عزیز مصر ۹، ۱۳، ۱۳؛ زلیخا اور یوسف علیہ السلام ۱، ۳، ۶، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۵؛ زلیخا اور حضرت یوسف (ع) کی سزا ۱۳؛ زلیخا کا صفائی پیش کرنا ۱۳؛ زلیخا تہمتیں ۱۱، ۱۲؛ زلیخا کی سازش ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۳؛ زلیخا کی مراد پانے کی کوشش ۱

زند ان:

(۱) علل الشرائع، ص ۴۸، ح ۱، ب ۴۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۴، ح ۱۷۔

زندانی کی تاریخ ۱۸، ۱۷: یوسف ؑ کے زمانے میں زندان ۱۷

سزاء: سزائی کی شناخت ۱۸، ۱۹

شکنجہ: شکنجہ کی تاریخ ۱۸: حضرت یوسف (ع) کے زمانے میں شکنجہ ۱۸

عزیز مصر: عزیز مصر اور حضرت یوسف (ع) کی سزاء ۱۳: عزیز مصر کو ابھارنا ۱۳

قدیمی مصر: قدیمی مصر میں اشراف کی بیویوں کا احترام ۱۹: قدیم مصر میں شکنجہ ۱۸: قدیمی مصر میں قید خانہ ۱۷: قدیم مصر

میں قیدی بنانا ۱۸

قید میں ڈالنا: یوسف (ع) کے زمانہ میں قید میں ڈالنا ۱۷

گناہ: گناہ کی جگہ سے اجتناب کی اہمیت ۳

مرد کی سرداری: مرد کی سرداری کی تاریخ ۱۰: یوسف ؑ کے میں مرد کی سالاری ۱۰

یوسف ؑ: یوسف ؑ اور زلیخا ۲، ۵، ۹: یوسف ؑ اور عزیز مصر ۹: یوسف (ع) پر تہمت ۱۱، ۱۵، ۱۲: یوسف (ع) پر

شکنجہ ۱۶: یوسف ؑ کا بھاگنا ۲، ۵، ۸: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۲۰: یوسف

ؑ کو قیدی بنانا ۱۶: یوسف ؑ کی سزاء ۱۶: یوسف (ع) کی قیض ۶، ۲۰: یوسف ؑ کی قیض کا پھٹ جانا ۷: یوسف ؑ

کی نجات ۸: یوسف ؑ کے خلاف سازش ۱، ۳، ۵، ۱۳

## آیت ۲۶

﴿قَالَ هِيَ رَاوَدْتَنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾

یوسف نے کہا کہ اس نے خود مجھے سے اظہار محبت کیا ہے اور اس پر اس کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی بھی

دے دی کہ اگر ان کا دامن سامنے سے پھٹا ہے تو وہ سچی ہے اور یہ جھوٹوں میں سے ہیں (۲۶)

۱۔ یوسف ؑ کا زلیخا کی تہمت کے مقابلے میں اپنا دفاع کرنا۔

قال ہی راودتنی عن نفسی

۲۔ یوسف ؑ نے عزیز مصر کے سامنے زلیخا کی ناجائز خواہش اور اس کے مقابلے میں اپنے انکار کرنے کو بیان کیا اور

خود کو ہر برے ارادے سے پاک و منزا قرار دیا۔ قال ہی راودتنی عن نفسی

(ہی راودتنی) اور (أناقمت) کی جو نحوی ترکیب ہے کہ بتداء فاعل کے معنی میں ہے اور اسکی خبر خود فعل ہے۔ کبھی یہ تاکید پر دلالت کرتی ہے اور کبھی حصر پر دلالت کرتی ہے۔ چونکہ یوسف (ع) اپنے سے الزام کو دور کرنے کی کوشش میں تھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (ہی راودتنی) کا جملہ حصر پر دلالت کر رہا ہے۔ تو اس صورت میں جملہ (ہی راودتنی) کا معنی یہ ہوگا کہ وہ (زلیخا) مجھ سے اپنی آرزو پوری کرنے کی خواہش رکھتی تھی لیکن میں نے یہ خواہش پوری نہیں کی اور میں اس سے انکار کرتا رہا۔

۳۔ ضروری ہے کہ نامناسب تہمتوں سے انسان اپنا دفاع کرے۔

قالت ما جزاء ... قال ہی راودتنی عن نفسی

۳۔ اپنے دفاع کے لیے دوسرے کے گناہوں کو افشاء کرنا جائز ہے۔ قالت ... قال ہی راودتنی عن نفسی

۵۔ یوسف ﷺ نے زلیخا کی نزدیکی اور وصال کی خواہش کو اپنے دفاع کے وقت تک مخفی رکھا اور اسے فاش نہیں کیا۔  
قالت ... قال ہی راودتنی عن نفسی

۶۔ یوسف ﷺ اپنے دفاع کے وقت مطمئن اور پرسکون تھے۔ قال ہی راودتنی عن نفسی

یوسف ﷺ نے اپنے اتہام کو دور کرنے کے لیے اپنی کلام (ہی راودتنی عن نفسی) میں نہ تو تاکید کے الفاظ استعمال کئے اور نہ ہی قسم وغیرہ اٹھائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس مقام پر حضرت یوسف (ع) نہایت مطمئن اور پرسکون تھے۔

۷۔ عزیز مصر نے یوسف اور زلیخا کے ماجر میں اپنی طرف سے فیصلہ نہیں دیا اور جلدی فیصلہ کرنے سے پرہیز کیا۔

قالت ... قال ہی راودتنی عن نفسی و شهد شاهد من اہلہ

۸۔ زلیخا کے رشتہ داروں میں ایک شخص نے زلیخا اور یوسف ﷺ کے ماجر میں مداخلت کی اور ان کے درمیان اس نے فیصلہ کیا۔ و شهد شاهد من اہلہ

۹۔ یوسف ﷺ اور زلیخا کے واقعہ میں قضاوت کرنے والا اگرچہ زلیخا کے رشتہ داروں میں سے تھا لیکن اس نے غیر جانبدار ہو کر حق کا فیصلہ دیا۔

و شهد شاهد من أهلها إن كان قميصه قد من قبل

۱۰۔ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے واقعہ کی قضاوت کرنے والا، اپنا فیصلہ دینے سے پہلے یوسف علیہ السلام کی قمیض کے پھٹ جانے سے آگاہ ہو چکا تھا۔ و شهد شاهد من أهلها إن كان قميصه قد

۱۱۔ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے واقعہ کا فیصلہ کرنے والے نے زلیخا کی سچائی اور یوسف علیہ السلام کے جھوٹ کو یوسف علیہ السلام کی آگے کی جانب سے قمیض کو پھٹنے پر منحصر قرار دیا۔ ان کان قميصه قد من قبل فصدقت و هو من الكاذبين

۱۲۔ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے واقعہ کا فیصلہ کرنے والا، اپنے صحیح فیصلے اور قمیض کے پھٹنے پر کامل اطمینان رکھتا تھا۔ و شهد شاهد من أهلها إن كان قميصه قد من قبل

(شہد شاہد) کے جملے میں گواہی سے مراد اظہار نظر اور قضاوت کرنا وغیرہ ہے۔ اس لفظ کا ذکر جو کہ شہادت و مشاہدہ پر موقوف ہے بتاتا ہے کہ وہ شخص اپنی قضاوت و فیصلے پر اتنا مطمئن تھا گویا اس نے ماجرہ کو اپنی آنکھوں ہی سے دیکھا ہے۔

۱۳۔ عن علی بن الحسین علیہ السلام ... قال : يوسف و اله يعقوب ما ا ردت بأهلك سوء بل هي راودتني عن نفسي فسل هذا الصبي ... و كان عندها من أهلها صبي زائر لها فانطق الله الصبي لفصل القضاء فقال ... انظر الى قميص يوسف <sup>(۱)</sup>

امام سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ یوسف نے کہا: مجھے یعقوب علیہ السلام کے خدا کی قسم میں تیری بیوی کے بارے میں بری نظر نہیں رکھتا تھا۔ خود اس نے مجھے دعوت دی تم اس بچے سے پوچھ لو۔ وہ بچہ اس عورت کے رشتہ داروں میں سے تھا جو اس کو دیکھنے کے لیے آیا تھا پھر خداوند متعال نے قضاوت کرنے کے لیے اس بچے کو زبان دی اور وہ کلام کرنے لگا اور اس نے کہا: یوسف علیہ السلام کی قمیض کو دیکھو...

احکام: ۳

راز فاش کرنا: راز فاش کرنے کا جواز ۳; راز فاش کرنے کے احکام ۳

روایت: ۱۳

خود: اپنا دفاع ۱، ۲، ۶; اپنے دفاع کی اہمیت ۳، ۵; اپنے سے تہمت کو دور کرنا ۳

زلیخا:

زلیخا کا اپنی آرزو کو پورا کرنے کی کوشش کرنا ۲، ۵ زلیخا کی صداقت کے دلائل ۱۱؛ زلیخا کے رشتہ داروں کی قضاوت ۸، ۹  
عزیز مصر: عزیز مصر اور قصہ یوسف ﷺ ۷

قضاوت: اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے میں قضاوت کی نشانیاں ۱۱؛ قضاوت میں عدالت ۹؛ قضاوت میں قضاوت کی  
علامات کا کردار ۱۱

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ اور زلیخا کی تہمتیں ۱؛ یوسف ﷺ اور عزیز مصر ۲؛ یوسف ﷺ کا پرسکون ہونا ۶؛ یوسف (ع) کا  
دفاع ۱، ۶؛ یوسف ﷺ کا راز فاش کرنا ۲، ۵؛ یوسف کا صفائی پیش کرنا ۲؛ یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۵، ۷، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۳؛  
یوسف ﷺ کا گواہ ۱۳؛ یوسف (ع) کی قیض ۱۳؛ یوسف (ع) کی قیض کا پھٹنا ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ یوسف (ع) کے پیش آنے کا  
طریقہ ۶؛ یوسف ﷺ کے جھوٹ بولنے کے دلائل ۱۱؛ یوسف ﷺ کے قصے میں قاضی کا اطمینان ۱۲؛ یوسف (ع) کے قصے  
کا قاضی ۹، ۱۰، ۱۱

## آیت ۲۷

﴿وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدٌّ مِّنْ دُجْرٍ فَكَذَّبْتَ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾

اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ جھوٹی ہے اور یہ سچوں میں سے ہیں (۲۷)

۱۔ یوسف ﷺ اور زلیخا کے واقعے کا فیصلہ کرنے والے نے کرتے کے پیچھے سے پھٹنے کی وجہ سے زلیخا کے دعویٰ کو جھوٹا  
اور یوسف ﷺ کو سچا قرار دیا۔ و ان کان ... و هو من الصادقین

۲۔ یوسف (ع) اور زلیخا کے قضیے میں فیصلہ کرنے والے کے نزدیک کرتے کا پھٹنا حقیقت کشف ہونے کا محور قرار پایا۔  
و شہد شاہد ... و هو من الصادقین

قیض کے پھٹنے سے قضیے کی حقیقت کو بھانپ لینا فیصلہ کرنے والے کی ذہانت و ہوشیاری پر دلالت  
دلالت کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس نے زلیخا کے رشتہ دار ہونے کے باوجود بھی حق کو مخفی نہیں رکھا۔ اس سے اسکی حق  
پرستی اور عدالت ثابت ہوتی ہے۔

۳۔ مجرم کی تشخیص کے لیے جرم کی شناخت میں مختلف طریقوں کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ ان کان ... و هو من الصادقین  
جرم:

جرم کو ثابت کرنے کے دلیلیں ۳

جرم کی شناخت کرنا: جرم کی شناخت کرنے کا طریقہ ۳

زلیخا: زلیخا کے جھوٹے ہونے کے دلائل ۱

قضاوت: دعویٰ کو ثابت کرنے میں قضاوت کے طور طریقے ۱: قضاوت میں قضائی طور طریقوں کا کردار ۱

مجرمین: مجرمین کی تشخیص کا طریقہ ۳

یوسف علیہ السلام: یوسف علیہ السلام کی سچائی کے دلائل ۱: یوسف علیہ السلام کی قمیض کا پھٹ جانا ۱، ۲: یوسف علیہ السلام کے قصے کا قاضی ۱;  
یوسف علیہ السلام کے قصے کی قضاوت ۳: یوسف علیہ السلام کے قصہ کے قاضی کی عدالت ۳: یوسف علیہ السلام کے قصے میں قاضی کے  
فضائل ۳: یوسف علیہ السلام کے قصے میں قاضی کی کام میں سوجھ بوجھ ۳

## آیت ۲۸

﴿فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ﴾

پھر جو دیکھا کہ ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ تم عورتوں کی مکاری ہے تمہارا مکر بہت عظیم ہوتا ہے (۲۸)  
۱۔ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے ماجرا کی حقیقت کو کشف کرنے کے لیے خود ہی تحقیق کی اور قمیض اور اسکے  
پھٹ جانے کے انداز کا ملاحظہ کیا۔ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ

ظاہر یہ ہے کہ (رأی) میں ضمیر، عزیز مصر کی طرف لوٹتی ہے۔

۲۔ عزیز مصر، نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کو پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھ کر ان کی سچائی کو سمجھ لیا۔

فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ

۳۔ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کی سچائی کو جاننے کے بعد یوسف علیہ السلام کے حق میں فیصلہ دیا اور زلیخا کو مجرم ٹھہرایا۔

فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ

۳۔ عزیز مصر نے واقعہ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے قاضی کی طرف سے پیش کردہ شواہد کو حضرت یوسف علیہ السلام سے



تہمت دور کرنے اور اسکی بے گناہی کو ثابت کرنے لیے کافی سمجھا۔ فلما رءا قميصه قد من دبر قال انه من كيدكن  
۵۔ عزیز مصر نے یوسفؑ کی حقانیت کو سمجھنے کے بعد عورتوں کو مکرو حیلہ سے مجسم انسان قرار دیا۔  
إنه من كيدكن

۶۔ ناجائز جنسی روابط اور اخلاقی انحرافات کو وجود میں لانے میں عورتوں کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ انه من كيدكن  
مذکورہ معنی اس صورت میں ہے جب (انہ) کی ضمیر وصال کے ارادے کی محبت کی طرف لوٹ رہی ہو جس کا جملہ (ہی  
راودتی ...) سے استفادہ ہوتا ہے۔

۷۔ عزیز مصر نے یوسفؑ سے اپنی آرزو پورا کرنے والے مکرو زلیخا کے زنانہ مکرو حیلوں سے قرار دیا۔  
إنه من كيدكن

یہ احتمال ہے کہ (انہ) کی ضمیر (غلقت الابواب ...) کے جملے سے جو حقیقت ظاہر ہوتی ہے کی طرف پلٹے مذکورہ معنی اسی  
احتمال کی بناء پر ہے۔

۸۔ عزیز مصر نے زلیخا کا حضرت یوسفؑ کو متہم کرنے اور ان کے لیے سزا کے مقرر کرنے میں پہل کرنے کو زلیخا کا  
مکرو قرار دیا۔ قالت ما جزاء من أراد با هلك سوءاً ... انه من كيدكن

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ جب (انہ ...) کی ضمیر کو (قالت ما جزاء ...) آیت ۲۵ کے معنی کی طرف لوٹائیں اور  
وہ معنی یہ ہے کہ زلیخا نے اپنے آپ کو پاکدامن اور مقابل کو گنہگار ثابت کرنے میں پہل کی ہے۔

۹۔ عزیز مصر کا عورتوں کے مزاج اور ان کے مکرو فریب سے آگاہ ہونا۔ ان كيدكن عظيم

۱۰۔ عورتوں کا مکرو فریب، بہت ہی بڑا مکرو فریب ہوتا ہے۔ ان كيدكن عظيم

اگرچہ جملہ (ان كيدكن عظيم) عزیز مصر کا کلام ہے۔ لیکن مفسرین قائل ہیں کہ اگر قرآن مجید میں خداوند متعال کسی کلام کو  
نقل کرے اور اسکو رد نہ کرے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کلام حق ہے۔

۱۱۔ مکرو فریب عورتوں کا وہ ذریعہ ہے جن سے وہ اخلاقی فساد و انحراف ایجاد کرتی ہیں۔ انه من كيدكن

۱۲۔ عورتوں کے مکرو فریب سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ انه من كيدكن انه كيدكن عظيم

۱۳۔ عزیز مصر کا یوسف ﷺ اور زلیخا کے قصے میں اپنی رائے دینے اور قضاوت کرنے میں عدالت اور انصاف سے کام لینا۔ فلما رءا قمیصہ ... قال إنه من کیدکنّ إن کیدکنّ عظیم

اخلاق: اخلاقی فساد کے عوامل ۶

زلیخا: زلیخا کا مکر ۷، ۸؛ زلیخا کی آرزو پوری کی خواہش ۷؛ زلیخا کی تہمتیں ۳، ۸؛ زلیخا کے خلاف فیصلہ ہونا ۳  
عزیز مصر: عزیز مصر اور زلیخا ۳، ۷؛ عزیز مصر اور عورتوں کا مکر ۹؛ عزیز مصر اور یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۷، ۸، ۱۳؛ عزیز مصر اور یوسف ﷺ کی صداقت ۲؛ عزیز مصر اور یوسف ۳، ۴، ۵؛ عزیز مصر کا آگاہ ہونا ۹؛  
عزیز مصر کا چھان بین کرنا ۱؛ عزیز مصر کی عدالت ۱۳؛ عزیز مصر کی قضاوت ۱۳  
عورتیں: عورتوں کا فساد پھیلانا ۶، ۱۱؛ عورتوں کا مکر ۵، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱؛ عورتوں کے مکر کے مقابلہ میں ہوشیار و چالاک ہونا ۱۲

فساد: فساد کا ذریعہ ۱۱

گمراہی: گمراہی کا ذریعہ ۱۱

مکر: بہت بڑا مکر ۱۰

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ پر تہمت ۳، ۸؛ یوسف ﷺ کی صداقت ۳، ۵؛ یوسف ﷺ کی صداقت کے دلائل ۲، ۳؛ یوسف ﷺ کے کرتے کا پھٹ جانا ۱، ۲، ۳

## آیت ۲۹

﴿يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ﴾

یوسف اب تم اس سے اعراض کرو اور زلیخا تو اپنے گناہ کے لئے استغفار کر کہ تو خطا کاروں میں ہے (۲۹)

۱۔ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام سے چاہا کہ زلیخا کے معاملے کو بھلاو اور اسکو چھپا دے۔ یوسف أَعْرِضْ عَنْ هَذَا (اعراض عن هذا) کا معنی زلیخا کے ماجرے کو فراموش کرنا یعنی اسکو مخفی کرنے اور اس سے صرف نظر کرنے کے معنی میں ہے۔ یعنی اس کے بارے میں کسی سے گلا و شکوہ نہیں کرنا۔ کیونکہ زلیخا کے خلاف کسی قسم کا اقدام کرنا حضرت یوسف (ع) کے مقام جو کہ ایک زر خرید غلام تھے سے سازگار نہیں تھا۔

۲۔ واقعہ کی حقیقت ظاہر ہونے کے بعد عزیز مصر کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کا اکرام و احترام۔  
یوسف أَعْرِضْ عَنْ هَذَا

لفظ (یوسف) منادی اور (یا) حرف نداء ہے جو یہاں حذف ہو گیا ہے۔ عزیز مصر اس کو حذف کر کے یوسف علیہ السلام سے اپنی قربت اور محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور انکا نام لے کر ان سے اپنی مہربانی اور عطوفت کو بیان کر رہا ہے۔  
۳۔ عزیز مصر کے سامنے جب زلیخا کی غلطی ثابت ہو گئی تو اس نے اسے استغفار کرنے اور گناہ سے معافی طلب کرنے کے لیے کہا۔ وَ اسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ

جملہ (وَ اسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ) "اپنے گناہوں کی معافی مانگو" میں یہ بیان نہیں ہوا کہ زلیخا کس سے معافی طلب کرے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ استغفار سے مراد خداوند متعال سے استغفار کرنا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ خود عزیز مصر سے معافی طلب کرنا مراد ہے۔

۳۔ عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی سے جنسی رابطہ رکھنا نامناسب اور ناجائز ہے۔ وَ اسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ

۵۔ قدیم ایام سے انسان، عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی سے جنسی روابط کے ناجائز و نامناسب ہونے کا اعتقاد رکھتا تھا اور اس کی تاکید کرتا تھا۔ وَ اسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ

زلیخا: زلیخا کے مکر کو چھپانا ۱

عزیز مصر: عزیز مصر اور زلیخا ۳; عزیز مصر اور یوسف ﷺ ۱، ۲; عزیز مصر کی توقعات ۱، ۳

ناجائز روابط: ناجائز روابط تاریخ کی نظر میں ۵; ناجائز روابط کی برائی ۵; نامحرم سے رابطہ ۳

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ سے درخواست کرنا ۱; یوسف ﷺ کا احترام ۲; یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳

### آیت ۳۰

﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

اور پھر شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عزیز مصر کی عورت اپنے جوان کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اسے اس کی

محبت نے مدہوش بنا دیا تھا ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ عورت بالکل ہی کھلی ہوئی گمراہی میں ہے (۳۰)

۱۔ زلیخا کا یوسف ﷺ سے عشق اور اسکا ان سے اپنی آرزو کو پورا کرنے کی خواہش کرنا، شہر میں پھیل گیا۔

و قال نسوة في المدينة امراة العزيز تراود فتاها

۲۔ مصر کے دار الخلافہ میں یوسف (ع) اور زلیخا کے قصہ کی خبر عام ہونے کا سبب اشراف کی عورتیں تھیں۔

و قال نسوة في المدينة

مذکورہ معنی اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب (فی المدینة) کا جملہ (قال) کے متعلق ہو لہذا جملہ یوں ہوگا (قال نسوة فی

المدینة...) یعنی عورتوں نے یوسف ﷺ اور زلیخا کے عشق کو اس شہر (دار الخلافہ مصر) میں پھیلا دیا۔

۳۔ زلیخا کا یوسف ﷺ سے عشق اور اسکا ان سے اپنی آرزو کو پورا کرنے کے لئے اصرار، اشراف لوگوں کی بیویوں کی

زبان پر جاری ہو گیا۔ و قال نسوة في المدينة امراة العزيز تراود فتاها عن نفسه

(فی المدینة) ممکن ہے (قال) کے متعلق ہو

اسی طرح احتمال ہے کہ (نسوة) کے لیے صفت ہو تو دوسرے احتمال کی صورت میں جملہ (قال نسوة فی المدینة...) سے مراد یعنی شہر کی عورتیں زلیخا کے قصے کو ایک دوسرے کے لیے بیان کرتی تھیں۔

۳۔ زلیخا، عزیز مصر کی بیوی تھی۔ امراء العزیز

۵۔ یوسف علیہ السلام کا عشق، زلیخا کے دل و جان میں راسخ ہو گیا تھا اور وہ اس عشق کے سامنے مسحور ہو گئی تھی۔ قد شغفها حب (شغاف) دل کے پردے یا دل کے مرکزی نقطے کو کہا جاتا ہے۔ پس (شغف) کا معنی یہ ہو گا کہ یہ اس کے لیے دل کا غلاف بن گیا یا دل کے مرکز تک پہنچ گیا۔ (شغفها) کے فاعل کی ضمیر (فتی ہا) کی طرف لوٹتی ہے اور (حباً) تمیز ہے جو فاعل کا بدل ہے۔ تو عبارت یوں گئی (شغف حب یوسف ایابا) یعنی یوسف علیہ السلام کی محبت زلیخا کے لیے دل کا غلاف ہو گئی اور اسکو گھیر لیا یا یہ معنی کریں گئے کہ یوسف علیہ السلام کے عشق نے زلیخا کے دل کے پردہ کو پھاڑ کر اس میں نفوذ کر لیا۔

۶۔ زلیخا کا یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہونا اور اس کے عشق کی داستان، یوسف علیہ السلام کی عین جوانی میں تھی۔

تراود فتی ہا عن نفسه قد شغفها حب

۷۔ اشراف کی عورتوں نے زلیخا کا ایک زر خرید غلام سے آرزو پورا کرنے کے تقاضا کو برا سمجھا اور اسکی اس بات پر ملامت کرتی تھیں۔ و قال نسوة فی المدینة امراء العزیز تراود فتی ہا عن نفسه قد شغفها حب

(فتا) غلام اور عبد کے معنی میں ہے اور جوان کے معنی میں بھی آتا ہے۔ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ جملہ (تراود فتاہا) میں (فتا) کے دونوں معنی مراد لیے گئے ہوں۔

۸۔ زر خرید غلام پر عاشق ہونا اور اس سے جنسی آرزو کا تقاضا کرنا، اشراف کی عورتوں اور زلیخا کی ہم سن عورتوں کی نظر میں واضح و روشن غلطی و خطا تھی۔ قد شغفها حباً إنا لنری ہا فی ضلال مبین اشراف کی عورتوں کا یوسف علیہ السلام کو (غلام یا زلیخا کا چھو کر) کہنا اس پر انگشت نمائی کرنا تھا کہ کیوں اس نے اپنے زر خرید غلام سے عشق کیا ہے۔

۹۔ زلیخا کا یوسف علیہ السلام سے عشق کرنا در حالانکہ وہ عزیز مصر جیسے شخص کی بیوی تھی یہ اشراف کی عورتوں کے لیے بہت ہی تعجب آور بات اور اسکی بہت ہی سرزنش اور ملامت کا موجب تھی۔ امراء العزیز تراود فتی ہا عن نفسه

اشراف کی عورتوں کا زلیخا کو (عزیز مصر کی بیوی سے) یاد کرنا اسکی برائی کو زیادہ جلوہ دینا ہے۔ یعنی غلاموں سے عشق و معشوقی تو بری بات ہے چہ جائیکہ عزیز مصر کی بیوی ہو کر یہ کام کرے یہ تو بہت ہی نامناسب بات ہے۔

۱۰۔ عن علی بن الحسین ؑ ... فلما سمع الملك كلام الصبي ... قال ليوسف : (أعرض عن هذا ... ) و اکتّمه

قال : فلم یکتّمه یوسف و اذاعه فی المدینہ حتی قلن نسوة منهنّ امرأة العزیز تراود فتاها عن نفسه...<sup>(۱)</sup>

امام سجاد ؑ سے روایت ہے کہ... جب بادشاہ نے اس بچے کی بات کو سنا... تو پھر یوسف ؑ سے کہا اس بات کو فراموش کر دو۔ اور اسکو دل میں رکھ لو۔ (امام ؑ فرماتے ہیں) کہ یوسف ؑ نے اس بات کو چھپایا نہیں بلکہ شہر والوں کو بتا دیا۔ تب شہر کی چند عورتوں نے یہ کہا کہ عزیز مصر کی بیوی نے غلام کو اپنی ہوس پوری کرنے کی دعوت دی ہے۔

۱۱۔ عن أبی جعفر ؑ فی قوله " قد شغفها حبّا " یقول : قد حجبها حبّه عن الناس فلا تعقل غیره<sup>(۲)</sup>

امام باقر ؑ سے خداوند عالم کے اس قول (قد شغفها حبّا) کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت ؑ نے فرمایا: کہ عزیز مصر کی بیوی کے دل پر یوسف (ع) کے عشق نے اس طرح پردہ ڈال دیا تھا کہ وہ لوگوں کو فراموش کر چکی تھی یوسف ؑ کے علاوہ اسے کسی کی بھی فکر نہیں تھی۔

اشراف مصر: اشراف مصر کی عورتیں اور زلیخا ۸، ۷؛ اشراف مصر کی عورتیں اور زلیخا کی آرزو طلبی ۲، ۳؛ اشراف مصر کی عورتوں کا تعجب ۹؛ اشراف مصر کی عورتوں کی فکر ۸  
رجحانات: غلام کی طرف رجحان کرنے کی مذمت ۸

روایت: ۱۰، ۱۱

زلیخا: زلیخا اور عزیز مصر ۳؛ زلیخا کا شوہر ۳؛ زلیخا کا یوسف (ع) سے عشق ۶، ۵، ۱۱، ۹؛ زلیخا کی سرزنش ۷، ۹؛ زلیخا کے آرزو طلبی کی شہرت ۱، ۳؛ زلیخا کے عشق کی شہرت ۱، ۳؛ زلیخا کے عشق کی شہرت کے عوامل ۲؛ عزیز مصر اور یوسف ؑ ۱  
عزیز مصر: عزیز مصر کی بیوی ۳؛ عزیز مصر کی توقعات ۱۰

غلام: غلام سے آرزو پور کرنے پر سرزنش ۷، ۸

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا فاش کرنا ۱۰؛ یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱؛ یوسف (ع) کی جوانی ۶

(۱) علل الشرائع، ص ۴۹، ج ۱، ب ۴۹؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۴، ح ۱۷۔

(۲) تفسیر قمی، ج ۱، ص ۳۵۷؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۲۳، ح ۵۴۔

### آیت ۳۱

﴿فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ﴾

پھر جب زلیخا نے ان عورتوں کی مکاری اور تشہیر کا حال سنا تو بلا بھیجا اور ان کے لئے پر تکلف دعوت کا انتظام کرے مسند لگادی اور سب کو ایک ایک چھری دے دی اور یوسف سے کہا کہ تم ان کے سامنے سے نکل جاؤ پھر جیسے ہی ان لوگوں نہ دیکھا تو بڑا حسین و جمیل پایا اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا کہ حاشا اللہ یہ تو آدمی نہیں بلکہ کوئی محترم فرشتہ ہے (۳۱)

۱۔ زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے اپنے عشق کی داستان پر مصر کی عورتوں کی سرزنش کو سنا اور اس سے آگاہ ہوئی۔ فلما سمعت بمكرهنّ

(سمع) کا فعل متعدی ہے۔ (بأ) کے حرف کے ساتھ متعدی کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی وجہ سے (سمعت بمكرهنّ) کے جملہ میں (علت) کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جملے کا معنی یوں ہوگا۔ زلیخا عورتوں کے مکر سے آگاہ ہوئی اور یہ آگاہ ہونا ان خبروں کی بناء پر تھا جو اس کے لیے بیان کی گئیں۔

۲۔ زلیخا کا یوسف علیہ السلام سے عشق کرنے کا قصہ، اشراف مصر کی عورتوں کے لیے اس کے خلاف سازش اور پروپیگنڈا کا ہتھیار تھا۔ قال نسوة في المدينة... فلما سمعت بمكرهنّ

(مکر) سے مراد زلیخا کے قصے کو نقل کرنا ہے (مکر) سے قصہ کو نقل کرنے کا معنی لینے سے مراد یہ کہ اشراف مصر کی عورتیں، اس قصہ کو مشہور کر کے زلیخا کی شخصیت پر ضرب لگانا اور اس کے خلاف سازش کرنا چاہتی تھیں۔

۳۔ زلیخا، نے عورتوں کی سازش اور سرزنش کرنے والی باتوں سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد انہیں اپنے گھر مدعو کیا۔ فلما سمعت بمكرهنّ أرسلت اليهنّ

(أرسلت اليهنّ) کا معنی یہ ہے کہ ان کی طرف بھیجا جملہ (واعتدت لهنّ متكئا و...) کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ان کو کھانے کی دعوت دی تھی۔

۳\_ زلیخا نے عورتوں کی سرزنش کا جواب دینے کے لیے ایک کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا جو ایک مخصوص دعوت تھی۔  
أرسلت إليهنّ و أعتدت لهنّ متكئا

۵\_ زلیخا نے مدعو عورتوں کے تکیہ لگانے اور آرام کے لیے ایک مخصوص تکیہ گاہ کا انتظام کیا۔  
و أعتدت لهنّ متكئا

"اعتاد" (اعتدت) کا مصدر ہے جو آمادہ اور مہیا کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ "متکئا" اسکو کہتے ہیں جسے تکیہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اسکا نکرہ لانا اسکے مخصوص ہونے کو بیان کرتا ہے۔

(متکئا) غذا و طعام کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسکا مفرد لانا اور جملہ (آت ... ) کے ساتھ ذکر کرنا (یعنی ہر ایک کو غذا کے لیے چاقو دیا گیا) ممکن ہے کہ یہاں (متکئا) سے مراد (طعام) ہو۔

۶\_ زلیخا نے ہر مدعو خاتون کو کھانے کی چیزوں سے استفادہ کے لیے چاقو فراہم کیا۔ و ء ات کل واحدة منهنّ سگینا  
۷\_ زلیخا بنفس نفیس محفل دعوت کو آراستہ کرنے والی اور اشراف کی خواتین کے لئے میزبان تھی۔  
و أعتدت لهنّ متكئا و ء ات کل واحد منهنّ سگینا

(أعتدت) اور (آت) کی ضمیر (امرأة العزیز) کی طرف لوٹتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود ان کاموں کو انجام دے رہی تھی۔ وگرنہ فعل (أعتدت) اور (اوتیت) کو مجہول ذکر کیا جاتا۔

۸\_ زلیخا نے جن عورتوں کو یوسف (ع) کے دیدار کی دعوت دی تھی وہ دس سے زیادہ نہیں تھیں۔  
و قال نسوة فی المدینہ ... فلما سمعت بمکرمهنّ أرسلت الیهنّ

(مکرمهنّ) اور (الیهنّ) کی ضمیر "نسوة" کی طرف پلٹ رہی ہے جو اس سے پہلے والی آیت میں ذکر ہے۔ اور (نسوة) کا لفظ جو جمع قلت کا صیغہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد دس افراد سے کم تھی۔

۹\_ کھانے پینے کی چیزوں میں چاقو کا استعمال قدیمی مصر اور یوسف ﷺ کے زمانے میں رائج تھا۔  
و ء ات کل واحدة منهنّ سگینا

۱۰\_ زلیخا نے یوسف ﷺ کو مدعو عورتوں سے دور رکھنے کے لیے انہیں عمارت کے اندر والے کمرے میں رہنے کو کہا۔ و  
قالت اخرج علیهنّ



(خروج) کا لفظ اندر سے باہر آنے کے معنی میں آتا ہے۔ (اخرج علیہن) سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت یوسف (ع) عورتوں کے مجمع میں آئے تو اس سے پہلے ایسی جگہ تھی جو اندر کا حصہ شمار ہوتا تھا۔ یعنی اگر دعوت کا پروگرام باہر والے ہال میں تھا تو زلیخا نے حضرت یوسف ﷺ کو اندر والے کمرے میں رکھا تھا۔

۱۱۔ جب عورتیں اپنی جگہ پر تکیہ لگائے ہوئے کھانا کھانے کے لیے آمادہ ہوئیں تو زلیخا نے یوسف ﷺ سے کہا کہ ان کے سامنے سے گزر جائیں۔ وقالت اخرج علیہن

۱۲۔ یوسف (ع)، زلیخا کے حکم کے مطابق بغیر کسی وقفہ کے اشراف کی عورتوں میں آگئے۔  
قالت اخرج علیہن فلما رایہ

(فاء) (فلما) میں فصيحة ہے۔ گویا کہ یہاں جملات تقدیر میں ہیں (فخرج علیہن فرایہ فلما رایہ) ان جملات کا یہاں محذوف ہونا، بتاتا ہے کہ زلیخا کا حکم اور یوسف ﷺ کی بجا آوری ایکجیسی ہے۔

۱۳۔ زلیخا، یوسف ﷺ سے اپنے عشق کو لوگوں پر ظاہر ہونے سے پہلے اشراف مصر کی عورتوں سے انہیں مخفی رکھے ہوئے تھی۔ امرأة العزیز ترا ودفتیہا... فلما رایہ اکبرہ

۱۴۔ اشراف مصر کی عورتوں نے زلیخا کی دعوت میں پہلی بار یوسف ﷺ کا جلوہ دیکھا تھا۔  
فلما رایہ اکبرہ... و قلن حاشا للہ ما هذا بشر

۱۵۔ اشراف مصر کی عورتیں، یوسف ﷺ کو دیکھنے کے بعد حیرت زرہ اور مدہوش ہو گئی۔  
فلما رایہ اکبرہ و قطعن ایدیہن

"اکبر" "اکبران" کا مصدر ہے جس کا معنی عظمت اور بزرگی والا پانا ہے۔

۱۶۔ اشراف مصر کی عورتیں، یوسف ﷺ کو دیکھنے کے بعد بے حال ہو گئیں اور ان کے حسن و جمال کے دیکھنے کے علاوہ کسی چیز کے ادراک پر قادر نہیں تھیں۔ فلما رایہ اکبر نہ و قطعن ایدیہن

۱۷۔ اشراف مصر کی عورتوں نے یوسف ﷺ کے (حیرت انگیز) حسن و جمال کے مشاہدہ سے کھانے پر چاقو چلانے کی بجائے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا۔ فلما رایہ اکبر نہ و قطعن ایدیہن

(قطع) کا معنی جدا کرنا اور کاٹنے کا ہے۔ زخمی اور مجروح کرنے میں اس لفظ کا استعمال بتاتا ہے کہ زخم اور کاٹنا بہت شدید تھا۔ (قطعن) کے لفظ کا باب تفعیل سے لانا یہ بیان کرتا ہے کہ اشراف مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھوں کو مختلف جگہ سے

کاٹ دیا اور (قطع) کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ہے۔

۱۸۔ زلیخا، ہوشیار و چالاک اور مکار عورت تھی۔ فلما سمعت بمكرهنّ أرسلت اليهنّ۔ وء اتت كل واحدة منهن سكّيناً ... فلما رأيته أكبرنه

۱۹۔ اشرف کی عورتوں نے ایک زبان ہو کر یوسف ﷺ کی عظمت اور انکے پرکشش حسن و جمال کا اعتراف کیا۔ فلما رأيته ... و قلن حاشا لله ما هذا البشر۔

۲۰۔ یوسف ﷺ کا حسن و جمال بے نظیر اور دلربا ہونے کے ساتھ زیبائی اور خوبصورتی کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ فلما رأيته اكبر نه و قطعن أيديهن و قلن حاشا لله ما هذا البشر

(فلما رايته...) کے جملہ میں یوسف ﷺ کے حسن و زیبائی اور دلبر ہونے کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ یہ احتمال بھی دیا جاسکتا ہے کہ زلیخا، حضرت یوسف ﷺ سے عشق و محبت کرنے پر مجبور تھی۔ اس احتمال کا مؤید یہ ہے قرآن مجید نے اسکی مذمت نہیں کی اور یوسف (ع) نے بھی اسکو عشق و معشوقی کے مراحل میں عذاب الہی سے نہیں ڈرایا ہے۔ ۲۱۔ انسان کے درک کرنے کی قوت، حسن و جمال کی بلندی کو دیکھ کر کام کرنے سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔ و قطعن أيديهن

۲۲۔ مصر کی عورتوں کے نزدیک یوسف ﷺ کا بے مثال حسن انکے انسان ہونے میں شک و تردید کا موجب بنا۔ حاشا لله ما هذا البشر

۲۳۔ اشرف کی عورتوں نے یوسف ﷺ کو بلند مرتبہ اور با عظمت فرشتہ پایا۔ ان هذا الا ملك كريم ۲۳۔ زلیخا کو سرزنش اور ملامت کرنے والی عورتوں نے حضرت یوسف ﷺ کا مشاہدہ کرنے کے بعد زلیخا کا ان سے عشق و محبت کو باحق قرار دیا۔ فلما رأيته أكبرنه ... ان هذا الا ملك كريم

۲۵۔ یوسف ﷺ کے خدو خال انکی عظمت اور بزرگی کے بیگانہ تھے۔ ان هذا الا ملك كريم

۲۶۔ یوسف ﷺ کے زمانے میں مصری، خداوند متعال اور اسکے پاک و پاکیزہ ہونے کے معتقد تھے۔ حاشا لله

۲۷۔ عصر یوسف ﷺ کے مصری لوگ، فرشتوں کے وجود اور انکی زیبائی کے قائل تھے۔ ان هذا الا ملك كريم

۲۸\_ فرشتوں کے وجود پر اعتقاد کی بنیاد، تاریخ بشر میں بہت ہی قدیم ہے۔ اِن ہذا اِلا ملک کریم

۲۹\_ عن علی بن الحسین ؑ : ... فا رسلت الیہن و هیات لهنّ طعاما و مجلساً ثم اتھنّ با ترج و (آت کل واحدۃ منھن سکینا...<sup>(۱)</sup>)

امام سجاد (ع) سے روایت ہے: عزیز مصر کی بیوی نے عورتوں کے لیے ایک (قاصد) روانہ کیا اور ان کو کھانے کی دعوت دی اور ایک محفل ترتیب دی۔ اس وقت ان عورتوں کے ہاتھوں میں ایک چاقو اور ایک سنگترہ دیا۔

اشراف مصر: اشراف مصر کی عورتیں اور زلیخا، ۲۳، ۲۳؛ اشراف مصر کی عورتیں اور یوسف ؑ، ۱۵، ۱۳، ۱۶، ۱۹، ۱۴، ۲۲، ۲۳، ۲۳؛ اشراف مصر کی سوچ، ۲۳، ۲۳؛ اشراف مصر کی عورتوں کا اقرار، ۱۹؛ اشراف مصر کی عورتوں کا ہاتھ کاٹنا، ۱۴؛ اشراف مصر کی عورتوں کا تعجب، ۱۵، ۱۴؛ اشراف مصر کی عورتوں کا عجز، ۱۶، اشراف مصر کی عورتوں کا مکرو فریب، ۲، اشراف مصر کی عورتوں کو بلانا، ۲۹؛ اشراف مصر کی عورتوں کی خدمت و تواضع، ۴، ۶؛ اشراف مصر کی عورتوں کی خدمت و تواضع، ۵، ۸، ۱۰،

چاقو: یوسف ؑ کے زمانہ میں چاقو کا استعمال، ۹،

خوبصورتی: خوبصورتی کا فائدہ، ۲۱،

درک کرنا: درک کرنے کی قوت کا اثر انداز ہونا، ۲۱،

دیکھنے کی طاقت: دیکھنے کی طاقت کا عمل دخل، ۲۱،

روایت، ۲۹،

زلیخا: زلیخا اور اشراف مصر کی عورتیں، ۲۹، ۱۱؛ زلیخا اور مصر کی عورتوں کا ملامت کرنا، ۳، ۱؛ زلیخا اور یوسف ؑ، ۱۳، ۱۰؛ زلیخا کا دعوت کرنا، ۳؛ زلیخا کا یوسف ؑ سے عشق، ۱۳، ۲؛ زلیخا کی چالاکی، ۱۸؛ زلیخا کی خواہشات، ۱۰؛ زلیخا کی دعوت کا پروگرام، ۵، ۳، ۶، ۴، ۱۰، ۲۹؛ زلیخا کی دعوت میں چاقو کا استعمال، ۶؛ زلیخا کی مصر کی عورتوں کو دعوت، ۳، ۳؛ زلیخا کی ہوشیار ی، ۱۸؛ زلیخا کے خلاف سازش، ۲؛ زلیخا کے صفات، ۱۸؛ زلیخا کے مہمانوں کی تعداد، ۸

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے پاک و پاکیزہ ہونے کا عقیدہ، ۲۶؛ عقیدہ کی تاریخ، ۲۸، ۲۴؛ ملائکہ کے وجود پر عقیدہ، ۲۸، ۲۴

قدیمی اہل مصر:

(۱) علل الشرائع، ص ۴۹، ج ۱؛ ب ۴۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۱۴؛ ج ۱۷۔

قدیمی اہل مصر اور ملائکہ ۲۷؛ قدیمی اہل مصر کا عقیدہ ۲۶، ۲۷؛ قدیمی اہل مصر کی اللہ تعالیٰ کے بارے میں شناخت ۲۶  
ملائکہ: ملائکہ کا خوبصورت ہونا ۲۷

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ اور ملائکہ ۲۳؛ یوسف ﷺ: زلیخا کی دعوت میں ۱۲، ۱۱، ۱۳؛ یوسف (ع) کا چھپانا ۱۳؛ یوسف (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵؛ یوسف ﷺ کی بزرگی ۲۵؛ یوسف ﷺ کی خوبصورتی ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰؛ یوسف (ع) کی خصوصیات ۲۰؛ یوسف ﷺ کی عظمت ۱۹، ۲۳، ۲۵؛ یوسف (ع) کے بشر ہونے میں شک ۲۲؛ یوسف ﷺ کے خدوخال ۲۵

### آیت ۳۲

﴿قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَنِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاودْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيَسْجَنَنَّ وَلَيَكُونَا مِنَ الصَّاغِرِينَ﴾

زلیخا نے کہا کہ یہی۔ وہ ہے جس کے بارے میں تم لوگوں نے میری ملامت کی ہے اور میں نے اسے کھینچنا چاہا تھا کہ یہ بچ کر نکل گیا اور جب میری بات نہیں مانی تو اب قید کیا جائے گا اور ذلیل بھی ہوگا (۳۲)

۱۔ زلیخا نے اشراف مصر کی عورتوں کو یوسف ﷺ کا جلوہ دکھا کر یہ سمجھا یا کہ وہ یوسف (ع) سے عشق کرنے میں مجھے ملامت نہ کریں۔ قالت فذلكن الذي لمتني فيه

۲۔ زلیخا نے اشراف کی عورتوں کے سامنے یوسف (ع) سے اپنی آرزو کو پورا کرنے کے تقاضا کا اعتراف کیا۔  
لقد راودته عن نفسه

۳۔ زلیخا نے اشراف کی عورتوں کے سامنے یوسف (ع) کی پاکدامنی و عفت اور انکا اسکے وصال کی خواہش کو قبول نہ کرنے کی گواہی دی۔ لقد راودته عن نفسه فاستعصم

عصمت اور استعصام کا معنی منع کرنا اور قبول نہ کرنے کا ہے لیکن استعصام میں مبالغہ ہے (فاستعصم) یعنی یوسف (ع) نے بڑی سختی سے میری خواہش کو رد کر دیا اور اپنی عفت کو برقرار رکھا۔

۳۔ زلیخا نے اشراف کی عورتوں کے سامنے اس بات کی تاکید کی وہ وصال یوسف (ع) پر اصرار کرے گئی  
و لئن لم يفعل ماء امره

۵۔ زلیخا نے قسم اٹھائی کہ یوسف ؑ نے اگر مجھ سے وصال کرنے سے انکار کیا تو وہ اس کو زندان میں پھینک دے گی اور اسکو ذلیل و خوار کرے گی۔ و لئن لم يفعل ماء امره ليسجنن و ليكونا من الصاغرين۔

(لئن) میں "لام" "لام" تاکید ہے اور "لیکونا یا لیکنن" میں فعل مضارع اور نون تاکید خفیفہ کے ساتھ ہے  
۶۔ حضرت یوسف (ع)، عزیز مصر کے دربار میں قابل احترام اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔  
و ليكوناً من الصاغرين

۷۔ قدیمی مصر میں قید خانہ کا وجود۔ ليسجنن

۸۔ یوسف ؑ کو جس زندان میں قید کرنے کی دھمکی دی گئی اسمیں انہیں ذلیل و خوار کرنے کے لئے رکھا گیا۔  
ليسجنن و ليكونا من الصاغرين

(ليكوناً من الصاغرين) کا جملہ یعنی حقیر اور خوار کیا جائے گا یہ جملہ (ليسجنن) یعنی قیدی بنے گا کے لئے نتیجہ کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ یوسف (ع) نے عورتوں کی خواہش کو پورا کرنے کی جگہ قید خانہ کو ترجیح دی لیکن بعد والی آیت میں حقیر و ذلیل ہونے کو ترجیح دینے کے بارے میں بات نہیں کی ہے۔

۹۔ زلیخا، مصر کی عدالت اور حکومت میں بہت زیادہ نفوذ رکھتی تھی۔ و لئن لم يفعل ماء امره ليسجنن وليكوناً من الصاغرين

(ليسجنن) کے فاعل کو محذوف رکھنا اور اسکو فعل مجہول ذکر کرنا اس بات کو متضمن ہے کہ یوسف (ع) کا زندان میں جانا اسکے انکار کی وجہ سے ہے۔ یعنی زلیخا حکومت میں اتنا اثر رکھتی تھی کہ کسی اور کو اسے حکم دینے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ جو بھی اسکا کہنا نہیں مانتا تھا اسکو قید خانہ میں ڈال دیتی تھی۔

۱۰۔ عزیز مصر کے زمانہ میں حکومتی نظام ایک ظالمانہ نظام اور مستقل قضاوت کے شعبہ سے محروم تھا۔  
ولئن لم يفعل ماء امره ليسجنن وليكوناً من الصاغرين

۱۱۔ عن علی بن الحسین: ... ففالت لهن (فذلكن الذی لمتننی فیہ) یعنی فی

امام سجاد (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے: ... عزیز مصر کی بیوی نے (حضرت یوسف (ع) کی طرف اشارہ) کر کے خواتین کو خطاب کر کے کہا: یہ ہے وہ شخص جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں: یعنی اس کے عشق کے بارے میں میری سرزنش کرتی تھیں۔

روایت: ۱۱

زلیخا؛ زلیخا اور اشراف مصر کی عورتیں ۱، ۲؛ زلیخا اور حضرت یوسف ﷺ ۲؛ زلیخا اور حضرت یوسف ﷺ کا انکار ۵؛ زلیخا اور حضرت یوسف ﷺ کی ذلت ۵؛ زلیخا کا اقرار ۲، ۳؛ زلیخا کا حضرت یوسف ﷺ سے وصال کا تقاضا ۲، ۳؛ زلیخا کا حضرت یوسف ﷺ کے ساتھ عشق ۱، ۱۱؛ زلیخا کی سرزنش ۱، ۱۱؛ زلیخا کی قسم ۵؛ زلیخا کی واہی ۳؛ زلیخا مضر کے دربار میں ۹

زندان: زندان کی تاریخ ۷

عزیز مصر: عزیز مصر اور حضرت یوسف ﷺ ۶

قدیمی مصر: حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں قدیمی مصر کی حکومت ۱۰؛ قدیمی مصر کا نظام حکومت ۱۰؛ قدیمی مصر کی استبدادی حکومت ۱۰؛ قدیمی مصر میں زندان ۷

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۱؛ حضرت یوسف ﷺ کی پاکدامنی کی گواہی ۳؛ حضرت یوسف ﷺ مصر کے دربار میں ۶

(۱) علل الشرائع، ص ۴۹، ح ۱، ب، ۴۱؛ تفسیر برہان، ج ۲ ص ۲۴۵، ح ۱۔

### آیت ۳۳

﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ﴾

یوسف نے کہا کہ پروردگار یہ قید مجھے اس کام سے زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ لوگ دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو ان کے لکر کو میری طرف سے موڑ نہ دے گا تو میں ان کی طرف مانل ہو سکتا ہوں اور میرا شمار بھی جاہلوں میں ہو سکتا ہے (۳۳)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی عفت و پاکدامنی کی حفاظت اور زلیخا کی دھمکیوں کی پرواہ نہ کرنے والے تھے۔  
قال رب السجن احب اليّ مما يدعونني اليه

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور خداوند عالم کے مخلص بندوں کے نزدیک، گناہ اور معصیت میں پڑنے سے یہ بہتر ہے کہ وہ زندان میں چلے جائیں اور مصائب اٹھائیں۔ قال رب السجن احب اليّ مما يدعونني اليه

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور اللہ کے خالص بندوں کے نزدیک، اللہ کی اطاعت میں دکھ و تکلیف برداشت کرنا، اور اپنی عفت کی پاسبانی و حفاظت کرنا، قابل قدر اور پسندیدہ بات ہے۔ رب السجن احب اليّ مما يدعونني اليه

۴۔ دکھ و تکلیف میں مبتلا ہونا، گناہ کے ارتکاب کا جواز نہیں بن سکتا ہے۔ رب السجن احب اليّ مما يدعونني اليه

۵۔ شوہر دار عورتوں سے جنسی روابط کا حرام ہونا۔ قال رب السجن احب اليّ مما يدعونني اليه

۶۔ اشراف مصر کی عورتیں (جوزلیخا کی مہمان تھیں) تمام کی تمام یوسف علیہ السلام سے نزدیکی کی خواہش مند تھیں۔ مما يدعونني اليه

(یدعون) مذکورہ آیت شریفہ میں جمع مؤنث کا صیغہ ہے اس کا فاعل وہ عورتیں ہیں جوزلیخا کی مہمان تھیں اور (اصب) لیجھن کے جملہ کے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یوسف (ع) کو اپنے وصال کے لینے چاہتی تھیں اور (یدعوننی) کا جملہ جو مضارع ہے یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ اس پر اصرار بھی کرتی تھیں۔

۷۔ یوسف علیہ السلام، زلیخا اور اشراف کی عورتوں کے اس مکرو فریب سے پریشان تھے جو ان کو گناہ و معصیت پر آمادہ کرنا چاہتی تھیں۔ وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

۸۔ یوسف علیہ السلام، عورتوں کی جنسی خواہشات اور ان کی آرزو کو پورا کرنے کی پوری طرح قدرت رکھتے تھے۔ وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

۹۔ جنسی خواہشات اور اسکی طرف جھکاؤ کسی وقت بھی انسان کے لیے خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

۱۰۔ یوسف علیہ السلام نے زلیخا اور اسکی ہم خیال عورتوں کے ناجائز مطالبہ کے مقابلہ میں اپنی استقامت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر اپنے آپ کو ناتواں پایا۔ وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

۱۱۔ یوسف (ع) نے زلیخا اور اشراف کی عورتوں کے مکر اور شہوت کے جال سے نجات پانے کے لیے خدا سے التجا اور اسکی ذات سے مدد چاہی۔ رَبِّ ... وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

(صَبَوَ) (اَصْبَ) کا مصدر ہے جو میلان و رغبت اور جھکاؤ پیدا کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ جملہ (اِلَّا تَصْرَفْ ...) یعنی اگر تو مجھے ان عورتوں کے مکرو فریب سے دور نہیں رکھے گا تو میں اسکی طرف جھک جاؤں گا بعد والی آیت کرمہ میں (فاستجاب) خبر ہے جو دعا اور التجا کے لیے استعمالی ہوئی ہے۔

۱۲۔ یوسف علیہ السلام کا گناہ ترک کرنے میں خدائی مدد کا ضروری سمجھنا، انکا ربوبیت خداوندی پر اعتقاد کا جلوہ تھا۔ رَبِّ ... وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

۱۳۔ عورتوں کے مکر اور جنسی خواہشات سے الہی امداد کے بغیر بچنا انبیاء علیہم السلام اور خدا کے خالص و نیک بندوں کے لیے بھی ممکن نہیں ہے۔ وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

۱۴۔ انبیاء علیہم السلام گناہ سے بچنے اور عصمت پر قائم رہنے کے لیے ہمیشہ امداد الہی اور اسکی توفیق کے محتاج ہیں۔ وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ

۱۵۔ خداوند متعال کے حضور دعا و التجا اور اس سے مدد طلب کرنا، گناہ اور جنسی انحرافات سے بچنے کا طریقہ ہے۔ رَبِّ ... وَاِلَّا تَصْرَفْ عَنی کِیدھَنّْ اَصْبِ اِلَیھِنّْ



۱۶۔ خداوند متعال کی طرف توجہ اور اسکی ربوبیت پر اعتقاد رکھنا خصوصاً گناہ کے ارتکاب کے خطرہ کے موقع پر ضروری ہے۔ ربّ ... الّا تصرف عنی کیدھنّ أصب الیھنّ

۱۷۔ ربوبیت الہی کی طرف توجہ کرنا، دعا کے آداب میں سے ہے۔ قال ربّ ... و الّا تصرف عنی کیدھنّ أصب الیھنّ

۱۸۔ یوسف (ع)، زلیخا اور اسکی ہم فکر عورتوں کی ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کو بے عقلی اور بے وقوفی کے گرداب میں گرنا سمجھتے تھے۔ والّا تصرف ... أصب الیھنّ و أکن من الجاهلین

جہل کا معنی عقل کے مقابلہ میں بے وقوفی ہے نیز اس کا معنی علم کے مقابلہ میں نادانی بھی ہے مذکورہ بالا تفسیر میں پہلا معنی کیا گیا ہے۔

۱۹۔ یوسف علیہ السلام، گناہ کے ارتکاب اور زلیخا و اسکی ہم فکر عورتوں کی خواہش پورا کرنے کو خدادادی علم و حکمت سے محرومیت کا موجب سمجھتے تھے۔ اُتیناہ حکماً و علماً ... و الّا تصرف عنی کیدھنّ أصب الیھنّ و أکن من الجاهلین

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ جہل کا معنی بے وقوفی کریں تو یہاں کہہ سکتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کا جاہل ہو جانے سے مراد علم اور حکمت سے خالی ہو جانا تھا جو خداوند متعال نے ان کو عطا فرمائی تھی (اُتیناہ حکماً و علماً) "آیت ۲۲"

۲۰۔ گناہ، اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے علوم سے محرومیت کا موجب ہے۔

و اُتیناہ حکماً و علماً ... و الّا تصرف عنی کیدھنّ أصب الیھنّ و أکن من الجاهلین

۲۱۔ ہوس پرستی اور ناجائز جنسی کاموں کے جال میں پھنسے ہوئے لوگ بے عقل اور بے سمجھ ہوتے ہیں۔

۲۲۔ گناہ کا ارتکاب، بے عقلی و بے وقوفی ہے۔ أصب الیھنّ و أکن من الجاهلین

۲۳۔ "عن علی بن الحسین علیہ السلام ... و خرجن النسوة من عندها (إمراة العزیز) فأرسلت کل واحدة منهنّ الی یوسف سرّاً من صاحبته تسأله زیارة فأبی علیهنّ و قال : "إلّا تصرف عنی کیدھنّ أصب الیھنّ و أکن من الجاهلین" (۱)

امام سجاد (ع) سے روایت ہے کہ مصر کی عورتیں عزیز مصر کی بیوی کے ہال سے جب باہر چلی گئیں تو اپنی سہیلی (زلیخا) سے چھپ کر یوسف علیہ السلام کو پیغام

(۱) علل الشرائع ص ۴۹، ح ۱، ب ۴۱، نور الثقلین، ج ۲ ص ۴۱۵، ح ۱۷۔

بھیجا کہ ہم تم سے ملنے کی خواہشمند ہیں یوسف ؑ نے اسکو قبول نہیں کیا اور کہا بارالہا اگر ان عورتوں کے مکر و حیلے کو مجھ سے تو نے دور نہ کیا تو میں انکی طرف رغبت پیدا کر لوں گا اور جاہلین میں سے ہو جاؤں گا...

احکام: ۵

اشراف مصر: اشراف مصر کی عورتیں اور یوسف ؑ ۶؛ اشراف مصر کی عورتوں کا مکر ۱۲۳؛ شراف مصر کی عورتوں کی دعوتیں ۶

اطاعت: اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں مشکلات ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی مدد کی اہمیت ۱۳، ۱۳؛ توفیقات الہی کی اہمیت ۱۳

انبیاء: انبیاء کا بشر ہونا ۸؛ انبیاء کی عصمت کا سبب ۱۳؛ انبیاء کی معنوی و روحانی ضروریات ۱۳

انسان: انسان کے گمراہ ہونے کے مقامات ۹

بے وقوف لوگ: ۲۱ بے وقوفی: بے وقوفی کے اسباب ۲۲

جاہل لوگ: ۲۱

جنسی بے راہ روی: جنسی بے راہ روی سے نجات ۱۵

جنسی شہوت: جنسی شہوت پر قدرت ۱۳؛ جنسی شہوت کا خطرہ ۹

حکمت: حکمت کے زوال کے عوامل ۱۹، ۲۰

دعا: دعا کے آثار ۱۵؛ دعا کے آداب ۱۷

ذکر: ربوبیت الہی کا ذکر ۱۷؛ ذکر الہی کی اہمیت ۱۶؛ ربوبیت الہی کے ذکر کی اہمیت ۱۶؛ گناہ کے وقت ذکر الہی کرنا ۱۶

ذلت: ذلت کو گناہ پر ترجیح دینا ۲

روایت: ۲۳

زنا:

زنا کے احکام ۵؛ شوہر والی بیوی سے زنا ۵

ضرورتیں: اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ۱۳

عفت: عفت کی اہمیت ۳

عقیدہ: ربوبیت الہی کا عقیدہ ۱۲

علم: علم کے زوال کے اسباب ۱۹، ۲۰؛ قدر و قیمت ۳؛ علم لدنی ۱۹، ۲۰

عورتیں: عورتوں کے مکر سے نجات ۱۳

گناہ: گناہ سے نجات کا طریقہ ۱۵؛ گناہ کا جواز ۳؛ گناہ کے آثار ۱۹، ۲۰، ۲۲؛ گناہ کے ترک کا سبب ۱۳

محرمات: ۵

مخلصین: مخلص لوگ اور ذلت ۲؛ مخلص لوگ اور گناہ ۲؛ مخلص لوگوں کا عقیدہ ۲، ۳؛ مخلص لوگوں کا عفت کو برقرار رکھنا ۳

مدد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کے آثار ۱۵

مشکلات: مشکلات اور گناہ ۳؛ مشکلات کے آثار ۳

ناجائز روابط: ۵

ہوا و ہوس کے پجاری: ہوا و ہوس کے پجاریوں کی بے وقوفی ۲۱

یوسف علیہ السلام: یوسف علیہ السلام اور اشراف مصر کی عورتوں کا مکرو حیلہ ۴، ۱۱؛ یوسف علیہ السلام اور بے وقوفی و جہالت کے اسباب

۱۸؛ یوسف علیہ السلام اور ترک گناہ ۱۲؛ یوسف علیہ السلام اور ذلت ۲؛ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کی خواہشات ۱۸، ۱۹؛ یوسف علیہ السلام (ع) اور

زلیخا کی دھمکیاں ۱؛ یوسف علیہ السلام اور گمراہی کے اسباب ۱۸؛ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا مکرو حیلہ ۴، ۱۱؛ یوسف علیہ السلام اور گناہ ۲،

۸؛ یوسف علیہ السلام کا اقرار ۱۰، ۱۲؛ یوسف علیہ السلام (ع) کا اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرنا ۱۰، ۱۲؛ یوسف علیہ السلام کا عجز ۱۰، ۱۲؛ یوسف علیہ السلام

کا عفت کو بچانا ۳؛ یوسف علیہ السلام کا عقیدہ ۱۲؛ یوسف علیہ السلام (ع) کا مدد طلب کرنا ۱۱؛ یوسف علیہ السلام کو دعوت دینا ۶؛ یوسف علیہ السلام کی

پریشانی ۴؛ یوسف علیہ السلام کی دعا ۱۱، ۲۳؛ یوسف علیہ السلام کی سوچ ۲، ۳، ۱۰، ۱۸، ۱۹؛ یوسف علیہ السلام کی عفت ۱

### آیت ۳۳

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

تو ان کے پروردگار نے ان کی بات قبول کر لے اور ان عورتوں کے مکر کو پھیر دیا کہ وہ سب کس سننے والا اور سب کا جاننے والا ہے (۳۳)

۱۔ خداوند متعال نے یوسف علیہ السلام کی دعا (زلیخا اور اسکی ہم جولیوں کے مکر و فریب سے نجات کی درخواست) کو قبول کیا اور اس کو ان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھا۔ فاستجاب له ربّه فصرف عنه کیدھنّ

"استجابہ" استجاب کا مصدر ہے جس کا معنی درخواست قبول کرنا ہے۔

۲۔ خداوند متعال کی غیبی امداد، یوسف علیہ السلام کے لیے زلیخا اور اشراف کی عورتوں کے مکر و فریب اور گناہ سے نجات کا موجب بنی۔ فاستجاب له ربّه فصرف عنه کیدھنّ

۳۔ زلیخا اور اشراف کی عورتیں، یوسف علیہ السلام کے خداوند متعال سے توسّل کرنے کی وجہ سے اس سے مایوس و ناامید اور اس کے خلاف مکر و فریب کرنے سے رک گئیں۔ فصرف عنه کیدھنّ

عورتوں کے مکر (کید) سے مراد یہاں انکا مکر فریفتہ ہونا اور اظہار محبت کرنا ہے۔ (صرف عنه کیدھنّ) کی عبارت سے یہ مراد ہوگا کہ یوسف علیہ السلام کی دعا کے بعد انہوں نے یوسف علیہ السلام سے عشق بازی اور خواہشات کرنا ترک کر دیں۔ (ثم) کا لفظ جو بعد والی آیت کریمہ میں ہے۔ اس بات پر نوید ہے کہ یوسف علیہ السلام کے قید خانہ میں جانے سے پہلے ہی وہ اپنی آرزو کی تکمیل میں ناامید ہو گئیں تھیں اور ان سے دور ہو گئیں نہ یہ کہ ان کا زندان میں جانا، انکے عشق کی خواہش کے قطع کا سبب بنا۔

۴۔ خداوند متعال کے حضور عجز و انکساری کا اظہار اس ذات کی حمایت حاصل کرنے اور انسان کیلئے اپنی حاجات کی برآوری میں بہت مؤثر ہے۔ فاستجاب له ربّه ... إنه هو السميع العليم

۵۔ انسان کی عاقبت میں دعا کا کردار۔ الا تصرف عني کیدھنّ ... فاستجاب له ربّه فصرف عنه کیدھنّ

۶۔ زلیخا اور دوسری عورتوں کے مکر و فریب سے نجات، ربوبیت الہی کا ان پر جلوہ تھا۔

فاستجاب له ربّه ... إنه هو السميع العليم

۷۔ بندوں کی دعاؤں کو مستجاب کرنا، ربوبیت الہی کا جلوہ ہے۔ فاستجاب له ربّہ

۸۔ انسان کی سرنوشت و رفتار اور سیر و سلوک میں خداوند عالم کا کردار ہوتا ہے۔ الاّ تصرف ... فصرف عنہ کیدھنّ

۹۔ اپنی تقدیر اور سرنوشت بنانے میں انسان کا خود خداوند عالم سے تقاضا کرنا، بہت کردار کا حامل ہوتا ہے۔

قال ربّ السجن احبّ الی ... فصرف عنہ کیدھنّ

۱۰۔ خداوند عالم کے ارادے اور مشیت کے مقابلے میں انسان کی چاہت اور کوشش، بے ثمر اور شکست سے دوچار

ہوتی ہے۔ فصرف عنہ کیدھنّ

۱۱۔ صرف ذات الہی ہی سمیع (مطلق سننے والا) اور علیم (مطلق جاننے والا) ہے۔ انّہ هو السميع العلیم

"ہو" کی ضمیر، ضمیر فصل ہے جو حصر سے حکایت کر رہی ہے اور "السمیع" اور "العلیم" پر جو "الف لام" داخل ہے وہ استغراق صفات کے لیے ہے اسی وجہ سے ان دونوں صفات سے مطلق سننے والا اور مطلق جاننے والا کا معنی لیا گیا ہے۔

۱۲۔ خداوند عالم بندوں کی دعاؤں کو سننے والا اور انہیں مستجاب کرنے والا ہے۔

فاستجاب له ربّہ ... انّہ هو السميع

"سمیع" خداوند عالم کے سننے پر دلالت کرنے کے علاوہ "فاستجاب له ربّہ" کے قرینہ کی وجہ سے اس بات کی بھی حکایت کر رہا ہے کہ خداوند عالم لوگوں کی دعاؤں کو مستجاب بھی کرنے والا ہے۔

۱۳۔ خداوند عالم بندوں کے حالات اور ان کی ضرورتوں سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔

فاستجاب له ربّہ ... انّہ هو السميع العلیم

۱۴۔ خداوند عالم بندوں کی سازشوں اور ان کے مکر و فریب سے آگاہ ہے اور ان کو ناکام بنانے اور ختم کرنے سے بھی مکمل واقفیت رکھتا ہے۔ فصرف عنہ کیدھنّ انّہ هو السميع العلیم

"کیدھنّ" کے قرینے کی وجہ سے "سمیع" اور "علیم" کے متعلق کے جو مصادیق مورد نظر ہیں وہ اشرف مصر کی عورتوں کے مکر و فریب ہیں اور

"صرف عنہ" کے قرینہ کی وجہ سے اس کا معنی یہ لیا گیا ہے کہ خداوند عالم نے ان مکرو فریب کو ختم کیا ہے۔

۱۵۔ خداوند عالم بندوں کی حاجات پر آگاہی کے لیے اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ وہ زبان سے اپنا مدعی بیان کریں۔  
انہ هو السميع العليم

خداوند عالم کے سننے کے بعد اس کے علم کا ذکر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندوں کی حاجات سے آگاہی کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان خدا کے سامنے درخواست پیش کرے اور اپنی حاجات کو زبان پر جاری کرے اگرچہ حاجات کے مستجاب ہونے میں یہ چیز مؤثر ہے کہ حاجت کو زبان پر جاری کیا جائے۔

اسماء و صفات: سمیع ۱۱، علیم ۱۱، مجیب ۱۲

اشراف مصر: اشراف مصر کی عورتیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا ۳؛ اشراف مصر کی عورتوں کی مایوسی ۳؛ اشراف مصر کی عورتوں کے فریب سے نجات ۶، ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا سننا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱۳، ۱۵، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا کردار ۸؛ اللہ تعالیٰ کی امداد کے آثار ۲؛ اللہ تعالیٰ کی حمایت کا زینہ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی علامات ۶، ۷؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی اہمیت ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے علم کی خصوصیات ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۱

انسان: انسانوں کا عجز ۱۰؛ انسانوں کا مکرو فریب ۱۳؛ انسانوں کی خواہشات اور اللہ تعالیٰ کے ارادے ۱۰؛ انسانوں کی ضرورتیں ۱۳؛ انسانوں کے تقاضوں کا کردار ۹؛ انسانوں کے حالات ۱۳  
دعا: دعا کا مستجاب ہونا ۷؛ دعا کو قبول کرنے والا ۱۲؛ دعا کی قبولیت کا زینہ ۳؛ دعا کے آثار ۵، ۳  
رفتار: رفتار کے موثر اسباب ۸

زلیخا: زلیخا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا ۳؛ زلیخا کی مایوسی ۳؛ زلیخا کے مکرو فریب سے نجات ۶، ۲، ۱

سرنوشت: سرنوشت میں موثر اسباب ۵، ۸، ۹

یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کا مستجاب ہونا ۱؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کے آثار ۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی نجات ۶؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی نجات کے اسباب ۲

## آیت ۳۵

﴿ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا الْآيَاتِ لَيْسَ جُنْدُهُ حَتَّىٰ حِينٍ﴾

اس کے بعد ان لوگوں کو تمام نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی یہ خیال آگیا کہ کچھ مدت کے لئے یوسف کو قیدی بنا دیں (۳۵)  
۱۔ اشراف مصر کی عورتوں کی حضرت یوسف ؑ کے ساتھ عشق کی داستان، حکومت اور ان کے گھروں میں بحران پیدا کرنے کا سبب بنی۔ ثم بداهم من بعد ما رأوا الآيات

۲۔ بحران اور درباری حیثیت کو بحال کرنے کی خاطر مصر کی حکومت نے یہ قطعی ارادہ کر لیا کہ حضرت یوسف (ع) کو زندان میں ڈال دیا جائے۔ ثم بداهم ... یسجنہ

۳۔ حضرت یوسف ؑ کو زندان میں ڈالنے کا مقصد یہ تھا کہ انہیں گناہ گار ثابت کیا جائے۔  
ثم بداهم من بعد ما رأوا الآيات یسجنہ

۳۔ حضرت یوسف (ع) کے زندان میں جانے کی درخواست اور محرک زلیخا نہ تھی۔  
لئن لم يفعل ما امره ليسجنن ... ثم بداهم ... ليسجنہ

"ثم بدا لهم" (یعنی کچھ مدت کے بعد یہ بات ان کے ذہن میں خطور کر گئی کہ حضرت یوسف (ع) کو زندان میں ڈال دیا جائے) یہ اس بات سے حکایت کرتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ کو زندان میں مقید کرنے کی رائے اور درخواست زلیخا نے نہ کی تھی اس کے علاوہ پہلی والی آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت یوسف (ع) سے زلیخا اور دوسری عورتوں کو دور کر دیا تھا اور عشقیہ داستان ختم ہو گئی تھی پس زلیخا اب اس بات کی منتظر نہ تھی کہ حضرت یوسف (ع) کو زندان میں ڈال کر انہیں اپنے مقصد کے لیے استعمال کر سکے۔

۵۔ حضرت یوسف ؑ کی پاکدامنی پر متعدد علامات موجود تھیں۔ ثم بداهم من بعد ما رأوا الآيات

۶۔ متعدد دلائل اور علامات دیکھنے کے بعد عزیز مصر اور حکام، حضرت یوسف (ع) کی پاکدامنی سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔

ثم بداهم من بعد ما راو الآيات

۷۔ مصر کے حکام نے حضرت یوسفؑ کی بے گناہی کو جاننے کے باوجود انہیں زندان میں ڈال دیا۔

ثم بداهم من بعد ما راو الآيات يسجننه

۸۔ مصر کی استبدادی حکومت میں سیاسی اور عدلیہ کے نظام میں یکجہتی تھی۔ ثم بداهم من بعد ما راو الآيات ليسجننه

۹۔ حضرت یوسف (ع) کو محدود و نامعلوم عرصے تک زندان میں قید رکھنے کا فیصلہ سنایا گیا۔ ليسجننه حتى حين

۱۰۔ حضرت یوسف (ع) کی زندان میں قید اس وقت تھی جب تک زلیخا اور دوسرے اشراف مصر کی عورتوں کے فتنہ کی

آگ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ ليسجننه حتى حين

۱۱۔ "عن ابی جعفرؑ فی قوله: (ثم بداهم من بعد ما رأوا الآيات يسجننه حتى حين" فالآيات شهادة الصبي و

القميص المخرق من دبر و استباقهما الباب حتى سمع مجاذبتها اياه على الباب فلما عصاها فلم تزل ملحّة بزوجه

حتى حسبہ...؟<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادقؑ سے خداوند عالم کے اس قول "ثم بداهم" کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ یہاں علامت سے

مراد، بچے کی گواہی دینا، پشت سے پیراہن کا پارہ ہونا اور دونوں کا دروازے کی طرف بھاگنا وہ بھی اس انداز سے کہ

سنا گیا تھا کہ وہ عورت پیچھے سے حضرت یوسف (ع) کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی پس جب حضرت یوسفؑ نے اس

عورت کی بات کو قبول نہ کیا تو اس نے سزا کے طور پر اپنے شوہر سے کہا کہ حضرت یوسفؑ کو قید کر دیا جائے۔

۱۲۔ "عن الصادق (ع) انه قال دخل يوسف السجن و هو ابن اثني عشر سنة و مكث فيه ثمان عشر سنة...<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت یوسف (ع) بارہ سال کی عمر میں زندان میں قید ہوئے اور اٹھارہ

سال تک اس میں قید رہے۔...

اشراف مصر: حضرت یوسف (ع) کے ساتھ اشراف مصر کی عورتوں کے عشق کی داستان ۱

روایت: ۱۱، ۱۲

(۱) تفسیر قمی ج ۱، ص ۳۴۴؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۲۴، ح ۶۰۔

(۲) امالی صدوق، ص ۲۰۸، ح ۷ مجلس ۳۴؛ بحار الانوار ج ۱۲ ص ۲۶۱ ح ۲۳



زلیخا: زلیخا اور حضرت یوسف ﷺ ۳، ۱۱؛ زلیخا کے تقاضے ۱۱

عزیز مصر: عزیز مصر اور حضرت یوسف ﷺ ۶؛ عزیز مصر کے کارندوں کا ارادہ ۲

قدیمی مصر: قدیمی مصر کا سیاسی نظام ۸؛ قدیمی مصر کا عدالتی نظام ۸؛ قدیمی مصر کا نظام حکومت ۸؛ قدیمی مصر کی استبدادی

حکومت ۸؛ قدیمی مصر کی حکومت میں بحران کے اسباب ۱؛ قدیمی مصر کے حکام اور حضرت یوسف ﷺ ۶، ۷

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۲، ۱، ۳، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ حضرت یوسف ﷺ کو تہمت لگانا ۳؛ حضرت

یوسف ﷺ کو زندان میں ڈالنا ۴، ۳؛ حضرت یوسف ﷺ کو زندان میں ڈالنے کی درخواست ۱۱؛ حضرت یوسف ﷺ کو

زندانی کرنے کا فلسفہ ۳، ۲؛ حضرت یوسف ﷺ کی پاکدامنی ۷، ۶؛ حضرت یوسف ﷺ کی پاکدامنی کی علامات ۵؛ حضرت

یوسف ﷺ کی صداقت کے دلائل ۱۱؛ حضرت یوسف ﷺ کے خلاف فیصلہ ۹، ۱۰؛ زندان میں حضرت یوسف ﷺ کی عمر

۱۲

### آیت ۳۶

﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانٍ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أُحْمَلُ فَوْقَ رَأْسِي حُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

اور قید خانہ میں ان کے ساتھ دو جوان اور داخل ہوئے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے کو شراب نچوڑتے دیکھا

ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پرڑرویاں لادے ہوں اور پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں

۔ ذرا اس کی تاویل تو بتاؤ کہ ہماری نظر میں تم نیک کردار معلوم ہوتی ہو (۳۶)

۱۔ مصر کے لوگوں نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنایا اور حضرت یوسف ﷺ کو زندان میں ڈال دیا۔

بدالہم ... یسجننہ حتی حین و دخل معه السجن فتیان

۲۔ جس وقت حضرت یوسف ﷺ کو زندان میں ڈالا گیا اس وقت دربار مصر کے دو خادموں کو بھی زندان میں ڈال دیا گیا۔

و دخل معه السجن فتیان

"فتی" (فتیان) کا مفرد ہے جس کا معنی غلام ہے نیز یہ جوان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ زندان میں حضرت یوسف ؑ کے ساتھ کیے گئے قیدیوں میں سے ہر ایک نے خواب دیکھا جسے انہوں نے حضرت یوسف ؑ کے سامنے بیان کیا۔ قال احدہما انی اری فی أعصر خمرا

۳۔ حضرت یوسف ؑ کے ساتھ قید کیے گئے دو قیدیوں میں سے ایک نے یہ خواب دیکھا کہ وہ شراب بنانے کے لیے انگور نچوڑ رہا ہے۔ قال احدہما انی اری فی أعصر خمرا

"عصر" (أعصر) کا مصدر ہے جس کا معنی (پھلوں یا گیلے لباس... کو) نچوڑنا ہے اور خمر اس مست کرنے والی شراب کو کہا جاتا ہے جسے انگور سے حاصل کیا گیا ہو اور آیت میں "خمر" سے مراد "عصر" کے قرینہ کی وجہ سے انگور ہے۔ انگور کو شراب سے تعبیر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس زندانی نے شراب بنانے کے لیے انگور کو نچوڑا تھا۔

۵۔ حضرت یوسف ؑ کے ساتھ موجود دوسرے قیدی نے یہ خواب دیکھا کہ اس نے اپنے سر پر روٹی رکھی ہوئی ہے جس سے پرندے کھا رہے ہیں۔ و قال الآخر انی اری فی أحمل فوق رأی خبزاً تا مل الطیر منه  
"طیر" طائر کی جمع ہے جس کا معنی پرندے ہے۔

۶۔ حضرت یوسف (ع) کے ساتھ قید دونوں قیدیوں نے اپنے اپنے خوابوں کو کئی بار دیکھا تھا۔  
انی ارینی أعصر ... انی اری انی أحمل

فعل ماضی "رایت" کی جگہ فعل مضارع "اری" کا استعمال، خواب کے مسلسل آنے پر دلالت کر رہا ہے یعنی میں نے چند راتوں کو مسلسل یہ خواب دیکھا ہے یعنی اگر میں دوبارہ بھی سو جاؤں تو یقیناً یہی خواب دیکھوں گا۔

۷۔ حضرت یوسف ؑ کے ساتھ قید ہونے والے قیدیوں نے حضرت یوسف ؑ سے تقاضا کیا کہ ان کے خواب کی تعبیر بتائیں اور اس کی تاویل بیان کریں۔ نبنا بتا ویلہ

۸۔ خواب کی تعبیر ہوتی ہے اور اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ وہ کسی وقع کو بیان کر رہی ہو۔ نبنا بتا ویلہ

۹۔ قدیم زمانے سے ہی انسان، خواب کو واقعات پر اطلاع کا دریچہ جانتے تھے۔ نبنا بتا ویلہ

۱۰۔ قدیمی مصر کے بادشاہوں میں شراب خوری، معمول کی بات تھی۔

انی ارینی أعصر خمر

۱۱۔ حضرت یوسف ؑ، نیک افراد کے زمرے میں شمار کیے جاتے تھے۔ انا نریک من المحسنین

۱۲۔ حضرت یوسف ؑ کے ساتھ زندان میں قید قیدیوں نے حضرت یوسف ؑ کی شخصیت کو درک کر لیا اور حضرت یوسف (ع) کے نیک بندوں میں سے ہونے پر مطمئن تھے۔ انا نرى ك من المحسنين

۱۳۔ حضرت یوسف ؑ کی وجاہت اور ان کا عمل ان کی بلند مرتبہ شخصیت اور ان کے نیک افراد میں سے ہونے کو بیان کر رہا تھا۔ انا نرى ك من المحسنين

آیت شریفہ میں موجود کلمہ "نرى" ہمیں یقین ہے کہ معنی میں ہے اور اس مطلب کو کلمہ "نرى" کے ساتھ بیان کرنا گویا اس مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ ان دونوں قیدیوں نے حضرت یوسف ؑ کے کردار اور سیرت کو دیکھنے کے بعد ان کی بلند مرتبہ شخصیت پر یقین کر لیا تھا۔

۱۴۔ دونوں قیدیوں کا خواب کی تعبیر کے لیے حضرت یوسف ؑ کی طرف رجوع کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت یوسف ؑ محسنین میں سے تھے۔ نبئنا بتاويله انا نرى ك من المحسنين "انا نراك" کا جملہ "نبئنا بتاويله" کے لیے علت ہے۔

۱۵۔ خواب کی تعبیر بیان کرنے کے لیے محسنین، صاف و شفاف ضمیر اور مکمل شائستگی کے حامل ہوتے ہیں۔ نبئنا بتاويله انا نرى ك من المحسنين

۱۶۔ خواب کی تعبیر بتانا، ایک نیک کام اور خواب دیکھنے والوں پر احسان بھی ہے۔ نبئنا بتاويله انا نرى ك من المحسنين

۱۷۔ "عن ابی عبد اللہ ؑ قال الآخر اى ا رانى أحمل فوق را سى خبزاً" قال : أحمل فوق را سى جفنة فيها خبز<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اننى ا رانى احمل..." کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا: یعنی میں اپنے سر پر ایک بہت بڑا سا پیالہ رکھے ہوئے ہوں جس میں روٹیاں ہیں..."

۱۸۔ عن ابی عبد اللہ ؑ قول اللہ عزوجل "انا نراك عن المحسنين" قال كان يوسف المجلس و يستقرض للمحتاج و يعين الضعيف<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "انا

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۱۷۷ ح ۲۵؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۲۵، ح ۶۶۔

(۲) کافی ج ۲ ص ۴۳۷ ح ۳؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۲۵ ح ۶۸۔

نراك من المحسنين " کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت یوسف علیہ السلام محفل میں بیٹھنے کے لیے دوسروں کے لیے جگہ چھوڑ دیتے تھے اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کی خاطر قرض الحسنہ لیتے اور ناداروں کی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔

احسان: احسان کے موارد ۱۶

احسان کرنے والے: احسان کرنے والوں کی خصوصیات ۱۵; احسان کرنے والوں کے فضائل ۱۵; احسان کرنے والے اور خواب کی تعبیر ۱۵

خواب: آب انگور کا خواب ۳; پرندوں کے کھانے کا خواب ۵; تاریخ میں خواب ۹; خواب کی تعبیر ۸; خواب کی تعبیر کی اہمیت ۱۶; خواب کی حقیقت ۸، ۹; روٹی کو اٹھانے کا خواب ۵

روایت: ۱۸، ۱۷

شراب: شراب کے پینے کی تاریخ ۱۰

عمل: پسندیدہ عمل ۱۶

قدیمی مصر: قدیمی مصر کے حکام اور حضرت یوسف علیہ السلام ۱; قدیمی مصر کے حکام کی شراب نوشی ۱۰

حضرت یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام احسان کرنے والوں میں سے ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۸، ۱۳; حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۳، ۱۴; حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کرنا; حضرت یوسف علیہ السلام کی شخصیت کی علامات ۱۳; حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت ۱۲; حضرت یوسف علیہ السلام کی وجاہت ۱۳; حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قیدیوں کا اطمینان ۱۲; حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قیدیوں کی فکر ۱۲; حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل ۱۱; حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہی قیدی ۲; حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہی قیدی اور حضرت یوسف علیہ السلام ۱۲، ۳، ۱۳; حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ قیدیوں کے تقاضے ۷; حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ قیدیوں کے خواب کی تعبیر ۷; حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ قیدیوں کا خواب ۶، ۵، ۳، ۳; خواب کی تعبیر کا علم ۱۳، ۷

### آیت ۳۷

﴿قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ﴾

یوسف نے کہا کہ جو کھانا تم کو دیا جاتا ہے وہ نے آنے پائے گا اور میں تمہیں تعبیر بتا دوں گا۔ یہ تعبیر مجھے میرے پروردگار نے بتائی ہے اور میں نے اس قوم کھراستے کو چھوڑ دیا ہے جس کا ایمان اس پر نہیں ہے اور وہ روز آخرت کا بھی انکار کرنے والی ہے (۳۷)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ہمراہ قیدیوں کے تقاضے کو قبول کر لیا اور انہیں اطمینان دلادیا کہ قبل اس کے کہ ان کی غذا آئے وہ انہیں خواب کی تعبیر بتا دیں گے۔ نبئنا بتاویلہ... قال لا یأتیکما طعام ترزقانه إلا نبا تکما بتا ویہ  
بالا مطب اس بنیاد پر اخذ کیا گیا ہے جب "تاویلہ" میں موجود ضمیر کا مرجع حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ قید دونوں قیدی ہوں چنانچہ اس بنی کی بناء جملہ "قال لایاتیکما..." کا معنی اس طرح ہوگا کہ جو غذا تمہیں دی جاتی ہے وہ ابھی تمہیں نہیں دی جائے گی اور میں اس سے پہلے تمہارے خواب کی تعبیر بیان کر دوں گا۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ قیدیوں کا حضرت کو قبول کرنا، اسی فرصت کو حضرت یوسف علیہ السلام نے غنیمت سمجھتے ہوئے انہیں ہدایت الہی شروع کر دی۔ انانربك من المحسنين... ذیکما مما علمى ابی ابی ترکت ملّة قول لا یؤمنون باللہ  
۳۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے علم کو الہی علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ہمراہ قیدیوں کو خداوند عالم کی پہچان پر ابھارا۔ ذلکما مما علمنی ربی

حضرت یوسف (ع) نے اس حقیقت کی طرف (کہ یہ علم خداوند عالم نے مجھے عطا کیا ہے) اشارہ اس

لیے کیا کہ ان کے ہمراہ قیدی بھی خداوند عالم اور اس کی ربوبیت کی طرف توجہ کریں اور دونوں قیدیوں کو "کما" کے ذریعے مخاطب قرار دینا اس مطلب کی تائید کرتا ہے۔

۳۔ حضرت یوسف (ع) کے پاس علم غیب تھا۔ قال لا یاتیکما طعام ترزقانه إلا نبا تکما بتاویلہ

"بتاویلہ" میں موجود ضمیر کا ایک احتمال یہ ہے کہ وہ "طعام" کی طرف لوٹ رہی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد دونوں قیدیوں میں سے ایک کا دیکھا ہوا خواب ہو۔ پہلے احتمال کی صورت میں جملہ "قال لا یاتیکما" اس بات سے حکایت کر رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام علم غیب سے مطلع تھے۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے علم غیب سے مطلع ہونے کو اپنے ہمراہ قیدیوں پر واضح کر دیا۔ ذلکما مما علمنی ربی

۶۔ غذا کی قسم اور اس کی خصوصیات کو بیان کرنا، حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے ہمراہ قیدیوں کے لیے یہ دلیل تھی کہ وہ علم غیب سے مطلع ہیں۔ قال لا یاتیکما طعام ترزقانه إلا نبا تکما بتاویلہ ذلکما مما علمنی ربی

۷۔ قبل اس کے کہ غذا آتی حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی نوعیت اور خصوصیات کو اپنے ہمراہ قیدیوں کے سامنے بیان کر دیا۔ قال لا یاتیکما طعام ترزقانه إلا نبا تکما بتاویلہ قبل ان یتیکم

اس بناء پر کہ "بتاویلہ" میں موجود ضمیر "طعام" کی طرف لوٹ رہی ہو تو جملہ "لا یاتیکما..." کا معنی یوں بنے گا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یوں فرمایا کہ قبل اس کے کہ غذا تمہارے پاس آئے میں اس غذا کے بارے میں ساری معلومات تمہیں دے دوں گا اور یہاں طعام کی تاویل سے مراد یہ ہے کہ غذا کی تمام خصوصیات اور نوعیت بیان کر دوں گا۔

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے ساتھ قید دوسرے قیدیوں کے لیے جو غذا لائی جاتی تھی اس کا کوئی ٹائم ٹیبل نہ تھا۔ لا یاتیکما ترزقانه

اگر غذا کا کوئی ٹائم ٹیبل مشخص ہوتا تو غذا کی پیشگوئی کرنا، کوئی مشکل بات نہ تھی اور جو شخص اس کی خصوصیات کی خبر دیتا یہ اس کے لیے کوئی خصوصیت کی بات نہ تھی۔

۹۔ خداوند عالم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو علم غیب سے نوازا۔ ذلکما مما علمنی ربی

۱۰۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی علم غیب پر دسترس اور انکی خوابوں کی تعبیر بتانے کی صلاحیت خداوند عالم کی طرف سے عطا کردہ علم کا ایک حصہ تھا۔

ذلکما مما علمنی ربی

"منا" میں موجود "من" ممکن ہے تبعیض اور بعض کو بیان کر رہا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ نوع و جنس کے لیے ہو مندرجہ بالا معنی پہلے احتمال کی بناء پر ہے۔

۱۱۔ علم غیب سے مطلع ہونا اور خوابوں کی تعبیر کا علم ایک با عظمت اور بارز علم ہے۔ ذلکما مما علمنی ربی "ذلک" اور "ذالکما" دور کے اشارے کے لیے آتے ہیں ان کو اگر نزدیک کے مشارالیه میں استعمال کیا جائے تو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مشارالیه متکلم کے نزدیک ایک با عظمت و بارز مرتبہ والا ہے۔

۱۲۔ انبیاء کرام کا خصوصی علم سے آگاہ ہونا ان پر خداوند عالم کی ربوبیت کا ایک جلوہ ہے۔ ذلکما مما علمنی ربی ۱۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زندان مصر میں مصریوں (جو کے خداوند عالم اور قیامت کا انکار کرتے تھے) کی شریعت اور آئین کی پیروی نہ کرنے کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ اِنی ترکت ملّة قوم لا یؤمنون باللّٰه و هم بالآخرة هم کفرون ۱۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصریوں کے آئین کی پاسداری نہ کرنے اور خداوند عالم اور آخرت پر ایمان لانے کی وجہ سے علم غیب اور خوابوں کی تعبیر سے نوازا گیا۔ ذلکما مما علمنی ربی اِنی ترکت ملّة قوم لا یؤمنون

"علمنی ربی" کی علت جملہ "انی ترکت..." ہے یعنی کیونکہ میں نے کافروں کے آئین کو قبول نہیں کیا اور ان کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا اس لیے خداوند عالم نے مجھے ایسے علم سے نوازا ہے۔

۱۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خصوصی علم کو خدا اور آخرت پر ایمان کے مرہون منت قرار دیا گویا اس کے ذریعے وہ اپنے ہمراہ قیدیوں کو آئین الہی کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ مما علمنی ربی اِنی ترکت ملّة قوم ... ہم کفرون

۱۶۔ دینی مبلغین کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی انہیں کوئی فرصت اور مناسب وقت ملے وہ تبلیغ دین کے لیے آمادہ ہوں۔ ذلکما مما علمنی ربی اِنی ترکت ... و هم بالآخرة هم کفرون

۱۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے مصری لوگ، خداوند عالم اور آخرت پر ایمان نہ رکھتے تھے۔

انی ترکت ملّة قوم لا یؤمنون باللّٰه و هم بالآخرة هم کفرون

۱۸۔ شریعت و آئین الہی کو قبول نہ کرنا، خداوند عالم کے کفر کے مترادف ہے۔

حاشا للہ... اِنِّیْ تَرٰکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ

آیت ۳۸ اور ۳۹ نیز آیت ۳۱ اور ۵۱ میں "حاشا لہ" جیسے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے مصری، خداوند عالم کے وجود کو مانتے تھے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں خداوند کے کافر کے طور پر بیان کیا ہے (لا یؤمنون باللہ) یہ تعبیر "ترکت ملّہ قوم..." کے قرینہ کی بدولت شاید اس وجہ سے کہ ان کی شریعت اور آئین الہی نہیں تھا۔

۱۹۔ خداوند عالم کا شریک قرار دینا، اس کے انکار کے مساوی ہے۔ اِنِّیْ تَرٰکْتُ مِلَّةَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

بعد والی آیت کو مد نظر رکھے ہوئے کہ جس میں شرک کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے زمانے کے مصریوں کو خدا کا منکر سمجھتے تھے اس لیے کہ وہ خدا کا شریک قرار دیتے تھے۔

۲۰۔ مشرکین، خداوند عالم کے منکر اور قیامت کا انکار کرنے والے، انسان کے لیے قوانین بنانے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ اِنِّیْ تَرٰکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ

۲۱۔ شرک و کفر کے ماحول میں ایمان اور اس کی پابندی کی بہت ہی ارزش اور قیمت ہے۔

ذٰلِکُمْ مَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرٰکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ

۲۲۔ خداوند عالم اور آخرت پر ایمان نیز معاشرہ میں موجود کفر سے روگردانی انسان میں خصوصی علم اور بصیرت پیدا ہونے کے لیے زمینہ ہیں۔ ذٰلِکُمْ مَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرٰکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ هُمْ کٰفِرُوْنَ

۲۳۔ "عن ابی عبد اللہ علیہ السلام" قال: لما امر الملك بحبس يوسف في السجن اهتم الله علم تاويل الرؤيا...؟

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان میں ڈالنے کا حکم صادر کیا تو اس وقت خداوند عالم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر کے علم سے نوازا۔

آخرت: آخرت کو جھٹلانے والے ۱۷؛ آخرت کو جھٹلانے والوں کا صلاحیت سے عاری ہونا ۲۰

اسد تعالیٰ: اسد تعالیٰ کو جھٹلانا ۱۹؛ اسد تعالیٰ کی تعلیمات ۹؛ اسد تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۱۲؛ اسد تعالیٰ کے عطایا ۱۰



انبیاء: انبیاء کے علوم ۱۲؛ انبیاء کے فضائل ۱۲

ایمان: آخرت پر ایمان ۱۳، ۲۲، ۱۵؛ ایمان کی قیمت ۲۱؛ ایمان کے آثار ۱۳، ۱۵، ۲۲؛ کفر کے گھر میں ایمان ۲۱

بصیرت: بصیرت کا زینہ ۲۲؛

تبری: آخرت کا انکار کرنے والوں سے روگردانی ۱۲؛ قدیمی مصریوں کے دین سے روگردانی ۱۳، ۱۳؛ کفار سے روگردانی ۱۳

تبلیغ: روش تبلیغ ۱۶

خواب: خواب کی تعبیر کا علم ۱۱

دین: دین کو جھٹلانے کے آثار ۱۸؛ دین کی تبلیغ کی اہمیت ۱۶

روایت: ۲۳

شرک: شرک کے آثار ۱۹

علم: علم کا زینہ ۲۲

علم غیب: علم غیب کا سرچشمہ ۹؛ علم غیب کی اہمیت ۱۱

قانون بنانے والا: قانون بنانے والے کی شرائط ۲۰

قدیمی مصری: قدیمی مصری اور آخرت ۱۷؛ قدیمی مصریوں کا عقیدہ ۱۷؛ قدیمی مصریوں کا کفر ۱۷

کفار: ۱۷

کفار کا صلاحیت سے عاری ہونا ۲۰

کفر: خداوند عالم سے کفر ۱۸؛ کفر سے اجتناب کے آثار ۲۲؛ کفر کے موارد ۱۸

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۱۶

مشرکین: مشرکین کا صلاحیت سے عاری ہونا ۲۰

یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف اور ان کے ہمراہی ۵، ۲؛ حضرت یوسف علیہ السلام اور قدیمی مصریوں کا دین ۱۳، ۱۳؛ حضرت

یوسف علیہ السلام زندان میں ۲۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا ایمان

۱۵، ۱۳؛ حضرت یوسف ؑ کا خدا شناسی کا اہتمام ۳؛ حضرت یوسف ؑ کا علم غیب ۱۰، ۹، ۷، ۵، ۳؛ حضرت یوسف ؑ کا علم لدنی ۱۰، ۳؛ حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۲، ۱، ۳، ۵، ۶، ۱۳، ۷، ۱۵؛ حضرت یوسف ؑ کا معلم ۹؛ حضرت یوسف ؑ کو خواب کی تعبیر کا علم دینے کے اسباب ۱۳؛ حضرت یوسف ؑ کو خوابوں کا تعبیر کا علم ۲۳، ۱۰، ۱؛ حضرت یوسف (ع) کی تبلیغ ۱۵، ۲؛ حضرت یوسف ؑ کی تعلیمات ۳؛ حضرت یوسف ؑ کی روگردانی ۱۳؛ حضرت یوسف ؑ کی ہدایت گری ۲؛ حضرت یوسف ؑ کے زندان کی خصوصیات ۸؛ حضرت یوسف ؑ کے علم غیب کے اسباب ۱۳؛ حضرت یوسف ؑ کا علم غیب کے دلائل ۶؛ حضرت یوسف ؑ کا فضائل ۳، ۱۰؛ حضرت یوسف ؑ کے ہمراہیوں کی غذا ۱۵، ۳، ۲؛ حضرت یوسف ؑ کے ہمراہیوں کے تقاضے ۱

### آیت ۳۸

﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ﴾

میں اپنی باپ دادا ابراہیم۔ اسحاق اور یعقوب کے طریقے کا پیرو ہوں۔ میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ میں کسی چیز کو بھی خدا کا شریک بناؤں۔ یہ تو میرے اوپر اور تمام انسانوں پر خدا کا فضل و کرم ہے لیکن انسانوں کی اکثریت شکر خدا نہیں کرتی ہے (۳۸)

۱۔ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یعقوب ؑ حضرت یوسف ؑ کے آباؤ و اجداد تھے۔  
و اتبع ملّة اباي ابراهيم و اسحاق و يعقوب

۲۔ یوسف ؑ نے مصر کے زندان میں دین ابراہیم (ع)، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے پیرو کار ہونے کو ظاہر کر دیا۔  
و اتبع ملّة اباي ابراهيم و اسحاق و يعقوب

۳۔ یوسف علیہم السلام نے زندان مصر میں قیدیوں کے لیے اپنا شجرہ نسب بیان کیا۔  
و اتبع ملّة اباي ابراهيم و اسحاق و يعقوب

۳۔ یوسف ؑ اپنے آباء و اجداد ابراہیم ؑ، اسحاق ؑ اور یعقوب ؑ کی شریعت پر تھے اور وہ کوئی نئی شریعت لے کر مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ و اتبع ملّة اباي ابراهيم و اسحاق و يعقوب

۵۔ اسحاق ؑ اور یعقوب (ع) پیغمبر اپنے باپ ابراہیم ؑ کی شریعت کے پیروکار تھے۔

و اتبعت ملّة إباءى ابراهيم و اسحاق و يعقوب

۶۔ مصر کے لوگوں کے لیے ابراہیم ؑ، اسحاق ؑ اور یعقوب علیہم السلام شناختہ شدہ انبیاء تھے۔

و اتبعت ملّة إباءى و اسحاق و يعقوب

۷۔ حضرت یوسف ؑ کا حضرت ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) کے دین کی پیروی کرنا ہی ان پر اللہ تعالیٰ کی

عنایت اور علم غیب و تعبیر خواب کی تعلیم دینے کا سبب ہوئی۔ ذلکما مما علمنى ربى ابنى تركت ... و اتبعت ملّة اباءى

ي

(اتبعت) کا جملہ (ترکت) پر عطف ہے جو اس سے پہلے والی آیت میں مذکور ہے اسی وجہ سے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی

ہے کہ یوسف ؑ کا دین ابراہیم ؑ کی پیروی کرنا، ان کے لیے علوم الہی کے حصول کا سبب بنا ہے۔

۸۔ حق تک رسائی، باطل کی شناخت اور اس کے رد کا مرہون منت ہے۔ ابنى تركت ملّة قوم لا يؤمنون ... و اتبعت ملّة

ء ابائى ابراهيم

۹۔ یوسف (ع) اور ان کے آباء و اجداد ابراہیم (ع)، اسحاق (ع) اور یعقوب (ع) مؤحد اور معمولی سے معمولی شرک سے

پاک و منزّات تھے۔ ما كان لنا أن نشرك بالله من شيء

۱۰۔ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی شرک پرستی اور خداوند متعال کا شریک قرار دینے سے پاک و مبرا ہیں۔

ما كان لنا أن نشرك بالله من شيء

۱۱۔ خداوند متعال ہر قسم کے شریک اور ہم کفو سے پاک و پاکیزہ ہے۔ ما كان لنا أن نشرك بالله من شيء

(شیء) کا لفظ ممکن ہے اس سے مراد موجودات عالم مثل فرشتے، ستارے، بت وغیرہ ہوں اس بناء پر (ماکان...) کے

جملے کا معنی یہ ہوگا کہ ہمارے لیے یہ سزاوار نہیں ہے کہ کسی بھی موجود عالم کو خداوند وحدہ لا شریک کا شریک قرار دیں اور

اس طرح ممکن ہے (شیء) سے مراد شریک قرار دینا ہو۔ تو اس بناء پر "ماکان لنا..." کا معنی یہ ہوگا کہ ہمارے لیے یہ زیبا

نہیں کہ کسی قسم کے شرک (مثلاً شرک خفی ہو یا جلی اور خدا کی عبادت یا اطاعت) کی طرف رغبت کریں۔

۱۲۔ شرک کے مختلف انواع و اقسام اور درجات ہیں۔

ما كان لنا أن نشرك بالله من شيء

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (شیء) سے مراد شرک اختیار کرنا ہو۔

۱۳۔ خداوند متعال کے لیے شریک خیال کرنا، حقیقت میں اس پر ایمان نہ لانے کے برابر ہے۔

انی ترکت ملّة قوم لا يؤمنون بالله ... اتبعت ملّة اباءى ... ما كان لنا أن نشرك بالله

جملہ (ماکان لنا أن نشرك بالله) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے والی آیت کریم میں (لا يؤمنون بالله) سے مراد یہ ہے کہ وہ خداوند متعال کے لیے شریک خیال کرتے تھے۔ شرک اختیار کرنے کو خدا پر ایمان نہ لانے سے تعبیر کرنا، مذکورہ تفسیر کو بیان کرتا ہے۔

۱۴۔ ابراہیم (ع)، اسحاق (ع)، یعقوب (ع) اور یوسف (ع) کے دین کا رکن اصیل اور روح، توحید تھی۔

و اتبعت ملّة اباءى ابراهيم ... ما كان لنا أن نشرك بالله من شيء

(ماکان لنا ...) کا جملہ (ملّة آبائی ...) کے جملے کے لیے وصف ہے۔ ایک قانون کی اس کی حقیقت سے تفسیر اور وضاحت کرنا، یہ بتاتا ہے کہ جس حقیقت کا ذکر ہوا ہے وہ دین کا ایک رکن اصلی اور بنیاد ہے۔

۱۵۔ شرک و کفر، وہی اور خداوند متعال کے عطا کردہ علوم کے لیے موانع ہیں۔

ذلکما مما علمنى ربى انى ترکت ملّة قوم لا يؤمنون بالله ... ما كان لنا أن نشرك بالله

۱۶۔ حضرت ابراہیم (ع)، اسحاق (ع)، یعقوب (ع)، یوسف (ع) اور دوسرے انبیاء (ع) کا توحید پر اعتقاد اور ہر قسم کی

شرک پرستی سے انکا محفوظ ہونا، خداوند متعال کی طرف سے ان پر فضل و احسان تھا۔

ما كان لنا أن نشرك بالله من شيء ذلك من فضل الله علينا

۱۷۔ انبیاء (ع) کا توحید کی تعلیم اور شرک کی نفی کے لیے مبعوث ہونا، لوگوں پر خدا کا فضل و کرم ہے۔

ما كان لنا أن نشرك ... ذلك من فضل الله ... على الناس

۱۸۔ شرک سے دوری اور توحید کی طرف جھکاؤ، فقط اللہ کی مدد اور اس کی عنایت کے جلوہ سے میسر ہوتا ہے۔

ما كان لنا أن نشرك ... ذلك من فضل الله علينا

۱۹۔ خداوند متعال کی نعمتوں اور فضل الہی سے بہرہ مند ہونا جائز اور پسندیدہ امر ہے۔

ذلکما مما علمنى ربى ... ذلك من فضل الله علينا و على الناس

۲۰۔ انبیاء (ع) کا پیغام لانے والے اور وحدہ لا شریک کی عبادت کی تعلیم دینے والے تھے۔

ما كان لنا أن نشرك بالله من شيء ذلك من فضل الله علينا و على الناس

انبیاء ﷺ کا توحیدی اعتقاد رکھنے کو لوگوں پر خدا کا فضل و کرم سمجھنا جو کہ (ذلك من فضل الله ... على الناس) کا معنی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے توحید کا علم انبیاء ہی سے حاصل کیا ہے۔

۲۱۔ انبیاء ﷺ لوگوں پر فضل الہی کے جاری ہونے کا وسیلہ ہیں۔ ذلك من فضل الله علينا و على الناس

۲۲۔ لوگ، انبیاء ﷺ اور توحید کے اساتید کے وجود کی نعمت کے مقابلے ناشکر گزار ہیں۔

ذلك من فضل الله علينا و على الناس و لكن اكثر الناس لا يشكرون

(شکر) نعمت کے مقابلے میں ہوتا ہے، آیت کسبہ میں جن نعمتوں کا ذکر ہے۔ وہ یہ ہیں ۱) توحید (ما كان لنا أن نشرك ... ۲) انبیاء کا وجود، توحید کے اساتید اور شریعت الہی کو بتانے والے کے عنوان سے (ملة آباءي ابراهيم ...) مذکورہ تفسیر آیت شریفہ میں ذکر دوسری نعمت پر ناظر ہے۔

۲۳۔ لوگوں کی اکثریت، شرک سے آلودہ ہیں۔ ما كان لنا أن نشرك بالله ... و لكن أكثر الناس لا يشكرون

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مقابلہ میں شکر کرنا ضروری ہے۔ ذلك من فضل الله ... و لكن أكثر الناس لا يشكرون

۲۵۔ شرک اختیار کرنا، خدا کے مقابلہ میں ناشکری ہے۔ و لكن أكثر الناس لا يشكرون

ابراہیم ﷺ: ابراہیم ﷺ اور یوسف ﷺ ۱؛ ابراہیم ﷺ کا منزہ و مبرا ہونا ۹؛ ابراہیم ﷺ کی توحید ۹، ۱۶؛ ابراہیم ﷺ کی عصمت ۱۶؛ ابراہیم ﷺ کی نبوت ۶؛ ابراہیم ﷺ کے دین کے پیروکار ۲، ۳، ۵؛ ابراہیم ﷺ کے دین میں توحید ۱۳  
ادیان: ادیان توحیدی ۱۳؛ ادیان کے مشترکات ۱۳

اسحاق ﷺ: اسحاق ﷺ اور دین ابراہیم (ع) ۳، ۵؛ اسحاق ﷺ اور یوسف ﷺ ۱؛ اسحاق ﷺ کا دین ۵؛ اسحاق ﷺ کی عصمت ۱۶؛ اسحاق ﷺ کی نبوت ۵، ۶؛ اسحاق ﷺ کے دین کے پیروکار ۲، ۳؛ اسحاق ﷺ کے دین میں توحید ۱۳  
اکثریت: شرک میں اکثریت ۲۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا بے مثل و مثال ہونا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ۱۶، ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کا منزہ و مبرا ہونا ۱۱؛ اللہ

تعالیٰ کی تعلیمات ۷؛ اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش کے موانع ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی آیات کے آثار ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی مدد کے آثار ۱۸؛  
 اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اسباب ۷؛ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا وسیلہ ۲۱  
 انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ اور توحید عبادی ۲۰؛ انبیاء ﷺ اور شرک ۱۰، ۱۶؛ انبیاء ﷺ اور شرک کی نفی ۷؛ انبیاء اور فضل  
 الہی ۲۱؛ انبیاء پر تفضل ۱۶؛ انبیاء کا عقیدہ ۱۶؛ انبیاء ﷺ کا کردار ۲۰، ۲۱؛ انبیاء کا منزہ و مبرا ہونا ۱۰؛ انبیاء کا نعمت  
 ہونا ۲۲؛ انبیاء کی بعثت کا فلسفہ ۱۷؛ انبیاء کی تعلیمات ۱۷؛ انبیاء کی توحید ۱۰، ۱۶؛ انبیاء کی عصمت ۱۰  
 انسان: انسانوں پر فضل و کرم کرنا ۱۷  
 ایمان: خداوند متعال پر ایمان نہ لانا ۱۳  
 باطل: باطل کی شناخت کے آثار ۸؛ باطل کی نفی کے آثار ۸  
 برائت کرنا: شرک سے برائت کرن  
 توحید: توحید کی اہمیت ۱۳؛ توحید کی تعلیم ۱۷؛ توحید ذاتی ۱۱؛ توحید کے مبلغین ۲۰؛ توحید کے معلمین ۲۰، ۲۲  
 حق: حق تک پہنچانے کا سبب ۸  
 دین: اصول دین ۱۳  
 رجحانات: توحید کی طرف رجحان کا سبب ۸  
 شرک: شرک سے اجتناب کا سبب ۱۸؛ شرک کی حقیقت ۱۳؛ شرک کے آثار ۱۵، ۲۵؛ شرک کے اقسام ۱۲؛ شرک کے  
 مراتب ۱۲  
 شکر: شکر نعمت کی اہمیت ۲۳  
 علم: علم لدنی کے موانع ۱۵  
 عمل: پسندیدہ عمل ۱۹  
 کفر: کفر کے آثار ۱۵  
 کفران: کفران نعمت ۲۲؛ کفران نعمت کے موارد ۲۵

قدیمی مصر کے لوگ: قدیمی مصر کے لوگ اور حضرت ابراہیم ؑ؛ قدیمی مصر کے لوگ اور اسحاق ؑ؛ قدیمی مصر کے لوگ اور یعقوب ؑ؛

لوگ: لوگوں کا انکار ۲۲

مشرکین: ۲۳

موحدین: ۱۰، ۹، ۱۶، ۲۰

نعمت: اظہار نعمت کا جواز ۱۹؛ انبیاء ؑ کا نعمت ہونا ۲۲

یعقوب ؑ: دین یعقوب ؑ؛ دین یعقوب ؑ کے پیروکار ۲، ۳؛ دین یعقوب میں توحید ۱۳؛ یعقوب ؑ اور دین

ابراہیم ؑ؛ یعقوب ؑ اور یوسف ؑ؛ یعقوب ؑ کا منزہ و مبرا ہونا ۹؛ یعقوب ؑ کی توحید ۹، ۱۶؛ یعقوب ؑ

کی عصمت ۱۶؛ یعقوب ؑ کی نبوت ۵، ۶

یوسف ؑ: یوسف ؑ اور دین ابراہیم ۲، ۳، ۴؛ یوسف ؑ اور دین اسحاق ۳، ۴؛ یوسف ؑ اور دین یعقوب ۳، ۴؛

یوسف ؑ زندان میں ۲، ۳؛ یوسف ؑ کا استاد ۴؛ یوسف ؑ کا دین ۲، ۳؛ یوسف ؑ کا شجرہ نسب ۳؛ کا قصہ ۲، ۳

یوسف ؑ کو خوابوں کی تعبیر کی تعلیم دینا ۴؛ یوسف ؑ کو علم غیب کی تعلیم دینا ۴؛ یوسف ؑ کی اطاعت کے آثار ۴

یوسف ؑ کی توحید ۹، ۱۶؛ یوسف ؑ کی عصمت ۱۶؛ یوسف ؑ کے اسلاف ۱؛ یوسف ؑ کے دین میں توحید ۱۳؛

یوسف ؑ کے والد گرامی ۱

### آیت ۳۹

﴿يَا صَاحِبِ السِّجْنِ أَأَرَبَابٌ مُتَّفَقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾

میرے قید خانی کے ساتھیو ذرا یہ تو بتاؤ کہ متفق قسم کے خدا بہتر ہوتے ہیں یا ایک خدائے واحد و قہار (۳۹)

۱۔ یوسف ؑ نے اپنے ساتھی قیدیوں سے محبت اور مہربانی کے ساتھ انہیں تبلیغ کرنا شروع کر دی۔

یا صاحبی السجن ء أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد

۲۔ یوسف ؑ کے دو ساتھی قیدی، مشرکین میں سے تھے۔ یا صاحبی السجن ء أرباب متفرقون خیر

۳۔ یوسف ؑ نے اپنے ساتھی قیدیوں کو شرک سے دوری اور توحید پرستی کی دعوت دی۔

یا صاحبی السجن ء أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد

۳۔ یوسف علیہ السلام نے سوال پیش کر کے اپنے ساتھی قیدیوں کے وجدان کو بیدار کیا اور ان کے لیے وحدہ لا شریک اور توحید کی حقانیت کی وضاحت کی۔ وأرباب متفرقون خیر أم الله الواحد القہار

۵۔ مبلغین وینیکو چاہیے کہ مہربانی اور محبت کے ساتھ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں۔

یا صاحبی السجن ء أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد

۶۔ قدیم مصر کے لوگ، متعدد خداؤں کے معتقد اور ان میں سے ہر ایک کو کائنات کے بعض امور کا مدبر اور منتظم خیال کرتے تھے۔ ء أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد القہار

۷۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھی قیدیوں سے یہ چاہا کہ توحیدی اور متعدد خداؤں کے عقیدے کا باہمی مقائسہ اور ان میں سے صحیح عقیدہ کا انتخاب کریں۔ ء أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد القہار

۸۔ خداوند متعال، واحد (یکتا اور احد) اور قہار (غلبہ کرنے والا اور شکست ناپذیر) ہے۔ أم الله الواحد القہار

۹۔ متعدد خداؤں کا خداوند متعال کے مقابلے میں تصور ان کے مغلوب ہونے کے تصور کے برابر ہے۔

ء أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد القہار

جب یوسف علیہ السلام نے خداوند متعال کو قہار اور غالب سے یاد کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دوسرے جھوٹے خداؤں کو مغلوب بھی تصور کیا۔ لیکن اپنی کلام میں اسکا ذکر نہ کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہی صفت ان کو مغلوب بتانے کے لیے کافی ہے تاکہ انسان یہ جان لے کہ کئی خدا ایک خدا کے مقابلے میں مغلوب اور خدائی کے لائق نہیں ہیں۔

۱۰۔ مغلوب اور بے بس خداؤں پر اعتقاد رکھنا اور انکو عبادت کے لائق سمجھنا، ضعیف اور غیر صحیح عقیدہ ہے۔

أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد القہار

۱۱۔ خدائے وحدہ لا شریک اور غالب پر اعتقاد و یقین اور اسکو عبادت کے لائق سمجھنا، عاقلانہ اور صحیح اعتقاد و یقین ہے۔

أرباب متفرقون خیر أم الله الواحد القہار

اسماء و صفات: قہار ۸؛ واحد ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۱

بت: بتوں کے مغلوب ہونے کے دلائل ۹



تبلیغ: تبلیغ کا طریقہ ۵; تبلیغ میں محبت و عطف ۵

توحید: توحید اور شریک ۴; توحید افعالی ۱۱; توحید عبادی ۳، ۱۱; توحید کی تبلیغ ۳; توحید کی دعوت ۳

دین: دین کی تبلیغ ۵

شرک: رب الارباب سے شرک کرنا ۶; شرک اور توحید ۹; شرک سے اجتناب کی دعوت ۳; شرک کا بے مقصد ہونا ۱۰

عبادت: عبادت کے فوائد ۳

عقیدہ: عقیدہ باطل ۱۰; عقیدہ توحید ۱۱، عقیدہ شرک ۱۰; عقیدہ صحیح ۱۱; عقیدہ کو صحیح کرنے کی دعوت دینا ۴

فطرت: فطرت کو بیدار کرنا ۳

قدیمی مصری لوگ: قدیمی مصری لوگوں کا شرک ۶; قدیمی مصری لوگوں کا عقیدہ ۶

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۵

مشرکین: ۲، ۶

نفسیات کی پہچان: تربیت کرنے کی نفسیات ۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ اور ساتھی قیدی ۳، ۴، ۵; یوسف ؑ کا اظہار محبت ۱; یوسف کا ساتھی قیدیوں کو ہدایت کرنا ۱

یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۳، ۴، ۵; یوسف کا وعظ و نصیحت کرنا ۳; یوسف ؑ کی اپنے ساتھی قیدیوں کو دعوت ۳; یوسف

ؑ کی تبلیغ ۱; یوسف ؑ کی تبلیغ کا طریقہ ۳; یوسف ؑ کی خواہشات ۴; یوسف ؑ کے ساتھی قیدیوں کا شرک ۲

## آیت ۳۰

﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءُ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مِمَّا أُنْزِلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

تم اس خدا کو چھوڑ کر صرف ان ناموں کی پرستش کرتے ہو جنہیں تم نے خود رکھ لیا ہے یا تمہارے آباء و اجداد نے۔ اللہ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے جب کہ حکم کرنے کا حق صرف خدا کو ہے اور اسی نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے کہ یہی مستحکم اور سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ہیں (۳۰)

۱۔ یوسف علیہ السلام کے زمانے کے مصری اور ان کے آباء و اجداد مشرک لوگ تھے اور کئی جھوٹے خداؤں کی پوجا کرتے تھے۔ ما تعبدون من دونه إلا أسماء سمیتموها أنتم و آباؤکم

۲۔ خداوند متعال کے علاوہ ہر معبود فقط خدائی نام رکھتا ہے لیکن حقیقت اور کمال سے خالی ہے۔ ما تعبدون من دونه إلا أسماء سمیتموہ

(اسماء سمیتموہا) کے جملے سے مراد یہ ہے کہ (تم نے فقط ان پر خداؤں کے نام رکھ دیئے ہیں) یہ فقط خالی نام ہے ان کے حقیقی مصادیق نہیں ہیں بلکہ اسم بے مسمیٰ اور بغیر حقیقت کے نام ہیں۔

۳۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ساتھی قیدیوں کے لیے ان کے معبودوں کو عبادت کے لائق نہ ہونے کی وضاحت کی اور ان کے لیے استدلال کے ذریعے یکتا پرستی کو ثابت کیا۔ ما تعبدون من دونه الا اسماء ... ذلك الدين القيم

۳۔ شرک کرنا اور خدا وحدہ لا شریک کے علاوہ دوسرے خداؤں پر اعتقاد رکھنا، انسانوں کا ساختہ خیال و توہم ہے۔ إلا أسماء سمیتموہ

۵۔ خداوند متعال نے اہل شرک کے خداؤں کی عبادت کرنے کی کبھی بھی اجازت نہیں دی ہے۔  
ما أنزل الله بها من سلطان

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ لفظ (سلطاناً) سے مراد حجت اور دلیل نقلی ہو۔

۶۔ شرک، عقلی و نقلی دلیل سے فاقد اور خدا کے علاوہ، معبودوں کی پرستش ہر قسم کے برہان و دلیل سے خالی ہے۔  
ما أنزل الله بها من سلطان

(سلطان) کا لفظ ممکن ہے حجت کے معنی میں ہو خواہ وہ حجت عقلی ہو یا نقلی یہ بھی ممکن ہے سلطنت اور حکومت کے معنی میں ہو جس کا سرچشمہ اقتدار ہے لیکن مذکورہ بالا معنی احتمال اول کی صورت میں ہے اور قابل ذکر ہے کہ (بہا) کی ضمیر عبادت کی طرف لوٹتی ہے کہ جس کا لفظ (تعبدون) سے استفادہ ہوتا ہے۔

۷۔ اہل شرک کے معبود، ہر قسم کی سلطنت اور اقتدار سے محروم ہیں۔ ما أنزل الله بها من سلطان  
یہ اس صورت میں ہے کہ (سلطان) سے مراد سلطنت اور اقتدار لیا جائے تو (بہا) کی ضمیر (اسماء) کی طرف پلٹے گی جس سے معبود مراد ہیں۔

۸۔ موجودات کی قدرت اور طاقت خداوند متعال کی طرف سے ان کو عطا کردہ ہے۔ ما أنزل الله بها من سلطان

۹۔ استدلال اور برہان، خداوند متعال کی طرف سے انسان کے دل و دماغ پر القاء ہوتے ہیں۔  
ما أنزل الله بها من سلطان

اہل شرک کے خیال کو غلط ثابت کرنے کے لیے کافی تھا کہ صرف یہ کہا جائے کہ مشرکین اپنے مرام و مقصود کے لیے کوئی دلیل نہیں رکھتے لیکن ان کے خیال کو جملہ (ما أنزل الله...) (کہ خداوند متعال نے ان معبودوں کی عبادت کے لیے کسی دلیل و برہان کو قائم نہیں کیا) تو اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۱۰۔ انسان کے عقائد کے لیے ضروری ہے کہ وہ دلیل عقلی و نقلی پر قائم ہوں۔ ما أنزل الله بها من سلطان

۱۱۔ موجودات کی حقیقت اور ان کے حالات کی شناخت دلیل و برہان کے ذریعے ممکن ہے۔ ما أنزل الله بها من سلطان

۱۲۔ کائنات پر سلطنت اور حکومت صرف خداوند متعال کے ساتھ خاص ہے۔ ما أنزل الله بها من سلطان ان الحكم الا الله

(حکم) سے مراد یا حکم تکوینی ہے یا تشریحی یا دونوں کو شامل ہے۔ لیکن مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ حکم تکوینی مراد ہو۔

۱۳۔ فقط خداوند متعال ہی احکام کی تشریع اور قانون بنانے کا حق رکھتا ہے۔ ان الحکم الا الله

یہ مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (حکم) سے مراد حکم تشریحی لیں۔

۱۳۔ خداوند متعال کا انسانوں کے لیے حکم ہے کہ وہ صرف خدا کی عبادت کریں اور غیر اس کی عبادت سے اجتناب کریں۔  
أمر ألا تعبدوا الا اياه

۱۵۔ مشرکین اپنے معبودوں کی عبادت اس خیال سے کرتے ہیں کہ خدا نے انہیں ان کی عبادت کا حکم دیا ہے۔  
أمر ألا تعبدوا الا إياه

۱۶۔ توحید اور وحدہ لا شریک کی عبادت قانونی ہے جس میں کسی قسم کا انحراف اور کج روی نہیں اور شرک انحرافی اور نامناسب خیال ہے۔ أمر ألا تعبدوا الا آياه ذلك الدين القيم

(قیم) بمعنی مستقیم اور بغیر انحراف اور کج روی کے ہے۔

۱۷۔ وہ ادیان جو صرف برہان و دلیل کے ساتھ ہیں وہی انحراف اور کج روی سے منزہ و مبرا ہیں۔  
ما أنزل الله بها من سلطان ... أمر ألا تعبدوا الا آياه ذلك الدين القيم

۱۸۔ توحید اور وحدہ لا شریک کی عبادت، محکم اور دلیل پر استوار دین ہے اور شرک پرستی ضعیف اور بے بنیاد خیال ہے۔  
ما تعبدون من دونه الا اسماء ... أمر ألا تعبدوا الا آياه ذلك الدين القيم

(قیم) کے معانی میں سے مستقیم اور استوار بھی ہے یوسف (ع) نے توحید اور وحدہ لا شریک کی عبادت کے لیے دلیل و برہان کو قائم کرنے اور غیر اس کی عبادت اور شرک پر دلیل نہ ہونے کی یاد آوری کے بعد فرمایا (ذلك الدين القيم) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کا ثابت و استوار ہونا اس کے برہان ہونے کی وجہ سے ہے اور شرک کا ضعیف و ناقص ہونا اس پر دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

۱۹۔ لوگوں کی اکثریت (مشرکین) توحید کے استحکام اور وحدہ لا شریک کی عبادت کا برہان و دلیل پر قائم ہونے سے ناواقف ہے۔  
ذلك الدين القيم و لكن اكثر الناس لا يعلمون

مذکورہ تفسیر میں (الناس) سے مراد تمام لوگ لیے

گئے ہیں اسی بنیاد پر (اکثر) سے مراد مشرکین ہوں گے (لا یعلمون) کا مفعول ماقبل جملات کے قرینہ کی بناء پر توحید کا محکم اور بادلیل ہونا اور شرک کا دلیل و برہان سے عاری ہونا ہے۔

۲۰۔ لوگ جب توحید کے دلائل و برہان کی طرف توجہ کریں گے تو خود بخود وہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف میلان پیدا کریں گے۔ و لکن اکثر الناس لا یعلمون

۲۱۔ وہ لوگ جو صحیح و حقیقی عقائد کو فاسد اور خیالی عقائد سے جدا کر سکتے ہیں وہ عالم ہیں۔

ما تعبدون من دونها إلا أسماء سمیتوها ... و لکن اکثر الناس لا یعلمون

۲۲۔ لوگوں کی نادانی اور جہالت، غیر اللہ کی عبادت اور شرک کا موجب بنتی ہے۔

ما أنزل الله بها من سلطان ... و لکن اکثر الناس لا یعلمون

۲۳۔ اکثر مشرکین، توحید کے محکم و استدلالی ہونے اور شرک کے ضعیف و غلط ہونے سے ناواقف ہیں۔

ما تعبدون من دونه ... و لکن اکثر الناس لا یعلمون

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (الناس) سے مراد مشرکین ہوں اس بناء پر جملہ (و لکن اکثر الناس لا یعلمون) اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اکثر مشرکین (حقیقت) سے ناواقف ہیں اور بعض ان میں سے اس بات سے واقف ہیں لیکن بغض اور اپنے مقام و منصب کو کھودینے کے خوف سے توحید پرستی کی طرف مائل نہیں ہوتے ہیں۔

احکام: احکام کی تشریح کا حق ۱۳؛ احکام کی تشریح کا سبب ۱۳

اکثریت: اکثریت کا جاہل ہونا ۱۹؛ اکثریت کا شرک ۱۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۲، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱۳، ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۸،

۹؛ اللہ تعالیٰ کے حقوق ۱۳

باطل معبود: باطل معبودوں کا بیہودہ ہونا ۲؛ باطل معبودوں کا عجز ۴؛ باطل معبودوں کی عبادت کا رد ۵

برہان: برہان و دلیل کا فائدہ ۱۱

توحید: توحید افعالی ۲، ۸، ۱۲؛ توحید عبادی ۱۶؛ توحید عبادی کا متقن ہونا ۱۸، ۱۹، ۲۳؛ توحید عبادی میں برہان و دلیل ہونا

۱۸؛ توحید کی حقیقت ۱۶

جہل: جہل کے آثار ۲۲

خیال بانی: خیال بانی کے آثار ۳

دین: دین سے انحراف کے موانع ۱۷; دین کے مضرات کی شناخت ۱۷، ۲۲; دین میں برہان کی اہمیت ۱۷  
شرک: شرک عبادی کا بے منطق و دلیل ہونا ۶; شرک عبادی کا پیش خیمہ ۱۵; شرک عبادی کا سبب ۲۲; شرک کا باطل  
ہونا ۱۶، ۲۳; شرک کا بیہودہ ہونا ۱۸، ۲۳; شرک کا رد ۵; شرک کا سبب ۳; شرک کی حقیقت ۱۶، ۱۸; شرک کی گراہی ۱۶  
عبادت: اللہ کی عبادت کی اہمیت ۱۳; باطل معبودوں کی عبادت کا رد کرنا ۵  
عقیدہ: عقیدہ باطل ۶، ۱۵، ۱۶; عقیدہ باطل کا سبب ۳; عقیدہ صحیح کی تشخیص ۲۱; عقیدہ میں دلیل کی اہمیت ۱۰  
علم: علم کے آثار ۲۰  
علماء: ۲۱

قانون بنانا: قانون بنانے کا حق ۱۳

قدیمی مصری لوگ: قدیمی مصری لوگوں کا شرک ۱، قدیمی مصری لوگوں کا عقیدہ ۱

کائنات: کائنات کا حاکم ۱۲

مشرکین: مشرکین اور باطل معبود ۱۵; مشرکین اور توحید ۲۳; مشرکین کی اکثریت کا جاہل ہونا ۲۳; مشرکین کی جہالت ۱۹  
مشرکین کی فکر ۱۵

موجودات: موجودات کی شناخت کا طریقہ ۱۱، موجودات کی قدرت کا سبب ۸

نعمت: استدلال کی نعمت ۹

یوسف علیہ السلام: یوسف علیہ السلام اور باطل معبود ۳; یوسف علیہ السلام اور توحید عبادی ۳; یوسف علیہ السلام اور ساتھی قیدی ۳; یوسف علیہ السلام کا  
استدلال ۳; یوسف علیہ السلام کا قصہ ۳

## آیت ۳۱

﴿صَاحِبِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ﴾

میرے قید خانے کے ساتھیو تم سے ایک اپنے مالک کو شراب پلانے گا اور دوسرا مولیٰ پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے یہ اس بات کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے جس کے بارے میں تم سوال کر رہے ہو (۳۱)

۱۔ یوسف ؑ نے اپنے ساتھی قیدیوں کو توحید اور یکتا پرستی کی دعوت دینے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی۔  
یا صاحبی السجن أما احد کما فیسقی ربّه خمرًا

۲۔ یوسف ؑ نے (انگوروں سے شراب بنانے کے لئے پانی لینے) کے خواب کی تعبیر اسکی رہائی اور اپنے مالک کے لیے ساتھی بننا قرار دیا۔ أما أحد کما فیسقی ربّه خمرًا

"سقی" (مصدر یسقی) ہے جو پینا یا مشروب دینے کے معنی میں ہے تو اس صورت میں (اما احد کما فیسقی...) یعنی تم میں سے ایک اپنے مالک و ارباب کو مشروب پلانے گا اور اسکا ساتھی بنے گا۔

۳۔ یوسف ؑ نے روٹی اٹھانے اور پرندوں کا اسکو کھانے والے خواب کو اسے پھانسی پر لٹکانے اور اس کے سر سے پرندوں کے کھانے کی تعبیر کی۔ و أما الآخر فیصلب فتأکل الطیر من رأسه

(صلب) (یصلب) کا مصدر ہے، پھانسی کے ذریعہ مارنے کو کہتے ہیں۔

۳۔ قدیم مصر میں سزا دینے کا یہ رواج تھا کہ مجرمین کو پھانسی پر لٹکا کر وہیں چھوڑ دیا جاتا تا کہ وہ پرندوں کی خوراک بن جائیں  
و أما الآخر فیصلب فتأکل الطیر من رأسه

۵۔ یوسف (ع) نے اپنے ساتھی دو قیدیوں میں سے ایک کی آزادی اور دوسرے کے تختہ دار پر جانے کو حتمی اور ناقابل تغیر کہا اور اس بات کو انہیں بتا دیا۔ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان

(افتاء) کا معنی حکم بیان کرنے کا ہے اور (استفتاء) (تستفتیان) کا مصدر ہے جس کا معنی حکم بیان کرنے کی درخواست کرنا ہے (الامر) سے مراد خواب کی تعبیر ہے (یعنی وہ حادثہ جس کو خواب بتا رہا ہے) اس بناء پر "قضی الامر..." کا معنی وہ حادثہ و واقعہ ہے جن کو تمہارے خواب نے بیان کیا اور تم نے اس کے بارے میں سوال کیا یہ حتمی اور غیر قابل تغیر ہے اور رونما ہو کر رہے گا۔

۶۔ بعض حوادث پہلے سے معین اور ناقابل تغیر و تحول ہیں۔ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان

۷۔ یوسف علیہ السلام کے ساتھی قیدیوں نے اپنے خوابوں کی تعبیر کے لیے ان سے مکرر اصرار کیا کہ ان کی تعبیر بیان کریں۔  
قضی الامر الذین فیہ تستفتیان

فعل ماضی (استفتیا) (تم نے سوال کیا) کی جگہ پر (تستفتیان) یعنی سوال کر رہے ہو) لانا استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی یوسف علیہ السلام کے ساتھی قیدیوں نے ان سے مکرر تعبیر کرنے پر اصرار کیا۔

۸۔ ممکن ہے خواب آئندہ آنے والے حالات کے لیے آئینہ اور اس سے آگاہی کا دریچہ ہو۔  
فیسقی رہہ خمرًا... فیصلب فتا کل الطیر من رأسہ

۹۔ یوسف علیہ السلام آئندہ کے حالات اور غیب پر مطلع اور آگاہ تھے۔ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان

(قضی الامر...) کا معنی یوسف علیہ السلام کے ساتھی قیدیوں کے خواب کی تعبیر نہیں بلکہ وہ ایک حقیقت کا ذکر تھا جو آپ (ع) نے تعبیر کے خواب کے حاشیہ میں اس کو ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیہ السلام تعبیر خواب کے علاوہ آئندہ آنے والے حالات سے بھی آگاہ تھے۔

تاریخ: جبر کی تاریخ ۶

توحید: توحید عبادی کی تبلیغ ۱

خواب: انگور کے پانی والے خواب کی تعبیر ۲؛ پرندوں کے کھانے والے خواب کی تعبیر ۳؛ خواب اور آئندہ کے حوادث ۸؛  
خواب کا کردار ۸؛ روٹی اٹھانے والے خواب کی تعبیر ۳؛ سچے خواب ۸

سزا: سزا کی تاریخ ۳

علم:



آئندہ کے علم کا سبب ۸

قضا و قدر: ۶ قدیمی مصر:

قدیمی مصر میں تختہ دار پر لٹکانا ۳؛ قدیمی مصر میں سزا ۴

یوسف ؑ: یوسف ؑ اور ان کے ساتھی قیدی ۵: یوسف ؑ کا ساتھی قیدیوں کی ہدایت کرنا ۱۰: یوسف ؑ کا علم غیب ۹: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵: یوسف ؑ کو تعبیر خواب کا علم ۱، ۲، ۳، ۴، ۵: یوسف (ع) کی پیشگوئی ۹: یوسف ؑ کی تبلیغ ۱، یوسف ؑ کے ساتھی قیدی کا تختہ دار پر جانا ۵: یوسف ؑ کے ساتھی قیدیوں کا انجام ۵: یوسف ؑ کے ساتھی قیدیوں کی خواہشات ۴: یوسف ؑ کے ساتھی قیدیوں کے خوابوں کی تعبیر ۱، ۴: یوسف ؑ کے ساتھی قیدی کی نجات ۵: یوسف ؑ کے فضائل ۹

### آیت ۳۲

﴿وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنَسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ﴾

اور پھر جس کے بارے میں خیال تھا کہ وہ نجات پانے والا ہے اس سے کہا کہ ذرا اپنے مالک سے میرا بھی ذکر کر دینا لیکن شیطان نے اسے مالک سے ذکر کرنے کو بھلا دیا اور یوسف چند سال تک قید خانے ہی میں پڑے رہے (۳۲)

۱۔ یوسف ؑ نے اپنے ساتھی قیدی جو بادشاہ کا ساتھی بننے والا تھا اس سے کہا کہ تم رہا ہونے کے بعد میری داستان کو بادشاہ سے بیان کرنا۔ و قال للذى ظنّ أنه ناجٍ منهما اذكرني عند ربك

۲۔ یوسف ؑ کی نظر میں مصر کا بادشاہ کوئی ظالم انسان نہیں تھا کہ اس سے عدل و انصاف کی امید نہ رکھی جائے۔ اذكرني عند ربك

یوسف ؑ نے بادشاہ کے ساتھی سے یہ خواہش کی کہ بادشاہ کے سامنے میری مظلومیت کی داستان بیان کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف ؑ اس کی دادرسی پر امید رکھتے تھے۔

۳۔ توحیدی اعتقاد میں اسباب سے استفادہ کرنے میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ قال للذى ظنّ انه ناجٍ منها اذكرني عند ربك

۳۔ مشکلات اور سختیوں سے نجات حاصل کرنے میں کفار سے مدد حاصل کرنا جائز ہے۔ اذكرني عند ربك

ظاہر ہوتا ہے کہ یوسف ؑ کا ساتھی قیدی آزاد ہونے کے وقت موحد نہیں ہوا تھا اور اس نے ایمان کا اظہار نہیں کیا تھا وگرنہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہوتا، پس جب یوسف ؑ نے اس سے خواہش کی تھی وہ کافر تھا۔

۵۔ بادشاہ کے ساتھی نے یوسف ؑ کی بیان کردہ خواب کی تعبیر پر اعتماد کیا اور اپنی نجات کے بارے میں امیدوار ہو گیا۔  
و قال للذی ظنّ انه ناج منهم ممکن ہے (ظنّ) کی ضمیر (الذی) کی طرف لوٹے اور یہ بھی احتمال ہے کہ (یوسف ؑ) کی طرف لوٹے، لیکن مذکورہ معنی، احتمال اول کی صورت میں ہے تو اس صورت میں (قال للذی...) کے جملے کا معنی یوں ہوگا کہ یوسف (ع) نے اس ساتھی بادشاہ سے جو اپنی نجات پر امید رکھتا تھا کہا کہ مجھے بھی اپنے مالک کے پاس یاد کرنا، اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود یوسف ؑ بھی اس کی نجات پر یقین کامل رکھتے تھے نہ کہ انہیں گمان تھا مذکورہ احتمال مناسب و قوی لگتا ہے۔

۶۔ یوسف (ع) کے ساتھی قیدی کے خواب کی تعبیر نے عملی جامہ پہنا اور اس نے زندان سے رہائی پا کر بادشاہ کی ملازمت اختیار کر لی۔ فانسه الشیطان ذکر رہ

اس پر توجہ کرتے ہوئے کہ (فانساه) کی ضمیر "الذی" کی طرف لوٹتی ہے کہ جس سے مراد بادشاہ کا ساتھی ہے۔ تو جملہ (فانساه الشیطان ذکر رہ) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ زندان سے آزاد ہوا اور بادشاہ کے دربار میں ملازم ہو گیا۔

۷۔ یوسف ؑ کا ساتھی قیدی جس نے نجات حاصل کی وہ بادشاہ مصر کا غلام تھا۔

اذکرنی عند ربك فأنساه الشیطان ذکر رہ

رب (عند ربك) کے جملے میں مالک کے معنی میں ہے اور آیات ۴۳ اور ۴۵ کی دلیل کی وجہ سے اس سے مراد مصر کا بادشاہ ہے۔

۸۔ بادشاہ کے ساتھی نے زندان سے رہائی حاصل کرنے کے بعد یوسف ؑ کی درخواست (کہ میری داستان کو یاد دلوانا) کو بھول گیا۔ فأنساه الشیطان ذکر رہ

(أنساه) کا مصدر (انساء) ہے یعنی بھلا دینا کے معنی میں ہے۔ اور (أنساه) اور (ربہ) کی ضمیر (الذی) کی طرف لوٹتی ہے جس سے مراد بادشاہ کا ساتھی ہے تو جملہ (فأنساه...) کا معنی یہ ہوگا کہ شیطان نے ساتھی کے ذہن سے یہ بات نکال دی کہ وہ بادشاہ کے سامنے یوسف ؑ کے قصے کو بیان کرے۔

۹۔ شیطان ہی ساقی کے ذہن سے بادشاہ کے سامنے یوسف ؑ کے قصے کو ذکر کرنے کو بھلا دینے کا سبب بنا۔  
فأنساه الشيطان ذكر ربه

۱۰۔ شیطان کا انسان کی بھول و چوک میں موثر کردار ہے۔ فأنساه الشيطان ذكر ربه

۱۱۔ شیطان نے یوسف ؑ کو زندان میں باقی رکھنے کے لیے اپنی شیطانیت اور خباثت کا اظہار کیا۔  
فأنساه الشيطان ذكر ربه فلبث في السجن

۱۲۔ یوسف ؑ کا زندان سے باہر آنا اور مورد اتہام سے بچ جانا، شیطان کے مقاصد سے سازگار نہیں تھا۔  
فأنساه الشيطان ذكر ربه فلبث في السجن بضع سنين

۱۳۔ یوسف (ع)، بادشاہ کے ساقی کے آزاد ہونے کے بعد کئی سال تک زندان میں رہے۔ فلبث في السجن بضع سنين  
(بضع) کا معنی (چند) ہے اور یہ ۳ سے ۱۰ تک مبہم عدد کیلئے کنا یہ ہے۔

۱۴۔ مصر کا بادشاہ اگر یوسف ؑ کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا تو ان کو زندان سے آزاد کر دیتا۔  
فأنساه الشيطان ذكر ربه فلبث في السجن بضع سنين

(لبث) کا معنی (ٹھہرنا) اور (باقی رہ جانا) ہے مذکورہ بالا معنی جملہ (لبث...) کا پہلے والے جملے پر متفرع ہونے سے حاصل  
ہوا ہے یعنی شیطان نے بادشاہ کے ساقی کو فراموشی میں ڈال دیا۔ جس کے نتیجے میں یوسف ؑ کئی سالوں تک زندان میں  
پڑے رہے۔

۱۵۔ "عن أبي عبد الله ... (في قول الله) قال للذي ظن أنه ناج منهما اذكرني عند ربك" قال: و لم يفرع يوسف  
في حاله الى الله فيدعوه فلذلك قال الله (فأنساه الشيطان ذكر ربه فلبث في السجن بضع سنين ... <sup>(۱)</sup>)

امام جعفر صادق ؑ سے اس قول خدا (قال للذي... اذكرني عند ربك) کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت ؑ نے  
فرمایا: یوسف (ع) نے اس حالت میں خدا کی پناہ مانگی جسکی وجہ سے خداوند متعال نے فرمایا: (فأنساه الشيطان ذكر  
ربه)

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۷۶، ح ۲۳؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۲۶؛ ح ۷۳۔

۱۶\_ عن أبي عبد الله ﷺ في قول الله تعالى : " فلبث في السجن بضع سنين " قال: سبع سنين<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ﷺ سے قول خدا (فلبث فی السجن بضع سنین) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: (بضع سنین) سے مراد سات سال ہیں۔

احکام: ۳

توحید: توحید اور مادی اسباب سے مدد حاصل کرنا ۳

روایت: ۱۵، ۱۶

سختی: سختی سے نجات کی اہمیت ۳

شیطان: شیطان اور مصر کے بادشاہ کا ساقی ۹؛ شیطان اور یوسف ﷺ کا برائت کرنا ۱۲؛ شیطان اور یوسف ﷺ کی نجات ۱۲؛ شیطان کا کردار ۹، ۱۰؛ شیطان کی شیطنت ۱۱

فراموشی: فراموشی کا سبب ۱۰

مدد طلب کرنا: کافروں سے مدد طلب کرنا ۳؛ مدد کے طلب ہونے کا جواز ۳

مصر کا بادشاہ: مصر کا بادشاہ اور یوسف ﷺ کی بے گناہی ۱۳؛ مصر کے بادشاہ کی عدالت ۲؛ مصر کے بادشاہ کے ساقی کا فراموش کرنا ۸؛ مصر کے بادشاہ کے ساقی کی فراموشی کا سبب ۹

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ اور مصر کا بادشاہ ۲؛ یوسف ﷺ اور مصر کے بادشاہ کا ساقی ۱؛ یوسف ﷺ زندان میں ۱۱

یوسف ﷺ کا زندان میں باقی رہنے کا فلسفہ ۱۵؛ یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۳، ۱۶، ۱۵؛ یوسف (ع)

کی امیدواری ۲؛ یوسف ﷺ کی تعبیر خواب کا پورا ہونا ۵، ۶؛ یوسف ﷺ کی خواہشات ۱، ۸؛ یوسف ﷺ کی زندان سے

نجات ۱۲، ۱۳؛ یوسف ﷺ کے زندان کی مدت ۱۳، ۱۶؛ یوسف ﷺ کے ساتھی قیدی کا غلام ہونا ۴؛ یوسف ﷺ کے

ساتھی قیدی کا امیدوار ہونا ۵؛ یوسف ﷺ کے ساتھی قیدی کی ملازمت حاصل کرنا ۶؛ یوسف ﷺ کے ساتھی قیدی کی

نجات ۵، ۶

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۷۸ ح ۳۰؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۲۷ ح ۷۶۔

### آیت ۳۳

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ﴾

اور پھر ایک دن بادشاہ نے لوگوں سے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھیں ہیں جنہیں سات پتلی گائیں کھائے جارہی ہیں اور سات ہر ہی تازی بالیاں دیکھی ہیں اور سات خشک بالیاں دیکھی ہیں تم سب میرے خواب کے بارے میں رائے دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر دینا آتا ہو تو (۳۳)

۱۔ بادشاہ مصر نے یوسف عليه السلام کے زندان میں کئی سال گزرنے کے بعد عجیب سا خواب دیکھا۔  
و قال الملك إني أرى سبع بقرات سمان ... إن كنتم للرء يا تعبرون

۲۔ سات پتلی گائیں سات موٹی گائیں کو کھا رہی تھیں اور سات بڑی تازی بالیاں اور سات خشک بالیاں دیکھنا، بادشاہ کا تعجب آور خواب تھا۔ إني أرى سبع بقرات سمان ... و اخر يا بست

(سمین) اور (سمینۃ) (سمان) کا مفرد ہیں جو موٹاپے کے معنی میں آتا ہے (اعجف) اور عجفاء (عجاف) کا مفرد ہے، جو بہت ہی لاغر اور نحیف کے معنی میں آتا ہے اور لفظ (سبع) کی تمیز اس سے پہلے والے جملے کے قرینہ کی وجہ سے (بقرات) ہے تو عبارت یوں ہوگی۔ یا کلھنّ سبع بقرات عجاف

۳۔ مصر کے بادشاہ نے اس تعجب آور خواب کو کئی بار دیکھا۔ إني أرى سبع بقرات سمان  
بادشاہ، خواب کے ذکر کو فعل ماضی کے صیغے سے نقل کر سکتا تھا (رأیت) میں نے خواب کو دیکھا۔ لیکن اس نے فعل مضارع کے صیغے کو استعمال کیا (أرى) میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ ممکن ہے خواب کے استمرار کو بیان کر رہا ہو۔ میں کئی راتوں سے دیکھ رہا ہوں اور ممکن ہے کہ دوبارہ بھی اسکو دیکھوں۔

۳۔ مصر کے بادشاہ نے (پتلی اور موٹی گائے اور سرسبز و خشک بالیاں کے) خواب کو تعجب اور خواب سے یاد کیا۔  
يَا يٰهَا لَمَلَاءُ أَفْتُونِي فِي رَأْيِ يَآئِي إِنْ كُنْتُمْ لِلرَّءْيِ يَآ تَعْبُرُونَ

خوابوں کی تعبیر کرنے والوں کے سامنے اس خواب کو بیان کرنا اور ان کا اسکی تعبیر میں اپنی ناتوانی کو ظاہر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ بادشاہ نے اس خواب کو تعجب اور خیال کیا تھا۔

۵۔ موٹی و پتلی گائیں اور سرسبز و خشک بالیاں بادشاہ نے ایک ہی خواب میں دیکھی تھیں نہ کہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خواب میں دیکھا تھا۔ اِنِي اُرِي سَبْعَ بَقَرَاتٍ ... وَ سَبْعَ سَنَابِلٍ خَضِرٍ

کیونکہ لفظ (اری) کو خشک و سرسبز بالیوں کے دیکھنے میں دوبارہ ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ اگر بادشاہ ان کو دوسرے خواب میں دیکھتا تو فعل (أَرِي) کو جملہ (سبع سنبلات) میں دوبارہ ذکر کرتا اور جملہ (أَفْتُونِي فِي رَأْيِ) میں لفظ خواب (رؤياي) کا مفرد ذکر کرنا بھی اس مطلب سے حکایت کر رہا ہے۔

۶۔ مصر کے بادشاہ نے بزرگ درباری لوگوں اور خواب کی تعبیر کرنے والوں سے چاہا کہ اس شگفت اور خواب کی تعبیر کریں۔ وَ قَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أُرِي ... مَا يٰهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي

(ملا) کا معنی بزرگان ہے۔ مقام کی مناسبت سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے مراد دربار میں خوابوں کی تعبیر کرنے والے مراد ہیں جو ایک خاص منصب پر فائز تھے اور وہ بزرگ اور دانشمند سمجھے جاتے تھے۔

۷۔ مصر کا بادشاہ درباری خواب کی تعبیر کرنے والوں کی صحیح تعبیر کرنے میں متردد تھا۔ أَفْتُونِي فِي رَأْيِ يَآئِي إِنْ كُنْتُمْ لِلرَّءْيِ يَآ تَعْبُرُونَ

مذکورہ بالا تفسیر جملہ (اِنْ كُنْتُمْ...) میں ان شرطیہ سے استفادہ ہوتی ہے۔

۸۔ مصر کا بادشاہ اپنے اس خواب سے یہ بھانپ گیا کہ غیر متوقع حادثہ و واقعہ کے رونما ہونے کے علاوہ یہ خواب ایک نئے دستور العمل اور نصیحت کا بیانگر ہے۔ أَفْتُونِي فِي رَأْيِ يَآئِي إِنْ كُنْتُمْ لِلرَّءْيِ يَآ تَعْبُرُونَ

"أَفْتَاء" (أَفْتُونِي) کا مصدر ہے جو حکم بیان کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۹۔ قدیم مصر میں خواب بیان کرنا اور خوابوں کی تعبیر ایک

رائج علم تھا۔ اُفتونی فی رء یای ان کنتم للراء یا تعبرون

۱۰۔ قدیم مصر کے لوگ، خوابوں کو آنے والے حوادث سے مطلع ہونے کا راستہ سمجھتے تھے۔ اُفتونی فی رء یائی

اعداد: سات کا عدد ۲

خواب: پتلی گائیں کا خواب ۲، ۵؛ خشک بالیوں کا خواب ۲، ۵؛ خواب کی تعبیر کی تاریخ ۹؛ سرسبز اور تازہ بالیوں کا خواب ۲،

۵؛ موٹی گائیں کا خواب ۲، ۵

قدیم مصر: قدیم مصر میں خوابوں کی تعبیر کا علم ۹

قدیم مصر کے لوگ: قدیم مصر کے لوگ اور تعبیر خواب ۱۰؛ قدیم مصر کے لوگوں کی سوچ ۱۰

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۴، ۸

### آیت ۳۳

﴿قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالَمِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو ایک خواب پریشان ہے اور ہم ایسے خوابوں کی تاویل سے باخبر نہیں ہیں (۳۳)

۱۔ دربار کی طرف سے خواب کی تعبیر کرنے والوں نے بادشاہ مصر کے خواب کو پریشان اور مختلف پہلو رکھنے والا اور نامشخص خواب قلمداد کیا۔ قالوا أضغاث أحلام

(ضغث)، (أضغاث) کا مفرد ہے جو گھاس کے گھٹے کو کہا جاتا ہے۔ خواب کی تعبیر کرنے والوں کی بناء پر اس کے خواب کو متعدد پہلوؤں اور چند نے بادشاہ کے خواب میں گھاس کی مختلف گھٹیوں کے اجزاء پر مشتمل قرار دیا۔ اس طرح کہ ان کا آپس میں ارتباط اور اس مجموعہ کی تاویل ان کے لیے دشوار بلکہ ناممکن مسئلہ تھی۔

۲۔ دربار میں خواب کی تعبیر کرنے والوں نے اس مختلف اور متعدد اجزاء پر مشتمل خواب کو پریشان اور اپنے علم کے دائرہ کار سے خارج قرار دیا۔

و ما نحن بتأويل الاحلام بعالمين

(الف و لام) (الاحلام) میں عہد ذکر می ہے۔ جو (أضغاث أحلام) کی طرف اشارہ کرتا ہے پس اس صورت میں جملہ (ما نحن ...) کا معنی یہ ہوگا۔ اس طرح کے خواب جو چند جمع کئے ہوئے پہلوؤں پر مشتمل ہے کی تعبیر ہم نہیں جانتے ہیں۔

۳۔ درباری تعبیر خواب کرنے والے، بادشاہ کے خواب کی تعبیر پر قدرت نہ رکھنے کے باوجود اس خواب کو قابل تعبیر و تاویل سمجھتے تھے۔ قالوا ... ما نحن بتأویل الاحلام بعلمین

(وما نحن...) کا جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس طرح کے خواب تاویل و تعبیر رکھتے ہیں لیکن ہم اس سے ناواقف ہیں۔

۳۔ خواب کی تعبیر کے علم و دانش میں پریشان و منظم خوابوں کی تقسیم۔ قالوا أضغاث أحلام (أحلام) جمع حلم ہے جو خوابوں کے معنی میں ہے۔

۵۔ چند پہلوؤں پر درہم برہم خوابوں کی تعبیر ایک مشکل کام اور خاص علم کی حامل ہے۔  
و ما نحن بتأویل الاحلام بعلمین

خواب: خواب پریشان ۱، ۳؛ خواب پریشان کی تعبیر کا مشکل ہونا ۵؛ خواب کی تعبیر کا علم ۵؛ خواب کے اقسام ۳؛ خواب منظم ۳

مصر کا بادشاہ: بادشاہ مصر کے تعبیر خواب کرنے والوں کا اقرار ۲، ۳؛ بادشاہ مصر کے تعبیر خواب کرنے والوں کا عجز ۲، ۳؛ بادشاہ مصر کے تعبیر خواب کرنے والے ۱

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲

### آیت ۳۵

﴿وَقَالَ الَّذِي نَجَّا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ﴾

اور پھر دونوں قیدیوں میں سے چونچ گیا تھا اور جسے ایک مدت کے بعد یوسف کا پیغام یاد آیا اس نے کہا کہ میں تمہیں اس کی تعبیر سے باخبر کرتا ہوں لیکن ذرا مجھے بھیج تو دو (۳۵)

۱۔ یوسف ؑ کے دو ساتھی قیدیوں میں سے ایک نے موت سے نجات پا کر دربار میں ملازمت پائی اور دوسرے کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ و قال الذین نجامنہم

۲۔ بادشاہ کا ساتھی (جو یوسف ؑ کے قید خانے کا ساتھی تھا) کافی مدت تک یوسف ؑ کو بھول گیا اور ان کی زندان میں گرفتاری سے غافل ہو چکا تھا۔ و قال الذی نجامنہما و ادکر بعد أمة



(امۃ) کے لفظ کا نکرہ ذکر کرنا ممکن ہے اس مدت کے طولانی ہونے پر دلالت کر رہا ہو آیت ۳۲ میں جملہ "فلبث فی السجن بضع سنین" اس بات کا مؤید ہے۔

۳۔ جب خواب کی تعبیر کرنے والے درباری، بادشاہ کے خواب کی تعبیر سے بے بس ہو گئے تو بادشاہ کا ساقی (جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید میں تھا) حضرت یوسف علیہ السلام کے تعبیر خواب کے علم کو ذہن میں لایا۔  
و قال الذین نجا منہما و اذکر بعد امة

(اذکر) یعنی ذہن میں لایا (ذکر) سے ہے اور اصل میں (اذکر) تھا۔ قواعد صرفی کی بناء پر (اذکر) ہو گیا۔ (امۃ) آیت شریفہ میں مدت و زمان کے معنی میں ہے۔

۳۔ دربار کے ساقی نے یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کے خواب کی تعبیر بیان کرنے کے لیے پیش کیا۔ انا أنبئکم بتا ویلہ فأرسلون  
۵۔ بادشاہ کا ساقی بادشاہ کے عجیب و غریب خواب کی تعبیر کرنے پر حضرت یوسف (ع) سے مطمئن تھا۔  
انا أنبئکم بتا ویلہ فأرسلون

(انا أنبئکم) کے جملے کی ترکیب مضمون جملہ کی تاکید پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ اس بات کی حکایت کرتی ہے کہ ساقی دربار حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر خواب کی خصوصیات سے آگاہ ہی پر مطمئن تھا۔  
۶۔ بادشاہ مصر کے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے علم کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ وہ قید خانہ میں ہیں۔ انا أنبئکم بتا ویلہ فأرسلون

(أرسلون) کے جملہ کو (فاء) کے ذریعہ جملہ (انا أنبئکم بتا ویلہ) کے لیے نتیجہ قرار دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ساقی دربار نے یوسف علیہ السلام کے قصہ اور ان کے زندان میں ہونے کو بمقدار ضرورت بیان کیا تھا۔

۷۔ ساقی دربار نے بادشاہ اور بزرگان دربار سے چاہا کہ اسکو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانہ میں جانے دیں تاکہ ان سے خواب کی تعبیر پوچھ سکوں۔ انا أنبئکم بتا ویلہ فأرسلون

(فأرسلون) میں حرف (ن) (نون) وقایہ ہے اور اس پر جو کسرہ ہے وہ یاء متکلم محذوف پر دلالت کرتا ہے اسکا متعلق (الی یوسف فی السجن) ہے۔ کیونکہ یہ بات واضح تھی اسی وجہ سے اسکو کلام میں ذکر نہیں کیا گیا۔ تو اس صورت میں (فأرسلون) کا معنی یہ ہوا کہ مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس زندان میں جانے دو۔

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کا ساتی اور تعبیر خواب کرنے والوں کا عجز ۳؛ بادشاہ مصر کا ساتی اور یوسف علیہ السلام ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷؛  
بادشاہ مصر کے ساتی کی خواہشات ۷؛ بادشاہ مصر کے ساتی کا بھول جانا ۲؛ بادشاہ مصر کے ساتی کا اطمینان ۵؛ بادشاہ مصر  
کے ساتی کی نجات ۱

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا زندان میں ہونا ۶: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸: یوسف ؑ کو تعبیر خواب کا علم ۳، ۴، ۵، ۶: یوسف ؑ کے ساتھی قیدی کی نجات ۱: یوسف ؑ کے ساتھی کا پھانسی پر لٹک جانا ۱

## آیت ۳۶

﴿يُوسِفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَتَيْنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

یوسف اے مرد صدیق ذرا ان سات موٹی گایوں کے بارے میں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیوں اور سات خشک بالیوں کے بارے میں اپنی رائے تو بتاؤ شاید میں لوگوں کے پاس باخیر واپس جائوں تو شاید انہیں بھی علم ہو جائے (۳۶)

۱۔ ساقی دربار، بادشاہ کی اجازت سے جلدی سے زندان کی طرف گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی۔  
فأرسلون يوسف أيتها الصديق أفتن

۲۔ ساقی دربار نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت ہی سچا انسان کہا اور (صدیق) کے لقب سے انکو مخاطب قرار دیا۔  
یوسف ایّھا الصّدیق

۳۔ بادشاہ کے ساتی نے یوسف علیہ السلام سے ملاقات کے وقت انکو سچا اور اپنی صحیح خواب کی تعبیر کرنے والے سے یاد کیا۔  
یوسف ابّھا الصدیق

۳۔ ساقی دربار نے بادشاہ کے خواب کو کامل اور دقیق طور پر یوسف علیہ السلام کے لیے بیان کیا۔  
 إني أرى سبع بقرات ... أفطنا في سبع

بقرات ... و آخر یابسات

۵۔ ساقی دربار نے حضرت یوسف ؑ سے چاہا کہ خواب میں سات دبلی گائیں جو سات موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور سات سرسبز اور سات خشک بالیوں کو جو دیکھا گیا ہے اسکی تعبیر وتاویل کرے۔

أفتنا فی سبع بقرات سمان یا کلھن سبع عجاف سبع سنبلات خضر و آخر یابسات

۶۔ ساقی کا تعبیر خواب کے لیے حضرت یوسف ؑ کی طرف رجوع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کے خواب کی تعبیر لوگوں تک پہنچائی جائے۔ أفتنا فی سبع بقرات ... لعلی أرجع إلی الناس

۷۔ ساقی کا تعبیر خواب کے لیے یوسف ؑ کی طرف رجوع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت یوسف ؑ کے مقام و منزلت لوگوں کو بتائی جائے۔ لعلی أرجع إلی الناس

۸۔ ساقی، یہ خیال کرتا تھا کہ لوگوں تک بادشاہ کے خواب کی تعبیر پہنچانے میں دربار مانع ہوگا۔ لعلی أرجع إلی الناس لعلہم یعلمون

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کا خواب ۳؛ بادشاہ مصر کا ساقی اور حضرت یوسف ؑ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۶، ۷؛ بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر کا لوگوں تک پہنچانا ۶؛ بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر کی درخواست کرنا ۵؛ بادشاہ مصر کے ساقی کا اجازت لینا ۱؛ بادشاہ مصر کے ساقی کی فکر ۸؛ بادشاہ مصر کے ساقی کے مقاصد ۶، ۷؛ بادشاہ مصر کے ساقی کی خواہشات و امیدیں ۵

یوسف ؑ: یوسف ؑ سے ملاقات ۱؛ یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۷، ۶؛ یوسف ؑ کی صداقت ۲؛ یوسف ؑ کے القاب ۲؛ یوسف ؑ کے خواب کی تعبیر کا صحیح ہونا ۳؛ یوسف کے مقامات ۷

## آیت ۳۷

﴿قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأْبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ﴾

یوسف نے کہا کہ تم لوگ سات برس تک مسلسل زراعت کرو گے تو جو غلہ پیدا ہوا اسے بالیوں سمیت رکھ دینا علاوہ تھوڑی مقدار کے جو تمہارے کھانے کے کام میں آئے (۳۷)

۱۔ بادشاہ کے خواب میں سات موٹی گائیں مصر میں کھیتی باڑی میں رونق اور فراوانی کی علامت تھیں۔  
قال تزرعون سبع سنين دأب

(سات سال محنت کے ساتھ کھیتی باڑی کریں) یعنی سات سال آبادانی کے ہیں ظاہر یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس معنی کو (سبع بقرات سمان) کے جملے سے سمجھے تھے۔

۲۔ بادشاہ مصر کا خواب آنے والے پندرہ سالوں کے اچھے و برے حالات کے رموز کو بیان کر رہا تھا۔  
قال تزرعون سبع سنين دأب

جملہ "تزرعون سبع سنين دأباً" سات سال محنت سے کھیتی باڑی کریں یعنی سات سال آبادانی کے ہیں اور جملہ "ثم يأتي من بعد ذلك سبع شداد" جو بعد والی آیت ہے وہ اسکو بتاتی ہے کہ سات سال قحطی اور خشک سالی کے ہیں "ثم يأتي من بعد ذلك عام..." خشک سالی کے سات سال بعد فراواں بارش کا سال ہوگا۔ پس بادشاہ کا خواب آنے والے پندرہ سالوں کے حالات کا بیان کر رہا تھا۔

۳۔ بادشاہ مصر کا خواب اصل میں آنے والے سخت و دشوار حالات سے نمٹنے کے لیے ایک دستور العمل اور پروگرام تھا۔  
قال تزرعون سبع سنين دأباً فما حصدتم فذرّوه في سنبله

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر میں ان حقائق اور دستور العمل کے جن کی یاد دہانی کرائی گئی تھی اس خواب سے استفادہ کیا۔ اسی وجہ سے وہ خواب پندرہ سال دور حکومت کی حکایت کرنے کے ساتھ ساتھ دستور العمل بھی تھا۔

۳۔ بادشاہ کے خواب میں سرسبز اور خشک بالیاں، کھیتی باڑی کے محصولات کو سات سال آبادانی میں ہونے کو بتاتی تھیں۔  
فما حصدتم فذرّوه في سنبله

(تزرعون) کا جملہ اگرچہ جملہ خبری ہے لیکن (فذرّوه...) کے قرینے سے مقام انشاء کے ہیں۔ اس معنی سے مراد دستور و

پروگرام ہے پس (تزرعون...) کا معنی یہ ہوا کہ سات سال تک بڑی کوشش اور محنت سے زراعت کرو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی زراعت سے مراد (فذرہ فی سنبہ) (کے قرینے سے) دانے دار بالیوں والے پودوں کی زراعت تھی۔ حضرت یوسف (ع) نے کھیتی باڑی کے معنی کو (سبع سنبلات خضر...) سے استفادہ کیا تھا۔

۵۔ بادشاہ مصر کے خواب میں پہلے سات سالوں میں بہت محنت اور کوشش کے ساتھ کھیتی باڑی کا ضروری ہونے کا پیغام پوشیدہ تھا۔ سبع بقرات سمان ... قال تزرعون سبع سنین داب

(دأب) مصدر ہے جو کوشش کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ اور (دأباً) آیت شریفہ میں اسم فاعل (دائبن) کی جگہ پر ذکر کیا گیا ہے، اور (تزرعون) کے فاعل کے لیے حال واقع ہوا ہے اسی وجہ سے بہت زیادہ محنت و کوشش کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف (ع) نے گائیں کے موٹے ہونے سے اس معنی کو اخذ کیا ہے۔ یعنی بہت زیادہ کوشش سے زرعی محصولات کو حاصل کر کے غذائی مواد اور غلات کو سٹور کیا جائے۔

۶۔ بادشاہ کے خواب میں خشک بالیاں، محصولات غذائی کو سٹور کرنے کا پیغام اور ان کے ساتھ ان کے کٹے ہوئے خشک تنے بھی ہمراہ ہوں، پر دلالت کرتی تھیں۔ و آخر یابسات ... فما حصد تم فذرہ فی سنبہ

(فذرہ فی سنبہ) کا جملہ مذکورہ دستور العمل کے ساتھ اس وجہ سے مناسبت رکھتا ہے کہ بادشاہ نے اپنے خواب میں خشک بالیوں کو دیکھا تھا، کیونکہ خشک بالیاں ذخیرہ اور سٹور کرنے کو بتاتی ہیں۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے (اخیر یابسات) کے جملے سے مذکورہ بالا دستور العمل کو اخذ کیا ہو۔

۷۔ بادشاہ کے خواب میں سات سال کھیتی باڑی کی فراوانی میں بچت کرنے کا پیغام پوشیدہ تھا۔ فما حصد تم فذرہ فی سنبہ إلا قليلاً مما تا کلون

(حصاد) حصد تم کا مصدر ہے۔ کھیتی کاٹنے کے معنی میں آتا ہے اور (ذروا) فعل امر ہے۔ رہا کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ (منا) میں من بیانہ ہے۔ اور (الاً قليلاً) استثناء ہے لفظ ما سے جو جملہ (فما حصد تم...) میں ذکر ہے تو معنی یوں ہوگا۔ جس کھیتی کو پکنے کے بعد کاٹ رہے ہو ان کو انہیں کے سٹوں کے ساتھ رکھ دو (یعنی ان کے دانوں کو ان کے تنے سے جدا نہ کریں فقط اتنی تھوڑی مقدار جو کہ غذا کا مصرف ہے اس کو سٹوں سے جدا کرو۔

۸۔ غلات کی پیداوار میں سات سال تک کوشش اور ان غلات کو انکی بالیوں کے ساتھ سٹور کرنا اور مصرف و استعمال

میں بچت سے کام لینا، یہ حضرت یوسفؑ کی مصر کے لوگوں کو نصیحتیں تھیں تاکہ وہ قحطی و خشکسالی کے سات سال میں مشکلات کا مقابلہ کر سکیں۔ قال تزرعون سبع سنين دأب

بعض حضرات اس کے قائل ہیں کہ بادشاہ کے خواب میں دستور العمل اور آئندہ کی چارہ جوئی و مشکلات کے سدباب کے لیے اشارہ نہیں تھا۔ بلکہ جو طریقے حضرت یوسفؑ نے بیان فرمائے وہ ان کا خدادادی علم تھا اور ان کا بادشاہ کے خواب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ مذکورہ بالا معنی بھی اسی بات کو بیان کرتا ہے۔

۹۔ اگر غلات کو انکی بالیوں اور تنے و چھلکے کے ساتھ سٹور کر لیں تو خراب ہونے اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ فما حصد تم فذروه فی سنبله

۱۰۔ حضرت یوسفؑ کے زمانے میں مصر کی سرزمین کھیتی باڑی اور غلات کے محصولات کے عنوان سے اپنے مصرف سے زیادہ آمدنی دینے والی تھی۔ قال تزرعون سبع سنين دأباً فما حصد تم فذروه فی سنبله

۱۱۔ حضرت یوسفؑ (ع) نے مصر کی حکومت سے اذیت اٹھانے کے باوجود بھی اپنے علم و دانش کو عطا کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ قال تزرعون ... إلا قليلاً مما تاكلون

۱۲۔ حضرت یوسفؑ بزرگوار مرد مجاہد اور درگزر کرنے والی شخصیت تھے۔ أفتنا ... قال تزرعون حضرت یوسفؑ اگرچہ حکومت کی مشینری سے بے جرم و خطاء ستم اور قید و بندیں دوچارہ ہوئے تھے لیکن پھر بھی اپنے علم و دانش کو بغیر کسی چون و چرا کے ان کے اختیار میں رکھ دیا۔ یہ کام حضرت یوسفؑ کی بلند وبالا شخصیت کی علامت ہے اور انکی بزرگواری اور جوانمردی کو بتاتا ہے۔

۱۳۔ علم و دانش کو پوشیدہ رکھنا بالخصوص جب معاشرہ اسکا محتاج ہو نیک اور پاک دل انسانوں کی شان سے دور رہے۔ قال تزرعون ... إلا قليلاً مما تاكلون

۱۴۔ خواب کی تعبیر میں نامناسب اظہار نظر کرنا، اسکی صحیح تعبیر و تفسیر کو ختم نہیں کر سکتا ہے۔ قالوا أضغاث أحلام ... قال تزرعون سبع سنين دأب // دربار میں خواب کی تعبیر کرنے والوں نے اگرچہ بادشاہ کو خواب تو درہم برہم اور چرند و پرند قرار دیا لیکن پھر بھی حضرت یوسفؑ نے بادشاہ کے خواب کی جو تعبیر پیش کی وہ حقیقی طور پر پوری ہوئی یعنی ان کا اظہار خیال اس تعبیر پر اثر انداز نہ ہوا۔

۱۵۔ کافروں کا خواب بھی حقیقت کا بیان گر اور معاشرہ کو مشکلات و پریشانیوں سے بچانے کے لیے دستور العمل ہو سکتا ہے۔ قال الملك إني أرى ... قال تزرعون سبع سنين دأب

۱۶۔ حکومتوں کو اقتصادی پروگرام دینا اور کافروں کو بھوک و قحطی اور مشکلات سے نجات دینا جائز اور پسندیدہ کام ہے۔ قال تزرعون سبع سنين ... الا قليلاً مما تاكلون

۱۷۔ اقتصادی بحران اور پریشانیوں سے بچنے کیلئے بچت سے کام لینا اور بحرانی حالات سے نمٹنے کیلئے تیاری ضروری ہے۔ فذروه في سنبله الا قليلاً مما تاكلون

۱۸۔ اقتصادی مشکلات اور بحران میں معاشرتی اقتصادی ترقی کے شرائط سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔ تزرعون سبع سنين دأباً ... الا قليلاً مما تأكلون

۱۹۔ حکومت کے لیے بحرانی اور قحطی صورتحال میں غذائی مواد کی تولید اور تقسیم میں کنٹرول کرنا ضروری ہے۔ تزرعون سبع سنين ... الا قليلاً مما تاكلون

آیت ۳۹ میں مخاطب سے غائب کی طرف عدول یعنی (تغاثون) اور (تعصرون) کی جگہ پر (يغاث الناس) اور (يعصرون) کا ذکر گویا اس بات کو بتاتا ہے کہ (تزرعون) اور (ذروه) کے مخاطب حکومت کے رؤسا ہیں۔

۲۰۔ معاشرہ کے حکمرانوں کے لیے ضروری ہے کہ اقتصادی مسائل کی پیش بینیاور حساب و کتاب پر مشتمل پروگرام مرتب کریں۔ تزرعون سبع سنين ... مما يأكلون

احکام: ۱۶

اعداد: سات کا عدد ۱، ۳، ۵، ۷، ۸

اقتصاد: اقتصادی بحران کی پیش بینی کرنے کی اہمیت ۲۰؛ اقتصادی بحران میں پیداوار بڑھانا ۱۹؛ اقتصادی بحران میں تقسیم ۱۹؛ اقتصادی بحران میں دستور العمل و پروگرام بنانا ۱۸، ۱۷؛ اقتصادی پروگرام بنانے کی اہمیت ۲۰؛ اقتصادی ترقی سے استفادہ کرنا ۱۸

بادشاہ مصر:

بادشاہ مصر کا خواب ۲، ۳، ۵، ۶، ۷؛ بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر ۱، ۳

حکمران: حکمرانوں کی ذمہ داری ۲۰

حکومت: بحرانی صورت میں حکومت کرنا ۱۹؛ حکومت کی ذمہ داری ۱۹

خواب: تعبیر خواب کی کیفیت ۱۳؛ خشک بالیوں کے خواب کی تعبیر ۲، ۶؛ سرسبز و تازہ بالیوں کے خواب کی تعبیر ۳؛ موٹی گائیں کے خواب کی تعبیر ۱

خوراک کی راشن بندی: خوراک کی راشن بندی کی اہمیت ۱۹

سرزمین: یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر کی سرزمین ۱۰

عمل: پسندیدہ عمل ۱۶

غلات: غلات کا سٹور کرنا ۶؛ غلات کی بالیوں کے فوائد ۹؛ غلات کے پیداوار کی اہمیت ۸؛ غلات کے سٹور کرنے کا طریقہ ۹؛ غلات کے سٹور کرنے کی اہمیت ۸

قدیم مصر: قدیم مصر غلات کی پیداوار میں ۱۰؛ قدیم مصر کی تاریخ ۲؛ قدیم مصر کی توانیاں ۱۰؛ قدیم مصر کے حکمرانوں کی

اذیتیں ۱۱؛ قدیم مصر میں زراعت ۱۰؛ قدیم مصر میں سرسبز و شادابی ۱

قحطی: قحطی سے سدّ باب ۸؛ قحطی کے سدّ باب کی اہمیت ۱۶

کفار: کفار کی مدد کرنے کے احکام ۱۶؛ کفار کے خوابوں کا سچا ہونا ۱۵

کھیتی باڑی: کھیتی باڑی کی اہمیت ۵؛ کھیتی باڑی میں نقصانات سے بچنے کا طریقہ ۹

محسنین: محسنین کی خصوصیات ۱۳

مصرف: مصرف کرنے کے طریقہ ۷، ۱۷؛ مصرف کرنے میں بچت کی اہمیت ۷، ۱۷

معاشرہ: معاشرے کی ضرورت کے وقت علم کو چھپانا ۱۳؛ معاشرے کی ضروریات کو پورا کرنے کی اہمیت ۱۳؛ معاشرے

کے حکمرانوں کی ذمہ داری ۲۰

نیک لوگ: نیک لوگوں کی خصوصیات ۱۳



یوسف ؑ: یوسف ؑ اور قدیم مصر کی حکومت ۱۱: یوسف (ع) اور قدیم مصر کے لوگ ۸: یوسف (ع) کا معاف کرنا  
 ۱۲: یوسف ؑ کو اذیت دینا ۱۱: یوسف ؑ کی جو انردی ۱۱، ۱۲: یوسف ؑ کی شخصیت ۱۲: یوسف ؑ کی نصیحتیں  
 ۸: یوسف ؑ کے فضائل ۱۱، ۱۲

### آیت ۳۸

﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَحْصِنُونَ﴾

اس کے بعد سات سخت سال آئیں گے جو تمہارے سارے ذخیرہ کو کھا جائیں گے علاوہ اس تھوڑے مال کے جو تم نے  
 بچا کر رکھا ہے (۳۸)

۱۔ حضرت یوسف ؑ نے بادشاہ مصر کے خواب میں سات دہلی گائیں کی تعبیر سات سال سبز و شادابی کے بعد قحطی و  
 سختی کے سات سال واقع ہونے سے کی۔ ثم یأتی من بعد ذلك سبع شداد

لفظ (شداد) جمع (شدید) ہے اور اسکا مصدر (شدہ) یعنی سختی و دشواری لیا گیا ہے۔ اور (سبع شداد) سے مراد سات سال  
 خشکی اور قحطی ہیں۔ اور (ذلک) کا مشار الیہ سات سال خوشحالی اور فراوانی کے ہیں۔

۲۔ بادشاہ کے خواب میں سات سال فراوانی اور آبادی کے بعد قحطی کے سال تھے۔ ثم یأتی من بعد ذلك سبع شداد  
 معلوم ہوتا ہے کہ جو بادشاہ کے خواب میں سات، دہلی پتلی گائیں موٹی گائیں کو کھا رہی تھیں اس سے حضرت یوسف ؑ  
 نے یہ اخذ کیا کہ قحطی کے سال فراوانی، کے سالوں کے بعد رونما ہوں گے۔

خواب کے بیان میں موٹی گائیں کا ذکر دہلی پتلی گائیں سے پہلے کرنا ممکن ہے کہ یوسف ؑ کی اس تعبیر کی دوسری دلیل ہو۔  
 ۳۔ بادشاہ مصر کے خواب میں فراوانی کے سال میں ذخیرہ شدہ خوراک سے خشک سالی کے سال میں استفادہ کرنا ایک

پوشیدہ پیغام تھا۔ ثم یأتی من بعد ذلك سبع شداد يأكلن ما قدمتم لهن

(یأكلن) اور (لهن) کی ضمیر (سبع شداد) کی طرف پلٹتی ہے اور (ما قدمتم لهن) (جو تم نے آنے والے سالوں کے لیے بھیجا  
 ہے) شادابی کے سالوں میں ذخیرہ شدہ ہے تو اس صورت میں (یأكلن) کا معنی یہ ہوگا کہ جو تم نے فراوانی کے سالوں میں  
 جمع کیا ہے اسکو کھائیں گے۔

۳۔ حضرت یوسف ؑ نے مصر کی حکومت کے کارندوں کو یہ

تاکید فرمائی کہ ان فراوانی کے سات سالوں سے حاصل ہونے والی تمام خوراک کو استعمال نہ کریں بلکہ قحطی کے سالوں کے لیے اسکو بچا کر رکھیں۔ یا کلن ما قدمتم لهن الا قليلاً مما تحصنون

(احسان) "تحصنون" کا مصدر ہے اسکا معنی کسی شے کو امن کی جگہ پر قرار دینا ہے تو اس وجہ سے (الاّ قليلاً مما تحصنون) کا معنی یوں ہوگا جس خوراک کو تم نے انبار کر کے رکھا ہے ان کو قحطی کے سال میں استعمال نہ کرنا شاید اس سے یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ پندرہویں سال کے بیچ کے لیے اسکو بچا کر رکھنا ہے۔

۵۔ بادشاہ مصر کے خواب میں یہ پیغام پوشیدہ تھا کہ قحطی کے سالوں میں تمام سٹور شدہ خوراک کو مصرف نہ کرنا ضروری ہے۔ یا کلن ما قدمتم لهن الا قليلاً مما تحصنون

(یا کلہن) فعل مضارع کا لفظ بادشاہ کے خواب کو نقل کرنے میں جو (آیت ۳۶) میں استعمال ہوا ہے، اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دہلی، پتلی گائیں موٹی گائیں کو کھا رہی ہیں میں ان گائیں نے تمام موٹی گائیں کو نہیں کھایا وگرنہ فعل ماضی (اکلہن) کا استعمال کیا جاتا ممکن ہے اس سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بات کو سمجھا کر کچھ غلات کو باقی رکھا جائے۔

۶۔ خواب میں پتلی گائیں کا ہونا دشواری و سختی پیش آنے کی علامت تھی اور انکی تعداد سالوں کی تعداد کو بیان کر رہی تھی۔ یا کلہن سبع عجاف ... ثم یأتی من بعد ذلك سبع شداد

اعداد: سات کا عدد ۱، ۲، ۳، ۴

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کا خواب ۲، ۳، ۵؛ بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر ۱، ۶

خواب: دہلی پتلی گائیں کے خواب کی تعبیر ۱، ۶

غلات: غلات کا ذخیرہ کرنا ۳؛ غلات کے انبار سے استفادہ کرنا ۳

قدیمی مصر: قدیمی مصر کی فراوانی ۲؛ قدیمی مصر میں خشکسالی ۳؛ قدیمی مصر میں قحطی ۱، ۲

مصرف: مصرف کرنے میں بچت کرنا ۳، ۵

یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۳، ۵، ۶؛ حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کا علم ۱؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی نصیحتیں ۳

## آیت ۳۹

﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْرِضُونَ﴾

اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کی فریاد رہی اور بارش ہوگی اور لوگ خوب انگور نچوڑیں گے (۳۹)  
 ۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کی حکومت اور لوگوں کو یہ خوشخبری دی کہ قحطی کے سات سال ختم ہو جانے کے بعد نعمتوں کی فراوانی اور بارش کے برسنے کا سال آئے گا۔ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ (یغاث) کا فعل ممکن ہے کہ غیث (بارش) سے مشتق ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ غوث (مدد کرنا) سے لیا گیا ہو پہلے احتمال کی صورت میں (یغاث الناس) کا معنی یہ ہوگا کہ لوگوں پر بارش نازل ہوگی۔ اور دوسرے احتمال کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ لوگوں کی مدد کی جائے گی۔ دونوں صورتوں میں قحطی کے ختم اور فراوانی و آبادانی کے شروع ہونے کا معنی پایا جاتا ہے۔

۲۔ بادشاہ کا خواب گویا قحطی کے سالوں کے بعد برکتوں والے سال کی آمد کو بتا رہا تھا۔  
 أَفْتَنَّا ... ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ

بادشاہ کے خواب میں دہلی پتلی گائیں کے سات سروں سے حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ اخذ کیا کہ سات سال کے بعد قحطی ختم ہو جائے گی اور قحطی کا ختم ہونا بارش کے برسنے کی خبر دیتا ہے، اس سے زراعت میں رونق اور پھلوں میں فراوانی ہوگی۔

۳۔ قحطی کے سالوں کے بعد پہلے ہی سال اہل مصر نے پھلوں کی فراوانی کے سبب ان سے جو س لینا شروع کیا۔  
 ثُمَّ يَأْتِي ... وَ فِيهِ يَعْرِضُونَ

(عصر) کا معنی میوہ جات یا تر لباس سے پانی کو نچوڑنا ہے۔ اور لفظ (يعرضون) کا مفعول زراعت کی محصولات کے قرینے کی بناء پر پھل و میوہ جات ہیں۔

۳۔ مصر کے حکمرانوں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ چودہ سالوں میں غلات کی زراعت اور اسکے مصرف و تقسیم کی نگرانی کریں۔  
 ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ

مذکورہ جملہ حضرت یوسف ؑ کی گفتگو کے سیاق سے حاصل کیا گیا ہے کہ جو انہوں نے چودہ سالوں کے لیے دستور العمل فرمایا ہے۔ اور اس کو جملہ (ترزعون) اور (فزرہ) کے فعل مخاطب سے بیان کیا ہے۔ لیکن پندرہویں سال کی وضعیت و حالت اور اس قحطی کے بحران کے ختم ہونے کو (یغاث) اور (یعصرون) کے فعل سے بیان کیا ہے۔ ان دو جملوں کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ (ترزعون) کے مخاطب مصر کے حکمران تھے کہ جو زراعت اور اسکی تقسیم کے ذمہ دار تھے اور پندرہویں سال خود لوگ آزادانہ طور پر غلات کی زراعت اور مصرف کو خود ہی انجام دیں گے۔

۵۔ خواب آئندہ کے حالات و واقعات کو بتانے اور بیان کرنے والے ہو سکتے ہیں۔

یوسف ایہا الصدیق أفتنا ... قال ترزعون ... ثم یأتی من بعد ذلك عام

۶۔ خواب ممکن ہے کہ انسانوں کے لیے اپنے اندر الہامات اور مشکلات میں راہنمائی کے رموز رکھتے ہوں۔

یوسف ایہا الصدیق أفتنا ... قال ترزعون ... ثم یأتی من بعد ذلك

۷۔ خواب کی تعبیر کا علم، آئندہ کے حوادث کے حل کا علم اور ان واقعات سے پیدا ہونے والی مشکلات سے چھٹکارہ کیلئے

کار آمد ہے۔ قال ترزعون ... عام فیہ یغاث الناس

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کا خواب ۲؛ بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر ۱

بشارت: بشارت کی نعمت ۱

خواب: خواب اور آئندہ کے حوادث ۵، ۶؛ خواب کا نقش و کردار ۵، ۶؛ خواب کی تعبیر میں آئندہ کی خبر ۷؛ سچا خواب ۵، ۶

علم: تعبیر خواب کے علم کی اہمیت ۷

نیند: نیند میں الہام ہونا ۶

قدیمی مصر: قدیمی مصر کی تاریخ ۳، ۳، ۱؛ قدیمی مصر میں اقتصادی بحران کی مدت ۳

قدیم مصر کے لوگ: قدیم مصر کے لوگ قحطی کے بعد ۳؛ قدیم مصر کے لوگوں کو بشارت ۱

یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳؛ حضرت یوسف ؑ کی خوشخبریاں ۱

## آیت ۵۰

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَافٍ عَلِيمٌ﴾

تو بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ ذرا اسے یہاں تو لے آؤ پس جب نمائندہ آیا تو یوسف نے کہا کہ اپنے ۲۔ مالک کے پاس پلٹ کر جانو اور پوچھو کہ ان عورتوں کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے کہ میرا پروردگار ان کے مکر سے خوب باخبر ہے (۵۰)

۱۔ مصر کا بادشاہ حضرت یوسف (ع) کے پاس ساتی اور اپنے دربار کے آدمی کو بھیج کر خواب کی تعبیر سے آگاہ ہوا۔  
و قال الملك ائتونی به

۲۔ مصر کا بادشاہ اپنے تعجب خیز خواب کے بارے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی صحیح اور سچی تعبیر سے مطمئن ہو گیا۔  
و قال الملك ائتونی به

جب مصر کے بادشاہ نے اپنے خواب کی تعبیر اور تاویل سنی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو حاضر کرنے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عالمانہ تعبیر سے وہ متاثر ہوا تھا۔

۳۔ مصر کے بادشاہ نے جب اپنے خواب کی تعبیر سنی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس لانے کا حکم دیا۔  
و قال الملك ائتونی به

۳۔ مصر کے بادشاہ نے جب اپنے خواب کی تعبیر معلوم کر لی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان سے آزاد کرنے اور دربار میں رہنے کا حکم دیا۔ و قال الملك ائتونی به ... قال ارجع

بادشاہ کے حکم کے باوجود بھی جب حضرت یوسف علیہ السلام زندان سے باہر اور دربار میں تشریف نہیں لائے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا جو فرمان تھا (ائتونی بہ) (اسکو حاضر کرو) یہ فرمان اجباری نہیں تھا بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان سے آزاد کرنے

اور دربار میں آنے کا دستور تھا۔

۵۔ بادشاہ کا ساتی، حضرت یوسف ؑ کو زندان سے آزاد کرانے اور دربار میں بادشاہ کے ہاں حاضر کرنے کے لیے زندان کی طرف روانہ ہو گیا۔ فلما جاء ه الرسول

"الرسول" میں (الف و لام) عہد ذکر کی کا ہے اور آیت نمبر ۳۵ میں جو (فَارسلون) ہے اس کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قاصد بادشاہ کا ساتی ہی تھا جو خواب کی تعبیر معلوم کرنے کے لیے حضرت یوسف ؑ کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔

۶۔ حضرت یوسف ؑ نے دربار کی طرف سے بھیجے ہوئے قاصدین کو واپس لوٹا دیا تاکہ وہ بادشاہ کو کہیں کہ وہ زلیخا کے مہمانوں کے واقعہ کے بارے میں تحقیق کریں۔ قال ارجع الی ربك فسنله ما بال النسوة

(بال) کے لفظ سے مراد شان اور مہم کام ہے لیکن آیت شریفہ میں اس سے مراد ماجرا اور داستان ہے۔

۷۔ حضرت یوسف ؑ کی زندان سے باہر آنے اور بادشاہ کے ہاں جانے کے لیے یہ شرط تھی کہ ان عورتوں کی تفتیش کی جائے جنہوں نے زلیخا کی دعوت میں اپنے ہاتھوں کو کاٹ دیا تھا۔

قال ارجع الی ربك فسنله ما بال النسوة التي قطعن أیدیہن

۸۔ حضرت یوسف ؑ کا ان عورتوں کے بارے میں جنہوں نے یوسف ؑ کے جلوے کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تحقیق کرانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی بے گناہی کو ثابت اور تہمت کو دور کریں۔

قال ارجع الی ربك فسنله ما بال النسوة التي قطعن أیدیہن

۹۔ اپنی حیثیت و مقام کو واپس لانا اور نامناسب تہمتوں کو دور کرنا ضروری ہے۔

فلما جاء ه الرسول قال ارجع الی ربك فسنله ما بال النسوة

۱۰۔ حضرت یوسف ؑ کی نگاہ میں زندان سے رہائی اور مشکلات و پریشانیوں سے نجات کی نسبت اپنی شخصیت و مقام کو لوٹانا، زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ فلما جاء ه الرسول قال ارجع الی ربك فسنله ما بال النسوة

۱۱۔ حضرت یوسف ؑ کی پاکدامنی و عفت کے اثبات کے لیے زلیخا کی دعوت اور اشراف کی عورتوں کا اپنے ہاتھوں کو کاٹنا، بہت ہی واضح اور گویا ثبوت تھا۔ فسنله ما بال النسوة التي قطعن أیدیہن

حضرت یوسف ؑ اپنے مقدمے کی چھان بین کے لیے (التي قطعن أیدیہن) کے جملے بیان کرتے ہیں یعنی زلیخا کی دعوت اور اشراف کی عورتوں کا ہاتھ کاٹنا، اسکو بیان کر کے اپنی بے گناہی کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے یہ کہ

جاسکتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام مذکورہ قصہ کو اپنی عفت، و پاکدامنی اور بے گناہی کو ثابت کرنے کے لیے بہترین گواہ کے طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔

۱۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے بادشاہ سے اس کے بارے میں کوئی شکایت نہیں کی۔  
فسئلہ ما بال النسوة التي قطعن ايديهن

حالانکہ زلیخا نے اشراف کی دوسری عورتوں کی طرح حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگانے اور انکی پریشانیوں کو زیادہ کرنے میں کوئی کمی نہیں کی تھی لیکن حضرت یوسف (ع) نے اسکا ذکر نہیں کیا اور اس کے خلاف بادشاہ کو کوئی شکایت نہیں کی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے بچپن اور نوجوانی میں ان کے لیے جو خدمات انجام دیں تھیں اسکو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے بارے میں کوئی شکایت نہیں کی۔

۱۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام با عظمت اور بزرگوار شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ آزاد اور کریم انسان تھے۔  
قال الملك ائتوني به ... فسئلہ ما بال النسوة التي قطعن ايديهن

۱۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو اپنی بے گناہی بتانے کے ساتھ ساتھ اس بات کی تاکید کی کہ ان کے قید خانے میں جانے کا سبب، اشراف کی عورتوں کا مکر و حیلہ تھا۔ ان ربی بکیدھن علیم

۱۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات پر تاکید کرتے تھے کہ ان کے خلاف دربار کے اشراف کی عورتوں کے مکر سے خداوند متعال اچھی طرح واقف ہے۔ ان ربی بکیدھن علیم

۱۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو دیئے گئے اپنے پیغام میں خداوند متعال کو انسانوں کے امور کی حقیقت سے واقف و آگاہ بیان کیا۔ ان ربی بکیدھن علیم

۱۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر کو اپنے پیغام میں خداوند متعال کو اپنا رب اور مدبر کے عنوان سے تعارف کرایا۔ فسئلہ ما بال النسوة ... انی ربی بکیدھن علیم

۱۸۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے پیغام میں بادشاہ کو یہ بتادیا وہ اسے اپنا رب و مالک نہیں سمجھتا اور نہ ہی اپنے آپ کو اس کا غلام سمجھتا ہے۔ ان ربی بکیدھن علیم

اسماء و صفات: علیم ۱۵

اشراف مصر: اشراف مصر کی عورتوں کا زلیخا کی دعوت میں ہونا ۱۱؛ اشراف مصر کی عورتوں کا مکر ۱۵؛ اشراف مصر کی عورتوں کے مکر کرنے کے آثار ۱۳

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر اور حضرت یوسف ۳؛ بادشاہ مصر کا اطمینان ۲؛ بادشاہ مصر کا ساقی اور حضرت یوسف ۵؛ بادشاہ مصر کی خواہشات ۳؛ بادشاہ مصر کے اوامر ۳؛ بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر ۱؛ بادشاہ مصر کے ساقی کا کردار ۱  
تہمت: تہمت کو دور کرنے کی اہمیت ۹

دوری اختیار کرنا: شرک الہی سے دوری اختیار کرنا ۱۸

زلیخا: زلیخا کے مہمانوں سے تفتیش ۷

زندان: زندان سے نجات کی قدر و منزلت ۱۰

عزت و آبرو: عزت و آبرو کے واپس لوٹنے کی اہمیت ۹؛ عزت و آبرو کے واپس لوٹنے کی قدر و قیمت ۱۰

یوسف ۱: حضرت یوسف ۱ اور ان کی قدر منزلتیں ۱۰؛ حضرت یوسف اور بادشاہ مصر ۱۸، ۱۶، ۱۳، ۷، ۱؛ حضرت یوسف ۱ اور بادشاہ مصر کا ساقی ۶؛ حضرت یوسف ۱ اور تحقیق کرنے کی درخواست ۶، ۸، ۷؛ حضرت یوسف ۱ اور ربوبیت خداوندی ۱۷؛ حضرت یوسف (ع) اور زلیخا کی خدمات ۱۲؛ حضرت یوسف ۱ اور زلیخا کے مہمانوں کا قصہ ۶؛ حضرت یوسف ۱ اور علم الہی ۱۵، ۱۶؛ حضرت یوسف ۱ سے تہمت کو دور کرنا ۸؛ حضرت یوسف ۱ کا دوری اختیار کرنا ۱۸؛ حضرت یوسف ۱ کا قصہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۷، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۷، ۱۸؛ حضرت یوسف ۱ کا مدبر ہونا ۱۷؛ حضرت یوسف ۱ کا مربی ہونا ۱۷؛ حضرت یوسف ۱ کو تعبیر خواب کا علم ۱؛ حضرت یوسف ۱ کی بے گناہی ۱۳، ۸؛ حضرت یوسف ۱ کی تعبیر خواب کا صحیح ہونا ۲؛ حضرت یوسف ۱ کی جوانمردی ۱۳؛ حضرت یوسف (ع) کی خواہشات ۶، ۸، ۷؛ حضرت یوسف ۱ کی زندان سے نجات ۳، ۴، ۵؛ حضرت یوسف ۱ کی شخصیت ۱۳؛ حضرت یوسف ۱ کے عفت کے دلائل ۱۱؛ حضرت یوسف ۱ کے افکار ۱۰؛ حضرت یوسف ۱ کے کرامات ۱۳؛ حضرت یوسف ۱ کے فضائل ۱۳؛ حضرت یوسف ۱ کے زندان کا فلسفہ ۱۳



## آیت ۵۱

﴿قَالَ مَا خَطْبُكُمْ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَةُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ﴾

بادشاہ نے ان عورتوں سے دریافت کیا کا خرمتمہارا کیا معاملہ تھا جب تم نے یوسف سے اظہار تعلق کیا تھا ان لوگوں نے کہا کہ حاشا سہ ہم نے ہرگز ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ تو عزیز مصر کی بیوی نے کہا کہ اب حق بالکل واضح ہو گیا ہے کہ میں نے خود انہیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ صادقین میں سے ہیں (۵۱)

۱۔ بادشاہ مصر نے اشراف کی عورتوں کو حضرت یوسف ؑ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کی تحقیق کے لیے حاضر کیا۔ قال ما خطبکم

۲۔ بادشاہ مصر نے حضرت یوسف ؑ کا اشراف کی عورتوں کے ساتھ جو واقعہ ہوا تھا، اسکو عظیم اور اہم سمجھا اور بذات خود اشراف کی عورتوں سے تفتیش و تحقیق کی۔ قال ما خطبکم اذا راودتن یوسف عن نفسه (خطب) کا معنی کام اور عظیم مسئلہ ہے یہاں اس سے مراد، داستان و قصہ ہے۔

۳۔ بادشاہ کا اشراف کی عورتوں سے تفتیش کرنا، حقیقت میں حضرت یوسف ؑ کے تقاضے اور پیغام کا جواب تھا۔ فسئلہ ما بال النسوة ... قال ما خطبکم

۳۔ بادشاہ مصر، اشراف کی عورتوں سے تفتیش کرنے سے پہلے ہی انکی جو حضرت یوسف ؑ سے خواہش (مقصود و مطلوب تک پہنچنے کی درخواست) تھی اور خود حضرت یوسف ؑ کی بے گناہی سے آگاہ و واقف ہو چکا تھا۔ قال ما خطبکم اذا راودتن یوسف عن نفسه

(اذ) کا لفظ (خطبکم) سے بدل اشتمال ہے اور بادشاہ کے اس مقصود کو بیان کرتا ہے جو اس واقعہ کے بارے میں تفتیش و تحقیق کر رہا تھا۔ تو اس صورت میں (ما خطبکم ...) سے مراد یہ ہوا کہ تمہارا کیا مسئلہ و واقعہ تھا؟ ظاہراً میری نظر میں مقصد یہ تھا کہ جو اپنے مقصود و مطلوب تک پہنچنے کے لیے حضرت یوسف ؑ سے خواہش کر رہی تھیں وہ کیا واقعہ تھا۔ شاہ نے یہ تصریح کی کہ تم عورتوں نے یوسف ؑ سے اپنی آرزو کو پورا کرنے کی خواہش کی تھی اس سے ظاہر ہوا ہے کہ وہ حضرت یوسف (ع) کی بے گناہی سے آگاہ ہو چکا تھا۔

۵۔ اشراف کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی آرزو کو پورا کرنے کی خواہش کرنے سے انکار نہیں کیا۔  
ما خطبکن اذ راودتنّ یوسف (ع) عن نفسه قلن حش الله ما علمنا علیہ من سوء

۶۔ اشراف کی عورتوں نے بادشاہ مصر کے حضور حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور ان کا ان چیزوں سے آلودہ ہونے سے مبرا و پاک ہونے کی گواہی دی۔ قلن حاشا لله ما علمنا علیہ من سوء

(بدی و آلودگی) کے کلمے سے پہلے نفی واقع ہوئی ہے۔ اس سے اطلاق ظاہر ہوتا ہے یعنی ہر شے کی برائی اور بدی سے پاک و منزہ تھے لفظ (من) زائدہ بھی اس معنی کی تاکید کرتا ہے۔

۷۔ اشراف مصر کی عورتوں کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پاکدامنی کی وجہ سے خداوند متعال کی مخلوقات میں سے بے نظیر اور حیرت انگیز مخلوق تھے۔ قلن حش الله

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام حیرت انگیز عفت کے مالک اور بہت ہی زیادہ قابل تعریف ہیں۔ قلن حش الله  
(حش لہ) کا جملہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب تعجب و شگفتی میں شدت ہو۔

۹۔ بادشاہ مصر اور قدیمی مصر کے درباری، حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں خداوند متعال کے وجود اور اسکے پاک و پاکیزہ ہونے پر اعتقاد رکھتے تھے۔ قلن حش الله

۱۰۔ زلیخا بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے عورتوں والے واقعہ کے سلسلہ میں ہونے والی تفتیش و تحقیق والی عدالت میں حاضر تھی۔ قالت امرأت العزیز الان حصحص الحق

۱۱۔ زلیخا کا شوہر، اشراف کی عورتوں والی عدالت و انصاف کے وقت زندہ تھا اور وہ حکومت مصر کے عزیز مصر والے عہدے پر فائز تھا۔ قالت امرأت العزیز

زلیخا کو (زوجہ عزیز) سے ذکر کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس عدالت کی کاروائی کے وقت اسکا شوہر زندہ تھا اور عزیز مصر کے منصب پر فائز تھا۔

۱۲۔ عزیز مصر کا منصب و عہدہ قدیمی مصر کی بادشاہت میں حکومتی عہدوں میں سے تھا۔  
و قالت الملك ... قالت أمراء العزیز

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا آیت ۸۸ میں اسکو (عزیز) مصر سے یاد کرنا یہ بتاتا ہے کہ (امراء العزیز) مصر کی حکومت کا کوئی عہدہ تھا نہ کہ بادشاہ کی بیوی زلیخا کا نام۔

۱۳۔ زلیخا نے اشراف مصر کی عورتوں کی حضرت یوسف (ع) کے پاک دامن ہونے پر گواہی کی تصدیق کی اور ان کی گفتگو کو حق کے واضح ہونے سے تعبیر کیا۔ قالت امراء العزیز الان حصص الحق  
"حصصہ" (حصص) کا مصدر ہے جس کا معنی چھپی ہوئی چیز کا روشن و واضح ہونا ہے بعض نے کہا ہے کہ ثبوت و استقرار کے معنی میں آتا ہے۔

۱۴۔ بالآخر حق ہی روشن اور واضح ہوتا ہے۔ الان حصص الحق

۱۵۔ باطل ہمیشہ کے لیے حق کو چھپا نہیں سکتا ہے۔ الان حصص الحق انا راودته عن نفسه

۱۶۔ زلیخا نے بادشاہ مصر کے سامنے یہ گواہی دی کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے مقصود کی درخواست کی تھی اور اس نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ انا راودته عن نفسه و انه لمن الصادقین

(انا راودته عن نفسه) کی آیت شریفہ اسکو بیان کر رہی ہے جو آیت شریفہ ۲۶ کے ذیل نمبر ۲ میں بیان ہوا ہے جو کہ حصر پر دلالت کر رہا ہے۔ یعنی میں نے ہی اس سے خواہش کی تھی وہ اس طرح کی خواہش و آرزو نہیں رکھتا تھا۔

۱۷۔ اس عدالت کی کاروائی سے پہلے زلیخا، حضرت یوسف علیہ السلام کو مجرم قرار دیتی تھی اور ان پر اپنی آرزو تک پہنچنے کی تہمت لگاتی تھی۔ قالت امراء العزیز الان حصص الحق انا راودته عن نفسه و انه لمن الصادقین

مذکورہ بالا معنی (الآن) کی صفت سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۸۔ زلیخا نے بادشاہ مصر کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت اور سچ بولنے کی تاکید کی۔ و انه لمن الصادقین

۱۹۔ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی آرزو پورا کرنے کی خواہش کی تہمت میں اپنے جھوٹ بولنے کا اعتراف کیا۔  
أنا راودته عن نفسه و انه لمن الصادقین

اشراف مصر: اشراف مصر کا عقیدہ ۹؛ اشراف مصر کی عورتوں سے تفتیش کرنا ۱، ۳، ۲؛ اشراف مصر کی عورتوں کا اپنی آرزو کو پورا کرنے کی کوشش ۵، ۳؛ اشراف مصر کی عورتوں کی سوچ ۴؛ اشراف مصر کی عورتوں کی گواہی ۶؛ اشراف مصر کی عورتیں اور حضرت یوسف ﷺ ۵، ۶، ۷

اقرار: جھوٹ بولنے کا اقرار ۱۹// باطل: باطل کی شکست ۱۵

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر اور اشراف مصر کی عورتیں ۱، ۲، ۳؛ بادشاہ مصر اور حضرت یوسف ﷺ ۳، ۳؛ بادشاہ مصر اور حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۲؛ بادشاہ مصر کا تفتیش کرنا ۱، ۲، ۳؛ بادشاہ مصر کا عقیدہ ۹؛ بادشاہ مصر کی آگاہی ۳؛ بادشاہ مصر کی فکر ۲

حق: حق کا انجام و نتیجہ ۱۳؛ حق کا روشن و واضح ہونا ۱۳؛ حق و باطل ۱۵

خود: خود اپنے خلاف اقرار کرنا ۱۹

زلیخا: زلیخا اور اشراف مصر کی عورتوں کا عدالت میں پیش ہونا ۱۰؛ زلیخا اور اشراف کی عورتوں کی گواہی ۱۳؛ زلیخا اور بادشاہ مصر ۱۸؛ زلیخا اور حضرت یوسف ﷺ ۱۶؛ زلیخا اور حضرت یوسف کی عفت ۱۳؛ زلیخا اور حقانیت حضرت یوسف (ع) ۱۳؛ زلیخا عدالت کی روائی و تفتیش سے پہلے ۱۴؛ زلیخا کا اپنی آرزو کو پانے کی کوشش کرنا ۱۶؛ زلیخا کا اقرار ۱۸، ۱۶، ۱۳، ۱۹؛ زلیخا کا جھوٹ بولنا ۱۹؛ زلیخا کی تہمتیں ۱۵، ۱۹؛ زلیخا کی فکر ۱۳؛ زلیخا کی گواہی ۱۶

عزیز مصر: اشراف مصر کی عورتوں سے عدالت کی تفتیش کے وقت عزیز مصر کا ہونا ۱۱

عقیدہ: خداوند متعال پر عقیدہ رکھنا ۹؛ عقیدہ کی تاریخ ۹

قدیمی مصر: قدیمی مصر کی حکومت کے عہدے ۱۲؛ قدیمی مصر کی حکومت میں عزیزی کا عہدہ ۱۲؛ قدیمی مصر میں اشراف کا عقیدہ ۹

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ پر تہمت ۱۵، ۱۹؛ حضرت یوسف ﷺ کا بے مثل ہونا ۷؛ حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۳، ۵، ۳، ۱۰، ۷، ۱۱، ۱۳، ۱۶، ۱۹، ۱۸، ۱۴؛ حضرت یوسف ﷺ کی بے گناہی ۳؛ حضرت یوسف ﷺ کی تعریف ۸؛ حضرت یوسف ﷺ کی خواہشات ۳؛ حضرت یوسف ﷺ کی عفت ۶، ۷، ۱۶، ۸؛ حضرت یوسف ﷺ کی صداقت ۱۸؛ حضرت یوسف ﷺ کے خلاف جھوٹی سازش ۵؛ حضرت یوسف ﷺ کے فضائل ۸

## آیت ۵۲

﴿ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ﴾

یوسف نے کہا کہ یہ ساری بات اس لئے ہے کہ ۳۔ بادشاہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں کوئی خیانت نہیں کی ہے اور خدا خیانت کاروں کے مکر کو کامیاب نہیں ہونے دیتا (۵۲)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے زندان میں بادشاہ کی دعوت کو قبول نہ کرنے اور اس کے پاس حاضر نہ ہونے اور ان سے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے دلائل کو ذکر کیا۔ قال ارجع الی ربك ... ذلك لیعلم

(ذلک لیعلم...) سے آخر تک کی آیت شریفہ کے الفاظ زلیخا کے ہیں یا حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے مفسرین نے اس میں دو نظریات کو بیان کیا ہے۔ اس بات پر کافی دلائل موجود ہیں کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کلام ہے ہم ان میں سے بعض کو بیان کرتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ (أَنْ اللَّهَ...) کا عطف (أَنْی لَمْ أَخُنْهُ) پر ہو اور جملہ (ذلک لیعلم ... أَنْ اللَّهَ یَهْدِی ...) اس سے احتمال نہیں دیا جاسکتا کہ یہ زلیخا کا کلام ہو۔ کیونکہ بعد والی آیت شریفہ میں جو اعتقاد اور بلند

معارف و حقائق اور ان پر یقین ذکر ہوا ہے وہ زلیخا جیسی عورت سے بعید ہے جو مشرکین جیسے عقائد رکھتی ہے۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے انصاف طلب کرنے اور اشراف کی عورتوں کی تفتیش کرانے میں یہ مقصد پوشیدہ تھا تا کہ عزیز مصر جان لے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اسکی زوجہ سے نامشروع رابطہ کرنے سے مبرا و منزہ تھے۔  
ذلک لیعلم أَنی لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ

اگر (ذلک لیعلم...) کے جملے کو حضرت یوسف علیہ السلام کا قول سمجھیں تو (ذلک) کا مشارالیه زندان سے خارج نہ ہونا اور اشراف کی عورتوں کے خلاف مقدمہ کرنا ہوگا، (یعلم) اور (لَمْ أَخُنْهُ) میں جو ضمیر ہے وہ ممکن ہے (عزیز) کی طرف پلٹ رہی ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد (ملک) ہو۔ مذکورہ بالا تفسیر پہلے احتمال کی صورت میں ہے تو اس صورت میں معنی یوں ہوگا (ذلک لیعلم...) یعنی میرا قید خانے سے باہر نہ جانا اور انصاف کا تقاضا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عزیز مصر اس بات کو جان لے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس سے خیانت نہیں کی ہے۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا عورتوں سے تفتیش اور انصاف کرنے کے تقاضے کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کو ثابت کرے کہ وہ اسکی زوجہ سے کوئی نامشروع رابطہ نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی اس نے کوئی خیانت کی ہے۔

ذلك ليعلم انى لم اخنه بالغيب

مذکورہ بالا تفسیر اس صورت میں ہے کہ (یعلم) اور (لم اخنه) میں جو ضمیر ہے وہ (ملک) کی طرف پلٹ رہی ہے۔

۳۔ بادشاہ مصر کی زوجہ اور زلیخا کے کھانے کی دعوت کی مہمان عورتیں، حضرت یوسف علیہ السلام پر دلباختہ ہو گئیں تھیں۔

ذلك ليعلم انى لم اخنه بالغيب

یہ اس صورت میں ہے کہ (یعلم) اور (لم اخنه) کی ضمیر (ملک) کی طرف پلٹے۔ اور جملہ (ذلك ليعلم...) سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی زوجہ بھی ان ہی میں سے تھی جنہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا تھا۔

۵۔ اپنے اوپر ناروا تہمت دور کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ ذلك ليعلم انى لم اخنه بالغيب

۶۔ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کی صورت میں اپنی عفت کو بچانا اور خلوت میں خیانت سے پرہیز کرنا، قابل ستائش اور نیک خصلت ہے۔ ذلك ليعلم انى لم اخنه بالغيب

(بالغیب) (خلوت میں) یہ کلمہ ممکن ہے (لم اخنه) میں فاعل کی ضمیر یا اسکی مفعول کی ضمیر کے لئے حال ہو تو اس صورت میں (لم اخنه بالغیب) کا معنی یہ ہوگا جب وہ میری آنکھوں سے پوشیدہ تھا یا میں اسکی آنکھوں سے پوشیدہ تھا تو میں نے اس سے کوئی خیانت نہیں کی۔

۷۔ لوگوں کی ناموس پر تجاوز کرنا، ان کے ساتھ خیانت ہے۔ ذلك ليعلم انى لم اخنه بالغيب

۸۔ لوگوں سے خیانت کرنا، گناہ اور بری عادت ہے۔ ذلك ليعلم انى لم اخنه بالغيب

۹۔ خداوند متعال، خیانت کرنے والوں کے مکرو جیلہ کو پر ثمر اور نتیجہ خیز نہیں ہونے دیتا۔

و أن الله لا يهدي الكافرين

۱۰۔ اشراف مصر کی عورتیں اور حضرت یوسف علیہ السلام پر خیانت کی تہمت لگانے والی، خیانت کاروں میں سے تھیں۔

ان الله لا يهدي الكافرين

(الخائنین) کا مصداق زلیخا اور اشراف کی عورتیں نیز دربار کے وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان میں

ڈالنے کا ارادہ کیا تھا۔ (ثم بدا لهم من بعد ما رأوا الآيات ليسجننه) آیت ۳۵

۱۱۔ خداوند متعال، اشراف کی عورتوں کے مکرو فریب کو دور اور حضرت یوسف ؑ کو قید خانے سے نجات دینے والا ہے۔ **ان الله لا يهدي كيد الخائنين**

۱۲۔ حضرت یوسف ؑ کے انصاف کا تقاضا کرنے کا مقصد یہ تھا وہ بادشاہ مصر کے سامنے یہ ثابت کرے کہ خیانت کار کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گے اور ان کا مکرو، انجام تک نہیں پہنچے گا۔  
**ذلك ليعلم ... ان الله لا يهدي كيد الخائنين**

جیسا کہ گذر چکا ہے کہ (ان الله لا يهدي ...) کے جملے کا عطف (آنی...) پر ہے، یعنی جملہ (ذلك ليعلم ان الله ...) کا معنی یہ ہوگا کہ عزیز مصر اور بادشاہ مصر اس بات کو جان لیں کہ خداوند متعال خیانت کاروں کے مکرو حیلہ کو انجام تک نہیں پہنچنے دیتا۔

۱۳۔ حضرت یوسف ؑ کی یہ کوشش تھی کہ بادشاہ مصر کو اس بات پر متوجہ کریں کہ مستقبل کے واقعات و حالات میں ارادہ الہی اور سنت پروردگار ہی حتمی و آخری امر ہوتا ہے۔ **ذلك ليعلم ... ان الله يهدي كيد الخائنين**  
اسہ تعالیٰ: اسہ تعالیٰ اور خیانت کاروں کا مکرو ۹؛ اسہ تعالیٰ کا نجات عطا کرنا ۱۱ اسہ تعالیٰ کی سنتوں اور طریقوں کا کردار ۱۳؛ اسہ تعالیٰ کے ارادے کا کردار ۱۳

اشراف مصر: اشراف مصر کی عورتوں سے تفتیش ۳؛ اشراف مصر کی عورتوں کی خیانت ۱۰؛ اشراف مصر کی عورتوں کے مکرو کا دور ہونا ۱۱

جنسی تجاوز: جنسی تجاوز کا خیانت ہونا ۷

حوادث: حوادث میں مؤثر اسباب ۱۳

خیانت کار: خیانت کاروں کے مکرو کا شکست پذیر ہونا ۹، ۱۲

خود: اپنے نفس کے دفاع کی اہمیت ۵؛ خود سے تہمت کو دور کرنا ۵

خیانت: خیانت سے اجتناب ۶؛ خیانت کا گناہ ہونا ۸؛ خیانت کے موارد ۷

صفات:

پسندیدہ صفات ۶

عزیز مصر: عزیز مصر اور حضرت یوسف ﷺ ۲

عفت: عفت کی اہمیت ۶

عمل: ناپسند عمل ۸

گناہ: گناہ کے موارد ۸

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ اور بادشاہ مصر ۳، ۱۲، ۱۳: یوسف ﷺ اور بادشاہ مصر کی دعوت کا رد کرنا ۱: یوسف ﷺ اور بادشاہ مصر کی زوجہ ۳: یوسف ﷺ سے خیانت کرنے والے ۱۰: یوسف ﷺ کا اپنے حق کو اثبات کرنے کا طریقہ ۳: یوسف ﷺ کا تصاف طلب کرنے کا فلسفہ ۲، ۳، ۱۲: یوسف ﷺ کا تصاف طلب کرنا ۱: یوسف ﷺ کا زندان میں ہونا ۱: یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۱۰، ۱۲، ۱۳: یوسف ﷺ کو نجات دینے والا ۱۱: یوسف ﷺ کی تعلیمات ۱۳: یوسف ﷺ کی زندان سے نجات ۱۱: یوسف ﷺ کی عفت ۲، ۳: یوسف ﷺ کی کوشش ۱۳

### آیت ۵۳

﴿وَمَا أَتَّبِرْهُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

اور میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں قرار دیتا کہ نفس بہر حال برائیوں کا حکم دینے والا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے کہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (۵۳)

۱۔ حضرت یوسف ﷺ نے اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے اور برائیوں کے ارتکاب سے محفوظ رہنے کو امداد الہی کا مرہون منت سمجھا کہ توفیق الہی کے بغیر اپنے ارادہ کو دخیل سمجھا۔

أَنِّي لَمْ أَخْنَهُ ... وَ مَا أَتَّبِرْهُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي

جملہ (ما ابرہ نفسی) (میں اپنے نفس کو برائیوں کے ارتکاب سے بری قرار نہیں دیتا ہوں) کو جب جملہ (لم اخنہ بالغیب) سے ارتباط دیں گے نیز عورتوں کی حضرت یوسف ﷺ کی پاکدامنی پر گواہی دینا (حاشا للہ ما علمنا علیہ من سوء) اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یوسف ﷺ کا اس جملے (ما ابرہ نفسی) کو بیان کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں



گناہ کا مرتکب ہوا ہوں بلکہ (الاما رحمہ ربی) کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کو بتانا چاہتے ہیں کہ میں جو ابھی تک گناہ کا مرتکب نہیں ہوا اس میں درحقیقت میری کوئی ذاتی طاقت نہیں ہے کیونکہ ہر انسان کا نفس بلکہ میرا نفس بھی ذاتی طور پر گناہ و بدی کی طرف ترغیب دینے والا ہے پس میں جو گناہ میں آلودہ نہیں ہوا ہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ توفیق الہی اور اسکی رحمت میرے شامل حال تھی۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات سے مبرا و منزہ تھے کہ اپنے کاموں کو خود ہی بغیر لطف الہی کے منظم و مرتب کریں۔  
و ما أُبْرِئُ نَفْسِي

۳۔ امداد الہی کے بغیر، انسانوں کا نفس ان کو گناہوں کے ارتکاب اور برائیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔  
ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحمہ ربی

(انارہ) کا لفظ مبالغہ کا صیغہ ہے جسکا معنی بہت زیادہ امر کرنے والا اور ترغیب دینے والا ہے (الاما رحمہ) میں (ما) کا لفظ ممکن ہے موصول اسمی اور (التي) کے معنی میں ہو تو اس صورت میں (ان النفس...) کا معنی یہ ہوگا کہ انسانوں کا نفس ان کو برائیوں کا حکم دیتا ہے مگر یہ کہ اس نفس پر خداوند متعال رحم فرمائے۔ اور یہ احتمال بھی دیا جاسکتا ہے کہ (ما) ظرفیہ ہو اس صورت میں مستثنیٰ منہ (فی کل زمان) ہوگا اور جملے کا معنی یوں ہوگا (انسانوں کا نفس ہمیشہ اسکو برائیوں کا حکم دیتا ہے مگر اسوقت کہ اس صاحب نفس پر خداوند متعال رحم فرمائے۔

۳۔ انبیاء علیہم السلام بھی دوسروں کی طرح نفسانی کشش رکھتے ہیں۔ و ما أُبْرِئُ نَفْسِي ان النفس لامارة بالسوء

۵۔ گناہ کا ترک، اور برائیوں اور ان کی آلودگی سے پرہیز کرنا فقط خداوند متعال کی امداد اور توفیق سے میسر ہے۔  
ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحمہ ربی

۶۔ جب رحمت الہی انسان کے شامل حال ہو تو نفس انسان کو گناہوں کے ارتکاب اور برائیوں کی طرف ترغیب نہیں دیتا ہے۔ ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحمہ ربی

۷۔ حضرت یوسف اپنے سے گناہوں اور خیانت سے بچنے کا سبب، رحمت الہی کے جلوہ کو سمجھتے تھے۔  
ما ابرء نفسي... الا ما رحمہ ربی

۸۔ حضرت یوسف (ع)، ربوبیت اور تدبیر الہی پر یقین اور اسکی رحمت کو گناہوں اور برائیوں کے ترک کا سبب سمجھتے تھے اور اس میں اپنی ذات کی ستائش نہیں

کرتے تھے۔ و ما أُبْرِئُ نفسي ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي

۹۔ انبیاء ؑ، توفیق الہی اور ان پر جو رحمت الہی ہوتی ہے اس کے سبب سے گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ اور نفس امارہ کے خطر سے نجات حاصل کرتے تھے۔ ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي

۱۰۔ خواہشات نفسانی کے مقابلے میں ہوشیار رہنا اور ان کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لیے رحمت الہی کو جلب کرنے کے اسباب مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي

۱۱۔ خداوند متعال غفور (بہت بخشنے والا) اور رحیم (مہربان) ہے۔ ان ربی غفور رحیم

۱۲۔ خداوند متعال کی اپنی بندوں پر مغفرت و رحمت کا سبب، اسکی ربوبیت کا ان پر جلوہ ہے۔  
الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم

۱۳۔ خداوند متعال، انسانوں کے امور کو اپنی رحمت اور ان کے گناہوں کی بخشش کی بنیاد پر منظم کرتا ہے۔  
ان ربی غفور رحیم

۱۴۔ خداوند متعال کا بعض انسانوں پر رحم کرنا اور نفس امارہ کے سلطہ سے ان کو نجات دینا، اسکی رحمت اور غفران کی وجہ سے ہے۔ ان النفس ... الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم

۱۵۔ گناہوں کی بخشش اور انسانوں کی غلطیوں کا معاف ہونا، ان پر رحمت الہی کے شامل ہونے کی وجہ سے ہے۔  
ان ربی غفور رحیم

مذکورہ بالا تفسیر (غفور) کے لفظ کا (رحیم) کے لفظ پر مقدم ہونے سے حاصل ہوئی ہے۔

اسماء و صفات: رحیم ۱۱؛ غفور ۱۱

انبیاء ؑ: انبیاء ؑ اور نفس امارہ ۹؛ انبیاء ؑ اور نفسانی میلانات ۳؛ انبیاء کا بشر ہونا ۳؛ انبیاء ؑ کی عصمت کا سبب ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی امداد ۱؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے آثار ۱۳، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی توفیقات ۱، ۹؛ اللہ تعالیٰ کی توفیقات کے آثار ۵؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۶، ۸، ۱۳، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اسباب ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے شرائط ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے

کے آثار ۳، ۵؛ اللہ تعالیٰ کی نجات دینے کا سبب ۱۳؛ ربوبیت الہی ۱۳؛ ربوبیت الہی کی نشانیاں ۱۲

ایمان: ایمان کے آثار ۸؛ ربوبیت الہی پر ایمان ۸

پلیدی: پلیدی و برائی کو ترک کرنے کا سبب ۵

تمایلات نفسانی: تمایلات نفسانی کے مقابلے میں ہوشیار رہنا ۱۰

رحمت: وہ لوگ جنہیں رحمت الہی شامل حال ہے ۴، ۹، ۱۳

گناہ: گناہ سے محفوظ رہنے کے اسباب ۱۰؛ گناہ کی بخشش کے اسباب ۳؛ گناہ کی بخشش کے آثار ۱۳، ۱۵؛ گناہ کی بخشش کا

سبب ۵، ۸؛ گناہ کے موانع و رکاوٹیں ۶

معصومین (ع): ۹

نفس امارہ: نفس امارہ اور گناہ ۶؛ نفس امارہ سے نجات ۱۳؛ نفس امارہ کا کردار ۳

ہوشیاری: ہوشیاری کی اہمیت ۱۰

یوسف علیہ السلام: یوسف علیہ السلام پر ایمان ۸؛ یوسف علیہ السلام پر رحمت ۴؛ یوسف علیہ السلام کا پاک و پاکیزہ ہونا ۲؛ یوسف علیہ السلام کا عقیدہ ۱،

۴، ۸؛ یوسف علیہ السلام کی تواضع ۸؛ یوسف علیہ السلام کی توحید افعالی ۱، ۲؛ یوسف علیہ السلام کی توفیق ۱؛ یوسف علیہ السلام کی فکر ۲؛ یوسف علیہ السلام

کی عصمت کا سبب ۱، ۴، ۸؛ یوسف علیہ السلام کی مدد ۱

## آیت ۵۳

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ اَمِينٌ﴾

اور بادشاہ ۱۔ نے کہا کہ انھیں لے آؤئیں اپنے ذاتی امور میں ساتھ رکھوں گا اس کے بعد جب ان سے بات کے تو کہا کہ تم آج سے ہمارے دربار میں باوقار امین کی حیثیت سے رہو گے (۵۳)

۱۔ جب بادشاہ مصر کے سامنے حضرت یوسف ؑ کی پاکدامنی، کمال عفت اور بے گناہی ثابت ہو گئی تو اس کے دیدار کے لیے اسکا دل چاہا اور اس نے دوبارہ حضرت یوسف (ع) کو دربار میں لانے کا حکم دیا۔  
ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِي لَمْ اَخْنِهٖ ... و قَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي

۲۔ جب بادشاہ مصر نے دوبارہ حضرت یوسف ؑ کو دربار میں لانے کو کہا تو انہیں اپنا مشیر خاص بنانے کا ارادہ کر لیا۔  
قَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي

جب انسان کسی کو اپنے اندرونی حالات اور اپنے اسرار سے آگاہ کرے اور امور میں دخالت دینے کی اجازت دے تو اسکو (استخلصہ) سے تعبیر

کیا جاتا ہے (لسان العرب سے اس معنی کو لیا گیا ہے) لہذا (استخلصہ نفسی) تاکہ حضرت یوسف ؑ کو اپنا محرم اسرار قرار دوں اور مملکت کے امور میں مداخلت دوں اسی وجہ ہم اسکو خصوصی مشیر سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

۳۔ جب حضرت یوسف ؑ پر یہ بات عیاں ہو گئی کہ بادشاہ اور اس کے درباریوں کے ہاں اسکی بے گناہی ثابت ہو گئی ہے تب انکی زندان سے دربار میں جانے کی دعوت کو بغیر کسی چون و چرا کے قبول کر لیا۔ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ... فَلَمَّا كَلَّمَهُ

(فلما كلمه) کا جملہ (ائتونی بہ) کے جملے کے ساتھ متصل ذکر کرنا اور درمیان میں بادشاہ کا حضرت یوسف ؑ کو فرمان اور عورتوں کی عدالتی تفتیش اور دوسرے مطالب کو ذکر نہ کرنا۔ یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ اور بادشاہ کے فرمان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں تھا۔

۳۔ بادشاہ اور حضرت یوسف ؑ کی پہلی ملاقات، بادشاہ کے خواب اور حضرت یوسف ؑ کی تعبیر اور ان کا بادشاہ کے مشیرانہ عہدے پر فائز ہونے کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔ و قال الملك ائتونی به استخلصه لنفسی فلما كلمه

اگرچہ آیت شریفہ میں اس بات کی وضاحت نہیں ہوئی کہ بادشاہ اور حضرت یوسف ؑ کے مابین کس موضوع پر گفتگو ہوئی لیکن قرائن حالیہ و مقالہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بادشاہ کے خواب اور حضرت یوسف ؑ کی تعبیر اور ان کو اپنے مشیر کے عہدے پر فائز کرنے کے سلسلہ میں گفتگو تھی۔

۵۔ حضرت یوسف ؑ کی بادشاہ سے پہلی ملاقات نے بادشاہ کے ان پر اعتماد اور توجہ کو زیادہ کر دیا۔

فلما كلمه قال انك اليوم لدینا مكین امین

ظاہر یہ ہے کہ (کلمہ) میں فاعل کی ضمیر، حضرت یوسف ؑ اور مفعول کی ضمیر بادشاہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ (قال انك ...) کا جملہ اس بات کا مؤید ہے اور کیونکہ بادشاہ نے حضرت یوسف ؑ سے گفتگو کرنے کے بعد اس بات (انك اليوم ...) کا اظہار کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی حضرت یوسف ؑ کی طرف توجہ، پہلے سے زیادہ ہو گئی۔

۶۔ انسان کی کلام، اسکی شخصیت اور منزلت کو بیان کرنے والی ہوتی ہے۔ فلما كلمه قال انك اليوم لدینا مكین امین

۷۔ حضرت یوسف (ع)، مقتدر و امین اور قابل اعتماد انسان تھے۔ انك اليوم لدینا مكین امین

۸۔ بادشاہ مصر نے حضرت یوسف ؑ سے ملاقات کے دوران جب اس پر ان کی شخصیت اور ان کا علم و دانش عیاں ہو گیا تو اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ اپنی حکومت کے معاملے میں انکے مشورے کو نافذ اور اس کے فرمان کی بجا آوری کرے گا۔ فلما كلمه قال انك اليوم لدینا مكین امین

جس کا مقام و منزلت بلند و رفیع ہو اسکو (مکین) کہا جاتا ہے نیز (امین) اس کو کہا جاتا ہے جو خیانت سے پرہیز کرے اور اسکی بات میں صداقت اور کردار و عمل میں سچائی کے ہونے کا اطمینان ہو۔ بادشاہ کی یہ بات کہ تم ہمارے ہاں بلند مرتبہ رکھنے والے ہو یہ اس بات کی طرف کنایہ ہے۔ کہ آپ کے مشوروں کو نافذ العمل ٹھہرائیں گے اور حکومت کے معاملے میں آپ جو بھی مشورہ دیں گے ہم اسکو قبول کریں گے۔

۹۔ یوسف کے زمانے میں بادشاہ مصر ایک صاحب

حکمت و فراست اور مدبر شخص تھا۔ و قال الملك ائتونی به استخلصه لنفسی فلما كلمه قال انک الیوم لدینا مکین آمین

۱۰۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں مصر کا بادشاہ، پاکدامن، دانشمند اور صحیح لوگوں کو دوست رکھنے والا انسان تھا۔ فلما كلمه قال انک الیوم لدینا مکین امین

۱۱۔ جو شخص کسی کو منصب و مقام دے رہا ہے اسے چاہیے کہ اس منصب کو لینے والے شخص کی طاقت اور اسکی امانت داری کا یقین حاصل کرے۔ قال الملك ائتونی به استخلصه لنفسی ... مکین آمین

۱۲۔ بادشاہ مصر کے ہاتھوں حضرت یوسف ؑ کی غلامی کے حکم کو ختم کیا جانا۔ ائتونی به استخلصه ... قال انک الیوم لدینا مکین امین

(استخلصه لنفسی) کا جملہ نیز حضرت یوسف ؑ کی غلامی کے قصے کا دوبارہ اس داستان میں ذکر نہ ہونا مذکورہ بالا تفسیر کو بتاتا ہے۔

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر اور امین لوگ ۱۰؛ بادشاہ مصر اور علماء ۱۰؛ بادشاہ مصر اور عفیف و پاکدامن لوگ ۱۰؛ بادشاہ مصر اور یوسف ؑ ۱، ۲؛ بادشاہ مصر اور یوسف ؑ کی غلامی ۱۲؛ بادشاہ مصر کا حضرت یوسف ؑ پر اعتماد ۵؛ بادشاہ مصر کا خواب ۳؛ بادشاہ مصر کا مخصوص مشیر ۲، ۳؛ بادشاہ مصر کی حکمت ۹؛ بادشاہ مصر کی مدیریت ۹؛ بادشاہ مصر کی یوسف ؑ سے ملاقات ۸؛ بادشاہ مصر کے فضائل ۹، ۱۰

حکومت: حکومت کے حکام کی امانتداری ۱۱؛ حکومت کے حکام کی تعیناتی کے شرائط ۱۱؛ حکومت کے حکام کی قدرت و طاقت ۱۱

شخصیت: شخصیت کی پہچان کا سبب ۶ کلام: کلام کا کردار ۶ نفسیات کا علم ۶

یوسف ؑ: یوسف ؑ دربار مصر میں ۳، ۵، ۸؛ یوسف ؑ زندان کے بعد ۳، ۳؛ یوسف ؑ سے لگاؤ ۱؛ یوسف ؑ کا اقتدار ۴؛ یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۱۲، ۸؛ یوسف ؑ کو دعوت دینا ۱، ۳۲؛ یوسف ؑ کی امانتداری ۴؛ یوسف ؑ کی بادشاہ مصر سے گفتگو ۳، ۵؛ یوسف ؑ کی بے گناہی ۳؛ یوسف ؑ کی بے گناہی کے آثار ۱؛ یوسف ؑ کی شخصیت ۸؛ یوسف ؑ کی عفت کے آثار ۱؛ یوسف ؑ کے علم کے آثار ۸؛ یوسف ؑ کے فضائل ۴

﴿قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْم﴾

یوسف نے کہا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کردوں کہ میں محافظ بھی ہوں اور صاحب علم بھی (۵۵)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے مصر کی زراعت کا وزیر اور غلات کے سٹور کا ناظر مقرر کر دے۔  
قال اجعلني على خزائن الارض

حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے خواب کی جو تعبیر بتائی کہ سات سال زراعت کے کام میں بہت محنت کرنی چاہیے اور اسکی پیداوار کو ذخیرہ کرنا چاہیے اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے خواہش کی (کہ مجھے زمین کے خزانے پر مامور کر دیں) یعنی مذکورہ امور کو میرے سپرد کر دے یعنی زراعت کی کاشت اور آمدنی (وزارت زراعت) اور غلات کے انبار میرے سپرد کر دیئے جائیں۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حکومتی منصب کی خواہش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مصر کے لوگوں کے لینے قحطی و خشکسالی کی وجہ سے جو حادثہ رونما ہونے والا ہے اس سے ان کو بچایا جائے۔ اجعلني على خزائن الارض

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو مصر کے لوگوں کی خوراک کے امور کو سنبھالنے کی دلیل سے آگاہ کیا۔  
اجعلني على خزائن الارض اني حفيظ عليهم

(انی حفیظ علیم) کا جملہ (اجعلني...) کے جملے کے لیے علت ہے۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات کی قدرت رکھتے تھے کہ خوراک کے ذخیرے کو تلف ہونے سے بچا سکیں۔  
اجعلني على خزائن الارض اني حفيظ عليهم

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام غلات کی کاشت و کٹائی اور اس کو ذخیرہ اور صحیح تقسیم کرنے سے کامل طور پر واقف تھے۔  
اجعلني على خزائن الارض اني حفيظ عليهم

۶۔ حضرت یوسف (ع) اپنی صلاحیتوں کے مطابق کاشت و کٹائی اور غلات کو ذخیرہ اور تقسیم کرنے کی تاکید کرتے تھے۔ (انی حفیظ علیم) کا جملہ نہ صرف اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام مذکورہ مسائل و امور کا علم رکھتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ عملی طور پر اسکی انجام دہی کی بھی طاقت رکھتے ہیں اور اس کو کامل طور پر انجام دینے کا وعدہ بھی کرتے ہیں۔

۷۔ کفر و شرک کی حکومت میں، حکومتی کاموں کی ملازمت کا تقاضا کرنے کا جواز۔ قال اجعلنی علی خزائن الأرض

۸۔ حکومتی عہدوں پر فائز ہونا حتی کفر و شرک والی حکومتوں میں ملازمت کرنا جائز رہا ہے۔

قال اجعلنی علی خزائن الأرض

۹۔ کسی دینی اور انسانی ذمہ داری کو سنبھالنے کیلئے اپنے مثبت خصوصیات کو بیان کرنا جائز اور مناسب ہے۔

قال اجعلنی علی خزائن الأرض انی حفیظ علیم

۱۰۔ ماہر، لائق اور کام کو سمجھنے والے اشخاص کے لیے ضروری ہے کہ کسی ذمہ داری سے انکار نہ کریں بلکہ ان امور کے

چلانے میں ذمہ داری کو قبول کریں۔ قال اجعلنی علی خزائن الأرض انی حفیظ علیم

۱۱۔ حکومت کو چاہیے کہ بحرانی حالات میں اقتصادی امور (پیداوار اور اس کی تقسیم) کی نگرانی کرے۔

قال اجعلنی علی خزائن الأرض انی حفیظ علیم

۱۲۔ مہتمم ہونے اور وزارت کو چلانے کے لیے، علم اور قدرت دو بنیادی شرطیں ہیں۔ اجعلنی ... انی حفیظ علیم

۱۳۔ معاشرے کے مالیاتی امور کی سرپرستی کے لیے اسکا صاحب علم اور امین ہونا، شرط ہے۔ اجعلنی ... انی حفیظ

علیم

۱۳۔ مہارت اور علم کے بغیر کسی کام کی ذمہ داری لینا نیز مہارت بغیر ذمہ داری کے کارساز نہیں ہے۔

اجعلنی علی خزائن الأرض انی حفیظ علیم

۱۵۔ عن رسول الله ﷺ : رحم الله اخي يوسف لو لم يقل : اجعلني على خزائن الأرض لو لآه من ساعته ولكنته

آخر ذلك سنة<sup>(۱)</sup>

رسول الله ﷺ سے روایت ہے کہ خداوند متعال میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام پر رحمت نازل کرے اگر وہ زمین

کے خزانوں کی سرپرستی کا تقاضا نہ کرتے تو یہ منصب اسی وقت ان کو مل جاتا (لیکن انکا تقاضا کرنا کہ مجھے سرپرستی دی

جائے یہ تقاضا کرنا سبب بنا کہ انہیں ایک سال کی تاخیر سے یہ منصب عطا ہوا۔

(۱) مجمع البیان، ج ۵، ص ۳۷۲؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۳۲ حدیث ۹۸۔



۱۶\_ عن علی بن موسی الرضا ؑ... انّ یوسف ؑ... لما دفعته الضرورة الى تولی خزائن العزیز قال : اجعلنی علی خزائن الأرض... (۱)

امام رضا ؑ سے روایت ہے کہ جب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت یوسف ؑ عزیز مصر کے خزانوں کی سرپرستی کو قبول کرے تو فرمایا: اجعلنی علی خزائن الأرض...

۱۷\_ قال سفیان : قلت لأبی عبد اللہ ؑ یجوز ان یرکب الرجل نفسه ؟ قال : نعم اذا اضطرّ الیه اما سمعت قول یوسف : "... انی حفیظ علیم ... " (۲) سفیان کہتا ہے کہ میں نے امام صادق ؑ سے عرض کی کہ کیا جائز ہے انسان اپنی تعریف کرے؟ تو حضرت ؑ نے فرمایا ہاں جب ضرورت ہو تو، کیا تو نے نہیں سنا کہ حضرت یوسف ؑ نے فرمایا " ... انّی حفیظ علیم ... "

۱۸\_ عن ابی عبد اللہ انه قال لقوم مّن یظهرون الزّهد و یدعون الناس ان یكونوا معهم علی مثل الذی هم علیہ من التّقشف ... خبرونی این انتم عن ... یوسف النبی ؑ حیث قال لملك مصر: "اجعلنی علی خزائن الأرض ... " فکان من امره الذی کان ان اختار مملكة الملك و ما حولها الى الیمن ... فلم نجد احداً عاب ذلك علیہ... (۳) امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے ان لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا جو اپنے زہد کا اظہار کرتے تھے اور لوگوں کو اسکی دعوت دیتے تھے کہ ان کی طرح دنیا کی زندگی کو سختی و مشکلات کے ساتھ گزارو...، تو حضرت ؑ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ حضرت یوسف (ع) کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے یہ کہ انہوں نے بادشاہ مصر سے فرمایا: (اجعلنی علی خزائن الارض...) پس حضرت یوسف (ع) نے اتنی ترقی کی کہ پورے ملک کا یمن تک بادشاہ بن گئے لیکن کسی ایک نے بھی ان میں یہ عیب نہیں نکالا کہ وہ بادشاہ کیوں بنا ہے۔

۱۹\_ عن الرضا ؑ... فی قوله تعالى : "... انّی حفیظ علیم " قال: حافظ لما فی یدّی عالم بکلّ لسان (۴) امام رضا ؑ سے خداوند متعال کے اس قول... انّی حفیظ علیم... کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں تمام چیزوں کی حفاظت کرنے والا ہوں جو میرے کنٹرول میں ہیں اور تمام زبانوں سے واقف ہوں۔

(۱) عیون الاخبار الرضا، ج ۲، ص ۱۳۹، ح ۲، ب ۴۰؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۳۲، ح ۹۹-۲) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۸۱، ح ۴۰؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۳۳، ح ۱۰۳۔

(۳) کافی ج ۵، ص ۷۰، ح ۱؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۳۴، ح ۱۰۴-۴) علل الشرائع ص ۲۳۸، ح ۲) ب ۱۷۳؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۳۲، ح ۱۰۰۔

احکام: ۴، ۸، ۹

اقتصاد: اقتصادی امور میں سرپرستی کے شرائط ۱۳؛ اقتصادی بحران میں پیداوار پر نظارت رکھنے کی اہمیت ۱۱؛ اقتصادی بحران میں تقسیم پر نظارت رکھنے کی اہمیت ۱۱؛ اقتصادی بحران میں سیاست ۱۱

انسان: لائق انسانوں کی ذمہ داری ۱۰

حکومت: حکومت شرک سے ملازمت کی درخواست ۷؛ حکومت کفر سے ملازمت کی درخواست ۷؛ حکومت کفر میں ذمہ داری کا قبول کرنا ۷، ۸؛ حکومت کی ذمہ داری ۱۱

خود اپنی تعریف: اپنی تعریف کا جائز ہونا ۹، ۱۴؛ اپنی تعریف کے احکام ۹، ۱۴

ذمہ داری: ذمہ داری کو قبول کرنے کی اہمیت ۱۰

روایت: ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹

سرپرستی: سرپرستی کرنے کا علم ۱۲؛ سرپرستی کرنے کی قدرت ۱۲؛ سرپرستی کے شرائط ۱۲

ملازمت: ملازمت کا جائز ہونا ۷، ۸؛ ملازمت کے احکام ۷، ۸

معاشرہ: معاشرے میں اقتصادی امور کی اہمیت ۱۳

وزارت: وزارت سنبھالنے کے شرائط ۱۲

وعدہ: وعدہ اور مہارت ۱۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ اور غذائی امور کی سرپرستی ۳، ۳؛ یوسف ؑ اور غلات کا ذخیرہ کرنا ۶؛ یوسف ؑ اور قحطی کی مشکلات کا کنٹرول ۲؛ یوسف ؑ اور وزارت زراعت ۱؛ یوسف ؑ کا اپنی تعریف کرنا ۱۷؛ یوسف ؑ کا علم ۱۹؛ یوسف ؑ کا علم اقتصاد ۵؛ یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۶، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹؛ یوسف ؑ کو زراعت کا علم ۵، ۶؛ یوسف ؑ کی اقتصادی سیاست ۳؛ یوسف ؑ کی امانت داری ۱۹؛ یوسف ؑ کی بادشاہ مصر سے گفتگو ۱، ۳، ۱۶، ۱۸؛ یوسف ؑ کی خزانہ داری ۱، ۳، ۵، ۱۶؛ یوسف ؑ کی خواہش کے پورا ہونے میں دیر ۱۵؛ یوسف ؑ کی خواہشات ۱، ۱۸، ۱۶؛ یوسف ؑ کی خواہشات کا فلسفہ ۲؛ یوسف ؑ کی دور اندیشی ۲؛ یوسف ؑ کی صلاحیت ۳، ۳، ۶؛ یوسف (ع) کی

مجبوری ۱۶

## آیت ۵۶

﴿وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾

اور اس طرح ہم نے یوسف کو زمین میں اختیار دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنی رحمت سے جس کو بھی چاہتے ہیں مرتبہ دیے دیتے ہیں اور کسی نیک کردار کے اجر کو ۲۔ ضائع نہیں کرتے (۵۶)

۱۔ مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے کھتی باڑی و زراعت اور اسکی نگہداری اور تقسیم کو ان کے سپرد کر دیا۔ اجعلنی علی خزائن الأرض ... و كذلك مكنا ليوسف في الأرض

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کی سرزمین پر بغیر کسی متنازع ہونے کے، قدرت اور مقام منزلت کے مالک ہو گئے۔  
مكنا ليوسف في الأرض يتبوا منها حيث يشاء

"تمکین" "مکننا" کا مصدر ہے جو کہ مکان دینے نیز قدرت عطا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یہاں حکم اور موضوع کی مناسبت اور (فی الأرض) کی قید لگانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرا معنی مراد ہے۔ اسی وجہ سے "مکننا لیوسف فی الأرض" کا معنی یہ ہوا کہ ہم نے مصر کی پوری سرزمین پر حضرت یوسف علیہ السلام کو قدرت و سلطنت عطا کی اور (حيث يشاء) کا جملہ بتاتا ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی قدرت و طاقت نہیں تھی۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام، مصر کی پوری سرزمین میں تصرف اور مستقر ہونے کے حوالے سے آزاد اور اختیار رکھتے تھے۔  
مكنا ليوسف في الأرض يتبوا منها حيث يشاء

(يتبوا) کا معنی ٹھہرنا اور رہائش پذیر ہونے کے ہیں پس جملہ "يتبوا منها حيث يشاء" کا معنی یہ ہوا کہ (مصر میں جس جگہ وہ چاہیں ٹھہر سکتے اور رہائش پذیر ہو سکتے تھے) یہ جملہ لفظ (مکننا) کی تفسیر کے مقام پر ہے۔ یہ جملہ اصل میں کنایہ

ہے کہ وہ مصر کی پوری سرزمین میں تصرف کرنے اور اس پر اقتدار کرنے کی طاقت و قدرت رکھتے تھے۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام، خداوند متعال کی طرف سے مصر کی تمام سرزمین میں تصرف کرنے کی ولایت رکھتے تھے۔

و كذلك مكنا ليوسف في الأرض يتبوا منها حيث يشاء

(مکنا لیوسف...) کا جملہ اقتدار تکوینی کے ساتھ ساتھ اقتدار تشریعی کو بھی شامل ہے۔ یعنی خداوند متعال نے ان کو مصر کی تمام سرزمین پر دخل اندازی اور تصرف کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان (کنعان کے کنوئیں سے نجات پاکر وزارت اور قدرت تک پہنچنا) یہ ارادہ خداوندی اور اس کی تدبیر کے مطابق تھی۔ و كذلك مكنا ليوسف في الأرض

۶۔ اسباب اور علل کو پیدا اور جاری کرنا، خداوند متعال کے اختیار اور ہاتھ میں ہے۔ و كذلك مكنا ليوسف في الأرض

۷۔ تاریخ کے حوادث اور اس کے جریان میں ارادہ الہی حاکم ہے۔ و كذلك مكنا ليوسف في الأرض

۸۔ مملکت کی بحرانی صورت میں حکومتوں کو اختیار ہے کہ لوگوں کو ان کے اپنے اموال و املاک میں تصرف کی آزادی محدود کر دیں اور انہیں عمومی مصلح کی طرف لے جائیں۔

اجعلني على خزائن الأرض... كذلك مكنا ليوسف في الأرض يتبوا منها حيث يشاء

۹۔ خداوند متعال، جسکو بھی چاہے اپنی رحمت خاصہ عطا کرتا ہے۔ نصيب برحمتنا من نشاء

۱۰۔ مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کا بلا منازع اور مطلق اقتدار، خداوند متعال کی ان پر رحمت خاصہ کا ایک جلوہ تھا۔

كذلك مكنا ليوسف... نصيب برحمتنا من نشاء

۱۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلامی اور زندان میں اسارت کے بعد قدرت و حکومت حاصل کرنا، تمام علل و اسباب پر

خداوند عالم کی مشیت کی حاکمیت کی محکم دلیل ہے۔ كذلك مكنا ليوسف في الأرض يتبوا منها حيث يشاء نصيب برحمتنا من نشاء

(خداوند متعال) کا یہ جملہ (کہ جسکو چاہیں ہم اپنی رحمت میں شامل کر لیتے ہیں اور اسکو قدرت عطا کرتے ہیں) جو (نصیب برحمتنا) کے جملے سے سمجھا جاتا ہے یہ جملہ دعویٰ کے مقام پر

ہے جسکو (کذلک مکنا) سے استدلال کیا گیا ہے۔

یعنی خداوند متعال نے ایک غلام کو جس کے پاس اپنا اختیار بھی نہیں تھا تمام لوگوں کے اختیار کو اسکے ہاتھ میں دے دیا اور یہ روشن و واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ، مطلق حاکم ہے۔

۱۲۔ مشیت الہی کی حاکمیت اور اس کے ارادے کا نافذ ہونا۔ نصیب برحمتنا من نشاء

۱۳۔ نیک کام کرنے والے دانشور حضرات کی قدرت و اختیار، ان پر خداوند متعال کی نعمت و رحمت ہے۔

اِنَّ حَفِیْظَ عَلِیْمٍ ... وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا یُوْسُفَ ؕ نَصِیْبُ رَحْمَتِنَا مِنْ نَّشْءِ

رحمت الہی کے مصداق "رحمتنا" (مکنا لیوسف فی الارض) کے قرینے کی وجہ سے حضرت یوسف ؑ جیسے کا انسانوں کا قدرت و اختیار تک پہنچانا ہے۔

۱۴۔ خداوند متعال، نیک کام کرنے والوں کو دنیا میں اپنی جزاء و عطا سے نوازتا ہے۔ ولا نضیع اجر المحسنین

بعد والی آیت کے قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں (اجر) سے مراد، دنیا میں اجر دینا ہے۔

۱۵۔ خداوند متعال نیک لوگوں کو اجر کی نوازش کرنے میں ذرہ برابر بھی ان سے کم نہیں کرتا۔ ولا نضیع اجر المحسنین

۱۶۔ حضرت یوسف ؑ ان لوگوں میں سے تھے جن پر احسان کیا گیا تھا۔ ولا نضیع اجر المحسنین

۱۷۔ حضرت یوسف ؑ کا مصر کی سرزمین پر قدرت حاصل کرنا اور الہی رحمت خاصہ سے بہرہ مند ہونا، ان کے نیک

کاموں کی جزا تھی۔ کذلک مکنا... نصیب برحمتنا... ولا نضیع اجر المحسنین

۱۸۔ حضرت یوسف ؑ کا مصر کی سرزمین پر قدرت حاصل کرنا، یہ واضح و روشن دلیل ہے کہ خداوند متعال کی طرف سے

نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں ہوتا ہے۔

۱۹۔ عفت، پاکدامنی، امانت، صداقت، وحدہ لاشریک کی پرستش کرنا، اپنے علم کو نہ چھپانا اور ذمہ داری کو قبول کرنا، نیک

کاموں کے مصداق شمار ہوتے ہیں۔ ولا نضیع اجر المحسنین

(المحسنین) کے مورد نظر مصداق میں سے حضرت یوسف ؑ ہیں اسی وجہ سے جن اوصاف اور خصوصیات کو ان کے

لیے ذکر کیا گیا ہے وہ قرآن مجید کی نظر میں احسان کرنے اور نیک کاموں کے موارد ہیں۔

۲۰۔ محسنین لوگوں کا دنیا میں الہی رحمت خاصہ کا حامل ہونا مشیت اور تقاضائے الہی ہے۔  
نصیب برحمتنا من نشاء و لانضیع اجر المحسنین

۲۱۔ مشیت الہی، منظم اور قانون کے ساتھ ہے۔ نصیب برحمتنا من نشاء و لانضیع اجر المحسنین  
(لا نضیع...) کا جملہ اور (لأجر الآخرة...) کا جملہ جو (من نشاء...) کے بعد بیان ہوا ہے یہ بتاتا ہے کہ خداوند متعال  
یہ چاہتا ہے کہ اپنی رحمت کو مؤمن اور باتقویٰ محسنین کو عطا فرمائے۔ یعنی رحمت کا عطاء کرنا بغیر دلیل اور قابلیت کے  
نہیں ہے۔

آزادی: آزادی میں محدودیت کے شرائط ۸  
احسان: احسان کی اہمیت ۲۰، احسان کے موارد ۱۹  
احکام: حکومت کے احکام ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ارادہ ۵؛ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں عطا کرنا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی جزاء ۱۵، ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی  
رحمت کی نشانیاں ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت ۱۵، ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت کے دلائل ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۹، ۲۰؛ اللہ تعالیٰ  
کی مشیت کی حاکمیت ۱۱، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں قانون کا ہونا ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۶؛ اللہ تعالیٰ کے ارادے  
کی حاکمیت ۴، ۱۲

اللہ تعالیٰ کا اجر: اجر الہی کے شامل حال افراد ۱۳  
امانتداری: امانتداری کی اہمیت ۱۹

تاریخ: تاریخ میں تحولات کا سبب ۴، ۱۱

توحید: توحید عبادی کی اہمیت ۱۹

حکومت: بحرانی حالات میں حکومت ۸؛ حکومت کے اختیارات ۸

رحمت: رحمت خاصہ کے مستحقین ۲۰؛ رحمت کے مستحقین ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴

صداقت: صداقت کی اہمیت ۱۹

ظاہری اسباب و عوامل: ظاہری اسباب و عوامل کا کردار ۶

عفت: عفت کی اہمیت ۱۹

علم: علم کے اظہار کی اہمیت ۱۹

علماء: محسن علماء کی قدرت ۱۳

عمومی مصلحتیں: عمومی مصلحتوں کی اہمیت ۸

مال: اموال میں تصرف کرنے کی محدودیت ۸

محسنین: محسنین پر رحمت ۲۰؛ محسنین کا دنیا میں اجر ۱۳؛ محسنین کی جزاء ۱۵

مصر کا بادشاہ: مصر کا بادشاہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی فرمائشات ۱

نعمت: نعمت کے مستحقین ۱۳

یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف (ع) اور وزیر زراعت ۱؛ حضرت یوسف (ع) پر رحمت ۱۷؛ حضرت یوسف (ع) کا اجر ۱۷؛  
حضرت یوسف (ع) کا احسان ۱۷؛ حضرت یوسف (ع) کا اقتدار ۲، ۳، ۱۰؛ حضرت یوسف (ع) کا خزانہ دار ہونا ۱؛ حضرت  
یوسف (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۱۱؛ حضرت یوسف (ع) کا محسنین میں سے ہونا ۱۶؛ حضرت یوسف (ع) کی تشریفی ولایت  
۳؛ حضرت یوسف (ع) کی تکوینی ولایت ۳؛ حضرت یوسف (ع) کی قدرت کا سبب ۵، ۱۱، ۱۷، ۱۸؛ حضرت یوسف (ع)  
کی نجات کا سبب ۵؛ حضرت یوسف (ع) کے فضائل ۱۰؛ حضرت یوسف (ع) کے مقامات ۲؛ حضرت یوسف (ع) مصر  
میں ۲، ۳، ۳

## آیت ۵۷

﴿وَلَا جُزْءُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾

اور آخرت کا اجر تو ان لوگوں کے لئے بہترین ہے جو صاحبان ایمان ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں (۵۷)

۱۔ آخرت کا اجر، دنیا کے اجر سے بہتر اور برتر ہے۔ لا نضیع اجر المحسنین ... و لاجر الآخرة خیر

۲۔ نیک کام انجام دینے والے، دنیا کی زندگی میں اجر سے بہرہ مند ہونے کے علاوہ آخرت میں بھی بہترین اور برتر اجر پائیں گے۔

لا نضيع اجر المحسنين ... و لاجر الاخرة خير

۳\_ دنیا کی زندگی کا محدود ہونا اور اس میں گنجائش کی محدودیت، نیک لوگوں کے اجر و پاداش کے لیے مناسب نہیں ہے۔  
لا نضيع اجر المحسنين و لاجر الاخرة خير للذين ... و كانوا يتقون

۴\_ آخرت کا اجر، رحمت الہی کا ایک نمونہ ہے۔ نصیب برحمتنا من نشاء ... و لاجر الاخرة خير

۵\_ زمین پر سلطنت اور اقتدار کا ہاتھ میں آنا، آخرت کی جزاء کے مقابلے میں ناچیز ہے۔  
كذلك مكّنا ليوسف في الارض ... و لاجر الاخرة خير

۶\_ اخروی اجر سے بہرہ مندی کی شرط، ایمان اور تقویٰ سے ملتزم ہونا ہے۔  
و لاجر الاخرة خير للذين ء امنوا و كانوا يتقون

(کان) کا لفظ اور اس طرح کے دوسرے الفاظ اگر فعل مضارع کے ساتھ استعمال ہوں تو گزرے ہوئے زمانہ میں استمرار کو بتاتے ہیں۔ اسی وجہ سے تقویٰ کے ساتھ ملتزم رہنا مذکورہ عبارت سے استفادہ کیا گیا ہے۔  
۷\_ ایمان تقویٰ کے بغیر اور تقویٰ بغیر ایمان کے آخرت کی نعمتوں سے بہر مند ہونے کے لیے کام نہیں آسکتا۔  
للذين ء امنوا و كانوا يتقون

۸\_ اخروی نعمتوں تک رسائی کے لیے قیامت اور میدان محشر پر ایمان اور گناہوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔  
و لاجر الاخرة خير للذين ء امنوا و كانوا يتقون

آیت شریفہ میں یہ بیان نہیں ہوا کہ ایمان (آمنوا) تقویٰ (یتقون) کا متعلق کیا ہے۔ (لاجر الاخرة) کے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایمان سے مراد آخرت پر ایمان ہے اور تقویٰ سے مراد ان امور سے پرہیز کرنا ہے جو آخرت کی نعمتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔

۹\_ حضرت یوسف (ع)، متقی مومنین اور آخرت پر یقین رکھنے والوں کا واضح اور روشن نمونہ تھے۔  
و لاجر الاخرة خير للذين ء امنوا و كانوا يتقون

(الذين آمنوا...) کا مصداق، مذکورہ آیات کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف (ع) تھے۔  
۱۰\_ حضرت یوسف (ع) دنیا کے اجر سے بہتر، قیامت و آخرت میں اجر پائیں گے۔

و كذلك مكّنا ليوسف في الارض ... و لا نضيع اجر المحسنين و لاجر الاخرة خير



.. و كانوا يتقون

۱۱\_ حضرت یوسف علیہ السلام کا دنیا و آخرت میں اجر پانے کا سبب، ایمان اور تقویٰ و پرہیزگاری کو برقرار رکھنا تھا۔  
و كذلك مكنا ليوسف ... و لاجر الآخرة خير للذين ء امنوا و كانوا يتقون

آخرت: آخرت پر ایمان لانے والے: ۹

احسان: احسان کی اہمیت ۲

ایمان: آخرت پر ایمان کے آثار ۸؛ ایمان کا اجر ۱۱؛ ایمان بغیر تقویٰ کے ۷؛ ایمان کی اہمیت ۶  
اجر: آخرت کا اجر ۳؛ آخرت کے اجر کی اہمیت ۱، ۵؛ آخرت کے اجر کے شرائط ۶؛ دنیا کے اجر کی ارزش ۱  
اللہ تعالیٰ کا اجر: اللہ تعالیٰ کے اجر کے شامل حال لوگ ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۳

تقویٰ: بغیر ایمان کے تقویٰ ۷؛ تقویٰ کی اہمیت ۶؛ تقویٰ کی جزاء ۱۱

حکومت: حکومت کی اہمیت ۵

زندگی: دنیاوی زندگی کی محدودیت ۳

قدرت: قدرت کی اہمیت ۵

گناہ: گناہ کو ترک کرنے کے آثار ۸

مؤمنین: ۹

متقین: ۹

محسنین: محسنین اور دنیاوی پاداش ۳؛ محسنین کا اجر آخرت ۲؛ محسنین کا دنیا میں اجر ۲؛ محسنین کی جزاء ۳؛ محسنین کی دنیا میں زندگی ۲

نعمت: آخرت کی نعمت کے اسباب ۸، ۷

یوسف (ع): حضرت یوسف علیہ السلام کا ایمان ۹، ۱۱؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا تقویٰ ۹، ۱۱؛ حضرت یوسف (ع) کا دنیا میں اجر

۱۱، ۱۰؛ حضرت یوسف (ع) کی آخرت کی جزاء ۱۰، ۱۱؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل ۹

## آیت ۵۸

﴿وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ﴾

اور جب یوسف کے بھائی مصر آئے اور یوسف کے پاس پہنچنے تو انھوں نے سب کو پہچان لیا اور وہ لوگ نہیں پہچان سکے (۵۸)

۱۔ حضرت یوسف کی پیشگوئی جو بادشاہ کے خواب کی بناء پر بتائی تھی اس نے حقیقت کا روپ دھار لیا اور قحط و خشکسالی نے مصر اور اطراف مصر (کنعان وغیرہ) کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ و جاء اخوة يوسف قد خلوا عليه

آیت ۶۳ میں (منع منا الکیل) کا جملہ اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ مصر اور اطراف و نواح مصر میں قحط پڑ گیا اور کنعان سے برادران یوسف کا آنا اور خوراک کے بارے میں سوال کرنا اس چیز کو بتاتا ہے کہ وہاں خوراک نہیں تھی۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام پیداوار و زراعت کے سات سال کے دوران قحط کے زمانے کے لیے غلات کی پیداوار ذخیرہ کرنے میں مکمل طور پر کامیاب رہے۔ و جاء اخوة يوسف

۳۔ حضرت یوسف (ع) کے زمانے میں کنعان کی سرزمین، مصر کی حکومت میں نہیں تھی۔ و جاء اخوة يوسف یہ بات بعید نظر آتی ہے کہ حضرت یوسف نے مصر کے تمام مقامات سے غلات کو جمع کر کے مرکز میں اکٹھا کیا ہو۔ کیونکہ ہر علاقے کے غلات کو منتقل کرنا خصوصاً اس زمانے میں جب حمل و نقل ایک دشوار امر تھا۔ لہذا طبعی چیز یہی تھی کہ غلات کو اسی مقام پر جمع کیا جاتا اور اگر کنعان کا علاقہ مصر کی حکومت کے قلمرو میں ہوتا تو لازمی طور پر وہاں پر بھی ایک انبار بنایا جاتا کہ وہاں غلات کو جمع کیا جائے تو اس صورت میں کنعان کے لوگوں کو مصر آنے کی ضرورت نہیں تھی۔

۳۔ غلات کی لگاتار کاشتکاری اور اسکی قحطی کے سالوں کے لیے ذخیرہ اندوزی کا منصوبہ صرف مصر کی حکومت کی حدود

میں انجام پایا۔ و جاء اخوة يوسف

۵۔ مصر کی سرزمین حضرت یوسف کی مدبرانہ اور عالمانہ فکر اور دور اندیشی سے قحط کے برے انجام سے نجات پا گئی۔

و جاء اخوة يوسف

۶۔ مصر میں غلات و خوراک کے انبار و ذخیرہ کرنے کی خبر مصر اور اس کے اطراف کے شہروں تک پھیل گئی۔

و جاء اخوة يوسف

۷۔ مصر و کنعان جغرافیائی اعتبار سے ایک ہی علاقے میں تھے اور ایک جیسی آب و ہوا رکھتے تھے۔ و جاء اخوة يوسف  
۸۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانہ میں قحط کے سات سالوں میں مصر کے اطراف کے لوگ اپنے نان و نفقہ کے لیے مرکز،  
مصر کی طرف رجوع کرتے تھے۔ و جاء اخوة يوسف ... و لما جهزهم بجهازهم

۹۔ سوائے بنیامین کے حضرت یوسف ؑ کے بھائی کنعان سے مصر خوراک مہیا کرنے کی خاطر حضرت یوسف ؑ کی  
خدمت میں حاضر ہوئے۔ و جاء اخوة يوسف فدخلوا عليه

بعد والی آیت (انتونی باخ لکم ...) اپنے پدری بھائی کو میرے پاس لاؤ) یہ بتانا چاہتی ہے کہ یہاں (اخوة ...) سے مراد  
، برادران یوسف ہیں اور بنیامین ان میں نہیں تھا۔ اور بعد والی آیت (و لما جهزهم ...) کا جملہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ ان کا مصر  
میں آنے کا کیا مقصد تھا۔

۱۰۔ حضرت یوسف ؑ نے اپنے بھائیوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا حالانکہ کئی سال گزر چکے تھے۔ فدخلوا عليه فعرفهم  
(فاء) جو (عرفہم) میں ہے اس بات کی حکایت کرتی ہے کہ حضرت یوسف ؑ نے بغیر کسی سوال و جواب اور چھان  
بین کے جو نہی بھائیوں کو دیکھا تو انہیں پہچان لیا۔

۱۱۔ حضرت یوسف ؑ سے لوگوں کی ملاقات حتیٰ ان کیلئے جو مصر کے نہیں تھے بہت سہل و آسان تھی۔  
و جاء اخوة يوسف فدخلوا عليه

(فاء) جو (فدخلوا عليه) میں ہے اس بات کو بیان کرتی ہے کہ حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائیوں کے آنے کے بعد  
ان کی ملاقات میں کوئی فاصلہ نہیں تھا اور (عرفہم) کا جملہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی نگہبان بھی نہیں تھا جو  
ملاقات کرنے والوں کے حسب و نسب کے بارے میں سوال کرے اور حضرت یوسف ؑ کو اس کے بارے میں خبر  
دے اور ان سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کرے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ سے ملاقات کرنا  
آسان تھی حتیٰ کہ ان لوگوں کے لیے بھی جو مصر کے رہنے والے نہیں تھے۔

۱۲۔ حکومت کے عہدہ داروں کو ایسا قانون بنانا چاہیے کہ لوگوں کی ان سے ملاقات آسانی سے ہو سکے۔  
و جاء اخوة يوسف فدخلوا عليه فعرفهم

۱۳۔ حضرت یوسف ؑ کی بھائیوں سے ملاقات کرنے کے دوران کسی نے بھی انہیں نہیں پہچانا۔  
فدخلوا عليه فعرفهم و ہم له منکرون

۱۳۔ مصر کے عام لوگ، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسب و نسب نہیں جانتے تھے۔ فعرفہم و ہم له منکرون  
 اگر مصر کے عام لوگوں کے درمیان حضرت یوسف علیہ السلام کا حسب و نسب اور قبیلہ و قوم واضح ہوتی تو یہ فطری بات ہے  
 کہ حضرت کے بھائیوں کے کانوں تک یہ بات پہنچ جاتی اور حضرت یوسف (ع) ان کے لیے ناشناختہ نہ رہ جاتے۔  
 ۱۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائیوں کے ساتھ آخری ملاقات اور بھائیوں کی اس ملاقات کے مابین کم از کم بیس  
 سال کا فاصلہ تھا۔ یرتع و یلعب ... و لما بلغ اشدہ ... فلبث فی السجن بضع سنین ... تزرعون سبع ... و جاء  
 اخوة یوسف

اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر میں زندگی کی تحقیق جائے تو تقریباً ۲۰ بیس سال کا عرصہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ بچپن کا زمانہ  
 دس سال کا تھا جب قافلے والوں کے ہاتھ لگے۔ اور جملہ (یرتع و یلعب...) اور (اخاف ان یالک الذنب) بھی اس بات  
 پر دلالت کرتا ہے اور زلیخا ہی کے گھر میں جوانی اور بلوغ کی عمر میں پہنچے تھے (لما بلغ اشدہ) اور یہ فاصلہ آٹھ سے دس سال کا  
 ہوتا ہے اور (بضع سنین) کا جملہ بتاتا ہے کہ تین سال سے کچھ زیادہ زندان میں رہے اور زندان سے رہائی کے بعد سات  
 سال تک وزارت کے عہدہ پر فائز رہے اور یہ فطری و طبعی بات ہے کہ قحط کے ایک سال بعد ہی حضرت سے بھائیوں کی  
 ملاقات ہوئی تقریباً یہ فاصلہ بیس سال کا عرصہ بنتا ہے۔

۱۶۔ عن ابی جعفر (علیہ السلام) ... " فعرفہم یوسف و لم یعرفہ اخوتہ لہیبة الملك و عزّة ... " (۱)  
 امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ (ع) فرماتے ہیں حضرت نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا لیکن ان کے بھائیوں نے  
 ان کی شاہی حیثیت و عظمت و جلال کی وجہ سے انہیں نہیں پہچانا۔

برادران یوسف: برادران یوسف اور حضرت یوسف علیہ السلام ۹، ۱۶؛ برادران یوسف کی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ۱۰،  
 ۱۳؛ برادران یوسف کے سفر کرنے کا مقصد ۹

حکام: حکام سے لوگوں کی ملاقات ۱۲؛ حکام سے ملاقات کی سہولت ۱۲؛ حکام کی ذمہ داری ۱۲  
 روایت: ۱۶

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۸۱، ح ۴۲؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۲۳۸، ح ۱۱۲۔

سرزمین: سرزمین کنعان حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں ۳; سرزمین کنعان کی آب و ہوا ۷; سرزمین کنعان کی جغرافیائی موقعیت ۷; سرزمین کنعان میں قحط ۱

قدیمی مصر: قدیمی مصر حضرت یوسف کے زمانہ میں ۸; قدیمی مصر کی آب و ہوا ۷; قدیمی مصر کی تاریخ ۳، ۵، ۶، ۸; قدیمی مصر کی جغرافیائی حالت ۷; قدیمی مصر کی حکومت کی حدود ۳; قدیمی مصر کی قحط سے نجات ۵; قدیمی مصر کی مرکزیت ۸; قدیمی مصر میں زراعت ۳; قدیمی مصر میں غلات کو انبار کرنا ۳، ۶; قدیمی مصر میں قحط ۱، ۳

قدیم مصر کے لوگ: قدیم مصر کے لوگ اور حضرت یوسف ؑ کے اسلاف ۱۳

مصر کا بادشاہ: بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر ۱

یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائی ۱۶; حضرت یوسف ؑ اور غلات کو انبار کرنا ۲; حضرت یوسف سے ملاقات کی سہولت ۱۱; حضرت یوسف ؑ کا شناخت کرنا ۱۶; حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۲، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۶; حضرت یوسف کا کامیاب ہونا ۲; حضرت یوسف ؑ کی پیشگوئی ۱; حضرت یوسف کی جدائی کی مدت ۱۵; حضرت یوسف ؑ کی دور اندیشی کے آثار ۵; حضرت یوسف ؑ کے خوابوں کی تعبیر کا صحیح ہونا ۱; حضرت یوسف ؑ کے عظمت و جلالت ۱۶

## آیت ۵۹

﴿وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ اِثْنُونِي بِآخِ لَكُمْ مِّنْ اَيِّكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّي اُفِي الْكَيْلِ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ﴾

پھر جب ان کا سامان کر دیا تو ان سے کہا کہ تمہارا ایک ۳۔ بھائی اور بھی ہے ا سے بھی لے آؤ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں سامان کی ناپ تول بھی برابر رکھتا ہوں اور مہمان نوازی بھی کرنے والا ہوں (۵۹)

۱۔ حضرت یوسف ؑ، مصر میں جمع کئے ہوئے غلات کی تقسیم پر خود نظارت کرتے تھے۔

و جاء اخوة يوسف ... و لما جهزهم بجهازهم

۲۔ حضرت یوسف ؑ نے اپنے بھائیوں کی خوراک کے سامان اور غذائی مواد کو خود مرتب کیا۔ و لما جهزهم بجهازهم

(تجهيز) (جہز) کا مصدر ہے جو مہیا کرنے اور آمادہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ (جہاز) زاد و توشہ ہے (جہز) میں فاعل کی ضمیر

حضرت یوسف ؑ کی طرف لوٹتی ہے

پس جملہ (لما جہزہم...) کا معنی یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساز و سامان اور زاد و توشہ کو آمادہ کیا۔ البتہ یہ بھی احتمال دیا جاسکتا ہے کہ (جہز) کی ضمیر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف مجازاً ہو اس لیے کہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا ہے کہ کام کرنے والوں کے کام کو کام کرانے اور حکم دینے والے کی طرف نسبت دی جاتی ہے۔

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اپنی شناخت کر رہے تھے اور اپنی تعداد کا بھی ذکر کیا تو ان کے سامنے انہوں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ ایک ہمارا پدری بھائی بھی ہے۔  
قال ائتونی بأخ لكم من ایکم

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب پہلی بار خورد و خوراک کے لیے حضرت یوسف (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے ساتھ بنیامین نہیں تھے۔ قال ائتونی بأخ لكم من ایکم

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس حکم کی پابندی کرنے پر خود کو آمادہ کیا کہ اگلے سفر میں بنیامین کو اپنے ہمراہ لائیں گے۔ قال ائتونی بأخ لكم من ایکم

۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے افراد کی معین شدہ خوراک کو عادلانہ طور پر بغیر کسی کمی کے دے دیا۔ الا ترون انی اوفی الکیل (کیل) (تولنا) یہ مصدر ہے لیکن آیت شریفہ میں اسم مفعول (کیل) کے معنی میں آیا ہے اور اس سے مراد، خوراک اور غلات ہیں۔ (ایفاء) "اوفی" کا مصدر ہے جس کا معنی کامل طور پر بغیر کسی کمی و زیادتی کے ادا کرنے کے ہے۔ (اوفی) فعل مضارع کا فعل ماضی (وفیت) کی جگہ پر لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت یوسف (ع) ہمیشہ تولنے میں عادلانہ روش رکھتے تھے۔  
۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام مہمانوں اور ان لوگوں کو جو خورد و خوراک اور اپنی معین شدہ خوراک حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کی اچھی طرح سے مہمان نوازی کرتے تھے۔ الا ترون ... انا خیر المنزلین

(نزول) طعام یا اس طرح کی چیزیں جو مہمانوں کے لیے مہیا کی جاتی ہیں کو کہا جاتا ہے اور (نزیل) مہمان کے معنی میں ہے۔ (منزلین) اس آیت شریفہ میں اسی سے لیا گیا ہے۔ جو میزبانوں اور مہمان نوازوں کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۸۔ حضرت یوسف ؑ نے بھائیوں سے نیکی کی اور ان کے خورد و خوراک کے حصے کو کامل طور پر ادا کیا۔  
الآترون اتی اوفی الکیل و انا خیر المنزلین

۹۔ حضرت یوسف ؑ نے اپنے بھائیوں کو اپنی عدالت اور مہمانوں سے نیک سلوک کی طرف توجہ مبذول کرا کر انہیں بنیامین کو لانے کی ترغیب دلائی۔ ائتونی بأخ لکم من ایکم الا ترون انی اوفی الکیل و انا خیر المنزلین  
(الآترون...) کا جملہ (کیا تم اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے) جو (ایتونی بأخ لکم...) کے بعد ذکر ہوا ہے حضرت یوسف ؑ کے مقصد کو بیان کرتا ہے جو بنیامین کو لانے کی ترغیب کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کو اپنی مہمان نوازی اور معاملہ میں عادلانہ رویہ کو ذکر کر کے بیان کیا ہے۔

۱۰۔ بحرانی حالات اور اشیاء کی کمی کی صورت میں عدالت کرنا، ایک نیک اور قابل قدر بات ہے۔ الا ترون انی اوفی الکیل

آیت شریفہ ۶۲ (اجعلوا بضاعتہم...) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف (ع)، افراد کے حصے کو اسکی قیمت کے مقابلے میں ادا کرتے تھے اسی وجہ سے اسکو معاملے اور کاروبار سے یاد کیا گیا ہے۔

۱۱۔ مہمان نوازی، اچھی اور قابل قدر خصلت اور عادت ہے۔ الا ترون... انا خیر المنزلین

۱۲۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں کو یہ وعدہ دیا کہ اگر وہ بعد والے سفر میں بنیامین کو ساتھ لائیں گے تو پھر بھی انکی اچھی خدمت کی جائے گی۔ الا ترون... انا خیر المنزلین

اقتصاد: اقتصادی بحران میں عدالت کرنا ۱۰

برادران یوسف (ع): برادران یوسف ؑ اور حضرت یوسف ؑ ۳؛ برادران یوسف ؑ کا پہلا سفر ۳؛ برادران یوسف (ع) کا مال تجارت ۲؛ برادران یوسف (ع) کو وعدہ ۱۲؛ برادران یوسف (ع) کی تشویق کرنا ۹؛ برادران یوسف (ع) کی حضرت یوسف ؑ سے ملاقات ۵

بنیامین: بنیامین کا مصر سفر کرنا ۵؛ بنیامین کو لانے کی تشویق ۹

تجارت: تجارت میں عدالت ۱۰

صفات: پسندیدہ صفات ۱۱

عمل:

پسندیدہ عمل ۱۰

قابل قدر چیزیں: ۱۱

مہمان نوازی: مہمان نوازی کی قدر و منزلت ۱۱

یوسف ﷺ: حضرت یوسف (ع) اور ان کے بھائی ۲، ۸؛ حضرت یوسف (ع) اور بنیامین سے ملاقات ۹، ۱۲؛ حضرت یوسف (ع) اور غلات کی تقسیم ۱؛ حضرت یوسف (ع) کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۲؛ حضرت یوسف (ع) کی تشویقات ۹؛ حضرت یوسف (ع) کی عدالت ۶، ۸، ۹؛ حضرت یوسف (ع) کی مہمان نوازی ۴، ۸، ۹، ۱۲؛ حضرت یوسف (ع) کی نظارت ۱؛ حضرت یوسف (ع) کے فضائل ۸، ۴، ۶؛ حضرت یوسف (ع) کے وعدے ۱۲

## آیت ۶۰

﴿فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ﴾

اب اگر اسے نہ لے آئے تو آئندہ تمہیں بھی غلہ نہ دوں گا اور نہ میرے پاس آنے پاؤ گے (۶۰)

۱۔ حضرت یوسف (ع) نے قحط کے سالوں میں لوگوں کی معین شدہ خوراک کو وقت معین میں متعدد مرتبہ تحویل میں دیا۔  
و لما جهزهم بجهازهم ... فان لم تأتوني به فلا كيل لكم

(کیل) یہاں اسم مفعول (کیل) کے معنی ہے۔ جو طعام اور غلات کے معنی میں ہے۔ غلہ کو کیل سے اس وجہ سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اس کو تحویل دیتے وقت پیمانہ کر کے دیتے تھے۔ اور یہی چیز ان کی راشن بندی پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ جملہ (فان لم تأتونی بہ...) (یعنی اگر تم بعد والے سفر میں بنیامین کو میرے پاس ساتھ نہ لائے) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ غلہ کو متعدد بار اور مخصوص زمانہ بندی میں تحویل دیا گیا۔

۲۔ حضرت یوسف ﷺ نے بھائیوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ خوراک کے بعد والے حصے کو صرف اس صورت میں دریافت کر سکتے ہو جب تم بنیامین کو ساتھ لاؤ گے۔ فان لم تأتونی به فلا كيل لكم عندي

۳۔ حضرت یوسف ﷺ نے اپنے بھائیوں کو یہ بتادیا کہ اگر دوسری بار وہ بنیامین کو ساتھ نہ لائے تو میرے ہاں نہ آئیں۔



فان لم تأتونی به ... و لا تقربون

(لا تقربون...) میں نون مکسورہ، نون وقایہ ہے اور یای متکلم مخذوف پر دلالت کرتی ہے تو اس صورت میں (لا تقربون...) کا معنی یہ ہوگا: کہ میرے پاس نہ آنا۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے مقصود تک پہنچنے کے لیے ترغیب دلانے کے ساتھ ساتھ تہدید سے بھی کام لیا۔  
الا ترون اونی الکیل ... فان لم تأتونی به فلا کیل لکم

۵۔ اپنے جائز اور مشروع مقاصد کے لیے اقتصادی پابندیوں سے مدد حاصل کرنا جائز ہے۔  
فان لم تأتونی به فلا کیل لکم عندي

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے دوبارہ مصر لوٹنے اور خوراک حاصل کرنے کے سلسلہ میں مصمم تھے۔  
فان لم تأتونی به فلا کیل لکم عندي

۷۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے لیے قحط کے سالوں میں اپنی خوراک مہیا کرنے کا واحد راستہ مصر میں آنا اور  
حضرت یوسف (ع) کی طرف رجوع کرنے میں تھا۔ فان لم تأتونی به فلا کیل لکم عندي و لا تقربون

اگر برادران یوسف (ع) کے پاس خوراک حاصل کرنے کے لیے مصر آنے کے علاوہ بھی کوئی راستہ ہوتا تو حضرت  
یوسف (ع) کی تہدید (فلا کیل لك عندي) کا کوئی معنی نہیں رہتا اور اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام، بنیامین کا دیدار کرنے میں بہت ہی زیادہ شوق رکھتے تھے۔  
اثتونی بأخ لکم ... فان لم تأتونی به فلا کیل لکم عندي و لا تقربون

آل یعقوب: آل یعقوب کی تائین معاش ۷

احکام: ۵

اقتصاد: اقتصادی پابندی کا جائز ہونا ۵؛ اقتصادی ترقی کی اہمیت ۵

برادران یوسف: برادران یوسف اور غلہ کا دریافت کرنا ۶، ۲؛ برادران یوسف کا ارادہ ۶؛ برادران یوسف کا حضرت یوسف

سے ملاقات ۶

عواطف: بھائی کی عطوفت و محبت ۸

ہدف و وسیلہ: ۵

یوسف ﷺ: حضرت یوسف (ع) اور بنیامین ۸; حضرت یوسف (ع) اور بنیامین سے ملاقات ۲، ۳; حضرت یوسف (ع) اور غلات کی تعیین مقدار ۱; حضرت یوسف (ع) اور غلات کی تقسیم ۱; حضرت یوسف (ع) سے ملاقات کے شرائط ۲، ۳; حضرت یوسف (ع) کا بنیامین سے لگاؤ ۸;

حضرت یوسف (ع) کا پروگرام ۱; حضرت یوسف (ع) کا ڈرانا ۲; حضرت یوسف (ع) کا شوق دلوانا ۳; حضرت یوسف (ع) کا قصہ ۲، ۳، ۶; حضرت یوسف ﷺ کی اقتصادی سیاستیں ۱; حضرت یوسف (ع) کی بھائیوں سے ملاقات ۲، ۳; حضرت یوسف (ع) کے پیش آنے کا طریقہ ۳

## آیت ۶۱

﴿قَالُوا سَنُرَاوُذُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے باپ سے بات چیت کریں گے اور ضرور کریں گے (۶۱)

۱۔ حضرت یعقوب ﷺ اپنے بیٹے بنیامین سے خصوصی محبت کرتے تھے۔ قالوا سنراود عنه اباه

۲۔ حضرت یعقوب ﷺ ہمیشہ بنیامین کو اپنے بھائیوں کے ساتھ سفر کرنے سے منع کرتے تھے۔ قالوا سنراود عنه اباه

۳۔ برادران یوسف ﷺ نے بنیامین کے ہمراہ نہ ہونے کی دلیل یہ ذکر کی کہ حضرت یعقوب (ع) ان سے شدید لگاؤ رکھتے ہیں۔ قالوا سنراود عنه اباه

(ہم اپنے باپ سے بات کریں گے اور کوشش کریں گے کہ اسکو راضی کریں تاکہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیجے) جو جملہ (سنراود عنه اباه) سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ بنیامین جو ان کے ہمراہ نہیں تھے دراصل ان کے باپ نے انہیں منع کیا تھا۔

۳۔ حضرت یعقوب (ع) کے بیٹے بنیامین کو مصر لانے کیلئے حضرت یعقوب ﷺ کی رضایت کو جلب کرنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں رکھتے تھے۔ قالوا سنراود عنه اباه و انا لفاعلون

۵۔ حضرت یوسف ﷺ کے بھائیوں نے یہ وعدہ کیا کہ دوسری بار جب وہ آئیں گے تو بنیامین کو آپ کی خدمت میں لے آئیں گے۔ سنراود عنه اباه و انا لفاعلون

۶۔ برادران یوسف نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے

باپ حضرت یعقوب ﷺ کو راضی کریں گے کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ روانہ کریں۔ قالوا سنراود عنه آباءہ و انا لفاعلون (مراودہ) (نراود) کا مصدر ہے جس کا معنی نرمی اور پیار و محبت سے درخواست کرنے کا ہے۔ اور (عنه) کا لفظ جس کے بارے میں درخواست کی جا رہی ہے اس پر دلالت کرتا ہے۔ تو اس صورت میں "سنراود..." کا معنی یہ ہوا کہ ان کے باپ (بنیامین کے والد گرامی) سے نرمی و محبت سے درخواست کریں گے کہ آئندہ کے سفر میں ان کو ہمارے ساتھ روانہ کریں۔

۴۔ برادران یوسف (ع) نے اس بات کی تاکید کی کہ وہ یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ والد گرامی کو راضی کر لیں تاکہ بنیامین کو آپ کے پاس لانے کے لیے ہمارے ساتھ روانہ کر دے۔ انا لفاعلون

(سنراود عنه آباءہ) کے جملہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یوسف کو یہ احتمال بھی تھا کہ ان کے والد گرامی راضی نہ ہوں (انا لفاعلون) کے جملے سے ان کے بھائی ان کو اطمینان دلانا چاہتے تھے کہ بغیر کسی تشویش کے والد گرامی کی رضایت جلب کریں گے اور بنیامین کو آپ کے ہاں لے آئیں گے۔

برادران یوسف: برادران یوسف اور بنیامین ۳، ۵؛ برادران یوسف اور رضایت حضرت یعقوب ﷺ ۳، ۶، ۷؛ برادران یوسف کا وعدہ ۶، ۵

بنیامین: بنیامین کا مصر کی طرف سفر ۳، ۵، ۶، ۷؛ بنیامین کو ساتھ نہ لانے کے دلائل ۳

عواطف: عواطف پدری ۱

یعقوب ﷺ: حضرت یعقوب (ع) اور بنیامین کی مسافرت ۲؛ حضرت یعقوب (ع) کا قصہ ۵؛ حضرت یعقوب (ع) کی بنیامین سے محبت ۱، ۲، ۳

یوسف (ع): حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۳، ۴، ۶، ۷؛ حضرت یوسف (ع) کے ساتھ عہد ۵، ۶

## آیت ۶۲

﴿وَقَالَ لِفَتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

اور یوسف نے اپنے جوانوں سے کہا کہ ان کی پونجی بھی انکے سامان میں رکھ دو شاید جب گھر پلٹ کر جائیں تو اسے پہچان لیں اور اس طرح شاید دوبارہ پلٹ کر ضرور آئیں (۶۲)

۱۔ حضرت یوسف ؑ لوگوں کے حصے کو انہیں فروخت کرتے اور اس کی قیمت وصول کرتے تھے۔  
و قال لفتيانه اجعلوا بضاعتهم في رحالهم

(بضاعت) اس مال کو کہا جاتا ہے جو مال، تجارت اور خرید و فروش کے لیے ہو۔ اسی وجہ سے (بضاعتہم) سے وہ مال مراد ہے جو برادران یوسف نے قیمت کے بدلے حاصل کیا تھا۔

۲۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے کارندوں سے کہا کہ جو قیمت فرزند ان یعقوب (ع) نے دی ہے اسے ان کے سامان میں پنہاں کر دیں۔ و قال لفتيانه اجعلوا لبضاعتهم في رحالهم

۳۔ حضرت یوسف ؑ نے کارندوں سے یہ تاکید فرمائی کہ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کے مال کو ان کے سامان میں اس طرح پوشیدہ کریں کہ اپنے وطن پہنچنے سے پہلے وہ اسکی طرف متوجہ نہ ہو سکیں۔  
اجعلوا بضاعتهم في رحالهم لعلهم يعرفونها اذا انقلبوا الى اهلهم

۳۔ حضرت یوسف ؑ نے بہت سے غلاموں اور کارندوں کو اپنی خدمت میں لیا ہوا تھا جو ساز و سامان کا وزن، تقسیم اور قیمت وصول کرنے پر مامور تھے۔ قال لفتيانه اجعلوا بضاعتهم في رحالهم

(فتیان) جو (فتی) کی جمع ہے غلاموں اور جوانوں کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۵۔ حضرت یوسف ؑ یہ امید رکھتے تھے کہ جو مال اپنے بھائیوں کو واپس لوٹا دیا گیا ہے وہ اپنے وطن لوٹ کر اسے پہچان سکیں گے۔ اجعلوا بضاعتهم في رحالهم لعلهم يعرفونه

یہ بات واضح ہے کہ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹے جب اپنے ساز و سامان کو کھولتے تو اپنے مال کو جو قیمت کے طور پر دیا تھا اس میں پاتے، اسی وجہ سے (لعل) کا ذکر جو (شاید و ممکن) کے معنی میں ہے مناسب نہیں تھا اسی وجہ سے (لعل) کی تفسیر میں چند وجوہ ذکر کی گئی ہیں:

۱۔ (اذا انقلبوا...) کی قید کے طور پر ذکر ہوا ہو اور اشفاق و ترجی کے معنی میں ہو یعنی امید ہے کہ جب وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان پہنچیں تو اسکو جان سکیں اور اس سے پہلے متوجہ نہ ہوں۔

۲۔ یہاں شناخت سے مراد، اپنے حق کی شناخت ہے۔ یعنی اس کے حق کو پہچان سکیں یعنی اپنے مال کو پہچان کر میری قدر دانی کا اقرار کریں۔

۳۔ (لعل) (گی) کے معنی میں ہو یعنی (یہاں تک کہ) اور یہ ترجی و امید کے معنی میں نہ ہو۔

۶۔ حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں کے مال تجارت کو واپس لوٹا کر ان میں حق شناسی اور شکر گزاری کی حس ایجاد کرنا چاہتے اور انہیں دوبارہ لوٹنے کا شوق و ترغیب دلانا چاہتے تھے۔ اجعلوا بضاعتہم فی رحلہم لعلہم یعرفوہا ... لعلہم یرجعون مذکورہ بالا معنی دوسرے احتمال کو بتاتا ہے جسکی وضاحت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔

۷۔ حضرت یوسفؑ، بھائیوں کو ڈرانے دھمکانے اور شوق و رغبت نیز ان کے لیے واپس لوٹنے کے تمام اسباب مہیا کرنے کے باوجود ان کے واپس لوٹنے پر اطمینان نہیں رکھتے تھے اور یعقوب (ع) کا بنیامین کو سفر پر نہ بھیجنے کا بھی احتمال دیتے تھے۔ لعلہم یرجعون

۸۔ حضرت یوسف (ع) اپنے بھائی بنیامین کے مصر آنے کا بہت اشتیاق اور امید رکھتے تھے۔ اجعلوا بضاعتہم فی رحلہم ... لعلہم یرجعون

۹۔ حضرت یوسف (ع) کا بنیامین کو کنعان سے مصر کی طرف سفر کرانے کی منصوبہ بندی کرنا، فان لم تأتونی بہ فلا کیل لکم ... اجعلوا بضاعتہم فی رحلہم ... لعلہم یرجعون

۱۰۔ حضرت یعقوبؑ اور ان کے بیٹے زیادہ مال و منال نہیں رکھتے تھے بلکہ مالی لحاظ سے بہت ہی محدود تھے۔ اجعلوا بضاعتہم فی رحلہم ... لعلہم یرجعون

حضرت یوسف کا اپنے بھائیوں کو سرمایہ لوٹانے کے احتمالات میں سے ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے خاندان میں مال و متاع کی کمی تھی۔ اور آیت شریفہ ۶۵ میں (مانبغی ہذہ بضاعتنا ... نمیراہلنا) کا جملہ اس پر مؤید ہے۔

۱۱۔ حضرت یوسفؑ غلات کی تقسیم اور انبار شدہ خوراک کے سلسلہ میں مخصوص اختیارات رکھتے تھے۔ قال لفتیانہ اجعلوا بضاعتہم فی رحلہم

حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو خوراک کے حصے سے منع کرنا کہ جب وہ آنے والی نوبت میں بنیامین کو نہ لائے تو کچھ نہیں ملے گا اس سے مذکورہ بات سامنے آتی ہے اور ان کے مال کو انہیں واپس لوٹا دینا یہ ان کے مخصوص اختیارات کی طرف اشارہ ہے۔

۱۲۔ بحرانی حالات میں خوراک کی مقدار و سہم معین کرنا اور جو سامان دیا جائے اس کے بدلے میں عوض لینا، بیت المال کی حفاظت و نگہداری اور اقتصادی امور سے آگاہی کا تقاضا کرتی ہے۔ اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم ... اجعلوا بضاعتهم فی رحلہم حضرت یوسف علیہ السلام کا خزانے کا سربراہ ہونے کے حوالے سے اجناس کی راشن بندی کرنا جب کہ اس کی کمی تھی یہ بات حفیظ اور علیم سے س سمجھی جا رہی ہے۔

۱۳۔ بحرانی حالات اور راشن بندی کے ایام میں حکومت کی طرف سے لوگوں کو مفت مال دینا کوئی پسندیدہ سیاست نہیں ہے۔ قال لفتیانہ اجعلوا بضاعتهم فی رحلہم

اقتصاد: اقتصادی بحران میں سیاست ۱۲؛ ناپسندیدہ اقتصادی سیاست ۱۳

برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف (ع) کا فقر ۱۰؛ برادران یوسف (ع) کو تشویق دلوانا ۷؛ برادران یوسف (ع) کو ڈرانا ۷؛ برادران یوسف (ع) کے تجارت کے مال کو واپس لوٹانا ۲، ۳، ۵، ۶؛ برادران یوسف (ع) میں تشکر کرنے کے مقدمات کو اجاگر کرنا ۶؛ برادران یوسف (ع) میں حق و حقیقت کی پہچان کو ابھارنا ۶؛ برادران یوسف علیہ السلام میں مصر آنے کا انگیزہ ایجاد کرنا ۶

بیت المال: بیت المال کی حفاظت کا طریقہ ۱۲

خوراک کی راشن بندی: خوراک کی راشن بندی کی اہمیت ۱۲

لوگ: لوگوں کو خورد و نوش کا سامان مفت عطا کرنا ۱۳

یعقوب (ع): یعقوب علیہ السلام کا فقر ۱۰

یوسف علیہ السلام: یوسف اور بنیامین کا سفر ۷، ۸، ۹؛ یوسف اور غلات کی تقسیم ۱۱؛ یوسف اور غلات کی فروخت ۱؛ یوسف کا اقتصادی پروگرام ۱؛ یوسف (ع) کا امیدوار ہونا ۸؛ یوسف کا بنیامین سے محبت کرنا ۸؛ یوسف (ع) کا پروگرام ۹؛ یوسف علیہ السلام کا ڈرانا ۷؛ یوسف کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۷، ۶، ۱۱؛ یوسف علیہ السلام کی تشویق دلوانا ۷؛

یوسف ؑ کی توقعات ۵: یوسف ؑ کی نصیحتیں ۳: یوسف ؑ کے اختیارات ۱۱: یوسف ؑ کے اوامر ۲: یوسف کے پیش آنے کا طریقہ ۶: یوسف کے کارندوں کا کردار ۳: یوسف (ع) کے مقاصد ۶

### آیت ۶۳

﴿فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا آخَانَ نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

اب جو پلٹ کر باپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ بابا جان آئندہ ہمیں غلہ سے روک دیا گیا ہے لہذا ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھی بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ حاصل کر لیں اور اب ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں (۶۳)

۱۔ حضرت یعقوب کے بیٹوں نے مصر سے واپس لوٹنے کے بعد انہیں اپنے سفر کی رپورٹ دی اور اسکی وضاحت، بیان کی۔ فلما رجعوا الی ابیہم قالوا ...

۲۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں نے اپنے والد گرامی کو یہ رپورٹ دی کہ اگر ہم بنیامین کے بغیر گئے تو ہمیں اپنے راشن کا حصہ نہیں ملے گا۔ فان لم تاتونی به فلا کیل لکم ... فلما رجعوا الی ابیہم قالوا یا ابا نانا منع منا الکیل

۳۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں نے اظہار محبت کرتے ہوئے اپنے والد گرامی سے درخواست کی کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ مصر روانہ کریں۔ فأرسل معنا آخان

حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کا بنیامین کا نام نہ لینا بلکہ اسے (آخانا) (ہمارے بھائی) کے جملے سے یاد کرنا، اس کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کے لیے ہے۔

۳۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں نے مصر کے سفر میں بنیامین کی حفاظت کرنے کا عہد کیا اور اس پر تاکید کی۔ فأرسل معنا آخانا نکتل و انا له لحاظون

۵۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کے نزدیک، خوراک

کے معین سہم کا بنیامین کو ہمراہ نہ لانے کی صورت میں بند ہونا، ایک اہم بات تھی۔ نأبانا منع منا الکیل  
حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کا ساز و سامان سفر کو کھولنے سے پہلے جو عموماً کاروانوں اور مسافریں کا گھر پہنچنے کے بعد  
پہلا اقدام ہوتا ہے اپنے والد بزرگوار کو خوراک کے راشن کے بند ہونے کی خبر دینا اور اس خبر دینے میں جلدی کرنا ان  
کے نزدیک اس کی اہمیت کو بتاتا ہے۔

۶۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانہ میں کنعان میں جو سات سال قحط و خشکسالی کے تھے اس میں غلہ اور خورد و خوراک کا  
سامان نایاب تھا۔ قالوا نأبانا منع منا الکیل فأرسل معنا اخانا نکتل

۷۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کے پاس قحط کے سالوں میں اپنی خوراک مہیا کرنے کے لیے مصر میں حضرت یوسف  
کے ہاں حاضر ہونے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ نأبانا منع منا الکیل فأرسل معنا اخان  
حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کے لیے مصر جانے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا ورنہ حضرت ؑ اپنے بیٹوں کو وہ راستہ  
بتاتے تاکہ بنیامین کو ان کے ساتھ بھیجنے پر مجبور نہ ہوتے۔

۸۔ حضرت یعقوب ؑ کی بنیامین کو سفر سے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس کے لیے خطرہ محسوس کرتے تھے۔  
سنراود عنه آباءہ ... فأرسل معنا اخانا نکتل و انا له لحاظون

(سنراود عنه آباءہ...) کے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب (ع) ہمیشہ بنیامین کو سفر کرنے سے روکتے تھے (انا له  
لحفظون) کا جملہ بتاتا ہے کہ اس کی دلیل یہ تھی کہ وہ ان کے لیے خطرہ محسوس کرتے تھے۔

۹۔ بنیامین، اپنے والد گرامی حضرت یعقوب ؑ کی اجازت کے بغیر سفر نہیں کرتے تھے۔ فأرسل معنا اخان  
یہ کہ حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں نے بنیامین کو مصر لے جانے کے لیے حضرت یعقوب ؑ سے بات کی کہ اسکو  
ہمارے ساتھ مصر جانے کی اجازت دیں (فأرسل معنا اخانا) کے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیامین اپنے والد گرامی کی  
اجازت کے بغیر سفر نہیں کرتے تھے۔

۱۰۔ حضرت یعقوب ؑ کا اپنے بیٹوں اور اہل خانہ پر مکمل تسلط تھا۔ یأبانا منع منا الکیل فأرسل معنا اخان

۱۱۔ والدین، اپنے بیٹوں پر امر و نہی کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ فأرسل معنا اخان



۱۲۔ بیٹوں کے لیے والدین کا کہنا ماننا اور ان کے کہنے پر عمل کرنا، اولاد کی ذمہ داری اور ان کے ساتھ معاشرت و زندگی کرنے کے آداب میں سے ہے۔ فأرسل معنا اخان

اطاعت: والد کی اطاعت ۱۱، ۱۲

اہل خانہ: اہل خانہ کی سرپرستی ۱۰

برادران یوسف (ع): برادران یوسف ﷺ اور بنیامین کا سفر ۲، ۳، ۳، ۵: برادران یوسف (ع) اور یعقوب ﷺ ۳: برادران یوسف (ع) قحط کے دوران ۴: برادران یوسف (ع) کا زندگی کو چلانے کا طریقہ ۴: برادران یوسف (ع) کا لوٹنا ۱: برادران یوسف (ع) کا وعدہ ۳: برادران یوسف (ع) کو غلات سے منع کرنا ۲، ۵: برادران یوسف (ع) کی حضرت یعقوب ﷺ کو رپوٹ دینا ۱، ۲: برادران یوسف (ع) کی خواہشات ۳: برادران یوسف (ع) کے پیش آنے کا طریقہ ۳

بنیامین: بنیامین اور حضرت یعقوب (ع) کی رضایت ۹ بنیامین سے محبت ۳: بنیامین کا حضرت یعقوب ﷺ کا احترام کرنا ۹: بنیامین کی حفاظت ۳: بنیامین کے لیے خطرے کا احساس ۸

سرزمین: کنعان کی سرزمین حضرت یوسف کے زمانے میں ۶: کنعان کی سرزمین کی تاریخ ۶: کنعان کی سرزمین میں قحط ۶ عواطف: برادری کی عطوفت

فرزند: فرزند پر حق ۱۱: فرزند کی ذمہ داری ۱۲

معاشرت: معاشرت کے آداب ۱۲

والد: والدہ سے پیش آنے کا طریقہ ۱۲: والد کا احترام ۹: والد کے حقوق ۱۱، ۱۲

یعقوب: حضرت یعقوب اور بنیامین کا سفر کرنا ۸: حضرت یعقوب کی سرپرستی ۱۰

یوسف: حضرت یوسف کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۷، ۸

## آیت ۶۳

﴿قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالَ اللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

یعقوب نے کہا کہ ہم اس کے بارے میں تمہارے اوپر اسی طرح بھروسہ کریں جس طرح پہلے اس کی بھائی یوسف کے بارے میں کیا تھا۔ خیر خدا بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (۶۳)

۱۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کے مشورے کو قبول نہیں کیا اور بنیامین کو مصر بھیجنے کی مخالفت کی۔  
قال هل ءامنكم عليه الا كما امنتمكم على اخيه من قبل

۲۔ حضرت یعقوب، بنیامین کی حفاظت کے لیے اپنے بیٹوں کی تاکید اور وعدے پر مطمئن نہیں تھے۔  
قال هل ءامنكم عليه الا كما امنتمكم على اخيه من قبل

(ہل ءامنکم...) میں استفہام، انکاری ہے جو نفی کے معنی میں ہے۔ "اَمَنَ" (ءامن) کا مصدر ہے۔ جو اطمینان کرنے اور این سمجھنے کے معنی میں ہے۔ پس (هل ءامنکم ...) کا معنی یہ ہوا کہ میں تم کو بنیامین کے بارے میں این نہیں سمجھتا ہوں اور تمہارے وعدوں پر مجھے اطمینان نہیں ہے۔

۳۔ برادران یوسف (ع) کی آنحضرت ؐ کی حفاظت کے سلسلہ میں بد عہدی کی وجہ سے حضرت یعقوب (ع) کو اپنے بیٹوں کی بنیامین کی حفاظت کے سلسلہ میں عہد پر عدم اطمینان تھا۔ هل ءامنکم علیہ الا کما امنتمکم علی اخیه من قبل حضرت یعقوب ؑ نے بنیامین کی حفاظت کے بارے میں اپنے بیٹوں کے وعدوں پر اعتماد و اطمینان کو حضرت یوسف ؑ کی حفاظت کے ساتھ تشبیہ دی۔ اس میں وجہ شبہ بے فائدہ اور بے نتیجہ ہونا ہے۔ پس اس صورت میں "ہل امنکم علیہ الا..." کا معنی یہ ہوگا کہ میرا اعتماد آپ لوگوں پر (اگر میں اعتماد کروں بھی سہی) تو بے ثمر و بے فائدہ ہے۔ جس طرح میں نے یوسف ؑ کے بارے میں آپ پر اعتماد کیا تھا۔

۳۔ حضرت یعقوب (ع) کا بنیامین کو بیٹوں کے ہمراہ نہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ کہیں یہ بھی یوسف (ع) جیسی مصیبت سے دوچار نہ ہو جائے۔ اَلَا کَمَا اَمْنَتُکُمْ عَلٰی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ

حضرت یعقوب (ع) نے حضرت یوسفؑ کا نام لینے کی بجائے بنیامین کے بھائی کے عنوان سے ان کو یاد کر کے ایک لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کیا کہ ان دونوں کا آپس میں بھائی ہونے کے رشتے نے مجھے ان کی ایک سرنوشت (یعنی باپ سے جدائی اور فراق) کی وجہ سے پریشانی کر دیا ہے۔

۵۔ افراد کو ذمہ داری سونپنے سے پہلے افراد کے سابقہ اعتماد پر توجہ رکھنا ضروری ہے۔

ہَلْ ءَ اَمْنَتُمْ عَلِیْہِ اَلَا کَمَا اَمْنَتُمْ عَلٰی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ

۶۔ کسی فرد کا برا ماضی ہی اس بات کیلئے کافی ہے کہ اس فرد سے احتیاط کی جائے اور اس کے قول و قرار پر یقین نہ کیا جائے۔ ہَلْ ءَ اَمْنَتُمْ عَلِیْہِ اَلَا کَمَا اَمْنَتُمْ عَلٰی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ

۷۔ افراد کے سوء سابقہ کی انہیں یاد آوری کرانا اور اس پر اثر مرتب کرنا جائز ہے تاکہ مستقبل میں ایسے واقعات کی روک تھام کی جاسکے۔ ہَلْ ءَ اَمْنَتُمْ عَلِیْہِ اَلَا کَمَا اَمْنَتُمْ عَلٰی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ

۸۔ گزرے ہوئے حوادث سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ آئندہ اس جیسے واقعات سے محفوظ رہا جائے۔ ہَلْ ءَ اَمْنَتُمْ عَلِیْہِ اَلَا کَمَا اَمْنَتُمْ عَلٰی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ

۹۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کے اس وعدے پر کہ وہ حضرت یوسفؑ کے حفاظت کریں گے ان پر اطمینان کیا اور ان کی حفاظت کرنے کے سلسلہ میں دل کو سہارا دیا۔ کَمَا اَمْنَتُمْ عَلٰی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ

۱۰۔ افراد کو کسی شے یا چیز کی حفاظت کرنے میں مؤثر جاننا، شرک کا موجب نہیں بنتا اور یہ توکل الہی اور مقام نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کَمَا اَمْنَتُمْ عَلٰی اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ

اس سورہ میں آیت کہ برہ (۳۸) (مَا کَانَ لَنَا اَنْ نَّشْرَکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ) کی دلیل کی وجہ سے حضرت یعقوب (ع) ذرہ برابر بھی شرک کی طرف میلان نہیں رکھتے تھے (کَمَا اَمْنَتُمْ عَلٰی اَخِیْہِ) کا جملہ بتاتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹوں کو امین خیال کرتے تھے اسی وجہ سے یوسفؑ کی حفاظت ان کے سپرد کردی پس اس سے معلوم ہوا کہ اشخاص کو کسی شے کی حفاظت میں مؤثر سمجھنا، شرک نہیں اور نبوت کے مقام کے ساتھ بھی ناسازگار نہیں ہے۔

۱۱۔ خداوند متعال، بہترین محافظ اور نگہبان ہے۔ فاللہ خیر حافظ

۱۲۔ خداوند متعال، ارحم الراحمین (تمام مہربانوں سے بہتر مہربان) ہے۔ فاللہ خیر حافظاً و هو ارحم الراحمین

۱۳۔ خداوند متعال کا اپنے بندوں کی حفاظت و نگہبانی کرنا، اسکی وسیع تر رحمت کی وجہ سے ہے۔

فاللہ خیر حافظاً و هو ارحم الراحمین

خداوند عالم کو بہترین حافظ یاد کرنے کے بعد خداوند متعال کی توصیف (ارحم الراحمین) سے کرنا گویا اس بات کو بتاتا ہے

کہ ان دو صفتوں کے درمیان ارتباط ہے۔ یعنی کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے اسی وجہ سے بہترین محافظ بھی ہے۔

۱۳۔ انسانوں کی امانتداری کرنا اور اس امانت کی حفاظت پر پورا اترنا ان کے رحم و دلسوزی کے ساتھ مربوط ہے۔

فاللہ خیر حافظاً و هو ارحم الراحمین

۱۵۔ رحم و دلسوزی کا نہ ہونا، لوگوں سے خیانت کرنے کا سبب بنتا ہے۔

قال هل ء امنکم علیہ ... فاللہ خیر حافظاً و هو ارحم الراحمین

۱۶۔ حضرت یعقوب ؑ کی اپنے بیٹوں سے دوری کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ان میں رحم و دلسوزی نہیں تھی اور وہ حضرت

یوسف (ع) اور بنیامین سے پیش نہیں آتے تھے۔

هل ء امنکم علیہ الا کما امنکم علی اخیه من قبل فاللہ خیر حافظاً و هو ارحم الراحمین

احتیاط: احتیاط کرنے کے ضروری موارد ۶

اسماء و صفات: ارحم الراحمین ۱۲

اعتماد: بے اعتمادی کے اسباب ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا محافظ و نگہبان ہونا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۱

امانتداری: امانتداری کا پیش خیمہ ۱۳

انسان: انسانوں کی محافظت ۱۳

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف (ع) اور بنیامین ۱۶؛ برادران یوسف (ع) اور یوسف ؑ ۳، ۹، ۱۶؛ برادران

یوسف (ع) پر اعتماد

۹: برادران یوسف (ع) پر بے اعتمادی ۲، ۳: برادران یوسف (ع) کے مشورے کو رد کرنا ۱  
بنیامین: بنیامین کی محافظت ۳: بنیامین کے انجام سے پریشانی ۳  
بے رحمی: بے رحمی کے آثار ۱۵

تاریخ: تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کی اہمیت ۸

توکل: توکل کرنے کی حقیقت ۱۰/۱۱: حافظ: بہترین حفاظت کرنے والا ۱۱

حوادث: ناگوار حوادث سے بچنے کا طریقہ ۸: ناگوار حوادث کے تکرار کے موانع ۷

خیانت: خیانت کا پیش خیمہ ۱۵

ذمہ داری: ذمہ داریوں کی تقسیم میں مؤثر عوامل ۵

سابقہ: بُرے سابقہ کے آثار ۶

شرک: شرک کی حقیقت ۱۰

عبرت: عبرت کے اسباب ۸

لوگ: لوگوں پر اعتماد اور توکل ۱۰: لوگوں پر اعتماد اور شرک ۱۰: لوگوں کے سابقہ کی اہمیت ۵

مہربانی: مہربانی کے آثار ۱۳

یاد آوری: بُرے سابقہ کی یاد آوری کرنے کا جواز ۷

یعقوب ؑ: یعقوب (ع) اور برادران یوسف (ع) کا عہد و پیمان ۲: یعقوب ؑ اور برادران یوسف (ع) کی بے رحمی

۱۶: یعقوب ؑ اور بنیامین ۳: یعقوب (ع) اور بنیامین کا سفر کرنا ۱: یعقوب (ع) کا اعتماد ۹: یعقوب (ع) کا شک

۲: یعقوب (ع) کی بے اعتمادی کے دلائل ۳: یعقوب (ع) کی پریشانی کے اسباب ۳: یعقوب (ع) کی مخالفت اور برادران

یوسف (ع) ۱

یوسف: یوسف کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۹، ۱۶: یوسف کی حفاظت ۹

## آیت ۶۵

﴿وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ زُدَّتْ إِلَيْهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي هَذِهِ بِضَاعَتُنَا رُذِّتْ إِلَيْنَا وَمِيزُ أَهْلِنَا وَنَحْفَظُ

أَحْنَانًا وَنَزِدَادُ كَيْلٍ بَعِيرٍ ذَلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ﴾

پھر جب ان لوگوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کی بضاعت (قیمت) واپس کردی گئی ہے تو کہنے لگا بابا جان اب ہم کیا چاہتے ہیں یہ ہماری پونجی بھی واپس کردی گئی ہے اب ہم اپنے گھر والوں کے لئے غلہ ضرور لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے اور ایک اونٹ کا بار اور بڑھوالیں گے کہ یہ بات اس کی موجودگی میں آسان ہے (۶۵)

۱۔ حضرت یعقوب (ع) کے بیٹوں نے سفر کی رپورٹ دینے کے بعد، مصر سے خریداری کیتے ہوئے سامان کو کھولنا شروع کر دیا۔ و لما فتحوا متاعهم

۲۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں نے جب اپنے سامان کو کھولا تو مصر سے خریداری کیتے ہوئے غلات کے درمیان اسکی قیمت کو پایا۔ و لما فتحوا متاعهم وجدوا بضاعتهم ردت اليهم

۳۔ حضرت یعقوب (ع) کے بیٹوں نے جب ادا شدہ قیمت کو واپس پایا تو خوش ہو گئے اور حضرت یعقوب کو رپوٹ دی۔ قالوا بأبانا ما نبغى هذه بضاعتنا ردت إلينا

(ما نبغی) میں (ما) استفہامیہ اور نبغی کا مفعول ہے۔ (نبغی) کا معنی چاہنا اور طلب کرنا ہے (ما نبغی) یعنی اس سے زیادہ ہم کیا چاہتے ہیں؟

۳۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹے اس بات پر اطمینان رکھتے

تھے کہ ان کے سرمایہ کو جان بوجھ کر واپس لوٹا دیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں یوسف ؑ کے کارمندوں نے کوئی بھول نہیں کی وجدوا بضاعتهم ردت اليهم... هذه بضاعتنا ردت إلينا

(ردت إلینا) کا جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹے مطمئن تھے کہ ان کی پونجی ان کی طرف لوٹا دی گئی ہے۔ یعنی یہ گمان بھی نہیں تھا کہ انہوں نے غلطی سے رکھ دیا ہوتا کہ اسکو واپس لوٹانے کو اپنے لئے ضروری سمجھیں۔

۵۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں نے ان کو اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ عزیز مصر (یوسف ؑ) نے ان کی پونجی کو بغیر کسی کمترین منت و سماجت اور ہمیں خبر دیئے بغیر واپس لوٹا دیا ہے۔ ہذہ بضاعتنا ردّت الینا (ردّت) کے فعل کو مجہول لانا اور فاعل کا ذکر نہ کرنا، اس معنی کو بتا رہا ہے کہ مال کا واپس لوٹانا اس طرح تھا کہ ہمیں کوئی خبر نہ ہوتا کہ ہمیں کسی قسم کی شرمندگی کا احساس نہ ہو۔

۶۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹے اپنے باپ کے ساتھ اور ان کی سرپرستی میں زندگی بسر کرتے تھے۔  
و لما فتحوا متاعهم ... قالوا یا بانا ما نبغی ہذہ بضاعتنا ردّت الینا

۷۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں نے جب اپنے سرمایہ کو واپس اپنے پاس دیکھا تو دوبارہ کوشش شروع کر دی تاکہ والد بزرگوار کو راضی کریں کہ وہ بنیامین کو ہمارے ساتھ روانہ کریں۔

قال هل أمنکم ... ما بانا ما نبغی ہذہ بضاعتنا ردّت الینا و نمیر اهلنا و نحفظ أخانا

حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کا یہ جملہ (ما نبغی ہذہ بضاعتنا ...) کو قرینہ مخاطب (یا بانا) کے ساتھ دیکھیں تو کہ ان کا مقصود حضرت ؑ کی رضایت کو جلب کرنا ہے تاکہ وہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیجیں۔

۸۔ حضرت یوسف ؑ کا یہ اندازہ (اپنے بھائیوں کو ان کی پونجی واپس لوٹا دیں تو دوبارہ مصر آنے میں میلان پیدا کریں گے) اور ان کا حدس لگانا مناسب و صحیح تھا۔

لعلهم يعرفونها ... لعلهم يرجعون ... ما نبغی ہذہ بضاعتنا ردّت الینا و نمیر اهلنا

۹۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کے لیے اپنے خاندان کے نان و نفقہ کو مہیا کرنے کے لیے تنہا راستہ مصر کا سفر تھا۔  
و نمیر اهلنا

(میرۃ) طعام کے معنی میں ہے اور (میر) "نمیر" کا مصدر ہے جس کا معنی طعام کو فراہم اور مہیا کرنا ہے۔

۱۰۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں کی بنیامین کو مصر ہمراہ لے جانے کے لیے باپ کی رضایت کو جلب کرنے کے دلائل میں سے خورد و خوراک کے مہیا کرنے کی ضرورت اور اسکو آمادہ کرنے کے لیے سرمایہ کا ضروری نہ ہونا اور دربار مصر کی فرزندان یعقوب (ع) پر خاص عنایت و غیرہ تھے۔

ما نبغی ہذہ بضاعتنا ردّت الینا و نمیر اهلنا

حضرت یعقوب (ع) کے بیٹوں کا یہ جملہ (یا ابانا ہذہ ...) بنیامین کو سفر میں ہمراہ لے جانے میں حضرت ﷺ کی رضایت کو جلب کرنا مقصود ہے۔ اور ان کا ہر جملہ ان میں سے ایک دلیل ہے کہ ان کو سفر پر بھیجنا ضروری ہے۔ اور حضرت یعقوب ﷺ کے بیٹے (مانغی ...) کے جملے سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم پر عزیز مصر نے بہت لطف و مہربانی کی ہے اسی وجہ سے ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ انکی اس خواہش (بنیامین کو ہمراہ لائیں) کو پورا نہ کریں انہوں نے جملہ (نمیر اہلنا) کو ایک مقدار جملہ مثل (نستظہر بہا) (یعنی اس لوٹائی ہوئی پونجی سے مدد حاصل کریں گے) پر عطف کیا ہے۔ اس سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ خوراک کو خریدنے میں کسی مشکل سے دوچار نہیں ہیں اور (نحفظ اخانا) کا جملہ اس بات کو بتا رہا ہے کہ عزیز مصر کے ثبوت جواب اور خوراک کے حصول کے لیے اپنے بھائی کی حفاظت لازمی کریں گے اور (ذلک کیل یسیر) اس کو بتا رہا ہے کہ ہم طعام لانے کے لیے بہت محتاج ہیں۔

۱۱۔ حضرت یعقوب ﷺ کے بیٹوں نے بنیامین کو مصر کے سفر پر لے جانے کے لیے دوبارہ محبت بھرا عہد کیا۔  
نمیر اہلنا و نحفظ اخانا

۱۲۔ حضرت یعقوب ﷺ کو بنیامین کے ہمراہ بھیجنے کے لیے جو دلائل دے گئے ان میں خوراک کے حصے کی ممنوعیت کا ختم ہونا، اور ایک اونٹ کے سامان کا زیادہ ہونا شامل تھا۔ و نزداد کیل بعیر ذلک کیل یسیر

(ازدیاد) (نزداد) کا مصدر ہے جو کہ باب افعال سے ہے جس کا معنی زیادہ اور اضافہ کی درخواست کرنا ہے۔ (کیل بعیر) سے مراد اتنا وزن ہے جو ایک اونٹ اٹھا سکتا ہے اور جملہ (فان لم تا توئی بہ فلا کیل لکم ...) اور جملہ (منع منا الکیل) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت یوسف ﷺ نے حضرت یعقوب ﷺ کے بیٹوں کے لیے ان کی خوراک کے حصے پر پابندی لگادی جب تک وہ بنیامین کو ہمراہ نہیں لائیں گے اسی وجہ سے (نزداد کیل بعیر) سے مراد یہ ہے کہ بنیامین کو ساتھ لے جائیں گے تو خوراک کی پابندی ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ہم ایک اونٹ کے وزن کی اضافی خوراک کا بھی تقاضا کریں گے۔

۱۳۔ حضرت یوسف ﷺ نے قحط کے سات سال میں غلات کی تقسیم کے لیے راشن بندی کا ایک قانون بنایا۔  
نزداد کیل بعیر

کیونکہ حضرت یعقوب ﷺ کے بیٹوں کے ساتھ بنیامین کے آنے سے ایک اونٹ کے وزن کی اضافی خوراک ان کو مل جاتی اس بات سے چند



نکات کا اشارہ ملتا ہے: ۱۔ خوراک کا حصہ ہر ایک کے لیے مخصوص تھا۔ ۲۔ اور یہ خوراک کا حصہ ہر ایک اونٹ کا وزن تھا اس سے زیادہ نہیں تھا۔

۱۳۔ حضرت یوسف (ع) ہر مرحلہ میں ہر شخص کے لیے ایک اونٹ کے وزن کا غلہ فروخت کرتے تھے۔  
نزداد کیل بعیر

۱۵۔ حضرت یوسف ﷺ کی طرف سے قحط کے سات سالوں میں غلات کی تقسیم کے لیے یہ قانون تھا کہ جو شخص غلہ کا تقاضا کرتا سہمیہ بھی اسی کو دیا جاتا۔ نزداد کیل بعیر

اگر کوئی شخص دوسرے کا حصہ لے سکتا تو (نزداد کیل بعیر) (بنیامین کے آنے سے ایک اونٹ کے وزن کی خوراک کو دریافت کر سکتے ہیں) یہ بات بنیامین کو مصر لے جانے کے لیے ایک مستقل دلیل کے عنوان سے بیان نہ کی جاتی۔

۱۶۔ اونٹ، مصر اور قدیمی کنعان میں سامان منتقل کرنے کے سلسلہ میں ایک رانج وسیلہ تھا۔ و نزداد کیل بعیر

۱۷۔ حضرت یعقوب ﷺ کے بیٹوں نے پہلے سفر میں جو غلہ حاصل کیا تھا اسے قحط کے لیے کافی نہیں سمجھتے تھے لہذا وہ دوسرے حصے کو حاصل کرنے کے لیے مصر کی طرف سفر کرنے کو ضروری سمجھتے تھے۔ ذلک کیل یسیر

(ذلک) کا اشارہ متاع اور خوراک کی طرف ہے جسکو حضرت یعقوب ﷺ کے بیٹوں نے پہلے سفر میں حاصل کیا تھا اور "یسیر" کا معنی کم اور تھوڑا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ قحط کے سالوں کے لیے یہ بہت ہی کم تھا۔

۱۸۔ خوراک مہیا کرنا ضروری ہے اور اپنی معاش و زندگی کو چلانے میں سستی و غفلت سے پرہیز کرنا چاہیے۔  
نمیر اهلنا... ذلک کیل یسیر

۱۹۔ قحط اور خوراک کی کمی کے دوران اپنی ذاتی ضرورت کے لیے خوراک کو ذخیرہ کرنے کا جائز ہونا۔

نمیر اهلنا... ذلک کیل یسیر

آل یعقوب: آل یعقوب کا معاش مہیا کرنا ۹

احکام: ۹

برادران یوسف ﷺ: برادران یوسف ﷺ اور بنیامین کا سفر ۴، ۱۰، ۱۱، ۱۲؛ برادران یوسف ﷺ اور حضرت یعقوب ﷺ

۵، ۶، ۷؛ برادران یوسف ﷺ اور حضرت یعقوب ﷺ کی رضایت ۱۰، ۱۲؛ برادران یوسف ﷺ اور غلات کی کمی ۱۷؛

برادران یوسف ﷺ اور مصر کا سفر ۱۷؛ برادران یوسف ﷺ کا اطمینان ۳؛ برادران یوسف ﷺ کا عہد و پیمان ۱۱؛

برادران یوسف ﷺ کا کردار ۹؛ برادران یوسف ﷺ کا مال تجارت ۱؛ برادران یوسف ﷺ کی خوشحالی ۳؛ برادران یوسف ﷺ کی زندگی کرنے کی جگہ ۶؛ برادران یوسف ﷺ کی کوشش ۷؛ برادران یوسف ﷺ کے تجارت کے مال کا واپس ہونا ۲، ۳، ۴، ۵؛ برادران یوسف ﷺ کے سفر کرنے کے دلائل ۱۰، ۱۲

بنیائیں: بنیائیں کی محافظت ۱۱// شتر: شتر کے فوائد ۱۶

غلات: حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں غلات کا سہم معین ہونا ۱۳، ۱۳، ۱۵

قحط: قحط کے دوران میں خوراک کا ذخیرہ کرنا ۱۹

قدیمی مصر: قدیمی مصر میں اونٹ ۱۶؛ قدیمی مصر میں سامان کو حمل و نقل کرنے کے وسائل ۱۶

معاش: معاش کو مہیا کرنے کی اہمیت ۱۸

یعقوب ﷺ: یعقوب ﷺ کو راضی کرنے کا پیش خیمہ ۷

یوسف (ع): حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴؛ حضرت یوسف ﷺ اور منت سماجت ۵؛

حضرت یوسف (ع) کی اقتصادی سیاست ۱۳، ۱۳، ۱۵؛ حضرت یوسف (ع) کی دوراندیشی کا مستحق ہونا ۸

## آیت ۶۶

﴿قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّى تُؤْتُوا مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ﴾

یعقوب نے کہا کہ میں اسے ہر گرتھارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ خدا کی طرف سے عہد نہ کرو گے کہ اسے واپس ضرور لاؤ گے مگر یہ کہ تمہیں کو گھیر لیا جائے۔ اس کے بعد جب ان لوگوں نے عہد کر لیا تو یعقوب نے کہا کہ اللہ ہم لوگوں کے قول و قرار کا نگران اور ضامن ہے (۶۶)

۱۔ حضرت یعقوب ﷺ بالآخر بنیائیں کو اپنے بیٹوں کے ہمراہ مصر بھیجنے پر رضامند ہو گئے۔

قال لن ارسله معكم حتى تؤتوا موثقا

۲۔ حضرت یعقوب (ع) نے اپنے بیٹوں کے ہمراہ بنیائیں کو مصر بھیجنے کے لیے خدا متعال کے ساتھ عہد و پیمان باندھنے

کے ساتھ مشروط کر دیا (خداوند متعال کے ساتھ عہد و پیمان باندھیں اور اس کے نام کی قسم اٹھائیں)

لن ارسله معكم حتى تؤتوا موثقا من الله

(موثق) کا معنی عہد و پیمان ہے (لام) جو (لتأْتَنِي) پر داخل ہوا ہے یہ لام قسم ہے یعنی ایسا وعدہ جو قسم خداوندی کے ساتھ ہو (من الله) کا جملہ اس بات کو بتاتا ہے کہ قسم بھی خداوند متعال کے نام سے اور عہد و پیمان بھی اسی کے ساتھ ہو (حتی تَوْتُونَ موثقاً) یعنی قسم اٹھانا اور وعدہ کرنا۔

۳۔ حضرت یعقوب ؑ نے بنیامین کی حفاظت کے سلسلہ میں اپنے بیٹوں کو تاکید کی کہ ان سے کوئی عذر و حیلہ قبول نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ تم پر کوئی غالب آجائے اور تم بے بس ہو جاؤ۔ حتی تَوْتُونَ موثقاً من الله لتأْتَنِي به الا ان يحاط بكم

۳۔ حضرت یعقوب ؑ بنیامین اور اس کی سلامتی سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اس کی جدائی ان کے لیے رنج و دکھ کا موجب تھی۔ لتأْتَنِي به

جملہ (انا له لحافظون) اور گزشتہ آیت میں (فالله خير حافظاً) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب ؑ، بنیامین کو کسی دکھ و مصیبت میں نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ اور جملہ (لتأْتَنِي به) (اسکو میرے پاس لاؤ) اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ اسکی جدائی حضرت ؑ کے لیے مشکل تھی اور وہ اسکو اپنے پاس ہی دیکھنا چاہتے تھے۔

۵۔ حضرت یعقوب ؑ اپنے بیٹوں سے اس بات کی توقع نہیں رکھتے تھے کہ وہ بنیامین کی حفاظت کے سلسلہ میں اپنے آپ کو خطرے میں ڈالیں اور اسکو واپس لوٹانے میں کوشش کریں۔ الا ان يحاط بكم

احاطۃ (يحاط) کا مصدر ہے جو کسی شے کو اس کے تمام اطراف سے گرفت میں لینے کو کہتے ہیں۔ آیت شریفہ میں مغلوب ہونے کے معنی کے لیے کنایہ استعمال ہوا ہے۔ یعنی تمام راستوں اور امیدوں کا ختم ہو جانا۔

۶۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ بنیامین کی حفاظت اور واپس لوٹانے کی قسم سے ناتوانی اور عذر کو مستثنیٰ قرار دیں۔ لتأْتَنِي به الا ان يحاط بكم

ظاہر عبارت یہ ہے کہ جملہ (الا ان يحاط بكم) قسم (لتأْتَنِي به) سے استثناء ہے اسی وجہ سے حضرت یعقوب ؑ اپنے بیٹوں کو تاکید کر رہے تھے کہ قسم اٹھاتے وقت مجبوری اور عذر کو استثناء کریں اور اس طرح کہیں (واسه لتأتينك به الا ان يحاط بنا) (خدا کی قسم بنیامین کو آپ کی

طرف واپس لائیں گے مگر یہ کہ ہم مجبور و مغلوب ہو جائیں اور تمام راستے ہمارے لیے بند ہو جائیں)۔

۷۔ خدا کی قسم اٹھاتے وقت اور اس سے عہد و پیمان کرتے وقت مناسب یہ ہے کہ اپنی ناتوانی کو اس سے استثناء کیا جائے۔ لتأتنی بہ الا ان يحاط بکم

۸۔ عذر اور ناتوانی کی وجہ سے عہد و قسم کو پورا نہ کرنے کی صورت میں (عقوبت و کفارہ) ضروری نہیں ہوتا ہے۔ لتأتنی بہ الا ان يحاط بکم ... قال الله على ما نقول وکیل

۹۔ الہی ذمہ داریوں و قسم اور عہد کو پورا کرنے کی شرط، استطاعت ہے۔ الا ان يحاط بکم

۱۰۔ حضرت یعقوب ؑ کے آئین اور ان کے خاندان کے نزدیک، خدا کی قسم اٹھانا اور اس سے عہد و پیمان کی خاص اہمیت تھی۔ حتی توتون موثقاً من الله... الا ان يحاط بکم

۱۲۔ عہد و قسم کی پابندی اور اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حتی توتون موثقاً من الله لتأتنی بہ

۱۳۔ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹوں نے قسم اٹھائی اور خداوند متعال سے عہد و پیمان باندھا کہ جتنا بھی ممکن ہو بنیامین کی حفاظت کریں گے اور اسکو باپ کے پاس واپس لوٹائیں گے۔ حتی توتون موثقاً فلما اتوه موثقهم

۱۴۔ حضرت یعقوب (ع) نے خداوند متعال کو اپنے بیٹوں کے قول و قرار پر اپنا وکیل قرار دیا۔ قال الله على ما نقول وکیل

۱۵۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کو قسم اور اپنے عہد و پیمان کے توڑنے پر خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ قال الله على ما نقول وکیل

سیاق آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت یعقوب ؑ کا اپنے بیٹوں کے قول و قرار پر خداوند متعال کو وکیل قرار دینے کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان کو عذاب الہی سے ڈرائے۔

۱۶۔ خداوند متعال کی قسم کو توڑنا اور اس کے عہد و پیمان پر عمل نہ کرنا، خداوند متعال کے عذاب کا سبب بنتا ہے۔ الله على ما نقول وکیل

۱۷۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کو قسم اور عہد و پیمان پر عمل کرنے کے لیے انہیں خداوند متعال کی نظارت اور گواہی کی طرف متوجہ کیا۔ الله على ما نقول وکیل

(الہ...) والے جملے کو اگر جملہ خبری فرض کریں تو مذکورہ معنی حاصل ہوتا ہے۔

۱۸۔ خداوند متعال پر توکل کرنا ضروری ہے۔ اللہ ما علی ما تقول وکیل

آل یعقوب: آل یعقوب میں قسم اٹھانا ۱۰

احکام ۴، ۸

ادیان: ادیان کی تعلیمات ۱۱

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان ۴، ۱۱، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی وکالت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا ۱۵

برادران یوسف: برادران یوسف اور بنیامین ۱۳؛ برادران یوسف کا سفر کرنا ۱؛ برادران یوسف کا عہد و پیمان

۱۳، ۲؛ برادران یوسف کا قسم اٹھانا ۲، ۱۳؛ برادران یوسف کو خبردار کرنا ۱۵؛ برادران یوسف کی ذمہ داری کی حدود ۳، ۵،

۶؛ برادران یوسف کی ضمانت ۲

بنیامین: بنیامین کی محافظت ۳، ۵، ۶، ۱۳؛ بنیامین کے سفر پر راضی ہونا ۲

توکل: اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی اہمیت ۱۸

ذکر: اللہ تعالیٰ کی گواہی کا ذکر ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی نظارت کا ذکر ۱۴

سزا: سزا کے اسباب ۱۶

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری کو بجالانے کی قدرت ۹

عہد: عہد کا ادیان میں ہونا ۱۱؛ عہد کو وفاء کرنے پر عاجز ہونا ۸، ۴؛ عہد و پیمان سے وفا کی اہمیت ۱۲، ۱۴؛ عہد و پیمان کے

احکام ۴، ۸، ۹، ۱۲؛ عہد و پیمان سے وفا کے شرائط ۹

عہد شکنی: عہد شکنی کا گناہ ۱۶؛ عہد شکنی کی سزا ۱۵

قسم: ادیان میں قسم کا ہونا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانے کی اہمیت ۱۰؛ قسم اٹھانے کے احکام

۴، ۸، ۹، ۱۱، ۱۲؛ قسم اٹھانے میں استثناء ۴، ۸؛ قسم کو پورا کرنے سے عاجز ہونا ۸، ۴؛ قسم کو پورا کرنے کی اہمیت ۱۱،

۱۲، ۱۴؛ قسم کو پورا کرنے کے شرائط ۹؛ قسم کو توڑنے کا گناہ ۱۶؛ قسم کو توڑنے کی سزا ۱۵

یَعْقُوبَ ؑ: حضرت یعقوب ؑ اور برادران یوسف ۳، ۶، ۱۴; حضرت یعقوب ؑ اور برادران یوسف کا عہد و پیمان ۱۳; حضرت یعقوب ؑ اور برادران یوسف ؑ کی امیدیں ۱; حضرت یعقوب ؑ اور بنیامین کا سفر ۱، ۲; حضرت یعقوب ؑ اور بنیامین کی جدائی ۳; حضرت یعقوب (ع) کا خبردار کرنا ۱۵; حضرت یعقوب ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۱۳; حضرت یعقوب ؑ کا وکیل ۱۳; حضرت یعقوب ؑ کی بنیامین سے محبت ۳; حضرت یعقوب ؑ کی توقعات ۵; حضرت یعقوب ؑ کی رضایت ۱; حضرت یعقوب ؑ کی رضایت کے شرائط ۲; حضرت یعقوب کی نصیحتیں ۳; حضرت یعقوب ؑ کے پیش آنے کا طریقہ ۱۴; حضرت یعقوب ؑ کے تقاضے ۶; حضرت یعقوب ؑ کے دین میں قسم اٹھانا ۱۰; حضرت یعقوب ؑ کے رنج و الم کے اسباب ۲

یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱۳

### آیت ۶۷

﴿وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾

اور پھر کہا کہ میرے فرزند دیکھو سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور متفرق دروازوں سے داخل ہونا کہ میں خدا کی طرف سے آنی والی بلاؤں میں تمہارے کام نہیں آسکتا حکم صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اسی پر میرا اعتماد ہے اور اسی پر سارے توکل کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے (۶۷)

۱۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کو مصر کی طرف سفر کرنے کے سلسلہ میں معارف الہی سے واقف کیا اور ان کو توحید کے حقائق کی یاد دہانی اور تعلیم فرمائی۔ قال یا بنی لا تدخلوا ... و علیہ فلیتوکل المتوکلون

۲۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں مصر کے متعدد دروازے تھے۔ لا تدخلوا من باب واحد و ادخلوا من أبواب

۳\_ حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں آنے جانے والوں کے لیے کئی دروازے تھے۔

لا تدخلوا من باب واحد و ادخلوا من ابواب متفرقه

(ادخلوا) کے مفعول سے کیا مراد ہے کیا مصر کا شہر ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا دربار ہے؟ اس میں دو نظریے ہیں مذکورہ معنی دوسرے احتمال کی صورت میں ہے اور آیت شریفہ ۶۹ میں (لما تدخلوا) کے جملے کا تکرار احتمال اول کی تائید کرتا ہے۔

۴\_ حضرت یعقوب علیہ السلام، اپنے بیٹوں کے دوسری بار مصر جانے میں ان کیلئے ایک حادثہ محسوس کر رہے تھے اور ان کے

لیے ناگوار واقعہ پیش آنے سے پریشان تھے۔ لا تدخلوا من باب واحد ... ما اغنى عنكم من الله من شيء

۵\_ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے لیے مصر میں داخل ہوتے وقت خطرہ کو محسوس کر رہے تھے۔

لا تدخلوا من باب واحد ... ما اغنى عنكم من الله من شيء

۶\_ حضرت یعقوب علیہ السلام، بنیامین کے لیے مصر کے سفر میں ناگوار حادثہ پیش آنے کا احتمال دے رہے تھے۔

لا تدخلوا من باب واحد ... ما اغنى عنكم من الله من شيء

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے لیے نہ پہلے سفر میں اور نہ ہی تیسرے سفر میں کسی پریشانی کو محسوس نہیں کر رہے تھے کیونکہ بنیامین ان کے ہمراہ نہیں تھے (اذهبوا فتحسبوا من يوسف و اخيه آیت ۸۷) اور انہوں نے کوئی خاص تاکید بھی نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں بنیامین کے لیے کوئی خطرہ محسوس کر رہے تھے۔

۷\_ حضرت یعقوب علیہ السلام، نے اپنے بیٹوں کو مصر کی طرف عازم سفر ہونے کے دوران تاکید کی کہ جب اس شہر میں داخل ہوں تو ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں۔

یا بنی لا تدخلوا من باب واحد و ادخلوا من ابواب متفرقه

۸\_ حضرت یعقوب علیہ السلام جو خطرہ محسوس کر رہے تھے اس سے محفوظ رہنے کے لیے وہ اپنے بیٹوں، کی مختلف دروازوں

سے داخل ہونے میں نجات سمجھتے تھے۔ و ادخلوا من ابواب متفرقه و ما اغنى عنكم من الله من شيء

۹\_ حضرت یعقوب علیہ السلام اس بات سے پریشان تھے کہ اگر میرے بیٹے مصر کے ایک دروازے سے داخل ہوں گے تو وہ

نظر بد اور حسادت کا شکار ہو جائیں گے۔ لا تدخلوا من باب واحد ... و ما اغنى عنكم من الله من شيء

آیت شریفہ میں یہ بیان نہیں ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں یا بنیائین کے لیے کس خطرے کا احساس کر رہے تھے لیکن اکثر مفسرین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ انہوں نے ان کو مختلف دروازوں سے داخل ہونے کا حکم دیا تھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نظر بد یا اس کی مانند دوسری جیسی چیزوں سے ہراساں تھے۔

۱۰۔ اپنے بچوں کی سلامتی کے لیے سوچنا اور اس کے لیے راستے کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ یا بنی لا تدخلوا من باب واحد

۱۱۔ کوئی شخص، کوئی شے اور کوئی منصوبہ، خداوند متعال کی تقدیر و مشیت اور احکام تکوینی کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتا ہے۔ ما اغنی عنکم من اللہ من شیء ان الحکم الا اللہ (اغناء) (مصدر اغنی) ہے اور یہ غنا سے ہے۔ جو کفایت کرنے اور منع کرنے کے معنی میں آتا ہے (لسان العرب) (من شیء) کا جملہ (ما اغنی) کے لیے مفعول اور (من اللہ) حال ہے (شیء) کے لیے اس صورت میں (ما اغنی عنکم...) کا معنی یوں ہوگا کہ میں اپنے ذہن اور منصوبے سے اس (بلا و مصیبت) کہ جو خداوند متعال کی طرف سے (مقدر) ہے اسے نہیں روک سکتا اور، اس سے کفایت نہیں کر سکتا ہوں۔

۱۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے اپنے بیٹوں کی تعلیمات میں سے یہ تھا کہ خداوند متعال کی کائنات ہستی پر حاکمیت ہے اور خداوند متعال کی ذات پر توکل کرنا اور توکل کرنے اور اسباب و علل کے مہیا کرنے میں کوئی منافات نہیں ہے۔ و ادخلوا من ابواب متفرقة و ما اغنی عنکم من اللہ من شیء

۱۳۔ تمام کائنات ہستی اور علل و اسباب پر خداوند متعال کی حاکمیت اور تمام چیزیں حکم و تقدیر الہی کے سامنے تسلیم خنم ہیں۔ و ادخلوا من ابواب متفرقة و ما اغنی عنکم من اللہ من شیء ان الحکم الا اللہ

۱۴۔ انسان کے لیے اسباب کی تلاش، خداوند عالم کی حاکمیت مطلق سے غفلت کا سبب نہیں بننی چاہیے۔ ادخلوا من ابواب متفرقة و ما اغنی عنکم من اللہ من شیء الا الحکم الا اللہ حضرت یعقوب علیہ السلام، اپنے بیٹوں کیلئے ناگوار حادثے سے بچانے کی تدبیر ذکر کرنے کے بعد اس بات کو بیان فرماتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی ہم مقدرات الہی سے دامن نہیں بچا سکتے کیونکہ حکم و فرمان فقط اس ذات خداوندی کے ساتھ مخصوص ہے۔ البتہ اس بات کی طرف توجہ ضروری ہے کہ تمام علل و اسباب اسکی مشیت اور حکومت کے دائرے میں عمل کرتے ہیں۔

۱۵۔ خداوند متعال پر توکل اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلق پر اعتقاد رکھنا اس بات کا سبب نہیں بننا چاہیے کہ اسباب و علل طبعی کو ترک کر دیا جائے۔ ادخلوا من ابواب متفرقة ... ان الحکم الا اللہ



حضرت یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے خداوند متعال پر توکل کرنے (علیہ توکلت) انہیں اسباب کی تلاش و کوشش سے نہیں روکا (لا تدخلوا من باب واحد) یہ درس تمام لوگوں کے لیے ہے۔ یہ بات نہیں کہ فقط اسباب کو جمع کرنے کی کوشش توکل الہی سے منافات رکھتی ہے بلکہ اسباب و علل کو فراہم کیا جائے اور خداوند متعال پر بھی توکل کیا جائے۔

۱۶۔ حضرت یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کی توحید، خداوند متعال پر توکل کرنا تھا۔ علیہ توکلت

(علیہ) کا لفظ (توکلت) پر مقدم ہونا، اس کا فائدہ دے رہا ہے۔

۱۷۔ فقط خداوند متعال کی کائنات ہستی پر حاکمیت توکل کا موجب اور اس کے غیر پر بھروسہ نہ کرنے کا سبب ہے۔

ان الحكم الا الله عليه توکلت و عليه فليتوکل المتوکلون

(إن الحكم الا الله) کی تفریع (علیہ فلیتوکل) فاء کے ذریعے بیان ہونا مذکورہ بالا معنی کو بتاتی ہے۔

۱۸۔ فقط خداوند متعال ہی اس کے لائق ہے کہ اس پر توکل اور بھروسہ کیا جائے۔ و علیہ فلیتوکل المتوکلون

(المتوکلون) توکل کا ارادہ کرنے والے سے مراد یا تو وہ لوگ ہیں جو غیر خدا پر توکل کرتے ہیں پس اس صورت میں (و علیہ فلیتوکل المتوکلون) کا معنی یوں ہوگا کہ وہ جو توکل کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ فقط خداوند متعال پر توکل کریں یا وہ لوگ جو غیر خدا پر توکل کرتے ہیں (تو غیر اللہ سے امید کو توڑ دیں) فقط خداوند متعال پر توکل کریں۔

۱۹۔ تمام امور میں خداوند متعال پر توکل کرنے کی ضرورت ہے۔ علیہ فلیتوکل المتوکلون

(فلیتوکل) کے متعلق کو حذف کرنا اور اس بات کو بیان نہ کرنا کہ کس میں یا کن چیزوں پر توکل کیا جائے اس بات کو بتاتا ہے کہ اسکا متعلق عام ہے جو (تمام امور) کو شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا حتمی ہونا ۱۱، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۱۲، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی اہمیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۸، ۱۷، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر کا حتمی ہونا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۱۱

انسان: انسانوں کا عجز ۱۱

ایمان: ایمان کے آثار ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان ۱۷

برادران یوسف: برادران یوسف کو تاکید و نصیحت کرنا ۷؛ برادران یوسف کا دوسری بار مصر کی طرف سفر کرنا ۳، ۷؛  
برادران یوسف کا مصر میں داخل ہونا ۵، ۸؛ برادران یوسف کے ساتھ حسد کرنا ۹؛ برادران یوسف کے لیے نظر بد کا ہونا ۹  
توحید: توحید افعالی ۱۳، ۱۷؛ توحید کی تعلیم ۱۰

توکل: اللہ تعالیٰ اور مادی اسباب ۱۲، ۱۵؛ اللہ تعالیٰ پر توکل ۱۲، ۱۵، ۱۸، ۱۶؛ اللہ تعالیٰ پر توکل کی اہمیت ۱۹؛ اللہ تعالیٰ پر  
توکل کے اسباب ۱۷؛ غیر اللہ پر توکل کرنے کا ممنوع ہونا ۱۷  
دین: دین کی تبلیغ ۱

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا عقیدہ ۱۵

عواطف: پدری عواطف ۳

غفلت: اللہ تعالیٰ سے غفلت کے اسباب ۱۳

فرزند: فرزند کی سلامتی کی اہمیت ۱۰

مادی اسباب: مادی اسباب اور غفلت ۱۳؛ مادی اسباب کے کردار کی اہمیت ۱۵؛ مادی اسباب کا خدا کی قدرت میں ہونا ۱۳

مصر قدیم: مصر قدیم کی تاریخ ۲؛ مصر قدیم کے متعدد دروازے ۲؛ مصر قدیم میں شہر کی تعمیر و ترقی ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱۸، ۱۳؛ نظریہ کائنات اور ایڈیالوجی ۱۷

یعقوب ؑ: حضرت یعقوب اور برادران یوسف ۱، ۱۲؛ حضرت یعقوب ؑ اور بنیامین کا فر کرنا ۶؛ حضرت یعقوب ؑ

کا توکل ۱۶؛ حضرت یعقوب ؑ کا قصہ ۱، ۳، ۵، ۶، ۷؛ حضرت یعقوب ؑ کی پریشانی ۳، ۵، ۶، ۸؛ حضرت یعقوب ؑ

کی پریشانی کا فلسفہ ۹؛ حضرت یعقوب ؑ کی دور اندیشی ۳، ۵، ۶، ۸؛ حضرت یعقوب ؑ کی تبلیغ ۱؛ حضرت یعقوب ؑ

کی تعلیمات ۱، ۱۲؛ حضرت یعقوب ؑ کی توحید ۱۶؛ حضرت یعقوب ؑ کی نصیحتیں ۷

یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۳، ۵، ۶، ۸، ۷؛ حضرت یوسف ؑ کے محل کی خصوصیات ۳؛ حضرت یوسف ؑ

کے محل کے متعدد دروازے ۳

## آیت ۶۸

﴿وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةٌ فِي نَفْسٍ يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لُدُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

اور جب وہ لوگ اسی طرح داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے کہا تھا اگرچہ وہ خدائی بلا کو ٹال نہیں سکتے تھے لیکن یہ ایک خواہش تھی جو یعقوب کے دل میں پیدا ہوئی جسے انھوں نے پورا کر لیا اور وہ ہمارے دئے ہوئے علم کی بنا پر صاحب علم بھی تھے اگرچہ اکثر لوگ اس حقیقت سے بھی ناواقف ہیں (۶۸)

۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے دوسری بار مصر میں داخل ہوئے۔

و جاء اخوة يوسف ... و لما دخلوا من حيث امرهم ابوهم

۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت علیہ السلام کے فرمان کے مطابق مصر میں داخل ہونے سے پہلے متفرق اور اس شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہوئے۔ و ادخلوا من أبواب متفرقة ... و لما دخلوا من حيث امرهم ابوهم (جیٹ) اسم مکان ہے جو جگہ اور مکان کے معنی میں آیا ہے۔

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے باپ کی اطاعت کی۔ و لما دخلوا من حيث امرهم ابوهم

۳۔ والدین کے فرمان پر کان دھرنا، اولاد کی ذمہ داریوں اور معاشرت و زندگی کے آداب میں سے ہے۔ و لما دخلوا من حيث امرهم ابوهم

۵۔ خداوند متعال، فرزند ان یعقوب علیہ السلام کے لیے مصر میں ناگوار واقعہ کو مقدر بنا چکا تھا۔

ما كان يغني عنهم من الله من شيء

اس سے پہلی آیت کے شماره ۱۱ کے ذیل (ماکان یغنی...) میں جو ذکر ہوا ہے۔ اس سے مذکورہ بات معلوم ہوتی ہے۔

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کیتدبیر (کہ ان کے بیٹے مختلف دروازوں سے مصر میں داخل ہوں) خداوند متعال نے ان کے لیے جو کچھ مقدر میں لکھا تھا اس کو نہ روک سکی۔ ماکان یغنی عنهم من الله من شيء

(یعنی) میں ضمیر حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف یا ان کے منصوبے کی طرف جو جملہ (ادخلوا من ابواب متفرقة) سے معلوم ہوتا ہے لوٹتی ہے بہر حال دو احتمال ایک ہی معنی میں ہیں۔

۷۔ تقدیر و مشیت الہی، بندگان الہی کی تدبیر پر حاکم ہے۔ و لما دخلوا من حیث امرهم ابوہم ما کان یغنی عنہم من اللہ من شیء

۸۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت (کہ مصر میں داخل ہونے کے لیے مختلف دروازوں کو اختیار کرنا) سوائے اپنے بیٹوں کی سلامتی کے کوئی اور اثر نہیں رکھتی تھی۔ ما کان یغنی عنہم من اللہ من شیء الا حاجة فی نفس یعقوب قضیہ

(الا حاجة...) عبارت میں یہ استثناء منقطع ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ (قضاہا) میں جو فاعل کی ضمیر ہے وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف لوٹی ہے۔ اس صورت میں (ماکان یغنی... الا حاجة فی نفسی یعقوب قضاہا) اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا منصوبہ، خداوند متعال کی تقدیر میں کوئی اثر نہ کر سکا، لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام جو کچھ چاہتے تھے انہوں نے اپنے دستور (ادخلوا من ابواب متفرقة) سے اس کو عملی جامہ پہنایا۔ پس انکی خواہش (حاجة) اپنی ذمہ داری کو بجالانا تھا اور وہ اپنے بیٹوں کی راہنمائی تھی کہ احتمالی خطرہ سے ان کو نجات دلوانا تھی۔

۹۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹوں کو یہ فرمان دینا کہ وہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں سوائے اپنی ذمہ داری (خطرے سے بچنے کا منصوبہ) کے انجام دینے کے سواء اور کچھ نہیں تھا۔ ماکان یغنی عنہم من اللہ من شیء الا حاجة فی نفس یعقوب قضیہ

حضرت یعقوب علیہ السلام اس اعتقاد کے ساتھ کہ میرے بیٹوں کی سلامتی پر خداوند متعال کا ارادہ حاکم ہے اور یہ سب اسی کے ہاتھ میں اور اس کے اختیار سے خارج نہیں ہے لیکن انکی یہ توجہ کہ مشیت الہی کے ساتھ اسباب و علل کی تلاش و کوشش کرنا بھی ضروری ہے اس چارہ اندیشی یہ اسے آمادہ کیا لیکن نتیجہ خدا پر چھوڑ دیا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت (ع)

کی خواہش اور حاجت اپنی ذمہ داری کو جو بیٹوں کی راہنمائی تھی انجام دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی۔  
۱۰۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی سلامتی برقرار رکھنے کے سلسلہ میں ذمہ داری کو انجام دیا۔

الا حاجة في نفس يعقوب قضيه

۱۱۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی سلامتی کے لیے کوشش کریں۔ الا حاجة في نفس يعقوب قضيه

۱۲۔ خداوند متعال نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خواہش (کہ ان کے بیٹے) متعدد دروازوں سے داخل ہوں (کو پورا کیا۔

الا حاجة في نفس يعقوب قضيه

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (قضاہا) کے فاعل کی ضمیر اسے تعالیٰ کی طرف لوٹے اس صورت میں (ولما دخلوا) سے (قضاہا) تک کا معنی یہ ہوگا اگرچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نصیحتیں مؤثر نہیں ہوئیں لیکن خداوند متعال نے ان کی خواہش و آرزو کو پورا کیا۔

۱۳۔ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا اپنے باپ کی اطاعت کرتے ہوئے متعدد دروازوں سے داخل ہونا، توفیق الہی تھا۔

و لما دخلوا من حيث امرهم ابوهم ... الا حاجة في نفس يعقوب قضيه

ایک لحاظ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آرزو کا پورا ہونا (کہ بیٹے مختلف دروازوں سے داخل ہوں) (ولما دخلوا من حيث امرهم) کو ان طرف نسبت دی گئی ہے اور دوسری طرف یہ بیان ہوا ہے کہ خداوند عالم نے ان کی خواہش کو پورا کیا۔  
ان دو بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ارادہ الہی اور اسکی توفیق سبب بنی کہ فرزندان یعقوب علیہ السلام اس کے انجام دینے میں کامیاب ہوئے جو ان کے والد گرامی چاہتے تھے۔

۱۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام خاص علم کے حامل تھے۔ و انه لدو علم لما علمناه

(علم) کے لفظ کا نکرہ لانا، اسکی خصوصیت کو بتاتا ہے۔

۱۵۔ خداوند متعال، حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم خاص سکھانے والا اور عطا کرنے والا ہے۔ و انه لدو علم علمناه

(لام) کا حرف (لما علمناه) میں تعلیل کے لیے ہے اور اسمیں (ما) مصدر یہ ہے۔

۱۶۔ اسباب و علل پر اسے تعالیٰ کے ارادہ کا حاکم ہونا، خداوند تعالیٰ کی حضرت یعقوب علیہ السلام کو تعلیمات تھیں۔

ادخلوا من أبواب متفرقة و ما اغنى عنكم من الله من شيء ... و انه لدو علم لما علمناه

۱۷۔ زندگی کے امور میں تدبیر اور منصوبہ بندی سے کام لینا، ارادہ الہی کے حاکم ہونے کے ساتھ منافات نہیں رکھتا یہ ایک ایسی بات تھی جو خداوند عالم نے حضرت یعقوب (ع) کو تعلیم دی تھی۔

و ادخلوا من ابواب متفرقة و ما اغنى عنكم من الله من شيء ... انه لذو علم علمناه

۱۸۔ حضرت یعقوب عليه السلام کا اپنے بیٹوں کو یہ نصیحتیں (خداوندن متعال پر توکل کرنا اور اسکو اسباب و علل میں بروکار لانا)

اس کے خاص علم کا جلوہ تھیں۔ ادخلوا من ابواب متفرقة ... و عليه فليتوكل المتوكلون ... إنه لذو علم لما علمناه

۱۹۔ حضرت یعقوب عليه السلام کا بیٹوں کے مصر میں دوسری بار جانے پر پیش بینی اور خطرے کا احساس کرنا اس خصوصی علم

کا جلوہ تھا جو حضرت عليه السلام کے پاس تھا۔ لاتدخلوا من باب واحد ... انه لذو علم لما علمناه

۲۰۔ اللہ کے ارادہ کی حاکمیت اور نظام علل و اسباب کے درمیان ارتباط کو کشف کرنے کے لیے خصوصی علم جو بلند

مرتبہ والا ہو تو بس اسی کا کام ہے۔ ادخلوا من ابواب متفرقة و ما اغنى عنكم من الله من شيء ... و إنه ذو علم لما علمناه

۲۱۔ اکثر لوگ اسباب و علل پر آنکھ جمائے ہوئے ہیں اور ارادہ الہی کی حاکمیت اور توکل الہی کے ضروری ہونے سے

ناواقف ہیں۔ و لكن اكثر الناس لا يعلمون

اسباب و علل کا نظام: اسباب و علل کا نظام اور حاکمیت الہی ۲۰

اطاعت: حضرت یعقوب عليه السلام کی اطاعت ۲، ۳، ۱۳؛ والد کی اطاعت ۳

اکثریت: اکثریت کی جہالت ۲۱

اللہ تعالیٰ: ارادہ الہی اور امور میں نظم و ترتیب ۱۷؛ ارادہ الہی اور مادی اسباب ۱۶؛ ارادہ الہی کی حاکمیت ۱۶، ۲۱؛ اللہ

تعالیٰ کی تعلیمات ۱۷، ۱۶، ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی توفیقات ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی عطایا ۱۵؛ مشیت الہی کی حاکمیت ۷؛ مقدرات الہی ۵؛

مقدرات الہی کی حاکمیت ۷؛ مقدرات الہی کا حتمی ہونا ۶

انسان: انسانوں کا عاجز ہونا ۷

برادران یوسف: برادران یوسف اور یعقوب عليه السلام ۲، ۳، ۱۳؛ برادران یوسف کا دوسرا سفر ۱، ۱۹؛ برادران یوسف کا مصر

میں داخل ہونا ۱، ۲، ۶، ۱۲، ۱۳؛ برادران یوسف کو نصیحتیں کرنا ۷، ۸، ۱۸؛ برادران یوسف کی اطاعت ۲، ۳، ۱۳؛  
برادران یوسف کی توفیق ۱۳؛ برادران یوسف کی سلامتی ۸؛ برادران یوسف کے لیے ناگوار حادثہ ۵، ۶  
توکل: اللہ تعالیٰ پر توکل اور مادی وسائل ۱۸؛ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی اہمیت ۲۱

شفقت: پدری شفقت ۸، ۱۰

علم: بہترین علم

فرزند: فرزند کی ذمہ داری ۳؛ فرزند کی سلامتی کی ذمہ داری ۱۱

قدیم مصر: قدیم مصر کے دروازے ۲، ۱۲، ۱۳

مادی اسباب: مادی اسباب کا کردار ۲۱

معاشرت: معاشرت کے آداب ۳

یعقوب ؑ: حضرت یعقوب (ع) اور اولاد ۱۹؛ حضرت یعقوب ؑ اور اولاد کی سلامتی ۱۰؛ حضرت یعقوب ؑ کا توکل

پر اعتماد ۱۸؛ حضرت یعقوب ؑ کا دینی ذمہ داری پر عمل کرنا ۹؛ حضرت یعقوب ؑ کا علم لدنی ۱۵، ۱۷؛ حضرت یعقوب

ؑ کا قصہ ۱۰؛ حضرت یعقوب ؑ کا معلم ۱۵، ۱۶؛ حضرت یعقوب ؑ کا منصوبہ ۶، ۱۰؛ حضرت یعقوب ؑ کی دعا کا

قبول ہونا ۱۲؛ حضرت یعقوب ؑ کی دور اندیشی ۱۹؛ حضرت یعقوب ؑ کی نصیحتوں کا فلسفہ ۹؛ حضرت یعقوب ؑ کی

نصیحتوں کے آثار ۸؛ حضرت یعقوب (ع) کی نصیحتیں ۱۸؛ حضرت یعقوب ؑ کے فضائل ۱۳، ۱۹

یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۶، ۸

## آیت ۶۹

﴿وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

اور جب وہ لوگ یوسف کے سامنے حاضر ہوئے تو انھوں نے اپنے بھائی کو اپنے پاس پناہ دی اور کہا کہ میں تمہارا بھائی "یوسف" ہوں لہذا جو برتاؤ یہ لوگ کرتے رہے ہیں اب اس کی طرف سے رنج نہ کرنا (۶۹)

۱۔ حضرت یعقوب ؑ کی اولاد، بنیامین کے ہمراہ حضرت یوسف ؑ کے مکان پر آئے اور حضرت ؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ و لما دخلوا على يوسف آوى اليه اخاه

۲۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں کی ملاقات میں بنیامین کو نزدیک بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔  
و لما دخلوا ... آوى اليه اخاه

۳۔ حضرت یوسف ؑ جب بھائیوں سے دور ہو کر بنیامین کے ساتھ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے اپنی کی شناخت کرائی۔ قال إني أنا أخوك

مذکورہ اور بعد والی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف ؑ اس سے پرہیز کرتے تھے کہ میرے بھائی مجھے پہچان لیں اسی وجہ سے اپنے بھائیوں سے چھپ کر بنیامین کو اپنی شناخت کروائی۔ جملہ (قال...) کا پہلے والے جملے سے فاصلہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ کی (بنیامین) سے گفتگو اس جگہ پر تھی جہاں ان کے بھائی موجود نہیں تھے۔  
۳۔ بنیامین کو یہ یقین نہیں تھا کہ وہ بھائی (یوسف) جو گم ہو گیا ہے وہ عزیز مصر ہو۔ إني أنا أخوك

جملہ (إني أنا أخوك) کو اسمیہ لانے کے ساتھ حرف تاکید (إن) کے ساتھ ذکر کرنا اور (أنا) میز کا لانا اس بات کو بتاتا ہے کہ بنیامین اس میں شک و تردید رکھتے تھے کہ اسکا بھائی عزیز مصر ہو سکتا ہے۔



۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ جو واقعات (کنعان کے کنویں میں انہیں رکھنے وغیرہ...) گزرے تھے بنیامین کو بتائے۔ قال إني أنا اخوك فلا تبتئس بما كانوا يعملون

(کانوا) اور (يعملون) کی ضمیر برادران یوسف کی طرف لوٹتی ہے جملہ (إني أنا اخوك) کے بعد (لا تبتئس) (غمگین نہ ہو افسوس نہ کرو) ذکر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اپنی شناخت کروانے کے بعد کنعان کے کنویں کا واقعہ بنیامین کے لیے بیان کیا وگرنہ صرف اپنی شناخت کرانے سے تو بنیامین کا غم زدہ ہونا اور پریشان ہونا معنی نہیں رکھتا۔

۶۔ بنیامین، حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے والے واقعہ کے سلسلہ میں اپنے بھائیوں کے کردار سے غم زدہ اور متأسف ہوئے۔ فلا تبتئس بما كانوا يعملون

۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین سے درخواست کی کہ بھائیوں کے گزشتہ برے سلوک کو بھول جائیں اور فراموش کر دیں تاکہ اس غم کو دوبارہ دل میں نہ لائیں۔ فلا تبتئس بما كانوا يعملون

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام، بنیامین کی رازداری پر اطمینان رکھتے تھے۔ إني أنا اخوك

۹۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی نیک خصلتوں میں سے بزرگواری کرنا، کینہ رکھنے سے دوری کرنا اور قدرت رکھتے ہوئے انتقام نہ لینا تھیں۔

۱۰۔ عزیز مصر کے مقام پر فائز حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائی بنیامین کے ساتھ ملاقات سبب تھی کہ اپنے بھائیوں کی گزشتہ بد رفتاری کی وجہ سے جو ان کے درمیان تلخیاں آگئیں تھیں ان کو دل سے نکال دیا جائے۔

إني أنا اخوك فلا تبتئس بما كانوا يعملون

(فلا تبتئس...) کے جملہ میں فاتفریع جو (إني أنا اخوك) کی وضاحت کرتی ہے۔ اس دلیل کو بیان کرتی ہے کہ اپنے بھائیوں کی گزشتہ بد رفتاری کے غم و غصے کو دل سے نکال دیا ہے۔ یعنی حضرت یوسف (ع) اس فاتفریع کے ذریعے اس بات کو بیان کر رہے ہیں کہ اگرچہ ان کی بد رفتاری کی وجہ سے جتنی مشکلات میں نے اٹھائی ہیں اسی کے صدقے میں اس مقام و مرتبے تک پہنچا ہوں پس اسی وجہ سے نہ میں اور نہ ہی تم ان کے برے کاموں سے محزون و غمگین نہ ہوں۔

برادران یوسف: برادران یوسف کی حضرت یوسف (ع) سے ملاقات ۱؛ برادران یوسف کی گزشتہ بد رفتاری کا فراموش کرنا ۷/ بنیامین: بنیامین اور برادران یوسف کے پیش آنے کا

طریقہ ۶: بنیامین اور حضرت یوسف ﷺ ۳: بنیامین اور حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۶: بنیامین اور غم زدہ ہونا ۷: بنیامین کا شک ۳: بنیامین کا غم زدہ ہونا ۶: بنیامین کو دعوت دینا ۲: بنیامین کی حضرت یوسف ﷺ سے ملاقات ۱، ۵۳: بنیامین کی رازداری ۳: بنیامین کے دکھ درد کے دور ہونے کے اسباب ۱۰

عفو: قدرت رکھتے وقت معافی دینا ۹ // محبت: بھائی کی محبت ۲

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ اور بنیامین ۲، ۷: حضرت یوسف ﷺ اور کینہ رکھنا ۹: حضرت یوسف ﷺ کا اطمینان ۸: حضرت یوسف ﷺ کا بنیامین کو اپنی شناخت کروانا ۳: حضرت یوسف ﷺ کا سزا و بدری سے دور رکھنا ۹: حضرت یوسف ﷺ کا عزیز مصر ہونا ۱۰: حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۱۰: حضرت یوسف ﷺ کی بنیامین سے ملاقات کے آثار ۱۰: حضرت یوسف ﷺ کی تمنائیں ۷: حضرت یوسف ﷺ کی جوانمردی ۹: حضرت یوسف ﷺ کی دعوت ۲: حضرت یوسف ﷺ کے دکھ و درد کے دور ہونے کے اسباب ۱۰: حضرت یوسف ﷺ کے فضائل ۹

## آیت ۷۰

﴿فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَتَتْهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ﴾

اس کے بعد جب یوسف نے ان کا سامان تیار کرادیا تو پیالہ کو اپنے بھائی کے سامان میں رکھوادیا ۱۔ اس کے بعد منادی نے آواز دی کہ قافلے والو تم سب چور ہو (۷۰)

۱۔ حضرت یوسف ﷺ کا بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا منصوبہ۔ فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية في رحل أخيه

۲۔ حضرت یوسف ﷺ نے بذات خود اپنے بھائیوں کے سامان کو مہیا و آمادہ کیا۔ فلما جهزهم بجهازهم

۳۔ حضرت یوسف ﷺ نے اپنے بھائیوں کے سامان کو تیار کرتے وقت اپنے پانی پینے کے مخصوص برتن کو بنیامین کے

سامان میں چھپوایا۔ فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية في رحل أخيه

(سقاية) اس برتن کو کہا جاتا ہے جو پانی پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے (ال) معرفہ کا جو اس پر داخل ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخصوص برتن تھا۔

۳۔ حضرت یوسف ﷺ کے ملازمین بنیامین کو واپس جانے سے روکنے کے منصوبے (بنیامین کے سامان میں برتن کو چھپا

دینا) سے ناواقف تھے۔ جعل السقاية في رحل أخيه ثم أذن مؤذن

کیونکہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین اس منصوبے سے آگاہ ہوتے تو وہ فرزند ان یعقوب کو واضح طور پر اور تاکید کر کے چور نہ کہتے (انکم لسارقون) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بذات خود بنیامین کے سامان میں پیالہ رکھ دیا تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ دوسروں کو اس منصوبے کا علم نہ ہو۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین جب پانی پینے کے مخصوص پیالے کو تلاش نہ کر سکے تو فرزند ان یعقوب پر چوری کی تہمت لگائی۔ جعل السقایۃ فی رحل اخیه ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون

۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین میں سے ایک نے فرزند ان یعقوب کے قافلے کو مخاطب ہو کر ان چوری کی تہمت لگائی۔ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون

(میر) قافلے کے تمام افراد اور ان اونٹوں کو کہا جاتا ہے جو ان کے سامان کو اٹھاتے ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ فارسی زبان میں یہ کلمہ کاروان اور قافلے کے مترادف ہے اور (تاذین) (اذن) کا مصدر ہے۔ اذان کا معنی اعلان کرنے کا ہے جسکا معنی کثرت سے اعلان کرنا ہے اور پس (اذن مؤذن...) یعنی اعلان کرنے والے نے کئی بار اعلان کیا۔

۷۔ فرزند ان یعقوب پر چوری کا الزام اس وقت لگا جب وہ سامان باندھنے کی جگہ سے چلے گئے اور سفر کے لیے آمادہ ہو گئے تھے۔ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون

(ثم) کا حرف اور جملہ (اقبلوا علیم) جو بعد والی آیت میں ذکر ہوا ہے ممکن ہے مذکورہ معنی کا مفہوم ادا کرے۔

۸۔ بنیامین کے سامان میں جو پیالہ چھپا دیا گیا وہ قیمتی تھا۔ جعل السقایۃ ... اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون

یہ بات کہ فرزند ان یعقوب کو چور کہا گیا نہ یہ کہ تم نے چوری کی ہے اور یہ کہ اعلان کرنے والے نے علانیہ طور پر اعلان اور اسکا تکرار کیا اور جس کی وجہ سے جناب یوسف علیہ السلام پیالے کے چور کو اپنا غلام بنا سکتے تھے ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے وہ کوئی قیمتی پیالہ تھا۔

۹۔ "عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ... قال: انهم سرقوا یوسف من أبیه ألا تری أنه قال لهم حین قالوا: ماذا تفقدون؟ قالوا نفقد صواع الملك و لم یقولوا: سرقتم صواع الملك، انما عنی أنکم سرقتم یوسف من أبیه" (۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے (ایک شخص کے سوال کے جواب میں کہ اس نے سوال کیا "انکم لسارقون" سے کیا مراد ہے): فرمایا ان لوگوں نے جناب یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے چوری کیا تھا پھر فرمایا اس بات پر کیوں توجہ نہیں کرتے ہو کہ جب برادر ان یوسف نے کہا کہ تم نے کیا چیز گم کی ہے۔

تو حضرت ﷺ کے ملازمین نے ان سے کہا (بادشاہ کا پیالہ گم ہو گیا ہے) یہ نہیں کہا کہ تم نے بادشاہ کے پیالے کو چوری کیا ہے پس اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں تھی کہ تم نے جناب یوسف (ع) کو ان کے والد گرامی سے چوری کیا ہے۔  
 ۱۰۔ عن ابی جعفر علیہ السلام ... و ارتحل القوم (إخوة یوسف) مع الرفقة فمضوا، فلحقهم یوسف وفتيته فنادوا فيهم قال : " ایتھا العیر إنکم لسارقون ... (۲)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ برادران یوسف قافلے والوں کے ساتھ نکلے اور چلے گئے اس کے بعد جناب یوسف علیہ السلام اور ان کے ملازمین ان سے جا کر ملے اس وقت ان کے درمیان آواز لگا کر منادی نے اس طرح کہا " ایتھا العیر انکم لسارقون "

۱۱۔ عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال: التقية من دين الله ... لقد قال یوسف " ایتھا العیر إنکم لسارقون " و الله ما كانوا سرقوا شیئاً... (۲) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ تقیہ، دین الہی میں سے ہے بے شک جناب یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ایتھا العیر انکم لسارقون (لیکن) خدا کی قسم انہوں نے کسی چیز کی چوری انہیں کی تھی۔

۱۲۔ (عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ; قال رسول الله ﷺ : لا کذب علی مصلح ثم تلا: ایتھا العیر إنکم لسارقون) ثم قال: والله ما سرقوا و ما کذب... (۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسالت مآب نے فرمایا: جھوٹا وہ ہے جو اصلاح کرنے کا قصد نہ رکھتا ہو۔ اس وقت ان آیات کی تلاوت فرمائی " ایتھا العیر إنکم لسارقون " اس کے بعد فرمایا: خدا کی قسم قافلے والوں نے چوری نہیں کی تھی (اعلان کرنے والے) نے بھی جھوٹ نہیں بولا۔

برادران یوسف: برادران یوسف پر چوری کی تہمیت ۵، ۱۰، ۶؛ برادران یوسف اور جناب یوسف علیہ السلام ۹؛ برادران یوسف کی چوری کرنا ۹؛ برادران یوسف پر چوری

(۱) ملل الشرائع، ص ۵۲ ب ۴۳، ح ۴، نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۴۴، ح ۱۳۴۔

(۲) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۸۲، ح ۴۳، نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۳۹، ح ۱۱۲۔

(۳) کافی ج ۲ ص ۲۱۷، ح ۳؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۴۳، ح ۱۲۷۔

(۴) کافی ج ۲ ص ۳۴۳ ح ۲۲؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۴۴ ح ۱۲۹۔

کے الزام کا وقت ۷؛ برادران یوسف کا تجارتی کاروان ۶؛ برادران یوسف کا تجارتی مال ۳، ۲

بنیائیں: بنیائیں کی حفاظت ۱

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کے پانی پینے کا برتن ۳؛ بادشاہ مصر کے پانی پینے کے برتن کی قیمت ۸؛ بادشاہ مصر کے پانی پینے کے برتن کا گم ہونا ۹

تقیہ: تقیہ کے احکام ۱۱

جھوٹ: جھوٹ کا جائز ہونا ۱۲؛ جھوٹ کے احکام ۱۲؛ مصلحتی جھوٹ ۱۲

دین: دین کی تعلیمات ۱۱

روایت: ۹، ۱۱، ۱۰، ۱۲

حضرت یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ اور برادران یوسف ۲، ۱۰؛ حضرت یوسف ؑ اور بنیائیں ۱؛ حضرت یوسف ؑ کا تقیہ ۱۱؛ حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹؛ حضرت یوسف ؑ کی تدبیر ۱، ۳؛ حضرت یوسف ؑ کی تدبیر اور ان کے ملازمین ۳؛ حضرت یوسف ؑ کے قصے کی تعلیمات ۱۱، ۱۲؛ حضرت یوسف ؑ کے ملازمین کی تہمتیں ۵، ۶

## آیت ۷۱

﴿قَالُوا وَقَبِلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ﴾

ان لوگوں نے مڑ کر دیکھا اور کہا کہ آخر تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے (۷۱)

۱۔ فرزند ان یعقوب، حضرت یوسف ؑ اور ان کے ملازمین کی طرف سے چوری کی تہمت کو سن کر واپس آگئے۔

قَالُوا وَاقْبَلُوا عَلَيْهِمْ

(قَالُوا) اور (اقْبَلُوا) میں جو ضمیر ہے وہ (العی) کی طرف لوٹ رہی ہے جو اس سے پہلی والی آیت ہے۔ اور جملہ (واقْبَلُوا علیہم) (قَالُوا) کی ضمیر کے لیے حال ہے۔

۲۔ فرزند ان یعقوب نے جناب یوسف ﷺ کے ملازمین سے پوچھا: تمہاری کونسی چیز گم ہو گئی ہے۔  
قالوا ... ماذا تفقدون

۳۔ فرزند ان یعقوب نے چوری کی تہمت سن کر تعجب کیا۔ قالوا ... ماذا تفقدون

آیت کے الفاظ اور فرزند ان یعقوب کا سوال یہ نہیں تھا (ماذا سرقتنا) اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یقین نہیں تھا اور حیرت زدہ تھے۔

برادران یوسف: برادران یوسف اور یوسف ﷺ ۱؛ برادران یوسف پر چوری کا الزام ۱، ۳؛ برادران یوسف کا پوچھنا ۲؛  
برادران یوسف کا تعجب ۳؛ برادران یوسف کا لوٹنا ۱

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ کے ملازمین کا پوچھنا، یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۳، ۲

## آیت ۷۲

﴿قَالُوا نَفَقْدُ صُوعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلٌ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ﴾

ملازمین نے کہا کہ بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا ہے اور جو اسے لے کر آئے گا اسے ایک دونٹ کا بارغلہ انعام ملے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں (۷۲)

۱۔ بادشاہ کے پانی پینے والے پیالے کے گم ہونے کی وجہ فرزند ان یعقوب کو ٹھہرانا اور انکی تلاشی لینا تھا۔ ماذا تفقدون۔  
قالوا نفقد صواع الملك (صواع) کا معنی ناپ تول کا برتن ہے۔

۲۔ ان تہمت زدہ افراد کو روکنا اور ان کی تلاش لینا جائز ہے جن کے درمیان مجرم موجود ہو۔  
إنکم لسارقون ... قالوا نفقد صواع الملك و لمن جاء به حمل بعير

۳۔ مصر میں سات سال کی قحطی کے دوران سے افراد کے سہم کو معین کرنے کا پیمانہ شاہی پیالہ تھا۔ جبل السقایۃ فی  
رحل أخیه نفقد صواع الملك گمشدہ پیالے کو (سقایۃ) پیالے (صواع) ناپ تول کا پیمانہ سے تعبیر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ  
اس سے افراد کے معین شدہ حصہ کو ناپا جاتا تھا اور اس ظرف کو حضرت یوسف ﷺ کے پاس آنے سے پہلے بادشاہ پانی  
پینے کے لیے استعمال کیا کرتا تھا۔

۳۔ حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں مصر میں وزن اور ناپ تول کا رسمی نظام اور قانونی طریقہ رائج تھا۔  
قالوا نفقد صواع الملك

(صواع) کا لفظ (الملک) کی طرف اضافہ (بادشاہ کا پیمانہ) یہ بتاتا ہے کہ اس پیمانے کو بادشاہ نے معین و مشخص کیا تھا۔ خواہ تجارت میں وہ تمام چیزیں جو ناپ کے ذریعے سے ہوں یا قٹھی کے زمانے میں افراد کے حصوں کو معین و مشخص کرنے کے لیے ہوں۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے شاہی پیالہ لانے والے کو غلہ سے لدا ہوا ایک اونٹ انعام دینے کا اعلان کیا گیا۔  
و لمن جاء به حمل بعير

۶۔ گم ہونے والا پیمانہ، حضرت یوسف علیہ السلام کے نزدیک بہت زیادہ ارزش و قیمت رکھتا تھا۔  
نفقد صواع الملك و لمن جاء به حمل بعير

اس پیمانے کو پانے والے کے لیے قحطی اور راشن بندی کے زمانہ میں غلہ سے لدا ہوا ایک اونٹ انعام قرار دینا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیمانہ قیمتی اور ارزشمند برتن تھا۔

۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام بذات خود اس گم شدہ پیالے کو لانے والے کے لیے انعام دینے کے پابند ہوئے۔  
و لمن جاء حمل بعير و انا به زعيم

(انا به زعيم) میں (آنا) سے مراد یا تو خود جناب یوسف علیہ السلام ہیں یا ملازمین کا سربراہ مراد ہے لیکن پہلے والے احتمال کی بناء پر مذکورہ معنی کیا گیا ہے۔

۸۔ انعام کو مقرر کر کے رقابت اور مقابلے کو ایجاد کرنا جائز ہے۔ و لمن جاء به حمل بعير

۹۔ جرم کو کشف اور پہچان کرنے اور مجرم کو گرفتار کرنے کے لیے انعام کا معین کرنا جائز ہے۔  
نفقد صواع الملك و لمن جاء به حمل بعير

۱۰۔ جعالہ (گم شدہ شے کی تلاش کے لیے انعام مقرر کرنا) مشروع اور قانونی ہے۔ و لمن جاء به حمل بعير و انا به زعيم  
(جعالہ) اصطلاح میں کام کو انجام دینے پر اس کے مقابلے عوض ادا کرنے کے لیے اپنے آپ کو متعہد و ملزم کرنا اسی وجہ سے یہ جملہ (لمن جاء...) جعالہ کی قرار داد ہے۔ اسمین قرار داد ذمہ دار کو (جاعل) انجام دینے والے کو (عامل) اور اجرت کو (جعل) کیا جاتا ہے۔

۱۱۔ جعالہ کا صحیح ہونا عامل کے مشخص و معین ہونے کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔

۱۲۔ کام کو انجام دینے کے لیے جعالہ کے صحیح ہونے میں

مدت کا معین کرنا ضروری نہیں ہے۔ و لمن جاء به حمل بعير

کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین نے جعالہ کی قرارداد میں (شاہی پیالے کو پانے میں) مدت کو معین نہیں کیا کے یہ کام (خاص مدت یا مخصوص زمانے میں) انجام پذیر ہو اسی سے مذکورہ معنی حاصل ہوتا ہے۔

۱۳۔ جعالہ کے صحیح ہونے میں کام انجام دینے کی مقدار جو جعالہ میں ضروری ہے وہ شرط نہیں ہے۔ و لمن جاء به حمل بعير یہ معلوم نہیں تھا گمشدہ پیالے کو تلاش کرنے میں کتنا کام انجام دینا ہوگا اس وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ (جعالہ) کی قرارداد میں کام کی مقدار کا مجہول ہونا اس کے صحیح ہونے میں کوئی ضرر نہیں پہنچاتا۔

۱۴۔ ضمان و کفالت جائز قراردادیں اور قانونی اعتبار سے معتبر ہیں۔ و أنا به زعيم

(ضمان) اصطلاح میں طلبگار کا ادا کرنے والے شخص سے مطالبہ کرنے کی صورت میں مال کو ادا کرنے پر ملزم ہونے کو کہتے ہیں۔ ضمانت کو قبول کرنے والے کو (ضامن) جس سے مال لینا ہے اسکو (مضمون علیہ) جس نے مال وصول کرنا ہے اسکو (مضمون لہ) کہا جاتا ہے۔ (کفالت) اصطلاح میں اس شخص کے حاضر کرنے کو کہتے ہیں جو کسی شخص کی گردن پر حق رکھتا ہے۔ اس کفالت کو قبول کرنے والے کو کفیل کہتے ہیں۔ کیونکہ (أنا به زعيم) میں جو غائب کی ضمیر ہے وہ (حمل بعير) کی طرف لوٹتی ہے (زعیم) سے مراد ضامن ہے اور اگر (بہ) کی ضمیر (لمن جاء...) کے جملے کو ادا کرنے والے کی طرف لوٹائیں (یعنی جاعل) تو اس صورت میں زعیم سے مراد کفیل ہوگا۔

۱۵۔ جعل کے لیے ضمانت (جعالہ کی اجرت) جعالہ کے کام کو انجام دینے سے پہلے دینا بھی جائز ہے اور قانونی اعتبار سے بھی صحیح ہے۔ و أنا به زعيم

(و أنا به زعيم) کا جملہ کہنے والا جو (حمل بعير) کی اجرت کا ضامن ہوا ہے۔ یہ عامل کے کام یعنی پیالے کو پانے سے پہلے اسکی اجرت کا ضامن ہوا ہے۔

۱۶۔ اگرچہ مال کی ضمانت، ادا کرنے والے شخص کے اوپر لازم نہیں ہوتی پھر بھی ضمانت دینا جائز ہے اور قانونی ہے۔ و أنا به زعيم

۱۷۔ ضمان کے صحیح ہونے میں طلب کرنے والے کی شناخت و پہچان کرنا معتبر اور شرط نہیں ہے۔ و أنا به زعيم اگرچہ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ جملہ (أنا به زعيم) قرارداد اور ضمانت کو بتاتا ہے اور اس قرارداد میں (مضمون لہ) (یعنی وہ جو شاہی پیالے کو پائے گا) معلوم نہیں کون ہوگا اسی وجہ



سے لازم نہیں ہے کہ ضامن یہ جانے کہ (مضمون لہ) یعنی جسکو ضمان دینا ہے وہ کون ہے۔

۱۸۔ طلبگار کی رضایت، ضمانت کے صحیح ہونے میں شرط نہیں ہے۔ و انا به زعيم

جب ضامن نے وعدہ کیا تھا یعنی (انا به زعيم) کہا تھا اسوقت تک کسی نے شاہی پیالے کو نہیں پایا تھا اسی وجہ سے ضمانت میں پیالے کو پانے والے کی رضایت شرط نہیں ہے۔

۱۹۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جعالہ، ضمان، وکالت کی قراردادیں رائج تھیں۔

و لمن جاء به حمل بعير و انا به زعيم

۲۰۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله : " صواع الملك " قال : كان قدحاً من ذهب و قال : كان صواع يوسف إذ كيل به

قال : لعن الله الخوان لا تخونوا به بصوت حسن<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق علیہ السلام، خداوند متعال کے اس قول (صواع الملك) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ پیالہ سونے کا تھا اور پھر فرمایا جب اس سے کسی چیز کو وزن کیا جاتا تو اچھی آوازیں یہ جملہ کہتے کہ خداوند متعال خیانت کرنے والوں پر لعنت بھیجے اس ناپ و تول میں خیانت نہ کرنا۔

احکام: ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵

انعام: انعام دینے کے احکام ۹

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کے پانی پینے والے برتن کی قیمت ۶؛ بادشاہ مصر کے پیالے کو پانے والے کا انعام ۵، ۷؛ بادشاہ کے پیالے کی بناوٹ ۲۰؛ بادشاہ مصر کے پانے پینے والے پیالے کے فوائد ۳؛ بادشاہ مصر کے پیالے کا گم ہونا ۱۱؛ بادشاہ مصر کے پیالے کی خصوصیات ۲۰

برادران یوسف: برادران یوسف سے تفتیش کرنے کے دلائل ۱

تفتیش کرنا: تفتیش کرنے کے احکام ۲؛ تفتیش کرنے کے جواز کے موارد ۲

جرم: جرم کے کشف کرنے کے انعام کا جواز ۹

جعالہ:

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۸۵ ح ۵۲؛ بحار الانوار ج ۱۲ ص ۳۰۸ ح ۱۲۰۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جعالہ ۱۹؛ جعالہ کا شریعت میں جواز ۱۰؛ جعالہ کا عقد ۱۰؛ جعالہ کی تاریخ ۱۹؛ جعالہ کے احکام ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ جعالہ کے صحیح ہونے کے شرائط ۱۱، ۱۲، ۱۳؛ جعالہ کے عامل کی تعیین ۱۱؛ جعالہ میں زمان ۱۲؛ جعالہ میں کام کی مقدار ۱۳؛ جعالہ میں ضمانت کا جواز ۱۵

روایت: ۲۰

ضمان: حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ضمان ۱۹؛ ضمان کا شریعت میں جواز ۱۳؛ ضمان کا عقد ۱۳؛ ضمان کی تاریخ ۱۹؛ ضمان کے احکام ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸؛ ضمان ک-ے صحیح ہونے کے شرائط ۱۶، ۱۷، ۱۸؛ ضمان میں طلبگار کا معین کرنا ۱۷؛ ضمان میں طلبگار کی رضایت ۱۸

قدیمی مصر: قدیمی مصر میں قحطی کے دوران وزن کرنے کا برتن ۳؛ قدیمی مصر میں وزن کرنے کا برتن ۳؛ قدیمی مصر میں وزن کرنا ۳

کفالت: حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں کفالت ۱۹؛ کفالت کا شریعت میں جواز ۱۳؛ کفالت کا عقد ۱۳؛ کفالت کے احکام ۱۳؛ کفالت کی تاریخ ۱۹

گرفتار کرنا: گرفتار کرنے کے احکام ۲؛ گرفتار کرنے کے جواز کے موارد ۳

لین دین کے معاملات: لین دین کے معاملات کا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہونا ۱۹؛ لین دین کے معاملات کے احکام ۱۰، ۱۳؛ لین دین کی قانونی حیثیت ۱۰، ۱۳

متہمین: متہمین کی تفتیش کا جواز ۲؛ متہمین کی گرفتاری کا جواز ۲

مجرمین: مجرمین کی گرفتاری پر انعام ۹؛ مجرمین کی تفتیش کا جواز ۲؛ مجرمین کی گرفتاری کا جواز ۲

مقابلہ: مقابلے کے احکام ۸؛ مقابلے میں انعام رکھنا ۸

وزن کرنے کا برتن: تاریخ میں وزن کرنے کا برتن ۳

وزن: وزن کرنے کی تاریخ ۳

حضرت یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام کا جعالہ ۷؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱، ۵، ۷، ۲۰؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا وعدہ

## آیت ۷۳

﴿قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم تمہیں تو معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم چور ہیں (۷۳)

۱۔ فرزند ان یعقوب نے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے ملازمین کے سامنے قسم اٹھائی کہ انہوں نے چوری نہیں کی اور مصر میں خرابی اور فساد کے قصد سے نہیں آئے ہیں۔ تالہ لعد علمتم ما لنفسد فی الارض و ما کن اگرچہ (مقسم علیہ) (یعنی جو کام انجام ہوا اس پر قسم اٹھانا) یہ آیت شریفہ (لقد علمتم) ہے لیکن حقیقت میں (ما جئنا...) مقسم علیہ ہے اسی وجہ سے جملے کا معنی یوں ہوگا کہ خدا کی قسم ہم فساد و بربادی کرنے کے لیے مصر میں نہیں آئے ہیں اور ہرگز چور بھی نہیں ہیں اور تم ان حقیقتوں سے بخوبی واقف ہو۔

۲۔ خدا کی قسم اٹھانا، گناہ کے ارتکاب اور فساد پھیلانے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے جائز ہے۔ تالہ لعد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض

۳۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین کے ہاں نیک کردار اور فساد اور چوری سے منزہ و مبرہ جانے جاتے تھے۔ تالہ لعد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض و ما کنا سارقین

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت کے آدمی ان کاروانوں کی تفتیش و تحقیق کرتے تھے جو مصر میں وارد ہوتے تھے تاکہ اطمینان ہو جائے کہ وہ چور اور فساد کرنے والے نہیں ہیں۔ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض و ما کنا سارقین (لقد علمتم) کا جملہ (کہ یقیناً تم نے جان لیا کہ ہم ایسے ویسے نہیں ہیں) اس بات کو بتاتا ہے کہ مصر میں آنے والے کاروان کی تفتیش کی جاتی تھی تاکہ مصر میں آنے کا مقصد معلوم ہو سکے ایسا نہ ہو کہ جاسوسی، خراب کام کرنے، چوری وغیرہ کے لیے تو مصر میں داخل نہیں ہوئے۔

۵۔ معاشرے کے رہبر و سیاستدان کے لیے یہ حتمی طور پر ثابت ہونا چاہیے کہ جو غیر ملکی ان کی حکومتی حدود میں داخل ہوئے ہیں خرابی کرنے اور فساد کرنے والے نہیں ہیں۔ تالہ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض و ما کنا سارقین

۶۔ فرزدان یعقوب ؑ نے اپنے سابقہ نیک کردار اور چوری کے سابقہ سے پاک و مبرہ ہونے کی وجہ سے شاہی پیالے کی چوری کی تہمت کو اچھی بات نہیں سمجھی۔ لقد علمتم ... ما کنا سارقین

۷۔ افراد کے ماضی کا اچھا ہونا ان کی بے گناہی کی علامت ہے۔ لقد علمتم ... و ما کنا سارقین

۸۔ افراد کا براسابقہ، ان پر صرف براگماہ ہونا اسکی تفتیش اور گرفتاری کا جواز ہے۔

تال لہ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض و ما کنا سارقین

۹۔ چوری، زمین پر فساد پھیلانے کے مترادف ہے۔ ما جئنا بنفسد فی الارض و ما کنا سارقین

حضرت یوسف ؑ کے ملازمین نے فرزدان یعقوب ہر فساد پھیلانے کی تہمت نہیں لگائی کیوں کہ وہ چور ہونے اور مفسد ہونے کی نفی پہلے کر چکے تھے کیونکہ چوری کا واضح و روشن مصداق، فساد پھیلانا ہے۔

برادران یوسف: برادران یوسف اور حضرت یوسف ؑ ۱؛ برادران یوسف اور چوری ۱؛ برادران یوسف ؑ اور

ملازمین یوسف ؑ ۶؛ برادران یوسف پر چوری کا الزام ۶؛ برادران یوسف کا انکار کرنا ۱؛ برادران یوسف کا حسن سابقہ ۳

۶، برادران یوسف کا قسم اٹھانا ۱

تفتیش کرنا: تفتیش کرنے کے احکام ۸؛ تفتیش کرنے کے عوامل ۸

چوری: چوری کا فساد ۹

خود: اپنے کے چھٹکارے کے لیے قسم اٹھانا ۱، ۲

سابقہ: حسن سابقہ کے آثار ۷؛ برے سابقہ کے آثار ۸

غیر ملکی: غیر ملکیوں کی شناخت کی اہمیت ۵؛ غیر ملکیوں سے پیش آنے کا طریقہ ۵

قسم اٹھانا: اپنی بے گناہی پر قسم اٹھانا قسم اٹھانے کے احکام ۲؛ خداوند متعال کی قسم ۲؛ قسم اٹھانے کا جواز ۲

گرفتار کرنا: گرفتار کرنے کے احکام ۸؛ گرفتار کرنے کے اسباب ۸

گناہ: بے گناہی کی نشانیاں ۷

معاشرہ: معاشرے کے رہبروں کی ذمہ داری ۵؛ معاشرے میں امن قائم کرنے کے اقدامات ۵

مفسدین: مفسدین کی شناخت کرنے کی اہمیت ۵

نفی کرنا: فساد پھیلانے کی نفی کرنا

حضرت یوسف ؑ: جناب یوسف ؑ کی حکومت میں امن عامہ قائم کرنے کے اقدامات ۳؛ جناب یوسف ؑ کا قصہ

۱، ۲، ۳؛ حضرت یوسف ؑ کے ملازمین اور برادران یوسف ۳

### آیت ۷۳

﴿قَالُوا فَمَا جزاؤہُ إِن کُنْتُمْ کاذِبینَ﴾

ملازموں نے کہا کہ اگر تم چھوٹے ثابت ہوئے تو اس کی سزا کیا ہے (۷۳)

۱۔ حضرت یوسف ؑ کے ملازمین نے فرزند ان یعقوب ؑ کو بتادیا کہ چور کے ملنے پر اسکو سزا دی جائے گی۔

قالوا فما جزاؤہ ان کنتم کاذبین

۲۔ حضرت یوسف ؑ کے ملازمین نے ملزمان (فرزند ان یعقوب) سے کہا کہ بادشاہ کے پیالے کے چور کی سزا تم خود مقرر

کرو۔ قالوا فما جزاؤہ ان کنتم کاذبین

(جزاؤہ) کی ضمیر شاہی پیالے کے چور کی طرف پلٹتی ہے جو مذکورہ جملات سے سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں مصر کی عدالت کے قوانین میں سے یہ تھا کہ غیر ملکی مجرموں کو ملکی قوانین کے

مطابق سزا دی جاتی تھی۔ قالوا فما جزاؤہ ان کنتم کاذبین

(فما جزاؤہ) کا جملہ چور کی سزا کو معین کرنے کے بارے میں سوال ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس معنی میں ہو کہ تہمت زدہ خود

ہی اپنی سزا کو مقرر کریں۔ اسی طرح یہ معنی بھی مراد ہو سکتا ہے کہ معلوم کریں کہ ان کی شریعت میں چور کی سزا کیا ہے

مذکورہ معنی دوسرے احتمال کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

۳۔ غیر ملکی مجرمین کی سزا ان کے اپنے قانون کے مطابق ہونے کا جواز۔ فما جزاءہ ان کنتم کاذبین

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں اپنی وزارت کے دوران مجرمین پر مقدمہ چلانے اور ان کے بارے میں فیصلہ دینے کے بھی اختیارات تھے۔ قالوا فما جزاؤہ ان کنتم کاذبین

۶۔ متہمین کے ماضی کا بے داغ ہونا اور ان کا اپنی بے گناہی پر قسم اٹھانا ان کے اتہام کے بارے میں تحقیق کرنے اور تفتیش کرنے میں مانع نہیں ہو سکتا۔ قالوا تالله لقد علمتم ... فما جزؤہ ان کنتم کاذبین

اسوجہ سے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین نے فرزند ان یعقوب کے حسن سابقہ کی پروا نہیں کی اسی طرح انکی اپنی بے گناہی پر قسم اٹھانے پر بھی کان نہیں دھرے، اس سے مذکورہ بالا معنی کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔  
احکام: سزا دینے کے احکام ۳

برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف پر چوری کی تہمیت ۲۰

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کے پانی پینے والے پیالے کے چور کی سزا ۱۱، ۲

تفتیش کرنا: تفتیش کرنے کے احکام ۶

چور: چور کی سزا کو معین کرنے کی درخواست کرنا ۲؛ چور کی سزا ۱۱

عدالت کا نظام: ۳

غیر ملکی: غیر ملکیوں کی سزا ۳؛ غیر ملکیوں کی سزا کا معیار ۳

قسم اٹھانا: بے گناہی پر قسم اٹھانا

قدیمی مصر: قدیمی مصر میں سزا کے قوانین ۳؛ قدیمی مصر کے عدالتی قوانین ۳

متہمین: متہمین سے تفتیش کرنا ۶؛ متہمین کا حسن سابقہ ۶؛ متہمین کا قسم اٹھانا ۶

حضرت یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱، ۲، ۵؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی قضاوت ۵؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے

اختیارات کی حدود ۵؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین اور برادران یوسف علیہ السلام ۱، ۲؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین کی

امیدیں ۲۰

## آیت ۷۵

﴿قَالُوا جَزَاؤُهُ مَن وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اس کی سزا خود وہ شخص ہے جس کے سامان میں سے پیالہ برآمد ہو ہم اسی طرح ظلم کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں (۷۵)

۱۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے بادشاہ کے پیالے کے چور کی سزا اس کے غلام بننے کو قرار دیا۔  
قالوا فما جزاؤه ... قالوا جزاؤه من وجد في رحله فهو جزاؤه

(فہو جزاؤہ) کے جملے کا معنی یہ ہے کہ چور اس کی ملکیت میں چلا جائے گا جس کے مال سے چوری ہوئی ہے۔ (مجمع البیان) میں ہے کہ اس غلامی کی مدت ایک سال ہوتی تھی۔

۲۔ حضرت یعقوب ؑ کی شریعت میں چوروں کی سزا ان کا غلام ہونا تھا۔ فہو جزاؤہ کذلک نجزی الظالمین (کذلک نجزی الظالمین) کے جملے کا اشارہ اس مطلب کی طرف ہے کہ جو کچھ ہم نے چور کے بارے میں کہا ہے وہی ہمارے قانون میں ہے۔

۳۔ چوری ظلم و ستم کرنے کا روشن ترین نمونہ ہے۔ من وجد في رحله فهو جزاء كذلک نجزی الظالمین (ظالمین) سے مراد مخصوصاً چوری کرنے والے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ سزا ظلم کے لیے نہیں تھی۔ چور کی جگہ پر (ظالم) کا نام لیا جانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چوری ظلم و ستم کا واضح و روشن نمونہ ہے۔

۳۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے چور کی سزا کو معین کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی وضاحت کی کہ (شاہی پیالہ جس کے سامان میں پایا گیا) وہ چور ہو گا نہ کہ تمام قافلے والے اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ قالوا جزاء ه من وجد في رحله فهو جزاء ه  
حالانکہ فرزند ان یعقوب ؑ (فما جزاءه) کے بدلے میں ان کا یہ جواب دینا کافی تھا (ہو جزاءه) لیکن جب تمام قافلے والوں کو چوری کی نسبت دی گئی (ایتھا العیر انکم لسا رقون)

تو اس وجہ سے انہوں نے ضروری سمجھا کہ مفصل جواب (جزاء من وجد في رحله فهو جزاءه) دیا کہ تمام قافلے والے اس کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ وہ ذمہ دار ہے کہ جس کے سامان میں شاہی پیالہ پایا گیا۔

۵۔ مصر کی حکومت حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت کی پیروی نہیں کرتی تھی۔  
قالوا فما جزاء هـ ... من وجد في رحله فهو جزاء هـ

۶۔ عن علی بن موسی الرضا علیہ السلام : كانت الحكومة في بني اسرائيل إذا سرق إحد شيئا استرق به فقال لهم يوسف :  
ما جزاء من وجد في رحله ؟ قالوا : هو جزاؤه...<sup>(۱)</sup>

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں قانون یہ تھا کہ جو کسی کی چوری کرتا تھا اسکی غلامی میں چلا جاتا ہے۔  
اسی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام نے قافلے والوں کو کہا: جس کے سامان میں وہ پیالہ ملا تو اسکی سزا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اسکی سزا وہ خود ہی ہے (یعنی غلامی میں چلا جائے)

۷۔ "عن أبي عبد الله علیہ السلام ( في قوله تعالى ) " جزاء هـ من وجد في رحله فهو جزاء هـ " : يعنون السنة التي تجرى فيهم  
أن يحسبه...<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے اس قول (جزاء هـ من وجد في رحله فهو جزاء هـ) کے بارے میں کہ اس سے مراد وہ رسم و رواج ہے جو ان کے درمیان رائج تھا کہ اسکو زندانی کرتے تھے۔

برادران یوسف علیہ السلام : برادران یوسف علیہ السلام اور چور کی سزا ۱، ۳؛ برادران یوسف علیہ السلام کی سوچ ۱، ۳  
بنی اسرائیل: بنی اسرائیل کی تاریخ ۶؛ بنی اسرائیل کے رسم و رواج ۷؛ بنی اسرائیل میں چوری کی سزا ۱، ۷؛ بنی اسرائیل  
میں سزا کے قوانین ۷؛ بنی اسرائیل میں عدالتی نظام ۶؛ بنی اسرائیل میں غلامی کا ہونا ۶  
بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کے پانی پینے والے پیالے کے چور کی سزا ۱، ۶  
چور: چور کا غلامی میں آنا ۱، ۲؛ چور کی سزا ۱

(۱) عیون الاخبار الرضا ج ۲ ص ۷۷، ج ۶؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۴۶، ج ۱۳۸۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۸۳، ج ۴۴؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۴۲، ج ۱۲۴۔



چوری: چوری ظلم ہونا ۳

روایت: ۶، ۷

ظلم: ظلم کے موارد ۳

سزا: سزا کا ذاتی و شخصی ہونا ۳؛ سزا کی خصوصیات ۳

قدیمی مصر: قدیمی مصر کی تاریخ ۵؛ قدیمی مصر کے حکام کا دین ۵

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ کے دین میں غلامی کا ہونا ۲؛ یعقوب ؑ کے دین میں چور کی سزا ۲

یوسف ؑ: جناب یوسف ؑ کا قصہ ۱

### آیت ۷۶

﴿فَبَدَأَ بِأَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ كَذَلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِمَّنْ نَشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾

اس کے بعد بھائی کے سامان سے پہلے دوسرے بھائیوں کے سامان کے تلاش لی اور آخر میں بھائی کے سامان میں سے پیالہ نکال لیا۔ اور اس طرح ہم نے یوسف کے حق میں تدبیر کی کہ وہ بادشاہ کے قانون سے اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ خدا خود چاہے ہم جس کو چاہتے ہیں اس کی درجات کو بلند کر دیتے ہیں اور ہر صاحب علم سے برتر ایک صاحب ۲۔ علم ہوتا ہے (۷۶)

۱۔ حضرت یوسف ؑ نے بذات خود فرزند ان یعقوب ؑ کے قافلے کے سامان کی تلاشی لی۔

فبداء بأوعيتهم قبل وعاء اخيه

(بدأ) اور (استخرج) کی ضمیر (أخيه) کے

قرینے کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف پلٹتی ہے ان دو فعلوں کا اسناد حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف حقیقی ہے مجازی نہیں (یعنی اس طرح نہیں کہ اس نے فقط حکم دیا ہو کہ اس سامان کی تلاشی لی جائے اور بنفس نفیس شرکت نہ کی ہو) سیاق کلام کا تغیر دینا یعنی جمع کے فعل کو تبدیل کرنا (قالوا فما جزاء هـ) مفرد (بدأ) کے فعل میں یہ قرینہ ہے جس کی وجہ سے مذکورہ معنی لیا گیا ہے۔ (وعاء) ظرف کے معنی میں ہے جسکی جمع (اوعیۃ) ہے۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے سامان کی تلاشی لینے سے پہلے فرزدان یعقوب علیہ السلام کی دقت سے تلاش لی۔  
فبدأ بأوعیتهم قبل و عاء أخیه ثم استخرجها من وعاء أخیه

(ثم) کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بنیامین کے سامان کی تلاشی کی نوبت میں کافی وقت لگ گیا اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے بھائیوں کے سامان کی تلاش بہت ہی دقت سے انجام پائی جسکی وجہ سے کافی وقت صرف ہو گیا۔  
۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کے سامان کی تلاش کرتے وقت اس کے سامان سے شاہی پیالے کو باہر نکالا۔  
ثم استخرجها من وعاء أخیه

(استخرجها) کے مفعول کی ضمیر (صواع) یا (سقایہ) کی طرف پلٹتی ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ فعل (وجد) کی جگہ پر (استخرج) کا فعل ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تھا کہ شاہی پیالہ بنیامین کے سامان میں ہے۔  
۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس روکنے کے لیے تدبیر نکالی تھی وہ خداوند متعال کی طرف سے وحی تھی۔  
کذلك کدنا لیوسف

۵۔ بنیامین کے سامان میں شاہی پیالے کو چھپانا، فرزدان یعقوب (ع) کے دین میں چور کی سزا کا پوچھنا اور بنیامین کے سامان کی تلاشی اس کے بھائیوں کے سامان کی تلاشی کے بعد لینا یہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کو خداوند متعال کی طرف الہامات تھے تاکہ بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا جائے۔  
کذلك کدنا لیوسف

(کذلك) کا اس سوچی سمجھی اسکیم و منصوبے کی طرف اشارہ ہے جو آیت ۴۰ سے ۴۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۶۔ بنیامین کا حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ٹھہر جانا جناب یوسف علیہ السلام کے لیے فائدہ مند تھا۔  
کذلك کدنا لیوسف

(لیوسف) میں جو لام ہے وہ منفعت کا ہے اسی وجہ سے (بنیامین کو اپنے پاس روکنے) جو منصوبہ تھا یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے فائدہ مند تھا۔

۷۔ بادشاہ مصر کے عدالتی قوانین کے مطابق جناب

یوسف ؑ کے لیے اسکی اجازت نہیں تھی کہ بنیامین کو روکے حتیٰ چوری کے جرم میں ہی کیوں نہ ہو۔  
ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک

یہاں دین سے مراد آئین و طریقہ ہے جب اس کے ساتھ (الملک) کا اضافہ ہوا ہے تو اس سے مراد وہ قوانین اور ضوابط ہیں جو مصر میں رائج تھے (فما جزاءہ...) جو آیت ۴۲ میں ہے یہ قرینہ اس وجہ سے اگرچہ یہ چاہیے کہ مجھے اپنے قانون کے مطابق سزا دی جائے تو قاضی اور حاکم مصر اسی بنیاد پر حکم صادر کر سکتے تھے۔

۸۔ حضرت یوسف ؑ کی وزارت کے زمانے میں حکومت مصر میں عدالت اور سزا دینے کے قوانین رائج تھے۔  
ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک

۹۔ مصر کے عدالتی قوانین میں چوروں کی سزا غلامی نہیں تھی۔ ماکان لیاخذ أخاه فی دین الملک  
۱۰۔ حضرت یوسف ؑ اپنی وزارت کے دوران بھی حکومت مصر کے قوانین و دستورات کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک

۱۱۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں مصر میں بادشاہی کا نظام تھا۔ ماکان لیاخذ أخاه فی دین الملک  
۱۲۔ حضرت یوسف ؑ مصر میں قحطی کے دوران اس علاقے کے بادشاہ نہیں تھے۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک  
۱۳۔ مشیت الہی نے یہ چاہا کہ بنیامین، حضرت یوسف ؑ کے پاس ہی ٹھہر جائے۔ ماکان... الا ان یشاء اللہ  
۱۵۔ حضرت یوسف ؑ مشیت الہی کے بغیر اور اگر اس کی مدد نہ ہوتی تو کسی بھی وسیلہ و ذریعہ سے بنیامین کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ

۱۶۔ حضرت یوسف ؑ کی وزارت کے زمانہ میں غیر ملکی مجرمین کو ان کے قوانین کے مطابق سزا دینا مصر کے قوانین و دستور کے خلاف نہیں تھا۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ  
۱۷۔ قوانین کا احترام اور پاس کرنا حتیٰ غیر الہی نظام میں بھی ضروری ہے۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ

۱۸۔ مادی وسائل اور اسباب مشیت الہی کی تدبیر کے تابع ہیں۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ  
۱۹۔ مشیت الہی بھی اسباب و علل مادی کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ ماکان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ

۲۰۔ حضرت یوسف علیہ السلام معنویت کے بلند مقامات کے حامل اور کمال کے درجات و مراحل پر فائز تھے۔  
نرفع درجات من نشاء

۲۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس روکنے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیہ السلام علم و دانش کے اعتبار سے اپنے بھائیوں سے بالاتر تھے۔ کذلک کدنا لیوسف ... نرفع درجات من نشاء و فوق کل ذی علم علیم // (من نشاء) کا مصداق حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔

۲۲۔ معنوی مقامات اور درجات میں مختلف مراحل ہوتے ہیں۔ نرفع درجات من نشاء  
مذکورہ بالا معنی کو لفظ (درجات) کے جمع ہونے کی وجہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۲۳۔ خداوند متعال کی بارگاہ میں انسانوں کی منزلت اور رتبہ مختلف ہے۔ نرفع درجات من نشاء

۲۴۔ خداوند متعال اپنی مشیت کی بنیاد پر بعض انسانوں کو بعض پر فضیلت اور کمال عطا کرتا ہے۔ نرفع درجات من نشاء

۲۵۔ انسانوں میں دانش و علم کے اعتبار سے مختلف مراتب ہیں۔ نرفع درجات من نشاء و فوق کل ذی علم علیم  
مفسرین نے اس مذکورہ آیت کریمہ میں (علیم) کے معنی میں دو احتمال دیئے ہیں۔ ۱: اس سے مراد ہر عالم اور دانشمند ہے  
۲: اس سے مراد خداوند متعال کی ذات ہے۔

اگر پہلا احتمال دیں تو معنی یوں ہوگا ہر دانشمند کے اوپر بھی ایک دانشمند ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے احتمال کی صورت میں  
جملہ کا معنی یوں ہوگا خداوند متعال کا علم ہر دانشمند کے علم سے بالاتر ہے۔ لیکن مذکورہ بالا معنی جو متن میں کیا ہے وہ پہلے  
احتمال کی صورت میں ہے۔

۲۶۔ برادران یوسف علیہ السلام علم و دانش رکھنے والے اشخاص میں تھے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام ان سے سب زیادہ عالم اور  
آگاہ تھے۔ و فوق کل ذی علم علیم

اس جملے سے پہلے جو معنی ذکر ہوا ہے اسمیں (علیم) سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اور (کل ذی علم) سے مراد، ان کے  
بھائی ہیں۔

۲۷۔ خداوند متعال ہر عالم اور دانشمند سے زیادہ عالم اور

آگاہ ہے۔ فوق کل ذی علم علیم

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ (علیم) سے مراد، خداوند متعال لیا جائے۔ و فوق کل ذی علم علیم

۲۸۔ انسان کا علم محدود ہے۔

"و فوق کل..." کے جملے میں جو عمومیت پائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جو تمام سے علم کے اعتبار سے افضل و بالا ہو۔

۲۹۔ علم رکھنا اور آگاہ ہونا بلندی و برتری کا سرچشمہ ہے۔ نفع درجات من نشاء و فوق کل ذی علم علیم

مذکورہ بالا معنی دو جملوں کے ارتباط سے حاصل ہوا ہے۔ جملہ (نفع...) اور جملہ (فوق کل ذی علم علیم) سے۔

اسماء و صفات: علیم ۲۷

انسان: انسانوں کے علم کا محدود ہونا ۲۸؛ انسانوں کے علم کے مراتب ۲۵؛ انسانوں کے مراتب ۲۳؛ انسانوں میں تفاوت

۲۵؛ انسانوں میں تفاوت کا سبب ۲۳؛ انسانوں میں معنوی درجات کا سبب ۲۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم ۲۷؛ اللہ تعالیٰ کی بخششیں ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۳؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۲۷؛ اللہ تعالیٰ کی

مشیت کے آثار ۱۸، ۱۵، ۱۳، ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کی سننیں ۱۹؛ امداد الہی کے آثار ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے جاری ہونے کے

مقامات ۱۹ اسباب و علل کا نظام ۱۹

برادران یوسف ﷺ: برادران یوسف کا علم ۲۶؛ برادران یوسف کے تجارتی سامان کی تلاشی ۱، ۲؛ برادران یوسف ﷺ

کے فضائل ۲۶

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کے اختیارات کی حدود ۱۲؛ بادشاہ مصر کے پانی پینے کا برتن ۵؛ بادشاہ مصر کے پانی پینے والے پیالے

کے کشف ہونے کا مکان ۳

بنیامین: بنیامین کو روکنے کا فلسفہ ۶؛ بنیامین کی جزا ۳؛ بنیامین کی حفاظت ۳، ۵، ۱۳، ۱۵، ۲۱؛ بنیامین کی سزا ۳؛ بنیامین کی

گرفتاری کا غیر قانونی ہونا ۷؛ بنیامین کے تجارتی سامان کی تلاش ۲، ۳

چور: چور کو غلام بنانے کی ممنوعیت ۹؛ چور کی سزا ۵، ۷

سزا:

حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں سزا کے قوانین ۸

سزا دینے کا نظام: حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں سزا دینے کا نظام ۱۶

علم: علم کے آثار ۲۹

غلامی: غلامی کے احکام ۹

غیر ملکی: غیر ملکیوں کی سزا ۱۶

فضیلتیں: فضیلتوں کی وجہ ۲۹

قانون: قانون کو پاس کرنے کی اہمیت ۱۴; قانون کے احترام کی اہمیت ۱۴

قدیمی مصر: حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں قدیمی مصر کی حکومت ۱۱; قدیمی مصر کی بادشاہی حکومت ۱۱; قدیمی مصر

کے عدالتی قوانین ۸، ۹، ۱۶; قدیمی مصر کے قانون بنانے والے ۱۲; قدیمی مصر میں چور کی غلامی ۹; قدیمی مصر میں حکومتی

نظام ۱۱; قدیمی مصر میں سزا کے قوانین ۴، ۸; قدیمی مصر میں عدالت کا نظام ۸; قدیمی مصر میں قانون سازی کا سبب ۲

مادی اسباب: مادی اسباب کا کردار ۱۸، ۱۹

معنوی مقامات: معنوی مقامات کے مراتب ۲۲، ۲۳

حضرت یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کی گرفتاری ۴; حضرت یوسف ؑ اور بنیامین ۳، ۵، ۲۱; حضرت

یوسف ؑ اور قدیمی مصر کے قوانین ۱۰; حضرت یوسف ؑ اور مشیت الہی ۱۵; حضرت یوسف ؑ قدیمی مصر کی

قحطی کے دوران ۱۳; حضرت یوسف ؑ کا تلاشی لینا ۱، ۲، ۳; حضرت یوسف ؑ کا علم ۲۱، ۲۶; حضرت یوسف ؑ

کا قصہ ۱، ۲، ۴، ۵، ۳، ۱۳; حضرت یوسف ؑ کو الہام ہونا ۵; حضرت یوسف ؑ کی تدبیر ۳، ۲۱; حضرت یوسف ؑ

کے فضائل ۲۱، ۲۶; حضرت یوسف ؑ کی تدبیر کا فلسفہ ۵; حضرت یوسف ؑ کے کمالات ۲۰; حضرت یوسف ؑ

کے اختیارات کا احاطہ ۴، ۱۰; حضرت یوسف ؑ کے معنوی مقامات ۲۰; حضرت یوسف ؑ کے منافع ۶; حضرت

یوسف ؑ کی تدبیر کرنے کا سبب ۵; حضرت یوسف ؑ کی موفقیت ۲۱; حضرت یوسف ؑ کو وحی کا ہونا ۳; حضرت

یوسف ؑ کو امداد الہی کا ہونا ۱۵

## آیت ۷۷

﴿قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ فَأَسْرَهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو کیا تعجب ہے اس کا بھائی اس سے پہلے چوری کر چکا ہے۔ یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں چھپا لیا اور ان پر اظہار نہیں کیا۔ کہا کہ تم بڑے برے لوگ ہو اور اللہ تمہارے بیانات کے بارے میں زیادہ بہتر جاننے والا ہے (۷۷)

۱۔ برادران یوسف ؑ نے جب بنیامین کے سامان میں شاہی پیالے کو دیکھا تو اسکو پیالے کا چور جانتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا۔ قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ

۲۔ برادران یوسف ؑ نے حضرت یوسف ؑ کے سامنے بنیامین پر چوری والی عادت کی تہمت لگائی۔ قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ

کیونکہ بنیامین کو بطور چور کے پہچانا گیا تو موقع کا تقاضا یہ تھا کہ برادران یوسف ؑ یہاں ہر فعل ماضی (سرق) کو لاتے لیکن انہوں نے فعل مضارع (یسرق) کو ذکر کر کے استمرار اور ہمیشہ عادت ہونے کو ثابت کیا۔ پس فعل ماضی کی جگہ فعل مضارع کے استعمال سے یہ بتانا چاہتے تھے کہ بنیامین کے اندر چوری کی عادت ہے۔

۳۔ برادران یوسف ؑ نے حضرت یوسف ؑ کے حضور میں بنیامین کے بھائی (یوسف ؑ) کے بارے میں بات کی اور ان کے لیے بھی ماضی میں چوری کو مسلم امر ثابت کیا۔ إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ

۳۔ حضرت یوسف ؑ پر بچپن میں ناحق چوری کا الزام لگایا گیا تھا۔ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ ... قَالَ ... اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ

۵۔ برادران یوسف ؑ کو یقین تھا کہ حضرت یوسف ؑ اس دنیا میں نہیں ہیں۔ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ (من قبل) کا جملہ (سرق) کے متعلق ہے۔ اس صورت میں (فقد سرق...) کے جملے کا یہ معنی ہوگا کہ اسکا ایک بھائی تھا اس نے اس سے پہلے چوری کی تھی۔

اور یہ بھی ممکن ہے (من قبل) متعلق (أخ لہ) کے ہو تو اس صورت میں یوں معنی ہوگا وہ اس سے پہلے ایک بھائی رکھتا

تھا جس نے چوری کی تھی اسی وجہ سے (منقبل) کی تنقید سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ برادران یوسف یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔

۶۔ بنیامین اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ دونوں ایک ماں سے تھے۔ اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهٗ مِنْ قَبْلُ

۷۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام بنیامین کا چوری کی طرف رجحان کو ماں کی طرف سے خیال کرتے ہوئے ان کے بیٹوں میں اس برائی کا سبب سمجھا۔ اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهٗ مِنْ قَبْلُ

(اِنْ يَسْرِقْ) شرط کا جواب، ایک جملہ ہے جو مخدوف ہے پس (فقد يسرق) کا جملہ سبب کی جگہ پر مسبب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے جملہ (اِنْ يَسْرِقْ...) کا معنی یوں ہوگا۔ اگر اس نے چوری بھی کی ہے تو یہ اس سے بعید نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے مادری بھائی نے بھی چوری کی تھی پس ان میں چوری کی عادت ماں کی وجہ سے ہے۔

۸۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام اس تجزیے کے تحت کہ بنیامین میں ماں کے اثر کی وجہ سے چوری کی عادت آئی ہے۔ اس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جو چوری کی وجہ سے شرمندگی کا سبب بنے ہیں یہ سب اس کی وجہ سے ہے۔ اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهٗ مِنْ قَبْلُ

برادران یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو چوری (اِنْ يَسْرِقْ) کی عادت ہونے کو ثابت کرتے ہوئے یہ بات بتانا چاہتے تھے کہ دونوں مادری بھائیوں کو یہ بری عادت پیدائش کے وقت ماں کی طرف سے ان کو ملی ہے۔ کیونکہ دوسرے بھائی ان کی ماں سے نہیں ہیں اس وجہ سے اس بری صفت کو نہیں رکھتے۔

۹۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی ناحق بات (چوری کی جھوٹی نسبت) پر اپنا دفاع نہیں کیا۔

فاسرّھا یوسف فی نفسہ و لم یبدھا لهم (اسرّھا) اور (لم یبدھا) میں جو "ہا" کی ضمیر ہے وہ اس جملے کی طرف لوٹتی ہے جسمیں برادران یوسف علیہ السلام نے حقیقت و واقعیت کو اپنے خیال میں یوں بیان کیا (فقد سرق أخ) اس وجہ سے جملہ (فاسرّھا...) کا معنی یوں ہوگا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے واقعہ کی حقیقت اور واقعیت اپنے دل میں چھپا دیا اسکو ظاہر کرنے سے پرہیز کیا۔



۱۰۔ حضرت یوسف ؑ اپنے نفس پر کنٹرول کرنے والے اور حلیم و بردبار تھے۔ فاسرّھا یوسف فی نفسه و لم ییداہم  
 ۱۱۔ برادران یوسف ؑ سوائے بنیامین کے بدمزاجی رکھنے والے اور اچھی سیرت کے حامل نہیں تھے۔ قال اَنتم شرّ مکان // (مکان) آیت شریفہ میں مقام و مرتبہ کے معنی میں ہے۔ یہ تمیز ہے جو بتداء میں تبدیل ہو گئی ہے اصل میں جملہ اس طرح ہے۔ " مکانکم شرّ "

۱۲۔ حضرت یوسف ؑ کا یہ وضاحت کرنا کہ میرے بھائی سیرت اور مقام و منزلت کے اعتبار سے پست ہیں۔  
 قال اَنتم شرّ مکان

۱۳۔ خداوند متعال ہر بات پر خواہ وہ صحیح ہو یا نہ ہو کامل طور پر آگاہ ہے۔ واللہ اعلم بما تصفون  
 ۱۴۔ حضرت یوسف ؑ نے فرزند ان یعقوب ؑ کو یہ بات گوش گزار کر دی کہ ان کی یہ بات (تمہاری پدری بھائی بنیامین نے چوری کی ہے) مجھے اس پر یقین نہیں ہے۔ اِن یسرق فقد سرق اَخ له من قبل ... واللہ اعلم بما تصفون  
 (واللہ اعلم...) کا جملہ (اتم...) پر عطف ہے دونوں جملے (قال) کے لیے مقول واقع ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ (قال) کا لفظ (استر) اور (لم یبد) کے مقابلے میں وقع ہوا ہے تو یہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ (قول) سے مراد ظاہر کرنا اور کلام کو واضح و روش کرنا ہے نہ یہ کہ زیر لب اور اپنے دل میں یہ بات کہی ہو۔

۱۵۔ " عن الرضا (ع) " فی قول اللہ : " اِن یسرق فقد سرق اَخ له من قبل ... " قال: کانت لاسحاق النبی ؑ منطقة ... و کانت عند عمہ یوسف و کان یوسف عندها ... فربطتها فی حقوہ ... و قالت سرقت المنطقة فوجدت علیہ... (۱) حضرت امام رضا ؑ نے خداوند متعال کے اس قول (اِن یسرق فقد سرق اَخ له من قبل...) کے بارے میں فرمایا کہ حضرت اسحاق ؑ ایک کربند رکھتے تھے۔ جو حضرت یوسف ؑ کی پھوپھی کے پاس تھا اور حضرت یوسف ؑ بھی اپنے پھوپھی کے ہاں زندگی کرتے تھے پس ان کی پھوپھی نے اس کربند کو ان کی کمر میں باندھ دیا۔ اور کہا کہ کربند چوری ہو گیا ہے پھر وہ کربند حضرت یوسف ؑ کی کمر سے مل گیا۔

۱۶۔ " عن النبی فی قوله : " ان یسرق فقد سرق آخ له من قبل " قال : سرق یوسف ؑ ضمناً لجدّہ اَبی امہ من ذهب و فضة،

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۸۵ ح ۵۳؛ نور العطلین ج ۴۴۵ ح ۱۳۷۔

فكسره و ألقاه في الطريقه وقيره بذلك إخوته<sup>(۱)</sup>

اس آیت (إن یسرق فقد سرق آخ له من قبل) کے بارے میں رسالت مآب ﷺ سے حدیث ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نانا کے گھر سے ایک بت کو اٹھایا تھا جو سونے اور چاندی کا بنا ہوا تھا اسکو توڑ کر راستے میں ڈال دیا تھا، برادران یوسف اس بات پر ان کو برا بھلا کہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا غلم غیب ۱۳

برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف اور یوسف علیہ السلام ۲، ۳، ۵؛ برادران یوسف علیہ السلام کی سوچ ۵، ۷؛ برادران یوسف علیہ السلام کا اپنے آپ کی صفائی پیش کرنا ۸؛ برادران یوسف علیہ السلام کا اقرار ۱؛ برادران یوسف کی تہمتیں ۲، ۳، ۸، ۷؛ برادران یوسف علیہ السلام کی بری سیرت ۱۱، ۱۲؛ برادران یوسف کی رذالت ۱۱، ۱۲

بنیامین: بنیامین اور حضرت یوسف علیہ السلام ۶؛ بنیامین پر چوری کی تہمت ۱، ۲، ۸، ۷؛ بنیامین کی ماں پر تہمت ۷؛ بنیامین کی ماں پر تہمت لگانے کا فلسفہ ۸

بادشاہ مصر: بادشاہ مصر کے پانی پینے کا پیالہ ۱

روایت: ۱۶، ۱۵

حضرت یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام اور بت ۱۶؛ حضرت یوسف علیہ السلام اور برادران ۱۳، ۱۶؛ حضرت یوسف علیہ السلام (ع) اور چوری ۱۵، ۱۶؛ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا کربند ۱۵؛ حضرت یوسف علیہ السلام اور بھائیوں کی تہمتیں ۹، ۱۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام پر چوری کی تہمت ۳، ۳، ۱۳، ۹؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا اقرار ۱۲؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا بچپن ۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا صبر ۱۰، ۹؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا علم ۹، ۱۰؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۱۶، ۱۳، ۹، ۸، ۷؛ حضرت یوسف علیہ السلام کو سرزنش کرنا ۱۶؛ حضرت یوسف کی موت ۵؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے پدری بھائی ۶؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل ۱۰

## آیت ۷۸

﴿قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ اے عزیز مصر اس کے والد بہت ضعیف العمر ہیں لہذا ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر لے لیجئے اور اسے چھوڑ دیجئے کہ ہم آپ کو احسان کرنے والا سمجھتے ہیں (۷۸)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو گرفتار کر لیا اور اسکو اپنے بھائیوں کے ساتھ نہیں جانے دیا۔  
فہو جزاء ہ ... قالوا یا ایہا العزیز ان له اباً شیخاً کبیر

۲۔ فرزند ان یعقوب شفقت اور محبت کا اظہار کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کی رضایت کو حاصل کرنے لگے تھے کہ بنیامین کو آزاد کرالیں۔ قالوا یا ایہا العزیز ان له اباً شیخاً کبیر

۳۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو آزاد کرانے کے لیے دلیلیں بیان کیں تم (حضرت یوسف علیہ السلام) صاحب اقتدار ہو جو چاہو کر سکتے ہو اور تم نیک کام کرنے والے ہو۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس لائق ہیں کہ ان پر رحم کیا جائے۔  
قالوا یا ایہا العزیز ان له اباً شیخاً کبیراً ... انا نری ک من المحسنین

برادر ان یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کو (عزیز) سے خطاب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ تم صاحب اقتدار ہو اپنی مرضی کے مطابق جو چاہو کر سکتے ہو اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو بوڑھے بزرگ انسان اور ضعیف العمر سے تعبیر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس لائق ہیں کہ ان پر رحم و مہربانی کی جائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اس طرح تعریف کرنا کہ وہ نیک کام کرنے والے ہیں ان کو احسان اور مہربانی کرنے پر رغبت دلانا تھا۔

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ، حضرت یوسف علیہ السلام کی وزارت اور

بنیامین پر چوری کے قصے کے وقت بوڑھے اور بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ اِن لہ ابا شیخاً کبیر (شیخ) بوڑھے انسان کے معنی میں ہے اور (کبیر) بزرگ کے معنی میں ہے اس سے مراد سن و سال میں بزرگی کا ظاہر ہونا ہے۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس علاقے کی قحطی کے سالوں میں عزیز مصر تھے۔ قالوا یا ایہا العزیز  
۶۔ برادران یوسف علیہ السلام کی ایک رائے تھی کہ بنیامین کی آزادی کے مقابلے ہم میں سے کسی کو گرفتار کر لیں۔  
فخذ أخذنا مکانہ

۷۔ برادران بنیامین کا بنیامین کو اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس لوٹانے میں فداکاری اور ایثار کرنا۔  
فخذ اخذنا مکانہ

۹۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی وزارت اور اقتدار کے زمانے میں نیک کام کرنے والے انسان تھے۔  
انا نری ک من المحسنین

۱۰۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے اقتدار کے دوران نیک کام کرنا ان کے کردار اور عادات سے جلوہ گرمی تھی۔  
إنا نری ک من المحسنین

(نری) کا لفظ آیت شریفہ میں (ہم اطمینان رکھتے ہیں) کے معنی میں ہے اس لفظ سے دیکھ رہے ہیں (ہم) کا معنی لینا اسوجہ سے ہے کہ برادران یوسف حضرت علیہ السلام کی شخصیت پر اطمینان رکھتے تھے جو ان کے لیے ان کی رفتار و کردار کو مشاہدہ کرنے سے حاصل ہوا تھا۔

۱۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو نیک کام کرنے والا دیکھ کر فرزندان یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کی آزادی کا تقاضا کیا اور کہا ان میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ گرفتار کر لیا جائے۔ فخذ احدنا مکانہ انا نری ک من المحسنین

برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف اور بنیامین ۸؛ برادران یوسف اور بنیامین کی نجات ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۱۱؛ برادران یوسف اور حضرت یوسف ۲، ۳؛ برادران یوسف علیہ السلام کا ایثار کرنا ۶، ۷؛ برادران یوسف کا مشورہ ۶؛ برادران یوسف علیہ السلام کی خواہشات ۱۱؛ برادران یوسف (ع) کی کوشش ۲؛ برادران یوسف کے پیش آنے کا طریقہ ۳

بنیامین: بنیامین کی گرفتاری ۱

عزیز مصر: قحطی کے دوران عزیز مصر ۵

قدیمی مصر: قدیمی مصر کی تاریخ ۵

حضرت یعقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ، حضرت یوسف (ع) کی حکومت کے دوران ۳؛ حضرت یعقوب ؑ کا بڑھا پا ۳؛ حضرت یعقوب ؑ کی بنیامین سے محبت ۸

حضرت یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ اور بنیامین ۱؛ حضرت یوسف ؑ پر احسان کے آثار ۱۱؛ حضرت یوسف ؑ کا احسان ۳؛ حضرت یوسف ؑ کا اقتدر ۳، ۹، ۱۰؛ حضرت یوسف کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۱، ۹؛ حضرت یوسف ؑ کا محسنین میں سے ہونا ۹؛ حضرت یوسف ؑ کی شفقت کو ابھارنا ۲؛ حضرت یوسف ؑ کی عزیزی ۵؛ حضرت یوسف ؑ کی قدیمی مصر میں قحطی کے دوران موجودگی ۵؛ حضرت یوسف (ع) کی وزارت ۹؛ حضرت یوسف ؑ کے فضائل ۹؛ حضرت یوسف ؑ میں احسان کرنے کی نشانیاں ۱۰

### آیت ۷۹

﴿قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ﴾

یوسف نے کہا کہ خدا کی پناہ کہ ہم جس کے پاس اپنا سامان پائیں اس کے علاوہ کسی دوسرے کو گرفت میں لے لیں اور اس طرح ظالم ہو جائیں (۷۹)

۱۔ حضرت یوسف ؑ نے فرزند ان یعقوب ؑ کی تجویز (کہ بنیامین کی بجائے ان میں سے کسی ایک کو گرفتار کر لیں) کو قبول نہیں کیا۔ فخذ اُحدنا مکانہ ... قال معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا

(معاذ) مصدر میمی اور فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق ہے (نعوذ بالله معاذاً) اور عبارت (ان ناخذ) میں (من) مقدر اور "مضار الیہ" کے متعلق ہے۔ اس صورت میں جملہ (معاذ اللہ ان ناخذ...) کا معنی یہ ہوگا کہ خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ اسکو اپنی گرفت میں لے لیں (گرفتار کر لیں) مگر وہ کہ جس کے ہاں اپنے مال کو پائیں گے۔

۲۔ بے گناہ شخص کا مجرموں کی جگہ پر اپنے آپ کو پیش کرنا سبب نہیں بن سکتا کہ اسکو سزا دینا جائز ہے۔ فخذ اُحدنا مکانہ ... معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده

۳۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں مصر کے عدالتی قوانین میں یہ جائز نہیں سمجھا جاتا تھا کہ بے گناہوں کو مجرموں کی جگہ خواہ وہ خود ہی اپنے آپ کو پیش کریں سزا دی جائے۔ معاذ الله ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده

مذکورہ معنی ضمیر متکلم مع الغیر کی جگہ ضمیر متکلم وحدہ کے استعمال سے حاصل کیا گیا ہے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ جملہ کہ (ہم گرفتار نہیں کرتے) کی جگہ پر (میں گرفتار نہیں کرتا ہوں) اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مصر کے قوانین میں اس چیز کی مجھے اجازت نہیں ہے کہ بے گناہ شخص کو گنہگار شخص کی جگہ پر گرفتار کروں اگرچہ وہ خود اپنے آپ کو پیش ہی کیوں نہ کر دے۔

۳۔ حکام کا گناہ کاروں کی جگہ پر بے گناہوں کو سزا دینے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔  
قال معاذ اللہ ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا بنیائینکی طرف چوری کی نسبت دینے سے اجتناب کرنا۔ ان نأخذ إلا من وجدنا متاعنا عنده (الا من وجدنا متاعنا عنده) کے جملہ کو (مگر وہ شخص جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا) (من سرق متاعنا) (مگر وہ شخص جس نے ہمارا مال چوری کیا ہو) کے جملے کی جگہ پر لانا گویا اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بنیائین کی طرف چوری کی نسبت دینے سے اجتناب کر رہے ہیں۔

۶۔ جب تو یہ کرنا ممکن ہو تو مصلحتی جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔  
معاذ اللہ ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عنده

حضرت یوسف علیہ السلام یہ جانتے تھے کہ بنیائین کی طرف چوری کی نسبت دینے میں مصلحت ہے لیکن اس کے باوجود بھی جھوٹ بولنے سے پرہیز کیا اس مصلحت کو تو یہ کے ذریعے پورا کر دیا۔

۷۔ حقیقت و واقعیت کو اس طرح بیان کرنا کہ مخاطب اس کے برخلاف سمجھے اسکو تو یہ کہتے ہیں اور یہ کام جائز اور مشروع ہے۔ ان نأخذ إلا من وجدنا متاعنا عنده

بنیائین کے سامان میں شاہی پیالے کا پایا جانا واقعیت رکھتا تھا اور صحیح بات تھی لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے اسکو ایسی شرائط سے بیان کیا کہ فرزند ان یعقوب علیہ السلام نے اسکو چوری خیال کیا۔ اسی کو تو یہ کہا جاتا ہے۔

۸۔ حضرت یوسف (ع) کا ظلم و ستم روا رکھنے پر خداوند متعال کی پناہ طلب کرنا۔ قال معاذ اللہ... إنا إذا الظالمون

۹۔ خداوند متعال کی پناہ میں جانا، ظلم و ستم سے دور رہنے کے لیے ضروری ہے۔ قال معاذ اللہ... إنا إذا الظالمون

۱۰۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور انکے ملازمین نے مصر میں حکومت اور اقتدار کے دوران ہر قسم کے ظلم و ستم سے اجتناب کیا۔ قال معاذ اللہ ان ... إنا إذا الظالمون

ضمیر متکلم مع الغیر (نا) اور (نحن) جن کو حقائق میں انہوں نے پیش کیا (ان ناخذ... إنا إذا الظالمون) سے حضرت یوسف کا مقصود خود وہ اور انکے کے ملازمین تھے۔

۱۱۔ حکام کا ظلم و ستم سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ قال معاذ اللہ ... إنا إذا الظالمون

۱۲۔ مجرمین کی جگہ بے گناہوں کو سزا دینا، ظلم اور گناہ ہے۔ قال معاذ اللہ ... إنا إذا الظالمون

احکام: ۷ سزا کے احکام ۲

برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف اور بنیامین کی نجات ۱

بے گناہ لوگ: بے گناہ لوگوں کو سزا دینا ۲، ۳; بے گناہ لوگوں کو سزا دینے سے اجتناب کرنا ۳; بے گناہ لوگوں کو سزا دینے کا گناہ ۱۲; بے گناہ لوگوں کی سزا کا ظلم ہونا ۱۲

پناہ طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے کی اہمیت ۹; ظلم سے پناہ طلب کرنا ۸، ۹; گناہ سے پناہ طلب کرنا ۹

توریت: توریت کا جواز ۷; توریت کے احکام ۷; توریت کے موارد ۶

جھوٹ: جھوٹ سے اجتناب کی اہمیت ۶; جھوٹ مصلحتی ۶

حکام: حکام اور ظلم ۱۱; حکام کی ذمہ داری ۳، ۱۱

سزا: سزاء کا شخص (مجرم) کے ساتھ مخصوص ہونا ۲، ۳، ۱۲; سزا کی خصوصیات ۲، ۳، ۱۲

عدالتی نظام: ۲

قدیم مصر: قدیم مصر میں اقتدار حکومت ۱۰; قدیم مصر میں سزا کے قوانین ۳

حضرت یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین پر تہمت ۵; حضرت یوسف علیہ السلام اور ظلم ۸، ۱۰; حضرت یوسف علیہ السلام

اور بھائیوں کا مشورہ ۱; حضرت یوسف علیہ السلام کا پناہ مانگنا ۸; حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱، ۵، ۱۰; حضرت یوسف علیہ السلام

کے ملازمین اور ظلم ۱۰

## آیت ۸۰

﴿فَلَمَّا اسْتِئْذِنُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ﴾

اب جب وہ لوگ یوسف کی طرف سے مایوس ہو گئے تو الگ جا کر مشورہ کرنے لگے تو سب سے بڑے نے کہا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے باپ نے تم سے خدائی عہد لیا ہے اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں کوتاہی کر چکے ہو تو اب میں تو اس سرزمین کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ والد محترم اجازت دے دیں یا خدا میرے حق میں کوئی فیصلہ کر دے کہ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۸۰)

۱۔ فرزند ان یعقوب ؑ، حضرت یوسف ؑ کی رضایت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور بنیامین کی آزادی سے مکمل ناامید ہو گئے۔ فلما استئسوا منه

(یاس) اور (استئناس) ناامید ہونے کے معنی میں ہے اس فرق کے ساتھ کہ (استئناس) میں ناامیدی میں مبالغہ اور شدت ہے (منہ) کی ضمیر سے مراد، بنیامین یا یوسف ؑ ہیں۔ اس وجہ سے (فلما استئسوا منه...) کا معنی یہ ہوگا اس وقت کہ جب فرزند ان یعقوب ؑ، حضرت یوسف ؑ کی (رضایت کو جلب کرنے) یا بنیامین کی (آزادی) سے کامل طور پر ناامید ہو گئے۔

۲۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے بنیامین کی آزادی سے ناامید ہو کر یوسف ؑ اور ان کے ملازمین سے کچھ دور جا کر اس مشکل کی چارہ جوئی کے لیے چھپ کر آپس میں مشورہ کیا۔ فلما استئسوا منه خلصوا نجيب

(اخلاص) کے معانی میں سے علیحدہ ہونا اور کنارہ گیری کرنا ہے (نجی) ایک یا کئی اشخاص کو کہا جاتا ہے جن سے چھپ کر گفتگو کی جائے یہ جملہ (خلصوا) کے فاعل کے لیے حال ہے پس (خلصوا نجیاً) کا معنی یہ ہوا کہ برادران یوسف دوسروں سے جدا ہو کر علیحدگی میں راز کی باتیں کرنے لگے۔

۳۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے بنیامین کو مصر کے سفر سے واپس لوٹانے کے لیے اپنے والد گرامی حضرت یعقوب ؑ سے وعدہ اور قسم اٹھائی تھی۔ أن اباكُم قد أخذ عليكم مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ



۳۔ بنیامین کے آزاد ہونے میں ناامید ہو جانے کے بعد اکثر فرزندان یعقوب علیہ السلام کا نظریہ تھا کہ وہ سب کنعان واپس چلے جائیں۔ قال کبیرہم ألم تعلموا ... فلن أبرح الارض

(ألم تعلموا) میں استفہام تو نیچی ہے حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے (لاوی) کی اس بات پر کہ (فلن أبرح الارض) میں مصر کی سرزمین سے نہیں جاؤں گا) سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کی اپنے بھائیوں کی تونیج اور سرزنش کا سبب یہ تھا کہ وہ انہیں واپس لوٹنے پر مصمم دیکھ رہا تھا۔

۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ مصر کی سرزمین پر ٹھہر جائے اور کنعان واپس نہ جائے۔ فلن أبرح الارض حتی يأذن لی أبی

"براح" (أبرح) کا مصدر ہے جس کا معنی جدا اور دور ہونے کا ہے (الارض) میں "الف ولام" عہد حضوری کا ہے اور یہ اس شہر و علاقے کی طرف اشارہ ہے جہاں بنیامین گرفتار کیا گیا ہے۔

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کی اس بات پر پشیمانی و ناراضگی کہ وہ اپنے عہد و پیمان پر پورا نہ اترے (بنیامین کو واپس لے آنے میں) قال کبیرہم ... قد أخذ علیکم موثقاً ... فلن أبرح الارض

۷۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے کے ہاں بنیامین کے بغیر قافلہ کو واپس لے جانا، اپنے اور اپنے بھائیوں کے لیے قسم کی مخالفت اور عہد شکنی تھی۔ قال کبیرہم ألم تعلموا أن أباکم قد أخذ علیکم موثقاً من الله

لاوی کا (ألم تعلموا أن أباکم قد أخذ علیکم موثقاً) کے جملہ کو (فلن أبرح...) پر تفریع اور وضاحت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو عہد و پیمان ہم نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کیا ہے اس کی وجہ سے ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ بنیامین کے بغیر واپس لوٹیں (اگر تمہارا ارادہ واپس لوٹنے کا ہے تم جانو) لیکن میں تو واپس نہیں جاؤں گا۔

۸۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بڑا بیٹا، دوسرے بھائیوں کی نسبت اپنے عہد و پیمان پر زیادہ کار بند تھا۔

قال كبيرهم ألم تعلموا أن اباكم قد اخذ عليكم موثقاً من الله ... فلن أبرح الأرض

۹۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے نے بھائیوں کے حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم و ستم کو یاد کر کے باپ کے پاس بغیر بنیامین کے جانے کو نامناسب سمجھا۔ ألم تعلموا ... من قبل ما فرطتم فی یوسف

(ما) (ما فرطتم) میں مصدر یہ ہے اور (من قبل ما فرطتم) کی عبارت کا عطف (آن اباکم...) پر ہے۔ یعنی (ألم تعلموا تفریطکم فی یوسف من قبل) تفریط کا معنی کسی شی کے نابود ہونے تک کوتاہی کرنا یا چھوڑ دینا ہے (لسان العرب)۔  
۱۰۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں کے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ برتاؤ کی مذمت کی۔

قال کبیرہم ... و من قبل ما فرطتم فی یوسف

۱۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے نے بنیامین کے بغیر مصر واپس لوٹنے کے لیے یہ شرط لگائی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے اجازت کا پیغام آئے یا خداوند متعال کی طرف سے کوئی حکم آئے۔  
فلن أبرح الارض حتى يأذن لی ابي او یحکم الله لی

لاوی کی یہ بات کہنا کہ (حتى يأذن لی ابي) اس معنی کو بتاتا ہے کہ ان کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام اس بات پر اطمینان کریں کہ ہم نے بنیامین کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی بلکہ جو کچھ کہہ کر آئے تھے (الا ان یحاط بکم) اس پر عمل پیرا ہوئے ہیں۔ یا اگر ان کو ہماری اس بات پر اطمینان نہ آئے اور اپنے وعدہ سے چشم پوشی کر لے تو اس صورت میں ہمیں اجازت دیں کہ ہم واپس لوٹ آئیں۔ اور ممکن ہے کہ (یحکم الله) کا معنی یہ ہو کہ خدا کوئی سبب پیدا کرے کہ میں بنیامین کو عزیز مصر کے ہاتھوں سے آزاد کر کے واپس لوٹا سکوں۔

۱۲۔ خداوند متعال، بہترین فیصلہ اور حکم کرنے والا ہے۔ وهو خیر الحاکمین

۱۳۔ لاوی، خداوند متعال کے بہترین قضاوت و حکم کرنے پر اعتقاد رکھتا تھا۔ قال ... او یحکم الله لی و هو خیر الحاکمین

۱۳۔ "عن أبي الحسن الهادی علیہ السلام : ... قال (لاوی) : لن أبرح الارض حتى یا ذن لی ابي... (۱) امام ہادی علیہ السلام سے روایت ہے: ... کہ (لاوی) نے کہا: میں اس سرزمین سے دور نہیں جاؤں گا جب تک مجھے میرا باپ اجازت نہ دے۔

اسما و صفات: خیر الحاکمین ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۲; اللہ تعالیٰ کی قضاوت ۱۲

برادران یوسف: برادران یوسف ﷺ اور بنیامین ۳; برادران یوسف ﷺ اور بنیامین کی نجات ۱، ۲; برادران یوسف اور یعقوب ﷺ ۳; برادران یوسف ﷺ اور یوسف ﷺ کی رضایت ۱۰; برادران یوسف ﷺ کا عہد ۳; برادران یوسف ﷺ کا قسم یاد کرنا ۳; برادران یوسف ﷺ کا کنعان کی طرف لوٹنا ۳; برادران یوسف ﷺ کی سرزنش ۱۰; برادران یوسف (ع) کی سرگوشیاں ۲; برادران یوسف کی مشورت ۲; برادران یوسف (ع) کی ناامید ۲، ۳; برادران یوسف ﷺ کے ملنے کا طریقہ ۱۰  
روایت: ۱۳

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی قضاوت پر عقیدہ ۱۳

قاضی: بہترین قاضی ۱۲

لاوی: لاوی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیرات ۱۱; لاوی اور برادران یوسف ﷺ کا ظلم ۹; لاوی اور بنیامین کی نجات ۶; لاوی اور حضرت یعقوب ﷺ کی اجازت ۱۱، ۱۳; لاوی اور کنعان کی طرف لوٹنا ۹، ۱۱; لاوی کا ارادہ کرنا ۵; لاوی کا بنیامین کو واپس لوٹانے کی کوشش کرنا ۷; لاوی کا سرزمین مصر میں ہونا ۵; لاوی کا عقیدہ ۱۳; لاوی کا غمگین ہونا ۶; لاوی کا قسم کو پورا کرنے کی کوشش کرنا ۷; لاوی کا وعدہ کرنا پورا کرنے کی کوشش کرنا ۷، ۸; لاوی کی سرزنش کرنا ۱۰; لاوی کی فکر ۹، ۷، ۱۱  
حضرت یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱

## آیت ۸۱

﴿ارْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمَنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ﴾

ہاں تم لوگ باپ کی خدمت میں جاؤ اور عرض کرو کہ آپ کے فرزند نے چوری کی ہے اور ہم اسی بات کی گواہی دے رہے ہیں جس کا ہمیں علم ہے اور ہم غیب کی حفاظت کرنے والے نہیں ہیں (۸۱)

۱۔ لاوی نے اپنے بھائیوں کے کنعان واپس جانے پر رضایت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں بنیامین کی چوری کی رپورٹ بیان کرنے کا طریقہ تعلیم دیا۔ قال کبیرہم ... ارجعوا الی ابیکم فقولوا ی ابانا ان ابنک سرق

۲۔ لاوی نے اپنے بھائیوں کو تاکید کی کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بنیامین کے چوری کرنے کی گواہی پر تاکید کریں۔ ان ابنک سرق

۳۔ لاوی نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اپنے بابا کو یہ یقین دلوائیں کہ بنیامین نے چوری کی ہے اسکی رپورٹ اور گواہی ہم یقین کے ساتھ دے رہے ہیں۔ ان ابنک سرق و ما شهدنا الا بما علمنا

(ما شہدنا) میں شہادت سے مراد کیا ہے اس میں کئی احتمال دیئے گئے ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے برادران یوسف کی یہ گواہی کہ آپکے بیٹے بنیامین نے چوری کی ہے (ان ابنک سرق) کی اساس جملہ (ما شہدنا...) ہے جس کا معنی یہ ہوگا کہ ابھی جو ہم آپ کے سامنے کہہ رہے ہیں کہ (ان ابنک سرق) یہ ایسی گواہی ہے کہ علم و یقین کے ساتھ ہم مطمئن ہو کر دے رہے ہیں۔

۴۔ لاوی نے اپنے بھائیوں سے درخواست کی کہ اٹھے ہو کر باپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور بنیامین کے چوری کرنے پر گواہی دیں

— ارجعوا الی ابیکم فقولوا ... ما شہدنا الا بم علمنا

لاوی کا جمع کے صیغوں کو لانا (قولوا) و (ما شہدنا) و (علمنا) مذکورہ معنی کو بتاتا ہے۔

۵۔ لاوی نے اپنے بھائیوں سے یہ چاہا کہ بنیامین کا چوری کرنا اور سفر کی رپورٹ کو محبت آمیز لہجہ میں باپ کے سامنے بیان کریں۔ یا بان

لاوی کا یہ وضاحت کرنا کہ باپ سے گفتگو شروع کرتے وقت جملہ (یا بانا) سے مخاطب ہونا اس بات کو بتاتا ہے کہ ایسے لہجے میں بات کرےں کہ جس سے انکی شفقت کو جلب کر سکو۔

۶۔ حضرت یعقوب ؑ کو بنیامین کے چوری کرنے کی رپورٹ دیتے وقت بھائیوں کا اپنے دل میں موجود کینہ کا اظہار کرنا۔  
إن ابنك سرق

جملہ (إن ابنك سرق) (یقیناً آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے) کو جس انداز میں ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیامین کے بھائی اپنے بغض و کینہ کا اظہار کر رہے تھے۔

۷۔ لاوی نے اپنے بھائیوں سے یہ درخواست کی کہ اپنے والد گرامی کو یہ بتائیں کہ بنیامین نے ہماری آنکھوں سے پنہاں ہو کر چوری کی ہے۔ و ما كنا للغيب حافظين

(و ما كنا...) کے جملے میں کئی احتمال دیئے گئے ہیں... اس پر توجہ کرتے ہوئے کہ برادران یوسف ؑ بنیامین کے چور ہونے پر اطمینان رکھتے تھے (إن ابنك سرق) یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ جو کام ہماری نظروں سے غیب ہو کر انجام دیا جائے اس کی ذمہ داری ہم نہیں لے سکتے یعنی بنیامین نے چھپ کر چوری کی ہے اسی وجہ سے اسکو ہم نہیں روک سکتے تھے۔

۸۔ بنیامین کا چھپ کر چوری کرنا اور ان کے بھائیوں کے لیے یہ عذر و بہانہ بنانا کہ وہ اسکو روک نہیں سکتے تھے جس کی وجہ سے وہ اس کو حضرت یعقوب ؑ کے پاس واپس نہیں لاسکے۔ ارجعوا إلى إبيكم فقولوا... و ما كنا للغيب حافظين  
(و ما كنا...) کا جملہ اصل میں ایک سوال کا جواب ہے کہ لاوی، حضرت یعقوب ؑ سے جسکا منتظر تھا۔ یہ صحیح ہے کہ بنیامین نے چوری کی ہے لیکن تم نے اسے کیوں نہیں روکا تا کہ کام یہاں تک نہ پہنچ جاتا۔

۹۔ اگر فرزندان یعقوب ؑ یہ جانتے کہ شاہی پیالہ بنیامین کے سامان میں ہے تو اپنے دین کے مطابق چور کی سزا کو بیان نہ کرتے۔ ما شهدنا الا بما علمنا و ما كنا للغيب حافظين

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ (ما شهدنا) میں شہادت و گواہی سے مراد، آیت شریفہ (۷۵) (جزاء من وجد في رحله) چوری کرنے والے کا جو حکم بیان ہوا وہ ہو اس بناء پر (ما شهدنا الا بما علمنا و ما كن

للغیب حافظین) کا معنی یوں ہو گا وہ جو کچھ ہم جانتے تھے (کہ چور کی سزا اسکا غلامی میں آنا ہے) (اسکی گواہی دی ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ شاہی پیالہ بنیامین کے پاس ہے تاکہ اس حکم کو بیان نہ کرتے تو اس صورت میں (حافظین) سے مراد (عالمین) ہوگا۔

۱۰۔ حضرت یعقوب ؑ کے سامنے چور کی سزا بیان کرنے کے لیے (بنیامین) کے بھائیوں نے یہ عذر پیش کیا کہ وہ پنہانی امور سے بے خبر ہیں۔ ما شهدنا الا بما علمنا و ما كنا للغیب حافظین

برادران یوسف (ع): برادران یوسف اور بنیامین کی چوری ۳، ۳، ۵، ۹؛ برادران یوسف اور یعقوب ؑ ۸، ۱۰؛ برادران یوسف ؑ کا اطمینان ۳؛ برادران یوسف ؑ کا بہانہ تلاش کرنا ۸، ۱۰؛ برادران یوسف ؑ کی حضرت یعقوب ؑ کو رپورٹ دینا ۱، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸؛ برادران یوسف ؑ کا کنعان کی طرف لوٹنا ۱؛ برادران یوسف کی تہمتیں ۸؛ برادران یوسف کی گواہی دینا ۲، ۳، ۳؛ برادران یوسف کے علم کا محدود ہونا ۱۰؛ برادران یوسف ؑ کے کینہ کا اظہار ۶  
بنیامین: بنیامین پر چوری کی تہمت ۸؛ بنیامین پر چوری کی تہمت کے آثار ۶؛ بنیامین پر چوری کی گواہی ۲، ۳، ۳؛ بنیامین کی چوری کے گواہ ۶؛ بنیامین کے دشمن ۶

لاوی: لاوی اور برادران یوسف ۲، ۳، ۵، ۷؛ لاوی اور بنیامین پر چوری کی تہمت ۷؛ لاوی اور بنیامین کا چوری کرنا ۱؛ لاوی کا تعلیم دینا ۱، ۲؛ لاوی کی خواہشات و امیدیں ۳، ۳، ۵، ۷؛ لاوی کی نصیحتیں ۲  
جناب یوسف ؑ: جناب یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۳، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۰

## آیت ۸۲

﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعَيْرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ﴾

آپ اس سستی سے دریافت کر لیں جس میں ہم تھے اور اس قافلے سے پوچھ لیں جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں (۸۲)

۱۔ جہاں حضرت یوسف ؑ رہائش پذیر (مصر) تھے وہاں لوگوں کے درمیان بنیامین کی چوری کی خبر مشہور

ہو گئی تھی۔ و سئل القرية التي كنا فيه

(قریہ) زندگی گزارنے اور انسانوں کے اجتماع (شہر و دیہات) کی جگہ کو کہا جاتا ہے اسی وجہ سے مذکورہ تفسیر میں اسکو آبادی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (آبادی سے سوال کرنا جبکہ سوال سے مقصود آبادی کے لوگ ہیں)۔ یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ بنیامین کی چوری کی خبر پورے شہر میں پھیل گئی تھی اور تمام لوگ اس سے مطلع ہو گئے تھے۔

۲۔ فرزند ان یعقوب ؑ کے ہمراہ قافلے والے بنیامین کی چوری کے واقعہ سے واقف تھے۔ و سئل ... العیر التي اقبلنا فيه

۳۔ فرزند ان یعقوب ؑ کا یہ گمان تھا کہ ان کے والد گرامی بنیامین کی چوری کے واقعہ کی تصدیق نہیں کریں گے۔ و سئل القرية ... و العیر التي اقبلنا فيه

۳۔ لاوی نے اپنے بھائیوں سے استدعا کی کہ حضرت یعقوب (ع) سے اس بات کا تقاضا کریں کہ وہ اہل مصر اور ان کے ہمسفر قافلے والوں سے بھی بنیامین کی چوری کے بارے میں پوچھ گچھ کریں۔ فقولوا نا بانا ... و سئل القرية ... والعیر التي اقبلنا فيه

(اقبال) (أقبلنا) کا مصدر ہے جو سامنے آنا کے معنی میں آتا ہے اور اس کا متعلق (الیک) اور اسکی مثل ہے جو وضاحت کی وجہ سے کلام میں ذکر نہیں ہوا اور (فیہا) (أقبلنا) کی ضمیر کے لیے حال ہے۔ اس صورت میں جملہ (و سئل ... العیر التي ...) کا مطلب یہ ہے اس قافلے والوں سے پوچھیں کہ جس کے ساتھ ہم آپکے پاس پہنچے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ آیت گذشتہ آیت کی طرح لاوی کی ان نصیحتوں کے بارے میں ہے جو اس نے اپنے بھائیوں کو کی تھیں۔

۵۔ فرزند ان یعقوب ؑ، مصر سے کنعانی قافلے کے ساتھ اپنے دیار کی طرف روانہ ہوئے۔ والعیر التي اقبلنا فيه

۶۔ لاوی نے اپنے بھائیوں سے چاہا کہ والد گرامی کے سامنے اپنی اس سچائی پر کہ بنیامین نے چوری کی ہے تاکید کریں۔ و إنا لصادقون

۷۔ عینی گواہوں کی گواہی دینا، مدعی کو ثابت کرنے کا معتبر طریقہ ہے۔ و سئل القرية ... و العیر التي اقبلنا فيه

احکام: ۷

برادران یوسف: برادران یوسف اور یعقوب ؑ ۳، ۳؛ برادران یوسف ؑ کا کنعان کی طرف لوٹنا ۵؛ برادران

یوسف ؑ کا گمان ۳؛ برادران یوسف ؑ کی امیدیں ۳؛ برادران یوسف ؑ کی صداقت ۶  
 بنیامین: بنیامین پر چوری کی تہمت ۶؛ بنیامین کی چوری اور تجارتی قافلہ ۲؛ بنیامین کی چوری کی شہرت ۱، ۲؛ بنیامین کی چوری  
 کے بارے میں چھان بین کرنا ۳  
 دعویٰ: دعویٰ کو ثابت کرنے کی دلیلیں ۷  
 گواہی: گواہی کے آثار ۷؛ گواہی کے احکام ۷  
 لاوی: لاوی اور برادران یوسف ؑ ۶؛ لاوی کی خواہشات ۶؛ لاوی کی نصیحتیں ۳  
 جناب یوسف ؑ: جناب یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶

### آیت ۸۳

﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾

یعقوب نے کہا کہ یہ تمہارے ۱۔ دل نے ایک نئی بات گڑھ لی ہے میں پھر بھی صبر جمیل اختیار رکروں گا کہ شاہد خدا ان  
 سب کو لے آئے کہ وہ ہر شی کے جاننے والا اور صاحب حکمت ہے (۸۳)  
 ۱۔ فرزند ان یعقوب (ع)، کنعان واپس لوٹ آئے اور اپنے سفر نامہ کا حال اپنے والد گرامی کے سامنے اس طرح بیان  
 کیا کہ جس طرح لاوی نے تاکید کی تھی۔ ارجعوا الی ایہکم فقولوا ی ابانا ... قال بل سولت لکم انفسکم امر  
 آیت ۸۱، اور ۸۲ کے مطالب کہ جسمیں لاوی کی مصر میں ہونے والی باتیں ہیں اور (بل سولت...) کا جملہ حضرت یعقوب  
 ؑ کی طرف سے ان کی باتوں کا جواب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ واقعہ کا کچھ حصہ اختصار کے  
 طور پر بیان نہیں کیا گیا اور وہ یہ ہے (فرجعوا الی ایہم و قالوا کذا و کذا...) دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح لاوی نے  
 فرزند ان یعقوب ؑ کو داستان بیان کرنے کی تاکید تھی اسی طرح انہوں نے والد گرامی کے سامنے بیان کی۔  
 ۲۔ حضرت یعقوب ؑ نے بنیامین کی چوری کے واقعہ کو خود ساختہ داستاں سمجھا اور اپنے بیٹوں کی بات پر یقین نہیں کیا۔  
 قال بل سولت لکم انفسکم امر  
 کلمہ (بل) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت یعقوب ؑ نے اپنی بیٹوں کی بات کو قبول نہیں کیا۔



۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، بنیامین کی گرفتاری اور اسکے واپس نہ لوٹنے میں اپنے بیٹوں کو قصور وار سمجھتے تھے۔  
قال بل سولت لکم انفسکم امر

۳۔ حضرت یعقوب (ع)، گہری فکر کے مالک اور حوادث کا تجزیہ کے سلسلہ میں خاص ذہانت سے بہرہ مند نیز جلد یقین کرنے والے نہ تھے۔ قال بل سولت لکم انفسکم امر

۵۔ حضرت یعقوب (ع) نے بنیامین کی گرفتاری کو اپنے بیٹوں کی نفسانی خواہشات کے سبب سازش کا ایک نتیجہ قرار دیا۔  
قال بل سولت لکم انفسکم امر

جملہ (سولت لکم...) یعنی تمہارے نفس نے تمہارے غلط کام کو خوبصورت بنا کر پیش کیا ہے اور اس کے مرتکب ہونے پر تمہیں آمادہ کیا اس جملے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کی سازش پر اطمینان رکھتے تھے۔

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یہ سمجھتے تھے کہ بنیامین کی گرفتاری کی بنیاد ان کے بیٹوں (یوسف، بنیامین یا دوسرے بھائی) کی سازش و مکر ہے۔ قال بل سولت لکم انفسکم امر

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی بات پر کیوں یقین نہیں کیا حالانکہ وہ تو عینی گواہ رکھتے تھے جسمیں شک کی گنجائش بھی نہیں تھی اس کے باوجود بھی ان پر سازش کا الزام لگایا۔ اس بارے میں جوابات دیے گئے ہیں ۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی خاص ذہانت و فراست کے سبب بنیامین کے صحیح ہونے پر اطمینان رکھتے تھے جس کی وجہ سے ان باتوں کو حقیقت سے دور سمجھتے تھے۔ ۲۔ بنیامین کو گرفتار کرنے کے لیے کوئی سازش بنائی گئی تھی۔ فارسی میں مثل مشہور ہے کہ کاسہ زیر نیم کاسہ بودہ۔ ۳۔ یا یہ ایسی سازش تھی جو ان کے بیٹوں نے تیار کی تھی اور یہ ایسی حقیقت تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی ذہانت اور فراست سے جسے جان چکے تھے لیکن یہ بات ان کے لیے مخفی تھی اور جس پر وہ متوجہ نہ ہوئے کہ اس سازش کے بنانے والے خود بنیامین اور حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔

۷۔ انسان کا نفس برے اور ناروا کاموں کو خوبصورت جلوہ دینے اور اسکے ارتکاب پر آمادہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔  
قال بل سولت لکم انفسکم امر

۸۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں (یوسف علیہ السلام، بنیامین اور لاوی) کے فراق میں ہر قسم کی جزع و فزع اور شکوہ کرنے سے پرہیز اور صبر کرنے کو بہتر سمجھا۔ فصبر جمیل

(صبر جمیل) ایسا صبر ہے کہ جسمیں جزع نہ ہو اور آنے والی مصیبت کا ذکر لوگوں سے نہ کرے (مجمع البیان)

۹۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، صبر و بردباری رکھنے والے بنی تھے۔ فصبر جمیل

۱۰۔ مشکلات اور تلخ ترین حوادث کے مقابلے میں صبر و شکیبائی اختیار کرنا اچھی خصلت ہے۔

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (صبر) بتداء ہے اور (جمیل) اسکی خبر ہے اور (فصبر جمیل) کی ترکیب میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ (صبر) بتداء محذوف کے لیے اور (جمیل) (صبر) کے لیے خبر ہو اگر صفت ہو تو معنی یوں ہوگا (امری) صبر جمیل یا (صبر) صبر جمیل وغیرہ

۱۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، بنیامین اور لاوی کے زندہ ہونے پر یقین رکھتے تھے۔

عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیع

(بہم) کی جمع والی ضمیر سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین اور لاوی ہیں۔

۱۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، اپنے تینوں بیٹوں یوسف (ع)، بنیامین اور لاوی کے واپس آنے اور ان کی ملاقات پر امید رکھتے تھے۔ عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیع

۱۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے واپس لوٹنے میں خداوند متعال کی مدد پر دل لگائے ہوئے اور اس کی امداد پر امید رکھتے تھے۔ عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیع

۱۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین پر چوری کی تہمت لگانے والے قصصے صبر کے ساتھ چشم پوشی کر لی اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے دل لگایا۔ فصبر جمیل عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیع

۱۵۔ حضرت یعقوب (ع) صبر و بردباری کو مشکلات کے حل کرنے میں خداوند متعال کی مدد کا پیش خیمہ سمجھتے تھے۔ فصبر جمیل عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیع

۱۶۔ امداد الہی پر امید رکھنے والے صابر اور ثابت قدم انسان ہیں۔ فصبر جمیل عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیع

۱۷۔ انسانوں کے امور کی تدبیر، خداوند متعال کے اختیار میں ہے۔ عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیع

۱۸۔ مشکلات و پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے اور

اپنی تمناؤں کو پانے کے لیے خداوند متعال پر توکل اور اس پر امید رکھنا ضروری ہے۔ عسی اللہ أن یأتینی بهم جمیع

۱۹۔ فقط خداوند متعال علیم اور حکیم ہے۔ إنه هو العلیم الحکیم

ضمیر فعل (ہو) اور اسکی خبر کا معرفہ ہونا، حصر پر دلالت کرتا ہے۔

۲۰۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا خداوند متعال کے علم و حکمت پر یقین و اعتقاد سبب تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام خداوند متعال

کی مدد اور سہارے پر اطمینان رکھتے تھے۔ عسی اللہ أن یأتینی بهم جمیعاً إنه هو العلیم الحکیم

(إنہ ہو...) کا جملہ (عسی اللہ...) کے جملے کے لیے علت واقع ہوا ہے۔

۲۱۔ علم خداوندی اور اس کے حکیمانہ افعال پر یقین رکھنا اس پر بھروسہ کرنے اور امید رکھنے کا پیش خیمہ ہے۔

عسی اللہ أن یأتینی بهم جمیعاً إنه هو العلیم الحکیم

۲۲۔ علم و حکمت کو خداوند متعال کی ذات میں منحصر سمجھنے پر یقین رکھنا، غیر اللہ سے قطع امید کا پیش خیمہ ہے۔

عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیعاً انه هو العلیم الحکیم

اگرچہ (عسی اللہ...) کا جملہ حصر کا معنی نہیں دیتا لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ (إنہ ہو...) جو علت واقع ہوا ہے اس جملہ کی حصر

اسمیں سرایت کر رہی ہے۔ اس صورت میں (عسی اللہ...) کا معنی یوں ہوگا کہ میں فقط خداوند متعال پر امید رکھتا ہوں اس

کے غیر پر امید نہیں رکھتا کیونکہ فقط وہ ذات دانا اور حکیم مطلق ہے۔

۲۳۔ خداوند متعال کی مدد و حمایت پر امید کا اظہار کرنے کے بعد اسکی حمد و ثناء کرنا، نیک اور پسندیدہ طریقوں میں سے ہے

۔ عسی اللہ أن یا تینی بهم جمیعاً

۲۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا خداوند متعال کے علم و حکمت پر یقین رکھنا ان کے صبر و شکیبائی سے بہرہ مند ہونے کا سبب

تھا۔ فصبر جمیل ... إنه هو العلیم الحکیم

جملہ (إنہ ہو...) علاوہ اس کے کہ (عسی اللہ...) کے لیے تعلیل واقع ہوا ہے ممکن ہے (فصبر جمیل) کے لیے بھی علت کو

بیان کر رہا ہو مذکورہ بالا معنی اسی احتمال کو بیان کرتا ہے۔

۲۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں (یوسف (ع)، بنیامین اور لاوی) کے فراق و جدائی میں گرفتار ہونے کو حکمت و

مصلحت الہی سمجھتے تھے۔ فصبر جمیل ... إنه هو العلیم الحکیم

۲۶۔ انسان کا افعال الہی کو حکیمانہ اور عالمانہ سمجھنا اسے دشوار حوادث اور مشکلات میں صبر و شکیبائی اختیار

کرنے پر اکساتا ہے۔ فصبر جمیل ... إنه هو العليم الحكيم

۲۷۔ "عن الصادق ؑ فی قوله عزوجل فی قول یعقوب ؑ" فصبر جمیل" قال : بلا شکوی (۱) امام جعفر صادق ؑ اس قول کے بارے میں جو خداوند متعال حضرت یعقوب ؑ سے نقل فرما رہا ہے (فصبر جمیل) روایت ہے کہ اس صبر سے مراد ایسا صبر ہے جو بغیر کسی گلہ و شکوہ کے ہو۔

آداب: پسندیدہ آداب ۲۳

اسماء و صفات: حکیم ۱۹؛ علیم ۱۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی حکمت ۲۵؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۱۷؛ امداد الہی کا پیش خیمہ ۱۵

امداد الہی: امداد الہی پر امید رکھنے والے ۱۶

امید رکھنا: اللہ تعالیٰ پر امید رکھنا ۲۱؛ اللہ تعالیٰ پر امید رکھنے کی اہمیت ۱۸؛ امداد الہی پر امید رکھنا ۱۳، ۱۴، ۲۰، ۲۳؛ امید

رکھنے کے اسباب ۲۰، ۲۱

انسان: انسان کے اختیار ۷؛ انسان کے نفس کی قدرت ۷؛ انسانوں کا مدبر ہونا ۱۷

ایمان: اللہ تعالیٰ کی حکمت پر ایمان ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۶؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات پر ایمان رکھنا ۲۲؛ اللہ تعالیٰ کے علم

پر ایمان ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۶؛ ایمان کے آثار ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۶

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف ؑ کا قصور ۳؛ برادران یوسف ؑ کا کنعان کی طرف لوٹنا ۱؛ برادران یوسف ؑ

کا مکر ۶؛ برادران یوسف ؑ کی حضرت یعقوب (ع) کو رپورٹ ۱؛ برادران یوسف ؑ کی سازش کے آثار ۵؛ برادران

یوسف ؑ کی نفس پرستی ۵

بنیامین: بنیامین کے فراق و جدائی کی حکمت ۲۵؛ بنیامین کے گرفتار ہونے کا سبب ۵، ۶

توسل: اللہ تعالیٰ پر توسل کرنے کی اہمیت ۱۸

توکل: اللہ تعالیٰ پر توکل کا پیش خیمہ ۲۱؛ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کے اسباب ۲۰؛ اللہ تعالیٰ پر توکل کی اہمیت ۱۸

(۱) امالی شیخ طوسی ج ۱ ص ۳۰؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۵۲، ح ۱۴۷۔

تمنائیں: تمناؤں کے حصول کا پیش خیمہ ۱۸

حمد: اللہ تعالیٰ کی حمد ۲۳

ذکر: ذکر الہی کی حکمت ۲۶; علم الہی کا ذکر ۲۶

روایت: ۲۷

سختی: سختی سے نجات کا پیش خیمہ ۱۸; سختی میں صبر ۱۰، ۲۶; صبر میں سختی کے آثار ۱۵

صابرین: ۱۶

صبر: صبر جمیل سے مراد ۲۷; صبر کے عوامل ۲۳، ۲۶

صفات: پسندیدہ صفات ۱۰

عمل: ناپسندیدہ عمل کو زینت دینا ۷

لاوی: لاوی کے فراق میں حکمت ۲۵

ناامیدی: غیر اللہ سے ناامیدی کا پیش خیمہ ۲۲

یعقوب ؑ: یعقوب اور برادران یوسف ۳۲; یعقوب ؑ اور بنیامین پر چوری کی تہمت ۲، ۱۳; یعقوب ؑ اور بنیامین سے ملاقات ۱۲; یعقوب ؑ اور بنیامین کا زندہ ہونا ۱۱; یعقوب ؑ اور بنیامین کا لوٹنا ۱۲; یعقوب اور بنیامین کی گرفتاری ۱۲; یعقوب ؑ اور لاوی سے ملاقات ۱۲; یعقوب ؑ اور یوسف ؑ سے ملاقات ۱۲; یعقوب ؑ اور لاوی کا زندہ ہونا ۱۱; یعقوب ؑ اور یوسف ؑ کا زندہ ہونا ۱۱; یعقوب ؑ کا آگاہ ہونا ۶; یعقوب ؑ کا ارادہ ۸; یعقوب (ع) کا اطمینان ۱۱; یعقوب ؑ کا امید رکھنا ۱۲، ۱۳، ۲۰، ۱۳; یعقوب ؑ کا ایمان ۲۰، ۲۳; یعقوب ؑ کا بنیامین کے فراق میں ہونا ۸; یعقوب ؑ کا توکل ۲۰; یعقوب ؑ کا صبر ۸، ۹، ۱۳، ۲۳; یعقوب ؑ کا صبر کرنے کا اہتمام کرنا ۱۵; یعقوب ؑ کا قصہ ۱۱، ۱۲، ۱۳; یعقوب ؑ کا لاوی کے فراق میں ہونا ۸; یعقوب ؑ کا یوسف ؑ کے فراق میں ہونا ۸; یعقوب ؑ کو حوادث کی تحلیل کرنے کا علم ۳; یعقوب ؑ کی فکر ۵، ۲۵، ۱۵; یعقوب ؑ کی ہوشیاری ۳; یعقوب ؑ کے فضائل ۳، ۹

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶; یوسف ؑ کے فراق و جدائی کی حکمت ۲۵

## آیت ۸۳

﴿وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسْفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَأَبْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ﴾

یہ کہہ کر انھوں نے سب سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ افسوس ہے یوسف کے حال پر اور اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں اور غم کے گھونٹ پیتے رہے (۸۳)

۱۔ حضرت یعقوب (ع) نے بنیامین کی گرفتاری کی خبر سن کر اپنے بیٹوں کو قصور وار سمجھ کر غصہ سے ان سے منہ پھیر لیا۔ و تولى عنهم

(تولی) کا معنی منہ پھیرنا ہے۔ حضرت یعقوب ؑ کا اپنے بیٹوں سے منہ پھیرنا (فہو کظیم) کے قرینے کی وجہ سے پتا چلتا ہے کہ ایسا کرنا غضب و غصہ کی وجہ سے تھے۔

۲۔ بنیامین کے واقعہ نے حضرت یعقوب ؑ کے لیے حضرت یوسف کی یاد کو تازہ کر دیا اور یوسف ؑ کی جدائی پر ان کے شدید افسوس کے اظہار کا سبب بنا۔ و قال یا سفى على يوسف

(اسفی) کے آخر میں "الف" یاء متکلم سے تبدیل ہو کر الف بنا ہے اس صورت میں (یا سفی) یعنی اے میری حسرت و امید۔

۳۔ حضرت یعقوب ؑ کی حضرت یوسف ؑ سے شدید اور لافانی محبت تھی۔

قال یاسفی علی یوسف و ابیضت عیناہ من الحزن

۳۔ حضرت یعقوب ؑ کا حضرت یوسف ؑ کے ساتھ دلی لگاؤ بنیامین اور اس کے دوسرے بھائیوں کی نسبت بہت

زیادہ تھا۔ عسی الله أن یأتینی بهم جمیعاً ... و قال یا سفى على يوسف

۵۔ حضرت یعقوب ؑ کا حضرت یوسف ؑ کے فراق میں بہت زیادہ گریہ و زاری کرنا، ان کی دونوں آنکھوں کی نابینائی

کا موجب بنا۔ و ابیضت عیناہ من الحزن

(ایضا ض) مادہ "بیض" باب افعال کا مصدر

ہے جو سفید ہونے کے معنی میں ہے چشم کا سفید ہونا نابینا ہونے کے معنی سے کنایہ ہے۔

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا چلا جانا ان کے بڑھاپے اور بنیامین کے گرفتار ہونے کے زمانے میں تھا۔  
عسی اللہ ان یأتینی بهم جميعاً ... و ایضت عیناہ من الحزن

۷۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف (ع) کے فراق میں بہت زیادہ گریہ کرنا۔ و ایضت عیناہ من الحزن  
(من الحزن) میں (من) تعلیلی ہے اور اس بات کو بتاتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم و حزن بینائی کے جانے کا سبب تھا  
لیکن حزن و غم نے حضرت یعقوب (ع) کی آنکھوں پر اثر کیا نہ کہ دوسرے حواس پر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت  
علیہ السلام کا بہت زیادہ رونا اور آنکھوں سے بہت زیادہ پانی کا چلا جانا ان کی بینائی کے جانے کا سبب تھا۔  
۸۔ دوستوں کے فراق اور افسوس میں غمگین ہونا اور رونا مقام نبوت کے منافی نہیں ہے۔

قال یا سفی علی یوسف و ایضت عیناہ من الحزن

۹۔ دوستوں کے فراق و جدائی میں غم و اندوہ میں مبتلا ہونا اور آنسو بہانا جائز ہے۔

و قال یأسفی علی یوسف و ایضت عیناہ من الحزن

۱۰۔ غمگین ہونا اور آنسو بہانا، بردباری اور صبر و شکیبائی کے ساتھ منافات نہیں رکھتا۔

فصبر جمیل ... و قال یأسفی علی یوسف و ایضت عیناہ من الحزن

۱۱۔ بہت زیادہ غم و اندوہ اور رونا، آنکھ کی سیاہی کو سفید کرنے اور نابینائی کا سبب ہے۔ و ایضت عیناہ من الحزن

۱۲۔ حضرت یعقوب (ع)، حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں اندرونی طور پر بہت غم زدہ تھے اور حزن و اندوہ سے انکا  
دل لبریز تھا۔ و ایضت عیناہ من الحزن فہو کظیم

(کظیم) یہاں اسم مفعول (مکظوم) کے معنی میں ہے یعنی جو اندرونی طور پر غم زدہ یا غیض و غضب سے بھرا ہوا ہو۔

۱۳۔ حضرت یوسف (ع) و بنیامین کے بارے میں اپنے بیٹوں کے سلوک سے حضرت یعقوب (ع) بہت غضبناک تھے  
اور ہمیشہ اپنے غصہ کو کنٹرول میں رکھتے اور اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ و تولیٰ عنہم ... فہو کظیم

(کظیم) اسم فاعل (کاظم) کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے یعنی وہ شخص جو اپنے غم و اندوہ یا غیض و غضب کو پی جائے اور  
اسکو ظاہر کرنے سے گریز کرے۔

۱۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹوں کو فراق یوسف علیہ السلام اور بنیامین میں قصور وار ٹھہرانے کے باوجود بھی پورے طور

پر خاموش رہ جانا اس بات کو بتاتا ہے کہ وہ اپنے غیض و غضب کو چھپانے پر قادر تھے۔ و تولى عنهم ... فهو كظيم  
مذکورہ بالا معنی کا استفادہ (ہو کظیم) کو حرف فاء کے ذریعہ جملہ (تولیٰ عنہم) پر تفریح کی بناء پر ہے۔

۱۵۔ انسان کا اپنے غم و غصے کو چھپانا اور اسکا اظہار نہ کرنا اس کے جسم و جان پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔  
و ابیضت عیناہ من الحزن فهو کظیم

مذکورہ بالا معنی (ہو کظیم) کی تفریع و وضاحت جو حرف فاء کے ذریعہ (ابیضت عیناہ من الحزن) پر ہوئی ہے سے حاصل  
ہوتا ہے۔ یعنی حضرت یعقوب (ع) کی آنکھیں غم و اندوہ کے سبب بے آب ہو گئیں اور ان کا غم و الم ان کے دل میں  
چھپا رہ گیا اور وہ اس کے اظہار کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔

۱۶۔ "عن أبی عبد اللہ ؑ : قیل له کیف یحزن یعقوب ؑ علی یوسف ؑ و قد اخبرہ جبرئیل أنه لم یمت و أنه  
سیرجع الیہ فقال : إنه نسی ذلك (۱)

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ کس طرح حضرت یعقوب (ع)، حضرت یوسف ؑ کے لیے  
غمگین ہوتے تھے حالانکہ جبرئیل ؑ نے ان کو خبر دی تھی کہ حضرت یوسف ؑ زندہ ہیں اور جلد ہی آپ کی طرف پلٹ  
کر آئیں گے؟ امام ؑ نے فرمایا: حضرت یعقوب ؑ جبرائیل کی بات کو بھول گئے تھے۔

۱۷۔ "سئل أبو عبد اللہ ؑ ما بلغ من حزن یعقوب ؑ علی یوسف ؑ ؟ قال : حزن سبعین ثکلی بأولادھا (۲)  
امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا گیا کہ حضرت یعقوب (ع)، حضرت یوسف ؑ کے بارے میں کس قدر غمزدہ تھے تو  
حضرت ؑ نے جواب دیا کہ جس طرح ستر عورتیں اپنے جوان بیٹوں کی موت پر غم زدہ ہوں تو (ان ستر بیٹوں) جتنا غم  
تھا۔

احکام: ۹

انسان: انسان کی ضعیفی کے اسباب ۱۵

حزن و الم:

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۸۸، ح ۵۹؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۵۲؛ ح ۱۵۱۔

(۲) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۵۰؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۵۲۔



حزن و الم کو چھپانے کے جسمانی آثار ۱۵؛ حزن و الم اور صبر ۱۰؛ حزن و الم کے آثار ۱۱

حضرت یعقوب ؑ: یعقوب ؑ اور برادران یوسف ۱، ۱۳، ۱۳؛ یعقوب ؑ کے غم و الم کے عوامل ۲، ۱۲؛ یعقوب ؑ اور بنیامین کی گرفتاری ۱؛ یعقوب ؑ اور بنیامین کی جدائی ۱۳؛ یعقوب (ع) اور یوسف ؑ کی جدائی ۱۳؛ یعقوب ؑ کا بنیامین کی گرفتاری کا اثر ۲؛ یعقوب ؑ پر غم و غصے کی شدت ۱۴؛ یعقوب ؑ پر فراق یوسف ؑ کا اثر ۵؛ یعقوب ؑ سے بنیامین کا فراق ۶؛ یعقوب ؑ سے بنیامین کا فراق ۶؛ یوسف (ع) کا فراق ۲، ۴، ۶، ۱۲، ۱۶، ۱۷؛ یعقوب ؑ کا برادران یوسف ؑ سے لگاؤ ۳؛ یعقوب ؑ کا بنیامین کے ساتھ لگاؤ ۳؛ یعقوب ؑ کا بڑھاپا ۶؛ یعقوب ؑ کا غضب ۱؛ یعقوب ؑ کا غضب کو پی جانے کی نشانیاں ۱۳؛ یعقوب (ع) کا غصہ پی جانا ۱۳؛ حضرت یعقوب ؑ کا غم و الم ۱۶؛ یعقوب ؑ کا قصہ ۱، ۵، ۲، ۶، ۷، ۱۲، ۱۳؛ یعقوب ؑ کا گریہ ۷؛ حضرت یعقوب ؑ کا منہ پھیرنا ۱؛ یعقوب ؑ کا یوسف ؑ کے ساتھ لگاؤ ۳، ۳؛ یعقوب ؑ کی قدرت و طاقت کی علامتیں ۱۳؛ یعقوب ؑ کی نابینائی کا زمانہ ۶؛ یعقوب ؑ کی نابینائی کے عوامل ۵؛ یعقوب ؑ کے غضب کے عوامل ۱۳؛ حضرت یعقوب ؑ کے غم زدہ ہونے کے آثار ۵

حضرت یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۷، ۱۲، ۱۳؛ یوسف ؑ کی جدائی کے آثار ۱۲

روایت: ۱۶، ۱۷

شفقت: شفقت پدری ۱

گریہ: گریہ اور صبر ۱۰؛ گریہ کا جائز ہونا ۹؛ گریہ کے احکام ۹

نابینائی: نابینائی کے عوامل ۱۱

نبوت: نبوت اور محبوب لوگوں کے فراق میں غم زدہ ہونا ۸؛ نبوت اور محبوب لوگوں کے فراق میں گریہ کرنا ۸

## آیت ۸۵

﴿قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ آپ اسی طرح یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو جائیں یا ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو جائیں (۸۵)

۱۔ حضرت یعقوب ؑ ہمیشہ اپنے بیٹے یوسف ؑ کی یاد و جدائی میں غم زدہ رہتے تھے۔ قالوا تالّٰہ تفتنوا تذکر یوسف (تفتنوا) افعال ناقصہ میں سے ہے اور اس کے ساتھ (لا) نافیہ مقدر ہے۔ تو اصل میں جملہ یوں ہوگا (تفتنوا تذکر یوسف) تم یوسف ؑ کی یاد میں ہوتے ہو۔

۲۔ حضرت یعقوب ؑ، حضرت یوسف ؑ کی جدائی کو برداشت نہ کرنے والے غم کی وجہ سے نڈھال یا مرنے کے خطرہ سے دوچار تھے۔ قالوا تالّٰہ تفتنوا تذکر یوسف حتی تکون حرَضًا او تکون الهکین (حرَض) ایک ایسی بیماری کو کہا جاتا ہے جس میں مبتلا شخص تباہی یا ہلاکت کے قریب ہو۔

۳۔ فرزند ان یعقوب ؑ اپنے باپ کی اس بیماری کی وجہ سے جس میں وہ ہلاکت یا قریب المرگ سے دوچار تھے بڑے ناراحت اور پریشان تھے۔ قالوا تالّٰہ تفتنوا تذکر یوسف حتی تکون حرَضًا او تکون من الهالکین

۳۔ فرزند ان یعقوب ؑ، حضرت یعقوب (ع) کو فراق یوسف (ع) میں اس جان لیوا غم کی وجہ سے ملامت کرتے تھے۔ قالوا تالّٰہ تفتنوا تذکر یوسف

(قالوا تالّٰہ...) کا سیاق اور گفتگو کا انداز ایسا ہے کہ حضرت یعقوب (ع) کو ملامت کرنے کے ساتھ یہ درخواست بھی کی گئی کہ حضرت یوسف ؑ کو بھول جائیں۔

۵۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے ان سے یہ چاہا کہ یوسف ؑ کو بھول جائیں اور اسکو ذہن سے نکال دیں۔

قالوا تالله تفتنوا تذكر يوسف

۶۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے خدا کی قسم اٹھا کر حضرت یعقوب ؑ کو بڑھاپے ہونے اور اس دنیا سے چلے جانے سے خبردار کیا۔ قالوا تالله تفتنوا تذكر يوسف حتى تكون حرضاً او تكون من الهالكين

صرف (تاء) قسم کے لیے ہے اور (تفتنوا تذكر يوسف) کا جملہ جواب قسم ہے اس لحاظ سے کہ (حتى تكون حرضاً...) کا جملہ اس کے لیے غایت واقع ہوا ہے۔ اصل میں جواب قسم جملہ (تكون حرضاً) ہے۔

۷۔ رنج و الم اور شدید غصہ انسان کی جسمی طاقت کو ختم کر کے مرنے کے قریب بنا دیتا ہے۔

قالوا تالله تفتنوا تذكر يوسف حتى تكون حرضاً او تكون من الهالكين

انسان: انسان میں ضعف کے عوامل ۷

برادران یوسف: برادران یوسف (ع) اور یعقوب (ع) ۳، ۶، ۵؛ برادران یوسف ؑ اور یعقوب ؑ کی بیماری ۳؛ برادران یوسف ؑ کا خطرے سے آگاہ کرنا ۶؛ برادران یوسف ؑ کا ملامت کرنا ۳؛ برادران یوسف ؑ کی امیدیں ۵؛ برادران یوسف ؑ کی پریشانی ۳

دکھ: دکھ کے آثار ۷

روحانی علم: روحانی علم کی عطوفت و لذت ۷

شفقت: خاندان میں شفقت و محبت کے آثار ۱

غم: غم کے آثار ۷

موت: موت کے اسباب ۷

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ کا غم ۳؛ یعقوب ؑ کا قصہ ۱، ۳، ۳؛ یعقوب ؑ کو خبردار کرنا ۶؛ یعقوب ؑ کو موت کا خطرہ ۶؛ یعقوب کی ملامت ۳؛ یعقوب ؑ کی بیماری کا سبب ۲؛ یعقوب ؑ کی موت کا سبب ۲؛ یعقوب (ع)، یوسف ؑ کے فراق میں ۱، ۳، ۲

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۶، ۳، ۳؛ یوسف ؑ کو فراموش کرنے کی درخواست ۵؛ یوسف ؑ کی جدائی کا سخت

ہونا ۲

## آیت ۸۶

﴿قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

یعقوب نے کہا کہ میں اپنے حزن و غم اور اپنی بےقراری کی فریاد اس کی بارگاہ میں کر رہا ہوں اور اس کی طرف سے وہ سب جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو (۸۶)

۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں شدید اور ناقابل تحمل غم میں گرفتار تھے۔  
قال إنما أشكو ابثي و حزني الى الله

(بث) لغت میں شدید حزن کے معنی میں ہے۔ گویا اسکی شدت موجب بنتی ہے کہ اس غم کا مالک شخص اس کو تحمل نہیں کر سکتا ہے اس وجہ سے لوگوں کو بتاتا ہے اور اسے عام کرتا ہے۔

۲۔ حضرت یعقوب (ع)، فراق یوسف علیہ السلام کے جان لیوا غم و اندوہ کی شکایت صرف خداوند متعال سے کرتے تھے۔  
قال إنما أشكو ابثي و حزني الى الله

کسی شخص کے سامنے شکایت لے جانے کا معنی یہ ہے کہ اس شخص کو اس شے کی برائی یا اس کے بارے میں گلہ کرنا ہے پس اس صورت میں (انما أشكو ابثي و حزني الى الله) یعنی فقط خداوند متعال کی ذات کو اسکی شکایت کروں گا کہ اس کے غم نے مجھ پر کتنا اثر کیا ہے اور ان کے بارے میں فقط خداوند متعال کی ذات سے شکایت اور اس سے فیصلے کی دعا کروں گا۔

۳۔ حضرت یعقوب (ع)، نے کبھی بھی اپنے رنج و الم اور دکھ کی شکایت غیر اس (فرزندان اور اپنے اصحاب) سے نہیں کی۔ قال انما أشكو ابثي و حزني الى الله

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام صرف خداوند عالم کی ذات کو اپنے غم و دکھ کو دور کرنے پر قادر سمجھتے تھے۔  
قال إنما أشكو ابثي و حزني الى الله

حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے حزن و الم کی شکایت خداوند متعال کی ذات سے کرنے کا مقصد اپنے سے اس غم کو دور کرنے کی درخواست کرنا تھا۔

۵۔ حضرت یعقوب (ع)، توحیدی فکر سے بہرہ مند تھے۔ قال انما أشكو ابثي و حزني الى الله

۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، جب اپنے بیٹوں اور ساتھیوں کو اپنے غم و اندوہ کی شکایت نہیں کرتے تھے تو انہیں اپنے اوپر

ملامت کرنے کا سزاوار بھی نہیں سمجھتے تھے۔ قالوا تالله تفتتوا تذکر یوسف ... قال إنما أشکوا ابثی و حزنی الی اللہ  
 ۷۔ دکھ و درد اور مصیبتیں خواہ زیادہ ہوں یا کم صرف ذات اقدسے انکی شکایت کرنا چاہیے اور فقط اس سے مدد طلب کرنی  
 چاہیے۔ قال إنما اشکو ابثی و حزنی الی اللہ

(بث) کا معنی شدید حزن ہے اس بناء پر قرینہ مقابلہ کی وجہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت یعقوب ؑ کی کلام میں "حزن" سے  
 مراد، کم و آسان غم و اندوہ ہے۔

۸۔ خداوند متعال کی بارگاہ میں شکوہ کرنا، صبر کے ساتھ منافات نہیں رکھتا ہے۔ فصبر جمیل ... إنما اشکو ابثی و حزنی  
 الی اللہ

حضرت یعقوب ؑ کا یہ اظہار کرنا کہ صبر جمیل زیبا اور اچھا ہے اور دوسری طرف خداوند متعال سے اس کے بارے  
 میں شکوہ بھی کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔

۹۔ حضرت یعقوب ؑ اپنے بیٹوں اور ساتھیوں کے عقیدہ کے برخلاف حضرت یوسف ؑ کے زندہ ہونے پر اطمینان  
 رکھتے تھے۔ و أعلم من الله ما لا تعلمو

(من اللہ) کا معنی ممکن ہے (اللہ کی طرف سے) ہو اور ممکن ہے اسکا معنی (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) ہو پس پہلے احتمال  
 کی صورت میں مقام کی مناسب سے (مالا تعلمون) سے مراد یہ ہے کہ حضرت یوسف ؑ زندہ ہیں اور حضرت یعقوب ؑ  
 اسکے دیدار کے مشتاق ہیں ... وغیرہ۔

۱۰۔ حضرت یعقوب ؑ، یوسف ؑ کے دیدار اور اس کی جدائی کے ختم ہونے پر مطمئن تھے۔  
 و أعلم من الله ما لا تعلمون

۱۱۔ حضرت یعقوب ؑ کا حضرت یوسف ؑ کے زندہ ہونے پر اطمینان، اس علم و دانش کی وجہ سے تھا جو خداوند  
 متعال کی ذات نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ و أعلم من الله ما لا تعلمون

۱۲۔ حضرت یعقوب (ع)، اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق ایسے حقائق کا علم رکھتے تھے جو دوسروں پر مخفی تھا۔  
 و أعلم من الله ما لا تعلمون

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ (من اللہ) کا معنی (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) ہو۔ اس صورت میں (مالا تعلمون)  
 سے مراد، خداوند متعال کی صفات و خصوصیات ہیں۔

۱۳۔ فرزند ان یعقوب ؑ خداوند متعال کے بارے میں حقائق سے جاہل اور ناواقف تھے۔ و أعلم من الله ما لا تعلمون

۱۴۔ حضرت یعقوب ؑ کا خداوند متعال کی ذات و صفات کے بارے میں خصوصی علم و معرفت رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسکی ذات کے سامنے خاضع و خاشع اور غیر اللہ کے سامنے اپنی مشکلات کو بیان نہیں کرتے تھے۔ انما أشكو بثي و حزني إلى الله وأعلم من الله ما لا تعلمون // (أعلم من الله) کا جملہ (انما أشكو...) کے لیے علت کی حیثیت رکھتا ہے یعنی میرا فقط خداوند متعال کی ذات سے شکایت کرنا جبکہ (تم ایسے نہیں ہو) اس لیے ہے کہ جو میں جانتا ہوں یعنی خداوند متعال کی صفات و خصوصیات کا جو مجھے علم ہے تم اس سے ناواقف ہو۔

۱۵۔ معرفت الہی کا زیادہ ہونا، توحیدی فکر سے زیادہ بہرہ مند ہونے کا سبب ہے۔ انما أشكو... و أعلم من الله ما لا تعلمون

۱۶۔ عن أبي عبد الله ؑ قال: قدم أعرابي على يوسف... قال له يوسف: ... فإذا مررت بوادي كذا و كذا فقف فناد: يا يعقوب (ع)، يا يعقوب فإنه سيخرج إليك رجل... فقل له: لقيت رجلاً بمصر و هو يقرئك السلام و يقول لك: إن و ديعتك عند الله عزوجل لن تضيع، قال: فمضى الا عرابي... فا بلغه ما قال له يوسف... فكان يعقوب ؑ يعلم أن يوسف (ع) حيّ لم يميت و أن الله تعالى ذكره سيظهره له بعد غيبته و كان يقول لبنیه: "إني أعلم من الله ما لا تعلمون..." (۱)

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ ایک بادیہ نشین حضرت یوسف ؑ کے پاس آیا... حضرت یوسف ؑ نے اس سے کہا: ...جب تم فلاں وادی سے گذر کرو تو وہاں کھڑے ہو کر آواز دینا اے یعقوب ؑ اے یعقوب ؑ اسوقت ایک شخص تیری طرف آئے گا تو تم اس سے کہنا کہ میں نے مصر میں ایک شخص سے ملاقات کی ہے جو آپ کو سلام عرض کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تمہاری امانت خدا کے نزدیک ہمیشہ باقی رہے گی۔ تب امام ؑ نے فرمایا: وہ بادیہ نشین گیا اور حضرت یوسف ؑ کا پیغام حضرت یعقوب ؑ کو ابلاغ کیا... اس سے حضرت یعقوب ؑ کو معلوم ہو گیا کہ حضرت یوسف ؑ زندہ ہیں اور اس دنیا سے نہیں گئے ہیں اور خداوند متعال جلد ہی اسکو غیبت کے بعد ضرور ظاہر کرے گا۔ اسی وجہ سے ہمیشہ اپنے بیٹوں سے یہ کہا کرتے تھے (إني أعلم من الله ما لا تعلمون...)

۱۷۔ عن أبي عبد الله ؑ: هبط عليه جبرئيل فقال له: يا يعقوب ربك يقرؤك

السلام و يقول لك: شكوتنى إلى الناس ... فلا تعود تشكونى إلى خلقي ... فقال: " انما أشكوا بنى و حزنى إلى الله... (۱) "

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل ؑ حضرت یعقوب ؑ کے پاس آئے۔ اور کہا: کہ تیرا پروردگار تم پر سلام بھیجتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تو نے لوگوں سے میرا گلہ و شکوہ کیا ہے۔ پھر ایسا نہ کرنا پس حضرت ؑ نے یہ جملہ کہا: " انما اشكوا بنى و حزنى إلى الله ... "

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنا ۲، ۳، ۴، ۱۳، ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۷؛ اللہ تعالیٰ کی شناخت کے آثار ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کے عطایا ۱۱

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف ؑ کا جہل ۱۳؛ برادران یوسف ؑ کو اللہ تعالیٰ کی شناخت ۱۳  
توحید: توحید کے اسباب ۱۵

جبرائیل: جبرائیل ؑ اور یعقوب ؑ ۱۷

روایت: ۱۶، ۱۷

صبر: صبر اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنا ۸

مدد طلب کرنا: اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا ۷

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ۳؛ یعقوب ؑ اور برادران یوسف (ع) کی سرزنش ۶؛ یعقوب ؑ اور حضرت یوسف ؑ کی زندگی ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۶؛ یعقوب ؑ اور یوسف ؑ سے ملاقات ۱۰؛ یعقوب ؑ پر وحی ۱۷؛ یعقوب ؑ حضرت یوسف ؑ کے فراق میں ۱، ۲؛ یعقوب ؑ کا اطمینان ۹، ۱۰؛ یعقوب ؑ کا شکوہ ۲، ۳، ۱۴، ۱۳؛ یعقوب ؑ کا علم ۱۶؛ یعقوب ؑ کا علم غیب ۱۲؛ یعقوب ؑ کا علم لدنی ۱۱؛ یعقوب ؑ کا غمزہ ہونا ۶؛ یعقوب ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۱۰، ۹؛ یعقوب ؑ کو اللہ تعالیٰ کی شناخت ۱۲؛ یعقوب ؑ کی توحید ۳، ۵؛ یعقوب ؑ کی فکر ۳، ۶؛ یعقوب ؑ کے علم کا سبب ۱۱؛ یعقوب ؑ کے فضائل ۵، ۱۲؛ یعقوب ؑ میں اللہ تعالیٰ کی شناخت کے آثار ۱۳؛ یعقوب ؑ میں تضرع کے دلائل ۱۲؛ یعقوب ؑ میں غم کے اسباب ۱

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا قصہ ۹، ۱۰، ۱۶

## آیت ۸۷

﴿يَا بَنِي إِدْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾

میرے فرزندو جاؤ یوسف اور ان کے بھائی کو خوب تلاش کرو اور رحمت خدا سے مایوس ۱۔ نہ ہونا کہ اس کی رحمت سے کافر قوم کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا ہے (۸۷)

۱۔ حضرت یعقوب ؑ کو یہ یقین تھا کہ حضرت یوسف ؑ اور بنیامین زندہ ہیں اور وہ تلاش کرنے سے مل جائیں گے۔  
یا بنی اذہبوا فتحسسوا من یوسف و أخیه

۲۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کی تلاش میں نکلیں اور اسکو پانے کی کوشش کریں۔ یا بیتی اذہبوا فتحسسوا من یوسف و أخیه

(تحسوا) کا مصدر (تحس) ہے جو طلب کرنے اور تلاش کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۳۔ حضرت یعقوب (ع) نے بنیامین کے فراق و جدائی کو اپنی مصیبتوں اور مشکلات کے ختم ہونے کی علامت سمجھا اور حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کے مل جانے پر امید رکھنے لگے۔ یا بیتی اذہبوا فتحسسوا من یوسف و أخیه و لا تأیسوا من روح اللہ

جب حضرت یعقوب ؑ بنیامین کی داستان کے بعد حضرت یوسف (ع) کی تلاش کرنے کی بات کرتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو انہیں تلاش کرنے کا حکم دیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے بنیامین کے واقعہ کو خدا کی رحمت کے نزول کا سبب سمجھا اور یوسف ؑ کے مل جانے پر امید رکھنے لگے۔ بنیامین کے واقعہ سے پہلے حضرت یوسف ؑ کی تلاش نہ کرنا اس حقیقت پر دلیل ہے کہ حضرت یوسف ؑ کا مسئلہ بنیامین کی گرفتاری کے ساتھ مربوط تھا۔

۳۔ حضرت یعقوب (ع) نے اپنے بیٹوں سے چاہا کہ وہ حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کی تلاش جاری رکھیں اور انکے ملنے سے ہرگز مایوس نہ ہوں۔ و لا تأیسوا من روح اللہ

۵۔ حضرت یعقوب ؑ کی اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت تھی کہ خداوند متعال کی رحمت سے ناامید نہ ہونا بلکہ اسکی مدد پر امید رکھنا۔ و لا تأیسوا من روح اللہ

یہاں (روح) کا معنی سرور، خوش آرام و رحمت کا ہے اور اس کلمہ کا (اللہ) کی طرف مضاف کرنا اور (من روح اللہ) کا (لا) تائیسوا کے متعلق ہونا بتاتا ہے اسکا معنی (رحمت) ہے۔



۶۔ حضرت یعقوب (ع)، حضرت یوسف اور بنیامین کو پالنے کے سلسلہ میں رحمت و مدد الہی پر مطمئن تھے۔  
فتحسوا من یوسف و أخیه و لا تأیسوا من روح اللہ

آیت شریفہ میں رحمت الہی کا جلوہ، یوسف (ع) کو پالنے اور بنیامین تک پہنچنے تک اسکی مدد ہے۔

۷۔ اپنے مقصود تک پہنچنے اور مشکلات کو رفع کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسکی مدد کے ساتھ ساتھ انسان کو کوشش و تلاش ضرور کرنی چاہیے۔ اذہبوا فتحسوا من یوسف و أخیه و لا تأیسوا من روح اللہ

حضرت یعقوب ؑ اپنے بیٹوں کو یوسف ؑ اور بنیامین کی تلاش کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور ان سے یہ بھی چاہتے ہیں کہ انکی تلاش میں سفر کریں لہذا مذکورہ بالا معنی اس سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۸۔ اپنے مقصود کے حصول اور مشکلات کو دور کرنے میں مدد اور رحمت الہی سے دل لگانا ضروری ہے۔

و لا تأیسوا من روح اللہ انہ لا یأیس من روح اللہ الا القوم الکافرون

۹۔ انسان کی زندگی کی مشکلات دور کرنا اور اس کے لیے آسانی پیدا کرنا، خداوند متعال کے ہاتھ و اختیار میں ہے۔

و لا تأیسوا من روح اللہ

۱۰۔ ذات اور صفات الہی کی معرفت اسکی رحمت و مدد سے امید رکھنا ہے۔

و أعلم من اللہ ما تعلمون ولا یأیسوا من روح اللہ الا القوم الکافرون

۱۱۔ فقط کفار ہی اسکی مدد پر امید نہیں رکھتے اور اسکی رحمت سے مایوس ہیں۔ لا یأیسوا من روح اللہ الا القوم الکافرون

آیت شریفہ میں (کافرون) سے مراد وہ لوگ ہیں جو قدرت الہی اور اسکی رحمت کی عطائز اسکا اپنے بندوں کی ضروریات سے آگاہ و عالم ہونے سے منکر ہیں۔

۱۲۔ تجاویز اور نصیحتوں کی توجیہ کے ساتھ ساتھ اس کے نتیجہ اور انجام کو بھی بیان کرنا، ایک اچھی اور مناسب بات ہے

۔ لا تأیسوا من روح اللہ انہ لا یأیس من روح

(انہ لا یائسوا...) کا جملہ (لا تائسوا...) کے لیے علت واقع ہوا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی نصیحت (رحمت الہی سے مایوس نہ ہونا) کو بیان کرنے کے ساتھ اسکا انجام (کفر کے گرداب میں گرنے) کو بھی بیان کیا۔ یہ تمام لوگوں کے لیے مناسب بات ہے کہ اپنی نصیحت و تاکید یا فرمان کو اس کے انجام کی دلیل کے ساتھ بیان کریں۔

۱۔ عن أبی جعفر (ع) : ... (یعقوب) دعا ربہ فی السحر أن یهبط علیہ ملک الموت فیهبط علیہ ... قال یعقوب ... هل عرض علیک فی الارواح روح یوسف ؟ فقال: لا فعند ذلک علم انہ حی فقال لولدہ : " اذهبوا افتحسوا

من یوسف ...؟" (۱)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سحر کے وقت دعا کی کہ خدایا ملک الموت کو میرے پاس بھیج... تو وہ زمین پر نازل ہوا... تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے سوال کیا... کہ ارواح میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی روح کو تیرے پاس لایا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں اس سے حضرت کو معلوم ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں تو اس وقت اپنے بیٹوں کو کہا (اذہبوا فتحسبوا من یوسف...)۔

۱۳۔ عن أبی عبد اللہ علیہ السلام : ... (من الکبائر) الاس من روح اللہ ، لان اللہ عزوجل یقول: "إنہ لا یئأس من روح اللہ الا القوم الکافرون... (۱) امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ (گناہ کبیرہ) میں سے ایک خداوند متعال سے ناامید ہونا ہے کیونکہ خداوند متعال فرماتا ہے (إنہ لا یئأس من روح اللہ الا القوم الکافرون)

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اطمینان ۶؛ اللہ تعالیٰ کی شناخت کے آثار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی صفات کی شناخت کے آثار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مدد پر اطمینان ۶؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۹

اللہ تعالیٰ کی مدد: اللہ تعالیٰ کی مدد سے مایوس ہونے والے ۱۱  
امید رکھنا: اللہ تعالیٰ پر امید رکھنے کے اسباب ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھنا ۵، ۸، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مدد پر امید رکھنا ۵،

۱۰، ۸

ایمان: ایمان اور عمل ۷؛ اللہ تعالیٰ کی مدد پر ایمان ۷؛ اللہ تعالیٰ پر ایمان ۷؛ ایمان کے آثار ۸

بنیامین: بنیامین کی تلاش ۲، ۳، ۶

رحمت: رحمت سے ناامید ہونا گناہ ہے ۱۳؛ رحمت سے ناامید لوگ ۱۱

روایت: ۱۳، ۱۳

عمل: پسندیدہ عمل ۱۲؛ عمل کے انجام کا بیان ۱۲

کافرین: کافروں کی خصوصیات ۱۱؛ کافروں کی ناامیدی ۱۱

گناہان کبیرہ: ۱۳

مشکلات: مشکلات کو دور کرنے کا پیش خیمہ ۸؛ مشکلات کو دور کرنے کا سبب ۹

مشورہ: مشورہ بیان کرنے کا طریقہ ۱۲

نصیحت: نصیحت کرنے کا طریقہ ۱۲

ناامیدی: ناامیدی سے منع کرنا ۵، ۳

یعقوب (ع): یعقوب ؑ اور برادران یوسف (ع) ۲، ۵؛ یعقوب ؑ اور بنیامین کا زندہ ہونا ۱؛ یعقوب ؑ اور بنیامین کی

جدائی ۳؛ یعقوب (ع) اور حضرت یوسف ؑ کا زندہ ہونا ۱؛ یعقوب ؑ کا اطمینان ۶؛ یعقوب ؑ کا امید رکھنا ۳؛ یعقوب

ؑ کا قصہ ۲، ۳، ۳؛ یعقوب ؑ کا یوسف کے فراق میں ہونا ۱۳؛ یعقوب ؑ کی امیدیں ۳؛ یعقوب ؑ کی فکر ۱؛ یعقوب

ؑ کی نصیحتیں ۵؛ یعقوب ؑ کے اوامر ۲؛ یعقوب ؑ کے غم کا ختم ہونا ۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ کی تلاش ۲، ۳، ۶، ۱۳؛ یوسف ؑ کا قصہ ۲، ۳، ۱۳

## آیت ۸۸

﴿فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ﴾

اب وہ جو لوگ دوبارہ یوسف کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف ہے اور ہم ایک حقیر ہی پونجی لے کر آئے ہیں آپ ہمیں پورا پورا غلہ دے دیں اور ہم پر احسان کریں کہ خدا کا ر خیر کرنے ۲۔ والوں کو جزائے خیر دیتا ہے (۸۸)

۱۔ فرزند ان یعقوب (ع)، قحطی کے دوران تیسری بار مصر آئے اور حضرت یوسف ؑ کی خدمت میں پہنچے۔  
فلما دخلوا عليه

۲۔ خاندان یعقوب ؑ، قحطی کے دوران بہت ہی تنگدستی اور رنج الم میں گرفتار ہوا۔ قالوا ... مسنا و اهلنا انصر (مس) لمس کرنے اور ارتباط کرنے کے معنی میں ہے۔ (ضر) بہت زیادہ فقر اور سختی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔  
۳۔ فرزند ان یعقوب (ع) نے (حضرت یوسف ؑ کو) خاندان یعقوب (ع) کی مادی حالت کی خرابی اور معیشت کی سختی کے بارے میں بتایا۔ قال يا ايها العزيز مسنا و اهلنا الضر و جئنا ببضاعة مزجية

۳۔ حضرت یوسف (ع)، قحطی مصر کے دوران اس علاقے میں عزیز کے عہدے پر فائز تھے۔ قالوا يا ايها العزيز

۵۔ حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں حکومتی عہدوں میں سے "عزیز" ایک عہدہ تھا۔ قالوا يا ايها العزيز

۶۔ حضرت یعقوب ؑ کی اولاد، اہل و عیال (بیوی، بچے وغیرہ) رکھتے تھے۔ مسنا و اهلنا الضر

(اہل الرجل) بیوی، بچے اور دوسرے رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے۔

۷۔ فرزند ان یعقوب ؑ، مصر کی طرف تیسرے سفر کے دوران اپنی خوراک کے حصے کو خریدنے کے لیے پوری قیمت نہیں رکھتے تھے۔ و جئنا ببضاعة مزجية فأوف لنا الكيل

(مزجاة) ناچیز اور حقیر کے معنی میں آتا ہے۔

۸۔ فرزند ان یعقوب (ع) نے اپنی تنگدستی اور اپنے حصے کو خریدنے کے لیے مناسب مال نہ رکھنے کو بیان کرنے کے ذریعہ حضرت یوسفؑ سے عرض کی کہ انکا حصہ کامل طور پر دیا جائے۔ *مَسْنَا وَاَهْلُنَا الضَّرَّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةِ مَرْجِيَّةٍ فَاَوْفَ لَنَا الْكَيْلَ*

۹۔ مصر میں قحطی کے دوران غلات کے معین حصے کو فروخت کرنا اور اس کے مقابلے میں اسکی قیمت دریافت کرنا، حضرت یوسفؑ کی دائمی سیاست تھی۔ *وَجِئْنَا بِبِضَاعَةِ مَرْجِيَّةٍ فَاَوْفَ لَنَا الْكَيْلَ*

چنانچہ اس سورۃ کی مذکورہ آیات ۵۹، ۶۰، ۶۲ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت یوسف (ع) نے خوراک کے ذخیرہ کو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا اور لوگوں کو ان کے حصے دینے کے ساتھ ساتھ ان سے اسکی قیمت بھی وصول کرتے تھے۔ اس مورد بحث آیت شریفہ میں بھی لفظ (کیل) اور جملہ (*جِئْنَا بِبِضَاعَةِ مَرْجَاةٍ*) اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ خوراک کی حصہ بندی اور اس کے مقابلے میں قیمت وصول کرنے کا پروگرام طولانی مدت گزرنے تک بھی جاری و ساری رہا۔

۱۰۔ حضرت یوسفؑ تنگدست اور فقراء لوگوں سے خوراک کے حصے کی قیمت وصول نہیں کرتے تھے۔ *مَسْنَا وَاَهْلُنَا وَجِئْنَا بِبِضَاعَةِ مَرْجَاةٍ فَاَوْفَ لَنَا الْكَيْلَ*

اس جملہ (اَوْفَ لَنَا الْكَيْلَ) میں فاء تفریع ہے جو جملہ (*مَسْنَا وَاَهْلُنَا الضَّرَّ...*) کی تفریع ہے اس سے مذکورہ بالا معنی حاصل کیا گیا ہے۔

۱۱۔ حضرت یوسفؑ، بیت المال کے تصرف کرنے اور ذخیرہ شدہ خوراک بخشش و عطا کرنے میں خصوصی اختیارات کے حامل تھے۔ *وَجِئْنَا بِبِضَاعَةِ مَرْجَاةٍ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقَ عَلَيْنَ*

۱۲۔ فرزند ان یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ سے درخواست کی کہ انکے بھائی بنیامین کو انہیں واپس لوٹا دیں۔ *وَتَصَدَّقَ عَلَيْنَ*

فرزند ان یعقوبؑ کی عطیہ مانگنے کی جو درخواست تھی وہ کس شے کے بارے میں تھی اس میں تین احتمالات ہیں۔

۱۔ بنیامین مراد ہیں جو ظاہراً حضرت یوسف علیہ السلام کی ملکیت میں تھے۔ ۲۔ ممکن ہے خوراک کے حصے میں اضافہ کی درخواست ہو۔ ۳۔ خوراک کا وہی مخصوص حصہ لیکن بغیر کسی عوض و قیمت کے۔ مذکورہ تفسیر پہلے احتمال کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہے۔

۱۳۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام کے نزدیک خوراک کو دریافت کرنا حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش و دریافت اور بنیامین کی واپسی سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ یا أيہا العزیز مسننا و أهلنا الضر ... فأوف لنا الكيل و تصدق علينا

فرزند ان یعقوب علیہ السلام حضرت یعقوب (ع) کے حکم پر مصر میں آئے تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کوئی اطلاع حاصل کریں اور بنیامین کو واپس لائیں لیکن انہوں نے اس سے پہلے اپنے فقر و تنگدستی کا ذکر کیا اور خوراک کے حصے کا مطالبہ کیا۔ مذکورہ بالا معنی ہم اس سے سمجھ سکتے ہیں۔

۱۴۔ برادران یوسف علیہ السلام نے خاندان یعقوب (ع) کی معاشی زندگی کی سختی کی وجہ سے ان سے درخواست کی کہ ہمارے سال کے خوراک کے حصے کو زیادہ کر کے غلات سے ہمیں دیا جائے۔ مسننا و أهلنا الضر ... فأوف لنا الكيل و تصدق علينا

۱۵۔ انبیاء کی اولاد اور خاندان کو صدقہ دینا جائز اور نیک کام ہے۔ و تصدق علينا إن الله يجزي المتصدقين (تصدق) صدقہ دینے کے معنی میں ہے (صدقہ) کا معنی جس طرح کشاف میں ذکر ہوا ہے ایسا عطیہ اور بخشش ہے جس سے ثواب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

۱۶۔ مستحقین اور حاجتمندوں کو صدقہ دینا مستحب ہے۔ مسننا و أهلنا الضر ... إن الله يجزي المتصدقين

۱۷۔ خداوند متعال صدقہ دینے والوں کو اجر عطا کرے گا۔ إن الله يجزي المتصدقين

۱۸۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام کی نظر میں عزیز مصر (یوسف) (ع) خدا کی معرفت، خیر خواہ، اور جو دو کرم رکھنے والا حاکم تھا۔ فأوف لنا الكيل و تصدق علينا إن الله يجزي المتصدقين

۱۹۔ برادران یوسف (ع) نے مصر کی طرف اپنے تیسرے سفر کے دوران حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اپنے فقر اور تنگدستی کی شکایت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی ذلت و ضعف کا اظہار کیا۔

مسننا و أهلنا الضر ... و تصدق علينا إن الله يجزي المتصدقين

۲۰۔ "عن ابی الحسن الہادی علیہ السلام ... لما مات العزیز ... إفتقرت إمراً العزیز و احتاجت حتی سألت الناس فقالوا: ما یضربک لو قعدت للعزیز و کان یوسف یسمی

العزیز (خ - ل - و کل ملک کان لهم سمی بهذا الاسم) ... فقامت اليه و قالت : سبحان ... من جعل العبيد بالطاعة ملوكاً...<sup>(۱)</sup>

امام ہادی علیہ السلام سے روایت ہے ... عزیز مصر کے مرنے کے بعد اسکی بیوی (زلیخا) فقیر اور محتاج ہو گئی یہاں تک کہ لوگوں سے مدد کی درخواست کرتی تھی پھر لوگوں نے اسے کہا تیرے لیے کیا پریشانی ہے کہ عزیز مصر کے راستے میں بیٹھ جاؤ (اور اس سے مدد طلب کرو) حضرت یوسف علیہ السلام کو اس زمانے میں عزیز مصر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا (ہر بادشاہ جو مصر کے لوگوں پر حکومت کرتا تھا اسکو عزیز کے نام سے یاد کیا جاتا تھا)

پس سابق عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کے راستے پر کھڑی ہو گئی اور اس نے کہا: پاک ہے وہ خدا جو غلاموں کو اپنی اطاعت کے سبب بادشاہی عطا کرتا ہے۔

۲۱\_ عن احمد بن محمد عن أبي الحسن الرضا علیہ السلام قال: سئلته عن قوله " و جننا ببضاعة مزجاة " قال: المقل<sup>(۲)</sup>  
احمد بن محمد کہتا ہے: میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس قول خدا کے بارے سوال کیا کہ جسمیں (فرزندان یعقوب نے کہا تھا) " و جننا ببضاعة مزجاة " تو حضرت علیہ السلام نے جواب فرمایا: اس سرمایہ سے مراد (مقل)<sup>(۳)</sup> تھا۔

آل یعقوب علیہ السلام: آل یعقوب قحطی کے دوران ۲; آل یعقوب علیہ السلام کا فقر ۲، ۳; آل یعقوب علیہ السلام کا بتلا ہونا ۲; آل یعقوب کی تاریخ ۲; آل یعقوب کے دکھ ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی جزائیں ۱۷

احکام: ۱۵، ۱۶

انبیاء علیہ السلام: انبیاء علیہ السلام کے رشتہ داروں کو صدقہ دینا ۱۵; انبیاء علیہ السلام کی اولاد کو صدقہ دینا ۱۵  
برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف علیہ السلام اور بنیامین کی واپسی ۱۳; برادران یوسف علیہ السلام اور غلہ کا دریافت کرنا ۱۳;  
برادران یوسف علیہ السلام اور یوسف ۳، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۸، ۱۹; برادران یوسف علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کی تلاش ۱۳; برادران یوسف (ع) کا حصہ ۸، ۱۳; برادران یوسف (ع)

(۱) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۵۷; نور الثقلین ج ۲ ص ۴۷۲ ح ۲۱۸ (۲) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۹۲ ح ۶۷; نور الثقلین ج ۲ ص ۴۵۸ ح ۱۵۷۔

(۳) مقل لنت میں پھل یا درخت کے شیرہ کو کہا جاتا ہے جو دوا وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے اگرچہ اس کے اور بھی مختلف معانی ذکر کیئے گئے ہیں۔

کا فقر ۷، ۸، ۱۳، ۱۹؛ برادران یوسف (ع) کا گلا شکوہ ۱۹؛ برادران یوسف ﷺ کا مال تجارت ۲۱؛ برادران یوسف ﷺ کا مصر میں تیسرا سفر ۱، ۱۹، ۷؛ برادران یوسف ﷺ کی خواہشات ۸، ۱۲، ۱۳؛ برادران یوسف ﷺ کی دنیا طلبی ۱۳؛ برادران یوسف (ع) کی ذلت ۱۹؛ برادران یوسف کی فکر ۱۸؛ برادران یوسف ﷺ کی یوسف ﷺ کو رپورٹ دینا ۳؛ برادران یوسف (ع) کے اہل و عیال ۶؛ برادران یوسف ﷺ کے تجارتی مال کا بے قیمتی ہونا ۷

بضاعت مزجات: بضاعت مزجات سے مراد ۲۱

روایت: ۲۰، ۲۱

زلیخا: زلیخا کا انجام ۲۰

صدقہ: صدقہ دینے والوں کی جزاء ۱۷؛ صدقہ کے احکام ۱۵، ۱۶؛ صدقہ کے مصارف ۱۵

غلات: حضرت یوسف ﷺ (ع) کے زمانہ میں غلات کی راشن بندی ۹؛ حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں غلات کی فروخت ۹

فقراء: فقراء کو صدقہ دینا ۱۶

قدیمی مصر: قدیمی مصر میں حکومت کا نظام ۵

مستحبات ۱۶

ہبہ: ہبہ و بخشش کی درخواست کرنا ۱۳

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ اور بیت المال ۱۱؛ حضرت یوسف ﷺ اور فقراء ۱۰؛ حضرت یوسف ﷺ عزیزی کے دوران ۵؛ حضرت یوسف ﷺ قحطی کے دوران ۳؛ حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۳، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۱۹، ۲۰؛ حضرت یوسف ﷺ کی خیر خواہی ۱۸؛ حضرت یوسف ﷺ کی سخاوت ۱۱، ۱۸؛ حضرت یوسف ﷺ کی عزیزی ۳، ۲۰؛ حضرت یوسف ﷺ کے اختیارات کی حدود ۱۱؛ حضرت یوسف ﷺ کے اقتصادی پروگرام ۹، ۱۰



## آیت ۸۹

﴿قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ يُّوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ﴾

اس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور ان کے بھائی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے جب کہ تم بالکل جاہل تھے (۸۹)

۱۔ عزیز مصر نے جب فرزند ان یعقوب ؑ کی ذلت و خواری کا مشاہدہ کیا تو انہیں کنعان کے کنویں میں حضرت یوسف ؑ کو چھوڑنے کے قصے کو یاد دلوایا۔ قال هل علمتم ما فعلتم بيوسف و أخيه

(ما فعلتم بيوسف) کے جملے سے مراد یا اس کا مصداق حضرت یوسف (ع) کو کنعان کے کنویں میں چھوڑنا ہے گویا اس سے مراد وہی ہے جسکو خالق کائنات نے اسی سورۃ کی آیت ۱۵ میں ذکر کیا ہے اور اس طرح فرمایا: بے شک اس واقعہ (کنویں کا قصہ) کو آئندہ ان کو تم بیان کرو گئے (حالانکہ وہ آپ کو نہیں پہچانتے ہوں گئے)۔

۲۔ بنیامین، حضرت یوسف ؑ کا پدری و مادرى بھائی حضرت یوسف ؑ کی طرح اپنے بھائیوں کی اذیت و آزار سے دوچار تھا۔ قال هل علمتم ما فعلتم بيوسف و أخيه

۳۔ بنیامین نے اپنے بھائیوں کے نامناسب رویہ اور اذیت رسانی کی حضرت یوسف ؑ کے سامنے وضاحت کی تھی۔  
هل علمتم ما فعلتم بيوسف و أخيه إذ أنتم جاهلون

(ما فعلتم بيوسف و أخيه) کے جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرزند ان یعقوب (ع) نے بنیامین کو بھی اذیت دی تھی اور حضرت یوسف (ع) کو اس کی اطلاع تھی ظاہراً حضرت یوسف ؑ بنیامین کے ذریعہ اس سے مطلع ہوئے تھے۔

۳۔ حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کی آپس میں جدائی کی داستان دونوں بھائیوں کے لیے بہت سخت اور غمگین داستان تھی۔ هل علمتم ما فعلتم بيوسف و أخيه

(ما فعلتم بيوسف و أخيه) میں ممکن ہے کہ حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کی جدائی کے رنج و الم کی طرف اشارہ ہو۔

۵۔ حضرت یوسف ؑ نے اپنے بھائیوں کی جہالت اور

نادانی کو اپنے اور بنیامین پر ظلم و ستم کرنے کا سبب سمجھا۔ هل علمتم ما فعلتم بیوسف و أخیه إذ أنتم جاهلون  
 ۶۔ برادران یوسف (ع) حضرت یوسف (ع) کو کنعان کے کنویں میں ڈالتے وقت بے عقلی اور جہالت میں گرفتار تھے۔  
 هل علمتم ما فعلتم بیوسف و أخیه اذا انتم جاهلون

۷۔ گناہوں کے ارتکاب اور ستمگری کا سرچشمہ، جہالت ہے۔ هل علمتم ما فعلتم بیوسف و أخیه إذ أنتم جاهلون  
 ۸۔ برادران یوسف (ع) نے اپنی زندگی کا ایک حصہ گزارنے کے بعد بنیامین کو آزار و اذیت دینے سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔  
 هل علمتم ما فعلتم بیوسف و أخیه إذ انتم جاهلون

(إذ أنتم جاهلون) کا جملہ چونکہ (فعلتم) کے لیے ظرف ہے تو اس فعل کے زمانہ کو برادران یوسف (ع) کی جاہلیت اور نادانی  
 کے زمانہ کے ساتھ مقید کر رہا ہے اور یہ بات اس مفہوم کو بتاتی ہے کہ اس زمانے کے بعد بنیامین کے ساتھ انکا برتاؤ  
 نامناسب نہیں تھا۔ حکم و موضوع اور طبیعت حال کی مناسبت، اس احتمال کو ذہن میں لاتی ہے کہ وہ زمانہ ان کی جدائی  
 کا زمانہ تھا۔

۹۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں کے غلط رویہ پر اعتراض کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی غلطی کی وجہ (جہالت و  
 نادانی) بھی انہیں آگاہ کر دیا۔ إذ أنتم جاهلون

حضرت یوسف (ع) کا اپنے بھائیوں کے غلط رویہ کو ان کی جہالت کے زمانے (إذ أنتم جاهلون) کے ساتھ منسوب کرنا اس  
 معنی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ میں تم کو بے قصور سمجھتا ہوں کیونکہ تم اس زمانے میں اس غلطی کے مرتکب ہوئے ہو  
 جب تم نادان و بے وقوف تھے۔

۱۰۔ حضرت یوسف عفو و درگزر، مرد مجاہد اور انتقام نہ لینے والے انسان تھے۔ هل علمتم ما فعلتم بیوسف و أخیه إذ انتم  
 جاهلون

۱۱۔ برادران یوسف (ع) کی ان کے سامنے ذلت و خواری ان کے ظلم و ستم کا نتیجہ تھا۔ تصدق علينا ... هل علمتم ما  
 فعلتم بیوسف و أخیه

حضرت یوسف (ع) کا اپنے بھائیوں کے ذلت و خواری کے اظہار کے جواب میں ان کے ظلم و ستم کو یاد دلوانے کا  
 مقصد یہ تھا کہ حضرت یوسف (ع) یہ بتانا چاہتے تھے کہ آج میرے بھائیوں کا میرے سامنے ذلیل و خوار ہو کر آنا اس ظلم  
 و ستم کا نتیجہ ہے جو کل انہوں نے مجھ پر روا رکھا تھا۔

۱۲\_ عن أبي عبد الله ﷺ ... كل ذنب عمله العبد وإن كان به عالماً فهو جاهل حين خاطر بنفسه في معصيته ربه، و قد قال في ذلك تبارك و تعالى يحكى قول يوسف لإخوته " هل علمتم ما فعلتم بيوسف و أخيه إذ أنتم جاهلون " فنسبهم إلى الجهل لمخاطرهم با نفسهم في معصيته الله (۱) حضرت امام جعفر صادق ﷺ سے روایت ہے: جو شخص کسی گناہ کو انجام دیتا ہے اگرچہ وہ اس کے گناہ ہونے کو جانتا ہو وہ نادان ہے کیونکہ اس نے خود کو معصیت الہی کے ذریعہ خطرہ سے دوچار کیا ہے اسی وجہ سے خداوند تبارک و تعالیٰ اسی مورد کو بیان کرتے ہوئے یوسف (ع) کے اس قول کو جو ان کے بھائیوں کے لیے تھا یوں بیان فرمایا ہے " هل علمتم ما فعلتم بيوسف و أخيه إذ أنتم جاهلون " امام ﷺ نے فرمایا: حضرت یوسف ﷺ نے ان کی طرف بے وقوفی و نادانی کی نسبت دی کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو معصیت الہی کے ذریعہ خطرہ میں ڈال دیا تھا۔

برادران یوسف ﷺ: برادران یوسف اور بنیامین ۲، ۱۸؛ برادران یوسف ﷺ اور یوسف ﷺ ۲؛ برادران یوسف ﷺ پر اعتراض ۹؛ برادران یوسف (ع) کا ناپسندیدہ عمل ۹؛ برادران یوسف ﷺ کی اذیتیں ۲، ۳، ۸؛ برادران یوسف کی ذلت ۱۱؛ برادران یوسف (ع) کی جہالت کے آثار ۵؛ برادران یوسف (ع) کی جہالت ۶، ۱۲۹؛ برادران یوسف ﷺ کے ظلم کا سبب ۵؛ برادران یوسف ﷺ کے ظلم کے آثار ۱۱

بنیامین: بنیامین اور یوسف ﷺ ۳؛ بنیامین پر ظلم ۵؛ بنیامین کو اذیت دینا ۲، ۳، ۱۸؛ بنیامین کی یوسف ﷺ سے جدائی ۳؛ بنیامین کے دکھ و درد ۳

جہل: جہالت کے آثار ۷

روایت: ۱۲/ / ظلم: ظلم کا سبب ۷

گناہ: گناہ کا سبب ۷

گناہگار: گناہگاروں کی جہالت ۱۲

یاد دہانی: برادران یوسف ﷺ کو یاد دہانی ۱؛ یوسف ﷺ کو کنوئیں میں ڈالنے کی یاد دہانی ۱

یوسف ﷺ:

(۱) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۲۲۸؛ ح ۶۲؛ تفسیر برہان ج ۱ ص ۳۵۴ ح ۶۔

حضرت یوسف ؑ اور انکے بھائی ۱، ۱۲، ۹؛ حضرت یوسف ؑ بنیامین کے فراق میں ۲؛ حضرت یوسف ؑ پر اعتراض ۹؛ حضرت یوسف ؑ پر ظلم ۵، ۱۱؛ حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۶، ۹؛ حضرت یوسف ؑ کا معاف کرنا ۱؛ یوسف ؑ کو اذیت ۲؛ حضرت یوسف ؑ کی جرات ۱۰؛ حضرت یوسف ؑ کی فکر ۵؛ حضرت یوسف ؑ کے دکھ ۳؛ حضرت یوسف ؑ کے فضائل ۱۰؛ یوسف ؑ کے مادری و پدری بھائی ۲

## آیت ۹۰

﴿قَالُوا إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کیا آپ ہی یوسف ہیں؟ انھوں نے کہا کہ بیشک میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے اور جو کوئی بھی تقویٰ اور صبر اختیار کرتا ہے اللہ نیک عمل کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے (۹۰)

۱۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے عزیز مصر کی اس بات سے (کہ تم نے یوسف ؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا) پہچان لیا کہ وہ انکا بھائی یوسف ؑ ہے۔ هل علمتم ما فعلتم بیوسف ... قالوا انك لا انت يوسف (آنک ... کے جملے میں چار تاکیدیں موجود ہیں۔ جملہ اسمیہ ہے، حرف تاکید "ان" اور لام تاکید اور ضمیر فصل (انت) ہے۔ یہ تمام تاکیدات اس بات سے حکایت ہیں کہ برادران یوسف (ع) کو یہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا کہ ان کا مخاطب حضرت یوسف (ع) ہی ہیں۔

۲۔ فرزند ان یعقوب ؑ کا اس بات پر تعجب اور حیرت زدہ ہونا کہ عزیز مصر، ان کا بھائی یوسف ؑ ہے۔ قالوا أونك لانت يوسف

باوجود اس کے کہ برادران یوسف ؑ اس بات پر مطمئن تھے کہ عزیز مصر وہی یوسف ہے انہوں نے اپنے جملے کو استفہام تقریری کے ساتھ بیان کیا اور حضرت یوسف ؑ سے چاہا کہ وہ اقرار کریں کہ (میں یوسف ہوں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حیرت زدہ اور تعجب میں تھے یعنی مطمئن ہونے کے باوجود نا یقینی سی کیفیت تھی۔

۳۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں کی حیرت اور عدم یقینی سی کیفیت کے نتیجے میں ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا میں ہی یوسف ﷺ ہوں۔ اءنك لا نت قال أنا يوسف

۳۔ بنیامین، فرزند ان یعقوب کی عزیز مصر کے ساتھ تیسری ملاقات میں تشریف رکھتے تھے۔ و هذا أخي

۵۔ عزیز مصر نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے دعویٰ کی سچائی (کہ میں یوسف ﷺ ہوں) پر گواہ قرار دیا۔ قال أنا يوسف و هذا أخي

ممکن ہے جملہ (ہذا أخي) اس کے علاوہ کہ جملہ (قد من الله) کے لیے تمہید ہو کہ عزیز مصر کے اس دعویٰ پر کہ میں وہی یوسف ﷺ ہوں پر گواہ اور شاہد بھی ہو دراصل وہ اپنے بھائیوں سے یہ کہتے ہیں: اگر تم اسمیں متردد ہو کہ میں یوسف ﷺ نہیں ہوں تو میرے اور بنیامین کے چہرے پر نگاہ کرو تو تم ہمارے درمیان اخوت و برادری کو پا لو گے۔

۶۔ خداوند متعال نے یوسف ﷺ اور بنیامین کو اپنی عظیم نعمت سے نوازا۔ قد من الله علينا

(من) کا معنی احسان کرنے اور نعمت عطا کرنے کا ہے۔ (مفردات راغب) میں ہے کہ (منّ) بہت قیمتی نعمت کے معنی میں ہے۔ (علینا) میں جو ضمیر ہے بعد والے جملے (إنه من يتق...) کے قرینے کی وجہ سے جو (قد من الله علينا) کے لیے تعلیل ہے۔ اس سے مراد یوسف ﷺ اور بنیامین ہیں نہ کہ تمام بھائی۔

۷۔ حضرت یوسف ﷺ و بنیامین، تقویٰ اختیار کرنے والے، صابر اور احسان کرنے والوں میں سے تھے۔ قد منّ علينا إنه من يتق و يصبر فان الله لا يضيع أجر المحسنين

۸۔ مصر میں حضرت یوسف ﷺ کا عزیزی مصر، اقتدار اور حکومت تک پہنچنا، نیک عمل، صبر اور تقویٰ اختیار کرنے کی جزاء تھی۔ قد منّ الله علينا إنه من يتق و يصبر فان الله لا يضيع أجر المحسنين

۹۔ بنیامین کی عزت کی حفاظت، اور دوسرے بھائیوں کی طرح ذلیل و خوار نہ ہونا، نیک کام اور تقویٰ و صبر اختیار کرنے والوں کی جزاء کے ضائع نہ ہونے کی علامت ہے۔ قد منّ الله علينا إنه من يتق و يصبر فإن الله لا يضيع أجر المحسنين

۱۰۔ حضرت یوسف ﷺ کا اقتدار اور عزت، نیک کام اور صبر و تقویٰ اختیار کرنے والوں کے اجر کے ضائع نہ ہونے کی روشن اور واضح دلیل ہے۔ قد منّ الله علينا إنه من يتق و يصبر فان الله لا يضيع أجر المحسنين

۱۱۔ حضرت یوسف ﷺ اور بنیامین کی ملاقات اور ان کی

جدائی کا ختم ہونا، خداوند متعال کی ان پر عظیم نعمت تھی۔ قال أنا يوسف و هذا أخى قد من الله عليّ  
۱۲۔ نیک کام اور صبر و تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے اقتدار اور عزت، خداوند متعال کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔  
قالوا ياأيها العزيز ... قد من الله عليّ

نعمت الہی کا مورد نظر مصداق، حضرت یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر میں عزت و اقتدار کا ملنا ہے۔

۱۳۔ صبر اور تقویٰ، اجر الہی سے بہرہ مند ہونے کا موجب ہیں۔ إنه من يتق و يصبر فإن الله لا يضيع أجر المحسنين  
(من يتق ...) کی شرط کا جواب محذوف ہے اور جملہ (فإن الله ...) اس محذوف کا قائم مقام اور اس کو بیان کر رہا ہے  
یعنی۔ من يتق و يصبر فهو من المحسنين و لا يضيع الله أجره لان الله لا يضيع أجر المحسنين  
۱۴۔ خداوند متعال نیک کام کرنے والوں کو مکمل جزاء عطا کرتا ہے اور اس سے کسی چیز کو کم نہیں کرتا۔  
فإن الله لا يضيع أجر المحسنين

۱۵۔ تقویٰ اختیار کرنا اور تقویٰ کے راستے پر رہنا، احسان اور نیک عمل کے واضح اور روشن مصداق ہیں۔  
إنه من يتق و يصبر فإن الله لا يضيع أجر المحسنين

۱۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو تقویٰ صبر اور محسنین کے زمرے میں شامل ہونے کی دعوت دی۔  
إنه من يتق و يصبر فإن الله لا يضيع أجر المحسنين

۱۷۔ دینی مبلغین کے لیے ضروری ہے کہ ارشاد و ہدایت کے لیے مناسب موقع سے فائدہ اٹھائیں۔  
أؤنك لا نت يوسف قال أنا يوسف ... من يتق و يصبر

۱۸۔ خداوند متعال کا اجر دینا، نظام اور قانون کے ساتھ ہے۔ من يتق و يصبر فإن الله لا يضيع أجر المحسنين

۱۹۔ نعمت، مال و دولت اور عزت رکھنے والے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس طرف توجہ اور اقرار کریں کہ یہ سب قدرت کی  
عطا ہیں۔ قد منّ الله علينا إنه من يتق و يصبر فان الله لا يضيع أجر المحسنين

۲۰۔ "عن سدير قال: سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: إن في القائم سنة من يوسف عليه السلام ... فما تنكر هذه الامة أن  
يكون الله ان يفعل

بحجته ما فعل ييوسف ... هم لا يعرفونه حتى يا ذن الله عزوجل أن يعرّفهم نفسه كما أذن ليوسف حين قال: ... أنا يوسف و هذا أخي<sup>(۱)</sup>

سدير کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: بے شک حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے اندر ایک صفت حضرت یوسف علیہ السلام کی پائی جاتی ہے... کہ یہ امت کسی شے کا انکار کر رہی ہے؟ (کیا) خداوند متعال آخری حجت کے لیے ایک کام کو انجام دے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے انجام دیا۔ وہ لوگ حجت خدا کو نہیں پہچانیں گے یہاں تک کہ خداوند متعال حکم دے گا کہ اپنا تعارف کرائیں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو (اپنی شناخت کرانے کا) حکم دیا تھا اور اس وقت انہوں نے کہا (اَنَا يَوْسُفُ وَ هَذَا أَخِي...)

احسان: احسان کی اہمیت ۱۳؛ احسان کی جزاء ۸؛ احسان کی دعوت دینا ۱۶؛ احسان کے موارد ۱۵  
اقرار: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار ۱۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا اجر ۱۳، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۶، ۱۱، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے اجر کا نظام اور قانون کے مطابق ہونا ۱۸  
امام المہدی (عج)

امام مہدی (عج) کی پہچان ۲۰

برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف علیہ السلام اور یوسف ۱، ۲، ۳؛ برادران یوسف علیہ السلام کا تعجب ۲؛ برادران یوسف کا سوال کرنا ۳؛ برادران یوسف کی دعوت ۱۶؛ برادران حضرت یوسف (ع) کی ملاقات ۳  
بنیامین: بنیامین پر نعمتوں کا نزول ۶، ۱۱؛ بنیامین سے یوسف علیہ السلام کی ملاقات ۳، ۱۱؛ بنیامین کا صبر ۴؛ بنیامین کا متقین میں سے ہونا ۴؛ بنیامین کا محسنین میں سے ہونا ۴؛ بنیامین کی عزت ۹؛ بنیامین کی گواہی ۵؛ بنیامین کے فضائل ۴  
تبلیغ: تبلیغ کا طریقہ ۱۴؛ تبلیغ کا موقع ۱۴؛ تبلیغ میں مناسب وقت کی شناخت ۱۴  
تقوا: تقویٰ کی اہمیت ۱۵؛ تقویٰ کی جزاء ۸؛ تقویٰ کی دعوت ۱۶؛ تقویٰ کے آثار ۱۳  
جزاء: جزاء کے اسباب ۱۳

(۱) علل الشرائع ص ۲۴۴؛ ب ۱۷۹؛ بحار الانوار ج ۱۲ ص ۲۸۳ ح ۶۱۔

ذکر: ذکر کی نعمت ۱۹

روایت: ۲۰

صابرین: ۷ صابرین پر نعمتیں ۱۲; صابرین کا اقتدار ۱۲; صابرین کی جزاء کا حتمی ہونا ۹، ۱۰; صابرین کی عزت ۱۲  
صبر: صبر کی اہمیت ۱۵; صبر کی جزاء ۸; صبر کی دعوت ۱۶; صبر کے آثار ۱۳

عزت: عزت کا سبب ۱۹

فرصت: فرصت سے استفادہ حاصل کرنا ۱۷

قدرت: قدرت کا سبب ۱۹

مبلغین: مبلغین کی ذمہ داری ۱۷

متقین: ۷ متقین کا اقتدار ۱۲; متقین کی عزت ۱۲; متقین کی نعمتیں ۱۲; متقین کے اجر کا حتمی ہونا ۹، ۱۰  
محسنین: ۷

محسنین کا اقتدار ۱۲; محسنین کی جزاء کا حتمی ہونا ۹، ۱۰; محسنین کی عزت ۱۲; محسنین کی کامل جزاء کا ہونا ۱۳  
نعمت: نعمت پانے والے ۶; نعمت پانے والوں کی ذمہ داری ۱۹; نعمت کا سبب ۱۹; نعمت کے مراتب ۶

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ اور برادران ۳، ۱۶; یوسف ﷺ پر احسان ۸; یوسف ﷺ پر نعمتوں کا آنا ۶، ۱۱; یوسف ﷺ کا  
تقویٰ ۸; یوسف ﷺ کا دعویٰ ۵; یوسف ﷺ کا صبر ۷، ۸; یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۶; یوسف ﷺ کا متقین  
میں سے ہونا ۷; یوسف ﷺ کا محسنین سے ہونا ۷; یوسف ﷺ کی بنیامین سے ملاقات ۱۱; یوسف ﷺ کی پہچان ۱، ۳، ۲۰  
یوسف ﷺ کی تبلیغ ۱۶; یوسف ﷺ کی جزاء ۸; یوسف ﷺ کی حاکمیت ۸; یوسف ﷺ کی عزت ۱۰; یوسف ﷺ کی  
عزیزی ۸; یوسف (ع) کی صداقت کے گواہ ۵; یوسف ﷺ کی قدرت ۱۰; یوسف ﷺ کے فضائل ۷



## آیت ۹۱

﴿قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم خدا نے آپ کو فضیلت اور امتیاز عطا کیا ہے اور ہم سب خطا کار تھے (۹۱)

۱۔ حضرت یوسف (ع)، اپنے بھائیوں سے صاحب فضیلت اور افضل تھے۔ لَقَدْ ءَاثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

ایثار (آثر) کا مصدر ہے جو فضیلت دینے اور اختیار کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۲۔ حضرت یوسف ؑ کی فضیلت اور بزرگی، خداوند متعال کی طرف سے ان پر عنایت تھی۔ لَقَدْ ءَاثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

۳۔ حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں نے خداوند متعال کی قسم اٹھا کر حضرت ؑ کی بزرگی و فضیلت کا اعتراف اور یقین کیا۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا حرف تاء (تالہ) میں حرف قسم ہے۔

۳۔ خداوند متعال کی قسم اٹھانا، جائز اور شریعت کے دائرے میں ہے۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ ءَاثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

۵۔ خداوند متعال کے نام کی قسم اٹھانا، تاریخی حیثیت رکھنے کے علاوہ گزشتہ ادیان میں جائز تھا۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ ءَاثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

۶۔ حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں کو یقین و اعتقاد حاصل ہو گیا کہ ان کا مقام و منزلت خدا کی عطا ہے۔

لَقَدْ ءَاثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

۷۔ حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائی، انسان کی زندگی اور تاریخ کو بنانے میں خداوند متعال کے مؤثر ہونے پر اعتقاد

اور یقین رکھتے تھے۔ قَدَمْنِ اللّٰهِ عَلَيْنَا ... لَقَدْ ءَاثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

۸۔ برادران یوسف نے حضرت یوسف ؑ کے حق میں خطا کے مرتکب ہونے کی تاکید اور اقرار کیا۔ وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ

(ان) مذکورہ عبارت میں مثقلہ (إِنَّ) سے مخففہ میں تبدیل ہوا ہے اس پر دلیل (لخاطئین) کا لام ہے۔

۹۔ برادران یوسف ﷺ نے حضرت یوسف ﷺ کے سامنے اپنے گناہ و غلطی کا اعتراف اور اپنے گزشتہ کاموں پر پشیمانی کا اظہار کیا وَ إِنَّ كُنَّا لَخَاطِئِينَ

احکام ۳

اقرار: حضرت یوسف ﷺ کے فضائل کا اقرار ۳؛ خطا کا اقرار ۴، ۹؛ گناہ کا اقرار ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۲

برادران یوسف ﷺ: برادران یوسف ﷺ اور یوسف ۳، ۶، ۹، ۸؛ برادران یوسف ﷺ پر ایمان ۴؛ برادران یوسف ﷺ

کا اقرار ۳، ۹، ۸؛ برادران یوسف ﷺ کو خدا کی شناخت ۴؛ برادران یوسف کا گناہ ۹؛ برادران یوسف ﷺ کی پشیمانی ۹؛

برادران یوسف ﷺ کی غلطیاں ۸، ۹؛ برادران یوسف ﷺ کی فکر ۶

تاریخ بتاریخ میں تبدیلی کا سبب ۴

خطا: خطا سے پشیمانی ۹

خود: اپنے خلاف اقرار کرنا ۸، ۹

قسم اٹھانا: خدا کی قسم اٹھانا ۳؛ خدا کی قسم اٹھانے کی تاریخ ۵؛ قسم اٹھانے کا ادیان الہی میں ہونا ۵؛ قسم اٹھانے کا جائز

ہونا ۳؛ قسم اٹھانے کے احکام ۳

گناہ: گناہ سے پشیمانی ۹

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ اور بھائی ۱؛ حضرت یوسف ﷺ پر ایمان ۴؛ حضرت یوسف ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی معرفت

رکھنا ۴؛ حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۹، ۸؛ حضرت یوسف ﷺ کے فضائل ۱؛ حضرت یوسف ﷺ کے فضائل کا سبب ۲،

## آیت ۹۲

﴿قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

یوسف نے کہا کہ آج تمہارے اوپر کوئی الزام نہیں ہے۔ خدا تمہیں معاف کر دے گا کہ وہ بڑا رحم کرنے والا ہے (۹۲)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ظلم و ستم سے چشم پوشی کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا۔

قال لا تثريب عليكم

بھائیوں کو سرزنش نہ کرنے کو مناسب نہ سمجھنا کے جملہ (لا تثريب...) اسکو بیان کرتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو معاف فرمادیا۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام معاف کرنے والے اور انتقام لینے کی عادت سے دور تھے۔ قال لا تثريب عليكم

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے نہ صرف بھائیوں کو سزا نہیں دی بلکہ ان کی ملامت کرنے سے بھی پرہیز کیا۔ لا تثريب عليكم

(تثريب) ملامت کرنے اور گناہ پر سرزنش کرنے کو کہا جاتا ہے (لسان العرب) سے یہ معنی لیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے اعتراف خطا کرنے کے بعد انکو اپنی اور دوسروں کی طرف سے سرزنش کرنے کو نا مناسب سمجھا۔ لا تثريب عليكم اليوم

کلمہ (تثريب) نکرہ ہے۔ حرف نفی اور (لام) کے بعد واقع ہوا ہے اسی وجہ سے ہر ملامت و سرزنش کو شامل ہے۔ اور فاعل (سرزنش کرنے والے) کا ذکر نہ کرنا عموم پر دلالت کرتا ہے یعنی نہ میں اور نہ کوئی اور جملہ (لا تثريب عليكم اليوم) جملہ خبری اور مقام انشاء اور دستور میں واقع ہوا ہے یعنی ضروری ہے کہ تمہاری ملامت نہیں ہونی چاہیے اور کسی کو بھی نہیں چاہیے کہ تمہیں ملامت و سرزنش کرے۔

۵۔ انعام لینے کی قدرت کے باوجود معاف کر دینا محسنین کی خصوصیات ہے۔

فإن الله لا يضيع أجر المحسنين ... قال لا تثريب عليكم اليوم

۶۔ حضرت یوسف (ع) نے خداوند متعال سے دعا کی کہ میرے بھائیوں کی غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرمادے۔  
یغفر الله لكم

(یغفر...) کا جملہ دعا بھی ہو سکتا ہے اور خبر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا معنی پہلے احتمال کی صورت میں ہے۔

۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا عمل، گناہ تھا اور خداوند متعال کی بخشش کے بغیر وہ سزا کے مستحق تھے۔  
یغفر الله لكم

۸۔ وہ لوگ جنہوں نے کسی پر ظلم و ستم کیا ہو پھر اس کے بعد اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کر لیں تو ان کو ملامت کرنا اور سزا دینا نیک لوگوں سے دور ہے۔ لا تثريب عليكم اليوم

(الیوم) ظرف اور (تثريب) کے متعلق ہے۔ ایسے وقت کو بیان کر رہا ہے کہ جب برادران یوسف نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اپنے گناہوں سے توبہ کی (وإن كنّا لخطئین)

۹۔ غلطی کرنے والوں سے درگزر اور ان کی بخشش کے لیے دعا کرنا، نیک خصلت اور محسنین کی صفات میں سے ہے۔  
فإن الله لا يضيع أجر المحسنين ... لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم

۱۰۔ خداوند متعال (أرحم الراحمين) (تمام مہربانوں سے مہربان ترین) ہے۔ و هو أرحم الراحمين

۱۱۔ گناہوں کی مغفرت اور بخشش خداوند متعال کی صفات میں سے ہے۔ يغفر الله لكم

۱۲۔ خداوند متعال کا اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دینا اور معاف کر دینا اسکی رحمت و مہربانی کا جلوہ ہے۔  
یغفر الله لكم و هو أرحم الراحمين

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (یغفر الله...) جملہ خبریہ ہے۔

۱۳۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں کو خدائی مغفرت اور اسکی رحمت انکے شامل حال ہونے کی بشارت دی۔

۱۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو رحمت الہی کے وسیع ہونے کی طرف توجہ مبذول کروا کر انہیں انکے گناہوں کی مغفرت پر امید دلائی۔ يغفر الله لكم و هو أرحم الراحمين

(وہو...) کا جملہ حالیہ ہے اور (یغفر الله) کے جملے کے لیے بمنزلہ تعلیل واقع ہوا ہے یعنی کیونکہ وہ ذات (أرحم الراحمين) ہے اسی وجہ سے تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ خداوند متعال کی اس

صفت کو حضرت یوسف کا ذکر کرنا جبکہ وہ اپنے اوپر بھائیوں کے ظلم و ستم کو معاف کر چکے تھے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مجھ جیسے نے تمہیں معاف کر دیا ہے لیکن وہ ذات میرے اور میرے علاوہ سب سے زیادہ مہربان ہے اسی وجہ سے شک ہی نہیں کہ آپ کو معاف فرمادے گا۔

۱۵۔ مظلوم کا ظالم کو صرف معاف کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ اسکی مغفرت، رحمت الہی سے بھی مشروط ہے۔  
لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم و هو أرحم الراحمين

مذکورہ بالا معنی اس بات سے ہم حاصل کر سکتے ہیں کہ حضرت یوسف ﷺ نے بھائیوں کے بارے میں اپنے حق کو معاف کرنے کے بعد خداوند متعال سے بھی دعا کی کہ ان کے گناہوں کو معاف فرمادے۔

۱۶۔ ظلم و ستم برداشت کرنے والوں کا ظالم اور ستمگروں کو معاف کر دینا، ظالم و ستمگروں پر رحمت و مغفرت الہی کا پیش خیمہ ہے۔ لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله عليكم

۱۷۔ خداوند عالم کو (ارحم الراحمين) جس صفت رحمت کی بخشش کرنے سے توصیف استغفار کے اداب اور مغفرت کیلئے دعا ہے۔ يغفر الله لكم و هو أرحم الراحمين

استغفار: استغفار کے آداب ۱۷

اسماء و صفات: ارحم الراحمين ۱۰، ۱۷

اقرار: گناہ کے اقرار کے آثار ۸؛ غلطی کا اقرار کرنا ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش کا سبب ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کی اہمیت ۷، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے آثار ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی خصلتیں ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی نشانیاں ۱۲

امید لگانا: بخشش پر امید لگانا ۱۳

برادران یوسف ﷺ: برادران یوسف ﷺ اور یوسف ﷺ ۷؛ برادران یوسف ﷺ سے درگزر کرنا ۱؛ برادران یوسف ﷺ کا اقرار ۳؛ برادران یوسف ﷺ کا گناہ ۷؛ برادران یوسف ﷺ کو بشارت ۱۳؛ برادران یوسف ﷺ کی بخشش ۷؛ برادران یوسف ﷺ کے لیے استغفار ۶؛ برادران یوسف ﷺ کی خطا ۳؛ برادران یوسف ﷺ کی سزا ۷

بشارت : اللہ تعالیٰ کی بخشش کی بشارت ۱۳ ; اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بشارت ۱۳  
توبہ : توبہ کے آثار ۸

خطا کرنے والے : خطا کرنے والوں کو معاف کرنا ۹ ; خطا کرنے والوں کی بخشش ۱۲ ; خطا کرنے والوں کے لیے استغفار ۹  
خطا کرنے والوں کے لیے دعا ۹  
دعا : دعا کے آداب ۱۷  
ذکر : اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ۱۳

صفات : پسندیدہ صفات ۹  
ظالمین : ظالموں سے درگزر کرنا ۱۶ ; ظالموں کا اقرار ۸ ; ظالموں کی بخشش ۱۶ ; ظالموں کی شرائط ۱۵ ; ظالموں کی توبہ  
۸ ; ظالموں کی سزا ۸ ; ظالموں کی سرزنش ۸  
عفو : قدرت کے وقت عفو و بخشش کرنا ۵  
عمل : ناپسند عمل ۳

گناہ : گناہ کی بخشش ۱۱، ۱۳ ; گناہ کے موارد ۷  
گناہ کرنے والے : گناہ کرنے والوں کی بخشش ۱۲  
محسنین : محسنین کی خصوصیات ۵ ; محسنین کی صفات ۹ ; محسنین کے فضائل ۸  
مظلوم : مظلوم کا بخش دینا ۱۵، ۱۶

یوسف ؑ : حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائی ۶، ۱۳، ۱۳ ; حضرت یوسف ؑ اور بھائیوں کا ظلم ۱ ; حضرت  
یوسف ؑ اور بھائیوں کی ملامت ۳، ۳ ; حضرت یوسف ؑ کا حوصلہ و جرات ۲، ۳ ; حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۳،  
۶، ۱۳، ۱۳ ; حضرت یوسف ؑ کا معاف کرنا ۱، ۲، ۳ ; حضرت یوسف ؑ کی بشارتیں ۱۳ ; حضرت یوسف ؑ کی  
تعلیمات ۱۳ ; حضرت یوسف ؑ کی خیر خواہی ۶ ; حضرت یوسف ؑ کی دعا ۶ ; حضرت یوسف ؑ کے فضائل ۲

## آیت ۹۳

﴿اَذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَّاتِ بَصِيْرًا وَّاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

جائو میری قمیص لے کر جائو اور بابا کے چہرہ پر ڈال دو کہ ان کی بصارت پلٹ آئے گی اور اس مرتبہ اپنے تمام گھر والوں کو ساتھ لے کر آنا (۹۳)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنی خصوصی قمیض کے ساتھ کنعان کی طرف روانہ کیا۔ اذہبوا بقمیصی ہذا (ہذا) کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مخصوص قمیض دے کر اپنے بھائیوں کو کنعان کی طرف روانہ کیا۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے چاہا کہ اس قمیض کو والد گرامی کے چہرہ پر ڈال دینا تو ان کی بصارت پلٹ آئے گی۔ فآلقوه علی وجہ ابي یأت بصیر

(یأت) کا لفظ آیت شریفہ میں (بصیر) کے معنی میں ہے (یعنی لوٹ آئے گی اور تبدیل ہو جائے گی) اور جملہ (فارتد بصیراً) آیت ۹۶ میں اس بات کی تائید کرتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض مفسرین کا یہ عقیدہ ہے کہ (یأت) کا معنی (آئے گا) ہے۔ اور (بصیراً) کا لفظ حال ہے یعنی جب وہ مصر کی طرف تشریف لائیں گے تو اس وقت صاحب بصیرت ہوں گے۔

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں نابینا ہو گئے تھے۔ یأت بصیرا

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے چاہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرہ پر انکی قمیض ڈالنے میں جلدی کرنا اور اس میں تاخیر نہ کرنا۔ اذہبوا ... فآلقوه علی وجہ ابي

مذکورہ تعبیر کا "فآلقوه" میں حرف فاء سے استفادہ کیا گیا ہے "فآلقوه" یعنی کنعان پہنچتے ہی سب سے پہلے اس قمیض کو ان کے چہرہ پر ڈالنا۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کے نابین ہو جانے پر آگاہ تھے۔ یأت بصیرا

۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام، غیب اور آئندہ کے واقعات پر مطلع تھے۔ فآلقوه علی وجہ ابي یأت بصیرا

حضرت یوسف کی قمیض کا حضرت یعقوب (ع) کی آنکھوں پر ڈالنے کا یہ اثر کہ وہ با بصیرت ہو جائیں گے یہ غیبی امور میں سے تھا اور حضرت یوسف ﷺ اس پر اطلاع رکھتے تھے۔

۷۔ حضرت یعقوب ﷺ کا حضرت یوسف ﷺ کی قمیض سے با بصیرت ہونا حضرت یوسف ﷺ کی کرامت تھی۔  
فالقوہ علی وجہ ابی یأت بصیرا

(یأت) کا فعل (فالقوہ) امر کا جواب ہے اسی وجہ سے حرف شرط مقدر کی وجہ سے مجزوم ہو گیا ہے اصل میں کلام یوں ہے "إن تلقوه علی وجہ ابی یأت بصیراً" یہ جملہ اس معنی میں ہے کہ حضرت یوسف ﷺ کی قمیض کی تاثیر حضرت یعقوب ﷺ کا با بصیرت ہونا ہے۔

۸۔ خارق العادہ چیزوں کا انبیاء سے ظاہر ہونا اور ان سے متعلقہ چیزوں سے مریضوں کی شفا یابی ممکن ہے۔  
اذہبوا بقمیصی هذا فالقوہ علی وجہ ابی یأت بصیرا

۹۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے بھائیوں سے چاہا کہ اپنے تمام اہل و عیال (خاندان یعقوب ﷺ) کو مصر میں لے آئیں  
وأتونی بأهلكم أجمعین

۱۰۔ حضرت یوسف ﷺ اپنی حکومت کے زمانے میں حضرت یعقوب ﷺ اور انکے خاندان کو اس ملک میں جگہ دینے میں کوئی مشکل و پریشانی نہیں رکھتے تھے۔ وأتونی بأهلكم أجمعین

۱۱۔ اپنے رشتہ داروں اور تعلق رکھنے والوں کی مدد کرنا نیک صفت اور نیک لوگوں کی خصوصیات میں سے ہے۔  
وأتونی بأهلكم أجمعین

۱۲۔ "عن ابی جعفر ﷺ" فی قوله تعالى قال... (اذہبوا بقمیصی هذا) الذی بلّته دموع عینی... (۱) امام باقر ﷺ سے  
اللہ تعالیٰ کے اس قول (اذہبوا بقمیصی هذا) کے بارے میں روایت ہے کہ اس قمیض کو لے جائیں جو میری آنکھوں کے  
آنسوؤں سے بھری ہوئی ہے (اسکو اپنے ہمراہ لے جائیں)۔  
آل یعقوب ﷺ :

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۹۶، ح ۷۹؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۶۲ ح ۱۸۵۔



آل یعقوب سے کوچ کرنے کی درخواست کرنا ۹ آل یعقوب ﷺ کا مصر میں رہنا ۱۰؛

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ اور خارق العادہ کام ۸؛ انبیاء اور مریضوں کی شفا ۸

برادران یوسف ﷺ: برادران یوسف ﷺ کا کنعان کی طرف لوٹ جانا ۱

رشتہ دار: رشتہ داروں کی امداد کرنا ۱۱

روایت: ۱۲

صفات: پسندیدہ صفات ۱۱

محسنین: محسنین کی خصوصیات ۱۱

حضرت یعقوب ﷺ: حضرت یعقوب (ع) کا حضرت یوسف ﷺ سے جدا ہونا ۳؛ حضرت یعقوب ﷺ کا مصر میں ٹھہرنا

۱۰؛ حضرت یعقوب ﷺ کی بصارت ۲، ۴؛ حضرت یعقوب (ع) کی شفاء ۲، ۴؛ حضرت یوسف ﷺ کی نابینائی کے

اسباب ۳

حضرت یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ اور بھائی ۱، ۳، ۹؛ حضرت یوسف ﷺ اور یعقوب ﷺ کی نابینائی ۵؛ حضرت

یوسف ﷺ کا علم غیب ۶؛ حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۷، ۱۲؛ حضرت یوسف ﷺ کی جدائی کے آثار ۳

؛ حضرت یوسف ﷺ کی حکومت کی خصوصیات ۱۰؛ حضرت یوسف ﷺ کی خواہشات ۲، ۳، ۹؛ حضرت یوسف ﷺ کی

قمیض ۱، ۲، ۱۲، ۳؛ حضرت یوسف ﷺ کے فضائل ۶، ۷؛ حضرت یوسف ﷺ کے کرامات ۷

### آیت ۹۳

﴿وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تَفْقَهُونَ﴾

اب جو قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو ان کے پدر بزرگوار نے کہا کہ میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اگر تم لوگ مجھے

سٹھپا یا ہوا نہ کہو (۹۳)

۱۔ فرزند ان یعقوب ﷺ کا قافلہ قیمتی ہدیہ اور واضح دلیل کے ساتھ کہ حضرت یوسف ﷺ صحیح و سالم ہیں مصر سے کنعان

کی طرف چلا۔ اذہبوا بقمیصی هذا ... و لما فصلت العیر

(فصلت) کو (فصول) کے مصدر سے لیا گیا ہے اور (فصول) کا معنی خارج ہونا اور جدا ہونے کا ہے۔

۲۔ حضرت یعقوب ؑ، نے دور کے فاصلے سے (کنعان سے مصر تک) حضرت یوسف ؑ کی قمیض سے ان کی خوشبو استشمام کر لی۔ و لما فصلت العیر قال أبوهم إني لاجد ريح يوسف

(قال أبوهم...) کا جملہ (لما فصلت...) کے لیے جواب شرط ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ کی خوشبو کا سونگھنا اور قافلے کے ہمراہ حضرت ؑ کی قمیض کے ہونے کے ساتھ مربوط ہے۔ حالانکہ وہ قافلہ ابھی مصر کے قریب تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب ؑ نے بہت دور سے حضرت یوسف ؑ کی خوشبو کو ان کی قمیض سے محسوس کیا۔

۳۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کے مصر سے نکلتے اپنی دریافت کردہ چیز (حضرت یوسف ؑ (ع) کی خوشبو کا احساس) کو اپنے نزدیک بیٹھے ہوئے لوگوں کے سامنے بیان فرمایا۔ و لما فصلت الصیر قال أبوهم إني لاجد ريح يوسف

۳۔ حضرت یعقوب ؑ کی معجزانہ قوتِ شامہ (سونگھنے کی طاقت) اور بہت دور فاصلہ سے حضرت یوسف ؑ کی خوشبو کو استشمام کرنے کی کرامت۔ و لما فصلت العیر قال أبوهم إني لاجد ريح يوسف

۵۔ ہر انسان کی ایک مخصوص خوشبو ہوتی ہے۔ إني لاجد ريح يوسف

۶۔ خوشبو کا پھیلنا محدود نہیں ہے وہ اپنے مقام و منبع سے بہت دور تک کے فاصلے تک پھیل سکتی ہے۔ و لما فصلت العیر قال أبوهم إني لاجد ريح يوسف

۷۔ حضرت یعقوب ؑ (ع) کا خاندان، حضرت یوسف ؑ کے زندہ ہونے کے بارے میں حضرت ؑ کی باتوں کا انکار کرتے تھے۔ قال أبوهم... لو لا أن تفندون

یہ بات واضح ہے کہ جملہ (إني لاجد...) (لولا...) کے جملے کا جواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خواہ وہ لوگ حضرت یعقوب ؑ کی فکر کو درست خیال کرتے یا نہ انہوں نے حضرت یوسف ؑ کی خوشبو کو محسوس کیا تھا اس وجہ سے شرط کا جواب محذوف ہے اور حالیہ و مقامیہ قرائن اس بات کا مؤید ہو سکتے ہیں کہ اس جواب شرط کا جملہ مثل اس کے ہے (لما کذبتمونی...) (تم مجھے نہ جھٹلاتے اور حضرت یوسف ؑ کے وصال کے نزدیک ہونے پر یقین کر لیتے)

۸۔ حضرت یعقوب ؑ پر ان کے خاندان والے یہ تہمت لگاتے کہ بڑھاپے اور زیادہ عمر نے حضرت ؑ کے عقل و خرد پر اثر کیا ہوا ہے۔ لو لا أن تفندون // (فند) کا معنی بڑھاپے کی وجہ سے عقل پر اثر ہون

ہے۔ اور (تفندون کا مصدر) تفنید ہے یعنی کسی کے فکر و اندیشہ کو بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف قرار دینا (کشاف)۔

۹۔ حضرت یعقوب ؑ کے رشتہ دار، ان سے جسارت اور بے ادبی کا سلوک کرتے تھے۔ لو لا ان تفندون

۱۰۔ حضرت یعقوب ؑ کے رشتہ داروں اور اقرباء کی طرف سے انکی شخصیت کا پامال ہونا۔ لو لا ان تفندون

۱۱۔ علماء کا جہلا کے درمیان زندگی بسر کرنا رنج اور مشکلات کا باعث ہے۔ اِنی لا جد ریح یوسف لو لا ان تفندون

۱۲۔ مصر کی طرف تیسرے سفر کے لیے حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کی تلاش کے لیے فرزند ان یعقوب (ع) میں سے

کچھ لوگ گئے تھے۔ یا بنی اذہبوا ... و لما فصلت العیر قال أبوہم لو لا ان تفندون

(قال أبوہم ...) کے جملہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب ؑ جن سے مخاطب ہیں وہ حضرت کے بیٹے ہیں اس بناء

پر (لو لا ان تفندون) کے جملے میں مخاطبین ان کے بیٹے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ اور بنیامین کی

تلاش کے لیے حضرت کے کچھ بیٹے مصر کی طرف گئے تھے (یا بنی اذہبوا ...) اور ان میں سے بعض اپنے بابا کے پاس رہ

گئے تھے۔

۱۳۔ عن أبي عبد الله ؑ قال: ... ان ابراهيم لما أوقدت له النار أثاره جبرئيل ؑ بثوت من ثياب الجنة ... فلما حضر

إبراهيم الموت جعله في تميمة و علّقه إسحاق على يعقوب ، فلما ولد يوسف (ع) علّقه عليه فكان في عضده ...

فلما أخرج يوسف بمصر من التيممة و جد يعقوب ريحه و هو قوله : "إني لا جد ریح يوسف ..." فهو ذلك

القميص الذي أنزل الله من الجنة...<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم ؑ کو جلانے کے لیے آگ کو روشن

کیا گیا تو حضرت جبریل ؑ جنت کی قمیضوں میں سے ایک قمیض ان کے لیے لائے۔ جب حضرت ابراہیم ؑ اس دنیا

سے جانے لگے تو اسکو ایک جلد میں رکھ کر حضرت اسحاق ؑ کے لیے تعویذ بنا کر دیا حضرت اسحاق ؑ نے حضرت

یعقوب ؑ کے گلے میں ڈال دیا جب حضرت یوسف ؑ اس دنیا میں تشریف لائے تو حضرت یعقوب ؑ نے (اسکو)

حضرت یوسف ؑ کو باندھ دیا وہ حضرت یوسف ؑ کے بازو پر بندھا ہوا تھا پس جب حضرت یوسف (ع) نے مصر میں

اسے جلد سے نکالا تو حضرت یعقوب (ع) کو اسکی خوشبو آئی

(۱) کافی ج ۱ ص ۲۳۲ ح ۵؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۶۳ ح ۱۸۷۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت یعقوب ؑ نے یہ جملہ فرمایا (اِنِّی لاجِد رِیْح یوسف ...) پس یہ وہ قمیض تھی کہ جسکو خداوند متعال نے جنت سے بھیجا تھا...

آل یعقوب ؑ: آل یعقوب (ع) اور حضرت یوسف ؑ کی زندگی ۷; آل یعقوب اور یعقوب ؑ ۱۰، ۹; آل یعقوب ؑ کی اہانتیں ۹، ۱۰; آل یعقوب (ع) کی تہمتیں ۸  
انسان: انسانوں کی خوشبو ۵; انسانوں کی خصوصیات ۵

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف اور حضرت یوسف ؑ کی سلامتی ۱; برادران یوسف ؑ کا تحفہ ۱; برادران یوسف (ع) کا کنعان کی طرف لوٹنا ۱; برادران یوسف ؑ کا مصر کی طرف تیسرا سفر ۱۲  
خوشبو: خوشبو کی حدود کا وسیع ہونا ۶

روایت: ۱۳

زندگی: زندگی کا دکھ و درد والا ہونا ۱۱

علماء: علماء، جہلاء کے درمیان ۱۱; علماء کے دکھی ہونے کے موارد ۱۱

حضرت یعقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف ؑ کا پیراہن ۲; حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف ؑ کی خوشبو ۲، ۳، ۳، ۱۳; حضرت یعقوب ؑ پر بے عقلی کی تہمت ۸; حضرت یعقوب ؑ کا قصہ ۲، ۳، ۳، ۸، ۹، ۱۰; حضرت یعقوب ؑ کی اہانت ۹; حضرت یعقوب ؑ کی پیشگوئی ۳; حضرت یعقوب ؑ کی شخصیت کی توہین ۱۰; حضرت یعقوب ؑ کی کرامات ۳، ۳

حضرت یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ کا پیراہن ۱، ۳; حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۷، ۱۲، ۱۳; حضرت یوسف ؑ کی خوشبو کا سونگھنا ۲، ۳، ۳; حضرت یوسف ؑ کے زندہ ہونے کو جھٹلانے والے ۷

﴿قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ﴾

ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم آپ ابھی تک اپنی پرانی گمراہی میں مبتلا ہیں (۹۵)

۱۔ حضرت یعقوب ؑ کے رشتہ دار، حضرت یوسف (ع) کے زندہ ہونے پر حضرت یعقوب (ع) کے یقین کو دیرینہ خطاء اور انکے اس پر اصرار کو انکی ضعف عقلی کا سبب قرار دیتے تھے۔ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ  
 فرزند ان یعقوب ؑ اور حضرت کے رشتہ داروں کا اس جملہ (ضلالک القدیم) (پرانی غلطی) سے مراد ممکن ہے یہ ہو کہ وہ حضرت یوسف ؑ کو زندہ سمجھتے یا یہ کہ اسکو دوسرے بیٹوں پر افضل جانتے تھے اور یہ بھی بعید نہیں ہے کہ دونوں معنی مراد ہوں۔

۲۔ حضرت یعقوب ؑ کے رشتہ دار، قسم اٹھا کر حضرت ؑ یعقوب (ع) کو یوسف ؑ سے بے حد محبت اور دوسروں سے افضل سمجھنے میں فکری خطا و کج روی سے متہم کرتے تھے۔ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ  
 ۳۔ حضرت یعقوب ؑ، حضرت یوسف ؑ کی جدائی کے پورے عرصہ میں ہمیشہ ان کے زندہ ہونے پر یقین رکھتے تھے اور اپنے ساتھیوں کے سامنے اسکا اظہار کرتے تھے۔ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ... قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ

۳۔ حضرت یعقوب ؑ کے رشتہ داروں نے یوسف ؑ کی خوشبو استشمام کی خبر کو جھٹلایا اور اس احساس کو انکی ضعف فکری کا سبب قرار دیا۔ قَالُوا أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ... قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ  
 ۵۔ حضرت یعقوب ؑ کے رشتہ داروں نے حضرت ؑ کے بلند منزلت و مرتبہ کے ساتھ بے ادبی و جسارت کی۔ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْمُبِينِ

۶۔ خداوند متعال کے نام کی قسم اٹھانا، تاریخ بشر میں

بہت قدیمی ہے۔ قالوا تالله إنك لفي ضلالك المبين

٤\_ "نشیط ... قال: قلت لا بی عبدالله(ع): اكان إخوة یوسف صلوات الله علیه أنبیاء قال: لا و لا بررة أتقیاء و

کیف و هم يقولون لا یبہم یعقوب : " تالله إنک لفی ضلالک القدیم"<sup>(۱)</sup> نشیط نے کہا: کہ میں نے امام جعفر صادق

سے سوال کیا کہ مولا برادران یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ نیک اور پرہیزگار لوگوں میں سے

بھی نہیں تھے۔ یہ کیسے پیغمبر ہو سکتے ہیں جو اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو یہ کہیں: (تالله إنك لفي ضلالك القديم)۔

**آل یعقوب** ﷺ : آل یعقوب ﷻ اور یعقوب ﷻ ۱، ۲، ۳، ۵؛ آل یعقوب (ع) اور یوسف ﷻ کا زندہ ہونا ۱؛ آل یعقوب

ﷺ کا قسم اٹھانا؛ ۲: آل یعقوب ﷺ کی اہانتیں؛ ۵: آل یعقوب ﷺ کی تہمتیں ۱، ۲؛ آل یعقوب ﷺ کی فکر ۱

برادران یوسف: برادران یوسف ﷺ اور نبوت ۷؛ برادران یوسف اور یعقوب ﷺ ۷؛ برادران یوسف ﷺ کی تہمتیں ۷

### روایت ۴:

قسم اٹھانا: قسم اٹھانے کی تاریخ ۶؛ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانا ۶

عقوب ؑ: حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف ؑ کا زندہ ہونا ۳؛ حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف ؑ کی

خوشبو ۳؛ حضرت یعقوب علیہ السلام پر خطا کی تہمت ۱، ۲؛ حضرت یعقوب (ع) پر کج فکر کی تہمت ۱، ۳؛ حضرت یعقوب علیہ السلام کا

علم غیب ۳؛ حضرت یعقوب علیہ السلام کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵؛ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اہانت کرنا ۵؛ حضرت یعقوب علیہ السلام کی

پیش گوئی ۳: حضرت یعقوب ؑ کی حضرت یوسف ؑ سے محبت ۲: حضرت یعقوب ؑ یوسف ؑ کی جدائی میں ۳

## حضرت یوسف علیہ السلام :

یوسف علیہ السلام کا قصہ ۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۹۴ ح ۷۴؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۶۴ ح ۱۹۲۔

## آیت ۹۶

﴿فَلَمَّا أَن جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِمَّا لَا تَعْلَمُونَ﴾

اس کے بعد جب بشیر نے آکر قمیص کو یعقوب کے چہرہ پر ڈال دیا تو دوبارہ صاحب بصارت ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو (۹۶)

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا پیراہن لے آنے والا بشارت دینے کے عنوان سے قافلہ کے دوسرے افراد کی نسبت جلدی سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فلما أن جاء البشير

(بشیر) بمعنی اسم فاعل (بشر) اس کو کہا جاتا ہے جو خوشی کے پیغام کو پہنچائے۔ قابل ذکر ہے کہ اگر (بشیر) بھی فرزندان یعقوب علیہ السلام کے ہمراہ حضرت علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا ہوتا تو سب سے مناسب یہ تھا کہ جملے کو اس طرح ذکر کیا جاتا (فلما أن جاء القاه البشير على وجهه) لیکن کہا گیا (فلما أن جاء البشير) اس معنی کو ظاہر کرتا ہے کہ خوشی کی خبر دینے والا دوسرے افراد کی نسبت پہلے پہنچ گیا تھا۔

۲۔ فرزندان یعقوب علیہ السلام کے قاصد نے اپنے ہمراہ یوسف علیہ السلام کے پیراہن کو لا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کی یعقوب علیہ السلام کو بشارت دی۔ فلما أن جاء البشير

بشارت اور مسرت بخش خبر کا مصداق، حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے اور انکی حکومت کی خبر نیز ان کا اپنے ہمراہ معجزہ نما پیراہن کا ہونا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آیت نمبر ۹۳ میں ذکر جملہ (اذهبوا بقميضي) یہ بتاتا ہے کہ بشیر وہ برادران یوسف میں سے ایک تھا نہ کہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص

۳۔ بشارت دینے والے کا پہلا کام، حضرت یعقوب علیہ السلام کی ملاقات کے وقت پیراہن یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام پر ڈالنا تھا۔ فلما أن جاء البشير ألقاه على وجهه

جملہ (ألقاه...) (فلما أن جا البشير) کا جواب ہے۔ لہذا پیراہن کا ان پر ڈالنا فقط اسکے آنے اور بشارت دینے سے مستحق ہو گیا۔ اسمیں (أن) کا حرف زائدہ ہے اور تاکید کرتا ہے کہ اس کے آنے اور پیراہن کے ڈالنے کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہے۔

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر قمیض یوسف علیہ السلام کی قمیض ڈالنے سے فوراً ان کی آنکھوں میں روشنی آگئی اور انکی بصارت لوٹ آئی۔ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا

(ارتداد) (ارتد) کا مصدر ہے جسکا معنی کسی شے کا اپنی پرانی صورت یا حالت پر لوٹ آنا ہے۔ (فارتد...) میں فاء کے دو معنی ہیں ۱۔ پیراہن ڈالنے اور حضرت یعقوب (ع) میں بصارت آنے کے درمیان ترتب اور سببیت کو بتاتا ہے ۲۔ ان دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ اور وقفہ نہیں ہے۔

۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی کہ ان کے پیراہن کے وسیلہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹ آئے گی۔ اذْهَبُوا بِقَمِيصِ هَذَا فَالْقَوْهُ عَلٰی وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ... اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا (اَلْقَاهُ) میں (ہ) کی ضمیر قمیض کی طرف لوٹتی ہے اور (وجہ) و (ارتد) کی ضمیریں حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں لیکن (اَلْقٰی) کے فاعل کی ضمیر میں دو نظریے ہیں۔ ۱۔ بعض کے نزدیک (بشیر) کی طرف لوٹتی ہے۔ ۲۔ بعض کے نزدیک یعقوب علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔

۶۔ پیغمبران الہی کی چیزوں کے تبرک ہونے کا جواز۔ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا

۷۔ پیغمبروں کی چیزوں سے تبرک کے ذریعہ شفاء پانا ممکن ہے۔ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا معجزہ اور کرامت کا ظہور یہی تھا کہ حضرت علیہ السلام کے پیراہن سے یعقوب علیہ السلام کی نابینا آنکھوں کو شفا حاصل ہوئی۔ اَلْقَاهُ عَلٰی وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا

۹۔ حضرت یعقوب (ع)، حضرت یوسف علیہ السلام کی بشارت حیات سے پہلے ہی ان کے زندہ ہونے پر مطمئن تھے۔ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(من اللہ) کا معنی ممکن ہے "خدا کی طرف سے" ہو اور یہ بھی احتمال ہے "خدا کے بارے میں ہو"۔ اگر پہلے والا معنی لیں تو مقام کی مناسب سے جملہ (مَا لَا تَعْلَمُونَ) کا معنی حضرت یوسف علیہ السلام کا زندہ ہونا اور انکا دیدار وغیرہ ہے۔

۱۰۔ حضرت یعقوب (ع) اپنے بیٹوں کے برعکس حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے دن ختم ہونے پر اطمینان رکھتے تھے۔ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ



۱۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اس یقین کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کی جدائی کے دن ختم ہونے والے ہیں کا اپنے رشتہ داروں کے سامنے اظہار کرتے تھے۔ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

۱۲۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے اور ان سے ملاقات کا علم ایسا تھا جو خداوند متعال کی طرف سے ان کو عطا کیا گیا تھا۔ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

۱۳۔ حضرت یعقوب (ع)، خداوند متعال کے بارے میں ایسے حقائق و صفات سے واقف تھے جو دوسروں پر مخفی و پوشیدہ تھے۔ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (من اللہ) کا معنی "خداوند متعال کے بارے میں" ہو۔ اسی بنیاد پر (مالا تعلمون) کا جملہ صفات اور خصوصیات الہی سے شمار ہوگا۔

۱۳۔ غیب سے آگاہی اور علوم الہی سے بہرہ مند ہونا، پیغمبروں کی خصوصیات میں سے ہے۔ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

۱۵۔ فرزند ان یعقوب علیہ السلام کا حقائق الہی سے نا آگاہ اور جاہل ہونا۔ اَلَمْ اَقُلْ لَكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

۱۶۔ "عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: ... " فلَمَّا اُنْ جَاءَ الْبَشِيرُ وَ هُوَ يَهُودِيٌّ اَبْنَهُ ... (۱)

حضرت امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا (فلما أن جاء البشير) میں بشیر سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا یہودا ہے۔

احکام: ۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا فضل ۱۲

انبیاء علیہم السلام: انبیاء سے متعلق اشیاء ۶، ۷؛ انبیاء سے متعلق چیزوں کا شفا بخش ہونا ۷؛ انبیاء علیہم السلام سے متعلق چیزوں کا

تبرک ہونا ۷، ۶؛ انبیاء علیہم السلام کا علم غیب ۱۳؛ انبیاء علیہم السلام کا علم لدنی ۱۳؛ انبیاء کی خصوصیات ۱۳

برادران یوسف علیہ السلام: برادران یوسف کو اللہ تعالیٰ کی شناخت ۱۵؛ برادران یوسف علیہ السلام کی جہالت ۱۵

تبرک: تبرک کا شرع جواز ۶

(۱) کمال الدین صدوق ص ۱۴۲، ح ۹؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۲۵ ح ۱۹۵۔

شفاء: شفاء ملنے کے اسباب ۷

علم غیب: علم غیب کا سرچشمہ ۱۳

یعقوب ؑ: یعقوب ؑ اور آل یعقوب ۱۱: یعقوب ؑ اور انکے بیٹے ۱۱: یعقوب ؑ اور یوسف ؑ کا زندہ ہونا ۹، ۱۱، ۱۰، ۱۳: یعقوب پر فضل و مہربانی ۱۲: یعقوب ؑ کا علم غیب ۹، ۱۲، ۱۰، ۱۳: یعقوب ؑ کا قصہ ۳، ۱۱: یعقوب ؑ کو بشارت ۱، ۲، ۳: یعقوب ؑ کو خدا کی شناخت ۱۳: یعقوب ؑ کو شفاء ۳، ۵، ۸: یعقوب ؑ کی بصارت ۳، ۵، ۸: یعقوب ؑ کے فضائل ۱۳

یوسف ؑ: یوسف ؑ کا پیراہن ۳، ۳، ۵، ۸: یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۵، ۳: یوسف ؑ کا معجزہ ۸: یوسف ؑ کی بشارت دینے والا ۱، ۲، ۳: یوسف ؑ کے کرامات ۲، ۸: یوسف ؑ کے قصہ کی خوشخبری دینے والا ۱۶: یوسف ؑ کے موجود ہونے کی پیشگوئی ۵  
یہودا: یہودا کی خوشخبریاں ۱۶

## آیت ۹۷

﴿قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ﴾

ان لوگوں نے کہا بابا جان اب آپ ہمارے گناہوں کے لئے استغفار کریں ہم یقیناً خطا کرتے  
۱۔ فرزند ان یعقوب (ع) نے ان کے سامنے اپنے آپکو گنہگار قرار دیا اور اپنے گناہ کا اقرار و اعتراف کیا۔  
قالوا یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا إنا كنا خاطئين

۲۔ فرزند ان یعقوب (ع)، حضرت یعقوب ؑ و یوسف ؑ اور بنیامین کے ساتھ اپنے اس سلوک و برتاؤ کو گناہ سمجھنے کے باوجود اس کے مرتکب ہوئے۔ قالوا یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا إنا كنا خاطئين  
یہاں (ذنوبنا) سے مراد قرینہ مقام کی وجہ سے فرزند ان یعقوب ؑ کا حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف ؑ و بنیامین کے ساتھ برتاؤ ہے۔

۳۔ فرزند ان یعقوب (ع) نے حضرت یعقوب ؑ و حضرت

یوسف ؑ اور بنیامین کے ساتھ اپنے ناروا سلوک پر پشیمانی اور ندامت کا اظہار کیا۔ یا بانا استغفر لنا ذنوبنا  
 ۳۔ فرزند ان یعقوب ؑ نے التماس کے انداز میں ان سے درخواست کی کہ وہ خداوند متعال سے انکے گناہوں کی مغفرت  
 طلب کریں۔ یا بانا استغفر لنا ذنوبنا

فرزند ان یعقوب ؑ کا (یا ابانا) (اے ہمارے والد گرامی) کے ذریعہ خطاب ان کی مہر و محبت کو جلب کرنے اور ان کی  
 پدری شفقت کو ابھارنے کے لیے ہے (اے ہمارے والد گرامی) جسکو مذکورہ متن میں (التماس کے انداز) سے تعبیر کیا  
 گیا ہے۔

۵۔ فرزند ان یعقوب (ع) ان کے بارگاہ ایزدی میں تقرب پر یقین اور اس کے معترف تھے۔ یا بانا استغفر لنا ذنوبنا  
 ۶۔ گناہوں سے استغفار کرنا ضروری ہے۔ استغفر لنا ذنوبنا

۷۔ پیغمبروں سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور دعا کی درخواست کے لیے توسل کرنا جائز ہے۔ یا بانا استغفر لنا ذنوبنا  
 ۸۔ فرزند ان یعقوب نے حضرت یوسف ؑ سے درخواست کی کہ حضرت یوسف ؑ کے ہاں انکی سفارش کریں اور انکی غلطوں  
 سے درگزر کرنے کے لیے کہیں۔ یا بانا استغفر لنا ذنوبنا

فرزند ان یعقوب ؑ کی اس کلام (استغفر لنا ذنوبنا) میں (ربنا) کا لفظ نہ ہونا اور اس کے مقابلہ میں حضرت یعقوب (ع)  
 کا ان کے جواب میں جملہ (سوف استغفر لکم ربی) میں کلمہ (ربی) کی تصریح کرنا، مذکورہ بالا معنی کو بتاتا ہے۔ اور حضرت  
 یعقوب ؑ کا یہ تصریح کرنا کہ فقط ذات پروردگار ہی معاف کرنے والی اور مہربان ہے۔ ممکن ہے اس احتمال کا مؤید ہو۔  
 احکام: ۷

استغفار: گناہ سے استغفار کرنا ۶؛ استغفار کی اہمیت ۶

اقرار: گناہ کا اقرار ۱، ۲

انبیاء: انبیاء سے دعا کی درخواست کرنا ۷

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف اور بنیامین ۲، ۳؛ برادران یوسف (ع) اور حضرت یعقوب ؑ ۲، ۳، ۵، ۳؛ برادران  
 یوسف (ع) اور یوسف (ع) ۲؛ برادران یوسف ؑ کا اقرار ۱، ۲، ۵؛ برادران یوسف ؑ کی فکر ۵؛ برادران یوسف ؑ کی  
 خواہشات و امیدیں ۳، ۸؛ برادران یوسف ؑ کی پشیمانی ۳؛ برادران یوسف ؑ کے برتاؤ کا طریقہ ۲،

۳؛ برادران یوسف ؑ کے لیے استغفار ۳

توسل: انبیاء سے توسل کا جائز ہونا ۴؛ توسل کے احکام ۴؛ غیر اللہ سے توسل کرنے کا جواز ۴  
خود: اپنے خلاف اقرار کرنا ۱

رفتار: ناپسندیدہ رفتار سے پشیمان ہونا ۳

یعقوب (ع): حضرت یعقوب ؑ کا مقرب الہی ہونا ۵؛ حضرت یعقوب ؑ کی شفاعت ۸  
یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۸؛ حضرت یوسف ؑ کو سفارش کرنا ۸

### آیت ۹۸

﴿قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَفُوُّ الرَّحِيمُ﴾

انہوں نے کہا کہ میں عنقریب تمہارے حق میں استغفار کروں گا کہ میرا پروردگار بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (۹۸)  
۱۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کے ان پر ظلم روارکھنے کو درگزر کر کے معاف فرمادیا۔ قال سوف أستغفر لكم ربِّي

۲۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کو یہ نوید دی کہ وہ بہت جلد خداوند متعال کی درگاہ میں ان کے گناہوں کی بخشش کی درخواست اور انکی شفاعت کریں گئے۔ قال سوف استغفر لكم ربِّي

۳۔ گناہوں کا معاف کرنا، خداوند متعال کی صفات میں سے ہے۔ قال سوف استغفر لكم ربِّي  
۴۔ بندوں کے گناہوں کی بخشش خداوند متعال کی ربوبیت کا جلوہ ہے۔ قال سوف أستغفر لكم ربِّي

۵۔ انبیاء پر ستم روارکھنا، قابل بخشش ہے۔ سوف أستغفر لكم ربِّي

۶۔ ربوبیت الہی کی طرف توجہ، آداب دعا و استغفار میں

سے ہے۔ سوف اُستغفر لکم ربّی

۷۔ اولاد کے حق میں والدین کی دعا، مستجاب ہونے کے قریب تر ہے۔ یا بانا اُستغفرلنا... قال سوف اُستغفر لکم ربّی  
فرزند ان یعقوب ؑ کا حضرت (ع) سے گناہوں کی مغفرت کرنے کی درخواست کرنا یہ بتاتا ہے کہ وہ حضرت ؑ کی دعا کو  
اجابت کے قریب تر سمجھتے تھے چاہے اس لحاظ سے کہ وہ ان کے باپ ہیں یا اس اعتبار سے کہ اللہ کے نبی ہیں یا ان کی نظر  
میں دونوں لحاظ تھے۔

۸۔ وساطت اور شفاعت انبیاء، خداوند متعال کے ہاں مخلوق کے گناہوں کی بخشش اور ان کے لیے اسکی رحمت کو  
جلب کرنے کے لیے انبیاء کرام کا وسیلہ ہے۔ سوف استغفر لکم ربّی

۹۔ غلطی کرنے والوں سے درگزر اور ان کے لیے دعا کرنا، نیک خصلت اور پیغمبروں کی صفات میں سے ہے۔  
یا بانا استغفرلنا... قال سوف اُستغفر لکم ربّی

۱۰۔ اجابت دعا اور گناہوں کی بخشش اور اسکی رحمت کی درخواست کے لحاظ سے اوقات، متفاوت ہیں۔  
سوف استغفر لکم ربّی

(سوف) کا لفظ بتاتا ہے کہ حضرت یعقوب (ع) نے اپنے بیٹوں کے لیے استغفار کو آئندہ زمانے کے لیے چھوڑ دیا ممکن ہے  
اس سے۔ یہ مقصود ہو کہ اس کے بعد آنے والے وقت میں دعا اجابت کے زیادہ نزدیک ہو۔

۱۱۔ گناہ و استغفار کے درمیان جتنا بھی طولانی فاصلہ ہو توبہ کی قبولیت کے لیے مانع نہیں ہوتا ہے۔  
اَنَا كَتَا خَاطِئِينَ... سوف اُستغفر لکم ربّی

فرزند ان یعقوب (ع) کا حضرت یوسف ؑ پر ظلم و ستم کرنے کے زمانہ اور ان کے استغفار کرنے کے زمانے میں بیس  
سال سے زیادہ کا عرصہ تھا۔ یہ طولانی فاصلہ سبب نہیں بنا کہ حضرت یعقوب ؑ یہ کہیں کہ تمہارا استغفار و توبہ کرنا بے  
فائدہ ہے۔

۱۲۔ فقط خداوند متعال غفور (بخش دینے والا) اور رحیم (مہربان) ہے اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

۱۳۔ خداوند متعال کا بخش دینا، اسکی رحمت کا تقاضا اور جلوہ ہے۔ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

۱۴۔ انسانوں کی توبہ قبول کرنا، خداوند متعال کے "غفور" و "رحیم" ہونے کا جلوہ ہے۔

سوف أستغفر لكم ربّي الله هو الغفور الرحيم

۱۵۔ حضرت یعقوب (ع)، بزرگ شخصیت، کریم اور درگزر کرنے والے انسان تھے۔

یا بانا استغفر لنا... قال سوف استغفر لكم ربّي الله هو الغفور الرحيم

۱۶۔ حضرت یعقوب ؑ نے اپنے بیٹوں کو خداوند متعال کی بخشش اور مہربانی کی طرف توجہ دلا کر ان میں انکے گناہوں

کی بخشش کی امید پیدا کی۔ سوف أستغفر لكم ربّي الله هو الغفور الرحيم

۱۷۔ لوگوں کو خداوند متعال کی مغفرت و رحمت اور ان کے گناہوں کی بخشش کی امید دلوانا، پسندیدہ عمل اور انبیاء کی

صفات میں سے ہے۔ سوف أستغفر لكم ربّي الله هو الغفور الرحيم

۱۸۔ عن ابی عبد اللہ : فی قول یعقوب لبنیہ "سوف استغفر لكم ربّي" قال: ا خرّها إلى السحر ليلة الجمعة <sup>(۱)</sup>

ترجمہ: امام جعفر صادق (ع) سے قرآن مجید میں حضرت یعقوب ؑ کے قول (سوف استغفر لكم ربّي) کے بارے میں

روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: حضرت یعقوب ؑ نے استغفار کو شب جمعہ کی سحر کے وقت تک مؤخر کیا۔

استغفار: استغفار کا وقت ۱۰، ۱۱؛ استغفار کے آداب ۶

اسما و صفات: رحیم ۱۲؛ غفور ۱۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخشش ۱۶، ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش کی نشانیاں ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات

۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۳؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ۸؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۱۳، ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کے

طریقے ۳

امید رکھنا: بخشش پر امید رکھنا ۱۶، ۱۷؛ رحمت پر امید رکھنا ۱۶، ۱۷

انبیاء: انبیاء پر ظلم کرنے کا گناہ ۵؛ انبیاء کی شفاعت کے آثار ۸؛ انبیاء کے صفات ۹، ۱۷

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف ؑ سے درگزر کرنا ۱؛ برادران یوسف کا ظلم ۱؛ برادران یوسف ؑ کو بشارت ۲؛

برادران یوسف (ع)

(۱) من لا یحضر الفقیہ، ج ۱، ص ۲۷۲، ح ۲۴؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۶۶، ح ۱۹۸۔

کے لیے استغفار ۱۸، ۲

باپ: باپ کی دعا کی اہمیت ۷

تاکید: برادران یوسف ﷺ کو تاکید کرنا ۱۶

توبہ: توبہ کا قبول کرنا ۱۳: توبہ کی قبولیت کے شرائط ۱۱

جمعہ: شب جمعہ کی فضیلت ۱۸

خطا کرنے والے: خطا کرنے والوں کی بخشش ۹: خطا کرنے والوں کے لیے دعا ۹;

دعا: دعا کی اجابت کا پیش خیمہ ۷: دعا کی اجابت کا وقت ۱۰: دعا کے آداب ۶

ذکر: ربوبیت الہی کا ذکر ۶

روایت: ۱۸

زمان: زمان و وقت کا مؤثر ہونا ۱۰

صفات: پسندیدہ صفات ۹

عمل: پسندیدہ عمل ۱۷

فرزند: فرزند کے لیے دعا کرنا ۷

گناہ: گناہ کا قابل معافی ہونا ۵: گناہ کی بخشش ۳، ۳

حضرت یعقوب (ع): حضرت یعقوب (ع) اور برادران یوسف ۱، ۲، ۱۶: حضرت یعقوب ﷺ کا استغفار ۲: حضرت

یعقوب (ع) کا قصہ ۱: حضرت یعقوب (ع) کا معاف کرنا ۱، ۱۵: حضرت یعقوب (ع) کی بشارتیں ۲: حضرت یعقوب (ع)

کی شخصیت ۱۵: حضرت یعقوب (ع) کی شفاعت کرنا ۲: حضرت یعقوب (ع) کے استغفار کا وقت ۱۸: حضرت

یعقوب (ع) کے فضائل ۱۵

## آیت ۹۹

﴿فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبْوِيهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ﴾

اس کے بعد جب وہ لوگ سب یوسف کے یہاں حاضر ہوئے ۱۔ تو انھوں نے ماں باپ کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کہا کہ آپ لوگ مصر میں انشاء اللہ بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ داخل ہوں (۹۹)

۱۔ خاندان یعقوب (ع) نے حضرت یوسف ﷺ کی پیشکش کو قبول کیا اور تمام اہل خانہ نے کنعان سے مصر کی طرف کوچ کیا۔ و اتونی بأهلكم أجمعين ... فلما خلوا على يوسف

(دخلوا) کی ضمیر قرینہ (و اتونی بأهلكم اجمعین) جو آیت شریفہ ۹۳ میں ہے اور کلمہ (ابویہ) کی وجہ سے برادران یوسف اور ان کے خاندان اور ان کے ماں و باپ کی طرف لوٹی ہے اور (فلما دخلوا علی یوسف) کا جملہ چند مقرر جملوں پر عطف ہے۔ کہ جو جملہ (و اتونی بأهلكم اجمعین) کے قرینہ کی وجہ سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے حضرت یوسف ﷺ کی پیشکش کو قبول کیا اور تمام خاندان نے مصر کی طرف کوچ کیا۔

۲۔ حضرت یوسف ﷺ اپنے ماں باپ بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے استقبال کے لیے مصر شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ فلما دخلوا على يوسف ... قال ادخلوا مصر

(ادخلوا مصر) مصر میں داخل ہو جائیے س سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یوسف (ع) نے شہر سے باہر اپنے خاندان سے ملاقات کی اور مصر سے باہر ان کے استقبال کے لیے گئے۔ فلما دخلوا على يوسف ... قال ادخلوا مصر

۳۔ اپنے والدین اور رشتہ داروں کے استقبال کے لیے جانا اور ان کے آنے کا انتظار کرنا، اچھی عادت اور معاشرتی آداب میں سے ہے۔ حضرت یوسف (ع) اپنے والدین اور رشتہ داروں کے استقبال کے وقت۔ حضرت یوسف ﷺ کو ان کے نام سے یاد کرنا اور رتبہ و مقام (عزیز یا اسکی مانند) کا ذکر نہ کرنا مذکورہ بالا معنی کو بتاتا ہے۔

۵۔ حضرت یوسف ﷺ نے مصر شہر کے باہر اپنے خاندان کے استقبال کی کے لیے مخصوص مقام و جگہ کا اہتمام کیا۔ فلما دخلوا على يوسف

جملہ (جب وہ حضرت یوسف ﷺ کے ہاں پہنچے) (فلما دخلوا علی یوسف) یہ بتاتا ہے کہ حضرت یوسف ﷺ کسی مکان یا خیموں میں ٹھہرے ہوئے تھے وگرنہ داخل ہونا اور باہر جانے کا استعمال صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ان کی جگہ پر ملاقات کرنے اور اس طرح کے الفاظ کا استعمال زیادہ مناسب تھا۔



۶۔ حضرت یعقوب ؑ اور ان کے خاندان کے افراد نے شہر مصر کے باہر حضرت یوسف ؑ سے ملاقات کی اور ان کی کئی سالوں کی حضرت یوسف (ع) سے جدائی ختم ہو گئی۔ فلما دخلوا علی یوسف

۷۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے والدین سے مخصوص محبت کے اظہار کے ساتھ ان کو اپنے ساتھ بٹھایا۔  
فلما دخلوا علی یوسف ء اوی الیہ ابویہ

۸۔ حضرت یوسف ؑ کی والدہ گرامی، خاندان یعقوب ؑ کے کنعان سے مصر کی جانب کوچ کرتے وقت باحیات تھیں۔  
فلما دخلوا علی یوسف ء اوی الیہ ابویہ

۹۔ اپنے رشتہ داروں خصوصاً والدین کا احترام کرنا ضروری ہے۔ فلما دخلوا علی یوسف ء اوی الیہ ابویہ و قال ادخلو مصر

۱۰۔ حضرت یوسف ؑ نے اپنے والدین اور رشتہ داروں کی استقبالیہ تقریب کو ختم کرنے کے بعد ان سے درخواست کی کہ وہ مصر میں داخل ہوں اور ہاں سکونت اختیار کریں۔ قال ادخلوا مصر ان شاء اللہ آمین  
حکومت کی طرف سے قحطی کے دوران خاندان یعقوب ؑ کے لیے امن و سکون کہ لفظ (آمین) اسکی طرف اشارہ کر دیا ہے لہذا اس معنی کے ساتھ سازگار و مناسب ہے کہ حضرت یوسف (ع) کا (ادخلوا...) کے جملے سے یہ مقصود تھا کہ خاندان یعقوب ؑ مصر میں سکونت اختیار کریں۔

۱۱۔ حضرت یوسف ؑ نے اپنے والدین اور رشتہ داروں کو یہ نوید و خوشخبری دی کہ اگر خدا نے چاہا تو وہ مصر میں امن و امان سے رہیں گے اور قحطی کے عواقب سے محفوظ ہوں گے۔ قال ادخلوا مصر ان شاء اللہ آمین  
(آمن) (آمین) کا مصدر ہے جسکا معنی خوف نہ

رکھنا اور مطمئن رہنا ہے۔ وقت کی مناسبت (دوران قحطی) اور مکان (دوسروں کے ملکیت میں داخل ہونا) کی مناسبت سے امن و سکون کے واضح مصداق، پریشان نہ ہونا اور حکومت کی طرف سے امن و امان میں ہونا ہے۔

۱۲۔ مصر، حضرت یوسف (ع) کے زمانہ میں امن کا شہر تھا۔ أدخلوا مصر ان شاء الله أمین

۱۳۔ معاشرے میں امن و امان کا ہونا اور زندگی کے گذر بسر میں خوف و ہراس کا نہ ہونا، قرآن مجید اور انبیاء کی نظر میں ایک ضروری چیز ہے۔ قال أدخلوا مصر ان شاء الله امنین

۱۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام قدرت و طاقت کے باوجود خدا پر بھروسہ کرتے اور کاموں کے انجام پانے میں مشیت الہی کو مؤثر سمجھتے تھے۔ أدخلوا مصر ان شاء الله امنین

۱۵۔ حاکم اور قدرتمند لوگوں کو چاہیے کہ مشیت الہی سے غافل نہ رہیں اور اپنی قدرت اور مادی وسائل کو امور کی انجام دہی کے لیے کافی خیال نہ کریں۔ أدخلوا مصر إن شاء الله أمین

۱۶۔ انسانوں کی زندگی کے مسائل میں مشیت الہی، حاکم اور مؤثر ہے۔ أدخلوا مصر إن شاء الله أمین

۱۷۔ اپنے مسائل و امور کی انجام دہی میں مشیت الہی کو مؤثر سمجھنا اور اپنے ارادوں میں اسکا اظہار کرنا ضروری ہے۔ أدخلوا مصر إن شاء الله أمین

۱۸۔ "عن الحسن بن اسباط قال: سألت أبا الحسن في كم دخل يعقوب من ولده على يوسف؟ قال: في أحد عشر ابنًا... (۱)"

حسن ابن اسباط کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے کتنے بیٹوں کے ہمراہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں تشریف لائے حضرت علیہ السلام نے فرمایا: گیارہ بیٹوں کے ساتھ۔

آل یعقوب علیہ السلام: آل یعقوب علیہ السلام کا استقبال ۲، ۵؛ آل یعقوب علیہ السلام کا کوچ کرنا ۱؛ آل یعقوب علیہ السلام کو بشارت ۱۱؛ آل یعقوب علیہ السلام کی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ۶؛ آل یعقوب علیہ السلام مصر میں ۱۰

اقتصاد: اقتصادی استحکام کی اہمیت ۱۳

اللہ تعالیٰ:

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۱۹۷، ح ۸۴؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۶۷، ح ۲۰۴۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی حاکمیت ۱۶

امور: امور کا سبب ۱۷

ایمان: توحید افعالی پر ایمان ۱۷

باپ: باپ کا استقبال ۳؛ باپ کے احترام کی اہمیت ۹

برادران یوسف (ع): برادران یوسف ﷺ کا استقبال ۲؛ برادران یوسف ﷺ کا مصر میں داخل ہونا ۱۸

بشارت: قدیمی مصر میں امن و امان کی بشارت ۱۱

حکام: حکام اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۵؛ حکام کی ذمہ داری ۱۵

رشتہ دار: رشتہ داروں کا استقبال ۳؛ رشتہ داروں کے احترام کی اہمیت ۹

رسوم: پسندیدہ رسوم ۳

روایت: ۱۸

قدیمی مصر: قدیمی مصر کی تاریخ ۱۲؛ قدیمی مصر میں اقتصادی استحکام ۱۱؛ قدیمی مصر میں امن و امان ۱۲؛

معاشرہ: معاشرے میں امن و امان کی اہمیت ۱۳

ماں: ماں کا استقبال ۳؛ ماں کے احترام کی اہمیت ۹

معاشرت: معاشرت کے آداب ۲، ۳، ۵

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱۷

یعقوب ﷺ: حضرت یعقوب ﷺ کا استقبال ۲؛ حضرت یعقوب ﷺ کا قدیمی مصر میں داخل ہونا ۱۸؛ حضرت یعقوب کا

قصہ ۱؛ حضرت یعقوب ﷺ کا مصر میں سکونت اختیار کرنا ۱۰؛ حضرت یعقوب ﷺ کو بشارت ۱۱؛ حضرت یعقوب ﷺ کی

حضرت یوسف ﷺ سے ملاقات ۶

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ کا اپنی والدہ گرامی سے محبت کرنا ۷؛ حضرت یوسف ﷺ کا توکل کرنا ۱۳؛ حضرت

یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۸؛ حضرت یوسف ﷺ کا مادر گرامی کا استقبال کرنا ۲؛ حضرت یوسف

ﷺ کا مشیت الہی کو ترجیح دین

۱۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے محبت کرنا ۴؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی امیدیں ۱۰؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشکشوں کو قبول کرنا ۱؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشخبریاں ۱۱؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا ختم ہونا ۶؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی فکر ۱۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی مادر گرامی کو بشارت ۱۱؛ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ مصر میں ۸؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے استقبال کرنے کی جگہ ۵؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے استقبال کی خصوصیات ۳؛ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر ۱۲

### آیت ۱۰۰

﴿وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾

اور انھوں نے والدین کو بلند مقام پر تخت جگہ دی اور سب لوگ یوسف کے سامنے سجدہ میں ۲۔ گر پڑے یوسف نے کہا کہ بابا یہ میرے پہلے خواب کے تعبیر ہے جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے اور اس نے میرے ساتھ احسان کیا ہے کہ مجھے قید خانہ ۳۔ سے نکال لیا اور آپ لوگوں کو گاتوں سے نکال کر مصر میں لے آیا جب کہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد پیدا کر چکا تھا۔ بیشک میرا پروردگار اپنے ارادوں کی بہترین تدبیر کرنے والا اور صاحب علم اور صاحب حکمت ہے (۱۰۰)

۱۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے خاندان والے استقبال کے بعد مصر میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی درگاہ میں تشریف لائے۔ قال ادخلوا مصر ... و رفع أبويه على العرش

(ادخلوا مصر) اور جملات (رفع أبويه على العرش...) کے درمیان جو ذکر کرنے کی ترتیب ہے اس سے یہ نکتہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت کرمہ میں جو حقائق بیان کیے گئے ہیں وہ حضرت یعقوب عليه السلام کے خاندان کے مصر میں داخل ہونے کے بعد انجام پائے ہیں اور کلمہ (العرش) اس بات کو بتاتا ہے کہ وہ حضرت یوسف (ع) کے دربار میں حاضر ہوئے۔

۲۔ حضرت یوسف عليه السلام کا مصر کے شہر میں تخت اور حکم فرمائی کا دربار تھا۔ و رفع أبويه على العرش

۳۔ حضرت یوسف عليه السلام نے اپنے والد و والدہ گرامی کو اپنے فرمان جاری کرنے والے تخت پر بٹھایا۔  
و رفع أبويه على العرش

۳۔ حضرت یوسف عليه السلام نے اپنے والدین کا خاص احترام کیا۔ و رفع أبويه على العرش

۵۔ والدین کا احترام ضروری ہے۔ و رفع أبويه على العرش

۶۔ نیک حکمران اپنے والدین پر حکومت اور فرمان جاری نہیں کرتے۔ و رفع أبويه على العرش

حضرت یوسف عليه السلام نے اپنے والدین کو اپنے تخت پر بٹھا کر ان کا مخصوص احترام کرنے کے علاوہ یہ بھی بتانا چاہتے تھے کہ وہ کبھی بھی اپنے والدین گرامی پر حکمرانی اور فرمان جاری نہیں کریں گے بلکہ ان کے فرمانبردار و مطیع ہوں گے۔

۷۔ برادران یوسف عليه السلام اور ان کے تمام رشتہ دار حتیٰ ان کے والدین گرامی سب نے ان کے لیے سجدہ کیا۔  
و رفع أبويه على العرش و خروا له سجداً

(خروا) (خروا) کا مصدر ہے جو سقوط کرنے اور زمین پر گرنے کے معنی میں آتا ہے۔ اور (سجداً) ساجد کی جمع ہے۔ اور (خروا) اور اس سے پہلے والی آیت میں (ادخلوا على يوسف) نیز (ادخلوا) کی ضمیر برادران یوسف عليه السلام اور ان کے خاندان اور ماں و باپ کی طرف لوٹتی ہے۔

۸۔ حضرت یوسف (ع) نے اپنے خاندان کے مصر آنے کے بعد اپنے گزشتہ واقعات اور خداوند متعال کے احسانات کا خلاصہ اپنے والد گرامی حضرت یعقوب عليه السلام کے سامنے بیان کیا۔ يا بت ... قد أحسن بي إذا أخرجني من السجن و جاء بكم من البدو

۹۔ والدین اور رشتہ داروں کا ان کے لیے سجدہ کرنا، انکے بچپن کے اس خواب (گیارہ ستاروں اور چاند و سورج کا ان کے سامنے سجدہ کرنا) کی تعبیر تھی۔ قال ي ا بت هذا تاويل رءى من قبل قد جعله

رَبِّ حَق

خواب کی تاویل یعنی وہ حقیقت جو خواب میں ایک طرح سے جلوہ گر ہوئی اور خواب نے اس بیان کیا ہے۔

۱۰۔ خواب ممکنہ حقائق کو بیان اور آئندہ کے واقعات کے لیے کاشف ہو۔ قال ی ا بت هذا تأویل رء نای من قبل

۱۱۔ برحق حکمرانوں کا احترام اور ان کے سامنے تواضع اور سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ و خرّوا له سجّد

۱۲۔ گذشتہ ادیان میں احترام اور تواضع کی خاطر نہ کہ عبادت اور پرستش کے لیے سجدہ کرنا جائز تھا۔ و خرّوا له سجّد

بہت سی آیات میں حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب (ع) کے عقیدے اور مقصود کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے منزہ و مبرہ تھے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے ساتھ مناظرہ و جہاد کرتے تھے لہذا خاندان یعقوب علیہ السلام کا ان کیلئے سجدہ عبادت اور پرستش کے ارادے سے نہیں تھا بلکہ صرف احترام اور تواضع کے لیے تھے۔

۱۳۔ خداوند متعال نے حضرت یوسف (ع) کے خواب کو حقیقت بخش اور اس حقیقت کو ظاہری وجود عطا کیا۔

هذا تاویل رء نای من قبل قد جعلها ربی حق

اگر خواب سچا ہو اور جو کچھ اس میں ظاہر ہو موافقت اور مطابقت رکھتا ہو تو اسکو خواب حق کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جملہ (قد جعلها ربی حقاً) کا معنی یہ ہوگا کہ خداوند متعال نے ویسے ہی کیا جو میں نے پہلے خواب دیکھا تھا اس نے حقیقت کا جامہ پہن لیا ہے۔

۱۳۔ خداوند متعال نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلند مرتبہ و مقام عطا کیا اور ان کے رشتہ داروں کو انکا احترام اور خضوع و خشوع پر آمادہ کیا۔ و جعلها ربی حق

۱۵۔ خداوند متعال نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے احسانات سے نوازا اور انہیں نعمتیں عطا فرمائیں۔ قد أحسن ربی

۱۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زندان سے آزاد کرنا اور خاندان یعقوب علیہ السلام کا کنعان سے مصر کی طرف کوچ کرنا حضرت یوسف علیہ السلام پر خداوند متعال کے احسانات میں سے تھے۔ و قد أحسن بی إذ أخرجنی من السجن و جاء بکم من البدو

۱۷۔ خاندان یعقوب (ع)، مصر میں آنے سے پہلے صحرا میں زندگی بسر کرتے تھے۔ و جاء بکم من البدو

(بدو) صحرا اور بیابان کے معنی ہے۔

۱۸۔ حضرت یوسف (ع)، توحید افعالی کے معتقد اور قدر شناس نیز الہی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے انسان تھے۔

قد جعلها ربى حقاً و قد أحسن بياذ اخرجنى من السجن و جاء بكم من البدو

۱۹۔ آبادیوں اور شہروں میں زندگی بسر کرنا، صحرا اور بیابان کی زندگی سے بہتر ہے۔ قد أحسن بى إذ ... جاء بكم من البدو

حضرت یوسف (ع) نے خاندان یعقوب ﷺ کا صحرا اور بیابان سے شہر و آبادی کی طرف کوچ کرنے کو خداوند متعال کے احسانات میں سے شمار کیا ہے اس سے مذکورہ مغنیکا استفادہ ہوتا ہے۔

۲۰۔ رشتہ داروں اور دوستوں کا آپس میں بغیر کسی کینہ و کدورت اور لڑائی جھگڑے کے زندگی بسر کرنا، خداوند متعال کی نعمتوں میں سے ہے۔ قد أحسن بى إذ ... جاء بكم من البدو

حضرت یوسف ﷺ کا (جاء بكم من البدو) کے جملے سے مراد، فقط صحرا و بیابان کی زندگی کو ترک کرنا مقصود نہیں تھا و گرنہ فقط فعل (جاء بكم) کو یہاں ذکر نہ کرتے بلکہ اس طرح فرما سکتے تھے۔ (اذ انجالم من البدو) اور اس کے ساتھ جملہ (من بعد أن نزع...) کا ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپس میں رشتہ داروں کی اچھی زندگی کرنا اس شرط پر ہے کہ ان کے درمیان کینہ اور لڑائی جھگڑا نہ ہو۔

۲۱۔ شیطان نے حضرت یوسف ﷺ اور ان کے بھائیوں کے درمیان وسوسہ اور خباثت کے ذریعہ فساد برپا کیا۔  
من بعد أن نزع الشيطان بينى و بين اخوتى

(نزع) کا معنی فساد و لڑائی پر اکسانا ہے اور (نزع الشيطان) سے مراد وہ وسوسے ہیں جو وہ فساد پیدا کرنے کے لیے انسانوں میں القاء کرتا ہے۔

۲۲۔ کینہ اور لڑائی کا موجب، شیطان ہے۔ من بعد أن نزع الشيطان بينى و بين اخوتى

۲۳۔ شیطان، اغوا اور بہکانے والا عنصر اور انسان بہکنے والا موجود ہے۔ من بعد أن نزع الشيطان بينى و بين اخوتى  
۲۳۔ رشتہ داروں کے درمیان فساد و جھگڑے پیدا کرنا اور انسانوں کو قطع رحمی پر اکسانا، شیطانی کا کام ہے۔  
من بعد أن نزع الشيطان بينى و بين اخوتى

۲۵۔ خداوند متعال نعمتوں اور نیکیوں کے تحقق کا سرچشمہ اور شیطان، فساد اور جھگڑے کی رغبت دلانے والا ہے۔  
قد أحسن بى إذ اخرجنى من السجن و جاء بكم من البدو من بعد أن نزع الشيطان بينى و بين اخوتى

۲۶۔ حضرت یوسف ﷺ اپنی اس بات (میرے بھائیوں اب تم پر کوئی ملامت نہیں ہے) پر پابند اور وفادار تھے۔

لا تثریب علیکم الیوم ... نزع الشیطان بینی و بین اخوتی

حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب (ع) کے سامنے اپنی داستان کو بیان کرنے کے دوران اپنے بھائیوں کے وہ واقعات جو جدائی اور فراق کا سبب بنے ان کو بیان نہیں کیا اور اس بارے میں کوئی گلہ شکوہ اور ان غلط رویے کی یاد دہانی نہیں کرائی بلکہ شیطان کو اپنے اور اپنے بھائیوں کے درمیان جو جھگڑا رونما ہوا اسکا عامل قرار دیا۔ اور بھائیوں سے خطاب کے وقت جو بات (کہ کسی کو حق حاصل نہیں ہے کہ تمہیں سرزنش اور ملامت کرے) کہی تھی اس پر پابندی کے ساتھ عمل کیا۔

۲۷۔ توبہ کرنے اور پشیمان خطا کاروں کی غلطیوں سے درگزر اور ان کی لغزشوں کو یاد نہ کرنا، نیک خصلت اور پسندیدہ اخلاق ہے۔ من بعد أن نزع الشیطان بینی و بین اخوتی

۲۸۔ خداوند متعال جس کو چاہے لطافت کے ساتھ اسکو وجود میں لے آتا ہے اور کائنات اور اس کے عوامل و اسباب پر حکومت و سلطنت رکھتا ہے۔ ان ربی لطیف لما یشاء

۲۹۔ فقط، خداوند متعال ہی علیم (مطلق جاننے والا) اور حکیم ہے۔ انہ هو العلیم الحکیم

۳۰۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ (قید خانہ سے رہائی اور رشتہ داروں سے جدائی وغیرہ کا ختم ہونا) خداوند متعال کی عالمانہ اور حکیمانہ تدبیر اور منصوبے کی وجہ سے تھا۔ ان ربی لطیف لما یشاء انہ هو العلیم الحکیم

۳۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات کا مطالعہ، خداوند متعال کی ربوبیت اور علم و حکمت کی طرف توجہ اور یقین کا پیش خیمہ ہے۔ ان ربی لطیف لما یشاء انہ هو العلیم الحکیم

۳۲۔ امام ہادی علیہ السلام سے خداوند متعال کے اس قول (وخرّوا سجداً) کے بارے میں سوال ہوا تو حضرت علیہ السلام نے یوں جواب دیا "اما سجود یعقوب و ولده لیوسف فانه لم یکن لیوسف و انما کان ذلک من یعقوب و ولده طاعة لله و تحية لیوسف..."<sup>(۱)</sup> حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ سجدہ خداوند متعال کی اطاعت اور حضرت یوسف علیہ السلام کے احترام کے لیے تھا۔ آل یعقوب علیہ السلام: آل یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں ۱؛ آل یعقوب علیہ السلام کا صحرا میں زندگی بسر کرنا ۱۷؛ آل

(۱) تفسیر قمی ج ۱، ص ۳۵۶؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۶۸ ح ۲۰۹۔



يعقوب ؑ کا قدیمی مصر میں داخل ہونا ۱؛ آل یعقوب ؑ کا کوچ کرنا ۱۶؛ آل یعقوب ؑ کی تاریخ ۱۷

احسان: احسان کا سرچشمہ ۲۵

اسماء و صفات: حکیم ۲۹، علیم ۲۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور حضرت یوسف ؑ کا خواب ۱۳؛ اللہ تعالیٰ اور مادی وسائل ۲۸؛ اللہ تعالیٰ کا احسان ۸، ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کا عمل و دخل ۲۵؛ اللہ تعالیٰ کی بخششیں ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۲۸؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۲۹؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۲۸؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۱۵، ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کے احسان کرنے کے موارد ۱۶

انسان: انسان کا اغوا و گمراہی کو قبول کرنا ۱۳؛ انسان کی خصوصیات ۲۳

ایمان: اللہ تعالیٰ کی حکمت پر ایمان ۳۱؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان ۳۱؛ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایمان ۳۱؛ ایمان کا سبب ۳۱

باپ: باپ پر حکومت ۶؛ باپ کے احترام کی اہمیت ۵

برادران یوسف ؑ: برادران یوسف کا مطیع ہونا ۳۲؛ برادران یوسف ؑ کے سجدہ کرنے کا فلسفہ ۳۲

توبہ کرنے والے: توبہ کرنے والوں کو معاف کرنا ۲۷

توحید: توحید افعالی ۲۸

حکمران: برحق حکمرانوں کے احترام کی اہمیت ۱۱؛ برحق حکمرانوں کے لیے تواضع کرنا ۱۱؛ برحق حکمرانوں کے لیے خشوع کرنا ۱۱؛ صلح حکمرانوں کی خصوصیات ۶

حکومت: باپ پر حکومت کرنا ۶؛ ماں پر حکومت کرنا ۶

خلقت: خلقت پر حاکم ۲۸

خطا کرنے والے: خطا کرنے والوں سے درگزر کرنا ۲۷

خواب: خواب اور آئندہ کے واقعات ۱۰; سچا خواب ۱۰; سچے خواب کا کردار ۱۰

دشمنی: دشمنی کے اسباب ۲۲

ذکر: خدا کی ربوبیت کے ذکر کا پیش خیمہ ۳۱; خدا کے ذکر کی حکمت ۳۱; خدا کے علم کا پیش خیمہ ۳۱

روایت: ۳۲

رشتہ دار: دشتہ داروں میں جھگڑا ڈالنے والوں کی سرزنش ۲۳

سجدہ: ادیان الہی میں سجدہ ۱۲; غیر اللہ کے لیے سجدہ ۱۲; سجدے کے جواز ۱۲; سجدے کے احکام ۱۲

شکر کرنے والے: ۱۸

شہر میں رہنے والے: شہر میں رہنے والوں کی اہمیت ۱۹

شیطان: شیطان کا ورغلانہ ۲۳; شیطان کا جھگڑا کروانا ۲۱; شیطان کا کردار ۲۲، ۲۳، ۲۵; شیطان کے وسوسے ۲۰

صالحین: صالحین کی حکومت کا دائرہ کار ۶

صحراء میں رہنا: صحراء میں رہنے کی اہمیت ۱۹

صفات: پسندیدہ صفات ۲۷

صلہ رحم: قطع رحم کی سرزنش ۲۳

عقیدہ: توحید افعالی پر عقیدہ ۱۸

عمل: شیطانی عمل ۲۳

فساد: فساد پر اکسانا ۲۵

کینہ: کینہ ڈالنے کے اسباب ۲۲

مادی وسائل: مادی وسائل پر حاکم ۲۸

ماں: ماں کے احترام کی اہمیت ۵

موحدین: ۱۸

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۲۸

نعمت: برشتہ داروں کے ساتھ زندگی کرنے کی نعمت ۲۰; نعمت کا سبب ۲۵

یعقوب ﷺ: حضرت یعقوب (ع) کا احترام ۳; حضرت یعقوب (ع) کا حضرت یوسف ﷺ کے دربار میں ہونا ۱، ۳; حضرت یعقوب ﷺ کا قدیمی مصر میں داخل ہونا ۱; حضرت یعقوب (ع) کا قصہ ۱، ۲; حضرت یعقوب (ع) کا مطیع ہونا ۳۲; حضرت یعقوب (ع) کے سجدے کا فلسفہ ۳۲; حضرت یعقوب (ع) کے لیے حضرت یوسف ﷺ کا قصہ بیان کرنا ۸

یوسف ﷺ: حضرت یوسف ﷺ اور برادران ۲۱; حضرت یوسف ﷺ اور مادر گرامی ۳; حضرت یوسف ﷺ اور یعقوب ﷺ ۸، ۳; حضرت یوسف (ع) پر احسان ۸، ۱۵، ۱۶; حضرت یوسف ﷺ پر نعمتیں ۱۵; حضرت یوسف ﷺ کا احترام ۳۲; حضرت یوسف ﷺ کا تخت ۳۲; حضرت یوسف ﷺ کا دربار ۲; حضرت یوسف ﷺ کا زندان سے نجات پانا ۱۶; حضرت یوسف ﷺ کا شکر کرنا ۱۸; حضرت یوسف ﷺ کا عقیدہ ۱۸; حضرت یوسف ﷺ کا قصہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵; حضرت یوسف ﷺ کا مدبر و حاکم ۳۰; حضرت یوسف ﷺ کا مصر میں ہونا ۲; حضرت یوسف ﷺ کا ماں کا احترام کرنا ۳۲، ۳۳; حضرت یوسف ﷺ کو آل یعقوب کا سجدہ ۴، ۹; حضرت یوسف ﷺ کی توحید ۱۸; حضرت یوسف ﷺ کی ماں کا دربار میں ہونا ۳; حضرت یوسف ﷺ کی وفاداری ۲۶; حضرت یوسف ﷺ کے خواب کا پورا ہونا ۱۳; حضرت یوسف (ع) کے خواب کی تعبیر ۹; حضرت یوسف ﷺ کے قصہ کے مطالعہ کرنے کے آثار ۳۱; حضرت یوسف (ع) کے قصہ میں حکمت الہی ۳۰; حضرت یوسف ﷺ کے قصے میں خدا کا عمل دخل ۳۰; حضرت یوسف ﷺ کے فضائل ۲; حضرت یوسف (ع) کے فضائل کا سبب ۱۲; حضرت یوسف ﷺ کے لیے خشوع کرنے کے عوامل ۱۳; حضرت یوسف ﷺ کے لیے خضوع کرنے کے عوامل ۱۳; حضرت یوسف (ع) کے لیے مادر حضرت یوسف ﷺ کا سجدہ کرنا ۴، ۹; حضرت یوسف ﷺ کے لیے یعقوب کا

سجدہ ۴، ۹

## آیت ۱۰۱

﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾

پروردگار تو نے مجھے ملک بھی عطا کیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا۔ تو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور دنیا و آخرت میں میرا ولی اور سرپرست ہے مجھے دنیا سے فرمانبردار اٹھانا اور صالحین سے ملحق کر دینا (۱۰۱)

۱۔ حضرت یوسف (ع) نے خداوند متعال کی دی ہوئی نعمتوں اور احسانات کو حضرت یعقوب (ع) کے سامنے شمار کرتے ہوئے ذات احدیت کی حمد و ثناء اور اسکی درگاہ میں دعا کرنا شروع کی۔

رب قد ء اتیتنی ... فاطر السموات و الأرض توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین

۲۔ خداوند متعال کی ربوبیت کی طرف توجہ کرنا، دعا اور راز و نیاز کے آداب میں سے ہے۔

رب قد ء اتیتنی ... توفنی مسلماً و أَلْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ

۳۔ حضرت یوسف (ع) نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے اور خداوند متعال کی ہمہ گیر ربوبیت و علم اور حکمت کی طرف

توجہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس کے حضور محسوس کیا۔ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِي

سیاق میں تبدیلی یعنی (ان ربی ... انہ ہوالعلیم) جو غائب کا جملہ تھا اس سے مخاطب کے جملے (رب قَدْ اٰتٰیْتِنِی) کی طرف

عدول اپنے اندر چند نکات رکھتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو یاد

کرتے ہوئے ربوبیت و علم اور حکمت مطلق الہی کی طرف توجہ کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف متوجہ ہوئے کہ

خداوند متعال حاضر و ناظر ہے۔ اسی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے حضور محسوس کرتے ہوئے اس سے ہمکلام ہوئے۔

۳۔ انسان کا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کی طرف توجہ کرنا اپنے آپکو خدا کے حضور پانے کا سبب اور اسکی درگاہ میں دعا

و راز و نیاز کرنے کا ذریعہ ہے۔

۵۔ خداوند متعال نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حکمرانی اور حکومت عطا فرمائی۔ رب قد ء اتیتنی من الملک

۶۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت کا احاطہ محدود تھا اور تمام سر زمینوں کو شامل نہیں تھا۔ قد ء اتیتنی من الملک

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (من الملک) کے من کو تبعیض ہقرر دیا جائے۔

۷۔ قدرت اور دنیاوی نعمتوں سے بہر مند ہونا، خداوند متعال کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ رب قد ء اتیتنی من الملک چونکہ حضرت یوسف ؑ الطاف الہی اور اسکی شکر گزاری کے مقام بیان میں ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کو انہوں نے ذکر کیا ہے وہ خداوند متعال کی نعمتوں میں سے ہیں اور خدا کی بے شمار نعمتوں میں سے چند نعمتوں کو جو ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ بڑی عظمت اور بزرگی والی نعمتیں ہیں۔

۸۔ حضرت یوسف ؑ خوابوں کی تعبیر اور آنے والے واقعات کے تجزیہ کا علم رکھتے تھے۔ علمتني من تأويل الأحاديث (احادیث) حدیث کی جمع ہے صاحب مفردات نے لفظ حدیث کے معنی میں کہا ہے (کہ ہر وہ کلام جو سننے یا وحی کے ذریعہ خواہ بیداری میں یا خواب کی حالت میں انسان تک پہنچے اسکو حدیث کہتے ہیں) اسی وجہ سے احادیث سے مراد ممکن ہے خواب یا آئندہ کے واقعات و حوادث ہوں۔

۹۔ حضرت یوسف ؑ کا خوابوں کی تعبیر و تاویل اور آنے والے واقعات کے تجزیہ کا علم مطلق اور لامحدود نہیں تھا۔ علمتني من تأويل الأحاديث

مذکورہ معنی (من) تبعیض کی وجہ سے کیا گیا ہے

۱۰۔ خداوند متعال، حضرت یوسف ؑ کو خوابوں اور حوادث کی تاویل اور تحلیل کی تعلیم دینے والا ہے رب قد ... علمتني من تأويل الأحاديث

۱۱۔ خوابوں کی تعبیر اور حوادث کی تحلیل کا علم، گر انقدر علم اور خداوند متعال کی نعمتوں میں سے ہے۔ و عملتني من تأويل الأحاديث

۱۲۔ خداوند متعال، آسمانوں اور زمین کو خلق کرنے والا ہے۔ فاطر السموات و الأرض

(فاطر) خلق کرنے اور پیدا کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ یہ لفظ آیت کریمہ میں منادی واقع ہوا ہے اصل میں جملہ یہ ہے (یا فاطر السموات)

۱۳۔ کائنات کی خلقت، متعدد آسمانوں پر مشتمل ہے۔

فاطر السموات

۱۴۔ خداوند متعال انسانوں کا ولی اور سرپرست ہے اور ان کے تمام امور اس کے اختیار میں ہیں۔

أنت وليّ في الدنيا و الآخرة

۱۵۔ خداوند متعال کی حکمرانی اور سرپرستی، زمان و مکان کے ساتھ محدود نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں نافذ العمل ہے۔  
أنت وليّ في الدنيا و الآخرة

۱۶۔ کائنات کا خالق ہی حقیقت میں انسانوں پر سرپرستی اور حکمرانی کرنے کی طاقت اور لیاقت رکھتا ہے۔  
فاطر السموات و الأرض انت وليّ في الدنيا و الآخرة

حضرت یوسف علیہ السلام نے خداوند متعال کو آسمانوں اور زمین (کائنات) کے خالق کی صفت سے متصف کرنے کے بعد اسے اپنا ولی قرار دیا ہے تاکہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کریں کہ کیونکہ وہ کائنات کا خالق ہے لہذا ولی اور سرپرست بھی ہے۔

۱۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا صاحب قدرت و اختیار اور خوابوں کی تعبیر و آئندہ کے حالات کی تحلیل کے علم سے بہرہ مند ہونا، خداوند متعال کی ولایت و سرپرستی کے وسیلہ سے تھا۔ قَدْءِ اتَيْتَنِي مِنَ الْمَلِكِ وَ عَلِمْتَنِي ... أنت وليّ في الدنيا و الآخرة

۱۸۔ خداوند متعال اور اس کے احکام تقدیر کے مقابلے میں سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ توفیٰ مسلم (اسلام) (مسلماً) کا مصدر ہے۔ جس کا معنی تسلیم ہونا اور فرمانبرداری ہے۔ یہاں (مسلماً) کے متعلق کو ذکر کر کے اس عموم کا معنی بتلانا مقصود ہے یعنی خداوند متعال جو فرمان دے یا تقدیر بنادے اس کے مقابلے میں سر تسلیم خم کرنا مراد ہے۔

۱۹۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی خداوند متعال سے درخواست اور یہ دعا تھی کہ تمام زندگی اور مرتے وقت بھی خداوند عالم کے حضور سر تسلیم خم ہو۔ توفیٰ مسلم

۲۰۔ زندگی کے ختم ہونے تک تسلیم خدا ہونا، خداوند متعال کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ توفیٰ مسلم (توفیٰ مسلماً) (تسلیم کی حالت میں مجھے موت آئے) کا جملہ اس بات سے کنایہ ہے کہ میں ہمیشہ تیری ذات اقدس کے سامنے سر تسلیم خم رہوں اس طرح کہ جس لمحہ اور حالت میں میری جان جا رہی ہو میں اس صفت کے ساتھ متصف ہوں۔

۲۱۔ خداوند متعال، انسانوں کو موت دیتا ہے اور ان کی جان و روح کو واپس لیتا ہے۔ توفیٰ مسلم

(توفی) کامل اور پورے طور پر لینے کے معنی میں ہے۔ اور اس سے مراد موت دینا ہے کیونکہ انسان کو مارنا، اسکی جان و روح کو لینا ہے۔

۲۲۔ نیک لوگوں کے ساتھ آخرت میں زندگی بسر کرنا، خداوند متعال کی قابل قدر نعمتوں میں سے ہے۔ و الحقنی بالصلحین جملہ (الحقنی) کا جملہ (توفنی مسلماً) کے بعد آنا اس بات کو بتاتا ہے کہ یہاں الحاق اور ملنے سے مراد، قیامت اور آخرت کے میدان میں ملنا ہے۔

۲۳۔ بارگاہ الہی میں حضرت یوسف (ع) نے اپنی دعا و مناجات میں نیک لوگوں سے ملحق ہونے کی درخواست کی۔  
والحقنی بالصلحین

۲۴۔ انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ خداوند متعال کے مقابلے میں سر تسلیم خم رہنے، عاقبت باخیر ہونے اور آخرت کی زندگی میں صالحین کے ساتھ رہنے کی دعا اور خداوند متعال کی بارگاہ میں راز و نیاز کرے۔ توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین  
۲۵۔ خداوند متعال کی سرپرستی کو قبول کرنا، خدا کے سامنے سر تسلیم خم ہونے اور آخرت کی زندگی میں صالحین کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی لیاقت کا پیش خیمہ ہے۔ أنت ولی فی الدنيا و الآخرة توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین

۲۶۔ خداوند متعال کی نعمتوں کو یاد کرنا اور اسکی شانستہ صفات کے ساتھ حمد و ثناء کرنا، خداوند متعال کی درگاہ میں دعا کرنے کے آداب میں سے ہے۔

ربّ قد آتیتنی من الملك ... فاطر السموات و الأرض ... توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین

۲۷۔ خداوند متعال کی اطاعت اور اس کے سامنے تسلیم ہونا، صالحین کے زمرے میں شامل ہونے کی شرط ہے۔  
توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین

۲۸۔ عن ابی عبد اللہ ؑ یقول: بینا رسول اللہ ﷺ جالس فی اهل بیتہ إذ قال: احبّ یوسف أن یتوثق لنفسه ... لما عزل له عزیز مصر عن مصر ... خرج الی فلاة من الأرض فصلى رکعات فلمّا فرغ رفع یدہ الی السماء فقال: "ربّ قد آتیتنی من الملك و علّمتنی من تأویل الأحادیث فاطر السموات و الأرض أنت ولی فی الدنيا و الآخرة" قال: فهبط الیه جبرئیل فقال له: یا یوسف ما حاجتک؟ فقال: ربّ "توفنی مسلماً و الحقنی بالصلحین" فقال ابو عبد اللہ ؑ خشی

الفتن" (۱) امام صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا: رسالت مآب اپنے اہل بیت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ بغیر کسی تمہید کے فرمایا کہ حضرت یوسف ؑ چاہتے تھے کہ اپنے کام کو محکم کریں... جب عزیز مصر ان کے حق میں اپنی حکمرانی سے برکنار ہو گیا تب حضرت یوسف ؑ ایک جنگل و بیابان میں تشریف لے گئے اور وہاں چند رکعت نماز ادا کی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے اور کہا (ربِّ قد اتیتنی...) آنحضرت - ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت جبریل نازل ہوئے اور ان سے کہا اے یوسف ؑ تیری کیا حاجت ہے؟ حضرت یوسف ؑ نے کہا: پروردگار "توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین" اس کے بعد امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا حضرت یوسف ؑ فتنوں سے ڈر گئے تھے۔ آسمان: آسمان کا متعدد ہونا ۱۳؛ آسمانوں کا خالق ۱۲

ارواح: ارواح کا قابض ۲۱ اسماء و صفات: فاطر ۱۲

اطاعت: خداوند متعال کی اطاعت کے آثار ۲۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا عمل و دخل ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کی آخرت میں ولایت و سرپرستی ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش ۵؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی دنیا میں ولایت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مطلق ولایت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ۱، ۴، ۱۱، ۲۰، ۲۲؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت و سرپرستی کو قبول کرنے کے آثار ۲۵؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت و سرپرستی کی خصوصیات ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت و سرپرستی کی نشانیاں ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے احسان ۱؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ۱۳

انجام: اچھے انجام کی اہمیت ۲۰، ۲۳

انسان: انسانوں کا ولی و سرپرست ۱۳، ۱۶

تسلیم: اللہ تعالیٰ کے سامنے تسلیم ہونے کا پیش خیمہ ۲۵؛ اللہ تعالیٰ کے سامنے تسلیم ہونے کی اہمیت ۱۸، ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کے سامنے تسلیم ہونے کے آثار ۲۷؛ دین کے سامنے تسلیم ہونے کی اہمیت ۱۸؛ مقدرات الہی کے سامنے تسلیم ہونے کی اہمیت ۱۸

تقرب: تقرب الہی کا پیش خیمہ ۱۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۹۹، ح ۸۹؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۷۲، ح ۲۲۔



حمد: حمد الہی ۱، ۲۶

خلقت: خلقت کے خالق کی ولایت ۱۶

دعا: دعا کا پیش خیمہ ۳; دعا کی اہمیت ۲۳; دعا کے آداب ۲، ۲۶

ذکر: اسماء و صفات کا ذکر ۳; اللہ تعالیٰ ربوبیت کا ذکر ۲; اللہ کی حکمت کو ذکر کرنے کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کے علم کو ذکر کرنے کے آثار ۳; اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر ۲۶; اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ذکر کرنے کے آثار ۳; اللہ کی ربوبیت کو ذکر کرنے کے آثار ۳; ذکر کے آثار ۳

روایت ۲۸

زمین: خالق زمین ۱۲

صالحین: صالحین کی ہمنشینی کی شرائط ۱۴; آخرت میں صالحین کی ہمنشینی ۲۲، ۲۳، ۲۳، ۲۵

علم: تبغیر خواب کے علم کی اہمیت ۱۱; حوادث کی تحلیل کے علم کی اہمیت ۱۱

موت: موت کا سبب ۲۱

نعمت: آئندہ کے واقعات کی تحلیل کے علم کی نعمت ۱۱; حکومت کی نعمت ۴; خداوند متعال کے سامنے تسلیم خم ہونے کی نعمت ۲۰; خوابوں کی تبغیر کے علم کی نعمت ۱۱; صالحین کے ساتھ رہنے کی نعمت ۲۲; قدرت کی نعمت ۴; نعمت کے مراتب ۴، ۲۰، ۲۲/ ولایت: ولایت کا معیار ۱۶

یوسف ؑ: حضرت یوسف ؑ اور صالحین ۲۳; حضرت یوسف ؑ اور یعقوب ؑ ۱; حضرت یوسف ؑ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ۳; حضرت یوسف ؑ پر احسان ۱; حضرت یوسف ؑ کا قصہ ۱; حضرت یوسف (ع) کا ولی و سرپرست ۱۴; حضرت یوسف ؑ کو آئندہ کے واقعات کی تحلیل کا علم ۱۰، ۹، ۸، ۱۴; حضرت یوسف ؑ کو خوابوں کی تبغیر کا علم ۸، ۱۰، ۹، ۱۴; حضرت یوسف ؑ کی عاجزی ۱۹; حضرت یوسف ؑ کی حکومت ۱۴; حضرت یوسف ؑ کی حکومت کی حدود ۶; حضرت یوسف ؑ کی دعا ۱، ۱۹، ۲۳، ۲۸; حضرت یوسف ؑ کی شکرگزاری ۱; حضرت یوسف ؑ کی قدرت کا سبب ۱۴; حضرت یوسف ؑ کی نعمتیں ۱; حضرت یوسف ؑ کے تقرب الہی کا سبب ۳; حضرت یوسف ؑ کے علم کا محدود ہونا ۹; حضرت یوسف ؑ کے فضائل ۵، ۸

## آیت ۱۰۲

﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ﴾

پیغمبر یہ سب غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم وحی کے ذریعہ آپ تک پہنچا رہے ہیں ورنہ آپ تو اس وقت ۲ نہ تھے جب وہ لوگ اپنے کام پر اتفاق کر رہے تھے اور یوسف کے بارے میں بری تدبیریں کر رہے تھے (۱۰۲)

۱۔ گذشتہ تاریخ کے کافی اہم واقعات اور قصے انسانوں پر مخفی اور پوشیدہ رہ گئے ہیں۔ ذلک من انباء الغیب

"انباء" نبأ کی جمع ہے۔ (نبأ) جس طرح مفردات راغب میں آیا ہے ایسی خبر کو کہا جاتا ہے جو بہت بڑا فائدہ رکھتی ہو۔ "غیب" یعنی وہ شے جو لوگوں کی نظر اور حواس سے پنہاں ہو اور اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہ رکھتے ہوں اور (من انباء الغیب) "من" تبعیض کے معنی میں ہے۔ پس (ذلک من انباء الغیب) سے مراد یہ ہے کہ جو باتیں ذکر ہوئیں ہیں وہ ایسی باتیں تھیں جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھیں۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ، تاریخ بشریت میں بہت اہم واقعہ تھا جو بعثت پیغمبر اسلام ﷺ سے پہلے لوگوں پر مخفی رہ گیا تھا۔ ذلک من انباء الغیب

(ذلک) حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ اور حضرت یونس علیہ السلام کے زمانے میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں اسکی طرف اشارہ ہے یعنی (ذلک النبأ من انباء الغیب) سے یاد کیا گیا ہے۔

۳۔ خداوند متعال نے حضرت یوسف (ع) کے واقعہ کی پیغمبر اسلام ﷺ پر وحیکے ذریعہ تشریح کی۔ ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک

۳۔ قرآن مجید، تاریخ بشریت سے آشنائی اور اہم تاریخی و مخفی ماندہ واقعات کی شناخت کا سرچشمہ ہے۔ ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک

۵۔ پیغمبر اسلام، نزول قرآن سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان کے حقائق اور خصوصیات سے واقف نہیں تھے۔ و ما کنت لدیہم اذ اجمعوا امرہم

(ما کنت لدیہم) (کہ تو ان کے درمیان نہیں تھا) کا جملہ کنایہ ہے کہ رسالت ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان سے واقف نہیں تھے۔

۶۔ رسالت مآب ﷺ کا حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ سے نزول قرآن مجید سے پہلے آگاہ نہ ہونا، قرآن مجید کے الہی ہونے پر روشن دلیل ہے۔ ذلك من أنباء الغيب نوحيه اليك و ما كنت لديهم

(ما كنت لديهم) جملہ حالیہ ہے اور جملہ (نوحیہ الیک) کے لیے بمنزلہ علت ہے۔ یعنی قرآن مجید کا وحی الہی ہونے کی حقیقت پر روشن دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ سے بے خبر تھے۔ لیکن اسکو اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور یہ سوائے وحی کے ممکن نہیں تھا۔

۷۔ برادران یوسف علیہ السلام کا حضرت ﷺ کے خلاف مکر و حیلہ اور سازش کرنے کا عزم و ارادہ۔  
إذا جمعوا أمرهم و هم يمكرون

"اجماع" (اجمعوا) کا مصدر ہے جو ارادہ اور کسی کام کے لیے آمادہ ہونے کے معنی میں ہے۔ اور "اجمعوا" میں ضمائر جمع سے مراد برادران یوسف ہیں لیکن یہ احتمال بھی بعید نظر نہیں آتا کہ ان ضمائر سے مراد برادران یوسف علیہ السلام کے علاوہ زلیخا، اور مصر کے حکمران ہوں۔

۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا وہ اجتماع جسمیں انہوں نے حضرت ﷺ کے خلاف مکر و حیلہ اور سازش کا پروگرام بنایا تھا نزول قرآن مجید سے پہلے، داستان یوسف علیہ السلام کا یہ مخفی ترین حصہ تھا۔ إذ أجمعوا أمرهم و هم يمكرون  
حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان کے اس حصہ (بھائیوں کا ان کے خلاف مکر و حیلہ و سازش کی میسنگ کرنا) کی یاد آوری اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ غیبی باتوں میں سے تھا اس بات کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ یہ داستان کا مخفی ترین حصہ ہے۔

۹۔ قرآن مجید کا برادران یوسف علیہ السلام، زلیخا اور مصر پر حکمران کمیٹی کے مکر و حیلہ اور سازش کو بیان کرنا، اس کے وحی اور الہی ہونے پر روشن و واضح دلیل ہے۔ ما كنت لديهم إذ أجمعوا أمرهم و هم يمكرون  
(و ما كنت لديهم...) کا جملہ (ذلك من أنباء الغيب) کے لیے علت کے مقام پر ہے۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور قصہ یوسف علیہ السلام ۳، ۵، ۶؛ آنحضرت ﷺ کی طرف وحی ۳؛ آنحضرت ﷺ کے علم کا محدود ہونا ۵، ۶

برادران یوسف علیہ السلام :

برادران یوسف ﷺ کا مکر، ۸، ۹

تاریخ بتاریخ کے مخفی حصے ۱، ۲؛ تاریخ کے مصادر ۳

زلیخا: زلیخا کا مکر ۹

شناخت: شناخت کے مصادر ۳

قرآن مجید: قرآن مجید اور یوسف ﷺ کا قصہ ۸، ۹؛ قرآن مجید کی اہمیت ۳، ۵، ۸؛ قرآن مجید کے وحی ہونے کے دلائل ۶، ۹

قدیمی مصر: قدیمی مصر کے حکمرانوں کا مکر و حیلہ ۹

یوسف ﷺ: یوسف ﷺ کا قصہ ۴: یوسف ﷺ کے ساتھ مکر و حیلہ ۴، ۸، ۹: یوسف ﷺ کے قصہ سے ناواقفیت ۲؛

یوسف (ع) کے قصہ کا آنحضرت سے پہلے ہونا ۵، ۲: یوسف ﷺ کے قصہ کے چھپے ہوئے پہلو ۸

### آیت ۱۰۳

﴿وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ﴾

اور آپ کسی قدر کیوں نہ چاہیں انسانوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے (۱۰۳)

۱۔ اکثر لوگ قرآن مجید اور وحی الہی پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ و ما اکثر الناس ... بمؤمنین

(مؤمنین) کا متعلق آیت قبل (نوحیہ الیک) اور بعد والی آیت (ان ہو...) کے قرینہ کی بناء پر قرآن و وحی الہی ہے۔

۲۔ پیغمبر اسلام کا لوگوں کے اطمینان لانے کے سلسلہ میں بہت حریص اور ان کی اکثریت میں آپ ﷺ کی فراوان کو

شش کا بے اثر ہونا۔ و ما اکثر الناس و لو حرصت بمؤمنین

"حرص" کا معنی کسی شے سے بہت زیادہ لگاؤ اور اس کی دستیابی کیلئے کوشش کرنا ہے۔

۳۔ اکثر لوگوں کا ایمان نہ لانے کا سبب ان کا حق قبول کرنے سے انکار ہے نہ کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی تبلیغ میں

کوئی کمی تھی اور نہ ہی قرآن کی حقانیت کی دلیل میں کوئی نقص تھا۔ ذلک من انبا الغیب ... و ما اکثر الناس و لو حرصت بمؤمنین

اس سے پہلے والی آیت شریفہ میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور اسکا خدا کی طرف سے ہونا روشن اور واضح بات ہے۔ اور (و لو حرصت) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے دین کی تبلیغ میں مستمر کوشش کی ہے۔ یہ دو حقیقت اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ لوگوں پر حجت اور دلیل کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ اور ان کا ایمان نہ لانا ان کے حق کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔

۳۔ خداوند متعال نے حضرت یوسف (ع) کے خلاف ان کے بھائیوں کے مکرو فریب کو بیان کر کے رسالت مآب کو تسلی دی ہے کہ لوگوں کی مخالفت کی فکر نہ کریں۔ اذ اجمعوا أمرهم و ہم یمکرون و ما اکثر الناس و لو حرصت بمؤمنین مذکورہ بالا معنی جملہ (ما اکثر الناس ...) کا برابر ان یوسف (ع) کا حضرت یوسف (ع) کے خلاف مکرو سازش (و ہم یمکرون) کے ساتھ کے خصوص ربط کا تقاضا ہے اور یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اے پیغمبر گرامی وہ تو فرزند ان یعقوب تھے انہوں نے اپنے بھائی اور والد گرامی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ اور تم ﷺ لوگوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے غمگین نہ ہونا اور خود کو قصور وار خیال نہ کرو کیونکہ اکثر لوگ حق کو قبول نہیں کرتے۔

۵۔ لوگوں کا تکبر اور خود پسندی، پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان نہ لانے کا سرچشمہ ہے۔ و ما اکثر الناس و لو حرصت بمؤمنین

مذکورہ آیت کریمہ میں ممکن ہے حضرت یوسف ﷺ اور ان کے بھائیوں کے قصہ کے کچھ نتائج کی طرف اشارہ ہو۔ اس واقعہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ یوسف ﷺ کے بھائیوں کا ان سے برتاؤ کا ایک سبب غرور اور خود کو بڑا سمجھنا تھا، (و نحن عصبة) اسی وجہ سے جملہ (ما اکثر الناس ...) پورے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد اس معنی کی طرف اشارہ ہے کہ اہل مکہ کا پیغمبر اسلام ﷺ پر ایمان نہ لانے کی ایک وجہ ان کا غرور اور خود کو بڑا خیال کرنا تھا۔

۶۔ اہل مکہ کا پیغمبر اسلام ﷺ پر ایمان نہ لانے کا ایک سبب انکی حسادت تھی۔ و ما اکثر الناس و لو حرصت بمؤمنین مذکورہ بالا معنی گذشتہ توضیح سے معلوم ہو سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ سے حسد کرنا ۶؛ آنحضرت ﷺ کا لگاؤ ۲؛

آنحضرت ﷺ کو تسلی دینا ۳؛ آنحضرت ﷺ کی کوشش ۳؛ آنحضرت ﷺ کی کوشش کا بے اثر ہونا ۲

اکثریت: اکثریت پر حجت کا تمام کرنا ۳؛ اکثریت کا بے ایمان ہونا ۱

ایمان: آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ لانا ۵، ۱؛ بے ایمانی کا سبب ۳، ۵، ۶؛ قرآن مجید پر ایمان نہ لانا ۱، ۵؛ وحی پر ایمان نہ

لانا ۱

برادران یوسف: برادران یوسف کا مکر ۳

حسد: حسد کے آثار

حق: حق قبول نہ کرنے کے آثار ۳

دین: دین کو نقصان پہنچانے والے اسباب کی شناخت ۵، ۶

عجب: عجب کے آثار ۵

علائق: انسانوں کا ایمان کے ساتھ علاقہ و رابطہ ۲

قرآن مجید: قرآن مجید کی حقانیت ۳؛ قرآن مجید کے قصوں کا فلسفہ ۳

کفر: آنحضرت کا انکار کرنے کا سبب ۶

مکہ: اہل مکہ کی حسادت ۶

یوسف: حضرت یوسف (ع) کا قصہ بیان کرنے کا فلسفہ ۳؛ حضرت یوسف (ع) کے ساتھ مکر و فریب ۳

## آیت ۱۰۳

﴿وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾

اور آپ ان سے تبلیغ رسالت کی اجر تو نہیں مانگتے ہیں یہ قرآن تو عالمین کے لئے ایک ذکر اور نصیحت ہے (۱۰۳)  
۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ قرآن مجید اور وحی کی تعلیم و تبلیغ کرنے کے بدلے ذرہ برابر اجر طلب نہیں کی کرتے تھے۔  
و ما تسئلهم عليه من اجر

لفظ (سؤال) اور جو اس سے الفاظ سے مشتق ہوئے ہیں جب بغیر حرف (عن) کے متعدی ہوتے ہیں، جیسا کہ آیت شریفہ میں ہے تو مطالبہ اور درخواست کرنے کے معنی میں آتے ہیں۔ اور لفظ (اجر) نکرہ ہے جو نفی کے بعد واقع ہوا ہے اسی وجہ سے عموم پر دلالت کرتا ہے اور تھوڑی سی اجر تو کو بھی شامل ہوگا۔ اور (من) زائدہ بھی اسی معنی کی تاکید کرتا ہے۔

۲۔ کفار کے پاس قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ پر ایمان نہ لانے کا کوئی عذر و بہانہ نہیں تھا۔  
و ما أكثر الناس و لو حرصت بمؤمنين و ما تسئلهم عليه من أجر

(۱۰۲) نمبر آیت کریمہ، نے قرآن مجید اور رسالت مآب کی حقانیت کو ثابت کیا ہے اور (۱۰۳) نمبر آیت کریمہ کا اشارہ اسی معنی کی طرف ہے کہ رسالت مآب کے توسط سے قرآن مجید اور تعلیمات وحی لوگوں تک پہنچ گئی ہیں اور مورد گفتگو آیت اس مطلب کو بیان کر رہی ہے کہ اس کے ان سے کوئی اجر طلب نہیں کی گئی۔ یعنی کافروں کے ایمان نہ لانے کا ہر عذر اور بہانہ بنانے کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔

۳۔ دینی مبلغین کو قرآن کریم کی تعلیم اور ابلاغ دین کی اجر لینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ و ما تسئلهم عليه من أجر

۳۔ اسلام اور قرآن مجید کی تعلیمات عالمگیر اور کسی زمان و مکان اور گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔  
ان هو إلا ذكر للعالمين

۵۔ قرآن مجید کے معارف اور ان کے احکام ایسے حقائق ہیں کہ جنہیں سیکھا اور ہمیشہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ ان کو الا ذکر للعالمین (ذکر) ایسے علم و معرفت کو کہا جاتا ہے کہ ذہن میں حاضر ہو اور اس سے غفلت نہ برتی جائے۔ قرآن مجید کو ذکر کی صفت سے یاد کرنا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے حقائق کو سیکھا جائے اور انکو بھولنا اور ان سے غافل بھی نہیں ہونا چاہیے۔

۶۔ قرآن مجید کی تبلیغ، مادی وسائل کی درآمد کا وسیلہ قرار نہ پائے۔ و ما تسئلہم علیہ من اجر ان ہو الا ذکر للعالمین (ان ہو...) کے جملے میں حصر، حصر اضافی و نسبی ہے اور جملہ (و ما تسئلہم...) کے قرینہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ قرآن مجید کو خداوند متعال ﷺ پر نازل فرمایا تاکہ لوگوں کو اس کے حقائق بتائیں اور اس کی تبلیغ کریں نہ یہ کہ اس کو اپنی معاش اور زندگی چلانے کا ذریعہ قرار دیں اور پیغمبر گرامی ﷺ نے بھی ایسے ہی کیا (ما تسئلہم)

۷۔ قرآن مجید کا زمانہ بعثت کے لوگوں سے خاص نہ ہونا یہ ایک مناسب دلیل ہے کہ اس کی تبلیغ کے بدلے میں ان سے کوئی بھی اجر نہیں مانگی گئی۔ و ما تسئلہم علیہ من اجر ان ہو الا ذکر للعالمین مذکورہ بالا معنی اجر رسالت کو طلب نہ کرنے اور قرآن مجید کا تمام عالم کے لیے ہونے کے درمیان باہمی ارتباط کا تقاضا ہے۔ یعنی چونکہ قرآن مجید تمام لوگوں اور تمام زمانوں کے لیے ہے اس وجہ سے مناسب نہیں ہے کہ ایک گروہ و طائفہ خاص سے اس کی اجر طلب کی جائے۔

۸۔ کسی وقت لوگوں کے خاص گروہ یا حتی اکثریت کا ایمان نہ لانا، دینی مبلغین کے لیے مایوسی اور ناامیدی کا سبب نہیں بننا چاہیے۔ و ما اکثر الناس و لو حرصت بمؤمنین ... ان ہو الا ذکر للعالمین

(ان ہو الا ذکر للعالمین) کا جملہ، قرآن مجید اور اسلام کے عالمگیر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس کو بعثت کے زمانے اور اہل مکہ سے خاص ہونے کی نفی کرتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اے پیغمبر اسلام ﷺ آپ کو مکہ کی اکثریت کے ایمان نہ لے آنے پر پریشان اور مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ قرآن مجید فقط ان لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ پوری کائنات کے لیے ہے اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو دوسروں کی طرف چلے جائیں۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت اور قرآن مجید کی تبلیغ ۱؛ آنحضرت کی صفت تبلیغ ۱۱

اسلام:



اسلام کا پوری کائنات کے لیے ہونا ۳؛ اسلام کی خصوصیات ۳  
ایمان: آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ لانا ۲؛ آنحضرت کی صفت تبلیغ ۱۱  
تبلیغ: تبلیغ میں نقصان دینے والے امور کی شناخت ۳، ۶، ۸  
ذکر: قرآن مجید کے ذکر کی اہمیت ۵

قرآن مجید: کا پوری کائنات کو شامل ہونا ۳؛ قرآن مجید کا تقدس ۶؛ قرآن مجید کا تمام کائنات کے لیے ہونے کے آثار ۴؛ قرآن  
مجید کی اہمیت ۶؛ قرآن مجید کی تبلیغ کی اجرت ۳، ۶، ۷؛ قرآن مجید کی تعلیم کی اہمیت ۵؛ قرآن مجید کی خصوصیات ۳  
کفر: کفر کا بے منطق و بے دلیل ہونا ۲  
مبلغین: مبلغین اور تبلیغ کی اجرت ۳؛ مبلغین اور لوگوں کا کفر ۸؛ مبلغین کی ذمہ داری ۳، ۸؛ مبلغین کے امیدوار ہونے کی  
اہمیت ۸

## آیت ۱۰۵

﴿وَكَايْنٍ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ﴾

اور زمین و آسمان میں بہت سی نشانیاں ہیں جن سے لوگ گزر جاتے ہیں اور کنارہ کش ہی رہتے ہیں (۱۰۵)  
۱۔ زمین اور آسمان خداوند متعال کی توحید اور وحدانیت کی بے شمار نشانیوں اور آیات پر مشتمل ہیں۔  
و کائین من آية في السموات و الأرض

(کائین) عدد کے لیے کنایہ ہے اور کثرت پر قرآن دلالت کرتا ہے۔ یہ لفظ بتداء اور جملہ (فی السموات و الأرض) اسکی خبر  
ہے۔ اور (من آية) اسکی تمیز ہے۔ اور اس لفظ (آية) سے مراد بعد والی آیت میں (و ما یومن اکثر ہم

بالہ) کے قرینے کی وجہ توحید و وحدانیت کی نشانی ہے۔

۲۔ کائنات میں توحید و احدیت الہی کی نشانیاں، ہمیشہ انسانوں کے سامنے اور منظر عام پر ہیں۔

و کائین من آية فی السموات و الارض یمرن علیہ

(مرور) کا معنی گزرنے کا ہے اور لوگوں کا آیات اور اللہ کی نشانیوں سے گزرنا، ان کے دیکھنے کو مستلزم ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ انسان آسمانی آیات سے عبور نہیں کرتا ہے اسی طرح (یمرون علیہا) کا جملہ ان آیات کے بارے میں کنایہ ہے کہ "وہ مشاہدہ کرتے ہیں"

۳۔ کفر اختیار کرنے والے، توحید کی آیات اور نشانیوں میں غور و فکر نہیں کرتے اور توحید پر انکی دلالت کو نہیں پاتے۔  
یمرون علیہا و ہم عنہا معرضون

"اعراض" (معرضون) کا مصدر ہے جو منہ پھیر لینے کے معنی میں ہے۔ توحید کی نشانیوں سے منہ پھیر لینے کا معنی یہ ہے کہ اسمیں غور و فکر نہیں کرتے اور اس کو درک نہیں کرتے کہ یہ خداوند متعال کی وحدانیت کے گواہ و دلائل ہیں۔

۳۔ وہ لوگ جو آسمانوں اور زمین (کائنات) میں موجود نشانیوں سے خداوند متعال کی توحید اور وحدانیت کو درک نہیں کر پاتے وہ اس لائق ہیں کہ انکی مذمت اور سرزنش کی جائے۔ وکائین من آية فی السموات و ال ارض یمرون علیہا و ہم عنہا معرضون

آیت شریفہ کا انداز، مذمت اور سرزنش کو بتاتا ہے۔

۵۔ زمین متحرک ہے اور انسانوں کو آیات آسمانی سے عبور کرواتی ہے۔

کائین من آية فی السموات و الارض یمرون علیہ

اگر (یمرون علیہا) کے جملے کا کنایہ (مشاہدہ کرنا) معنی نہ کریں بلکہ حقیق معنی ادا لیں تو (زمین کی حرکت کرنا) اس کا معنی ہوگا۔ کیونکہ آیات آسمانی پر عبور اس معنی کے ساتھ مناسب ہے کہ زمین حرکت کرتی ہو اور اس حرکت کے سبب انسان آیات الہی سے عبور کرتا ہے۔ (تفسیر المیزان سے یہ معنی لیا گیا ہے)۔

۶۔ کائنات، متعدد آسمانوں پر مشتمل ہے۔ کائین من آية فی السموات

آسمان: آسمانوں کا متعدد ہونا ۶؛ آسمانوں میں آیات الہی کا ہونا ۱، ۳، ۵

آیات الہی: آیات آفاقی ۱، ۳؛ آیات الہی سے منہموڑنے والے ۳ آیات الہی سے منہ موڑنے والوں کی

سرزنش ۳؛ آیات کائنات کا مشاہدہ ۲

توحید: توحید کے دلائل ۱، ۲

زمین: زمین کی حرکت ۵؛ زمین میں آیات الہی کا ہونا ۱، ۳

سرزنش: سرزنش کے مستحقین ۳

کائنات: کائنات میں خدا کی نشانیاں ۳

کفار: کفار کا منہ پھیرنا ۳؛ کفار کی خصوصیات ۳

## آیت ۱۰۶

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾

اور ان میں کی اکثریت خدا پر ایمان بھی لاتی ہے تو شرک کے ساتھ (۱۰۶)

۱۔ اکثر ایمان کا دعویٰ اور وجود الہی کا اعتراف کرنے والے، اسکا شریک خیال کرتے ہیں۔

و ما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم مشركون

۲۔ اکثر توحید پرست توحید کو کسی نہ کسی طریقہ سے شرک کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں۔ و ما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم

مشركون

۳۔ خالص توحید پرست کہ جنکی توحید، ہر قسم کے شرک سے منزہ ہے بہت کم ہیں۔ و ما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم

مشركون

۳۔ توحیدی عقیدہ کو ہر قسم کے شرک سے دور رکھنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے۔ و ما يؤمن أكثرهم بالله وهم

مشركون

۵۔ عن ابی عبد اللہ (علیہ السلام) (فی قول تعالیٰ) : "و ما يؤمن أكثرهم بالله و هم مشركون" انھا نزلت فی مشركی العرب اذ

سئلوا من خلق السماوات و الارض و ينزل المطر؟ قالوا : الله ثم هم یشركون و كانوا یقولون فی تلبيتهم : لبیک لا

شریک لك الا شریکا هو انک تملکھ و ما ملک<sup>(۱)</sup>

(۱) مجمع البیان ج ۵؛ ص ۴۱۰؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۷۶؛ ح ۲۳۷۔

امام جعفر صادق عليه السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "ما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون" کے بارے میں روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ مشرکین عرب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب ان سے سوال ہوا کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے اور بارش کون برساتا ہے؟ تو جواب میں کہتے ہیں خداوند متعال: لیکن اس کے باوجود بھی شرک کرتے تھے اور تبلیہ (یعنی اس کے حضور زبان سے اظہار کرنا) کے وقت کہتے تھے لیک۔ تیری ذات کا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جو تجھ سے ہے اور تو اسکا مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے تو اس کا بھی مالک ہے۔

۶۔ عن ابی عبد اللہ عليه السلام (فی قوله تعالى) "و ما يؤمن اكثرهم بالله و الا و هم مشركون" انهم اهل الكتاب آمنوا بالله و اليوم الآخر و التوراة و النجیل ثم اشركو بانكار القرآن و انكار نبوة نبيا محمد عليه السلام۔ (۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (و ما يؤمن اكثرهم بالله الا و هم مشركون) کے بارے میں روایت ہے کہ بے شک وہ اہل کتاب ہیں جو خداوند متعال اور روز قیامت اور تورایت و انجیل پر ایمان لائے ہیں۔ پھر قرآن مجید اور پیغمبر گرامی حضرت محمد عليه السلام کی نبوت کا انکار کر کے مشرک بن گئے۔

۷۔ عن ابی الحسن الرضا (ع) (فی قوله تعالى) : "و ما يؤمن اكثرهم بالله الا و هم مشركون" قال : انه شرك لا يبلغ به الكفر۔

"و ما يؤمن اكثرهم بالله و هم مشركون" کے بارے میں امام رضا (ع) سے روایت ہے آپ عليه السلام کہ اس بارے میں فرماتے ہیں اس شرک سے مراد ایسا شرک ہے کہ جو بھی ایسا شرک رکھتا ہے لیکن وہ کفر کی حد تک نہیں پہنچتا۔

۸۔ عن ابی جعفر عليه السلام : فی قوله الله تبارك و تعالى "و ما يؤمن اكثرهم بالله الا و هم مشركون" قال : شرك طاعة و ليس شرك عبادة و المعاصی التي يرتكبون شرك طاعة اطاعوا فيها الشيطان فاشركوا بالله فی الطاعة لغيره (۲)

امام محمد باقر عليه السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "ما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون" کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہاں شرک سے مراد اطاعت میں شرک ہے نہ کہ عبادت میں شرک وہ ایسے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں جس میں اطاعت میں شرک ہے نہ کہ شیطان کی اطاعت کرتے ہیں۔ پس غیر اللہ کی اطاعت کرنے سے وہ خداوند متعال کے لیے شریک قرار دیتے ہیں۔

(۱) مجمع البیان ج ۵ ص ۴۱۰؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۷۶ ج ۲۳۷ (۲) مجمع البیان ج ۵ ص ۴۱۰ بحار الانوار ج ۳ ص ۱۰۶ (۳) تفسیر قمی، ج ۱ ص ۳۵۸؛ نور الثقلین، ج ۲ ص ۴۷۵ ج ۲۳۱۔

۹\_ عن ابی عبداللہ ؑ "و ما یؤمن اکثرهم باللہ الا و ہم مشرکون" فہم الذین یلحدون فی اسمائہ بغیر علم فیضعونها غیر مواضعہا...<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ آپ (ع) اللہ تعالیٰ کے اس قول (و ما یؤمن اکثرهم باللہ و الا و ہم مشرکون) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہاں ایسے لوگ مراد ہیں جو اسماء الہی کے سلسلہ میں جہالت کی بناء پر کجروی کرتے ہیں اور ان اسماء کو غیر اللہ میں استعمال کرتے ہیں۔

۱۰\_ عن ابی عبداللہ ؑ فی قوله: "و ما یؤمن اکثرهم باللہ الا و ہم مشرکون" قال: هو الرجل یقول: لولا فلان لہلکت ولو لا فلان ل اصبحت کذا وکذا و لو فلان لضاع عیالی...<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق ؑ سے قول خداوند متعال کے اس قول (و ما یؤمن اکثرهم باللہ و الا و ہم مشرکون) کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے کہ جو یہ کہے کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا، اگر فلاں نہ ہوتا تو میرے سر پر یہ گذر جاتی، اگر فلاں نہ ہوتا تو میرے اہل و عیال برباد ہو جاتے...

۱۱\_ عن یعقوب بن شعیب قال: سألت ابا عبداللہ "وما یؤمن اکثرهم باللہ الا و ہم مشرکون" قال: کانوا یقولون: نمطر بنو کذا و نبوء کذا و منها انهم کانوا یأتون الکھا ان فیصد قوھم فیما یقولون<sup>(۴)</sup> یعقوب ابن شعیب نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق ؑ سے آیت کریمہ "و ما یؤمن اکثرهم باللہ الا و ہم مشرکون" کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بارش کا برسنا اس ستارے کے سبب سے ہے یا اس کی فلانی حالت میں آنے کے سبب سے ہے اور وہ لوگ کاہنوں اور جادوگروں کے پاس آتے اور ان کی باتوں کو قبول کرتے ہیں۔

اعراب: اعراب کا شرک ۵

اکثریت: اکثریت کا شرک ۱؛ اکثریت کے شرک سے مراد ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۰

اہل کتاب: اہل کتاب کا شرک ۶

(۱) توحید صدوق ص ۳۲۴ ح ۱: نور الثقلین، ج ۴۷۵، ج ۲۲۹ (۲) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۰۰؛ ج ۹۶؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۷۶؛ ج ۲۳۵۔

(۳) (نو) کے لفظ سے مراد یا تو ستارہ ہیں یا ان کے مختلف حالات ہیں (۴) بحار الانوار ج ۶۹، ص ۹۹ ح ۲۲؛ بحار الانوار ج ۲، ص ۲۱۳، ح ۱۲

اللہ تعالیٰ: اسماء الہیہ میں شرک الحاد کرنا ۹

ایمان: ایمان کے دعوے داروں کا شرک ۱

توحید: شرک و توحید کو ملانا ۲

روایت: روایت ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱

شرک: شرک افعالی ۵، ۸، ۱۰، ۱۱؛ شرک سے دوری کرنے کی اہمیت ۳؛ شرک کے مراتب ۷

مؤمنین: مؤمنین کی کمی ۳

موحدین: موحدین اور شرک ۲؛ موحدین کی کمی ۳

### آیت ۱۰۷

﴿أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾

تو کیا یہ لوگ اس بات کی طرف سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ کہیں ان پر عذاب الہی آکر چھا جائے یا اچانک قیامت آجائے اور یہ غافل ہی رہ جائیں (۱۰۷)

۱۔ قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والے دنیا کے (عذاب) عذاب (استیصال) اور آخرت کے عذابوں میں گرفتار ہونے کے خطرے میں ہیں۔ اَفَأَمِنُوا ان تَاتِيَهُمُ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ او تَاتِيَهُمُ السَّاعَةُ

(افامنوا) کی ضمیر ممکن ہے (اکثر الناس) کی طرف لوٹے جو آیت ۱۰۳ میں ہے۔ اس صورت میں اس ضمیر سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید و وحی الہی اور رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور اس کے بارے میں کافر ہو گئے ہیں۔

۲۔ مشرکین، دنیا اور آخرت کے عذابوں میں گرفتار ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں۔

اَفَأَمِنُوا ان تَاتِيَهُمُ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ او تَاتِيَهُمُ السَّاعَةُ

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ (افامنوا) کی ضمیر سے مراد وہ مشرکین ہوں جو اس سے پہلے والی آیت میں بیان ہو چکے ہیں۔

۳۔ اللہ کے عذاب عالمگیر عذاب ہیں اور اپنے مستحقین کو گھیر لینے والے ہیں۔ اَفَأَمْنُوا اِنْ تَأْتِيهِمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ (غاشیہ) کا معنی تمام کو شامل ہونے والا ہے یہ لفظ ایک محذوف موصوف کے لیے صفت وقع ہوا ہے۔ جو کہ (عذاب اللہ) کے قرینے کی وجہ سے (عقوبۃ) یا اسکی مثل الفاظ ہو سکتے ہیں۔ اور (من) کا حرف ممکن ہے یہاں تبعیض کے لیے وقع ہوا ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ (من) بیانیہ ہو اگر دوسرا احتمال لیا جائے تو اس صورت میں اس آیت کریمہ سے مذکورہ بالا معنی کو حاصل کرنا روشن اور بغیر کسی ابہام کے ہے۔

۴۔ مشرکین اور کفار، عذاب الہی سے فرار نہیں کر سکتے اور اپنے آپ کو اس سے نہیں بچا سکتے۔ اَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

عذاب الہی کو عالمگیر اور تمام کو شامل ہونے کی صفت سے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس سے فرار ممکن نہیں اور اپنے آپ کو اس کے دکھ و رنج سے محفوظ نہیں رکھا جاسکتا۔

۵۔ کفار اور مشرکین کا دنیا و آخرت کے عذاب الہی سے محفوظ رہنے کا احساس تعجب آور اور نامناسب بات ہے۔ اَفَأَمْنُوا اِنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

(اَفَأَمْنُوا) میں ہمزہ استفہام ممکن ہے تو یحییٰ ہو یا تعجب کو بیان کرنے کے لیے ذکر ہوا ہو۔ یعنی یہ تعجب آور بات ہے کہ خداوند متعال کے عذاب سے اپنے آپ کو امن و امان میں محسوس کر رہے ہیں۔ حالانکہ توحید اور رسالت پر واضح و روشن دلیل و برہان ہوتے ہوئے بھی توحید و رسالت کو قبول کرنے سے گریزاں ہیں۔

۶۔ قیامت ناگہانی اور انسانوں کی بے علمی و لاعلمی میں واقع ہوگی۔ اَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ

(بغتہ) کا معنی ناگہانی طور پر اور پہلے اطلاع دیے بغیر وقع ہونا ہے اور (وہم لا يشعرون) کا جملہ حال مؤکدہ ہے۔ پس ان کا متوجہ نہ ہونا (بغتہ) کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔

۷۔ بشریت کی تحقیق و علم قیامت کے برپا ہونے کے وقت کو معین کرنے حتی احتمال دینے سے بھی قاصر ہے۔ اَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ

اس صورت میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیء ناگہانی اور اچانک وقع ہوئی ہے۔ کہ انسان اس کے وقع ہونے کے زمانے کو احتمال و حدس کی صورت میں بھی معین نہ کر سکتا ہو۔

۸۔ توحید، قرآن مجید اور رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کے وجود پر روشن و واضح دلائل و حقائق کا ہونا ان کے انکار

کے لیے ہر قسم کے بہانہ کو ختم کر دیتا ہے اور کفار کو عذاب الہی کا مستحق بنانے کا موجب بنتا ہے۔  
و ما اکثر الناس ... بمومنین ... و ما يؤمن اکثرهم بالله و الا و هم مشرکون أفأمنو

آیت (ذلک من ابنا الغیب...) جو حقانیت قرآن مجید اور رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کی حقانیت کی دلیل پر مشتمل ہے۔  
اور آیت کریمہ (وکائن من آیہ...) کہ جسمیں توحید کی دلیل ہے۔ اس پر فاکا حرف جو (أفأمنوا) میں ہے اس نے عذاب کے استحقاق کو مترتب کیا ہے یعنی کیونکہ اتمام حجت ہو گئی ہے اس لیے کسی بہانہ و عذر کی ضرورت نہیں ہے اور کفار عذاب کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا احاطہ کرنا ۳

امور: شگفت و تعجب آور امور ۵

انسان: انسانوں کے علم کا محدود ہونا ۷

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کو جھٹلانے والوں کا آخرت میں عذاب ۱؛ آنحضرت ﷺ کو جھٹلانے والوں کا دنیا

میں عذاب ۱؛ آنحضرت کی حقانیت کی وضاحت ۸

توحید: توحید کے واضح دلائل ۸

عذاب: اہل عذاب ۱، ۲؛ عذاب استیصال ۱؛ عذاب سے محفوظ رہنا ۵؛ عذاب کے اسباب ۸۔

قرآن مجید: قرآن مجید کی حقانیت کی وضاحت ۸؛ قرآن مجید کے جھٹلانے والوں کا آخرت میں عذاب ۱؛ قرآن مجید کے

جھٹلانے والوں کا دنیا میں عذاب ۱

قیامت: قیامت کا ناگہانی ہونا ۶؛ قیامت کا وقت ۷؛ قیامت کے برپا ہونے کے خصوصیات ۶

کفار: کفار پر اتمام حجت کرنا ۸؛ کفار پر عذاب ۸؛ کفار پر عذاب کا حتمی ہونا ۵، ۳

مشرکین: مشرکین پر آخرت کا عذاب ۲؛ مشرکین پر اتمام حجت ۸؛ مشرکین پر دنیا کا عذاب ۲؛ مشرکین پر عذاب کا حتمی ہونا

۵، ۳؛ مشرکین کا عذاب ۸



## آیت ۱۰۸

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

آپ کہہ دیجئے کہ یہی میرا راستہ ہے کہ میں بصیرت کے ساتھ خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اور میرے ساتھ میرا اتباع کرنے ۱۔ والا بھی ہے اور خدا پاک و بے نیاز ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں (۱۰۸)

۱۔ توحید کا پرچار، قرآن مجید کی تبلیغ اور شرک کے خلاف جہاد کرنا پیغمبر اسلام ﷺ کی ذمہ داری اور راہ و رسم تھی۔

قل هذه سبيلي

(ہذہ) کا اشارہ ان مطالب کی طرف ہے جو گذشتہ آیت میں ذکر ہوئے ہیں۔ ان میں سے توحید کا پرچار، شرک کی نفی، قرآن مجید کی تبلیغ اور وحی کی تعلیمات ہیں۔

۲۔ لوگوں کو خداوند متعال کی طرف بلانا اور اسکی طرف توجہ دلانا، پیغمبر اسلام ﷺ کی ذمہ داری اور راہ و رسم تھی۔

ادعوا الى الله

۳۔ ہر قسم کے شرک سے پاکیزہ خالص توحید، قرآن و وحی پر ایمان اور خدا تک پہنچنے کے راستہ ہیں۔

و ما اکثر الناس و لو حرصت بمؤمنين ... و ما يؤمن اكثرهم بالله الا و هم مشركون ... قل هذه سبيلي ادعوا الى الله

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ اس بات پر مامور تھے کہ اپنی رسالت کے عقائد پر وگرام کا صریح طور پر اعلان کریں۔

قل هذه سبيلي ادعوا الى الله ... و ما أنا من المشركين مذکورہ بالا معنی لفظ (قل) سے استفادہ ہوا ہے۔

۵۔ پیغمبر اسلام ﷺ اپنے توحیدی عقیدہ اور شرک کی نفی اور اس کے علاوہ لوگوں کو توحید کی طرف بلانے اور شرک کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روشن دلیل و

حجت رکھتے تھے۔ قل هذه سبيلي أدعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعني

(بصيرة) کا معنی روشن دلیل اور حجت ہے (لسان العرب) مذکورہ آیات اور مورد بحث آیت شریفہ میں جن بعض چیزوں کو ذکر کیا گیا ہے وہ لفظ (بصيرة) کے متعلق ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسکی ترکیب میں چند احتمالات دیئے گئے ہیں۔ مثلاً (على بصيرة) لفظ (أنا) کے لیے خبر واقع ہوا ہے۔ اور جملہ (من اتبعني) لفظ (أنا) پر عطف ہے۔ یعنی اصل میں جملہ یوں ہوگا (انا و من اتبعني على بصيرة)۔

۶۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے پیروکار، موحد اور اپنے توحیدی عقیدے پر دلیل و حجت رکھتے تھے۔ على بصيرة انا و من اتبعني

۷۔ امتوں اور لوگوں کی بصیرت ان رہبر و رہنما کی بصیرت کی وجہ سے ہے۔ على بصيرة انا و من اتبعني (من اتبعني) کے جملے میں (على بصيرة) کا تکرار نہ کرنا جب کہ مقصود یہی ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پیروکاروں کی بصیرت پیغمبر اسلام ﷺ (رہبر و رہنما) کی بصیرت کی وجہ سے ہے۔

۸۔ اسلامی معاشرے کے رہبر و رہنما اور دینی مبلغین کے لیے ضروری ہے کہ روشن فکر اور با بصیرت ہونے کے ساتھ اپنے نظریے اور روش پر روشن و واضح دلیل و حجت رکھتے ہوں۔ قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة ان

۹۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے پیروکار، لوگوں کو توحید کی طرف بلانے اور شرک کے خلاف جہاد کرنے پر مامور ہیں۔ ادعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعني

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (على بصيرة) (أدعوا) کے متعلق ہو تب اس صورت میں لفظ (أنا) (أدعوا) کی ضمیر کے لیے تاکید ہے۔ اور (من اتبعني) کا جملہ (أدعوا) کے فاعل پر عطف ہے تو جملہ یوں ہوگا (أنا أدعوا الى الله على بصيرة و من اتبعني يدعوا الى الله على بصيرة )

۱۰۔ دینی عقائد کو حجت اور روشن دلیل کی بنیاد پر رکھنا ضروری ہے۔ على بصيرة انا و من اتبعني

۱۱۔ لوگوں کو توحید کی طرف بلانا اور شرک کے خلاف جہاد کرنا، پیغمبر اسلام ﷺ کی صداقت کے ساتھ پیروی کرنے کی

نشانی ہے۔ ادعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعني

۱۲۔ خداوند عالم ہر قسم کے عیب و نقص اور شریک رکھنے سے منزہ و مبرا ہے۔

(سبحان) کا معنی تسبیح (ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہونا) ہے اور یہ لفظ ایک محذوف فعل (اسجج نسج) کے لیے مفعول مطلق ہے یعنی (اسجج یا نسج اللہ تسبیحاً) مورد نظر بحث میں یہ عیب و نقص اور شریک رکھنے کے مصادیق میں سے ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جملہ (سبحان اللہ) (ہذہ سبیلی) کے جملے پر عطف ہے اور اصل میں جملہ یوں ہے (قل سبحان اللہ)۔

۱۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ کبھی بھی مشرکین میں سے نہیں تھے۔ و ما انا من المشرکین

۱۳۔ توحید اور شرک کی نفی کرنا، دین اسلام کی بنیاد ہے۔ قل هذه سبيلي ... و ما انا من المشرکین

اسماء و صفات: صفات جلال ۱۲

اسلامی معاشرہ: اسلامی معاشرے کے رہبروں کا دلیل کے ساتھ ہونا ۸؛ اسلامی معاشرے کے رہبروں کی بصیرت ۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور عیب ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کا پاک و پاکیزہ ہونا ۱۲

امتیں: امتوں کی بصیرت کا پیش خیمہ ۷

ایمان: ایمان کے آثار ۳؛ قرآن مجید پر ایمان ۳؛ وحی الہی پر ایمان ۳

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور مشرکین ۱۳؛ آنحضرت ﷺ کا اخلاص ۵؛ آنحضرت ﷺ کا بلانا ۲؛ آنحضرت ﷺ

کا پاک و پاکیزہ ہونا ۱۳؛ آنحضرت ﷺ کا شرک کے خلاف جہاد ۱؛ آنحضرت ﷺ کی پیروی میں صداقت ۱۱؛ آنحضرت کی

تبلیغ ۳؛ آنحضرت ﷺ کی توحید پرستی ۱۳؛ آنحضرت ﷺ کی توحید پرستی کے دلائل ۵؛ آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ۱،

۲، ۳؛ آنحضرت ﷺ کی سیرت ۱، ۲؛ آنحضرت ﷺ کی وضاحت ۳؛ آنحضرت ﷺ کے پیروکاروں کا بلانا ۹؛ آنحضرت

ﷺ کے پیروکاروں کی توحید پرستی ۶؛ آنحضرت ﷺ کے پیروکاروں کی ذمہ داری ۹؛ آنحضرت ﷺ کے شرک

کے خلاف جہاد پر دلائل ۵

بصیرت: بصیرت کی اہمیت ۸

تبلیغ:

تبلیغ میں صراحت و وضاحت کرنا ۳

تقرب: تقرب کا طریقہ ۳

توحید: توحید ذاتی ۱۲; توحید کی اہمیت ۹، ۱۳; توحید کی تبلیغ ۱; توحید کی دعوت دینا ۲، ۵، ۹; توحید کی دعوت کے آثار ۱۱; توحید کے آثار ۳; توحید میں اخلاص ۳

دین: اصول دین ۱۳

رہبری: رہبری کا کردار ۷; رہبری کی اہمیت ۱۷; رہبری کے شرائط ۸

شرک: شرک کی نفی کرنے کی اہمیت ۱۳; شرک کے خلاف بلانے کے آثار ۱۱; شرک کے خلاف جہاد کے لیے بلانا ۵، ۹

عقیدہ: عقیدہ میں دلیل کی اہمیت ۱۰; عقیدہ میں صراحت ۳

قرآن مجید: قرآن مجید کی تبلیغ ۱

لوگ: لوگوں کو دعوت دینا ۲

مبلغین: مبلغین کا استدلال ۸; مبلغین کی بصیرت ۸; مبلغین کے شرائط ۸

مسلمین: مسلمین کا استدلال ۶; مسلمین کی توحید کے دلائل ۶

معاشرہ: معاشرے کے رہبروں کی بصیرت کے آثار ۷

موحدین: ۶

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱۲

## آیت ۱۰۹

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ أَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے انھیں مردوں کو رسول بنایا ہے جو آبادیوں میں رہنے والے تھے اور ہم نے ان کی طرف وحی بھی کی ہے تو کیا یہ لوگ زمین میں سیر نہیں کرتے کہ دیکھیں کہ ان سے پہلے والوں کا انجام کیا ہوا ہے اور دار آخرت صرف صاحبان تقویٰ کے لئے بہترین منزل ہے۔ کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے ہو (۱۰۹)

۱۔ رسالت ﷺ مآب سے پہلے کئی انبیاء علیہم السلام رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ و ما أرسَلنا من قبلك ا لآ رجال

۲۔ خداوند متعال، پیغمبروں کو مبعوث کرنے والا اور رسولوں کو بھیجنے والا ہے و ما أرسَلنا من قبلك ا لآ رجال

۳۔ تمام انبیاء علیہم السلام جنس بشریت اور مردوں کی صنف میں سے تھے۔ و ما أرسَلنا من قبلك ا لآ رجال

آیت شریفہ اس توہم کو دور کرنے کے درپے ہے کہ پیغمبروں کا فرشتوں سے ہونا ضروری ہے۔

اسی وجہ سے (رجال) (مرد) کا لفظ (فرشتوں) کے مقابلے میں ذکر ہوا ہے لیکن لفظ (اناساً) وغیرہ کی جگہ پر (رجالاً) کا ذکر کرنا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام عورتوں کی صنف سے نہیں تھے۔

۴۔ انبیاء علیہم السلام اپنے لوگوں اور اپنے معاشرے سے نبوت کے لیے منتخب ہوئے۔ و ما أرسَلنا من قبلك ا لآ رجالاً من أهل القرى

(قری) (قریہ) کی جمع ہے جو وادی (صحراؤں اور بیابانوں) کے مقابلے میں ہے۔ اس کا شہروں اور بستیوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ (القری) میں الف لام ممکن ہے مضاف الیہ کے مقام پر ہو یعنی جملہ یوں ہوگا (من اهل قری ہم) اور یہ بھی احتمال دیا جاسکتا ہے (ال) اسمیں عہد حضوری کا ہو یعنی (ہذہ القری) لیکن مذکورہ بالا معنی احتمال اول کی صورت میں ہے۔

۵۔ پیغمبروں کو خود انسانوں سے انتخاب کرنا، خداوند متعال کی روش اور سنتوں میں سے ہے۔  
و ما ارسلنا من قبلك الا رجالاً... من اهل القرى

۶۔ خداوند متعال کا اپنے پیغمبروں سے ارتباط، وحی کے ذریعے سے تھا۔ الا رجالاً نوحی الیہم

۷۔ پیغمبروں کو آبادی میں رہنے والوں (شہر و بستیوں) سے چنا گیا نہ کہ جنگل، صحرا و بیابانوں میں رہنے والوں میں سے۔  
الا رجالاً نوحی الیہم من اهل القرى

۸۔ گذشتہ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والے دنیاوی عذابوں میں گرفتار ہوئے۔

أفلم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم

(أفلم یسیروا) کی ضمیر سے مراد مشرکین اور مخالفین پیغمبر اکرم ﷺ ہیں اور (الذین من قبلہم) سے مراد، ان سے پہلے والی امتیں ہیں۔

۹۔ خداوند متعال، لوگوں کو اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ زمین کے مختلف مقامات پر سیر کرو تا کہ ان لوگوں کی عاقبت اور برے انجام کا مشاہدہ کرو جنہوں نے گذشتہ انبیاء کو جھٹلایا تھا۔

افلم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم

۱۰۔ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والوں کے باقی ماندہ آثار کا مطالعہ کرنا گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بری عاقبت اور عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔ افلم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم

۱۱۔ خداوند متعال نے پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کو برے انجام اور عذاب استیصال (دنیاوی

عذاب) میں گرفتار ہونے کی دھمکی دی۔ أفلم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم

۱۲۔ گذشتہ لوگوں کی تاریخ کا مطالعہ کرنا اور ان کے انجام سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔

أفلم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم

۱۳۔ آخرت کا مقام، تقویٰ اختیار کرنے والوں اور

شرک اور رسالت مآب ﷺ کی مخالفت سے پرہیز کرنے والوں کے لیے اچھا مقام ہے۔ ولدان الآخرة خیر للذین اتقوا (اتقوا) کا متعلق، گزشتہ آیات کے قرینے کی وجہ سے شرک اور انبیاء علیہ السلام کی مخالفت ہے۔

۱۳۔ تقویٰ پر عمل کرنا نیز شرک اور انبیاء علیہ السلام کی مخالفت سے پرہیز کرنا سعادت آخرویٰ کو حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں۔  
ولدان الآخرة للذین اتقوا

۱۵۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہ السلام، لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دیتے تھے۔  
و ما ارسلنا من قبلك الا رجالاً... ولدان الآخرة للذین اتقوا

۱۶۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو بشر ہونے کی حیثیت سے جھٹلانا ان کی بے عقلی، تاریخ بشر اور گزشتہ انبیاء علیہ السلام اور سنت و روش الہی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ و ما ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی الیہم من اهل القرى... أفلا تعقلون  
(و ما ارسلنا...) کے جملے کا لحن و انداز یہ بتاتا ہے کہ یہ جملہ اس وہم و احتمال کا جواب ہے جو یہ خیال کرتے تھے کہ خداوند متعال کی طرف سے بھیجا ہوا نمایندہ انسانوں سے نہیں ہو سکتا بلکہ فرشتوں یا ان جیسوں سے ہو سکتا ہے۔

۱۷۔ وہ لوگ جو انبیاء علیہ السلام کو جھٹلانے کے انجام کی فکر نہیں کرتے اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے آخرت کے پاکیزہ مقام کو نہیں سمجھتے وہ اس لائق ہیں کہ ان کی ملامت اور سرزنش کی جائے۔ أفلم یسیروا... أفلا تعقلون

۱۸۔ وہ لوگ جو پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت کو ان کے بشر ہونے کی بناء پر انکار کرتے ہیں وہ لائق ملامت ہیں۔  
و ما ارسلنا من قبلك الا رجالاً... أفلا تعقلون

۱۹۔ دینی معارف کو سمجھنے کے لیے اپنی فکر و اندیشہ سے کام لینے کی ضرورت ہے۔  
و ما ارسلنا من قبلك الا رجالاً... أفلا تعقلون

آخرت: آخرت کا اچھا ہونا ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا انبیاء علیہ السلام سے ارتباط کا طریقہ ۶؛ اللہ تعالیٰ کا ڈرانا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کا کردار ۹ دخل ۲؛ اللہ تعالیٰ کی دعوت دینا ۹؛ اللہ تعالیٰ کی سنتوں اور روش سے جہالت کے دلائل ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی سنتیں اور روش ۵

انبیاء:

انبیاء ﷺ کا اپنے لوگوں سے ہونا ۳؛ انبیاء پر وحی ہونا ۶؛ انبیاء سے مخالفت کو ترک کرنے کے آثار ۱۳؛ انبیاء ﷺ کا بشر ہونا ۳، ۵؛ انبیاء ﷺ کا شہر نشین ہونا ۷؛ انبیاء ﷺ کا مرد ہونا ۳؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والوں کا برا انجام ۱۰، ۱۱؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والوں کا عذاب ۸، ۱۰، ۱۱؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والوں کو دھمکی دینا ۱۱؛ انبیاء ﷺ کی بعثت کا سبب ۳؛ انبیاء ﷺ کی تاریخ ۱؛ انبیاء ﷺ کی تبلیغ ۱۵؛ انبیاء ﷺ کی خصوصیات ۳؛ انبیاء ﷺ کے انتخاب کا مقام ۳، ۵، ۷؛ انبیاء ﷺ کے جھٹلانے والوں کے برے انجام کا مطالعہ کرنا ۹، ۱۰، ۱۷؛ انبیاء ﷺ میں انسجام و یک سوئی ۱۵؛ کا حضرت محمد ﷺ سے پہلے والے انبیاء ﷺ ۱؛

انجام: برے انجام سے ڈرانا ۱۱

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا ۱۶، ۱۸؛ آنحضرت ﷺ کو جھٹلانے کے آثار ۱۶؛ آنحضرت ﷺ کو جھٹلانے والوں کی سرزنش ۱۸؛ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ ۱۵

تاریخ: تاریخ سے جہالت کے دلائل ۱۶؛ تاریخ کے مطالعہ کی اہمیت ۱۲؛ تاریخ سے عبرت ۱۲

تقویٰ: تقویٰ کی اہمیت ۱۵؛ تقویٰ کی دعوت دینا ۱۵؛ تقویٰ کے آثار ۱۳

دین: دین کو سمجھنے کا طریقہ ۱۹؛ دین میں فکر و غور کرنے کی اہمیت ۱۹

سرزنش: سرزنش کے مستحق ۱۷، ۱۸

سعادت: اخروی سعادت کا پیش خیمہ ۱۳

سیاحت: سیر و سیاحت کرنے کا فلسفہ ۹؛ سیر و سیاحت کرنے کی تشویق ۹

شرک: شرک سے اجتناب کے آثار ۱۳

عبرت: عبرت حاصل کرنے کے اسباب و عوامل ۱۲

عذاب: اہل عذاب ۸، ۱۰؛ عذاب استیصال سے ڈرانا ۱۱

عقل: بے عقلی کی نشانیاں ۱۶

مستقین: آخرت میں مستقین ۱۳

وحی: وحی کا کردار ۶



## آیت ۱۱۰

﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ﴾

یہاں تک کہ جب ان کے انکار سے مرسلین مایوس ہونے لگے اور ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے تو ہمارے مدد مرسلین کے پاس آگئی اور ہم نے جن لوگوں کو چاہا انھیں نجات دے دی اور ہمارے عذاب مجرم قوم سے پلٹا یا نہیں جاسکتا ہے (۱۱۰)

۱۔ گزشتہ انبیاء ﷺ لوگوں کو توحید پرستی کی طرف مائل کرنے میں بہت کوشش کرتے تھے اور ان کی ہدایت کرنے میں کافی مدت صرف کرتے تھے۔ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا

(حتیٰ) کا لفظ جملہ محذوف کے لیے غایت ہے۔ اس آیت شریفہ اور اس سے پہلے والی آیت کو دیکھتے ہوئے ممکن ہے وہ محذوف جملہ یہ ہو۔ وہ انبیاء ﷺ کہ جن کو گزشتہ امتوں کی طرف بھیجا گیا انہوں نے اپنے لوگوں کو توحید کی دعوت دی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ ان کو عذاب کے آنے سے ڈرایا اور اس تبلیغ سے وہ منصرف نہیں ہوئے کہ یہاں تک... یہ بات واضح ہے کہ انبیاء ﷺ تھوڑی مدت میں اگر کام پورا نہ ہو تو ناامید ہو جائیں ایسی بات نہیں ہے اور بغیر کسی کوشش و محنت کے ناامید ہونا بھی معقول بات نہیں ہے اسی وجہ سے یہ جملہ (حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ) اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ بہت طولانی مدت میں اس کام کے لیے انہوں مسلسل کوشش و محنت کی۔

۲۔ عام لوگ پیغمبروں کی مخالفت کرتے تھے اور ان کی بات کو قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ

اگر اکثر لوگ ایمان لے آتے تو انبیاء ﷺ مایوس نہ ہوتے پس (اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ) کا جملہ اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ اکثر یا تمام لوگ انبیاء ﷺ کی دعوت حق کو قبول نہیں کرتے تھے اور جملہ (فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض لوگ ایمان لائے تھے۔

۳۔ کفار لوگوں کا انبیاء کے جھٹلانے پر اصرار کرنا اور ان سے دشمنی اور لجاجت وھٹ دھرمی سے پیش آنا، انبیاء کی کامیابی اور اپنی قوم کے ایمان لانے پر ناامیدی کا باعث بنا۔ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ (اسْتَيْئَسَ) کا متعلق لوگوں کا ایمان لانا اور انبیاء کا کامیاب ہونا ہے۔

۳۔ انبیاء ﷺ اپنی امت کے کفار کو عذاب الہی کے نازل ہونے سے خبردار کرتے تھے۔ و ظنوا انہم قد کذبوا (ظنوا) میں جمع کی ضمائر (الذین) جو کہ سابقہ آیت کی طرف پلٹ رہی ہے۔

۵۔ کفار اور جھٹلانے والی امتوں کو مہلت دینا اور ان پر عذاب کے نازل کرنے میں تاخیر سے کام لینا خداوند متعال کی سنتوں اور روش میں سے ہے۔ حتی اذا استئیس الرسل و ظنوا انہم قد کذبوا

جس طرح عذاب میں تاخیر تمام امتوں کے لیے تھی اسی طرح جھٹلانے والے بھی تمام انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والے تھے کیونکہ (رسل) جمع بھی ہے اور اس پر جو "الف لام" تمام انبیاء کو شامل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھٹلانے والوں کو مہلت دینا اور ان کے عذاب میں جلدی نہ کرنا خداوند متعال کی دائمی روش اور سنت ہے۔

۶۔ جھٹلانے والے کفار کے عذاب میں تاخیر اس کے جھوٹے ہونے پر اطمینان کا موجب ہوتی تھی و ظنوا انہم قد کذبوا (کذب) جھوٹ بولنے کے معنی میں ہے (کذبوا) یعنی ان پر جھوٹ بولا گیا۔ اب جملہ (فنجی عن نشاء) اور جملہ (لا یرد باسنا) اس بات کو بتاتے ہیں کہ کفار جس کے بارے میں جھوٹ خیال کرتے تھے وہ عذاب الہی کا نزول تھا یہ بات قابل ذکر ہے کہ (قد کذبوا) میں جو (قد) ہے وہ تاکید اور تحقیق کے لیے ہے۔ جو یہ بتا رہا ہے کہ (ظنوا) کا لفظ اطمینان پیدا کرنے کے لیے ہے۔

۷۔ خداوند متعال اپنے پیغمبروں کی مدد کرنے والا اور ان کے مخالفین کی سرکوبی کرنے والا ہے۔

حتى اذا استئیس الرسل ... جاء ہم نصرنا

۸۔ انبیاء کو جھٹلانے والوں پر عذاب کا نزول، خداوند متعال کی طرف سے اپنے انبیاء و رسل کی مدد کرنے کی ایک جھلک ہے۔ جاء ہم نصرنا فنجی من نشا

(جاء ہم نصرنا) خداوند متعال کی مدد سے مراد (فنجی من نشاء) کے قرینہ کے سبب، نزول عذاب ہے۔ اسی وجہ سے نزول عذاب سے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مراد لینا، مذکورہ بالا معنی کی تفسیر ہے۔

۹۔ انبیاء کا لوگوں کے ہدایت حاصل کرنے سے ناامید

ہو جانا اپنی امتوں پر نزول عذاب کے لیے شرط تھی۔ حتیٰ اذا استیئس الرسل ... جاء هم نصرنا فنجی من نشاء

۱۰۔ لوگوں سے ہدایت پانے کی قابلیت و صلاحیت کا ختم ہو جانا ان پر عذاب الہی کے نزول کی شرائط میں سے ہے۔  
حتیٰ اذا استیئس الرسل ... جاء هم نصرنا

۱۱۔ خداوند متعال نے پیغمبروں اور ان کے پیروکاروں کو استیصال کے عذابوں سے نجات عطا فرمائی۔  
جاء هم نصرنا فنجی من نشاء

(نجی) ماضی مجہول اور (من) اس کا نائب فاعل ہے (نشاء) کا مفعول (نجات) لفظ کی طرح ہے جس کا (نجی) کے لفظ سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ اسی وجہ سے (فنجی من نشاء) کا معنی یہ ہوا کہ جسکی نجات کو ہم چاہتے تھے پس اسکی نجات ہو گئی اور (من نشاء) کے مصادیق جو مورد نظر ہیں وہ انبیاء علیہ السلام اور ان کے پیروکار ہیں۔

۱۲۔ خداوند متعال، تقویٰ اختیار کرنے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو استیصال کے عذابوں سے نجات عطا فرماتا ہے۔ فنجی من نشاء

(من نشاء) کے مصادیق میں پیغمبروں کے علاوہ تقویٰ اختیار کرنے والے اور نیک لوگ بھی ہیں۔ اس بات پر پہلے والی آیات (أفلم یسیروا ... و لدار الاخرة خیر للذین اتقوا) اور مورد بحث آیت کے آخری الفاظ (ولا یردّ بأسنا عن القوم المجرمین) قرینہ ہیں۔

۱۳۔ عذاب کے نازل ہونے کے بعد گنہگار مجرم لوگ اپنی نجات کا کوئی راستہ نہ پاسکیں گے۔ و لا یردّ بأسنا عن القوم المجرمین

(بأس) عذاب کے معنی میں ہے۔ (ردّ) (لا یردّ) کا مصدر ہے جو واپس لوٹانے کے معنی میں ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی مشیتیں نافذ ہونے والی اور تحلف ناپذیر ہیں۔ فنجی من نشاء

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی مشیتیں قانون کے ساتھ ہوتی ہیں۔ فنجی من نشاء ولا یردّ بأسنا عن القوم المجرمین

جب خداوند متعال نے بعض لوگوں کی نجات کو اپنی مشیت کے ساتھ وابستہ کر دیا تو جملہ (فنجی من نشاء) اور جملہ (ولا یردّ بأسنا) اس بات کو بتاتے ہیں کہ مجرم لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ یہ حقیقت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مشیت الہی بغیر قانون اور دلیل کے نہیں ہوتی۔

۱۶۔ انبیاء علیہ السلام الہی کی تکذیب، جرم اور گناہ ہے اور ان کو

جھٹلانے والے مجرم اور گنہگار ہیں۔ و لا یزد بأسنا عن القوم المجرمین

۱۷۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو جھٹلانے والے اور گنہگار لوگ دنیا کے عذابوں میں گرفتار ہونے کے خطرے سے دوچار ہیں۔  
و لا یزد بأسنا عن القوم المجرمین

۱۸۔ قال المأمون ... یا ابا الحسن ﷺ فاخبرنی عن قول الله عزوجل : " حتی اذا استیأس الرسل و ظنّوا أنّهم قد کذبوا جائئهم نصرنا " قال الرضا ﷺ یقول الله عزوجل " حتی اذا استیأس الرسل " من قومهم و ظنّ قومهم ان الرسل قد کذبوا جاء الرسل نصرنا ... (۱)

مأمون نے امام رضا ﷺ سے اس آیت کریمہ " حتی اذا استیأس الرسل و ظنّوا أنّهم قد کذبوا جائئهم نصرنا " کے بارے میں پوچھا تو امام رضا ﷺ نے فرمایا کہ خداوند متعال فرماتا ہے: جب انبیاء ﷺ اپنی قوموں سے ناامید ہو گئے اور ان کی قوموں نے یہ گمان کیا کہ انبیاء ﷺ جھوٹ بولتے ہیں تو ہماری مدد پیغمبروں کے لیے پہنچ گئی۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا نجات عطا کرنا ۱۱، ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی امداد ۷؛ اللہ تعالیٰ کی سننیں اور طریقے ۵؛ اللہ تعالیٰ کی مدد کی علامتیں ۸؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا قانون کے ساتھ ہونا ۱۵

اللہ تعالیٰ کی سننیں اور روش: مہلت دینے کی سنت ۵

اکثریت: اکثریت کی نافرمانی ۲

امم: اُمم پر عذاب کے شرائط ۹؛ کافر اُمم کو مہلت دینا ۵

انبیاء: انبیاء سے دشمنی کے آثار ۳؛ انبیاء کا اقوام کے ایمان سے ناامید ہونا ۱۸؛ انبیاء کا خبردار کرنا ۳؛ انبیاء کا ناامید ہونا ۱۸؛ انبیاء کا ہم آہنگ ہونا ۳؛ انبیاء کا ہدایت کرنا ۱؛ انبیاء کا یاور و مددگار ۷؛ انبیاء کو جھٹلانے کا گناہ ۱۶؛ انبیاء کو جھٹلانے والوں سے ناامید ہونا ۳؛ انبیاء کو جھٹلانے والوں کا اصرار ۳؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والوں کی دشمنی ۳؛ انبیاء ﷺ کو جھٹلانے والوں کی امداد ۸؛ انبیاء ﷺ کی تبلیغ ۱؛ انبیاء ﷺ کی دعوتیں ۱؛ انبیاء ﷺ کی ناامیدی کے آثار ۹؛ انبیاء کی ناامیدی کے اسباب ۳؛ انبیاء کی نجات ۱۱؛ انبیاء کے پیروکاروں کی نجات ۱۱؛ انبیاء کے جھٹلانے والوں کا عذاب ۸؛ انبیاء کے جھٹلانے والوں کی لجاجت ۳؛ انبیاء کے مخالفین ۲؛ انبیاء ﷺ کے مخالفین کی سرکوبی ۷

(۱) عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۲۰۲، ح ۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۷۹، ح ۲۵۱۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کو جھٹلانے والوں پر دنیا کا عذاب ۱۷

توحید: توحید پرستی کی دعوت کی اہمیت ۱

جرائم: موارد جرم ۱۶

روایت: ۱۸

صالحین: صالحین کی نجات ۱۲

عذاب: اہل عذاب ۱۷; عذاب استیصال سے نجات ۱۱، ۱۲; عذاب سے نجات ۱۳; عذاب کو جھٹلانے کے اسباب ۶;

عذاب میں مہلت ۵; نزول عذاب کے شرائط ۱۰

کفار: کفار پر عذاب ۳; کفار پر عذاب میں تاخیر ۶;

کفار کو ڈرانا ۳; کفار کی فکر ۶; کفار کے ایمان لانے سے ناامیدی ۹

کفر: کفر پر اصرار کے آثار ۳

گناہ: گناہ کے موارد ۱۶

گنہگار: ۱۶

گنہگاروں پر دنیاوی عذاب ۱۷; گنہگاروں پر عذاب کا حتمی ہونا ۱۳

مستقین: مستقین کی نجات ۱۲

مجرمین: ۱۶

نافرمانی: انبیاء ﷺ سے نافرمانی ۲

ہدایت: ہدایت کو قبول نہ کرنے کے آثار ۱۰

## آیت ۱۱۱

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾

یقیناً ان کے واقعات میں صاحبان عقل کے لئے سامان عبرت ۳ ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے گڑھ لیا جائے یہ قرآن پہلے کی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے اور اس میں ہر شے کی تفصیل ہے اور یہ صاحب ایمان قوم کے لئے ہدایت اور رحمت بھی ہے (۱۱۱)

۱۔ پیغمبروں اور ان کی امتوں کے واقعات مایہ عبرت اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہیں۔ لقد کان فی قصصہم عبرۃ "قصص" داستان کے معنی میں ہے اور "قصصہم" کی ضمیر "رسل" اور "امم" جو کہ گذشتہ آیت "من نشاء" "القوم المجرین" سے سمجھے جا رہے ہیں کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۲۔ فقط عقل مند انسان ہی انبیاء ﷺ کے واقعات سے وعظ و نصیحت اور عبرت کا سبق لیتے ہیں۔  
لقد کان فی قصصہم عبرۃ لا ولی الالباب

یہ بات واضح ہے کہ انبیاء ﷺ کے واقعات تمام لوگوں کے لیے باعث عبرت ہیں۔ لیکن ان کو عقل مندوں کے ساتھ مختص کرنے کا مقصد یہی ہے کہ یہ لوگ انبیاء ﷺ کی داستانوں سے درس حاصل کرتے ہیں اور دوسرے لوگ اس سے محروم ہیں۔

۳۔ حضرت یوسف ﷺ اور ان کے بھائیوں کی داستان، مایہ عبرت اور سبق حاصل کرنے کی داستان ہے۔  
لقد کان فی قصصہم عبرۃ

یہ احتمال بھی دیا جاسکتا ہے کہ (قصصہم) میں ضمیر، جناب یوسف ﷺ اور ان کے بھائیوں اور وہ سب لوگ جو حضرت یوسف ﷺ کی داستان میں ذکر ہوئے ہیں۔ مثلاً زلیخا کا کردار وغیرہ ان سب کی طرف پلٹ رہی ہے۔ اس صورت میں جملہ (لقد کان ...) کی دلالت مذکورہ بالا معنی پر صریح اور واضح تر ہے۔

۳۔ داستان کا عبرت انگیز ہونا اس کے شرائط حسن میں سے ہے۔ نحن نقص عليك احسن القصص ... لقد کان فی قصصہم عبرۃ

خداوند متعال نے جناب یوسف ؑ کی داستان کے ابتداء میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ یہ داستان بہت اچھی داستان ہے۔ اور اس کے آخر میں اسکا ہدف و مقصد، عبرت او وعظ و نصیحت کو بتایا پس قرآن مجید میں اچھی داستان و واقعہ وہ ہوتا ہے جس میں عبرت و نصیحت ہو۔

۵۔ قرآن مجید کی کلام جھوٹی اور گھڑی ہوئی نہیں تھی بلکہ سچی اور صحیح کلام تھی۔ ماکان حدیثاً یفتی (کان) کی ضمیر سے مراد، قرآن مجید ہے۔ آیت کریمہ (ولکن تصدیق...) میں جو اوصاف بیان ہوئے ہیں اسی معنی کو بتاتے ہیں۔

۶۔ قرآن مجید اس سے بالاتر ہے کہ بشر کا بنایا اور گھڑا ہوا ہو۔ ماکان حدیثاً یفتی  
۷۔ فقط وہ کلام جو سچی اور صحیح ہو اور جھوٹ پر مبنی نہ ہو وہی مایہ عبرت اور سبق سیکھنے کے قابل ہے۔  
لقد کان فی قصصهم عبرة... ماکان حدیثاً یفتی

(ماکان...) کا جملہ (لقد کان...) کے جملے کے لیے علت کے مقام پر ہے۔ یعنی کیونکہ قرآن مجید سچا اور صحیح کلام ہے اسی وجہ سے اس کے واقعات سے عبرت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۸۔ قرآن مجید، گزشتہ آسمانی کتابوں کی تائید و تصدیق کرنے والا ہے۔ و لکن تصدیق الذی بین یدیه (تصدیق) مصدر ہے اور اسم فاعل (تصدیق کرنے والا) کے معنی میں ہے اور یہ لفظ (لکن) کے ذریعے لفظ (حدیثاً) پر عطف ہوا ہے۔

۹۔ آسمانی کتابیں آپس میں ارتباط رکھنے والی اور ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ و لکن تصدیق الذی بین یدیه  
۱۰۔ قرآن مجید، گزشتہ آسمانی کتابوں کے لیے سچی اور صحیح دلیل ہے۔ و لکن تصدیق الذی بین یدیه

قرآن مجید کا گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے کا معنی ممکن ہے یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کا نزول سبب بنا ہے کہ ان گزشتہ آسمانی کتابوں کی پیشگوئیاں کہ قرآن آنے والا ہے سچ ثابت ہوں۔ اسی وجہ سے خود قرآن مجید کا نزول اس بات کو ثابت کرنے کے دلیل ہو سکتا ہے کہ وہ کتابیں سچی اور حقیقت پر مبنی تھیں۔

۱۱۔ قرآن مجید نے ہر اس شیء کو واضح طور پر بیان کیا ہے

جس کے لیے لوگ دنیا و آخرت کی سعادت کو حاصل کرنے کے لیے محتاج ہیں۔ و لکن ... تفصیل کل شیء  
قرآن مجید کو (رحمت) اور (ہدایت) سے یاد کرنا خصوصاً (لکن تفصیل کل شیء...) کے بیان کے بعد اس بات کو بتاتا ہے  
کہ (ہر شیء) سے مراد تمام ہدایت کے طریقے اور ہر وہ چیز جو رحمت کا سبب بنے اور بشر کے لیے سعادت اور خوشبختی کا  
موجب ہو اس کتاب میں اسکا ذکر موجود ہے۔

۱۲۔ قرآن مجید، ہدایت دینے والی کتاب ہے۔ لکن ہدی

۱۳۔ قرآن مجید کی ہدایات ہر قسم کی گمراہی سے منزہ اور ذرہ برابر گمراہی کے پیغام سے پاکیزہ ہیں۔ و لکن ہدی  
(ہدی) مصدر ہے لیکن یہاں اسم فاعل کے معنی میں ذکر ہوا ہے (ہدایت کرنے والا) اسم فاعل کی جگہ پر مصدر کا  
استعمال کرنا اس حقیقت کو بتاتا ہے کہ اسکا موصوف (قرآن مجید) محض ہدایت ہے۔ یعنی اسکی راہنمائیوں میں کسی  
قسم کی گمراہی و ضلالت نہیں ہے۔

۱۴۔ قرآن مجید، لوگوں کے لیے رحمت برسانے والا ہے۔ و لکن ... ہدی و رحمة

۱۵۔ فقط مؤمنین ہی قرآن مجید سے ہدایت و راہنمائی اور اسکی رحمت کی بارش سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔  
و لکن ... ہدی و رحمة لقوم يؤمنون

مذکورہ معنی کی دلیل وہ کلام ہے جس کی اسی آیت کے نمبر ۲ میں وضاحت بیان کی گئی ہے۔

آسمانی کتابیں: آسمانی کتابوں کی تصدیق ۸؛ آسمانی کتابوں کی صداقت کے دلائل ۱۰؛ آسمانی کتابوں کی آپس میں ہم آہنگی ۹  
امتیں: امتوں کی سرنوشت سے عبرت لینا ۱

انبیاء ﷺ: انبیاء ﷺ کے قصے سے عبرت حاصل کرنا ۱، ۲

انسان: انسان کی معنوی و روحانی ضروریات ۱۱

تاریخ بتاریخ سے عبرت حاصل کرنا ۱، ۲

سچ بولنا: سچے بولنے کے آثار ۴

سعادت: سعادت اخروی کے اسباب ۱۱؛ سعادت دنیاوی



کے اسباب ۱۱

صاحبان عقل و دانش: صاحبان عقل و دانش کا عبرت حاصل کرنا ۲; صاحبان عقل و دانش کی خصوصیات ۲  
صداقت: صداقت کے آثار ۴

عبرت: عبرت کا پیش خیمہ ۴; عبرت کے اسباب ۱، ۲، ۳

قرآن مجید: قرآن مجید اور آسمانی کتابیں ۸; قرآن مجید کا رحمت ہونا ۱۳; قرآن مجید کا کردار ۸، ۱۰; قرآن مجید کا منہ ہونا ۵،  
۱۳; قرآن مجید کا وحی ہونا ۶; قرآن مجید کا ہدایت کرنا ۱۲، ۱۵; قرآن مجید کی تعلیمات ۱۱; قرآن مجید کی خصوصیات ۵، ۶، ۱۲،  
۱۳; قرآن مجید کی رحمت کے شامل حال ۱۵; قرآن مجید کی صداقت ۵; قرآن مجید کی فضیلت ۶; قرآن مجید کے ہدایت  
کرنے کی خصوصیات ۱۳

قصہ: اچھے قصے کے شرائط ۳; قصہ سے عبرت حاصل کرنا ۳

مؤمنین: مؤمنین کا ہدایت کو قبول کرنا ۱۵; مؤمنین کی خصوصیات ۱۵; مؤمنین کے فضائل ۱۵

حضرت یوسف علیہ السلام: حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے عبرت حاصل کرنا ۳

## آیت ۱

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾

﴿المر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

المر یہ کتاب خدا کی آیتیں ہیں اور جو کچھ بھی آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ سب برحق ہے لیکن لوگوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے (۱)

۱۔ "الف، لام، میم، ر" قرآن مجید کے رموز میں سے ہیں۔ المر

۲۔ سورہ رعد کی آیات، قرآن مجید کا جزء ہیں۔ تِلْكَ آیات الكتاب

(تِلْكَ) اشارہ سے مراد، سورہ رعد کی آیات ہیں پس (تِلْكَ آیات...) سے مراد وہ آیات ہیں جو تمہارے سامنے ہیں وہ اس کتاب (قرآن مجید) کی آیات ہیں۔

۳۔ سورہ رعد کی آیات بلند مرتبہ اور عظمت والی ہیں۔ تِلْكَ آیات الكتاب

(تِلْكَ) دور کے لیے اشارہ ہے اگر اسکو نزدیک کے مشابہت کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ بتاتا ہے کہ متکلم کے نزدیک اسکی عظمت ہے۔

۴۔ پیغمبر گرامی ﷺ کے زمانے ہی میں قرآن مجید کی کتابت ہوئی۔ تِلْكَ آیات الكتاب

کتاب یعنی (لکھی ہوئی، مرتب شدہ) کا قرآن مجید پر اطلاق کرنا اس وجہ سے ہے کہ قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد اس کو لکھا جاتا تھا یا یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ خداوند متعال کی طرف سے یہ تاکید ہو کہ اسکو کتاب اور لکھائی کی صورت میں لایا جائے جو بھی احتمال دیا جائے دونوں صورت میں مذکورہ معنی حاصل ہو سکتا ہے۔

۵۔ قرآن مجید اور اسکی آیات، خداوند متعال کی نشانیاں ہیں۔ تِلْكَ آیات الكتاب

(آیات) کے لفظ سے مراد، نشانیاں و علامات ہیں اور قرآن مجید کی آیات کو اس وجہ سے آیات کہا جاتا ہے کہ نازل کرنے والے کی خصوصیات کو بیان کرتی ہیں۔

۶۔ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو شروع سے آخر تک حق ہے اور ہر نقص و عیب سے خالی ہے نیز ہر قسم کے باطل و نامناسب شے سے منزہ ہے۔ والذی أنزل الیک من ربک الحق (الحق) میں "الف لام" استغراق کا ہے جو تمام خصائص کو شامل ہے پس اس صورت میں (الحق) سے مراد، حق کامل ہے کہ جسمیں کم ترین باطل کی بھی جگہ نہیں۔

۷۔ قرآن مجید، خداوند متعال کی طرف سے کتاب ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔  
و الذی أنزل الیک من ربک الحق

۸۔ قرآن مجید، ربوبیت خداوندی کا جلوہ ہے۔ و الذی أنزل الیک من ربک

۹۔ قرآن مجید کی آیات عظیم الشان آیات ہیں کہ جن میں تعلیمات کا مواد عظیم اور بلند مرتبہ والا ہے۔  
تلك آیات الكتاب

۱۰۔ قرآن مجید کا پیغمبر اسلام ﷺ پر نزول خداوند متعال اور ان کے درمیان واسطہ و رابطہ کا ذریعہ ہے۔  
و الذی أنزل الیک من ربک الحق

(انزل) کا فاعل عبارت میں خداوند متعال نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو عبارت یوں ہوگی "والذی أنزل ربک الیک الحق" یا یوں ہونی چاہیے (الذی أنزل الیک الحق) یعنی جہاں فاعل کو حذف کر کے فعل مجہول ذکر کیا جائے تو عبارت میں فاعل کی طرف اشارہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی وجہ سے انزل کا فاعل "جبریل علیہ السلام" یا "... کوئی اور ہوگا۔

۱۱۔ قرآن مجید پر ایمان، اس کا الہی ہونا اور اس کو ہر قسم کے باطل سے منزہ جاننا ضروری ہے۔  
و الذی أنزل الیک من ربک الحق و لكن اکثر الناس لا یؤمنون

۱۲۔ اکثر لوگ، قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے اور اسکی پوری حقانیت پر یقین نہیں رکھتے۔  
و الذی أنزل الیک من ربک الحق و لكن اکثر الناس لا یؤمنون

(لا یؤمنون...) کے متعلق میں مطالب ہیں جو (و الذی أنزل ...) سے معلوم ہوتے ہیں ان میں سے قرآن مجید اور اس کا حق میں کامل درجے پر ہونا ہے۔

۱۳۔ اکثر لوگ قرآن مجید کے الہی ہونے اور اس کے خداوند متعال کی طرف سے نازل ہونے پر ایمان

نہیں رکھتے۔ الذی ... من ربك الحق و لكن اكثر الناس لا يؤمنون

جملہ (الذی انزل...) میں جو حقائق ہیں ان میں سے قرآن مجید کا خداوند متعال کی طرف سے ہونا ہے۔ اسی وجہ سے (من ربك) کی حقیقت بھی (لایؤمنون) کے متعلق ہے یعنی جملہ یوں ہے (لایؤمنون بأن القرآن من ربك)۔

۱۳۔ اکثر یا سب لوگوں کا قرآن مجید پر ایمان نہ لے آنا خلاف توقع ہے۔ و الذی انزل الیک من ربك الحق و لكن اكثر الناس لا يؤمنون

مذکورہ بالا معنی حرف (لکن) جو استدراک کے معنی میں ہے سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ جب مخاطب اس حقیقت کو سن لے کہ قرآن مجید سراپا حق ہے تو اس سے یہ توقع کرتا ہے کہ تمام لوگ ایمان لے آئے ہیں لیکن لفظ (لکن) اس فکر کو ختم کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ایسے نہیں ہو بلکہ اکثر لوگ ایمان نہیں لائے۔

۱۵۔ اکثر لوگوں کا کسی طرف جھکاؤ ہونا یا نہ ہونا اسکی حقانیت اور عدم حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ و لكن اكثر الناس لا يؤمنون

۱۶۔ "عن سفیان ... الثوری، قال: قلت لجعفر بن محمد ... یا بن رسول الله ما معنی قول الله عزوجل ... " المر قال (ع) ... فمعنة: انا الله المحی الممیت الرازق" (۱)

سفیان ثوری سے روایت ہے کہ میں نے جعفر ابن محمد (امام صادق علیہ السلام) سے عرض کی اے فرزند رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس قول (المر) سے کیا مراد ہے۔ حضرت نے فرمایا... اس سے مراد یہ ہے (میں اللہ زندہ کرنے والا اور مارنے والا، روزی دینے والا ہوں) روایت سے یہ مراد ہے کہ (الف) (انا) کا رمز ہے (ل) سے اللہ تعالیٰ مراد ہے۔ (م) رمز ہے "محیی اور ممیت" کا اور (ر) رمز ہے "رَزَّاق" کا۔

آیات الہی: ۵

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا زندگی عطا کرنا ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کا رازق ہونا ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۸

اکثریت: اکثریت کا بے ایمان ہونا ۱۲، ۱۳، ۱۴؛ اکثریت کا کردار ۱۵

امور: تعجب آور امور ۱۳

(۱) معانی الاخبار، ص ۲۲، ح ۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۰، ح ۳۔

آنحضرت: آنحضرت پر وحی ۴، ۱۰

ایمان: قرآن مجید پر ایمان نہ لانا ۱۲، ۱۳، ۱۳; قرآن مجید کی حقانیت پر ایمان ۱۱; قرآن مجید کے وحی ہونے پر ایمان ۱۱

حروف مقطعه: ۱

حروف مقطعه سے مراد ۱۶

حقانیت: حقانیت کا معیار ۱۵

روایت: ۱۶

سورہ رعد: سورہ رعد کی آیات ۲; سورہ رعد کی عظمت ۳

قدر و قیمت کا اندازہ لگانا: اکثریت سے قدر و قیمت کا اندازہ لگانا ۱۵

قرآن مجید: قرآن مجید کا آیات الہی سے ہونا ۵; قرآن مجید کا جمع کرنا ۳; قرآن مجید کا نزول ۴; قرآن مجید کا وحی ہونا ۴، ۱۳;

قرآن مجید کا ہر عیب و نقص سے پاک ہونا ۶; قرآن مجید کی آیات ۲، ۵; قرآن مجید کی تاریخ ۳; قرآن مجید کی تعلیمات ۹; قرآن

مجید کی خصوصیات ۶، ۸، ۹; قرآن مجید کی حقانیت ۶; قرآن مجید کی کتابت ۳; قرآن مجید کے آیات کی عظمت ۳، ۹; قرآن مجید

کے رموز ۱; قرآن مجید کے نزول کا واسطہ ۱۰

## آیت ۲

﴿اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ وَسَحَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ﴾

اللہ ہی وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے بلند کر دیا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اس کے بعد اس نے عرش پر اقتدار قائم کیا اور آفتاب و ماہتاب کو مسخر بنایا کہ سب ایک معینہ مدت ۱ تک چلتے رہیں گے وہی تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے اور اپنی آیات کو مفصل طور سے بیان کرتا ہے کہ شاید تم لوگ پروردگار کی ملاقات کا یقین پیدا کر لو (۲)

۱۔ خداوند متعال آسمانوں کو بلند کرنے والا ہے۔ اللہ الذی رفع السموات

۲۔ کائنات متعدد آسمانوں کی حامل ہے۔ رفع السموات

۳۔ آسمانوں کو نامرئی ستونوں پر بنایا اور کھڑا کیا گیا ہے۔ رفع السموات بغیر عمد تونہ

(عَمَدٌ) عمود کی جمع ہے یا اسم جمع ہے جو ستونوں

کے معنی میں ہے اور (ترونها) کا جملہ (عمد) کے لیے صفت ہے۔ اس صورت میں (رفع السموات) کا معنی یہ ہوگا کہ خداوند متعال نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر جو قابل مشاہدہ ہوں قائم کیا ہے۔ اس جملے کا مفاد یہ ہوگا کہ ستون ہیں لیکن تم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہو۔

۳۔ خداوند متعال، عرش (تمام کائنات) پر تسلط اور حکومت رکھتا ہے۔ ثم استوى على العرش

(استوا) کے معانی میں سے ایک معنی تسلط رکھنا

بھی ہے۔ اور (ثم) رتبہ تراخی کے معنی میں ہے جو بات جملے کے اس مفہوم کو بیان کرتی ہے کہ آسمانوں کو بلند کرنے سے مہم بات یہ ہے کہ وہ عرش پر تسلط رکھتا ہے۔

۵۔ چاند و سورج، خداوند متعال کے تابع اور اس کے حکم کے پابند ہیں۔ سخر الشمس و القمر (تسخیر) (سخر) کا مصدر ہے جو رام کرنے اور غلبہ حاصل کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۶۔ آسمان، عرش، خورشید اور چاند ہمیشہ معین و مخصوص طریقے سے حرکت میں ہیں۔ کل یجری لاجل مسمیٰ (کل) کا مضاف الیہ ایک محذوف ضمیر ہے جو (السموات) (عرش) (شمس) و (قمر) کی طرف لوٹتی ہے (مسمیٰ) یعنی معین و مشخص کے معنی میں ہے (اجل) لغت میں معیندت کے معنی میں ہے اور مدت کے ختم ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مذکورہ بالا معنی دوسرے معنی کی صورت میں ہے واضح رہے کہ اس صورت میں (لاجل) میں جو لام ہے وہ (الی) کے معنی میں ہوگی۔

۷۔ آسمانوں کی حرکت، عرش، خورشید و چاند کی دنیا میں زندگی، ایک معین مدت کے، ختم ہونے تک ہے۔ کل یجری لأجل مسمیٰ

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (لاجل) کا معنی مدت کیا جائے اور (لاجل) میں "لام" آیت اور ہدف کے معنی میں ہو۔

۸۔ آسمانوں اور خورشید و چاند (کائنات خلقت) کی زندگی محدود اور ختم ہونے والی ہے۔ کل یجری لاجل مسمیٰ

۹۔ خداوند متعال، کائنات کے امور کو منظم و مرتب کرنے والا ہے۔ یدبر الامر

۱۰۔ کائنات و جہان کے امور کو نظم و ترتیب دینا فقط آسمانوں کو بلند کرنے، عرش پر تسلط رکھنے اور خورشید و ماہ کو اپنے

اختیار میں رکھنا ہے۔ اللہ الذی رفع السموات ... یدبر الامر (اللہ الذی ...) کی ترکیب میں دو احتمال دیئے گئے ہیں:

۱۔ (اللہ) بتداء اور (الذی) اسکی صفت ہے اور جملہ (یدبر الامر) (اسہ) کے لیے خبر ہے۔

۲۔ (اللہ) بتداء اور (الذی) اس کے لیے خبر ہے۔ مذکورہ بالا معنی دونوں ہی صورتوں میں حاصل ہوتا ہے لیکن دوسرے

احتمال میں مذکورہ معنی پر دلالت روشن اور واضح ہے۔

۱۱۔ متعدد آسمانوں کی خلقت اور اسکا بلند کرنا، خورشید و چاند کو مسخر کرنا یہ خداوند وحدہ لا شریک کی قدرت اور اقتدار کی

نشانیوں اور کائنات میں اس کی تدبیر کی وحدانیت و یکتائی پر دلالت کرتے ہیں۔

(اللہ الذی رفع السموات) کا جملہ اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ (آیات) کا متعلق خداوند متعال کا اقتدار اور اس کا کائنات پر تسلط اور مخلوقات کائنات میں نظم و تدبیر ہے۔ پس عبارت یوں ہوگی (يفصلّ الايات الدّالة علی قدرته و ...)۔

۱۲۔ خداوند متعال نے کائنات کی موجودات کو ایک دوسرے سے علیحدہ اور جداگانہ بنایا ہے تاکہ ہر ایک شے اس کی وحدانیت اور قدرت کی کائنات میں نظم و تدبیر کی نشانی و گواہ ہو۔ يفصلّ الايات

(الايات) (نشانیاں) سے مراد، کائنات کے موجودات مثل آسمان، زمین، پودے وغیرہ... ہو سکتے ہیں اور ممکن ہے اس سے مراد، آیات قرآنی ہوں۔ لیکن مذکورہ بالا معنی احتمال اول کی صورت میں ہے واضح رہے کہ (تفصیل) جو کہ (يفصلّ) کا مصدر ہے اس کا معنی جداگانہ بنانا اور دوسرے سے ممتاز، علیحدہ کرنا ہے۔

۱۳۔ قرآن مجید، خداوند متعال کے اقتدار کے دلائل اور اس کی نشانیوں کو بیان کرنے والا اور کائنات کے امور میں اس کے نظم و ترتیب کو روشن و واضح کرنے والا ہے۔ يدبر الامر يفصلّ الايات

مذکورہ بالا معنی میں (آیات) سے مراد، آیات قرآن لی گئی اس صورت میں (تفصیل) (جدا کرنے) سے مراد واضح و روشن کرنا اور وضاحت سے بیان کرنا ہے۔

۱۴۔ خداوند متعال، تمام انسانوں کا پروردگار اور رب ہے۔ لعلکم بلقاء ربکم توقنون

۱۵۔ کائنات کا نظام (آسمانوں کا بلند ہونا، خورشید و چاند اور ان کی حرکت کا فرمان الہی کے تحت رام ہونا) خداوند متعال کی ربوبیت کی دلیل اور نشانی ہے۔ اللہ الذی رفع السموات ... لعلکم بلقاء ربکم توقنون

چونکہ آیت کریمہ کے ابتداء میں (اللہ الذی ...) کے جملے سے خداوند متعال کی توصیف و تعریف کی گئی ہے پس ظاہر یہ تھا کہ (لعلکم ...) کے جملے کو بھی (لعلکم بلقاء اللہ) لایا جائے یہ تبدیلی لانا یعنی لفظ (اللہ) کی جگہ پر (ربکم) کو ذکر کرنا یہ بتاتا ہے کہ یہاں (اللہ) کی خصوصیات یعنی اس کی ربوبیت کے اثبات کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

۱۶۔ تمام انسان، خداوند متعال سے ملاقات کریں گے اور اسکے حضور میں حاضر ہوں گے۔ لعلکم بلقاء ربکم توقنون

۱۷۔ قیامت کا برپا ہونا ایک ایسا قانون و اصل ہے کہ اس پر یقین و اطمینان رکھنا چاہیئے۔ لعلکم بلقاء ربکم توقنون

(ملاقات پروردگار) قیامت کے برپا ہونے سے



کنا یہ ہے۔ کیونکہ وہ ایسا میدان ہوگا کہ جہاں ربوبیت الہی انسانوں کو ملموس اور محسوس ہوگی۔ اور وہ اسے عین الیقین کی حد تک محسوس کریں گے۔

۱۸۔ قرآن مجید کا قدرت و نظم و تدبیر الہی اور اس کے کائنات پر تسلط کو بیان کرنے کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ انسانوں کو اس بات پر معتقد کرے اور یقین دلائے کہ قیامت اور لقاء پروردگار حتمی ہے۔

يفصلّ الايات لعلکم بلقاء ربکم توقنون

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (الایات) سے مراد آیات قرآنی ہوں۔

۱۹۔ کائنات کے موجودات اور اس کے نظام میں دقت کرنا، قیامت پر یقین پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

اللہ الذی رفع السموات ... يفصلّ الايات لعلکم بلقاء ربکم یوقنون

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (الایات) سے مراد، آیات تکوینی مثلاً آسمانوں کا بلند ہونا وغیرہ ہوں۔

۲۰۔ خداوند متعال کا کائنات کی خلقت پر قدرت رکھنا اور اس کے امور میں نظم و ارتباط دینا یہ دلیل ہے کہ وہ قیامت کو برپا اور ایجاد کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ الذی رفع السموات ... يفصلّ الايات لعلکم بلقاء ربکم توقنون

۲۱۔ خداوند متعال اور اس کے صفات کی شناخت، انسان کا معاد پر یقین رکھنے کا سبب بنتی ہے۔

اللہ الذی ... لعلکم بلقاء ربکم توقنون

۲۲۔ "عن ابی الحسن الرضا ؑ ... فی قوله تعالى "بغير عمد ترونها" ... فقال ثم عمد: و لكن لا ترونها" (۱)

امام رضا ؑ سے خداوند متعال کے اس قول (بغیر عمد ترونها) کے بارے میں روایت ہوئی ہے کہ حضرت ؑ نے فرمایا وہاں ستون ہیں لیکن تم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہو۔

اجل: اجل معین ۷، ۸

آسمان: آسمانوں کا متعدد ہونا ۲؛ آسمانوں کا بلند و بالا ہونا ۱، ۳، ۱۱، ۱۰، ۱۵؛ آسمانوں کی حرکت ۶؛ ۱۵؛ آسمانوں کی بناوٹ

۳؛ آسمانوں کی حرکت کا فلسفہ ۷؛ آسمانوں کی خلقت ۱۱؛ آسمانوں کی زندگی ۸؛ آسمانوں کے ستون ۳، ۲۲

آفاقی نشانیاں: ۱۲، ۱۵ // اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا عرش پر قدرت رکھنا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے دلائل ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی

(۱) تفسیر قمی، ج ۲، ص ۳۲۸؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۰ ح ۵

۱۸ حاکمیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی نشانیاں؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی شناخت کے آثار ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ۱۱، ۱۳، ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کی قہاریت ۵؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱؛ اللہ تعالیٰ کے نظم کی تدبیر ۹؛ نظم و ارتباط کی نشانیاں ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کے نظم کی تدبیر ۹؛ اللہ تعالیٰ کے نظم و تدبیر کے آثار ۲۰

انسان: انسانوں کی تربیت کرنے والا ۱۳

ایمان: اللہ تعالیٰ سے ملاقات پر ایمان ۱۸؛ ایمان کا سرچشمہ ۱۹؛ قیامت پر ایمان ۱۹؛ معاہدہ پر ایمان ۱۸

توحید: توحید ربوبی کی نشانیاں ۱۱، ۱۲

چاند: چاند پر حاکم ہونا ۱۰؛ چاند کا تسلیم ہونا ۵، ۱۵؛ چاند کی تسخیر ۱۱؛ چاند کی حرکت ۶، ۱۵؛ چاند کی حرکت کا فلسفہ ۷؛ چاند کی عمر ۸

خورشید: خورشید پر حکومت کرنا ۱۰؛ خورشید کا تسلیم ہونا ۵، ۱۵؛ خورشید کو مسخر کرنا ۱۱؛ خورشید کی حرکت ۶، ۱۵؛ خورشید کی حرکت کا فلسفہ ۷؛ خورشید کی عمر ۸

دین: اصول دین ۱۷

روایت: ۲۲

عرش: عرش کا حاکم ۱۰؛ عرش کی حرکت ۶؛ عرش کی حرکت کا فلسفہ ۷

قرآن مجید: قرآن مجید کی تعلیمات ۱۳؛ قرآن مجید کے مقاصد ۱۸

قیامت: قیامت کا حتمی ہونا ۱۷؛ قیامت کے حتمی ہونے کے دلائل ۲۰

کائنات: کائنات کا حاکم ۳، ۱۸؛ کائنات کا قانون کے دائرے میں ہونا ۶؛ کائنات کی تدبیر کرنے والا ۱۰؛ کائنات کی خلقت ۲۰؛ کائنات کی عمر کا محدود ہونا ۸؛ کائنات میں مطالعہ کرنے کے آثار ۱۹

لقاء اللہ: لقاء اللہ کا حتمی ہونا ۱۶

موجودات: موجودات میں امتیاز کا فلسفہ ۱۲

یقین: قیامت پر یقین ۱۷؛ قیامت پر یقین کے اسباب ۲۱

### آیت ۳

﴿وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلُ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾

وہ خدا وہ ہے جس نے زمین کو پھیلایا ۲۔ اور اس میں اٹل قسم کے پہاڑ قرار دئے اور نہریں جاری کیں اور ہر پھل کا جوڑا ۳۔ قرار دیا وہ رات کے پردے سے دن کو ڈھانک دیتا ہے اور اس میں صاحبان فکر و نظر کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۳)

۱۔ خداوند متعال، زمین کا فرش بچھانے والا اور دریاؤں و پہاڑوں کو اس کے دل میں قرار دینے والا ہے۔  
و هو الذى مد الارض و جعل فيها رواسى و انهار

(مد) پھیلانے اور بچھانے کے معنی ہیں ہے "رواسی" (جمع راسیہ) ہے جو سیدھے پہاڑوں کے معنی میں ہے۔

۲۔ آسمانوں اور زمین کی پہلی شکل میں تغیر اور تبدیلی آتی ہے۔ رفع السموات ... مد الارض

(رفع السموات) کا ظاہری جملہ یہ ہے کہ بلند کرنے کی یہ صفت آسمانوں کے لیے لائی گئی ہے۔ یعنی ابتداء خلقت میں یہ آسمان اٹھائے نہیں گئے تھے۔ خداوند متعال نے ان کو بلند کیا ہے اور (مد الارض) بھی اس معنی میں ہے کہ زمین ابتداء میں بچھائی نہیں گئی تھی خداوند متعال نے اس کے فرش کو بچھایا۔

۳۔ خداوند متعال، زمین میں گیارہ اور پھلوں کو خلق کرنے والا ہے۔ و من كل الثمرات جعل فيها زوجين اثنين (ثمرات) "ثمرہ..." کی جمع ہے اور میوؤں کے معنی میں ہے نیز درختوں کے معنی میں بھی آتا ہے۔ (قاموس المحيط) سے یہ معنی لیا گیا ہے)

۳۔ پودے اور پھلوں میں سے ہر ایک کی دو انواع ضرور مادہ ہیں و من كل الثمرات جعل فيها زوجين اثنين  
(زوجین) لغت میں ایک جفت و جوڑے کے معنی میں ہے اور جفت سے ایکلے معنی میں بھی ہے۔ (زوجین) دوسرے معنی کے لحاظ سے ہے۔ اسی صورت میں (زوجین) یعنی دو چیز ایک زوج ہے اور ایک اس کا دوسرا ساتھی ہے۔ (اثنین) زوجین کی تاکید ہے۔

۵۔ خداوند متعال ہمیشہ رات کی تاریکی سے دن کے چہرے کو چھپاتا ہے۔ یغشی الليل النہار

(غشاء) "یغشی" کا مصدر ہے جو چھپانا اور قرار دینے کے معنی میں آتا ہے۔ (یغشی) صیغہ فعل مضارع کو "مد" اور "جعل" فعل ماضی کے مقابلے میں لانا یہ معنی دے رہا ہے کہ رات دن کے چہرے کو مسلسل چھپاتی ہے۔

۶۔ زمین اور اسکا فرش بچھانا۔ محکم و استوار پہاڑ، نہر، زوجین پودے اور شب و روز کا ہمیشہ ہونا یہ سب خداوند متعال کی کائنات میں تدبیر کی وحدانیت کے دلائل ہیں۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

۷۔ فقط صاحبان عقل و فکر ہی کائنات (زمین، پہاڑ، نہریں، وغیرہ) میں خداوند متعال کے وجود اور مدبر ہونے کی دلالت کو سمجھتے ہیں۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

۸۔ کائنات کی مخلوقات میں غور و فکر، انسان کو خداوند متعال کی شناخت اور اسکو اس ہستی کے مدبر جاننے میں راہنمائی کرتا ہے۔ هو الذی مدّ الارض ... إنّ فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

۹۔ خداوند متعال اور کائنات کی مخلوقات کی پہچان کے لیے غور و فکر کرنا، ایک وسیلہ ذریعہ ہے۔ هو الذی مدّ الارض ... ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

۱۰۔ کائنات کی مخلوقات، انسانوں کے لیے قیامت اور آخرت کی نشانیوں پر مشتمل ہے۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ لفظ (آیات) کا متعلق (لعلکم بلقاء ربکم توقنوں) کے قرینے کی وجہ سے لقاء و ملاقات پروردگار اور قیامت کا برپا ہونا ہو۔

۱۱۔ کائنات کی مخلوقات میں غور و فکر کرنا، لقاء پروردگار اور قیامت کے برپا ہونے کا یقین دلواتا ہے۔ انّ فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

آسمان: آسمانوں میں تغیر و تبدیلی ۲

آفاقی نشانیاں: ۶، ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تدبیر ۷؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی شناخت کا پیش خیمہ ۹؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱، ۵؛ اللہ تعالیٰ کے طریقہ کی شناخت ۸

ایمان: ایمان لانے کا سبب ۱۱؛ قیامت پر ایمان ۱۱؛ لقا اللہ پر ایمان ۱۱

پودے: پودوں کا خالق ۳؛ پودوں میں جفت و زوجین کا ہونا ۳، ۶

پہاڑ: پہاڑوں کا مستقر ہونا ۶؛ پہاڑوں کے استقرار کا سبب ۱

توحید: توحید ربوبیت کی نشانیاں ۶

روز: روز کا چھپنا ۵؛ روز کا دوام ۶

زمین: زمین کی تاریخ ۲؛ زمیں کی شکل ۲؛ زمیں کی وسعت ۶؛ زمین کی وسعت کا سبب ۱؛ زمین میں تغیر و تبدیلی ۲

شب: شب کا دوام ۶؛ شب کی تاریکی ۵

شناخت: شناخت کا آلہ ۹؛ شناخت کے منابع ۹

غور و فکر: غور و فکر کے آثار ۸، ۹، ۱۱

قیامت: قیامت کے دلائل ۱۰

متفکرین: متفکرین کا خدا کو پہچاننا ۷؛ متفکرین اور آسمانی نشانیاں: ۷

میوہ جات: میوہ جات کا خالق ۳؛ میوہ جات میں زوجیت کا ہونا ۳

نہریں: نہروں کا جاری ہونا ۶؛ نہروں کا سبب ۱

## آیت ۳

﴿وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنَوَانٌ وَعِزُّ صِنَوَانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفْضِلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾

اور زمین کے متعدد ٹکڑے آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغات ہیں اور زراعت ہے اور کھجوریں ہیں جن میں بعض دو شاخ کی ہیں اور بعض ایک شاخ کی ہیں اور سب ایک ہی پانی سے سیرجے جاتے ہیں اور ہم بعض کو بعض پر کھانے میں ترجیح دیتے ہیں اور اس میں بھی صاحبان عقل کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں (۳)

۱۔ زمین بہت سے ٹکڑوں پر مشتمل ہے اور مختلف سر زمینوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا گیا ہے۔

و فی الارض قطع متجاورات

(قطع) "قطعہ" کی جمع ہے جو اجزاء اور اقسام کے معنی میں ہے۔ اور (تجاور) "متجاورات" کا مصدر ہے جو ایک دوسرے کے نزدیک اور ہم جوار ہونے کے معنی میں ہے۔ سر زمینوں کو مختلف حصوں اور ٹکڑوں کے وصف میں بیان کرنے کا معنی یہ ہے کہ ان میں تفاوت اور فرق ہے اس وجہ سے (قطع متجاورات) سے مراد یہ ہے کہ زمین، کے مختلف مناطق اگر چہ ایک دوسرے کے نزدیک اور متصل ہیں لیکن ایک دوسرے سے متفاوت اور مختلف ہیں۔

۲۔ زمین انگور، کے درخت کے باغوں کی جگہ اور قابل کاشت زمین کو اپنے اندر جگہ دیئے ہوئے ہے۔

و فی الأرض... جنّات من اعناب و زرع

(جنّۃ) (جنّات) کا مفرد ہے جو کہ باغ و بوستان کے معنی میں ہے کیونکہ درختوں کی وجہ سے زمین چھپ جاتی ہے اسی وجہ سے اسکو بوستان کہ

جاتا ہے اور اس کے لے درختوں کا کلمہ لایا گیا ہے (زرع) اگنے کے معنی میں ہے یا اس شے کو کہتے ہیں جو اگ چکی ہو۔  
اس آیت شریفہ میں دوسرا معنی مراد لیا گیا ہے۔

۳۔ زمین، کھجور کے درختوں کو اگانے والی اور ان درختوں کو اپنے اندر جگہ دینے والی ہے جو ایک جڑ و ریشہ رکھتے ہوں یا علیحدہ علیحدہ رکھتے ہوں۔ و فی الارض ... نخیل صنوان اور غیر صنوان

(نخیل) (نخل) کی جمع ہے جس کا معنی کھجور کے درخت ہیں (صنوان) (صنو) کی جمع ہے جو ایسے چند کھجور کے درختوں کو کہا جاتا ہے جو ایک ہی جڑ رکھتے ہوں ان میں سے ہر ایک درخت کو (صنو) کہا جاتا ہے۔

۳۔ انگور کے درخت اور کھجور کے درخت اور دوسرے پودے اگرچہ آبیاری کے لیے ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں لیکن پھل اور میوہ جات مختلف اور متفاوت رکھتے ہیں۔

جَنَاتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَ زُرْعٍ وَ نَخِيلٍ ... يَسْقٰى بِمَآءٍ وَاحِدٍ: وَ نَفْضِلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاَكْلِ

۵۔ خداوند متعال، پودوں اور درختوں کے پھلوں اور میوے کے درمیان ذائقہ کو تبدیل کرنے والا اور بعض کو بعض پر ترجیح دینے والا ہے۔ وَ نَفْضِلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاَكْلِ

(اَكْل) پھل اور ثمرہ کے معنی میں ہے اور تمام غذاؤں پر بھی بولا جاتا ہے۔

۶۔ زمین اور اس کے مختلف حصے، درخت اور سرسبز و شاداب فہصلیں، خداوند عالم کے وجود اور کائنات میں اس کی تدبیر کی وحدانیت کی علامت ہیں۔ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

۷۔ درختوں میں مختلف قسم کے پھل ہونا اور زراعت کی پیداوار کا متفاوت ہونا جب کہ ایک ہی پانی سے سب سیراب ہوتے ہیں یہ سب خداوند عالم کی توحید اور کائنات کی تدبیر میں وحدانیت کی علامت ہیں۔

يَسْقٰى بِمَآءٍ وَاحِدٍ: وَ نَفْضِلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاَكْلِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

۸۔ مختلف درختوں اور پودوں کا طبعی پانی سے ایک ہی انداز سے سیراب ہونا، خداوند متعال کے وجود اور کائنات میں اس کی تدبیر کی وحدانیت کی علامت ہیں۔ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

۹۔ فقط صاحبان عقل و فہم ہی ربوبیت الہی اور کائنات کی تدبیر میں اسکی وحدانیت کو درک کر سکتے ہیں۔ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

۱۰۔ عقل، ربوبیت الہی کی پہچان اور طبعی پیدا ہونے

والی اشیاء کے ذریعہ اس کی شناخت کا وسیلہ ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

۱۱۔ طبعی موجودات میں غور و فکر کرنا انسان کو خداوند متعال کی شناخت اور کائنات کے امور میں اس کی تدبیر کی وحدانیت کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

۱۲۔ کائنات کے امور کی تدبیر کو خداوند متعال کے اختیار سے خارج خیال کرنا، جہالت اور فکری کمزوری ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

۱۳۔ کائنات کے موجودات میں غور و فکر کرنا، لقا الہ اور قیامت کے برپا ہونے میں یقین حاصل ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ لفظ (آیات) کا متعلق جملہ (لعلکم بقاء ربکم توقنون) کے قرینہ کی وجہ سے سابقہ آیات میں لقا الہ اور قیامت کا برپا ہونا ہو۔

آسمانی نشانیاں: ۶، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱

الہ تعالیٰ: الہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۲؛ الہ تعالیٰ کی شناخت کا طریقہ ۱۱؛ الہ تعالیٰ کی شناخت کا وسیلہ ۱۰؛ الہ تعالیٰ کے اختیارات کی حدود ۱۲؛ الہ تعالیٰ کے افعال ۵  
انگور: انگور کے باغ ۲؛ انگوروں کے درخت ۳

ایمان: ایمان کا پیش خیمہ ۱۳؛ قیامت پر ایمان ۱۳؛ لقا الہ پر ایمان ۱۳

پودے: پودوں کی خوراک ۳، ۷، ۸

پھل: بعض پھلوں کا افضل ہونا ۵؛ پھلوں کا کردار ۶؛ پھلوں کی اقسام ۳، ۷؛ پھلوں کی مختلف اقسام کا سبب ۵

توحید: توحید ربوبی کا پیش خیمہ ۱۱؛ توحید ربوبی کی نشانیاں ۷، ۸؛ توحید ربوبی کے دلائل ۱۶

جہالت: جہالت کی نشانیاں ۱۲

درخت: درختوں کا کردار ۶؛ درختوں کی اقسام ۳؛ درختوں کی اقسام کا سبب ۷

زمین: زمین کا کردار ۶؛ زمین کی حالت ۱؛ زمین کی خصوصیات ۱؛ زمین میں باغات ۲، ۳؛ زمین میں سرسبز و شاداب فصلیں ۲



زمین: زمینوں میں تفاوت ۱

شناخت: شناخت کرنے کا آلہ ۱۰; شناخت کرنے کے منابع و مراکز ۱۰

عقل: عقل کا کردار ۱۰

عقلاء: عقلاء کی توحید ربوبی ۹; عقلاء کی خدا شناسی ۹; عقلاء کی قدرت ۹; عقلاء کے فضائل ۹

غور و فکر: غور و فکر کی اہمیت ۱۳; غور و فکر کے آثار ۱۱، ۱۳; غور و فکر نہ کرنے کی نشانیاں و علامات ۱۲

فکر: غلط فکر کرنا ۱۲

کھجور: کھجوروں کے باغ ۳; کھجوروں کے درخت ۳; کھجوروں کے درختوں کی خصوصیات ۳

کائنات: کائنات میں غور و فکر کرنا ۱۳

موجودات: موجودات کا کردار و نقش ۱۰; موجودات میں غور و فکر کرن

## آیت ۵

﴿وَإِنْ تَعَجَّبْتَ فَعَجَبْتُ قَوْلُهُمْ أَئِذَا كُنَّا تُرَابًا أَئِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

اور اگر تمہیں کسی بات پر تعجب ہے تو تعجب کی بات ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ کیا ہم خاک ہو جانے کے بعد بھی نئے سرے سے دوبارہ پیدا کئے جائیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ہے اور انہیں کی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے اور یہی اہل جہنم ہیں اور اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (۵)

۱۔ انسان مرنے کے بعد خاک میں تبدیل ہونے کے بعد قیامت کے میدان میں حاضر ہونے کے لیے

دوبارہ زندہ ہوگا اور نئی زندگی پائے گا۔ اے ذاکنا تراباً اے نالفی خلق جدید

۲۔ انسان مرنے کے بعد اور خاک ہو جانے کے بعد قیامت کے میدان میں حاضر ہونے کے لیے جدید و نئی زندگی پائے گا۔  
 اء نا لقی خلق جدید

(فی) کا لفظ (انا لفی خلق جدید) میں یہ معنی دیتا ہے کہ خاک ہو جانے کے بعد انسان کی نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور انسان نئی پیدائش کے لیے آمادہ ہوتا ہے۔

۳۔ قیامت کا انکار کرنے والے، خاک میں تبدیل مردوں کے زندہ ہونے کو ناممکن کام خیال کرتے ہیں۔  
أَذَاكُنَّا تُرَابًا ۚ نَا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ

جملہ (اء ذاء...) میں استفہام انکاری ہے۔ اور اسکا تکرار، انکار کی شدت اور غیر ممکن ہونے کو بتاتا ہے۔

۳۔ انسانوں کو دوبارہ زندگی ملنے کو غیر ممکن سمجھنا، آخرت کے میدان میں قیامت کے وجود سے انکار کرنے والوں کی دلیل

ہے۔ اء ذاکنا تراباً اء نالفی خلق جدید

۵۔ قیامت کا انکار کرنے کی بات، تعجب آور اور دلیل و منطق سے خالی ہے۔ و ان تعجب فعجب قولہم اس پر توجہ کرتے ہوئے کہ فعل (تعجب) کا متعلق ذکر نہیں کیا گیا تو (ان تعجب) کا معنی یہ ہوگا اگر تم تعجب کرنے والے ہو تو تم پر یہ حالت عارض ہوتی ہے...

۶۔ قیامت کا انکار، ربوبیت الہی کے انکار کے برابر اور مترادف ہے۔ اولئک الذین کفروا برہم

۷۔ انسانوں پر خداوند متعال کی ربوبیت، اس بات کی متقاضی ہے کہ مرنے کے بعد انسانوں کے لیے دوبارہ زندگی اور قیامت کو تشکیل دیا جائے۔ اولئک الذین کفروا برہم

۸۔ خداوند متعال کا انسانوں کے لیے پرودگار ہونے پر یقین رکھنا، انسانوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ قیامت کو قبول کیا جائے اور مرنے کے بعد دوبارہ آخرت کے میدان میں حاضر ہونے پر ایمان لایا جائے۔ **اولئک الذین کفروا برہم**

۹۔ خداوند متعال کی ربوبیت، تمام لوگوں حتی کافروں کو بھی شامل ہے۔ اولئک الذین کفروا برہم

۱۰۔ قیامت سے کانکار، جہل و نادانی کا نتیجہ ہے اور انسان کی ترقی اور بلندی کے لیے مانع ہے۔

اولئک الأغلال فی اعناقهم

(اغلال) "غل" کی جمع ہے اور بند و زنجیروں کے معنی میں ہے۔ اگر اس سے اسکا حقیقی معنی مراد ہو تو اس صورت میں جملہ (اولئک الأغلال فی اعناقهم) کا معنی قیامت اور ربوبیت الہی سے انکار کرنے والوں کی سزا اور انجام کو بیان کرتا ہے۔ نیز اس سے مجازی معنی مراد لیا جاسکتا ہے (بند و زنجیر جہالت و نادانی، خرافات اور غلط رسم و رواج وغیرہ) تو اس صورت میں جملہ (اولئک...) کا معنی یہ ہوگا کہ جو ربوبیت الہی اور قیامت و معاد پر ایمان نہیں رکھتے اس کی وجہ اور اسباب یہی ہیں۔

۱۱۔ ربوبیت الہی اور معاد کا انکار کرنے والوں کو قیامت کے دن ان کی گردنوں میں زنجیروں اور طوق کو ڈالا جائے گا۔  
اولئک الأغلال فی اعناقهم

۱۲۔ قیامت کے منکر، دوزخ کی آگ میں گرفتار ہوں گے۔ اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون

۱۳۔ آخرت کے میدان کی کوئی انتہا نہیں ہے اور دوزخ اور اس کی آگ ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ہم فیہا خالدون

۱۳۔ انسان، آخرت میں فنا ہونے والا نہیں ہے بلکہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ ہم فیہا خالدون

آخرت: آخرت کا ہمیشہ ہونا ۱۳؛ آخرت کی خصوصیات ۱۳؛ آخرت میں ہمیشہ زندہ رہنا ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی تکذیب ۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی خصوصیات ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی عمومیت ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۷

اموات: اموات کا آخرت میں زندہ ہونا ۱، ۲

امور: تعجب آور امور ۵

انسان: انسان کا حشر و نشر ۱، ۲؛ انسان کا ہمیشہ ہونا ۱۳؛ انسانوں کا انجام ۱، ۲

ایمان: ایمان کا سبب ۸؛ ایمان کے آثار ۸؛ ربوبیت الہی پر ایمان ۸؛ قیامت پر ایمان ۸؛ قیامت پر ایمان کی اہمیت ۶؛

معاد پر ایمان ۸

جہالت: جہالت کے آثار ۱۰

جہنم: جہنم کا ہمیشہ و جاوید ہونا ۱۳; جہنم کی آگ کا ہمیشہ ہونا ۱۳

جہنمی لوگ: ۱۲

ربوبیت الہی: ربوبیت الہی کو جھٹلانے والوں کا آخرت میں انجام ۱۱

رشد و ترقی: رشد و ترقی کے موانع و رکاوٹیں ۱۰

عذاب: عذاب دینے کا آلہ ۱۱; عذاب کے زنجیر ۱۱

قیامت: قیامت کا انکار کرنے والے اور اموات کا زندہ ہونا ۳; قیامت کو جھٹلانے پر تعجب ۵; قیامت کو جھٹلانے کے آثار

۱۰، ۶; قیامت کو جھٹلانے کے اسباب ۱۰; قیامت کو جھٹلانے والوں کی سوچ ۳; قیامت کو جھٹلانے والوں کے دلائل

۳; قیامت کی برپائی کا پیش خیمہ ۴; قیامت کی تکذیب کا بے منطق و دلیل ہونا ۵

معاد: معاد کا پیش خیمہ ۴; معاد کو بعید اور غیر ممکن خیال کرنے کے آثار ۳; معاد کو جھٹلانے والوں کا آخرت میں انجام

۱۱; معاد کو جھٹلانے والوں کے دلائل ۳; معاد کو غیر ممکن سمجھنا ۳; معاد کے جھٹلانے والوں کا جہنم میں ہونا ۱۲; معاد کے

جھٹلانے والوں کی سزا ۱۲; معاد کے دلائل ۱، ۲

نظریہ کائنات: نظریہ کائنات اور ایڈیالوجی ۸

## آیت ۶

﴿وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلَاتُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

اور اے رسول یہ لوگ آپ سے بھلائی سے پہلے ہی برائی (عذاب) چاہتے ہیں جب کہ ان کے پہلے بہت ہی عذاب کی نظیریں گزر چکی ہیں اور آپ کا پروردگار لوگوں کے لئے ان کے ظلم پر بخشش والا بھی ہے اور بہت سخت عذاب کرنے والا بھی ہے (۶)

۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ، ربوبیت الہی اور آخرت کے میدان کا انکار کرنے والوں کو دنیاوی عذاب سے ڈراتے تھے۔

و يستعجلونك بالسيئة

۲۔ ربوبیت الہی اور قیامت سے انکار کرنے والے مذاق اور عدم یقینی کی وجہ سے ان موعود عذابوں کے نزول میں تعجیل

چاہتے تھے۔ يستعجلونك بالسيئة

"يستعجلونك" کا مصدر (استعجال) ہے جسکا معنی جلدی کی درخواست کرنا ہے، (بالسیئة) میں حرف "بای" تعدی کے لیے ہے (ال) اسمیں عہد ذہنی کا ہے اس برائی سے مراد، جملہ (قد خلت من قبلهم المثلات) کے قرینے کی وجہ سے "عذاب" ہے۔ پس اس صورت میں جملہ (يستعجلونك بالسیئة) کا معنی یہ ہوا کہ وہ تم سے چاہتے ہیں کہ جس عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے اسمیں جلدی کریں۔

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ لوگوں کو ایمان کی طرف بلانے والے اور کفر کو ترک کرنے کو کہنے والے تھے تاکہ رحمت الہی کو حاصل کریں اور دنیا و آخرت کی خوشبختی تک پہنچ جائیں۔ يستعجلونك بالسیئة

"الحسنہ" میں "الف لام" عہد ذہنی ہے اور اس کا اشارہ پیغمبر اکرم ﷺ کی ان نوید کی طرف ہے جو وہ اہل ایمان کو ابلاغ کرتے تھے اور "السیئة" کے قرینہ مقابل کی وجہ سے اس سے مراد دنیا و آخرت کے عذاب سے دوری اور سعادت داریں کو حاصل کرنا ہے۔

۳۔ خداوند متعال، بندوں کو نیکی و سعادت کی طرف بلاتا ہے نہ کہ بدی اور عذاب کی طرف۔ يستعجلونك بالسیئة قبل الحسنہ

۵۔ گزشتہ امتوں کے کفار لوگ، دنیاوی عذابوں میں گرفتار ہوئے۔ و قد خلت من قبلهم المثلات (مثلات) (مثله) کی جمع ہے جسکا معنی سزائیں اور بہت بڑا عذاب ہے۔ کیونکہ (مثلات) کی اصل (مثل) ہے جسکا معنی مانند ہے لہذا کہا جاتا ہے کہ اس کو مثال قرار دیا جاتا ہے تاکہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں اور اس کے اسباب سے پرہیز کریں (خلو) "خلت" کا مصدر ہے جسکا معنی گذرا ہوا اور تمام شدہ ہے۔

۶۔ کفار کا گزشتہ کفار کے برے انجام سے مطلع ہونے کے باوجود بھی ان سے عبرت حاصل نہ کرنا تعجب اور حیرانگی کا سبب ہے اور ان کی بے عقلی کی علامت ہے۔ و يستعجلونك بالسیئة قبل الحسنہ و قد خلت من قبلهم المثلات آیت شریفہ میں کفار کی کم عقلی اور نہ فہمی کو تعجب سے دیکھا گیا ہے اور (وقد خلت...) کا جملہ حالیہ دلیل کے طور پر اسکو ثابت کر رہا ہے۔ تاکہ گزشتہ کفر اختیار کرنے والی قوموں کے عذاب الہی میں مبتلا ہونے سے یہ بھی مطلع ہو جائیں۔

۷۔ گزشتہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ، تاکہ اس سے عبرت و نصیحت حاصل کی جائے ضروری ہے۔

و قد خلت من قبلهم المثلثات

۸۔ خداوند متعال لوگوں کے گناہوں اور ظلم ستم کو معاف کرنے والا ہے۔ و ان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم

۹۔ لوگوں کا ظلم و ستم کرنا، رحمت الہی کے سب کو شامل ہونے میں مانع نہیں ہو سکتا۔ ان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم

۱۰۔ گناہ گار اور ستم کرنے والے لوگ مغفرت الہی سے ناامید نہ ہوں اور یہ خیال نہ کریں کہ ہم بخشش الہی کے قابل نہیں ہیں۔ ان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم

(علی) جملہ (علی ظلمهم) میں (مع) کے معنی میں ہے۔

۱۱۔ معاد کا افکار و ربوبیت الہی کا انکار اور اللہ کے وعدہ دیے گئے عذابوں کا مذاق، ظلم کا مصادیق میں سے ہے۔ و ان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم

(ظلمهم) کے مصادیق میں سے (يستعجلونك) کے قرینے کی وجہ سے (مذاق اڑانا اور استہزائی) مراد ہے۔ اس سے پہلی مذکورہ آیت میں معاد اور ربوبیت الہی سے انکار ایسے موارد تھے جو اس میں ذکر کیے گئے ہیں۔

۱۲۔ خداوند متعال کا کفر کرنے والوں پر جلدی عذاب کا نہ بھیجنا یہ خدا کی ان پر مغفرت و رحمت کی وجہ سے ہے۔ يستعجلونك بالسيئة ... ان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم

(يستعجلونك ...) کا جملہ اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خداوند متعال، کفار پر عذاب کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور انکو مہلت و فرصت دیتا ہے اور جملہ "ان ربك ..." اسکی دلیل و علت کے معنی میں ہے یعنی خداوند متعال کا عذاب میں جلدی نہ کرنا اور اسکا مہلت دینا اسکی بخشش و مہربانی کی وجہ سے ہے۔

۱۳۔ خداوند متعال کے عذاب، سخت اور خوف ناک ہیں۔ ان ربك لشديد العقاب

۱۴۔ بندگان الہی کو گناہوں سے مغفرت کی خوشخبری دینا اور سخت عذاب سے ڈرانا، ربوبیت الہی کا تقاضا ہے۔ و ان ربك لذو مغفرة ... و ان ربك لشديد العقاب

۱۵۔ گنہگار اور ستم کرنے والے اگر مغفرت و رحمت الہی ان کو شامل حال نہ ہوئی تو خداوند متعال کے سخت ترین عذابوں میں گرفتار ہو جائیں گے۔ ان ربك لذو مغفرة ... و ان ربك لشديد العقاب

۱۶۔ "عن ابراهيم بن العباس يقول: كُنَّا فِي

مجلس الرضا ؑ فتذا کرو الکبائر و قول المعتزله فیها : اَٹھا لا تغفر فقال الرضا(ع) : قال ابو عبدالله ؑ : قد نزل القرآن بخالف قول المعتزله ، قال الله عزوجل : ان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم<sup>(۱)</sup>

ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ ہم چند لوگ امام رضا ؑ کی خدمت میں موجود تھے تو وہاں گناہان کبیرہ اور معتزلہ کے اس عقیدے کہ گناہ قابل بخشش نہیں ہیں کے بارے میں گفتگو ہوئی تو اس وقت حضرت امام رضا ؑ نے امام جعفر صادق ؑ سے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بے شک قرآن نے معتزلہ کے برعکس کہا ہے خدا فرماتا ہے: "و ان ربك لذو مغفرة للناس على ظلمهم..."

اچھائی: اچھائی کو طلب کرنے کی اہمیت ۳

آخرت: آخرت کے جھٹلانے والوں کا دنیا میں عذاب ۱; آخرت کے جھٹلانے والوں کو بحر دار کرنا اور ڈرانا ۱  
اسما و صفات: شدید العقاب ۱۳

اسہ تعالیٰ: اسہ تعالیٰ کی بخشش ۸، ۱۰; اسہ تعالیٰ کی بخشش کا عام ہونا ۱۲; اسہ تعالیٰ کی ربوبیت کے آثار ۱۳; اسہ تعالیٰ کی ربوبیت کو جھٹلانا ۱۱; اسہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۳; اسہ تعالیٰ کے صفات ۸  
امور: تعجب اور امور ۶

امید رکھنا: بخشش کی امید رکھنا ۱۰

آنحضرت: آنحضرت کا خبردار کرنا ۱; آنحضرت کی تبلیغ و دعوت ۳

ایمان: ایمان کی دعوت ۳; ایمان کے آثار ۳

بخشش: بخشش کا سبب ۸; بخشش کی بشارت ۱۳

تاریخ بتاریخ سے عبرت حاصل کرنا ۷; تاریخ کے مطالعے کی اہمیت ۷

ربوبیت الہی: ربوبیت الہی کو جھٹلانے والوں پر دنیا کا عذاب ۱;

(۱) توحید صدوق، ص ۴۰۶، ج ۴، ب ۶۳; نور الثقلین، ج ۲ ص ۴۸۲، ح ۱۳۔

ربوبیت الہی کو جھٹلانے والوں کو ڈرانا ۱؛ ربوبیت الہی کو جھٹلانے والوں کی خواہشات ۲؛ ربوبیت الہی کے جھٹلانے والوں کا مذاق اڑانا ۲

رحمت: رحمت کا عام ہونا ۹؛ رحمت کی طرف بلانا ۳؛ رحمت کے موانع ۹

روایت: ۱۶

سعادت: سعادت اخروی کی طرف بلانا ۳؛ سعادت دنیاوی کی طرف بلانا ۳؛ سعادت طلب کرنے کی اہمیت ۳

ظالمین: ظالمین کا عذاب ۱۵؛ ظالمین کی بخشش ۱۰

ظلم: ظلم کی بخشش کا سبب ۸؛ ظلم کے آثار ۹؛ ظلم کے موارد ۱۱

عبرت: عبرت کے اسباب ۷

عذاب: اہل عذاب ۵، ۱۵؛ دنیاوی عذاب سے ڈرانا و خبردار کرنا ۱؛ عذاب سے ڈرانا ۱۳؛ عذاب شدید ۱۳، ۱۵؛ عذاب کا مذاق اڑانا ۲، ۱۱؛ عذاب کے مراتب ۱۳، ۱۵؛ عذاب میں تعجیل کی درخواست کرنا ۲

عقل: بے عقلی کی نشانیاں ۶

قیامت: قیامت کو جھٹلانے والوں کا مذاق اڑانا ۲؛ قیامت کو جھٹلانے والوں کی خواہشات ۲

کفار: کفار پر دنیاوی عذاب ۵؛ کفار کی بخشش ۱۲؛ کفار کی بے عقلی کی علامتیں ۶؛ کفار کے عبرت حاصل نہ کرنے پر تعجب کرنا ۶؛ کفار کے عذاب میں تأخیر کا فلسفہ ۱۲

کفر: کفر سے اجتناب کی دعوت ۳؛ کفر سے اجتناب کے آثار ۳

گذشتہ امتیں: گذشتہ امتوں کا برا انجام ۶؛ گذشتہ امتوں کے کفار ۵

گناہ: گناہ کی بخشش ۸

گناہان کبیرہ: گناہان کبیرہ کی بخشش ۱۶

گنہگار: گنہگاروں پر عذاب ۱۵؛ گناہگاروں کی بخشش ۱۰

معاذ: معاذ کا جھٹلانا ۱۱



## آیت ۷

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾

اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ان کے اوپر کوئی نشانی ۱۔ (ہماری مطلوبہ) کیوں نہیں نازل ہوتی تو آپ کہہ دیجئے کہ میں صرف ڈرانے والا ہوں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی اور رہبر ہے (۷)

۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے زمانہ کے کفار انکی رسالت کی حقانیت پر معجزہ اور آیت و نشانی نہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ و يقول الذين كفروا لو لا انزل عليه آية من ربه

۲۔ کفار ہمیشہ قرآن مجید کے علاوہ پیغمبر اسلام ﷺ سے ان کی رسالت کی حقانیت پر معجزہ کے طلب گار تھے۔  
يقول الذين كفروا لو لا انزل عليه آية من ربه

فعل ماضی (قال) کی جگہ پر (يقول) کا استعمال، اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کفار اپنی اس مذکورہ بات پر فقط پہلے ہی مدعی نہیں تھے بلکہ آئندہ بھی مدعی رہیں گے اور اس پر اصرار و تاکید کرتے رہیں گے۔

۳۔ کفار کا غلط پروپیگنڈہ اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف فضا سازی کرنا۔ لو لا انزل عليه آية من ربه  
۳۔ خداوند متعال، پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کے کام کو سروسامان دینے والا اور ان کے امور کو منظم کرنے والا ہے۔ لو لا انزل عليه آية من ربه

چونکہ کفار نے معجزہ کے نزول کی درخواست، (من ربه) کی قید سے ذکر کی ہے اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ ان کو بتا چکے تھے کہ خداوند متعال اسکا پروردگار ہے اور اس کے کاموں کو وہی منظم و مرتب فرماتا ہے اور وہی اسکی رسالت کے کام کو سروسامان عطا کرتا ہے۔ ۵۔

معجزہ کا دکھانا، خداوند متعال کا کام ہے اور اس میں اسکی مرضی شرط ہے۔ لو لا انزل عليه آية من ربه  
کفار کی کلام میں (من ربه) کی قید سے مذکورہ معنی کا احتمال بھی ہو سکتا ہے گویا وہ پیغمبر اسلام ﷺ سے معجزے کو طلب کرتے تھے اور حضرت اس کام کو خداوند متعال کے سپر کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ کہتے تھے کہ کیوں خداوند عالم کی طرف سے (جس کا یہ دعویٰ کرتا ہے) اس کی طرف سے معجزہ نہیں آتا ہے۔

۶۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرائیں اور صحیح راستے کی طرف راہنمائی کریں۔  
اِنَّمَا انت منذر

۷۔ کفار کی یہ درخواست کرنا کہ معجزہ دکھایا جائے یہ بات پیغمبر اسلام ﷺ کی ذمہ داری سے خارج تھی۔  
لو لا انزل علیہ آیۃ من ربہ اِنَّمَا انت منذر

(اِنَّمَا انت منذر) میں حصر ہے اور وہ حصر اضافی ہے۔ یہ معجزہ دکھانے کے مقابلے میں ہے اسی وجہ سے جملے کے دو معنی ہیں:

۱۔ تم ڈرانے والے ہو۔

۲۔ معجزہ دکھانا تمہارا کام نہیں ہے۔

۸۔ تمام امتیں ایک ہدایت کرنے والے کو رکھتی تھیں جو انہیں صحیح راستے کی راہنمائی کرتا تھا۔ و لکل قوم ہاد

۹۔ اُمتوں کو ہادی عطا کرنا، خداوند متعال کی صفات میں سے ہے۔ لکل قوم ہاد

۱۰۔ "عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل: "اِنَّمَا انت منذر و لکل قوم ہاد" فقال رسول اللہ ﷺ المنذر و

لکل زمان منّا ہاد یہدیہم الی ما جاء بہ نبی اللہ ثم الہدایۃ من بعدہ علیّ ثم الاوصیاء واحد بعد واحد: (۱)

امام باقر علیہ السلام سے قول خدا (اِنَّمَا انت منذر و لکل قوم ہاد) کے بارے میں روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا (منذر) رسول خدا ﷺ ہیں اور ہر زمانے میں ہم میں سے ایک نہ ایک ہادی ہے جو لوگوں کو اسکی طرف ہدایت کرتا ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ لے کر آئے ہیں۔ اور رسالت مآب کے بعد ہدایت کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں پھر ان کے بعد ان کے وصی ہیں جو ایک دوسرے کے بعد آئیں گے۔

ائمہ: ائمہ علیہ السلام کا ہدایت کرنا ۱۰

امام علی علیہ السلام: امام علی علیہ السلام کا ہدایت کرنا ۱۰

(۱) کافی، ج ۱ ص ۱۹۱، ج ۲: نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۳، ح ۲۱۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تدبیر<sup>۳</sup>; اللہ تعالیٰ کی روش و طریقہ<sup>۹</sup>; اللہ تعالیٰ کی مشیت<sup>۵</sup>; اللہ تعالیٰ کے افعال<sup>۵</sup>  
 آنحضرت: آنحضرت کا ڈرانا<sup>۱۰، ۶</sup>; آنحضرت کا مدبر اور منظم کرنے والا ہونا<sup>۳</sup>; آنحضرت کا ہدایت کرنا<sup>۶</sup>; آنحضرت کی  
 حقانیت کو جھٹلانے والے<sup>۱</sup>; آنحضرت کی ذمہ داری کی حدود<sup>۶، ۷</sup>; آنحضرت کے خلاف فضا سازی<sup>۳</sup>  
 اللہ تعالیٰ کی روش و طریقہ: ہدایت کی روش و طریقہ<sup>۹</sup>  
 امتیں: امتوں کو ہدایت کرنے والے<sup>۸، ۹، ۱۰</sup>  
 روایت: ۱۰

عذاب: عذاب سے ڈرانا<sup>۶</sup>  
 صدر اسلام: صدر اسلام کے کافروں کا دعویٰ<sup>۱</sup>; صدر اسلام کے کفار اور آنحضرت<sup>۱، ۲، ۳</sup>; صدر اسلام کے کفار اور معجزہ  
 ۱: صدر اسلام کے کفار کی خواہشات<sup>۲، ۷</sup>; کفار کی فضا سازی<sup>۳</sup>  
 لوگ: لوگوں کی ہدایت<sup>۶</sup>  
 معجزہ: معجزہ اقترای<sup>۲، ۷</sup>; معجزے کا سبب<sup>۵</sup>

### آیت ۸

﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ﴾

اللہ بہتر جانتا ہے<sup>۲</sup>۔ کہ ہر عورت کے شکم میں کیا ہے اور اس کے رحم میں کیا کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے اور ہر شے کی  
 اس کے نزدیک ایک مقدار معین ہے (۸)  
 ۱۔ خداوند متعال ہر عورت اور مادہ کے شکم میں بچے کی خصوصیات سے واقف ہے۔ اللہ يعلم ما تحمل کل انثی  
 (۸) سے (تحمل کل انثی) کے قرینے کی وجہ سے شکم، مراد ہے۔ "انثی" ہر مادہ جنس مادہ کو کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ انسان (عورت) کی ہو

حیوان (مادہ) کی ہو۔

۲۔ خداوند متعال، عورتوں کے رحم و شکم اور ہر مادہ کے رحم و شکم سے واقف ہے جو وہ بچے کے لیے جذب کرتا ہے۔  
اللہ يعلم ... ما تغيض الارحام

(غیض) کم کرنا اور اپنے اندر لینے کو کہتے ہیں۔ موقع و محل کی مناسبت سے جذب کرنے سے تعبیر ہوا ہے اور کیونکہ پہلے والا جملہ جنین کے متعلق ہے پس جو کچھ رحم جذب کرتا ہے وہ جنین کے متعلق ہوگا خواہ اس کا تعلق جنین کی پیدائش سے ہو یا جنین کے رشد کے ساتھ ہو۔

۳۔ خداوند متعال ان چیزوں سے آگاہ و واقف ہے جسکو عورتوں اور مادہ حیوانوں کا رحم بچے کے لیے جذب نہیں کرتا بلکہ اسکو دور کرتا ہے۔ اللہ يعلم ما تحمل کل انثی ... و ما تزداد

(ازدیاد) (تزداد) کا مصدر ہے جو زیادہ ہونے کے معنی میں آتا ہے اور اسمیں جو ضمیر ہے وہ (ارحام) کی طرف لوٹتی ہے یعنی وہ چیز جسکو رحم کے اندر بچے میں زیادہ کیا جاتا ہے۔ (ما تزداد) کی عبارت کا معنی یہ ہوا کہ رحم کی جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہوتی ہیں وہ خود بخود اس سے خارج ہوتی ہیں یا ممکن ہے وہ چیزیں ہوں جو جنین کے لیے زیادہ کی جائیں تاکہ اس کی نشو و نما اور رشد کے کام آئیں۔

۳۔ خداوند متعال ان نطفوں سے آگاہ ہے جو عورتوں اور مادہ حیوانوں کے رحم جذب کرتے ہیں تاکہ وہ بچہ کی صورت میں آسکیں۔ اللہ يعلم ما تحمل کال انثی و ما تغيض الارحام

۵۔ خداوند متعال عورتوں اور مادہ حیوانوں کے رحم میں نطفہ کو جذب کرنے کے بعد اس میں جو اضافہ کیا جاتا ہے اس سے آگاہ ہے۔ اللہ يعلم ما تحمل کل انثی ... و ما تزداد

۶۔ کائنات اور عالم وجود کی ہر شے اپنی مخصوص حدود اور اندازے میں ہے۔ و کل شیء عندہ بمقدار

۷۔ خداوند متعال، ہر شے کی مقدار اور اندازہ کو معین کرنے والا ہے۔ و کل شیء عندہ بمقدار

۸۔ وہ چیزیں جن کو رحم جذب کرتا ہے یا اسمیں اضافہ کرتا ہے یا وہ اپنے سے خارج کرتا ہے اسکی مقدار اور اسکا اندازہ مشخص و معین ہے۔ اللہ يعلم ... و کل شیء عندہ بمقدار

۹۔ عن احدهما ... علیہما السلام۔ فی قول اللہ عزوجل : " يعلم ما تحمل کل انثی و ما تغيض الارحام و ما تزداد " قال : الغیض کل حمل دون تسعة اشهر " و م

تزداد "کل شیء یزداد علی تسعة اشهر... (۱)

امام محمد باقر (ع) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام و ما تزداد) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: (غیض) سے مراد وہ حمل ہے جو (۹) ماہ سے کم تر ہو، اور (وما تزداد) سے مراد وہ حمل ہے جو (۹) ماہ سے زیادہ ہو جائے۔

۱۰۔ "عن محمد بن مسلم قال : سألت ابا عبد الله (ع) عن قول الله : " یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام ؟ قال : ما لم یکن حملاً ، " و ما تزداد " قال : الذکر و الانثی جمیعاً (۲)

محمد ابن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے خداوند متعال کے اس قول (یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام) کے بارے میں سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا (ما تغیض الارحام) سے مراد وہ شیء ہے جو حمل نہ ہو اور (ما تزداد) کے بارے میں فرمایا لڑکی اور لڑکا دونوں مراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ کا علم غیب، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۰

رحم میں بچہ ہونا

حاملہ ہونا: نو ماہ حاملہ ہونے کی مدت

جنین: جنین کا علم ۱، ۲، ۳، ۱۰: جنین کی خصوصیات کا علم ۱

رحم (بچہ دانی): رحم کی خصوصیات کا علم ۱، ۲، ۳، ۴، ۵: رحم کے جذب کرنے والی چیزوں کی مقدار ۸: رحم کے جذب کرنے والی چیزیں ۲، ۳: رحم کے دفع کرنے والی چیزوں کی مقدار ۸: رحم کے دفع کرنے والی چیزیں ۳

روایت: ۹، ۱۰

موجودات: موجودات کی تقدیر ۷

مخلوقات: مخلوقات کا قانون کے دائرے میں ہونا ۶: مخلوقات کی تقدیر ۶

(۱) کافی، ج ۶: ص ۱۲؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۵، ح ۳۱۔

(۲) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۰۵، ح ۱۳؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۵، ح ۳۴۔

## ﴿عَالَمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ﴾

وہ غائب و حاضر سب کا جاننے والا بزرگ و بالاتر ہے (۹)

۱۔ خداوند متعال، تمام ظاہر و باطن چیزوں سے واقف ہے۔ عالم الغیب و الشهادة

۲۔ خداوند متعال، حقیقت میں عظیم اور بلند مرتبہ والا ہے۔ الکبیر المتعال

۳۔ قرآن مجید میں کائنات کی موجودات کو غیب اور حاضر میں تقسیم کیا گیا ہے۔ الغیب و الشهادة

۳۔ کافروں کی درخواست پر پیغمبر اسلام ﷺ کو معجزات کا عطا نہ کرنے کی دلیل یہ تھی کہ خداوند متعال اس بات کو جانتا

تھا کہ ان معجزات کا ان پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ و يقول الذين كفروا لو لا انزل عليه آية ... الله يعلم ما تحمل ... عالم الغیب و الشهادة

رحم میں بچے کے بارے میں خداوند متعال کے علم اور اسکی خصوصیات اور ظاہر و باطن چیزوں کا علم کے بعد اس چیز کی طرف اشارہ کرنا کہ خداوند عالم کفار کے تقاضے کے باوجود ان کو معجزہ نہیں دکھاتا اس نکتہ کو بیان کر رہا ہے کہ خداوند عالم جانتا ہے کہ معجزہ کے دکھانے سے کفار ہدایت نہیں پائیں گے اسی وجہ سے ان کی درخواست پر عمل نہیں کیا جاتا۔

۵۔ عن ابی عبد اللہ ﷺ فی قوله عز وجل : " عالم الغیب و الشهادة " فقال : " الغیب ما لم یکن و الشهادة ما قد کان "

امام جعفر صادق ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (عالم الغیب و الشهادة) کے بارے میں ارشاد فرمایا غیب وہ شئی ہے جو وجود میں نہیں آئی ہو اور شہادت وہ شئی ہے جو وجود میں آئی ہو۔

(۱) معانی الاخبار، ص ۱۴۶، ح ۱؛ تفسیر برہان، ج ۲، ص ۲۸۳، ح ۶۔

اسما و صفات: کبیر ۲؛ متعال ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم ۳؛ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱؛ اللہ تعالیٰ کی صفات ۲؛ اللہ تعالیٰ کی عظمت ۲

روایت: ۵

شہود: شہود سے مراد ۵

غیب: غیب سے مراد ۵

کفار: کفار پر معجزے کا اثر نہ ہونا ۳

مخلوقات: مخلوقات کا ظاہر ہونا ۳؛ مخلوقات کا غیب ہونا ۳؛ مخلوقات کی طبقہ بندی ۳

معجزہ: معجزہ اقتراحی کے رد کے کا دلائل ۳

## آیت ۱۰

﴿سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾

اس کے نزدیک تم میں کے سب برابر ہیں جو بات آہستہ کہے اور جو بلند آواز سے کہے اور جو رات میں چھپا رہے اور دن میں چلتا رہے (۱۰)

۱۔ خداوند متعال ظاہری، ڈھکی چھپی سب باتوں سے واقف ہے۔ سوائے منکم من اسر القول و من جہر بہ

اس سے پہلے والی آیت اس بارے میں ہے کہ یہ مذکورہ بالا آیت علم خداوندی کے بارے میں بحث کر رہی ہے لہذا جملہ (سواء منکم ...) کا معنی (سواء منکم فی علمہ) ہوگا۔

۲۔ خداوند متعال، دلوں کے راز اور وہ باتیں جو زبان پر نہیں لائی گئیں ان سب سے واقف ہے۔ سواء منکم من اسر القول

(اسرار) پنہان اور پوشیدہ رکھنے کے معنی میں آتا ہے۔ گفتگو کو چھپانے کا معنی، ظاہر نہ کرنا یا زبان پر جاری نہ کرنا ہو سکتا ہے۔ اور ممکن ہے اس معنی میں بھی ہو کہ لوگوں کے سامنے "علی الماعلان" نہ کہا جائے اور چھپ کر بیان کیا جائے۔ مذکورہ بالا معنی احتمال اول کی صورت میں ہے۔

۳۔ خداوند عالم کے ہاں دلوں کے راز کا علم اور پنہانی و ظاہری گفتگو کا علم مساوی ہے۔  
سواء منکم من اسر القول و من جهر به

(سواء) مصدر ہے اور اسم فاعل (متساوی) کے معنی میں ہے۔ یہ لفظ خبر مقدم ہے اور اسکا بتداء "من اسر..." ہے یعنی جملہ یوں ہوگا "من اسر منکم القول و من جهر به متساویان فی علمہ"

۳۔ خداوند متعال سب سے واقف ہے خواہ وہ رات کی کامل تاریکی میں چھپے ہوئے ہیں یا وہ روشن دن میں ظاہر بظاہر ہیں۔  
و من هو مستخف باللیل و سارب بالنهار

(استخفاء) (مستخف) کا مصدر ہے اور (خفاء) یہ دونوں چھپے ہوئے کے معنی میں آتے ہیں لیکن ایک فرق ہے کہ (استخفاء) میں تاکید ہے (سرب) راستے کے معنی میں ہے اور (سارب) اسکو کہتے ہیں کہ جو راستے کو طے کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے کہ راستہ اور راستے کو طے کرنے والا عموماً انسانوں پر مخفی نہیں ہوتا خصوصاً دن کے اجالے میں لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ (سارب) آیت شریفہ میں جو (مستخف) کے مقابلے میں ذکر ہوا ہے یہ آشکار سے کنایہ ہے۔

۵۔ خداوند متعال کا علم رات کی تاریکیوں میں چھپے ہوئے اور دن کی روشنیوں میں ظاہر بظاہر ہونے والوں کے لیے مساوی ہے۔  
و من هو مستخف باللیل و سارب بالنهار

(من هو) کا (من اسر) پر عطف ہوا ہے اسی وجہ سے (سواء) (من هو) کے لیے خبر بھی ہے تو جملہ یوں ہوگا (من هو مستخف و من هو سارب سواء فی علمہ)۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا علم غیب ۱، ۲، ۳؛ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کی خصوصیات ۳، ۵

اسرار: اسرار کا علم ۲

شب: شب کی تاریکی ۲

دن: دن کی روشنائی ۳

گفتگو: چھپی ہوئی گفتگو ۲؛ گفتگو کا علم ۸



## آیت ۱۱

﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفَهُ يَحْفَظُونَهُ مِّنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُعَذِّبُوا مَا بِنَفْسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ﴾

اس کے لئے سامنے اور پیچھے سے محافظ طاقتیں ہیں جو حکم خدا سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور خدا کسی قوم کی حالات ۳۔ کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے کو تبدیل نہ کر لے اور جب خدا کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کر لیتا ہے تو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی کسی والی و سرپرست ہے (۱۱)

۱۔ فرشتے، انسانوں کو نابود کرنے والے حوادث اور خطرات سے حفاظت اور مراقبت کرنے پر مامور ہیں۔  
لہ معقبات ... یحفظونہ من امر اللہ

(معقبات) کا مصدر (تعقیب) ہے جو کسی کے پیچھے کسی کام کی خاطر جانے کو کہتے ہیں۔ اس صورت میں (معقبات) سے مراد (یحفظونہ) کے قرینے کی وجہ سے وہ طاقتیں ہیں جو انسان کی حفاظت کرتی ہیں اور اس کے پیچھے پیچھے ہوتی ہیں۔ مفسرین قائل ہیں کہ (معقبات) طاقتوں سے مراد، فرشتے ہیں۔

۲۔ انسانوں میں سے ہر ایک کئی فرشتوں کی حفاظت اور نگرانی سے بہرہ مند ہے۔ لہ معقبات ... یحفظونہ  
مذکورہ بالا معنی لفظ (معقبات) کو جمع لانے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ (لہ) کی ضمیر اور (یحفظونہ) میں مفعول کی ضمیر (من اسر القول) کی طرف پلٹ رہی ہے اور اس سے مراد انسان ہے کیونکہ جملہ (سواء منکم) میں، انسانوں کو خطاب ہے۔

۳۔ انسانوں کے محافظ اور نگہبان فرشتے، تمام اطراف اور جوانب سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ لہ معقبات من بین یدیه و من خلفه یحفظونہ

(من بین یدیه) یعنی سامنے سے (من خلفه) یعنی پیچھے سے یہ دونوں تمام اطراف سے کنایہ ہیں۔  
۳۔ خطرہ اور مشکل پیدا کرنے والے حوادث خداوند متعال کی طرف سے ہوتے ہیں اور اس کے حکم سے جاری ہوتے

ہیں۔ یحفظونہ من امر اللہ

(من امر الله) میں حرف "من" ممکن ہے سبب یہ ہو تو اس صورت میں جملہ (يُحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ) کا یہ معنی ہوگا کہ اسکی حفاظت کرتے ہیں یہ فرشتوں کو خداوند متعال کی طرف سے حکم ہے اور یہ بھی ممکن ہے (اسکے مساوی ہونے) کے معنی میں ہو اس صورت میں (امر الله) سے مراد حوادث اور خطرات ہوں گے کیونکہ یہ خداوند متعال کے حکم کی وجہ سے تحقق پذیر ہوئے ہیں اسی وجہ سے ان کہ (امر الله) کہا گیا ہے اس صورت میں جملہ (يُحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ) کا معنی یہ ہوگا کہ اسکی خطرات سے حفاظت کرتے ہیں۔

۵۔ فرشتے، خداوند متعال کے فرمان کی وجہ سے انسانوں کی حوادث اور خطرات سے حفاظت کرتے ہیں۔  
يُحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ جب (من) کو سبب یہ فرض کریں۔

۶۔ خداوند متعال انسانی معاشرے کے میلان اور اعمال میں تغیر اور تبدل کی وجہ سے ان کی حالت اور انجام میں تغیر لاتا ہے۔ ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

۷۔ بشر کی معیشت اور معاشرتی مسائل میں تبدیلی، خداوند متعال کے اختیار اور اس کے ہاتھ میں ہے۔  
ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

۸۔ انسان اپنی اجتماعی اور اقتصادی سرنوشت میں بھرپور کردار کا حامل ہے۔ ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

۹۔ انسانی معاشروں کے میلان و کردار اس کے نعمت کے حصول یا مصیبتوں اور سختیوں میں گرفتار ہونے میں بہت مؤثر ہیں۔ ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

۱۰۔ انسانی معاشرے اپنی سرنوشت اور انجام کو رقم کرنے میں نہ تو ارادہ الہی کے مقابلے میں مستقل ہیں اور نہ ہی اسکی طرف سے مجبور ہیں۔ ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم (ان الله لا يغير ما بقوم) کا جملہ خداوند متعال کو ہی تغیر دینے والا اور درمیان سے اٹھالینے والا سمجھتا ہے اور (حتى يغيروا ما بأنفسهم) کا جملہ انسانوں کو اپنی سرنوشت اور انجام کو رقم کرنے میں دخیل اور مؤثر سمجھتا ہے۔

۱۱۔ خداوند متعال، انسان اور اس کے انجام اور تمام کائنات پر حاکمیت رکھتا ہے۔  
ان الله لا یغیر ... و اذا اراد الله بقوم سواءً فلا مرد له

۱۲۔ خداوند متعال کا ارادہ نافذ ہونے والا اور تحلف ناپذیر ہے۔ و اذا اراد الله بقوم سواءً فلا مرد له

۱۳۔ خداوند متعال کی طرف سے نعمتوں کا زوال ہے اور انسانوں کا کردار ہی اس کا سبب بنتا ہے۔  
ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بأنفسهم و اذا اراد الله بقوم سواءً

۱۴۔ گمراہ لوگوں اور تباہ کاروں سے عذاب کا ٹل جانا تقدیر الہی میں نہیں ہے۔ و اذا اراد الله بقوم سواءً فلا مرد له  
آیت شریفہ میں (قوم) سے مراد حکم اور موضوع کی مناسبت ہے گنہگار قوم ہے۔ (مرد) مصدر میمی ہے جو لوٹانے کے معنی میں ہے۔

۱۵۔ خداوند متعال نے گمراہ لوگوں اور گنہگاروں کے مقدر میں جو عذاب اور سختیاں لکھی ہیں کوئی چیز اور کوئی شخص حتیٰ کہ حفاظت والے فرشتے بھی اس میں نہ تو کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہی بچا سکتے ہیں۔ و ما لهم من دونه من وال  
(فلا مرد له) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ خداوند متعال کی تقدیر میں جو مشکل اور عذاب لکھا ہوا ہے اسکو پلٹا یا نہیں جاسکتا اور جملہ (وما لهم...) اس بات کو بتاتا ہے کہ اس عذاب کے آجانے کے بعد کوئی بھی عذاب والوں کو نہیں بچا سکتا اور نہ ہی ان کی مدد کر سکتا ہے۔

۱۶۔ فقط خداوند متعال ہی انسانوں کا سرپرست اور ولی ہے۔ ما لهم من دونه من وال

۱۷۔ فقط خداوند متعال ہی مقدر میں لکھے ہوئے عذاب کو ٹال سکتا ہے۔ فلا مرد و ما لهم من دونه من وال

۱۸۔ "عن ابی عبد الله ﷺ قال فی هذه الاية: "له معقبات من بین یدیه" الاية قال: من ... المعقبات، الباقيات الصالحات" (۱)

امام جعفر صادق ﷺ سے (له معقبات من بین یدیه) کی آیت شریفہ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ باقیات الصالحات بھی معقبات (جو انسانوں کے محافظ ہیں) سے ہیں۔

(۱) تفسیر عیاشی، ج ۲، ص ۲۰۵، ح ۱۷؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۶، ح ۳۸۔

١٩\_ عن ابى جعفر فى قوله : " له مقعبات من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله " يقول : بامر الله من ان يقع فى ركى ، او يقع عليه حائط ، او يصيبه شى حتى اذا جاء القدر ... يدفعونه الى المقادير و هما ملكان يحفظانه بالليل و ملكان بالنهار يتعاقبانہ<sup>(١)</sup>

امام باقر (ع) سے خداوند متعال کے اس جملے (لہ معقبات ...) کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں (خداوند متعال کے حکم سے اسکی اس سے حفاظت کرتے ہیں) کہ کنویں میں نہ گرجائے اس پر دیوار نہ گرے یا اسکو کوئی نقصان نہ ہو یہ اس وقت تک ہے کہ جب خداوند متعال کی تقدیر نہ آجائے... پھر اسکو تقدیر کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ محافظ دو فرشتے ہیں جو رات میں اور دو فرشتے دن میں اپنی اپنی باری سے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔

٢٠\_ دخل عثمان على رسول الله ﷺ فقال اخبرني عن العبد كم معه من ملك ؟ قال ... و ملكان بين يديك و من خلفك يقول الله سبحانه : (له معقبات من بين يديه و من خلفه ...)<sup>(٢)</sup>

عثمان رسالت ماب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے بتائیں کہ ہر انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا دو فرشتے تیرے آگے اور دو تیرے پیچھے ہیں اس کے بارے میں خداوند متعال فرماتا ہے (لہ معقبات ...)

٢١\_ عن ابي عبد الله عليه السلام قال : ان ابي كان يقول : ان الله قضى قضاء حتما لا ينعم على عبده بنعم فسلبها اياه قبل ان يحدث العبد ذنبا يستوجب بذلك الذنب سلب تلك النعمة و ذلك قول الله : "ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما با أنفسهم \_ (٢)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے والد گرامی نے فرمایا ہے کہ خداوند متعال نے اپنی تقدیر میں اسکو حتی طور پر مقرر کیا ہے کہ انسان کو ہر نعمت عطا کرے اور اس سے واپس نہ لے لے مگر یہ کہ انسان کوئی گناہ کرے جو اس نعمت کے جانے کا سبب بنے یہی وہ بات ہے کہ خداوند متعال فرماتا ہے "ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم"

٢٢\_ عن علي بن الحسين عليه السلام يقول : الذنوب التي تغير النعم ، البغى على الناس و الزوال عن العادة في الخير و اصطناع المعروف ، و كفران النعم ، و ترك الشكر ، قال الله عز و جل : " ان الله لا

(١) تفسیر قمی، ج ١، ص ٣٦٠؛ نور الثقلین، ج ٢، ص ٤٨٧؛ ج ٤٢، ٢). بحار الانوار، ج ٥، ص ٣٢٤؛ ج ١٢،

(۳) تفسیر عیاشی، ج ۲؛ ص ۲۰۶؛ ح ۱۹؛ نور الثقلین، ج ۲؛ ص ۴۸۸؛ ح ۵۰؛

یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم: (۱)

امام زین العابدین ؑ سے روایت ہے کہ وہ گناہ جو نعمت کے ختم ہونے کا سبب بنتے ہیں وہ یہ ہیں۔ لوگوں پر ظلم و ستم کرنا۔ نیک کاموں کی عادت اور نیک خصلت کو انتخاب کرنے سے پرہیز کرنا۔ نعمتوں کا انکار کرنا، شکر گزاری کو ترک کرنا یہ قول ہے کہ خداوند متعال فرماتا ہے۔ ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا عمل و دخل ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا کردار ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا حتمی ہونا ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۵؛ اللہ تعالیٰ کے مختصات ۱۷، ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے مقدرات کا حتمی ہونا ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے مقدرات میں تغیر ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے مقدرات ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کے مقدرات کی حدود ہونا ۷؛ اقتصاد: اقتصادی تبدیلیوں کا سبب ۷؛ اقتصاد: تبدیلیوں کے عوامل ۸

انسان: انسان کا انجام ۶؛ انسان کا کردار ۸؛ انسان کی حفاظت ۱؛ ۲؛ ۳؛ ۵؛ ۱۹؛ انسانوں کا حاکم ہونا ۱۱؛ انسانوں کا ولی و سرپرست ۱۶

انجام: انجام و سرنوشت میں موثر عوامل ۶؛ ۸؛ ۱۰؛ باقیات و صالحات: باقیات و صالحات کی اہمیت ۱۸؛ توحید: توحید انفعالی ۱۷

جبر و اختیار: ۱۰

حوادث: حوادث کا سبب ۳

روایت: ۱۸؛ ۱۹؛ ۲۰؛ ۲۱؛ ۲۲

سختی: سختی کا سبب ۹

شکر: شکر کو ترک کرنے کے آثار ۲۲

ظلم: ظلم کے آثار ۲۲

عمل: عمل خیر کے ترک کرنے کے آثار ۲۲؛ ناپسند عمل کے آثار ۱۳

(۱) معانی الاخبار، ص ۲۷۰؛ ج ۲؛ نور الثقلین، ج ۲؛ ص ۴۸۷؛ ج ۴۵۔

کفران: کفران نعمت کے آثار ۲۲

گمراہ: گمراہوں کا نقصان ۱۵:۱۳; گمراہوں کے عذاب کا حتمی ہونا ۱۵

گناہ: گناہ کے آثار ۲۲:۲۱

گنہگار: گنہگاروں کا نقصان ۱۵:۱۳

مخلوقات: مخلوقات کا حاکم ۱۱

ملائکہ: محافظ ملائکہ کا تسلیم ہونا ۱۹; محافظ ملائکہ کا متعدد ہونا ۲۰، ۲; محافظ ملائکہ کی ذمہ داری ۱; ۳: ۵; محافظ ملائکہ کی ذمہ داری کی

حدود ۱۹; محافظ ملائکہ کی قدرت کی حدود ۱۵

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۱۵

نعمت: نعمت کا سبب ۹; نعمت کے سلب ہونے کے عوامل ۲۱; نعمت کے سلب ہونے کا سبب ۱۳; نعمت میں تبدیلی

کے عوامل ۲۲

## آیت ۱۲

﴿هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾

وہی خدا ہے جو تمہیں ڈرانے اور لالچ دلانے کے لئے بجلیاں دکھاتا ہے اور پانی ہے لدے ہوئے بوجھل بادل ایجاد کرتا ہے

(۱۲)

۱۔ خداوند متعال آسمانی بجلیوں کو ظاہر کرنے والا اور انسانوں کے درمیان ان کو روشن کرنے والا ہے

هو الذی یریکم البرق

۲۔ خشکسالی سے لوگوں کو ڈرانا اور نزول بارش کی امید رکھنا، ان کے لیے آسمانی بجلی کے آنے اور اس کو ظاہر کرنے کا

پیش خیمہ ہے۔ هو الذی یریکم البرق خوفا و طمع

(خوفاً) اور (طمعاً) دونوں الفاظ ممکن ہے مفعول نہ حصولی ہوں اور ممکن ہے مفعول نہ تحصیل ہوں۔ پہلی صورت میں

(هو الذی ...) کا معنی یوں ہوگا (چونکہ تم خوف مند تھے اور امید بھی رکھتے تھے پس آسمانی بجلی کو تمہارے لیے ظاہر

کریں گے، دوسرے احتمال کی صورت میں (هو الذی ...) کی عبارت کا معنی

یہ ہوگا اس لیے کہ تم خوف زدہ ہو جاؤ اور امید بھی رکھنے لگو تو آسمانی بجلیوں کو تمہارے لیے روشن کر دیں گے مذکورہ بالا معنی پہلے احتمال کی صورت میں ہے۔

۳۔ آسمانی بجلیاں، لوگوں کے لیے خوف و ہراس کا سبب ہونے کے ساتھ ساتھ انکی امید کا بھی سبب ہیں۔  
هو الذی یریکم البرق خوفا و طمع

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ (خوفا) اور (طمعا) مفعول لہ تحصیل ہوں۔

۳۔ خداوند متعال سخت و سنگین بادلوں کو وجود میں لانے والا ہے وینشیء السحاب الثقال

(ینشیء) کا مصدر (انشاء) ہے جو خلق کرنے اور ظاہر کرنے کے معنی میں آتا ہے (سحاب) کی جمع "سحاب" ہے جو بارش برسانے والے بادلوں کو کہا جاتا ہے اور (ثقال) ثقیل کی جمع ہے۔

۵۔ طبعی اسباب و عوامل فقط خداوند متعال کے اختیار میں ہیں اور فقط وہ ان پر حاکم ہے۔  
هو الذی یریکم البرق ... و ینشیء السحاب الثقال

۶۔ قال الرضا ؑ فی قول الله عزوجل : "هو الذی یریکم البرق خوفا و طمعا" قال : خوفا للمسافر وطمعا للمقيم<sup>(۱)</sup>

امام رضا ؑ سے قول خداوندی (هو الذی یریکم البرق خوفا و طمعا) کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت ؑ نے فرمایا (یہ بجلی) مسافر کے لیے خوف و ہراس کا موجب ہوتی ہے اور وطن میں رہنے والے کے لیے امید افزا ہے۔

۴۔ سأل ابوبصیر ابا عبد الله ؑ ... ما حال البرق فقال : تلك مخاريق الملائكة تضرب السحاب فتسوقه الى الموضع الذی قضی الله عزوجل فيه المطر<sup>(۲)</sup> ابوبصیر نے امام جعفر صادق ؑ سے بجلی کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا تو حضرت (ع) نے فرمایا یہ فرشتوں کے تازیانے اور کوڑے ہیں جو بادلوں کو مارتے ہیں یہ ان کو اس جگہ پر لے جاتے ہیں جہاں خداوند عزوجل نے ان کے لیے بارش برسانے کی جگہ مقرر کی ہے۔

آسمانی بجلی: آسمانی بجلی کا سرچشمہ ۲؛ آسمانی بجلی کا کردار ۳، ۶؛ آسمانی بجلی کو روشن کرنے والا ۱؛ آسمانی بجلی کی حقیقت ۷

(۱) معانی الاخبار، ص ۳۷۴، ح ۱؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۹؛ ح ۵۲۔

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱، ص ۳۳۴، ح ۹؛ نور الثقلین ج ۲، ص ۴۸۹، ح ۵۵۔

امید رکھنا: امید رکھنے کے آثار ۲؛ بارش کی امید رکھنا ۲؛ بارش کے اسباب ۳، ۶  
 اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور طبعی عوامل ۵؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ۵؛ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کے اختیارات کی حدود  
 ۵؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱

بادل: بادلوں کو حرکت میں لانے والے عوامل ۴؛ بارش برسانے والے بادلوں کا خالق ۳  
 توحید: توحید افعالی ۵

خوف: خشکسالی کا خوف ۲؛ خشکسالی کے اسباب عوامل ۳، ۶؛ خوف کے آثار ۲  
 طبعی اسباب: طبعی اسباب کا حاکم ۵

ملائکہ: ملائکہ کا کردار ۴

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۵

### آیت ۱۳

﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ  
 الْمِحَالِ﴾

گرج اس کی حمد کی تسبیح کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور وہ بجلیوں کو بھیجتا ہے تو جس  
 تک چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور یہ لوگ اللہ کے بارے میں کج بحثی کر رہے ہیں جب کہ وہ بہت مضبوط قوت اور عظیم  
 طاقت والا ہے (۱۳)

۱۔ آسمانی بادلوں کی گرج خداوند متعال کی تسبیح اور اسکی حمد و ثنا کرنے والی ہے۔

و يسبح الرعد بحمده

(رعد) ایسی آواز کو کہتے ہیں جو بادلوں سے سنی جاتی ہے۔ فارسی میں اسکو (تندر و غرش آسمان) (گرج و چمک آسمان) کہا  
 جاتا ہے۔

۲۔ فرشتے، خداوند متعال کی تسبیح اور اسکی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔ و يسبح ... ملائكة

(الملائكة) کا (الرعد) پر عطف ہے یعنی جملہ یوں ہوگا (يسبح الملائكة بحمده من خيفته)



۳۔ آسمان بجلیاں ایک قسم کا ادراک و شعور رکھتی ہیں۔ و یسبح الرعد بحمدہ

۴۔ فرشتوں کا خداوند متعال سے خوف و ہراس رکھنا۔ الملائکۃ من خیفۃ

۵۔ آسمانی بجلی کا خداوند متعال سے خوف و ہراس رکھنا۔ یسبح الرعد ... من خیفۃ

مذکورہ بالا معنی اس صورت میں ہے کہ (من خیفۃ) کا جملہ جس طرح ملائکہ کی تسبیح کے لیے علت ہے اسی طرح رعد کی تسبیح کے لیے بھی علت ہو۔

۶۔ خداوند متعال ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ اور حمد و ثناء کے لائق ہے۔ و یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفۃ

(تسبیح) (یسبح) کا مصدر ہے جو ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ سمجھنے کے معنی میں ہے۔

۷۔ فرشتے اور آسمانی بجلیاں، حمد و ثناء کے ذریعے خداوند متعال کی تسبیح کرتی ہیں۔ و یسبح الرعد بحمدہ

(باء) "بحمدہ" میں ممکن ہے مصاحبت کے لیے ہو اور یہ بھی امکان ہے کہ استعانت کے لیے ہو مذکورہ بالا معنی احتمال دوم کی صورت میں ہے۔

۸۔ خداوند متعال کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح کرنا، تسبیح الہی کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔

و یسبح الرعد بحمدہ و الملائکۃ من خیفۃ

۹۔ خداوند متعال کی حمد و ثناء کرنے میں ایسے جملات ادا کیے جائیں کہ ان کے معانی ایسے ہوں کہ جن میں ذرہ برابر بھی عیب و نقص ذات اقدس کے لیے لازم نہ آئے۔ و یسبح الرعد بحمدہ و الملائکۃ من خیفۃ

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (بحمدہ) میں با استعانت کے لیے فرض کی جائے۔ پس اس صورت میں "یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ" کا معنی یوں ہوگا یعنی فرشتے اور آسمانی بجلی حمد و ثناء کے ذریعے خداوند متعال کی تسبیح کرتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ حمد و ثناء اس وقت تسبیح اور پاکی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوگی جب حمد و ثناء کے لیے ایسے الفاظ منتخب کیے جائیں جن سے ایسے معانی قصد کیے جائیں جن میں خداوند عالم کے لیے کوئی نقص و عیب لازم نہ آئے۔

۱۰۔ خداوند متعال کا خوف، فرشتوں کو خداوند عز و جل کی تسبیح اور حمد و ثناء کی طرف متوجہ و آمادہ کرتا ہے۔

و یسبح ... والملائکۃ من خیفۃ (من خیفۃ) میں "من" تعلیل کا ہے۔

۱۱۔ خداوند متعال کی ہیبت اور جلال کی طرف توجہ کرنا، موجودات کو اسکی تسبیح اور حمد و ثناء پر آمادہ کرتا ہے۔  
و یسبح الرعد بحمده و الملائكة من خيفته

۱۲۔ خداوند متعال، آسمانی بجلیاں بھیجنے والا ہے۔ هو الذی یریکم ... و یرسل الصواعق  
(صواعق) صاعقہ کی جمع ہے۔ اہل لغت نے صاعقہ کا معنی وہ آگ کیا ہے جو بجلی کی کڑک سے وجود میں آتی ہے۔ بعض نے کہا ہے وہ سخت آواز ہے جو فضا سے سنائی دیتی ہے اور بعض دوسرے مفسرین نے اسکا معنی یہ کیا ہے کہ وہ ایسی بجلی کی گرج ہے جو اپنے ساتھ آگ کو بھی گراتی ہے۔

۱۳۔ بجلیوں کی زد میں آنا، مشیت الہی کے سبب سے ہے۔ یرسل الصواعق فیصیب بها من یشاء  
(إصابة) (یصیب) کا مصدر ہے جو "پہنچنے" اور اندر ڈالنے کے معنی میں آتا ہے نیز مصیبت میں ڈالنے کے معنی میں بھی آتا ہے لہذا پہلے اور دوسرے معنی کی صورت میں (بہا) میں با کا حرف تعدی کے لیے آیا ہے لیکن تیسرے معنی کی صورت میں حرف (با) آتہ اور وسیلہ کے معنی میں آتی ہے تو جملہ (یصیب بها من یشاء) کا معنی مذکورہ معانی کی بنیاد پر یوں ہوگا۔  
خداوند متعال جس پر چاہے اپنی صاعقہ (بجلیوں) کو گراتا ہے۔ اور خداوند متعال ان بجلیوں (صاعقہ) کو جہاں چاہے نازل کرتا ہے اور خداوند عالم اس صاعقہ کے ذریعہ جس کو چاہیے مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔

۱۴۔ مشیت الہی نافذ ہونے والی اور تخلف ناپذیر ہے۔ فیصیب بها من یشاء

۱۵۔ کفر اختیار کرنے والے لوگ باوجود اس کے کہ پوری کائنات میں ربوبیت الہی کی نشانیاں دیکھتے ہیں پھر بھی موحدین کے ساتھ خداوند متعال اور اسکی ربوبیت کے بارے میں بحث و تکرار اور مناظرہ کرتے ہیں۔  
هو الذی یریکم البرق ... و ہم یجادلون فی اللہ

جملہ حالیہ (و ہم یجادلون فی اللہ) تمام جملوں کے لیے قید و صفت واقع ہوا ہے جو اس سے پہلے والی آیات میں ذکر ہوئے ہیں یعنی یہ کہ خداوند متعال کے وجود کے آثار اور اسکی ربوبیت جو نمایاں اور واضح ہے اور وہی ذات ہے جو کہ بجلی، گرج، بادل اور صاعقہ کو وجود میں لاتی ہے اور تمام امور کو وجود بخشتی ہے اور وہ لوگ اس کے بارے میں بحث و تکرار کرتے ہیں۔

۱۶۔ خداوند متعال کے عذاب اور عقوبتیں بہت ہی سخت اور مٹا دینے والی ہیں۔ و هو شدید المحال (محال) (محل)  
کے مادہ سے لغت میں کئی معنوں میں آیا ہے:

۱۔ عذاب و عقوبت۔

۲۔ مکر کرنا اور کسی کام کو مخفی پروگرام کے ذریعے چلانا۔

۳۔ قدرت اور توانائی۔

۱۷۔ خداوند متعال کے مخفی پروگرام اور اس کے حیلے بہت ہی پیچیدہ ہیں اور ان پر مطلع ہونا ناممکن ہے۔  
و هو شديد المحال

اس بناء پر کہ (محال) مکر و حیلہ کے معنی میں ہو۔ گفتگو کا مزاج و تناسب اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ (شدت) سے مراد، مکر و حیلہ کے پنہاں اور پوشیدہ ہونے میں شدت ہو۔

۱۸۔ خداوند متعال نے ان کفر اختیار کرنے والوں کو جو آیات الہی کا مشاہدہ کرتے ہوئے بھی اسکی ربوبیت کا انکار کرتے ہیں عذاب شدید اور سخت مکر و حیلے سے ڈرایا ہے۔ و هم يجادلون في الله و هو شديد المحال

۱۹۔ خداوند متعال بہت قدرت رکھنے والا اور توانا ہے۔ و هو شديد المحال

۲۰۔ قال رسول الله ﷺ : انما الرعد وعيد من الله... (۱)

رسالت مآب سے روایت ہے کہ بے شک رعد (بجلی کا چمکنا) خداوند متعال کی طرف سے ڈرانا اور تہدید ہے۔

۲۱۔ "عن النبي ﷺ ... ان ربكم سبحانه يقول : لو ان عبادي اطاعوني ... لم اسمعهم صوت الرعد" (۲)

پیغمبر اسلام ﷺ سے روایت ہے کہ آپکا پروردگار فرماتا ہے اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے تو بجلی کی گرج کی آواز ان کے کانوں تک نہ پہنچاتا۔

۲۲۔ "عن ابي جعفر الباقر عليه السلام : ان الصواعق تصيب المسلم و غير المسلم و لا تصيب ذا كرا" (۳)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ (صاعقہ) آسمانی بجلیاں ممکن ہے مسلمان یا غیر مسلم دونوں تک پہنچیں مگر وہ لوگ جو ذکر الہی میں مشغول ہیں ان پر نہیں گرتیں۔

۲۳۔ "عن ابي عبد الله عليه السلام انه قال : لا تملّوا من قراءة اذا زلزلت الارض زالها فانه من كانت قرائته بها في نوافله لم يصيبه الله

(۱) الدر المنثور، ج ۴، ص ۶۲۴ (۲) مجمع البیان، ج ۵، ص ۴۳۴؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۸۹، ح ۵۷ (۳) مجمع البیان، ج ۵، ص ۴۳۵

عزوجل بزلزلة ابدأ و لم يمت بها و لا بصاعقه<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرماتے ہیں سورہ (اذا زلزلت الارض زلزالها) کو پڑھنے سے تھکاوٹ محسوس نہ کریں، کیونکہ جو شخص اس سورہ کو اپنی نافلہ نمازوں میں پڑھتا ہے، تو خداوند متعال کبھی بھی اسکو زلزلے سے دوچار نہیں کرتا اور زلزلہ اور صاعقہ سے اسکو ہلاک و موت نہیں دیتے۔

۲۳۔ "عن علی ﷺ ... قوله : " و هو شديد المحال " قال : يريد المكر<sup>(۲)</sup>

مولائے کائنات امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ﷺ سے خداوند عالم (وہو شدید المحال) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (المحال) سے خداوند عالم نے مکر و حیلے کا ارادہ کیا ہے۔

۲۵۔ " فی مجمع البیان فی قوله : " شديد المحال " ای شديد الاخذ ، عن علي (ع)<sup>(۳)</sup>

مجمع البیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول (شدید المحال) کے بارے میں امیر المؤمنین علی ﷺ سے روایت ہے کہ اس سے مراد، بہت سخت عقوبت کرنا ہے۔

اسماء و صفات : شدید المحال ۱۶، ۱۹؛ شدید المحال سے مراد ۲۳، ۲۵؛ صفات جلال ۶

اطاعت : اطاعت الہی کے آثار ۲۱// اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے: ۱، ۲، ۷

آسمانی بجلی : آسمانی بجلی سے محفوظ رہنے کے اسباب ۲۳؛ آسمانی بجلی کا سبب ۱۲؛ آسمانی بجلی کی حدود ۲۲

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ اور عیب ۱۶؛ اللہ تعالیٰ اور نقص ۶؛ اللہ تعالیٰ کا پاک و پاکیزہ ہونا ۶، ۹؛ اللہ تعالیٰ کا خوف و لوانا ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کا مکر ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کا مکر و حیلے سے ڈرانا ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱۲؛ اللہ تعالیٰ کے عذاب ۱۶، ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کے مکر کی خصوصیات ۱۷

تحریک : تحریک کے عوامل ۱۱

(۱) کافی، ج ۲ ص ۶۲۶، ح ۲۴؛ نور الثقلین، ج ۲، ص ۴۹۱، ح ۶۶۔

(۲) غیب نعمانی، ص ۱۴۸؛ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۴۵، ح ۱۲۴۔

(۳) مجمع البیان ج ۵، ص ۴۳۵؛ الدر المنثور، ج ۴، ص ۶۲۷۔

تسبیح: تسبیح الہی ۷؛ تسبیح الہی کا پیش خیمہ ۱۰؛ تسبیح الہی کے آداب ۸؛ تسبیح الہی کے اسباب ۱۱  
جبر و بحث: اللہ تعالیٰ کے بارے میں جبر و بحث کرنا ۱۵

حمد: حمد الہی ۱، ۲، ۶، ۷، ۸؛ حمد الہی کا پیش خیمہ ۱۰؛ حمد الہی کی روش ۹؛ حمد الہی کے اسباب ۱۱  
خوف: اللہ تعالیٰ سے خوف ۳، ۵، ۱۰

ذاکرین: ذاکرین کے فضائل ۲۲

ذکر: ذکر الہی کی عظمت ۱۱؛ ذکر الہی کے آثار ۱۱، ۲۲

ربوبیت الہی: ربوبیت الہی کو جھٹلانے والوں کا عذاب ۱۸

رعد: رعد کا حمد کرنا ۱، ۷؛ رعد کا خوف ۵؛ رعد کا شعور ۳؛ رعد کا کردار ۲۰؛ رعد کی آواز ۲۱؛ رعد کی تسبیح ۱، ۷

روایت: ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵

زلزلہ: زلزلہ سے بچنے کے اسباب ۲۳

سزا: سزا کے مراتب ۲۵

سورہ زلزال: سورہ زلزال کے تلاوت کے آثار ۲۳

عذاب: عذاب سے ڈرنا ۱۸؛ عذاب کا سخت ہونا ۱۶؛ عذاب کے مراتب ۱۶، ۱۸

کفار: کفار کا جدال و جبر و بحث کرنا ۱۵؛ کفار کی لجاجت کرنا ۱۵؛ لجوج کفار کا عذاب ۱۸؛ لجوج کفار کو ڈرانا ۱۸

بتلاء ہونا: آسمانی بجلی میں بتلاء ہونا ۱۳

ملائکہ: ملائکہ کا خوف ۳؛ ملائکہ کی تسبیح کا پیش خیمہ ۱۰؛ ملائکہ کی تسبیح کرنا ۲، ۷؛ ملائکہ کی حمد و ثناء کرنا ۲، ۷؛ ملائکہ کے حمد و ثناء کا

سبب و پیش خیمہ ۱۰؛ ملائکہ کے خوف کے آثار ۱۰

موحدین: موحدین کے ساتھ جبر و بحث کرنا ۱۵

## آیت ۱۳

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٌ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾

برحق پکارنا صرف خدا ہی کا پکارنا ہے اور جو لوگ اس کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی کوئی بات قبول نہیں کر سکتے سوائے اس شخص کے مانند جو پانی کی طرف ۱۔ ہتھیلی پھیلانے ہو کہ منہ تک پہنچ جائے اور وہ پہنچنے والا نہیں ہے اور کافروں کی دعا ہمیشہ گمراہی میں رہتی ہے (۱۳)

۱۔ خداوند متعال کو پکارنا اور اس کے حضور دعا کرنا، حق اور بجا امر ہے۔ لہ دعوة الحق (دعوة) پکارنے اور درخواست کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ یہ لفظ آیت شریفہ میں موصوف ہے کہ اس کے ساتھ اسکی صفت (الحق) کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی: "الدعوة الحق"

۲۔ جھوٹے خداؤں کو پکارنا اور ان سے درخواست کرنا، یہود اور باطل کام ہے۔ لہ دعوة الحق (لہ) کا (دعوة الحق) پر مقدم کرنا حصر کو بتاتا ہے یعنی حق کی دعوت اسی کے لائق ہے نہ کسی اور کے، اور اس کے غیر سے مراد، جھوٹے خدا ہیں جو بعد والے جملے کے قرینے سے معلوم ہوتے ہیں کہ مشرکین ان کو پکارتے تھے اور انکی پوجا کرتے تھے۔

۳۔ فقط ذات پروردگار ہی بندوں کی دعاؤں کو مستجاب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لہ دعوة الحق

(لا يستجيبون لهم بشيء الا لباسط) کا جملہ، حق کی دعوت کے ملاک اور معیار کو بیان کر رہا ہے اس صورت میں خدا کو پکارنے کا حق ہونا اس دلیل کی وجہ سے ہے کہ وہ ہماری دعاؤں سے واقف ہے اور ان کو پورا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

۳۔ جھوٹے خدا، دعاؤں کو قبول کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔ و الذین يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشيء (يدعون) اور (لهم) کی ضمیر سے مراد، مشرکین ہیں اور وہ ضمیر جو (الذین) موصول کی طرف پلٹتی ہے وہ محذوف ہے پس (و الذین يدعون...) کا معنی یہ ہوا یعنی وہ جنکو مشرکین پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کو قبول نہیں کر سکتے حتیٰ کہ تھوڑی سی بھی قبول نہیں کر سکتے۔

۵۔ لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنے پر قدرت رکھنا، ان کی درخواستوں اور دعاؤں کو منظور و قبول کرنا، خداوند متعال ہونے کی نشانیاں ہیں۔ له دعوة الحق و الذین يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشيء

۶۔ جھوٹے خداؤں سے درخواست کرنے والے کی مثال ایسے پیا سے کی ہے جو دور سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے کہ خود بخود پانی اس کے منہ میں آجائے جبکہ ایسا ہرگز ہونے والا نہیں ہے۔ الا كبسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه و ما هو ببالغه

(الا كبسط) کے جملہ کو بعض مفسرین نے (استجابت) سے استثناء کیا ہے اور کہا ہے کہ اصل میں جملہ یوں ہوگا "لا يستجيبون بشيء من الاستجابة الا استجابة كاستجابة الماء لبسط كفيه الى الماء" اور بعض مفسرین (الذین يدعون) سے اسکو استثناء کرتے ہیں جسکی وجہ سے انہوں نے کہا ہے کہ اصل میں جملہ یوں ہے "الذین يدعون من دونه ليسوا الا كبسط كفيه الى الماء" یہ بات قابل ذکر ہے کہ (ليبلغ) میں ضمیر (الماء) کی طرف لوٹتی ہے اور (فاه) (اسکا منہ) یہ ضمیر (بسط) کی طرف لوٹتی ہے۔ اور (هو) کی ضمیر (الماء) اور (ببالغه) کی ضمیر (فاه) کی طرف پلٹتی ہے۔

۷۔ کافروں کی جھوٹے خداؤں کے حضور میں درخواست اور دعا کرنا، بے ثمر اور تباہی ہے۔ و ما دعاء الكافرين الا في ضلال (ضلال) کے معانی میں سے ایک معنی تباہی اور نابودی ہے۔ تباہی اور نابودی کو (فی ضلال) میں دعا کے لیے ظرف قرار دینا اس معنی کو تباہا ہے کہ وہ دعا کامل طور پر ختم ہو جاتی ہے اور نابود ہو جاتی ہے گویا کہ نابودی نے اسکو تمام اطراف سے گھیر لیا ہوتا ہے۔

۸۔ غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے حاجت طلب کرنا، کفر ہے۔ لہ دعوة الحق ... و ما دعاء الکافرین الا فی ضلال

۹۔ "عن علی بن ابی طالب ؑ فی قوله : " له دعوة الحق " قال : التوحید ، لا اله الا الله <sup>(۱)</sup>

مولائے کائنات علی ابن ابی طالب ؑ اللہ تعالیٰ کے اس قول (لہ دعوة الحق) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد و کلمہ توحید (لا اله الا الله) ہے۔

الوہیت : الوہیت قدرت میں ۱۵ ؛ الوہیت کا معیار ۵

اللہ تعالیٰ : اللہ تعالیٰ کے مختصات ۳

باطل معبود : باطل معبود اور اجابت دعا ۳ ؛ باطل معبودوں سے درخواست کرنے کا بے اثر ہونا ۲، ۷ ؛ باطل معبودوں کا عجز ۳

بندے : بندوں کی حاجت کو پورا کرنا ۵

تشبیہات قرآن : تشبیہات سے تشبیہ ۶ ؛ باطل معبودوں سے درخواست کرنے کی تشبیہ کرنا ۶

توحید : توحید کی اہمیت ۹

حق : دعوت حق سے مراد ۹

خواہشات : غیر اللہ سے درخواست کرنا ۸

دعا : دعا کی اجابت ۵ ؛ دعا کی حقانیت ۱ ؛ دعا کی اجابت کا سبب ۳، ۳ ؛ روشدہ دعا ۲

روایت : ۹

عمل : ناپسندیدہ عمل ۲

قرآن مجید : قرآن مجید کی تشبیہات ۶

کفر : کفر کے موارد ۸

---

(۱) الدر المنثور، ج ۲، ص ۶۲۸؛ تفسیر طبری، ج ۸، ص ۱۲۸۔



## آیت ۱۵

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُم بِالْعُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾

اسے ہی کے لئے زمین و آسمان والے ہنسی خوشی یا زبردستی سجدہ کر رہے ہیں اور صبح و شام ان کے سائے بھی سجدہ کناں ہیں (۱۵)

۱۔ آسمانوں اور زمینوں میں جتنی بھی چیزیں ہیں خداوند متعال کے سامنے خاضع ہیں اور اس کے لیے سجدہ کرتی ہیں۔  
و اللہ یسجد من فی السموات و الارض

۲۔ موجودات میں چند گروہ ایسے ہیں جو اطاعت کرتے ہوئے اپنی مرضی سے خداوند متعال کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور چند گروہ بادل نحواستہ۔ و اللہ یسجد من فی السموات و الارض طوعاً و کرہ

(طوع) اور (کرہ) مصدر ہیں اور آیت شریفہ میں اسم فاعل (طائعین) اور (کارہین) کے معنی میں ہیں۔ (طائع) اس شخص یا شیء کو کہا جاتا ہے جو کام کو اپنی مرضی سے انجام دے (کارہ) اس شخص یا شیء کو کہا جاتا ہے جو کام کو بغیر تمایل و مرضی کے اور کراہت سے انجام دے۔

۳۔ آسمانوں اور زمین کے موجودات، غیر اللہ کے سامنے خاضع نہیں ہیں اور غیر اللہ کو سجدہ نہیں کرتے۔  
و اللہ یسجد من فی السموات و الارض

(اللہ) کا (یسجد) پر مقدم کرنا، حصر کا معنی دیتا ہے اس صورت میں (اللہ یسجد...) کا معنی یوں ہوگا یعنی خداوند متعال کے لیے سجدہ کرتے ہیں اسکے غیر کو سجدہ نہیں کرتے۔

۳۔ کائنات، متعدد آسمانوں پر مشتمل ہے۔ و اللہ یسجد من فی السموات

۵۔ آسمانوں میں عقل و شعور والی مادی موجودات ہیں۔ و اللہ یسجد من فی السموات ... و ظلالہم

مذکورہ بالا معنی لفظ (من) اور (ہم) سے

استفادہ کیا گیا ہے کیونکہ یہ الفاظ ان موجودات کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو شعور و عقل رکھتے ہوں۔ اور ان موجودات کا سایہ دار ہونا دلیل ہے کہ وہ مادی ہیں۔

۶۔ موجودات عالم کے سائے خداوند متعال کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔

و لله يسجد في السموات ... و ظلالهم (ظلال) ظل کی جمع اور سایوں کے معنی میں ہے۔

۷۔ سایوں کا خداوند متعال کے سامنے خاضع ہونا اور صبح و عصر کے وقت فرمانبردار ہونا، روشن اور واضح طور پر ہے۔  
و ظلالهم بالغدو و الاصال

(غدو) (غدا) کی جمع اور صبح کے اوقات کو کہا جاتا ہے و "اصال" (جمع اصیل) ہے جو عصر کے معنی میں ہے۔ سایوں کے سجدے سے مراد عالم تکوین میں قوانین الہی کی پیروی کرنا ہے۔ یہ تمام اوقات اور زمانوں میں ہے۔ صبح و عصر کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ پھر ان دو صفات و قیود کو لانے کا مقصد یہ تھا کہ ان دو وقتوں میں سائے واضح اور روشن طور پر قوانین الہی کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔

۸۔ کائنات کے موجودات اور اس کے آثار ہمیشہ اور ہر حال میں خداوند متعال کے سامنے سر تسلیم ہیں اور اس کے مقابلے میں خاضع ہیں۔ ولله يسجد من في السماوات و الأرض طوعاً و كرهاً وظلالهم

ممکن ہے (ظلال) کا لفظ آیت شریفہ میں موجودات کے آثار اور تبعات کے لیے بطور نمونہ بیان کیا گیا ہو۔

۹۔ "عن ابی جعفر علیہ السلام فی قوله : (و لله يسجد من في السماوات والأرض طوعاً و كرهاً ... ما من يسجد من اهل السماوات طوعاً فالملائكة ... ومن يسجد من اهل الارض طوعاً فمن ولد في الاسلام ... و ما من يسجد كرهاً فمن اجبر على الاسلام ...) (۱)

امام باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (ولله يسجد من في السماوات والأرض طوعاً و كرهاً...) کے بارے میں روایت ہے کہ جو اہل آسمانوں میں سے اپنی مرضی اور لگاؤ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں وہ فرشتے ہیں۔ اور جو لوگ اہل زمین میں سے اپنی مرضی اور لگاؤ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں وہ لوگ مسلمان ہیں اور (اسلامی ماحول اور اسلامی فیملی) میں متولد ہوئے ہیں... اور وہ لوگ جو مجبوری کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کو قبول کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

(۱) تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۶۲؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۲، ح ۷۱۔

آسمان: آسمان کا متعدد ہونا ۳; آسمانوں کی مادی موجودات ۶; آسمانوں کی موجودات کا باشعور ہونا ۵; آسمانوں کی موجودات کا سجدہ کرنا ۹

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے سامنے خاضع ہونا ۱

جبر و اختیار ۲

روایت: ۹

سایہ: سایہ کا تسلیم ہونا ۶; سایہ کا سجدہ ۶; سایہ کا صبح میں خاضع ہونا ۷; عصر میں سایہ کا خاضع ہونا ۷

سجدہ: اجباری سجدہ ۲، ۹; اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرنا ۱، ۲، ۶، ۹

ملائکہ: ملائکہ کا سجدہ ۹

کائنات: کائنات کا خاضع ہونا ۱; کائنات کا سجدہ ۱

موجودات: موجودات کا تسلیم ہونا ۸، ۲; موجودات کا خضوع ۳; موجودات کا سجدہ ۱، ۲، ۹، ۳; موجودات کی توحید عبادی ۳;

موجودات کے آثار کا خاضع ہونا ۸

## آیت ۱۶

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾

پیغمبر کہہ دیجئے کہ بتاؤ کہ زمین و آسمان کا پروردگار کون ہے اور بتا دیجئے کہ اسے ہی ہے اور کہہ دیجئے کہ تم لوگوں نے اس کو چھوڑ کر ایسے سرپرست اختیار کئے ہیں جو خود اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں اور کہئے کہ کیا اندھے اور بینا ایک جیسے ہو سکتے ہیں یا نور و ظلمت برابر ہو سکتے ہیں یا ان لوگوں نے اس کے لئے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اسی کی طرح کی کائنات خلق کی ہے اور ان پر خلقت مشتبہ ہو گئی ہے۔ کہہ دیجئے کہ اسے ہی ہر شے کا خالق ہے اور وہی یکتا اور سب پر غالب ہے (۱۶)

۱۔ خداوند متعال، آسمانوں اور زمین کا مالک و مدبر ہے۔ قل من رب السموات والارض قل لله

۲۔ کائنات میں متعدد آسمان ہیں۔ رب السموات

۳۔ خداوند متعال کے کائنات میں عمل دخل پر اور تمام اطراف کے عالم ہونے پر یقین رکھنا، اور تمام چیزوں کا اس کے لیے فرمانبردار ہونا، انسان کو اسکی عالم کائنات و ہستی پر مطلق ربوبیت کو قبول کرنے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔  
اللہ يعلم ... هو الذی یریکم البرق ... للہ یسجد ... قل من رب السموات والارض

مشرکین سے سوال بیان کرنے کے ساتھ کائنات پر ربوبیت الہی کا بیان کرنا خصوصاً ان آیات کے بعد جو خداوند متعال کی خصوصیات اور صفات کی بیان گر ہیں یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ مورد بحث آیت شریفہ کا مضمون گزشتہ آیات کے لیے نتیجہ ہے یعنی خداوند متعال کا تمام چیزوں سے آگاہ و واقف ہونا (اللہ يعلم...) اور اسکا کائنات عالم میں تصرف و عمل دخل کرنا (هو الذی یریکم...) اور تمام لوگوں کا اسے تعالیٰ کے مقابلے میں خضوع کرنا (اسے یسجد...) ہر فکر و سوچ رکھنے والے کو اس نتیجہ تک پہنچاتا ہے کہ وہی تمام کائنات و ہستی کا رب اور مالک ہے اور اس کے سوا کوئی بھی ربوبیت نہیں رکھتا۔

۳\_ عصر بعثت کے مشرکین کا خداوند عالم کا کائنات میں کردار و عمل و دخل دیکھنے کے باوجود خداوند عالم کی ربوبیت کا انکار کرنا۔ قل من رب السموات والارض قل الله

خداوند متعال نے جو سوال مشرکین سے کیا ہے اسکا خود جواب دے رہا ہے (من رب السموات) کا جواب (قل الله) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ ربوبیت خداوندی کے اقرار اور اعتراف سے اجتناب کرتے تھے۔

۵\_ حقائق و معارف کو سوال کے قالب میں بیان کرنا اور اسکا جواب دینا قرآن مجید کی روش میں سے ہے تاکہ لوگوں کو حقائق کی طرف متوجہ کرے۔ قل من رب السموات والارض قل الله

۶\_ معارف اور دین کی تبلیغ کو کس طرح انجام دیا جائے اسمیں خداوند عالم، پیغمبر اسلام ﷺ کا راہنما اور ہدایت کرنے والا ہے۔ قل من رب السموات والارض قل الله قل افاتخذتم

۷\_ مشرکین خداوند متعال کی ولایت پر روشن و واضح دلائل رکھنے کے باوجود بھی دوسروں کو اپنے لیے ولی و سرپرست خیال کرتے تھے اور ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ افاتخذتم من دونہ اولیاء

جملہ (اتخذتم...) کو (فاء) کے ذریعے سے خداوند متعال کے ان کاموں اور طریقوں کو بیان کرتے ہوئے تفریع قرار دینا، جن پر مشرکین بھی یقین رکھتے تھے۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانوں پر تنہا اللہ تعالیٰ کی ولایت ہے۔ اور اس کے علاوہ کسی اور کی ولایت کا خیال و تصور کرنا، نامناسب اور بغیر دلیل کے تصور ہے۔

۸\_ فقط خداوند عالم کی ذات ہی انسانوں کے امور کا ولی اور اختیار رکھنے والی ہے۔ افاتخذتم من دونہ اولیاء

۹\_ وہ لوگ جنہوں نے خداوند متعال کی ولایت کو قبول

نہیں کیا اوہ متعدد اور مختلف ولایتوں کے اسیر و قیدی بن گئے۔

مذکورہ بالا معنی (اولیاء) کو جمع لانے کی صورت میں حاصل ہوا ہے۔ افاخذتم من دونہ اولیاء

۱۰۔ اہل شرک کے معبود، حتیٰ اپنے آپ کو فائدہ دینے اور اپنے آپ سے ضرر و نقصان کو دور کرنے پر قادر نہیں ہیں۔  
لا یملکون لانفسہم نفعاً و لا ضرر

۱۱۔ ولایت و سرپرستی کے لائق تنہا وہ ذات ہو سکتی ہے جو اپنے آپ کو نفع پہنچانے اور ضرر کو دور کرنے پر قادر ہو۔  
لا یملکون لانفسہم نفعاً و لا ضرر

۱۲۔ فقط کائنات کا مدبر و منتظم ہی نفع دینے اور ضرر کو دور کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

من رب السموات والارض قل اللہ قل افاخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسہم نفعاً و لا ضرر

۱۳۔ جنہوں نے کائنات پر ولایت الہی اور اسکی ربوبیت کو قبول کیا ہے وہ لوگ صاحب بصیرت ہیں۔ اور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اس کائنات پر غیر اللہ کی ولایت اور اسکا انتظام ہے وہ اندھے ہیں۔

قل هل یتستوی الاعمی والبصیر أم هل تستوی الظلمات والنور

(اعمی) اندھا (بصیر) بصیرت والا اور (ظلمات) اندھیرے اور (نور) روشنی میں احتمال ہے کہ ان کلمات کی مثال مشرکین اور موحدین کے لیے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اہل شرک کے معبودوں کی خصوصیات اور خداوند متعال کی خصوصیات ہوں۔ پہلے والے احتمال کی صورت میں مذکورہ بالا معنی کیا گیا ہے۔

۱۴۔ بابصیرت موحدین، دل کے اندھے مشرکین کے ساتھ کبھی بھی مساوی نہیں ہیں۔ قل هل یتستوی الاعمی والبصیر

۱۵۔ مشرکین کا موحدین کے ساتھ مساوی نہ ہونا، اس طرح ہے کہ جس طرح اندھیروں کا ڈھیر روشنی کے ساتھ برابری نہیں کر سکتا۔ أم هل تستوی الظلمات والنور

۱۶۔ غیر اللہ کی ولایت اور ربوبیت کو قبول کرنا اندھیروں میں ڈوب جانے کے برابر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور

ولایت کو قبول کرنا، نور کو پالینے کے برابر ہے۔ قل من رب السموات ... ام هل تستوی الظلمات والنور

۱۷۔ خداوند متعال، حقیقی بصیر اور پر فروع ہے۔ اور اہل شرک کے معبود اندھے اور تاریک دل والے

ہیں۔ قل هل يستوى الاعمى والبصير أم هل تستوى الظلمات والنور

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (اعمی) و (ظلمات) اہل شرک کے معبودوں کے اوصاف ہوں اور (بصیر) اور (نور) اوصاف الہی ہوں۔

۱۸۔ حق کا راستہ ایک ہے اور باطل کے بہکانے والے راستے، متعدد ہیں۔ ام هل تستوى الظلمات والنور

مذکورہ بالا معنی کو اس سے حاصل کیا گیا ہے کہ (ظلمات) جمع ہے اور اس کے مقابلے میں (نور) کا لفظ مفرد ہے۔

۱۹۔ مشرکین اپنے خداؤں کی مخلوق نہ رکھنے کے باوجود بھی ان کی ولایت اور تدبیر و نظم و انضباط پر یقین رکھتے تھے۔

افاتخذتم من دونہ اولیاء ... أم جعلوا الله شركاء خلقوا كخلقه فتشبه الخلق عليهم

(خلقوا کخلقه) کا جملہ (شركاء) کے لیے صفت ہے (خلق) کا لفظ (کخلقه) اور (الخلق) میں مصدر ہے اور اسم مفعول

(مخلوقات) کے معنی میں ہے (تشابہ) (تشابہ) کا مصدر ہے اور (علی) کے لفظ کی وجہ سے جو اس بات کا قرینہ بنتا ہے کہ اسکا

معنی مشتبہ ہونا ہے جو مشابہت کی وجہ سے ہے (أم) مذکورہ آیت میں "ام" منقطع ہے اور استفہام انکاری کے معنی

کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے اور اس بات کا بھی معنی دیتا ہے کہ خود مشرکین بھی اپنے خیالی معبودوں اور خداؤں کے لیے

مخلوقات ہونے پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ تاکہ خداوند متعال کی مخلوقات کے ساتھ مشتبہ ہو جائیں۔

۲۰۔ خداوند متعال، موجودات کے خلق کرنے میں کوئی شریک نہیں رکھتا۔ أم جعلوا الله شركاء خلقوا كخلقه

۲۱۔ غیر اللہ کوئی مخلوقات اور خلقت نہیں رکھتے۔ أم جعلوا الله شركاء خلقوا كخلقه

۲۲۔ غیر اللہ کی ولایت و سرپرستی کو قبول کرنا، شرک ہے۔ افاتخذتم من دونہ اولیاء ... ام جعلوا الله شركاء

۲۳۔ عصر بعثت کے مشرکین، خداوند متعال کے وجود کے معتقد تھے۔ ام جعلوا الله شركاء خلقوا كخلقه

۲۴۔ خداوند متعال تمام موجودات کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔ قل الله خالق كل شيء

۲۵۔ خداوند متعال، اہل شرک کی ان چیزوں کا بھی

خالق ہے جسکو وہ اپنا معبود اور خدا خیال کرتے ہیں۔ ام جعلوا لله شركاء ... قل الله خالق كل شيء  
"شيء" کے وہ مصادیق جو مورد نظر ہیں ان سے مراد، اہل شرک کے معبود ہیں۔

۲۶۔ فقط خداوند متعال ہی واحد (یکتا) اور قہار (بہت غلبہ کرنے والا) ہے۔

۲۷۔ وہ چیز جو خود خداوند متعال کی مخلوق ہے وہ خداوند متعال کی ربوبیت میں شریک نہیں ہو سکتی اور خدا کے عنوان مانی  
نہیں جا سکتی۔ ام جعلوا لله شركاء ... قل الله خالق كل شيء

۲۸۔ ربوبیت اور ولایت، فقط خالق کائنات کے لیے مناسب ہے۔ افاتخذتم من دونه اولياء ... قل الله خالق كل شيء

۲۹۔ خداوند متعال کا وحدہ لا شریک اور اسکا کائنات پر غلبہ اور تسلط ہونا، اسکی ولایت اور ربوبیت کی دلیل ہے۔  
افاتخذتم من دونه اولياء ... و هو الواحد القهار

آسمان: آسمان کا متعدد ہونا ۲؛ آسمانوں کا مالک ۱؛ آسمانوں کا مدبر ۱

اسما و صفات: خالق ۲۳؛ قہار ۳۶؛ واحد ۲۶

الوہیت: الوہیت کا معیار ۲۷

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا تدبیر ۱؛ اللہ تعالیٰ کی بصیرت ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۶؛ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے آثار ۲۹؛ اللہ تعالیٰ کی  
خالقیت ۲۵، ۲۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو قبول کرنا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو قبول کرنے کے آثار ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی  
ربوبیت کے دلائل ۲۹؛ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے دلائل ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کی مالکیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی نورانیت ۷؛ اللہ تعالیٰ کی  
ولایت ۷، ۸؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت سے منہ موڑنے کے آثار ۹؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی اہمیت ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کے دلائل  
۲۹؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایات ۶؛ اللہ تعالیٰ کے اختصاصات ۸، ۲۱، ۲۶

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کا معلم ۶؛ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کا طریقہ ۶؛ آنحضرت ﷺ کی ہدایت ۶



انسان: انسانوں کا ولی ۸

ایمان: ایمان کے آثار ۳; علم الہی پر ایمان ۳

باطل: باطل کے راستوں کا متعدد ہونا ۸

باطل معبود: باطل معبود اور انکی خلقت ۱۹; باطل معبودوں کا خالق ۲۵; باطل معبودوں کا دلوں کی بصیرت سے خالی ہونا

۱۷; باطل معبودوں کا عاجز ہونا ۱۰; باطل معبودوں کی ظلمت و تاریکی ۱۷

بصیرت: اہل بصیرت ۱۳; اہل بصیرت کے فضائل ۱۳; بصیرت کے اسباب ۱۶

توحید: توحید افعالی ۲۰، ۲۱، ۲۳; توحید ربوبی کے دلائل ۲۷; توحید کے آثار ۲۹; خالقیت میں توحید کا ہونا ۲۰، ۲۱، ۲۳

حق: حق کی راہ کا ایک ہونا ۱۸

حقائق: حقائق کو واضح کرنے کا طریقہ ۵

خالقیت: غیر اللہ اور خالقیت ۲۱

خلقت: خلقت کا حاکم ۲۶; خلقت کے مدبر کی خصوصیات ۱۲; خلقت کے خالق کی ربوبیت ۲۸; خلقت کے خالق کی

ولایت ۲۸

دلوں کے اندھے: ۱۳

دین: دین کو بیان کرنے کا طریقہ ۵

ربوبیت: ربوبیت کا ملاک ۲۷، ۲۸

زمین: زمین کا مالک ۱; زمین کا مدبر ۱

سوال کرنا: سوال کرنے کے فوائد ۵

شرک: شرک کو رد کرنا ۲۷; شرک کے موارد ۲۲

ظلمت: ظلمت کے اسباب ۱۶

عقیدہ: باطل معبودوں کی ولایت پر عقیدہ رکھنا ۱۹؛ باطل معبودوں میں تدبیر اور کا عقیدہ رکھنا ۱۹؛ خداوند متعال پر عقیدہ رکھنا ۲۳

قرآن مجید: قرآن مجید کی تشبیہات ۱۵؛ قرآن مجید کی تعلیمات کا طریقہ ۵

قرآن مجید کی تشبیہات: تاریکی اور اندھیرے سے تشبیہ دینا ۱۵؛ روشنائی سے تشبیہ دینا ۱۵؛ مشرکین کی تشبیہ ۱۵؛ موحدین کی تشبیہ ۱۵

مشرکین: صدر اسلام کے مشرکین اور ربوبیت الہی ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کا عقیدہ ۲۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کا کفر ۳؛ صدر اسلام کے مشرکین کی لجاجت ۳؛ مشرکین اور موحدین ۱۵؛ مشرکین پر ولایت ۴؛ مشرکین کا باطل عقیدہ ۱۹؛ مشرکین کا کورول ہونا ۱۳؛ مشرکین کا ولی ۴؛ مشرکین کی سوچ ۴

مشرکین کی لجاجت: ۱۹، ۴

موحدین: موحدین کے فضائل ۱۳، ۱۵

نظریہ کائنات: توحید نظریہ کائنات ۸، ۲۰، ۲۱، ۲۳

نفساتی علم: تربیتی نفسیاتی علم ۵

ولایت: غیر اسد کی ولایت ۹؛ غیر اسد کی ولایت کا معیار ۱۱، ۲۸؛ غیر اسد کی ولایت کو قبول کرنا ۲۲؛ غیر اسد کی ولایت کو قبول کرنے پر سرزنش ۱۳؛ غیر اسد کی ولایت کے قبول کرنے کے آثار ۱۶

ولی: ولی کا ضرر و نقصان کو دور کرنا ۱۱؛ ولی میں نفع دینے کی صلاحیت ہونا ۱۱

ہدایت: ہدایت کے اسباب ۳

## آیت ۱۷

﴿أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ﴾

اس نے آسمان سے پانی برسایا تو وادیوں میں بقدر ظرف بہنے لگا اور یلاب میں جوش کھا کر جھاگ اگیا اور اس دھات سے بھی جھاگ پیدا ہو گیا جسے آگ پر زیور یا کوئی دوسرا سامان بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں۔ اسی طرح پروردگار حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے کہ جھاگ خشک ہو کر فنا ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والا ہے وہ زمیں میں باقی رہ جاتا ہے اور خدا اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے (۱۷)

۱۔ خداوند متعال آسمان سے بارش کو نازل کرنے والا ہے۔ أنزل من السماء ماء

۲۔ پانی کے راستے اور پہاڑوں کے درے اپنی اپنی ظرفیت اور وسعت کے مطابق بارش کے پانیوں کو اپنے اندر جاری کرتے ہیں۔ فسالت أودية بقدره

(سیل) "سالت" کا مصدر ہے جو جاری کرنے کے معنی میں آتا ہے (أودیت) وادی کی جمع ہے جو پانی کے جاری ہونے والے راستوں اور دروں کو کہا جاتا ہے اور (قدر) کا معنی اندازہ اور

مقدار ہے۔ (سالت) کا (اودیہ) کی طرف اسناد و نسبت دینا مثل (جری المیزاب) کے اسناد کی طرح مجازی ہے۔ تو اس صورت میں (فسالت اودیہ...) کا معنی یہ ہوا کہ پس دریاؤں میں ان کی وسعت و ظرفیت کے مطابق پانی جاری ہوا۔  
۳۔ دریاؤں میں سیلابوں کے جاری ہونے سے ان کے اوپر کے آکر جھاگ بن گئی تھی ان کو ہمراہ لے لیا۔  
فاحتمل السیل زیداً رابی

(احتمال) "احتمل" کا مصدر ہے جو اٹھانے کے معنی میں آتا ہے۔ (السیل) کثرت سے جاری ہونے والے پانی کو کہا جاتا ہے۔ (زبد) کا معنی جھاگ ہے اور (ربو) کا مصدر (رایباً) ہے جس کا معنی اوپر کو آجانا ہے۔  
۳۔ آگ کی بھٹیوں میں جن دھاتوں کو پگھلایا جاتا ہے وہ اپنے اندر سیلاب کی طرح جھاگ پیدا کرتی ہیں۔  
و مما یوقدون علیہ فی النار ... زبد مثله

(مما یوقدون) میں (من) نشو یہ ہے اور "یوقدون" کا مصدر "القاد" ہے جس کا معنی آگ کو بھڑکانا ہے حرف (ما) سے مراد (حلیہ) اور (متاہ) کے قرینے کی وجہ سے دھاتیں جیسے سونا و چاندی و پتیل وغیرہ... ہیں اور (فی النار) حال مؤکد ہے اس صورت میں (یوقدون...) کا معنی یوں ہوا ایسی دھاتیں کہ جب ان پر آگ کو روشن اور بھڑکایا جاتا ہے (وہ پگھلا دیتی ہے) تو جھاگ، سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو جاتی ہے۔

۵۔ زندگی کے وسائل و ضروریات اور زیورات کو بنانے کے لیے آگ کی بھٹیوں میں دھاتوں کو پگھلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔  
و مما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیة او متاع

(ابتغاء) طلب کرنے کے معنی میں آتا ہے اور یہ (یوقدون) کے لیے مفعول لہ ہے (حلیہ) وہ شے ہے جو زینت اور خوبصورتی کے لیے بنائی جاتی ہے (متاع) اس شے کو کہتے ہیں جسکو زندگی کی ضروریات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

۶۔ عصر بعثت کے لوگ آگ کی بھٹیوں میں دھاتوں کو پگھلانے کے ذریعے سے زندگی کی ضروریات اور زیورات کو بنانے سے واقف تھے۔  
و مما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیة او متاع

۷۔ حق کی تشبیہ، بارش اور سیلاب کی طرح ہے اور باطل اس جھاگ کی مانند ہے جو اوپر کو ابھر گئی ہے۔  
أنزل من السماء ماء فسالت اودیة بقدرها فاحتمل السیل زبداً رابیاً... کذلک یضرب الله الحق و باطل  
۸۔ حق و حقیقت ان دھاتوں کی مانند ہے جسے پگھلایا گی ہو اور وہ پانی ہو گئی ہو یہ اور باطل اس جھاگ کی مانند ہے جو اس کے اوپر آگئی ہے۔

و مما يوقدون عليه في النار ... زيد مثله كذلك يضرب الله الحق والباطل

۹\_ خداوند متعال حق کو نازل کرنے والا اور اسکا سرچشمہ ہے۔ أنزل من السماء ماء ... كذلك يضرب الله الحق و الباطل

۱۰\_ حقائق اور معارف، خداوند متعال کی طرف سے نازل ہوئے ہیں اور ہر باطل سے خالی ہیں۔  
أنزل من السماء ماء ... فاحتمل السيل زبداً رابياً ... كذلك يضرب الله الحق والباطل

اس وجہ سے کہ حق کو پانی سے تشبیہ دی گئی ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتا ہے اس وقت وہ اپنے ساتھ کسی جھاگ کو نہیں رکھتا۔ مذکورہ معنی اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔

۱۱\_ باطل، حق کے ارد گرد، خود نمائی اور اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور اپنے کو اس کے اوپر لے آنے کی کوشش کرتا ہے۔  
فاحتمل السيل زبداً رابياً

۱۲\_ پگھلی ہوئی دھاتوں اور سیلابوں کی جھاگ کو دور ڈالا جاتا ہے اور وہ نابود ہو جاتی ہے لیکن پانی اور دھاتوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ فاما الزبد فيذهب جفاء و اما ما ينفع الناس فيمكث في الارض

(جفا) کسی شے سے دور ہونے کے معنی میں آتا ہے (جفا) اس شے کو کہتے ہیں جسکو دور گرایا جائے لسان العرب میں ذکر ہوا ہے "جفاء السيل" یعنی وہ جھاگ اور اضافی و نجس چیزیں وغیرہ جسکو سیلاب دور کنارے پر ڈال دیتا ہے)

۱۳\_ باطل، ناچیز، ہلکی، کھوکھلی اور اندر سے خالی، شے ہے۔ فاحتمل السيل زبداً رابياً ... كذلك يضرب الله الحق والباطل

۱۴\_ ہر انسان، اپنی استعداد اور ظرفیت کے مطابق حقائق اور معارف الہی سے بہرہ مند ہوتا ہے۔

أنزل من السماء ماء فسالت اودية بقدرها ... كذلك يضرب الله الحق والباطل

جملہ (فسالت اودية بقدرها) سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر درہ اپنی ظرفیت کے مطابق پانی کو جاری کرتا ہے۔ یہ معنی (كذلك يضرب الله الامثال) کی ضرب المثل میں ایسا ہے کہ ہر انسان اپنے اندر ایک خاص استعداد کو رکھتا ہے اور اس استعداد کے اندازے کے مطابق معارف الہی کو حاصل کرتا ہے۔

۱۵\_ معارف الہی اور حقائق الہی ہمیشہ اس خطرے میں ہیں کہ باطل امور کے ساتھ مخلوط اور مل نہ جائیں۔

أنزل من السماء ... فاحتمل السيل زبداً رابياً و مما يوقدون ... زيد مثله

۱۶\_ توحید اور ولایت الہی اور اسکی ربوبیت ایسے حقائق ہیں جو باقی رہنے والے ہیں اور شرک و غیرہ کی عبادت ایسے

باطل ہیں جو کمزور اور ختم ہونے والے ہیں۔ فاما الزبد فیذهب جفاء و اما ما ینفع الناس گذشتہ آیات کی روشنی میں باطل کے مورد نظر مصادیق جنکو جھاگ سے تشبیہ دی گئی ہے وہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت ہیں۔ اور حق کے مصادیق میں سے جو نفع دینے والے اور باقی رہنے والے ہیں، توحید اور اسکی ولایت اور ربوبیت الہی پر یقین رکھنا ہے۔

۱۷۔ خداوند متعال کی یہ نوید و خوشخبری ہے کہ حق کی کامیابی ہے اور یہ زمین پر نافذ ہونے والا ہے۔ اور باطل شکست کھانے والا اور ٹٹنے والا ہے۔ فاما الزبد فیذهب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ۱۸۔ توحید، ولایت و ربوبیت الہی پر یقین رکھنے کے مختلف مراتب و درجات ہیں اور ہر انسان اپنی استعداد کے مطابق انکو درک کرتا ہے۔ قل من رب السموات والارض ... أنزل من السماء ماء فسالت اودية بقدرها ... كذلك یضرب الله الامثال

۱۹۔ انسانوں میں بعض گروہ ایسے ہیں جو حقائق اور معارف الہیکو تھوڑا سا بھی نہیں جانتے اور اس سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔ أنزل من السماء ماء فسالت اودية بقدرها ... كذلك یضرب الله الحق والباطل (أودية) کا نکرہ ذکر کرنا (یعنی بعض درے نہ سارے درے) اس بات کو بتاتا ہے کہ بارش تمام دروں اور وریاؤں پر نہیں برستی اور پانی بھی ان سب میں جاری نہیں ہوتا۔ یہ مثال گویا یہ بات بتانا چاہتی ہے کہ معارف الہی تمام دلوں کو روشنی نہیں دیتے بلکہ مخصوص دل (نہ سارے دل) اس کو درک کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ۲۰۔ خداوند متعال، حقائق کو واضح اور روشن کرنے کے لیے بہت زیادہ مثالیں ذکر فرماتا ہے۔ كذلك یضرب الله الامثال

عموم کے حروف جیسے (کل) و (الف لام جنس) جب جمع پر داخل ہوتے ہیں تو کبھی استغراق حقیقی کے معنی میں آتے ہیں اور کبھی کثرت و فراوانی کے معنی میں آتے ہیں۔ اسکو عموم عرفی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ دوسرا معنی لفظ (الامثال) سے کیا گیا ہے۔

۲۱۔ حقائق کو محسوس ہونے والی چیزوں سے تشبیہ دینا اور ان کے لیے امثال کو بیان کرنا، قرآن مجید کے طریقوں اور شیوہ جات میں سے ہے۔ كذلك یضرب الله الامثال

۲۲۔ حق کی مثال، آسمان سے نازل ہونے والے پانی

نیز پگھلی ہوئی دھاتوں سے دینا اور باطل کی مثال، سیلابوں کی جھاگ اور پگھلی ہوئی دھاتوں سے جو جھاگ پیدا ہوتی ہے اس سے دینا، قرآن مجید کی ضرب الامثال میں سے ہے۔ کذلک يضرب الله الحق والباطل ... کذلک يضرب الله الامثال

استعدادیں: استعدادوں کا کردار ۱۳، ۱۸؛ استعدادوں میں تفاوت ۱۳، ۱۸

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا طریقہ و روش ۲۰؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ہمیشہ و جاوید ہونا ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی حقانیت ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا ہمیشہ و جاوید ہونا ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کی ولایت کی حقانیت ۱۶؛ اللہ تعالیٰ کے افعال ۱، ۹

ایمان: ایمان کے مراتب ۱۸؛ توحید پر ایمان ۱۸؛ ربوبیت الہی پر ایمان ۱۸؛ ولایت الہی پر ایمان ۱۸  
بارش: بارش کے نزول کا سبب ۱

باطل: باطل کا حق پر تحمیل ہونا ۱۱؛ باطل کے موارد ۱۶؛ باطل کا فضول ہونا ۱۳  
بشارت: باطل کے شکست کھانے کی بشارت ۱۴؛ حق کے کامیاب ہونے کی بشارت ۱۴

توحید: توحید کا ہمیشہ و جاوید ہونا ۱۶؛ توحید کی حقانیت ۱۶

حق: حق کا سبب ۹؛ حق کی اصالت ۷، ۸، ۱۱؛ حق کے موارد ۱۶

حقائق: حقائق کے واضح و روشن ہونے کی روش ۲۰

درے: دروں کی ظرفیت کی مقدار ۲

دین: دین سے استفادہ ۱۳؛ دین کا پاک و پاکیزہ ہونا ۱۰؛ دین کو سمجھنے سے محروم لوگ ۱۹؛ دین میں ضرر کی شناخت کا طریقہ ۱۵؛ دین میں ملاوٹ کا خطرہ ۱۵

زیور آلات: زیور آلات کی ساخت و بناوٹ کا طریقہ ۵

سیلاب: سیلاب کا مفید حصہ ۱۲؛ سیلاب کی جھاگ ۳، ۱۲

شرک: شرک عبادی کا باطل ہونا ۱۶; شرک کا مٹ جانا ۱۶

صنعت: صنعت کی تاریخ ۶

فلز و دھات: پگھلی ہوئی دھات کا دوران بعثت ہونا ۶; پگھلی ہوئی دھات کا فائدہ مند ہونا ۱۲; پگھلی ہوئی دھات کی جھاگ ۱۲  
پگھلی ہوئی دھات کے فوائد ۵

قرآن مجید: قرآن مجید کی تشبیہات ۳، ۴، ۸، ۲۱; قرآن مجید کی تعلیمات کا طریقہ ۲۱; قرآن مجید کی مثالوں کا فلسفہ ۲۰; قرآن مجید کی مثالیں ۳، ۸، ۲۱، ۲۲

قرآن مجید کی تشبیہات: بارش سے تشبیہ ۴، ۲۲; باطل سے تشبیہ ۴، ۸، ۲۲; پگھلی ہوئی دھات سے تشبیہ ۸، ۲۲; پگھلی ہوئی دھات کی جھاگ سے تشبیہ ۳; حق سے تشبیہ ۴، ۸; سیلاب سے تشبیہ ۴; سیلاب کی جھاگ سے تشبیہ ۳، ۲۲، ۴; محسوسات سے تشبیہ ۲۱

نہریں: نہروں کی ظرفیت کی مقدار ۲

## آیت ۱۸

﴿لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ أُولَٰئِكَ هُتَمُ سُوءِ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾

جو لوگ پروردگار کی بات کو قبول کر لیتے ہیں ان کے لئے نیکی ہے اور جو اس کی بات کو قبول نہیں کرتے انہیں زمین کے سارے خزانے بھی مل جائیں اور اسی قدر اور بھی مل جائے تو یہ بطور فدیہ دے دیں گے لیکن ان کے لئے بدترین حساب ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (۱۸)

۱۔ نیک بخت اور سعادت مند ہونا فقط ان لوگوں کے لیے ہے جو خداوند متعال کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔

لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ

۲۔ موحّدین، رسالت مآب ﷺ پر ایمان لانے والے اور قیامت پر یقین رکھنے والے ہی خداوند متعال کی دعوت کو قبول

کرنے والے ہیں۔ لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ

مذکورہ آیات اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ (لَّذِينَ اسْتَجَابُوا) سے مراد، موحّدین اور رسالت مآب ﷺ پر ایمان لانے والے اور قیامت پر یقین رکھنے والے ہیں۔



۳۔ ربوبیت الہی پر یقین اور اس کی طرف توجہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرنے کا پیش خیمہ ہے۔  
لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ

۳۔ خداوند متعال کی دعوت کو قبول کرنے والے، قیامت کے دن کے حساب و کتاب سے رنج و تکلیف میں مبتلا نہیں ہوں گے اور ان پر حساب میں سختی بھی نہیں کی جائے گی۔ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحَسَنَى

(الحسنی) کے لفظ کے مقابلے میں ان لوگوں کے انجام کا ذکر کرنا جنہوں نے دعوت الہی سے منہ موڑ لیا اور لفظ (سوء الحساب) اور (جہنم) کا اس کے مقابلے میں ذکر کرنا یہ قرینہ ہے کہ "الحسنی" سے مراد حساب میں آسانی اور بہشت ہے۔

۵۔ بہشت و جنت، خداوند متعال کی دعوت کو قبول کرنے والوں کی جگہ ہے۔ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحَسَنَى

۶۔ مشرکین، روز قیامت سے انکار کرنے والے، رسالت مآب اور قرآن مجید کے منکر اور دعوت الہی سے منہ موڑنے والے لوگ ہیں۔ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ

مذکورہ آیات اس بات پر شاہد و قرینہ ہیں کہ "الذین لم یستجیبوا له" سے مراد، مشرکین اور رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کے منکر اور قیامت پر یقین نہ رکھنے والے لوگ ہیں۔

۷۔ مشرکین اور کفار، روز قیامت کے عذاب سے چھٹکارا پانے کے لیے اگر دو برابر زمین رکھتے ہوں تو وہ بھی دینے پر آمادہ ہوں گے۔ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ

(افتداء) (افتدوا) کا مصدر ہے جس کا معنی اسیری اور قید سے رہائی حاصل کرنے کے لیے فدیہ دینا ہے۔

۸۔ دعوت الہی سے منہ موڑنے والے، قیامت میں سخت اور ناگوار عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ ... أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ

(سوء) اس شئی کو کہتے ہیں جو دکھ و رنج کا سبب بنے (سوء) کا (الحساب) کی طرف اضافہ صفت کا موصوف کی طرف اضافہ کرنا ہے تو اس

صورت میں (سوء الحساب) سے مراد (الحساب سوء) ہے۔

۹۔ قیامت، انسانوں کے حساب و کتاب کا میدان ہے۔ اولئك لهم سوء الحساب

۱۰۔ دوزخ، دعوت الہی سے منہ موڑنے والوں کی جگہ ہے۔ اولئك ماویٰ ہم جہنم

۱۱۔ دوزخ، بری اور نامناسب جگہ ہے۔ ماویٰ ہم جہنم و بئس المہاد (مہاد) وسیع جگہ کو کہا جاتا ہے۔

۱۲۔ قیامت کے دن عذاب کے مستحقین سے کسی قسم کا فدیہ نہیں لیا جائے گا۔

لو أن لهم ما فی الارض ... لا فتنوا به اولئك لهم سوء الحساب و ماویٰ ہم جہنم و بئس المہاد

دعوت الہی سے منہ موڑنے والوں (اولئك لهم...) کے انجام کے بیان کے بعد (لو ان لهم...) لا فتنوا به کا جملہ ذکر کرنا

اس بات کو بتاتا ہے کہ (بالفرض اگر اس دن فدیہ بھی ہو تو ان سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

۱۳۔ " فی مجمع البیان فی قوله : " اولئك لهم سوء الحساب " ... هو ان لا یقبل لهم حسنة و لا یغفر لهم سیئة ...

روی ذلك عن أبی عبد اللہ علیہ السلام (۱)

"اولئك لهم سوء الحساب ... " کی آیت کریمہ کے بارے میں مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

ہے کہ (سوء الحساب...) سے مراد یہ ہے کہ اس سے کوئی نیکی قبول نہیں کی جائے گی اور کوئی گناہ معاف نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرنے والے: اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرنے والوں کی سعادت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول

کرنے والوں کے حساب و کتاب کی آسانی میں ۳؛ اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرنے والے بہشت میں ۵؛ اللہ تعالیٰ کی دعوت

کو قبول کرنے والے قیامت میں ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرنے کی اہمیت ۳، ۵؛ اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرنے کا پیش خیمہ ۳

اللہ تعالیٰ منہ موڑنے والے: اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے والوں کی حساب و کتاب میں سختی ۸؛ اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے

والے جہنم میں ۱۰

(۱) مجمع البیان ج ۵ ص ۴۴۲؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۳ ح ۷۶۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والے ۲; آنحضرت ﷺ کو جھٹلانے والوں کا منہ موڑنا ۶;  
ایمان: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان ۳; ایمان کے آثار ۳; حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کی اہمیت ۲; قیامت پر  
ایمان لانے کی اہمیت ۲

برا و سخت حساب: برے اور سخت حساب سے مراد ۱۳

بہشتی لوگ: ۵

جہنم: جہنم کا برا ہونا ۱۱

جہنمی لوگ: ۱۰

حساب و کتاب: قیامت میں حساب و کتاب ۱۳، ۹، ۸، ۳

ذکر: ربوبیت الہی کا ذکر ۳

روایت: ۱۳

سعادت مند لوگ: ۱

عذاب: آخرت کے عذاب سے نجات ۴; اہل عذاب کا فدیہ ۴; اہل عذاب کے فدیے کا رد ہونا ۱۲

قرآن مجید: قرآن مجید کے جھٹلانے والوں کا منہ پھیرنا ۶

قیامت: قیامت پر ایمان لانے والے ۲; قیامت کو جھٹلانے والوں کا منہ موڑنا ۶; قیامت میں سوال و جواب کے

مقامات ۹; قیامت میں فدیہ ۴، ۱۲

کفار: قیامت میں کفار ۴

مؤمنین: مؤمنین کے فضائل ۲

مشرکین: مشرکین قیامت میں ۴; مشرکین کا منہ موڑنا ۶

موحدین: موحدین کے فضائل ۲

## آیت ۱۹

﴿أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

کیا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا سب برحق ہے وہ اس کے جیسا ہو سکتا ہے جو بالکل اندھا ہے ۱۔ (ہرگز نہیں) اس بات کو صرف صاحبان عقل ہی سمجھ سکتے ہیں (۱۹)

۱۔ قرآن مجید، ایسی کتاب ہے جو اول سے آخر تک برحق ہے اور ہر قسم کے باطل اور نامناسب چیزوں سے منزہ ہے۔  
انما انزل إليك من ربك الحق

انما میں "ما" اسم موصول ہے اور (الذی) کے معنی میں ہے اور اس سے مراد، قرآن مجید ہے۔

۲۔ قرآن مجید، خداوند متعال کی طرف سے پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل شدہ کتاب ہے۔ انما انزل إليك من ربك الحق

۳۔ قرآن مجید، ربوبیت الہی کا جلوہ ہے۔ انما انزل إليك من ربك

۳۔ قرآن مجید کے نزول میں خداوند متعال اور پیغمبر اسلام ﷺ کے درمیان ایک واسطہ موجود تھا۔  
انما انزل إليك من ربك الحق

اس مذکورہ بات کی دلیل اسی سورت کی پہلی آیت میں ذکر ہو چکی ہے۔

۵۔ وہ لوگ جو قرآن مجید کو الہی اور اسکی حقیقت اور سچائی کو قبول نہیں کرتے وہ دل کے اندھے اور جاہل ہیں۔  
أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ

۶۔ وہ لوگ جنہوں نے قرآن مجید کو الہی جانا اور اسکی حقیقت و سچائی پر ایمان لائے وہ عالم اور صاحب بصیرت ہیں۔

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى

۷۔ قرآن مجید کی حقانیت، واضح و روشن مسئلہ ہے۔ اَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى

جو لوگ قرآن مجید کی حقانیت اور سچائی پر ایمان نہیں لائے ان کو اندھے پن سے یاد کرنا، اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور سچائی روشن و واضح بات ہے اگر کوئی اس کو قبول نہیں کرتا وہ خود مقصر ہے۔ ۱ سے چاہیے کہ آنکھوں کو کھولے اور اس کو دیکھے۔

۸۔ فقط عقل رکھنے والے و خردمند لوگ ہی قرآن مجید کی حقانیت اور اس کے خداوند متعال کی طرف سے ہونے کو درک کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

۹۔ قرآن مجید کی حقانیت و سچائی اور اس کے خداوند متعال کی طرف سے ہونے پر یقین نہ رکھنے والے لوگ، عقل و خرد سے عاری ہیں۔ اَفَمَنْ يَعْلَمُ ... كَمَنْ هُوَ أَعْمَى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی نشانیاں ۳

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ پر وحی ۲

بصیرت: اہل بصیرت ۶

جاہل لوگ: ۵

دل کے اندھے ۵

صاحبان عقل و بصیرت: صاحبان عقل اور ایمان ۸؛ صاحبان عقل اور قرآن مجید ۸

علماء: ۶

قرآن مجید: قرآن مجید پر ایمان لانے والوں کا با بصیرت ہونا ۶؛ قرآن مجید پر ایمان لانے والے ۸؛ قرآن مجید کا پاک و پاکیزہ ہونا ۱؛ قرآن مجید کا وحی ہونا ۲، ۵، ۶؛ قرآن مجید کو جھٹلانے والوں کا بے عقل ہونا ۹؛ قرآن مجید کو جھٹلانے والوں کی جہالت ۵؛ قرآن مجید کی حقانیت ۱؛ قرآن مجید کی حقانیت و سچائی کا واضح و روشن ہونا ۷؛ قرآن مجید کی خصوصیات ۱، ۷، ۸؛ قرآن مجید کی فضیلت ۳؛ قرآن مجید کے جھٹلانے والوں کے دل کا اندھا ہونا ۵؛ قرآن مجید کے نزول میں واسطہ ۳

## آیت ۲۰

﴿الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ﴾

جو عہد خدا کو پورا کرتے ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے ہیں (۲۰)

۱۔ خداوند متعال نے لوگوں کو اپنے وعدوں اور قراردادوں کو پورا کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ الذین یوفون بعہد اللہ (عہد) کا معنی وعدہ کرنا ہے (عہد اللہ) (اللہ تعالیٰ کے قول و قرار) سے مراد، ممکن ہے وہ ذمہ داریاں اور احکام شرعی ہوں جو خداوند متعال نے انسانوں پر واجب قرار دیئے ہیں۔ یا ممکن ہے وہ وعدے ہوں جن کو انسان اپنے لیے پورا کرنے کا ذمہ دار سمجھتا ہے۔ جس طرح خدا کی قسم کہ اسے خدا ساتھ کے ارتباط دیتے ہیں۔ مذکورہ بالا معنی احتمال اول کی صورت میں ہے۔

۲۔ خداوند متعال نے انسانوں کے لیے اپنے وعدوں اور قول و قرار کی پابندی کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔  
الذین یوفون بعہد اللہ

وہ لوگ جو عہد الہی کی پاسداری کرتے ہیں اس کے مقابلے میں خداوند متعال نے وعدوں اور قول و قرار کی خلاف ورزی کرنے والوں کو (آیت ۲۵) میں لعنت الہی اور برے انجام سے ڈرایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وعدے کو پورا کرنا ضروری اور لازمی ہے۔

۳۔ انسان، جن وعدوں اور پیمان کو خدا کے ساتھ باندھتا ہے انہیں پورا کرنا ضروری ہے۔ الذین یوفون بعہد اللہ  
مذکورہ معنی اس بات سے حاصل ہوتا ہے کہ (عہد اللہ) سے مراد، وہ قول و قرار و وعدے ہیں جنکو انسان، قسم وغیرہ کے ذریعے ان سے وفا کرنے پر اپنے آپ کو پابند کر لیتا ہے۔

۴۔ وعدوں اور قول و قرار کو توڑنا حرام ہے (وہ قول و قرار جو خداوند متعال انسان کے ساتھ رکھتا ہے یا وہ قراردادیں جو انسان نے خداوند متعال کے ساتھ باندھی ہوئی ہیں نیز وہ معاہدات جو انسانوں نے ایک دوسرے سے کیے ہوئے ہیں)۔  
ولا ینقضون الميثاق

(میثاق) کا معنی وعدہ اور معاہدہ ہے۔

۵۔ خداوند متعال کی وحدانیت اور جو کچھ بھی اس کی طرف سے پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہوا ہے اس پر اعتقاد و ایمان رکھنا، یہ خداوند متعال کی طرف سے انسانوں کے ساتھ کیے گئے معاہدات اور وعدوں میں سے ہے۔

الذین یوفون بعہد اللہ و لا ینقضون المیثاق

اس سے پہلے والی آیت کریمہ قرآن مجید کی حقانیت اور اسکی تعلیمات کے بارے میں تھی اور اس سے بعد والی آیات توحید کے اثبات اور شرک کی نفی کے بارے میں تھیں۔ یہ وہ روشن و واضح عہد و پیمان و معاہدات ہیں جو خداوند متعال نے انسانوں کے ساتھ کیے ہیں۔

۶۔ اپنے وعدوں اور معاہدوں کی پابندی کرنا، عقل مندوں کی نشانیاں ہیں۔

أَمَّا یَتَذَکَّرُ أَوَّلُو الْأَلْبَابِ — الذین یوفون بعہد اللہ و لا ینقضون المیثاق

(الذین...) کی ترکیب میں دو احتمال دیئے گئے ہیں ۱۔ "اولو الالباب" کے لیے صفت ہے۔

۲۔ بتداء ہے اور اسکی خبر (اولئک لہم عقبی الدار) ہے۔ لیکن پہلے والے احتمال کی بناء پر مذکورہ بالا معنی واضح و روشن ہے۔

احکام: ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان ۳؛ اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے عہد و پیمان ۲، ۵؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱

ایمان: قرآن مجید پر ایمان ۵

صاحبان عقل: صاحبان عقل کی نشانیاں ۶

عقیدہ: توحید پر عقیدہ

عہد: عہد و پیمان سے وفا ۶؛ عہد و پیمان سے وفا کرنے کا وجوب ۱؛ عہد و پیمان سے وفا کرنے کی اہمیت ۲، ۳؛ عہد و پیمان کے احکام ۳

عہد شکنی: خداوند متعال سے عہد شکنی کرنا ۳؛ عہد شکنی کی حرمت ۲

محرمات: ۳

واجبات: ۱

## آیت ۲۱

﴿وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾

اور جو ان تعلقات کو قائم رکھتے ہیں جنہیں خدا نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور بدترین حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں (۲۱)

۱۔ خداوند متعال نے جن فرامین کا حکم دیا ہے ان کو باقی رکھنے اور اسکی پابندی کرنے کو انسان پر واجب قرار دیا ہے۔  
والذین يصلون ما امر الله به ان يوصل

(اُن) مصدریہ اور (ان یوصل) (بہ) کی ضمیر کے لیے بدل ہے اور (ما امر الله...) سے مراد، معاہدے ہیں جیسے صلہ رحم، اہل ایمان کا ولایت سے ارتباط اور حقیقی راہنماؤں کا امت اسلامی وغیرہ پیوند...

۲۔ جن معاہدوں کا حکم خداوند متعال نے صادر فرمایا ہے ان پر عمل پیرا ہونا، عقل مندوں کی نشانیاں ہیں۔  
انما يتذكر اولو الالباب ... الذین يصلون ما امر الله به ان يوصل

۳۔ خداوند متعال کی عظمت پر توجہ رکھنا اور اس سے ڈرنا ضروری ہے۔ و یخشون ربهم

۳۔ خداوند متعال کی ربوبیت پر یقین رکھنا اور اسکی طرف توجہ کرنا، انسان کے لیے اس ذات سے خاشع و خاضع رہنے کا پیش خیمہ ہے۔ یخشون ربهم

۵۔ تمام انسانوں سے قیامت میں حساب و کتاب لیا جائے گا۔ و یخافون سوء الحساب

۶۔ گنہگاروں سے قیامت کے دن بہت سخت حساب ہوگا اور ان سے سختی سے نمٹا جائے گا۔ و یخافون سوء الحساب



(سوء) کا (الحساب) کی طرف اضافہ، صفت کا موصوف کی طرف اضافہ ہے۔

۷۔ انسانوں کو چاہیئے کہ قیامت میں سخت اور ناگوار حساب و کتاب سے خوفزدہ اور پریشان ہوں۔ و يخافون سوء الی ...

۸۔ خداوند متعال کے سامنے خاشع رہنا اور سخت حساب و کتاب اور قیامت کی سختیوں سے ڈرنا، عقل مندوں کی

نشانیوں ہیں۔ انما يتذكر اولو الالباب ... الذين ... يخشون ربهم و يخافون سوء الحساب

۹۔ خداوند متعال نے جن معاہدات اور عہد و پیمان کو برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے ان کو ختم کرنا حساب و کتاب کی سختی اور

قیامت کی مشکلات کا موجب بنے گا۔ والذين يصلون ... و يخشون ربهم و يخافون سوء الحساب

۱۰۔ وعدوں اور عہد و پیمان کو توڑنا، سخت حساب و کتاب اور قیامت میں مشکلات کا سبب ہے۔

الذين يوفون بعهد الله و لا ينقضون الميثاق ... و يخافون سوء الحساب

۱۱۔ اسئل أبوعبدالله ﷺ عن قوله تعالى: "الذين يصلون ما أمر الله به أن يوصل" قال هو صلة الامام في كل سنة بما

قل او كثر ثم قال ابو عبدالله ﷺ و ما ارید بذلك الا تركيتكم<sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق (ع) سے اسے تعالیٰ کے اس قول "والذين يصلون ما أمر الله به أن يوصل" کے بارے میں سوال کیا گیا تو

حضرت ﷺ نے فرمایا وہ امام ﷺ کو ہر سال ہدیہ دینا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ پھر امام جعفر صادق ﷺ نے فرمایا میں فقط یہ ہدیہ اور عطیہ لے کر چاہتا ہوں کہ تمہیں پاک و پاکیزہ کروں۔

۱۲۔ "عن أبي عبدالله" قال: إن الله عزوجل فرض للفقراء في أموال الانبياء فريضه ... و مما فرض الله عزوجل ايضاً في

المال من غير الزكاة قوله عزوجل: "الذين يصلون ما أمر الله به أن يوصل"<sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بے شک خداوند متعال نے انبیاء کے اموال میں فقراء

کے لیے حق کو واجب قرار دیا ہے۔ منجملہ چیزیں جنہیں خداوند عالم نے زکوٰۃ کے علاوہ واجب قرار دیا ہے وہ اسے تعالیٰ کا یہ

فرمان ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا "الذين يصلون ما أمر الله به أن يوصل"

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۹ ح ۳۴؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۵ ح ۹۰۔

(۲) کافی ج ۳ ص ۴۹۸، ح ۸؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۴، ۸۵۔

۱۳۔ "عن ابی عبد اللہ ﷺ فی قوله : " و یخافون سوء الحساب " قال : الإستقصاء و المداقة و قال : یحسب علیہم  
السیئات و لا یحسب لہم الحسنات (۱)

امام جعفر صادق ﷺ سے: قول خداوند متعال (و یخافون سوء الحساب) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ﷺ فرماتے  
ہیں (سوء الحساب) سے مراد بہت دقیق اور اعمال میں دقت کے ساتھ چھان بین کرنا ہے اور (اسی طرح) فرمایا جو ان  
کے برے کام ہوں گے ان کے خلاف حساب ہوں گے وہ اور جو ان کے نیک کام ہوں گے ان کو ان کے فائدے کے  
لیے حساب شمار نہیں کیا جائے گا۔

احکام: ۱، ۱۲

آخرت کا حساب و کتاب: آخرت میں حساب و کتاب میں سختی کے اسباب ۱۰، ۹  
اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ۸، ۳؛ اللہ تعالیٰ سے خوف کرنے کا سرچشمہ ۳؛ اللہ تعالیٰ کی عظمت ۳؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۱  
انسان: انسانوں کا آخرت میں حساب و کتاب ۵، ۸

ایمان: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان ۳؛ ایمان کے آثار ۳

ائمہ علیہم السلام کو ہدیہ دینا ۱۱

ذکر: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا ذکر ۳؛ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت ۳

روابط: واجب روابط کا ایجاد کرنا ۱، ۲؛ واجب روابط کو قطع کرنے کے آثار ۹

روایت: ۱۱، ۱۲، ۱۳

سوء الحساب: سوء الحساب سے مراد ۱۳

عمل: عمل کا حساب ۱۳

عہد و پیمان کو توڑنے والے: عہد و پیمان کو توڑنے والوں کا آخرت میں حساب ۹؛ عہد و پیمان کو توڑنے والوں کے

حساب میں سختی ۱۰؛ عہد و پیمان کو توڑے والے قیامت میں ۱۰

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۱۰ ح ۳۹؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۶ ح ۹۷۔

قیامت: قیامت میں حساب و کتاب کے مقامات ۵  
گنہگار: آخرت میں گنہگاروں کا حساب و کتاب ۶ گنہگاروں کے حساب و کتاب میں سختی ۶  
واجبات ۱: مالی واجبات ۱۲

### آیت ۲۲

﴿وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ  
عُقُوبَةُ الدَّارِ﴾

اور جنہوں نے مرضی خدا حاصل کرنے کے لئے صبر کیا ہے اور نماز قائم کی ہے اور ہمارے رزق میں سے خفیہ و علانیہ  
انفاق کیا ہے اور جو نیکی کے ذریعہ برائی کو دفع کرتے رہتے ہیں آخرت کا گھرا انہیں کے لئے ہے (۲۲)  
۱۔ فرمان و احکام الہی کو جاری کرنے میں صبر کو اختیار کرنا اور ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔ والذین صبرو  
(ابتغاء وجه ربهم) یعنی (رضایت الہی کو حاصل کرنا) کی عبارت یہ بتاتی ہے کہ (صبروا) کے متعلقات احکام اور فرمان  
الہی ہیں: (صبروا علی ما امرهم اللہ بہ و عما نہاہم عنہ)

۲۔ صبر و بردباری کی قدر و قیمت اس کے خدائی ہونے کی مرہون منت ہے۔ والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم  
۳۔ رضایت الہی کو حاصل کرنے کے لیے صبر و استقامت، عقلمند لوگوں کی خصوصیات میں سے ہے۔  
إنما يتذكر اولو الالباب ... الذین صبرو

ابتغاء وجه ربهم

۳۔ نماز کو قائم کرنا اور اس پر ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔ والذین ... أقاموا الصلاة

۵۔ مستحقین کی سرپرستی، اور ان پر خرچ کرنا لازمی امر ہے۔ والذین ... انفقوا

۶۔ انفاق کرنے کے لیے مخصوص اموال اور امکانات کا ہونا ضروری نہیں۔ والذین ... انفقوا مما رزقناهم

مذکورہ بالا معنی لفظ (ما) (جو کچھ) سے عموم اور شمول کے معنی سے حاصل ہوا ہے۔

۷۔ انسان کے لیے اموال اور امکانات، خداوند متعال کی طرف سے عطا شدہ رزق ہے۔ مما رزقناهم

۸۔ اموال و امکانات کا خداوند متعال کی طرف سے ہونے کا یقین، انسان میں انفاق کرنے کی خصلت کو جنم دینے کا پیش

خیمہ بنتا ہے۔ الذین ... انفقوا مما رزقناهم

اموال کو خدا کی دی ہوئی نعمت سمجھنا اس مقصد کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان میں انفاق کرنے کی خصلت و عادت کو

ابجاد کرنے میں آسانی پیدا ہو۔

۹۔ اپنے تمام اموال کو خرچ و انفاق نہ کرنا یہ خداوند متعال کی طرف سے انفاق کرنے والوں کے لیے تاکید ہے۔

وأنفقوا مما رزقناهم

مذکورہ معنی اس صورت میں ہے کہ (مما) میں "من" سے مراد، بعض ہو تب اس آیت کا معنی یہ ہوگا (الذین ... انفقوا مما

رزقناهم) یعنی وہ لوگ جو اپنے اموال میں سے کچھ کو خدا کے راستے میں دیتے ہیں) یہ اس صورت میں ہے کہ خداوند

متعال نہیں چاہتا کہ انسان اپنے تمام اموال کو خدا کے راستے میں خرچ کر دے۔

۱۰۔ انفاق کرنا اچھی عادت ہے خواہ چھپ کر کیا جائے یا ظاہراً انفاق کیا جائے۔ انفقوا مما رزقناهم سرّاً و علانیة

۱۱۔ نماز کو قائم کرنا اور حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا عقلمندوں کی نشانیاں ہیں۔

إنما يتذكر اولو الالباب ... والذین صبروا ... و أقاموا الصلاة و انفقوا مما رزقناهم

۱۲۔ گناہوں اور برے کاموں کے جبران اور کفارے کے لیے نیک کاموں کو انجام دینا، اچھی خصلت اور عقلمندوں کی

خصوصیات میں سے ہے۔ إنما يتذكر اولو الالباب ... والذین ... یدرءون بالحسنة السيئة

(دراء) "یدرءون" کا مصدر ہے جو دور کرنے

و برطرف کرنے کے معنی میں آتا ہے اور (السیئة) سے مراد ممکن ہے وہ گناہ اور برائیاں ہوں جو نیک انسان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال دیا جاسکتا ہے کہ وہ ظلم و ستم و برائیاں ہوں جو کہ دوسروں نے اسکے حق میں انجام دی ہوں لیکن مذکورہ معنی احتمال اول کی صورت میں ہے۔

۱۳۔ نیک کاموں کو انجام دینا، برائیوں کو ختم کر دیتا ہے اور گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔ والذین ... یدرئون بالحسنة السيئة

۱۴۔ دوسروں کے ظلم و ستم اور برائیوں کے جواب میں نیکی کرنا، قابل قدر خصلت و عادت ہے اور عقلمندوں کی خصوصیات میں سے ہے۔ إنما يتذكر اولو الالباب ... الذين ... یدرعون بالحسنة السيئة

مذکورہ معنی دوسرے احتمال کی صورت میں ہے جسکی وضاحت نمبر ۱۲ میں بیان ہو چکی ہے۔

۱۵۔ دنیا کی زندگی، نیک عاقبت و انجام (بہشت) رکھنے والی ہے۔ اولئك لهم عقبی الدار

(الدار) میں الف لام عہد حضوری ہے اسی وجہ سے (الدار) سے مراد، دنیا کی زندگی ہے اور نیک انجام سے مراد (عقبی الدار) کے بعد والی آیت کریمہ کے قرینے کی وجہ سے بہشت ہے۔

۱۶۔ دنیاوی زندگی کا نیک انجام، عقلمندوں کا صلہ ہے۔ إنما يتذكر اولو الالباب ... اولئك لهم عقبی الدار

۱۷۔ نیک انجام، صبر اختیار کرنے والوں اور نماز کو قائم کرنے والوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے اور برے اعمال کو نیک اعمالوں سے جبران کرنے والوں کے لیے ہے۔

والذین صبروا ... و یدرعون بالحسنة السيئة اولئك لهم عقبی الدار

۱۸۔ وہ لوگ جو خوف خدا رکھتے ہیں اور قیامت کے سخت و دقیق حساب سے خوف زدہ ہیں وہ نیک انجام کو پائیں گے۔

و یخشون ربهم و یخافون سوء الحساب ... اولئك لهم عقبی الدار

۱۹۔ خداوند متعال کے عہد و پیمان سے وفا کرنے والے اور ان احکام کو پورا کرنے والے جنکا خداوند متعال نے حکم دیا ہے وہ اپنے نیک انجام سے بہرہ مند ہوں گے۔

الذین یوفون بعہد اللہ ... والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ... اولئك لهم عقبی الدار

اخلاص:

اخلاص کی اہمیت ۲

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بخششیں ۷; اللہ تعالیٰ کی روزی ۷; اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ۹

اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے: اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والوں کا اچھا انجام ۱۸

اچھائی: برائی کے مقابلے میں اچھائی کرنا ۱۳

انجام: اچھا انجام ۱۵

انفاق: انفاق کا دائرہ ۶، ۹; انفاق کا سرچشمہ ۸; انفاق کی اہمیت ۵; انفاق کی فضیلت ۱۰; انفاق کے اقسام ۱۰; انفاق کے

شرائط ۹; چھپا ہوا انفاق ۱۰; ظاہر بظاہر انفاق ۱۰

انفاق کرنے والے: انفاق کرنے والوں کا اچھا انجام ۱۷

ایمان: ایمان کے آثار ۸

بہشت: ۱۵

تحریک: تحریک کے عوامل ۸

تکلیف: تکلیف پر صبر کرنا ۱

خوف: آخرت کے حساب و کتاب سے خوف کے آثار ۱۸; اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے کے آثار ۱۸

دنیا: دنیا کا انجام ۱۵

دینداری: دینداری میں استقامت ۱; دینداری میں صبر ۱

روابط: واجب روابط کو برقرار رکھنے والے ۱۹

صاحبان عقل: صاحبان عقل کا پسندیدہ عمل ۱۲; صاحبان عقل کا اچھا انجام ۱۶; صاحبان عقل کا اخلاص ۳; صاحبان

عقل کا صبر ۳; صاحبان عقل کی خصوصیات ۳، ۱۲، ۱۳; صاحبان عقل کی نشانیاں ۱۱; صاحبان عقل کے پیش آنے کا

طریقہ ۱۳

صابرین: صابرین کا اچھا انجام ۱۷

صبر: صبر میں اخلاص ۲، ۳

صفات: پسندیدہ صفات ۱۰، ۱۲، ۱۳

عمل: پسندیدہ عمل کے آثار ۱۳

عہد: عہد سے وفا کرنے والوں کا اچھا انجام ۱۹؛ عہد سے وفا کے آثار ۱۹

فقراء: فقراء پر انفاق کرنا ۵؛ فقراء کی ضروریات کو پورا کرنا ۱۱

قدر و قیمتیں: قدر و قیمتوں کا ملاک ۲، ۱۰

گناہ: گناہ کا جبران ۱۲؛ گناہ کے کفارے کے اسباب ۱۳

مادی وسائل: مادی وسائل کا سبب ۷

محسنین: محسنین کا اچھا انجام ۱۷

نماز: نماز کو قائم کرنا ۱۱؛ نماز کو قائم کرنے کی اہمیت ۳

نماز قائم کرنے والے: نماز قائم کرنے والوں کا اچھا انجام ۱۷

### آیت ۲۳

﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ﴾

ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں میں جن میں یہ خود اور ان کے آباء و اجداد اور ازواج و اولاد میں سے سارے نیک بندے

داخل ہوں گے اور ملائکہ ان کے پاس ہر دروازے سے حاضری دیں گے (۲۳)

۱۔ بہشت، دنیا کی زندگی کا نتیجہ اور انجام ہے۔ اولئک لہم عقبی الدار جنات عدن

(جنات عدن) کا جملہ (عقبی الدار) جو پہلے والی آیت ہے اس کے لیے عطف بیان ی

بدل ہے۔

۲۔ بہشت عدن، ان لوگوں کا صلہ ہے جو عہد و پیمان الہی کے ساتھ وفا کریں اور ان عہدوں کو نہ توڑیں اور ان چیزوں سے ناٹھ جوڑیں جن کے بارے میں خداوند متعال نے حکم دیا ہے ان سے ارتباط کو برقرار رکھیں۔

الذین یوفون بعہد اللہ ... اولئک لہم عقبی الدار جنات عدن

۳۔ بہشت عدن، اللہ تعالیٰ کے فرامین پر صبر و استقامت کرنا اور نماز قائم کرنے اور انفاق کا صلہ و جزاء ہے۔

والذین صبروا ... اولئک لہم عقبی الدار جنات عدن

۴۔ بہشت عدن چھوٹے چھوٹے باغات اور متعدد بڑے بڑے باغات کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ جنات عدن

۵۔ بہشت عدن میں داخل ہونے والوں کے والدین؛ اولاد اور بیویاں اگر نیک و صالح ہوں گے تو ان کے ساتھ ہی ہوں گے۔ جنات عدن یدخلونھا و من صلح من ء ابائہم و ازواجہم و ذریعہم

۶۔ بہشت عدن میں داخل ہونے والے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اس مقام و منزلت کے مستحق ہوں گے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ان کی وجہ اور ان کے صدقے سے اس مقام پر لائے جائیں گے۔

جنات عدن یدخلونھا و من صلح من ء ابائہم و ازواجہم و ذریعہم

(من صلح) کے جملے کا (یدخلون) کی ضمیر پر عطف ہونا اس بات کی حکایت کرتا ہے کہ مذکورہ گروہ (اباء ہم و...) ان میں سے

نہیں ہیں جو مذکورہ آیات میں موجود تمام اوصاف کے حامل ہیں اور حقیقت میں جنات عدن کے مستحق ہوں۔ اگر وہ حقیقت میں مستحق ہوتے تو عطف لانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ (یدخلونہا) کا جملہ ان کو بھی شامل ہو سکتا ہے۔

۷۔ بہشت، صالحین کی جگہ ہے۔ و من صلح من ء ابائہم و ازواجہم و ذریعہم

۸۔ بہشتیوں کو مبارک باد کہنے کے لیے فرشتے ہر راستے سے ان کے پاس حاضر ہوں گے۔

والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب

۹۔ بہشت عدن، کے بہت سارے دروازے ہیں۔ الملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب

۱۰۔ قال رسول اللہ ﷺ ... جنات عدن قضیب غرسہ اللہ بیدہ ثم قال لہ : کن



رسالت مآب ﷺ سے روایت ہے کہ (جنات عدن) ایسے درخت ہیں جنکو خداوند متعال نے اپنے دست مبارک سے لگایا پھر اس کے لیے حکم دیا (بہشت) ہو جا پس وہ ہو گئی...

۱۱\_ (سول اللہ ﷺ قال : جنّہ عدن وہی فی وسط الجنان ... فسورها ياقوت أحمر و حصاها اللؤلؤ) (۲)

رسالت مآب ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا: بہشت عدن بہشتوں کے درمیان ہے اسکی دیوار سرخ یاقوت اور اس کے سنگریزے موتی ہیں۔ ۱۲\_ "عن ابی جعفر علیہ السلام قال: سأل علی علیہ السلام رسول اللہ : ... فقال : لما ذا بنيت هذه الغرف (فی الجنة) یا رسول اللہ ؟ فقال: یا علی علیہ السلام تلك غرف بناها اللہ لا ولياءه ... فاذا دخل المؤمن الى منزله فی الجنة ... فاذا استقرت لولی اللہ منازلہ فی الجنة ... یبعث اللہ الف ملک ینھونہ بالجنة ... فینھون الی اول باب من جنانه فيقولون للملك الموكل ... استأذن لنا علی ولی اللہ ... فیأذن لهم فیدخلون علی ولی اللہ و هو فی الغرفة و لها الف باب ... فیدخل کل ملک من باب من ابواب الغرفة فیبلغونه رسالة الجبار و ذلك قول اللہ : "والملائكة یدخلون علیهم من کل باب " یعنی : من ابواب الغرفة " سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ... " (۳)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: مولا امیر المؤمنین علیہ السلام نے رسالت مآب سے سوال کیا یا رسول اللہ یہ کمرے (بہشت میں) کیوں بنائے گئے ہیں؟ تو اسوقت حضرت ﷺ نے فرمایا اے علی علیہ السلام یہ کمرے خداوند متعال نے اپنے دوستوں کے لیے بنائے ہیں جب مؤمن بہشت میں اپنی رہائش گاہ و مقام پر پہنچے گا اور ولی خدا کے لیے بہشت میں مقامات کو مشخص و معین کیا جائے گا۔ خداوند اس وقت ایک ہزار فرشتوں کو بھیجے گا جو اس کے لیے بہشت کی مبارک باد دیں گے جب وہ اس کی بہشت کے پہلے دروازے میں پہنچیں گے تو جو فرشتے وہاں نگہبان ہوں گے ان سے کہیں گے کہ ہمارے لیے ولی اللہ سے اذن دخول (اندر آنے کی اجازت لیں تو اس وقت وہ ان کو اجازت دیں گے۔ تاکہ ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں اسوقت وہ اپنے کمرے میں ہوں گے اور اس کمرے کے ہزار دروازے ہوگا تو اس وقت ہر دروازے سے ایک فرشتہ اندر داخل ہوگا

(۱) خصال شیخ صدوق ج ۲؛ ص ۵۵۸ ح ۳۱؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۷ ح ۱۰۳ (۲) من لایحضر الفقیہ ج ۱ ص ۱۹۳ ح ۴۳؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۹ ح ۱۰۷۔

(۳) تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۴۶؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۴۹۹ ح ۱۱۱۔

تب خداوند غالب کے پیغام کو اس تک پہنچائیں گے۔ یہ تبارک و تعالیٰ کا قول ہے (و الملائكة يدخلون عليهم من كل باب) اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ کمرے کے دروازوں سے داخل ہوں گے اور یہ کہیں گے (سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار)

اللہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد و پیمان ۲

انفاق: انفاق کی جزاء ۳

بہشت: بہشت عدن ۶; بہشت عدن کی حقیقت ۱۰; بہشت عدن کی خصوصیات ۵، ۱۱، ۱۲; بہشت عدن کی نعمتیں ۳; بہشت عدن کے باغ ۳; بہشت عدن کے دروازے ۹; بہشت عدن کے مکان ۱۱; بہشت کے اسباب ۲، ۳; بہشتی لوگ ۲، ۴; بہشتی لوگوں پر سلام ۱۲; بہشتی لوگوں کو مبارک باد دینا ۸; بہشتی لوگوں کی اقسام ۶; بہشتی لوگوں کی اولاد ۵; بہشتی لوگوں کی بیویاں ۵; بہشتی لوگوں کے ساتھ رہنے والے لوگ ۵; بہشتی لوگوں کے والدین ۵

دنیا: دنیا کا انجام ۱

روابط: روابط واجب کی جزاء ۲

روایت: ۱۰، ۱۱، ۱۲

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری میں استقامت کی جزاء ۲

صالحین: بہشت میں صالحین ۷

صبر: صبر کی جزاء ۳

عہد: عہد سے وفا کی جزاء ۲

ملائکہ: ملائکہ کا سلام ۱۲; ملائکہ کا مبارک باد دینا ۸

نماز: نماز قائم کرنے کی جزاء ۳

## آیت ۲۳

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾

کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو کہ تم نے صبر کیا ہے اور اب آخرت کا گھر تمہاری بہترین منزل ہے (۲۳)

۱۔ ملائکہ اہل بہشت کا دیدار کریں گے اور ان سے ہمکلام ہوں گے۔ والملائكة يدخلون عليهم ... سلام عليكم

۲۔ فرشتے ہر طرف سے اہل بہشت کے پاس آئیں گے اور ان پر سلام کریں گے۔

والملائكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم

۳۔ فرشتے اہل بہشت کو سلامتی اور ان سے ہر مصیبت دور رہنے کی خوشخبری دیں گے۔ سلام عليكم

۴۔ فرامین الہی کی پیروی پر صبر و استقامت کرنا، بہشت میں داخل ہونے کا موجب ہے۔ سلام عليكم بما صبرتم

(بما صبرتم) میں "باء" حرف سبب ہے اور (ما) اسمیں مصدر یہ ہے "صبرتم" کے ساتھ متعلق چند امور ہیں جو گزشتہ آیات میں (الذین یوفون) سے لے کر (یدرءون بالحسنة السیئة) تک بیان کیے گئے ہیں ان سب کو (طاعة الله) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے

اس صورت میں (بما صبرتم) یعنی "سبب صبرکم علی طاعة الله"

۵۔ فرامین الہی پر کار بند رہنا، صبر و استقامت کا محتاج ہے۔ بما صبرتم

۶۔ دنیا کی زندگی کا انجام اور عاقبت (بہشت) اللہ کی اطاعت پر صبر کرنے والوں کے لیے اچھی اور نیک عاقبت ہے۔

فنعیم عقبی الدار

۷۔ "قال (ابوعبداللہ ﷺ) : إن طائفة من

الملائكة عابوا ولد آدم في اللذات والشهوات ... فإذا كان يوم القيامة و صار أهل الجنة في الجنة، إستانذ أولئك الملائكة على أهل الجنة ، فيؤذن لهم فيدخلون عليهم فيسلمون عليهم و يقولون لهم (سلام عليكم بما صبرتم ) في الدنيا عن اللذات والشهوات الحلال<sup>(۱)</sup>

امام جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا بے شک بعض فرشتے انسانوں کو لذات اور شہوات کی وجہ سے ان کی عیب جوئی کرتے تھے پس جب قیامت برپا ہوگی اور اہل بہشت اس میں داخل ہوں گے اور فرشتے اہل بہشت کے پاس جانے کے لیے اجازت طلب کریں گے پھر ان کو اجازت ملے گی تو پھر وہ ان کو کہیں گے تم پر سلام ہو کہ تم نے بردباری سے کام لیا اور حلال لذتوں اور شہوتوں سے پرہیز کیا۔

۸۔ "عن ابی عبد اللہ علیہ السلام (فی قوله تعالى :) " سلام عليكم بما صبرتم " على الفقر في الدنيا...<sup>(۲)</sup> امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "سلام عليكم بما صبرتم" کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد، دنیا میں فقر و فاقہ پر (بردباری اور صبر سے) کام لینا ہے۔

اطاعت: اطاعت میں صبر<sup>۶</sup>

اہل بہشت: ۶ اہل بہشت پر سلام ۲، ۴؛ اہل بہشت سے ملائکہ کا ہمکلام ہونا ۱؛ اہل بہشت کا صبر ۴؛ اہل بہشت کی ملائکہ سے ملاقات ۱؛ اہل بہشت کو بشارت ۳

بشارت: سلامتی کی بشارت ۳// بہشت: بہشت کے اسباب<sup>۳</sup>

دینداری: دینداری میں استقامت<sup>۳</sup>؛ دینداری میں صبر<sup>۲</sup>

روایت: ۴، ۸، روایت: ۴، ۸

شرعی ذمہ داری: شرعی ذمہ داری میں صبر<sup>۳، ۵</sup>

صابرین: صابرین کا اچھا انجام<sup>۶</sup>

فقر: فقر پر صبر ۴// ملائکہ: ملائکہ کا سلام ۲، ۴؛ ملائکہ کی خوشخبریاں ۳

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۱۱، ۴۲، نور الثقلین ج ۲، ص ۵۰۰، ح ۱۱۳۔

(۲) تفسیر عیاشی ج ۲، ص ۲۱۱؛ تفسیر بہان ج ۲، ص ۲۹۱ ح ۹۔

## آیت ۲۵

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾

اور جو لوگ عہد خدا کو توڑ دیتے ہیں اور جن سے تعلقات کا حکم دیا گیا ہے ان سے قطع تعلقات کر لیتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کے لئے لعنت اور بدترین گھر ہے (۲۵)

۱۔ خداوند متعال نے انسانوں کو اپنے عہد و پیمان پر پابند رہنے کو لازمی قرار دیا ہے۔ والذین ینقضون عہد اللہ (عہد اللہ) سے مراد جس طرح آیت شریفہ (۲۰) میں گذر چکا ہے وہ عہد و پیمان ہیں جو خداوند متعال نے انسانوں سے لیے ہیں یا وہ عہد و پیمان میں جو انسانوں نے خداوند متعال کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں۔

۲۔ وہ عہد و پیمان جو خداوند متعال نے انسانوں کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں انہیں توڑنے کو حرام قرار دیا ہے۔  
والذین ینقضون عہد اللہ ... اولئک لہم اللعنة ولہم سوء الدار

۳۔ وہ عہد و پیمان جو انسان نے خداوند متعال کے ساتھ رکھے ہوئے ہیں ان کا توڑنا بھی حرام ہے۔  
و الذین ینقضون عہد اللہ

۳۔ عہد و پیمان کو توڑنا خصوصاً اس وقت جب اسکی تاکید بھی کی گئی ہو، نامناسب اور قابل مذمت کام ہے۔  
و الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ اولئک لہم العنة و لہم سوء الدار

(من بعد میثاقہ) میں "میثاق" مصدر ہے اور استحکام دینے کے معنی میں آیا ہے اور (میثاقہ) کی ضمیر (عہد) کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس وجہ

سے (من بعد یشاقہ) کے معنی میں عہد و پیمان کو مستحکم کرنے کے بعد اسکی پابندی کرنے پر تاکید کی گئی ہے۔

۵۔ خداوند متعال نے وہ رابطے کہ جس کے بارے میں حکم دیا ہے کہ ان کو برقرار رکھا جائے کے سلسلہ میں انسانوں کو اس پر کاربند رہنے کو بھی واجب قرار دیا ہے۔ والذین ... یقطعون ما أمر الله به أن یوصل

(ما أمر الله) کی وضاحت کے لیے آیت شریفہ ۲۱ کے حاشیہ (۱) کو ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ زمین پر فساد کرنا، محرمات الہی میں سے ہے۔ والذین یفسدون فی الارض اولئک لهم اللعنة ولهم سوء الدار

۷۔ وہ لوگ جو خداوند متعال کے عہد و پیمان کے پابند نہ ہوں ان پر لعنت خدا ہے اور وہ رحمت الہی سے دوری میں مبتلا ہو جائیں گے۔ والذین ینقضون عهد الله ... اولئک لهم اللعنة

۸۔ وہ لوگ جن کو حکم دیا گیا ہے کہ خداوند متعال سے رابطہ کو محکم رکھیں۔ اگر وہ اس پر کاربند نہ رہیں تو وہ لعنت اور رحمت الہی سے دوری میں مبتلا ہو جائیں گے۔ والذین ... یقطعون ما أمر الله به أن یوصل ... اولئک لهم اللعنة

۹۔ زمین پر فساد کرنے والوں پر لعنت الہی اور رحمت الہی سے دوری میں مبتلا ہونا ہے۔  
والذین ... یفسدون فی الارض اولئک لهم اللعنة

۱۰۔ دوزخ، دوزخیوں کے لیے سخت اور برے انجام کی جگہ ہے۔ ولهم سوء الدار

آیت ۲۲ و ۲۳ میں موجود دنیا کا برا مقام (سوء الدار) اس کے مقابلہ میں موجود قرینہ عقبی الدار کی وجہ سے دوزخ ہے۔

۱۱۔ برا مقام (دوزخ) ان کے لیے ہے جو عہد و پیمان الہی کو توڑتے ہیں اور وہ ارتباط جنکو برقرار رکھنے کا خداوند عالم نے حکم دیا ہے۔ ان کی پابندی نہیں کرتے۔ والذین ینقضون عهد الله ... و یقطعون ما أمر الله ... لهم سوء الدار

۱۲۔ وہ لوگ جو زمین پر فساد کرتے ہیں وہ برے مقام (دوزخ) میں گرائے جائیں گے۔

والذین ... یفسدون فی الارض ... لهم سوء الدار

۱۳۔ "دخل عمرو بن عبید علی ابی عبد الله ﷺ فلما سلّم و جلس ... قال : احبّ أن اعرف الكبائر من کتاب الله عزوجل،

فقال ... منها ... نقض العهد و قطيعة الرحم لان الله عزوجل يقول : (اولئك لهم اللعنة و لهم سوء الدار...<sup>(۱)</sup>)  
 عمرو ابن عبید امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے ان کے ہاں بیٹھ گئے اور کہا میں  
 چاہتا ہوں کہ گناہان کبیرہ کو کتاب الہی سے جانوں پھر حضرت علیہ السلام نے فرمایا ان گناہوں میں سے ایک عہد شکنی اور قطع  
 رحم ہے چونکہ خداوند عزوجل ارشاد فرماتا ہے ( اولئك لهم اللعنة و لهم سوء الدار ... )

احکام: ۲، ۳، ۵، ۶،

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے ساتھ عہد ۲؛ اللہ تعالیٰ کے اوامر ۵۸۱

انسان: انسانوں کی ذمہ داریاں ۱

اہل جہنم: ۱۱، ۱۲

جہنم: جہنم کا برا ہونا ۱۰، جہنم میں جانے کے اسباب ۱۲

رحمت: آخرت میں رحمت سے محرم لوگ ۸، ۹، ۷

روابط واجب: ۵

واجب روابط کے قطع کرنے کے آثار ۱۱

روایت: ۱۳

شرک: شرک کا گناہ ۱۳ / صلہ رحم: قطع رحم کا گناہ ۱۳

عمل: ناپسندیدہ عمل ۳

عہد: عہد سے وفاء کا وجوب ۱؛ عہد سے وفا کی اہمیت ۷ عہد کے احکام ۲، ۳

عہد شکنی کرنے والے: عہد شکنی کرنے والوں پر لعنت ۷؛ عہد شکنی کرنے والوں کا برا انجام ۱۱؛ عہد شکنی کرنے والوں

کا جہنم میں ہونا ۱۱

عہد شکنی: خداوند متعال سے عہد شکنی کرنا ۷، ۳؛ خداوند متعال سے عہد شکنی کے آثار ۱۱؛ عہد شکنی کا گناہ ۱۳؛ عہد شکنی کا

ناپسند ہونا ۳؛ عہد شکنی کی حرمت ۲، ۳

(۱) کافی ج ۲ ص ۲۸۷ ح ۲۴؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۵۰۲ ح ۱۱۷۔

فساد پھیلانا: فساد پھیلانے کی حرمت ۶؛ فساد پھیلانے کی سزا ۱۲، ۹؛ فساد پھیلانے کے احکام ۶؛ فساد پھیلانے کے موارد ۶، ۹

۱۲،

گناہان کبیرہ: ۱۳

لعنت: لعنت کے مستحقین ۷، ۸، ۹

محرمات: ۲، ۶، ۳

مفسدین: مفسدین پر لعنت ۹؛ مفسدین کا برا انجام ۱۲؛ مفسدین کا جہنم میں ہونا ۱۲

واجبات ۱، ۵

### آیت ۲۶

﴿اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَفَرَحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ﴾

اسے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع ۲ یا تنگ کر دیتا ہے اور یہ لوگ صرف زندگانی دنیا پر خوش ہو گئے ہیں حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں زندگانی دنیا صرف ایک وقتی لذت کا درجہ رکھتی ہے اور بس (۲۶)

۱۔ خداوند متعال، انسانوں کو روزی دینے والا ہے۔ اللہ یبسط الرزق لمن يشاء و يقدر

۲۔ خداوند متعال بعض انسانوں کو فراوان اور کثرت سے روزی عطا کرتا ہے اور بعض کے نصیب میں بہت کم روزی رکھتا ہے۔ اللہ یبسط الرزق لمن يشاء و يقدر

(بسط) کا معنی وسعت دینا ہے اور (قدر) کا معنی تنگ و کم کر دینے کے ہیں روزی کا تنگ ہونا، بہت ہی کم اور ناچیز کے لیے کنایہ ہے۔

۳۔ بعض انسان دنیا کی زندگی سے اپنا دل خوش کرتے ہیں اور آخرت کے حالات سے غافل رہ جاتے ہیں۔

فرحوا بالحیوة الدنیا و ما الحیوة الدنیا فی الآخرة الا متاع



دنیا کو آخرت کے مقابلے میں ناچیز بیان کرنا اس گروہ کی مذمت کرنے بعد جو دنیا سے اپنے دل کو خوش رکھے ہوئے ہیں۔  
(فرحوا بالحیوة الدنيا) یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس گروہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے یا تو آخرت کو قبول نہیں کیا اور یا اس سے غافل ہیں۔

۳۔ دنیا کی زندگی، آخرت کی زندگی کے مقابلے میں ناچیز سے توشہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ و ما الحیوة الدنيا فی الآخرة الا متاع

(فی الآخرة) میں حرف "فی" مقاسمہ و مقابلہ کے لیے ہے (متاع) اس مال کو کہتے ہیں جس سے زندگی میں بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اسکو نکرہ لانے کا مقصد یہ ہے کہ قلت کا اظہار کیا جائے۔

۵۔ آخرت کی زندگی، قابل قدر اور قدر و قیمت والی ہے۔ و ما الحیوة الدنيا فی الآخرة الا متاع

۶۔ خداوند متعال اپنی مشیت کے مطابق انسانوں کی روزی کو معین و مشخص فرماتا ہے۔ اللہ یسط الرزق لمن یشاء و یقدر

(لمن یشاء) (یسط) اور (یقدر) دونوں کے لیے قید ہے دوسرے لفظوں میں (یقدر) کے بعد جملہ (لمن یشاء) مقدر ہے۔

۷۔ دنیا کی زندگی سے دل خوش کرنا اور اسکی قدر و قیمت کی طرف توجہ نہ دینا کفر اختیار کرنے کا ذریعہ ہے۔

و فرحوا بالخیوة الدنيا و ما الحیوة الدنيا فی الآخرة الا متاع

چونکہ (فرحوا) کی ضمیر سے مراد، کفر اختیار کرنے والے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے مخالفین ہیں پس جملہ (فرحوا بالخیوة الدنيا و...) در حقیقت ان کے کفر اختیار کرنے کے عوامل و اسباب اور بنیاد کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی دنیا کی زندگی سے دل خوش کرنا ان کو کفر اختیار کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا رازق ہونا ۱، ۲؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۲، ۶

انسان: انسانوں کی روزی ۲؛ انسانوں کی غفلت ۳؛ انسانوں میں اقتصادی تفاوت ۲؛ انسانوں میں دنیا طلبی ۳

جہالت: جہالت و جہل کے آثار ۷

حیات: اخروی زندگی کی قدر و قیمت ۳، ۵؛ دنیاوی زندگی کی قدر و قیمت نہ ہونا ۳، ۷

دنیا: دنیا و آخرت ۲

دنیا طلبی: دنیا طلبی کے آثار ۷

روزی: روزی کا سبب ۱، ۲؛ روزی کا مقدر ہونا ۶

غفلت: آخرت سے غفلت ۳

کفر: کفر کا سبب ۷

## آیت ۲۷

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أُنَابَ﴾

اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ان کے اوپر ہمارے پسند کی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی تو یہ پیغمبر کہہ دیجئے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے

گمراہی ۳۔ میں چھوڑ دیتا ہے اور جو اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں انہیں ہدایت دیدیتا ہے (۲۷)

۱۔ عصر بعثت کے کفار نے رسالت پیغمبر ﷺ کی حقانیت پر کسی معجزہ یا نشانی کا دعویٰ نہیں کیا۔

و يقول الذين كفروا لو لا انزل عليه آية من ربه

۲۔ کفار، توحید اور رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کی حقانیت پر یقین کرنے کے لیے قرآن مجید کے علاوہ کوئی دوسرا معجزہ

چاہتے تھے۔ و يقول الذين كفروا لو لا انزل عليه آية من ربه

(إن الله يضل من يشاء ويهدي...) کا جملہ اس بات کا قرینہ ہے کہ کفار اپنی ہدایت اور رسالت پیغمبر ﷺ کو قبول کرنے

کے لیے جس کا اصل مقصد توحید تھا معجزہ چاہتے تھے یعنی یہ کہتے تھے اگر معجزہ دکھاؤ گے تو تیری رسالت کو قبول کریں گے

اور توحید والے ہو جائیں گے۔

۳۔ عصر بعثت کے کفار کا پروپیگنڈہ، پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف ماحول کو آمادہ کرنا تھا۔

و يقول الذين كفروا لو لا انزل عليه آية من ربه

۳۔ انسانوں کی ہدایت اور ان کی گمراہی، خداوند متعال کے دست قدرت اور اسکی مشیت کے ساتھ مربوط ہے۔

قل إن الله يضل من يشاء و يهدي اليه من اناب

(يضل) اور (يهدي) دونوں افعال کی صفات و خصوصیات اس بات کا قرینہ ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے لیے ہیں۔ تو

مذکورہ بالا جملہ کا معنی یہ ہوگا (إِنَّ اللَّهَ يَضِلُّ عَنْهُ مِنَ الْإِشَاءِ وَ يُضِلُّ مِنْ لَمْ يَنْبِ وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مِنَ الْإِشَاءِ وَ هِدَايَةً مِنْ أَنْبِ) خداوند متعال اسکو گمراہ کرتا ہے جو خود گمراہی کو چاہتا ہو اور اس کی دربار میں توبہ نہ کرے اور اسکی طرف نہ جھکے اور اسکی ہدایت کرتا ہے جو خود ہدایت کو چاہے اور وہ اسکی ہدایت کرتا ہے جو اس کے حضور توبہ کرے اور اسکی طرف میلان و جھکاؤ رکھتا ہو۔

۵۔ انسان، خود اپنی ہدایت اور گمراہی میں بہت بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يَضِلُّ مِنْ الْإِشَاءِ وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مِنَ أَنْبِ  
۶۔ خداوند متعال کی طرف جھکاؤ، مشیت الہی کی طرف سے اسکی ہدایت کا پیش خیمہ ہے اور اسکا توحید و رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کو قبول کرنے کے لیے راہنمائی ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يَضِلُّ مِنْ الْإِشَاءِ وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مِنَ أَنْبِ  
(إِنَابَةٌ) (أَنْبِ) کا مصدر ہے جسکا معنی لوٹنا اور توجہ کرنا ہے (إِلَيْهِ) کے قرینے کی وجہ سے اس سے مراد، خداوند متعال کی طرف توجہ کرنا اور لوٹنا ہے اور اس وجہ سے کہ یہ وصف ہدایت پانے سے پہلے واقع ہوا ہے تو اس سے مراد، خداوند متعال کی طرف جھکاؤ اور اس سے دوری اختیار نہ کرنا ہے۔

۷۔ انسان کا خداوند متعال کی طرف نہ جھکنا یہ مشیت الہی کا اسکو گمراہ کرنے اور توحید و رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف ہدایت نہ کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يَضِلُّ مِنْ الْإِشَاءِ وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مِنَ أَنْبِ  
۸۔ وہ لوگ جو ہدایت کے لیے زمینہ نہیں رکھتے وہ معجزات کے دیکھنے سے بھی ہدایت حاصل نہیں کر سکیں گے اور توحید الہی اور رسالت پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف نہیں آئیں گے۔ لَوْ لَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يَضِلُّ مِنَ الْإِشَاءِ  
خداوند متعال ان کے جواب میں جو اپنی ہدایت کو معجزے لانے کے ساتھ مشروط کرتے ہیں فرماتا ہے کہ ہدایت اور گمراہی کا مسئلہ خداوند متعال کے ہاتھ میں ہے۔ یہ جواب ان کے مذکورہ دعویٰ کی حقیقت کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ معجزات ہدایت کا سبب نہیں بن سکتے۔ بلکہ یہ مشیت الہی ہے جو اس میں کردار ادا کرتی ہے۔  
۹۔ کفار نے اپنی ہدایت پانے میں جو مشورہ دیا اس کا اور خاص معجزات کا بے اثر ہونا، یہ دلیل ہے کہ وہ پیغمبر

اسلام ﷺ کی طرف راہنمائی نہیں پاسکیں گے۔ لو لا انزل علیہ ایۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویہدی الیہ من اناب

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی مشیتیں قانون و ضوابط کے ساتھ ہیں اور فضول اور بے دلیل ہونے سے پاک و پاکیزہ ہیں۔  
یضل من یشاء و یہدی الیہ من اناب

(من یشاء) کی جگہ (من اناب) کا جملہ لانا یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اگرچہ تمام امور مشیت الہی کے تابع ہیں لیکن اسکی مشیت بے معنی نہیں بلکہ ہدایت اور گمراہی، اعمال کی قابلیت و لیاقت کی بنیاد پر ہے۔ ہدایت اور گمراہ کرنے کے سلسلہ میں اس کی ہدایت اس کو شامل حال ہوتی ہے جو خدا کی طرف جھکتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر بنتی ہے جو اس سے منہ موڑ لے۔

استعداد: استعدادوں کی اہمیت ۸

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے کے آثار ۷؛ اللہ تعالیٰ کا پاک و پاکیزہ ہونا ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کا گمراہ کرنا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۳؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا قانون کے ساتھ ہونا ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا پیش خیمہ ۷، ۶؛ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کرنا ۳  
انسان: انسان کا کردار ۵

آنحضرت ﷺ: آنحضرت کو جھٹلانے والے ۱؛ آنحضرت ﷺ کے خلاف فضا سازی ۳

توحید: توحید کا پیش خیمہ ۶؛ توحید کے موانع ۷

جھکاؤ: خداوند متعال کی طرف جھکنے کے آثار ۶

کفار: صدر اسلام کے کافروں کی خواہشات ۲؛ صدر اسلام کے کافروں کی فضا سازی ۳؛ صدر اسلام کے کفار اور آنحضرت ﷺ ۱، ۲، ۳؛ صدر اسلام کے کفار اور توحید ۲؛ صدر اسلام کے کفار اور معجزہ ۲؛ صدر اسلام کے کفار کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۹؛ کافروں پر معجزے کا بے اثر ہونا ۹

کفر: آنحضرت محمد ﷺ سے کفر ۷؛ کفر کا سبب ۷

گمراہی: گمراہی کا پیش خیمہ ۷؛ گمراہی کا سبب ۳، ۵

معجزہ: معجزہ اقتراحی ۲؛ معجزہ اقتراحی کا رد ۹؛ معجزے کو جھٹلانے والے ۱

ہدایت: ہدایت کا پیش خیمہ ۶؛ ہدایت کا سبب ۳، ۵، ۶

ہدایت کو قبول نہ کرنے والے: ہدایت کو قبول نہ کرنے والوں کی گمراہی ۸؛ ہدایت کو قبول نہ کرنے والے اور آنحضرت

محمد ﷺ ۸؛ ہدایت کو قبول نہ کرنے والے اور توحید ۸؛ ہدایت کو قبول نہ کرنے والے اور معجزہ ۸

## آیت ۲۸

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور ان کے دلوں کو یاد خدا سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اور آگاہ ہو جائے کہ اطمینان یاد خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے (۲۸)

۱۔ جو افراد ایمان لائے ان کے دلوں کو یاد الہی سے اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنکو خداوند متعال

نے اپنی طرف ہدایت فرمائی ہے۔ و یهدی الیہ من أناب \_ الذین ء امنوا و تطمئن قلوبہم بذكر الله

۲۔ صدر اسلام کے مسلمان ان لوگوں میں سے تھے جو ہدایت حاصل کرنے سے پہلے خدا کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے اور

اس سے منہ موڑنے والے نہیں تھے۔ و یهدی إلیہ من أناب \_ الذین ء امنوا و تطمئن قلوبہم بذكر الله

(الذین آمنوا) (من آناب) پر عطف بیان ہے اور اس کو مصادق کے ذریعہ بیان کرنے والا ہے یعنی جو لوگ ایمان لائے

ہیں یہ وہی ہیں جو خدا کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے اس وجہ سے ان کی ہدایت کے لیے مشیت الہی شامل حال ہوئی ہے۔

۳۔ فقط ذکر الہی اور اسکی یاد سے دلوں کو اطمینان اور سکون ملتا ہے۔ ألا بذكر الله تطمئن القلوب

(بذكر الله) کا اس کے متعلق (تطمئن) پر مقدم کرنے کا مقصد، حصر کا معنی حاصل کرنا ہے۔

۳۔ یاد الہی اور اس کے ذکر سے غافل انسان، مضطرب و پریشان ہوتے ہیں۔ ألا بذكر الله تطمئن القلوب

۵۔ عن جعفر بن محمد رحمہ اللہ فی قوله : " ألا بذكر الله تطمئن القلوب " فقال : بمحمد عليه و آله السلام تطمئن القلوب و هو ذكر الله ... <sup>(۱)</sup>

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے اسے تعالیٰ کے اس قول (ألا بذكر الله تطمئن القلوب) کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر اور انکی آل پر درود و سلام ہوں جن کے ذریعے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اور وہ ذکر الہی ہے۔

۶۔ (عن أبي عبد الله رحمہ اللہ فی قوله تعالى " الذين آمنوا و تطمئن قلوبهم بذكر الله الا بذكر الله تطمئن القلوب " قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لعلي بن ابي طالب رحمہ اللہ : تدری فی من نزلت ؟ ... فی من صدق لی و آمن بی و احبک و عترتک من بعدک و سلم الامر لك و للائمة من بعدک <sup>(۲)</sup>

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے خداوند کے اس قول (الذين آمنوا و تطمئن قلوبهم...) کے بارے میں روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا امیر المؤمنین سے فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ آیت شریفہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ جو میری تصدیق کرے اور مجھ پر ایمان لائے اور تجھے اور تیری عترت و آل کو جو تیرے بعد میں آئے گی اس سے دوستی رکھتا ہو اور تیری اور تیرے بعد والے ائمہ کی ولایت کو قبول کرتا ہو۔

" عن ابي عبد الله رحمہ اللہ قال: ... فاما ما فرض على القلب من الايمان فالقرار و المعرفة و العقد و الرضا و التسليم بان لا اله الا الله وحده لا شريك له ... و ان محمداً عبده و رسوله ... و هو عمله و هو قول الله عزوجل : ... " الا بذكر الله تطمئن القلوب ... <sup>(۳)</sup>

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایمان کی وہ قسم جو دل میں رکھنا واجب ہے۔ وہ اقرار، شناخت، عہد و ایمان، رضایت اور اس معبود کی طرف تسلیم

(۱) تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۱۱ ح ۴۴؛ نور الثقلین ج ۲ ص ۵۰۲ ح ۱۱۷۔

(۲) تفسیر فرات کوفی ص ۲۰۷؛ بحار الانوار ج ۲۳ ص ۳۶۷ ح ۳۶۔

(۳) کافی ج ۲ ص ۳۴؛ بحار الانوار ج ۶۶ ص ۲۴ ح ۶۔

ختم ہونا ہے کہ وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں خداوند متعال کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سب (اقرار... وغیرہ) کا تعلق دل سے ہے یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (... الا بذكر الله تطمئن القلوب...)

اطمینان: اطمینان کے اسباب ۳

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کے فضائل ۵

ایمان: ائمہ علیہ السلام پر ایمان ۶؛ امیر المؤمنین علی علیہ السلام پر ایمان ۶؛ آنحضرت محمد ﷺ پر ایمان ۶؛ ایمان کی حقیقت ۷  
تسلیم: تسلیم کی حقیقت ۷

جھکاؤ: اللہ تعالیٰ کی طرف جھکاؤ ۲

ذاکرین: ذاکرین کے فضائل ۱

ذکر: ذکر الہی سے مراد ۵؛ ذکر الہی کے آثار ۳

روایت: ۵، ۶، ۷

سکون: سکون کے اسباب ۳

علم نفسیات: ۳، ۳

غافلین: غافلین کا مضطرب اور پریشان ہونا ۳؛ غافلین کی پریشانی ۳؛ غافلین کے صفات ۳

غفلت: اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے کے آثار ۳

مؤمنین: مؤمنین کا دلی اطمینان ۱؛ مؤمنین کی ہدایت ۱؛ مؤمنین کے فضائل ۱، ۶

مسلمین: صدر اسلام کے مسلمین کا جھکاؤ ۲؛ صدر اسلام کے مسلمین کے فضائل ۲

ہدایت پانے والے: ۱

## آیت ۲۹

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ﴾

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے بہترین جگہ (بہشت) اور بہترین بازگشت ہے (۲۹)

۱۔ خداوند وحدہ لا شریک، پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان لانے والے ہی نیک عمل کو بجالانے والے ہیں وہ دنیا کی زندگیوں میں سے بہترین اور پاکیزہ ترین زندگی کے حامل ہیں۔ الذین ء امنوا و عملوا الصالحات طوبیٰ لهم (ء امنوا) کے متعلق مذکورہ آیات کی روشنی میں توحید، پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید ہے (طوبی) اطمینان کا اسم تفضیل مؤنث ہے جسکا معنی بہترین اور پاک ترین ہے۔ اور اس سے مراد لفظ (مئاب) کے قرینہ مقابل ہونے کی وجہ سے دنیا کی پاک اور بہترین زندگی ہے۔

۲۔ ان مؤمنین کا انجام نیک (سعادت اخروی) ہے جو عمل صالح بجالانے والے ہیں۔  
الذین آمنوا و عملوا للصلحاحات طوبیٰ لهم و حسن مئاب  
(مئاب) مصدر میمی اور لوٹنے کے معنی میں ہے۔

اس سے مراد آخرت کا میدان ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ (طوبی) ابتدا ہے (حسن مئاب) اس پر عطف ہے اور (لهم) ان دونوں کے لیے خبر ہے۔

۳۔ انسان کی دنیا اور آخرت کی سعادت میں ایمان اس وقت مؤثر ہے کہ جب اسکے ساتھ اعمال صالح ہوں۔  
الذین ء امنوا و عملوا الصالحات طوبیٰ لهم و حسن مئاب

۳۔ نیک اعمال، ایمان کے بغیر، دنیا و آخرت کی سعادت کی ضمانت نہیں دیتے۔  
الذین ء امنوا و عملوا الصالحات طوبیٰ لهم و حسن مئاب

۵۔ "سئل رسول الله ﷺ عن طوبی قال: شجرة



أصلها في داری و فرعها علی أهل الجنة ثم سئل عنها مرة أخرى فقال: فی دار علی ؑ ان داری و دار علی ؑ فی الجنة بمكان واحد (۱)

رسالت مآب ؑ سے طوبی کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت ؑ نے فرمایا: ایسا درخت ہے جسکی جڑ میرے گھر میں ہے اور اسکی شاخیں بہشتیوں کے سروں پر ہیں پھر جب دوسری مرتبہ حضرت ؑ سے سوال ہوا تو حضرت ؑ نے فرمایا (اسکی جڑ) علی ؑ کے گھر میں ہے... بے شک علی ؑ اور میرا ؑ گھر بہشت میں ایک جگہ پر ہے۔

امیر المؤمنین علی ؑ: امیر المؤمنین ؑ کے فضائل ۵

آنحضرت ؑ: آنحضرت ؑ کے فضائل ۵

ایمان: ایمان اور عمل صالح ۳; ایمان کی اہمیت ۳; ایمان کے آثار ۳

درخت طوبی: درخت طوبی کی جگہ ۵

روایت: ۵

سعادت: آخرت کی سعادت کے اسباب ۳; دنیا کی سعادت کے اسباب ۳

سعادت مند: ۲

صالحین: صالحین کا اچھا انجام ۲; صالحین کی دنیاوی زندگی ۱; صالحین کی سعادت اخروی ۲

عمل صالح: عمل صالح اور ایمان ۳; عمل صالح کی اہمیت ۳; عمل صالح کے آثار ۱، ۳

مؤمنین: مؤمنین کا اچھا انجام ۲; مؤمنین کی آخرت کی سعادت ۲; مؤمنین کی دنیاوی زندگی ۱; مؤمنین کے فضائل

(۱) مجمع البیان ج ۵ ص ۴۴۸; نور الثقلین ج ۲ ص ۵۰۶ ح ۱۳۷۔

### آیت ۳۰

﴿كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ﴾

اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی قوم کے درمیان بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان چیزوں کی تلاوت کریں جنہیں ہم نے آپ کی طرف بذریعہ وحی نازل کیا ہے حالانکہ وہ لوگ رحمان کے انکار کرنے والے ہیں۔ آپ ان سے کہتے کہ وہ میرا رب ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اسی پر میرا اعتماد ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے (۳۰)

- ۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ ، لوگوں کے درمیان خداوند متعال کے بھیجے ہوئے رسول تھے۔ اُرسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ
  - ۲۔ پیغمبر اسلام ﷺ رسالت میں اور وحی کو حاصل کرنے میں گزشتہ امتوں کے انبیاء علیہ السلام کی طرح تھے اور ان کی امت کا ان سے برتاؤ ایسے ہی تھا جیسے گزشتہ امتوں کا اپنے انبیاء علیہ السلام کے ساتھ تھا۔
- كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

(كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ...) کے جملے میں جو تشبیہ ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مشبہ، مشبہ بہ اور وجہ شبہہ موجود ہو۔ کہا گیا ہے کہ (مشبہہ) "پیغمبر اسلام ﷺ کو اپنی امت کی طرف بھیجنا ہے" "مشبہ بہ" گزشتہ امتوں میں انبیاء (ع) کو بھیجنا ہے اور (وجہ شبہہ) ایسے حقائق ہیں جنکو گزشتہ آیات یا اسی

مورد بحث آیت سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ ان حقائق میں سے خود ذات رسالت، وحی کا آنا، رسالت کی ذمہ داری، اور رسول کو بھیجنے کا ہدف و مقصد (لتتلوا علیہم...) امتوں کا برتاؤ، ان کا انجام، لوگوں کی ہدایت اور گمراہی میں انبیاء علیہ السلام کو بھیجنے کے بعد خداوند متعال کی روش و طریقہ (قل إن اللہ یضل من یشاء ویہدی الیہ من أناب) و... وغیرہ ہیں۔

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت اور امت سے پہلے متعدد امتوں کا مٹ جانا اور ظاہر ہونا اور انبیاء (علیہم السلام) سے ان کا بہرہ مند ہونا۔ أرسلناک فی امة قد خلت من قبلها امم

(خلوا) "خلت" کا مصدر ہے اس کے معانی میں سے ایک معنی گذر جانا ہے اور امتوں کا گذرنا اور چلے جانا سے مراد، ان کی نابودی ہے (أرسلناک فی امة) یعنی امت کا رسول سے بہرہ مند ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان سے پہلے بھی امتیں تھیں اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہر امت خداوند متعال کی طرف سے ایک رسول رکھتی تھی۔

۳۔ لوگوں کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کرنا پیغمبر اسلام کی ذمہ داری اور انہیں پیغمبری عطا کرنے کے مقاصد میں سے تھا۔ أرسلناک ... لتتلوا علیہم الذی اوحینا الیک

(تلاوت) "تتلوا" کا مصدر ہے جس کا معنی پڑھنا ہے (لتتلوا) (أرسلناک) کے متعلق ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ کی ذمہ داری اور ان کو پیغمبر بنا کر بھیجنے کے مقصد کو بیان کرتا ہے۔

۵۔ قرآن مجید ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو خداوند متعال نے وحی کے ذریعہ پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل فرمایا۔ لتتلوا علیہم الذی اوحینا الیک

۶۔ پیغمبر اسلام ﷺ جس امت کی طرف مبعوث ہوئے انہوں نے خداوند رحمن سے کفر اختیار کیا۔ وہم یکفرون بالرحمن

۷۔ قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ پر جو وحی نازل ہوئی ہے اس کو قبول نہ کرنا، خداوند متعال اور اس کی رحمانیت سے کفر اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ لتتلوا علیہم الذین اوحینا الیک وہم یکفرون بالرحمن

کیونکہ عصر بعثت کے لوگ خصوصاً اہل مکہ اور اس کے اطراف کے لوگ خداوند متعال کے معتقد تھے پس (یکفرون بالرحمن) سے مراد (لتتلوا علیہم...) کے قرینے کی وجہ سے قرآن مجید کا انکار ہے اور قرآن مجید کے انکار کو کفر الہی سے تعبیر کرنا گویا اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن مجید کو قبول نہ کرنا اور اس سے انکاری ہونا ایسے ہی ہے جیسے خداوند متعال سے

کفر کیا گیا ہو۔

۸۔ پیغمبر اسلام ﷺ پر قرآن مجید اور وحی کا نازل ہونا، خداوند متعال کی وسیع رحمت کا جلوہ ہے۔  
وہم یکفرون بالرحمن

۹۔ عصر بعثت کے لوگ خداوند متعال کو رحمن کے نام و صفت سے نہیں پہچانتے تھے اور اسی وجہ اس سے کفر کرتے تھے۔ وہم یکفرون بالرحمن

اکثر مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ عصر بعثت کے لوگوں کے کفر سے مراد، خداوند کے (الرحمان) کے اسم و صفت سے ناگاہی ہے یعنی خداوند متعال کو اس اسم و صفت سے نہیں جانتے تھے اور جب قرآن مجید میں خداوند متعال کو اس نام (الرحمان) سے جب یاد کیا گیا تو اس سے انکاری ہوئے۔ اور انہوں نے کہا (رحمان) کون ہے اور کونسا خدا ہے۔

۱۰۔ فقط خداوند رحمن ہی پیغمبر اسلام ﷺ کا مربی اور مدبر ہے۔ قل ہو ربی لا الہ الا ہو

۱۱۔ فقط خداوند متعال ہی لائق عبادت ہے۔ لا الہ الا ہو

۱۲۔ ربوبیت الہی کا یقین، انسان کو اسکی عبادت پر آمادہ کرتا ہے۔ لا الہ الا ہو

۱۳۔ فقط خداوند متعال کی ذات پر توکل کرنا چاہیئے۔ علیک توکلت

(علیہ) کو (توکل) پر مقدم کرنا حصر کا فائدہ کے لیے ہے۔

۱۴۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی توحید، خداوند متعال پر توکل میں ہے۔ علیہ توکلت

۱۵۔ ربوبیت الہی اور اسکی وحدانیت پر یقین رکھنا، انسان کو توکل میں توحید اختیار کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔  
هو ربی لا الہ الا هو علیہ توکلت

(علیہ توکلت) کا جملہ ربوبیت الہی اور اسکی وحدانیت جو (ہو ربی) اور (لا الہ الا اللہ) سے حاصل ہوتی ہے کے نتیجے کے مقام پر ہے۔

۱۶۔ انسانوں نے، صرف خداوند متعال کی طرف لوٹنا ہے۔ و إلیہ متاب

(متاب) (تاب) کا مصدر میسی ہے جو لوٹ کر آنے کے معنی میں ہے۔ باء پر کسرہ یاء متکلم کے حذف پر دلالت کرتا ہے اور (إلیہ) کا اس پر مقدم ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے۔

۱۷۔ ربوبیت الہی اور اسکی وحدانیت پر اعتقاد رکھنا انسان کے اس یقین کا پیش خیمہ ہے کہ وہ خداوند متعال کی طرف حرکت کر رہا ہے اور اسکی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ہو ربی ... إلیہ متاب

(إلیہ متاب) کا جملہ (علیہ توکلت) کی طرح ربوبیت الہی اور اسکی وحدانیت کے نتیجے کی طرح ہے۔

۱۸۔ خداوند متعال، پیغمبر اسلام ﷺ کو کافروں کے ساتھ برتاؤ کرنے اور ان کو جواب دینے کی تعلیم دینے والا ہے۔  
قل ہو ربی ... و إلیہ متاب

اسماء و صفات: برحمن ۱۰، ۶

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ۱۶

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی تعلیمات ۱۸؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیاں ۸  
اللہ کے رسول: ۱

امتیں: امتوں میں شباهت ۳

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ اور تلاوت قرآن مجید ۳؛ آنحضرت ﷺ اور کفار ۱۸؛ آنحضرت ﷺ کا توکل ۱۳؛  
آنحضرت ﷺ کا مدبر ۱۰، آنحضرت ﷺ کا مربی ۱۰؛ آنحضرت ﷺ کا معلم ۱۸؛ آنحضرت ﷺ کی توحید ۱۳؛  
آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ۳؛ آنحضرت ﷺ کی نبوت ۱؛ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا فلسفہ ۳؛ حضرت محمد ﷺ کو  
وحی ہونا ۵، ۸

انبیاء: انبیاء کی تاریخ ۳؛ رسالت انبیاء سے شباهت ۲

انسان: انسانوں کا انجام ۱۶

ایمان: ایمان کا پیش خیمہ ۱۷؛ ایمان کے آثار ۱۵، ۱۲؛ توحید پر ایمان ۱۵؛ خداوند متعال کی ربوبیت پر ایمان ۱۲، ۱۵؛  
خداوند متعال کی طرف لوٹ جانے پر ایمان ۱۷

تشبیہات قرآن: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کی تشبیہ ۲۰

توحید: توحید ربوبی ۱۰؛ توحید عبادی ۱۱؛

توکل: توکل کا سبب ۱۵؛ خداوند متعال پر توکل ۱۳، ۱۳

ذکر: ربوبیت الہی کا ذکر ۱۲

عبادت: عبادت الہی کا پیش خیمہ ۱۲

عقیدہ: توحید پر عقیدہ ۱۴؛ ربوبیت الہی پر عقیدہ ۱۴

قرآن مجید: قرآن مجید کا وحی ہونا ۵، ۸؛ قرآن مجید کی تشبیہات ۲؛ قرآن مجید کی تکذیب ۴؛ قرآن مجید کی تلاوت کی اہمیت ۳

کفار: خداوند متعال سے کفر کرنے والے ۶؛ کفار سے برتاؤ کا طریقہ ۱۸

کفر: اللہ تعالیٰ سے کفر ۱۴؛ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت سے کفر ۴، ۹؛ کفر کے موارد ۴

گذشتہ امتیں: گذشتہ امتوں کا نابودی ہو جانا ۳؛ گذشتہ امتوں کی تاریخ ۳؛ گذشتہ امتیں اور انبیاء ﷺ ۲

لوگ: صدر اسلام کے لوگ اور رحمانیت الہی ۹؛ صدر اسلام کے لوگوں کا کفر ۶، ۹؛ صدر اسلام کے لوگوں کی جہالت ۹

مسلمین: مسلمین اور حضرت محمد ﷺ ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱۱؛ نظریہ کائنات اور ایڈیا لوجی ۱۲، ۱۵، ۱۷

وحی: وحی کا جھٹلانا ۷

### آیت ۳۱

﴿وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا أَفَلَمْ يَنبَأِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَىٰ النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾

اور اگر کوئی قرآن ایسا ۱۔ ہو جس سے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے چلایا جاسکے یا زمین طے کی جاسکے یا مردوں سے کلام کیا جاسکے (تو وہ یہی قرآن ہے) بلکہ تمام امور اس کے لئے ہیں تو کیا ایمان والوں پر واضح نہیں ہوا کہ اگر خدا جبراً چاہتا تو سارے انسانوں کو ہدایت دے دیتا اور ان کافروں ۲۔ پر ان کے کرتوت کی بنا پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت پڑتی رہے گی یا ان کے دیار کے آس پاس مصیبت آتی رہے گی یہاں تک کہ وعدہ الہی کا وقت آجائے کہ اسے اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے (۳۱)

۱۔ نزول قرآن جو پہاڑوں کو حرکت میں لاتا ہے، زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے، مردوں کو زندہ کرتا ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہدایت کا چراغ نہیں بن سکتا جن کو خداوند متعال ہدایت نہ دینا چاہتا ہو۔  
و لو أن قرء انا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او كلم به الموتی

(تیسیر) "سیرت" کا مصدر ہے جو حرکت دینے کے معنی میں آتا ہے اور (تقطیع) "قطعت" کا مصدر ہے جو بہت گہرا سوراخ

کرنے کے معنی میں آتا ہے یا ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے معنی میں آتا ہے حرف باء تینوں مذکورہ جملات میں استعانت کے معنی میں ہے (بل الله الامر) کا جملہ اور (ان لو يشاء الله لهدى الناس) کا جملہ یہ بتاتا ہے کہ "لو ان" کا جواب شرط "لم تھيدوا ان لم يشاء الله" جیسا جملہ ہے۔

۲۔ وہ لوگ جو تلاوت قرآن مجید سے ہدایت حاصل نہیں کرتے اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے حتیٰ ان کے لیے مردے بھی زندہ ہو جائیں اور وہ آخرت کے حقائق کو ان کے لیے بیان کریں تب بھی وہ ہدایت نہیں پائیں گے۔  
و لو ان قرء انا ... کلم به الموتي

جملات (سیرت به الجبال) اور (قطعت به الارض) اور (کلم به الموتي) یہ ان معجزات کی حکایت کرتے ہیں جن کی کفار نے درخواست کی تھی مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ جملہ (کلم به الموتي) اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انہوں نے آخرت کے بارے میں یقین پیدا کرنے کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ سے درخواست کی کہ مردوں کو زندہ کرے تاکہ مرنے کے بعد والی دنیا اور آخرت کے بارے میں انہیں خبر دیں۔

۳۔ وہ لوگ جو مشاہدہ کرنے اور قرآن مجید جو پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہوا ہے کی تلاوت کرنے سے ہدایت نہیں پاتے وہ کسی نشانی و معجزے سے ہدایت حاصل نہیں کر سکیں گے۔ و لو ان قرء انا سیرت به الجبال ... بل لله الامر جمیعا  
۳۔ انسانوں کی ہدایت، خداوند متعال کے ہاتھ اور اسی کے اختیار میں ہے۔ و لو ان قرء انا ... بل لله الامر جمیعا  
(الامر) کا مصداق جو قرینہ "أفلم یأئیس ... أن لو يشاء الله لهدى الناس" اور "قل إن الله یضل من یشاء و یرہدی ..." کی وجہ سے جو آیت ۲۷ میں ہے، انسانوں کی ہدایت اور ضلالت ہے۔

۵۔ خداوند متعال تمام امور کا منشا و سبب ہے اور تمام چیزیں اس کے ہاتھ سے جاری و ساری ہیں۔ لله الامر جمیعا

۶۔ مشیت الہی نافذ ہونے والی اور تخلف ناپذیر ہے۔ أن لو يشاء الله لهدى الناس جمیعا

۷۔ تمام لوگوں کا ہدایت یافتہ ہونا، مشیت اور تقاضا الہی نہیں ہے۔ أن لو يشاء الله لهدى الناس جمیعا

یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہاں مشیت سے مراد مشیت تکوینی ہے ورنہ خداوند متعال مشیت تشریعی میں تمام لوگوں کی ہدایت کو چاہتا ہے۔

۸۔ عصر بعثت کے مؤمنین، ظہور معجزہ کے خواہاں تھے تا



کہ کفار، اسلام و قرآن کی طرف توجہ اور میلان پیدا کریں۔ اَفْلَمْ يَأْتِئِسَ الَّذِينَ ءَامَنُوا اَنْ لَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَهْدٰى النَّاسَ جَمِيعًا خداوند متعال کا مؤمنین پر جملہ "اَفْلَمْ يَأْتِئِسَ الَّذِينَ ءَامَنُوا" کے ذریعہ اعتراض کرنا اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ ہدایت اور ضلالت دست الہی میں ہے نہ معجزہ دکھانے میں، یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ مؤمنین یہ چاہتے تھے کہ کفار جو معجزات کی خواہش کرتے تھے وہ پوری ہونی چاہیئے ممکن ہے کہ وہ ہدایت حاصل کر لیں۔

۹۔ اس بات پر یقین رکھنا کہ لوگوں کی ہدایت مشیت الہی سے مربوط ہے نہ معجزات دکھانے سے اس سے مؤمنین کی یہ توقع کہ کفار کو معجزہ دکھایا جائے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اَفْلَمْ يَأْتِئِسَ الَّذِينَ ءَامَنُوا اَنْ لَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَهْدٰى النَّاسَ جَمِيعًا

۱۰۔ لوگوں کی ہدایت مشیت الہی سے مربوط ہے یہ ایسے معارف ہیں کہ اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ ان کے بارے میں یقین رکھیں۔ اَفْلَمْ يَأْتِئِسَ الَّذِينَ ءَامَنُوا اَنْ لَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَهْدٰى النَّاسَ جَمِيعًا

(یئاس) کے فعل کے اندر (یعلم) کا معنی پوشیدہ ہے اور جملہ (اَنْ لَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ ...) (یعلم) کے فعل کے لیے مفعول ہے اور "یئاس" کا متعلق محذوف ہے اس پر قرینہ جملہ (مَنْ اهْتَدٰى اَتْمَمْ) کا سیاق ہے اس صورت میں جملہ "اَفْلَمْ يئاس..." کا معنی یوں ہوگا: کیا اہل ایمان یہ نہیں جانتے کہ اگر خداوند متعال چاہتا تو تمام انسانوں کو ہدایت کر دیتا تو کیا وہ اس سے ناامید نہیں ہو گئے کہ کافر لوگ (جو قرآن مجید کے ہوتے ہوئے ایمان نہیں لائے) وہ ہدایت حاصل کریں۔

۱۱۔ عصر بعثت میں مکہ اور اس کے اطراف کے کفار، سخت اور مٹا دینے والی مصیبتوں میں مبتلا تھے۔  
و لا یزال الذین کفروا تصیبهم بما قارعة او تحل قریباً من دارهم

(قرع) کا معنی ایک شے کو دوسری شے پر مارنا ہے اور (قارعة) کا معنی مارنے کے ہے یہ لفظ ایک محذوف موصوف جیسے (مصیبت) کی صفت ہے اور (تحل) میں ضمیر (قارعة) کی طرف پلٹتی ہے اور (لا یزال ...) کے جملے کا سیاق قضیہ خارجیہ کے جملے کی حکایت کرتا ہے اس وجہ سے (الذین کفروا) کا جملہ مخصوص کفار کی طرف اشارہ کرتا ہے مفسرین کے نزدیک وہ کفار مکہ ہیں تو اس لحاظ سے (دار) سے مراد مکہ ہے اور (قریباً من دارهم ...) سے مراد اطراف اور جوار مکہ ہے۔

۱۲۔ عصر بعثت کے لوگوں کا کفر کو اختیار کرنا اور قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ سے ان کی مخالفت کرنا ان پر سخت اور تباہ و برباد کر دینے والی مصیبتوں کا سبب بنا۔

و لا يزال الذين كفروا تصيبهم بما صنعوا قارعة او تحلّ قريباً من دارهم

مذکورہ بالا معنی صرف باء جو (بما صنعوا) ہے اسکو سببیت قرار دینے سے حاصل ہوا ہے اور جملہ (ما صنعوا) سے مراد گذشتہ آیات کے قرینہ کی وجہ سے قرآن کا انکار اور پیغمبر اسلام کی رسالت کی مخالفت اور اس طرح کی باتیں ہیں۔

۱۳۔ کسی علاقہ کے اطراف اور اگر دنواح میں امن کا نہ ہونا، اس علاقے کی سلامتی کے ختم ہونے کا سبب ہے۔  
او تحلّ قريباً من دارهم

اطراف اور جو ارمکہ میں نا امنی کا ہونا اس علاقے کے لیے خوف و تہدید کا موجب بنا اس سے مذکورہ معنی کو حاصل کیا گیا ہے۔

۱۴۔ وہ لوگ جو قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کے ساتھ جنگ کرنے پر اتر آتے ہیں ان کے لیے دنیاوی عذابوں میں گرفتار ہونے کا خطرہ ہے۔ و لا يزال الذين كفروا تصيبهم بما صنعوا قارعة

۱۵۔ کفار کی شکست و نابودی اور اہل ایمان کی کامیابی، خداوند متعال کی طرف سے کفار کے لیے دھمکی اور عصر بعثت کے مؤمنین کے لیے خوشخبری تھی۔ حتی یأتی و عدالله

۱۶۔ قرآن مجید کی پیشگوئیوں میں سے یہ ہے کہ مکہ اور اس کے اطراف کے کفار شکست کھائیں گے۔  
و لا يزال الذين كفروا تصيبهم بما صنعوا قارعة حتی یأتی و عدالله

۱۷۔ خداوند متعال کے وعدے قطعی اور تخلف ناپذیر ہیں۔ ان الله لا یخلف الميعاد

۱۸۔ "عن ابی جعفر علیہ السلام فی قوله: " و لا يزال الذين كفروا تصيبهم بما صنعوا قارعة" و هی النعمة" او تحلّ قريباً من دارهم " فتحل بقوم غیرہم فیرون ذلك و یسمعون به والذین حلت بهم عصاة کفار مثلهم و لا یتعظ بعضهم ببعض و لن یذالوا کذلک " حتی یأتی وعد الله " الذی و عد المؤمنین من النصر و یخزی الله الکافرین" (۱)

امام باقر علیہ السلام سے خداوند متعال کے اس قول (ولا يزال...) کے بارے میں روایت ہے کہ (قارعة) سے مراد، مصیبت ہے اور جملہ (او تحلّ قريباً من دارهم) سے مراد یہ ہے (یعنی) عقوبت و مصیبت کسی دوسری قوم پر آئے گی یہ ان کو دیکھیں گے اور سنیں گے۔ جو ان کی

طرح کافر اور گنہگار ہیں (لیکن) بعض دوسروں سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتے اور وہ ہمیشہ ایسے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ وعدہ الہی ان تک پہنچ جائے۔ (و حتی یاتی وعد اللہ...) یہ وہی وعدہ ہے جو مؤمنین کو دیا گیا ہے کہ خداوند متعال ان کو کامیاب و کامران کرے گا اور کافروں کو ذلیل و خوار کرے گا۔

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۱۱

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کے ساتھ دشمنی کے آثار ۱۲، ۱۳

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا ۳؛ اللہ تعالیٰ کی دھمکیاں ۱۵؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت ۷؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حتمی ہونا ۶؛ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آثار ۱، ۹، ۱۰؛ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حتمی ہونا ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے وعدے ۱۵، ۱۸

امور: امور کا منشاء و سبب ۵

ایمان: ایمان کے آثار ۹

توحید: توحید افعالی ۵

روایت: ۱۸

عذاب: دنیاوی عذاب کے اسباب ۱۳

قارعہ: قارعہ سے مراد ۱۸

قرآن مجید: قرآن مجید سے دشمنی کے آثار ۱۲، ۱۳؛ قرآن مجید کا کردار ۳؛ قرآن مجید کی پیشگوئی ۱۶؛ قرآن مجید کی تلاوت کے آثار ۲، ۳

کفار: صدر اسلام کے کفار کی شکست ۱۵؛ صدر اسلام کے کفار کی ہلاکت ۱۵؛ صدر اسلام کے کفار کے مصائب ۱۱؛ کفار اور آخرت پر ایمان ۲؛ کفار اور آنحضرت محمد ﷺ ۱۲؛ کفار اور اسلام ۸؛ کفار اور قرآن مجید ۸؛ کفار پر معجزے کا بے اثر ہونا ۱، ۲، ۳؛ کفار کا عبرت حاصل نہ کرنا ۱۸؛ کفار کا ہدایت حاصل نہ کرنا ۱، ۲، ۳؛ کفار کی ذلت ۱۸؛ کفار کی سزا ۱۸

کفر: آنحضرت ﷺ سے کفر ۱۲؛ قرآن مجید سے کفر ۱۲ کفر کے آثار ۱۲

مؤمنین:

صدر اسلام کے مؤمنین سے وعدہ ۱۵؛ صدر اسلام کے مؤمنین کی کامیابی ۱۸؛ مؤمنین سے وعدہ ۱۸؛ مؤمنین کی ذمہ داری ۱۰؛ مؤمنین کی کامیابی ۱۸

مسلمین: صدر اسلام کے مسلمین کی خواہشات ۸

مصیبت: مصیب کے اسباب ۱۲

معجزہ: پہاڑ کو حرکت دینے کا معجزہ ۱؛ زمین کو سوراخ کرنے اور توڑنے کا معجزہ ۱؛ مردوں کا کلام کرنے کا معجزہ ۲؛ مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ ۱؛ معجزہ اقتراح ۸؛ معجزہ اقتراح کے موانع ۹؛ معجزہ کا کردار ۹

مکہ: اطراف مکہ کے کافروں کی شکست ۱۶؛ اطراف مکہ کے کفاروں کی ہلاکت ۱۶؛ اطراف مکہ کے کافروں کے مصائب ۱۱؛ مکہ کے کافروں کی شکست ۱۶؛ مکہ کے کافروں کی ہلاکت ۱۶؛ مکہ کے کافروں کے مصائب ۱۱

ناامنی: ناامنی کے اسباب ۱۳

### آیت ۳۲

﴿وَلَقَدْ اسْتَهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾

پیغمبر آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا ہے تو ہم نے کافروں کو تھوڑی دیر کی مہلت دیدی اور اس کے بعد اپنی گرفت میں لے لیا تو کیسا سخت عذاب ہوا (۳۲)

۱۔ پیغمبر اسلام سے پہلے متعدد انبیاء مبعوث بہ رسالت ہوئے۔ و لقد استهزی برسل من قبلك

۲۔ گزشتہ امتوں میں سے چند گروہ اپنے پیغمبروں کی رسالت کے منکر ہو گئے۔ فأملیت للذین كفروا

۳۔ گذشتہ امتوں کے کفار اپنے پیغمبروں کا مذاق اور مسخرہ کرتے تھے۔ و لقد استهزی برسل من قبلك فامليت للذين كفروا

۳۔ خداوند عالم، پیغمبروں سے کفر کرنے والوں اور مذاق اڑانے والوں کو مہلت دیتا اور فوراً انکو عذاب نہیں دیتا تھا۔ فامليت للذين كفروا

(املاء) "امليت" کا مصدر ہے جو مہلت دینے کے معنی میں آتا ہے اور تاخیر میں ڈالنے اور عمر طولانی کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۵۔ خداوند متعال مدتوں کے بعد اور زمانے کے گزرنے کے بعد کفر کرنے والوں اور انبیاء ﷺ کا مذاق اڑانے والوں کو اپنی عقوبتوں اور عذاب میں مبتلا کر دیتا تھا۔ فامليت ... ثم أخذتهم فكيف كان عقاب

۶۔ کافروں کے عذاب میں تاخیر کرنا، خداوند متعال کی سنتوں و طریقوں میں سے ہے۔ و لقد استهزيء برسل من قبل فامليت للذين كفروا

کیونکہ عذاب کی تاخیر تمام کفار کے لیے تھی اس یہ استفادہ (کہ یہ سنت و طریقہ الہی ہے) ہوتا ہے۔

۷۔ کفار پر بغیر کسی مہلت کے ان پر نزول عذاب کی توقع کرنا، نامناسب توقع ہے۔ و لقد استهزی برسل من قبلك فامليت للذين كفروا

۸۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سخت اور دردناک ہیں۔ فكيف كان عقاب

اوپر والے جملہ میں استفہام تعجب کے لیے ہے اور شدت عقوبت و عذاب کی حکایت کرتا ہے اور (عقاب) کی "با" پر کسرہ (یاء متکلم) کے حذف پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی (عقابی) تھا۔

۹۔ انبیاء ﷺ کا مذاق اڑانے والوں اور ان کی رسالت کا انکار کرنے والوں پر عذاب، خداوند متعال کی سنتوں میں سے ہے۔ ثم أخذتهم فكيف كان عقاب

۱۰۔ خداوند متعال کی پیغمبر اسلام ﷺ اور اسکے مؤمنین کو دلداری اور تسلی دینا۔ و لقد استهزی برسل من قبلك ... ثم أخذتهم فكيف كان عقاب

گذشتہ امتوں کے مذاق اڑانے اور ان کو سزا دینے کے بیان کرنے کا مقصد اس قرینے کے ساتھ کہ مخاطب پیغمبر اسلام ﷺ ہیں حضرت ﷺ کو تسلی دینا مقصود ہے۔

۱۱۔ گذشتہ امتوں کے مذاق اڑانے والے اور کفر اختیار کرنے والوں پر عقوبتوں اور عذابوں کا نازل ہونا یہ دلیل ہے کہ وہ کفار خداوند متعال کے وعدہ اور وعیدوں و دھمکیوں کی مخالفت اور بے پروائی میں بہت آگے بڑھ گئے تھے۔  
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ ... و لقد استهزى برسلى من قبل ... ثم اخذتهم

(ثم أخذتم ...) کی آیت جو مورد بحث ہے وہ (حتى يأتى و عد الله إن الله لا يخلف الميعاد) کے لیے دلیل ہے۔

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کو تسلی دینا ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی دھمکیوں کا حتمی ہونا ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی سزاؤں کی خصوصیات ۸؛ اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۵؛ اللہ تعالیٰ کی سنیں ۶، ۹؛ اللہ تعالیٰ کی مہلت دینا ۳

اللہ تعالیٰ ی سنیں اور عادتیں: مہلت دینے کی سنت ۶:

انبیاء علیہ السلام: آنحضرت ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑانا ۳؛ انبیاء علیہ السلام کا مذاق اڑانے والوں پر عذاب ۹؛ انبیاء (ع) کا مذاق اڑانے والوں کو مہلت دینا ۳، ۵؛ انبیاء علیہ السلام کا مذاق اڑانے والوں کی سزا ۵؛ انبیاء علیہ السلام کی تاریخ ۱

بے جا توقعات: ۴

سزا: سزا کے مراتب ۸

عذاب: عذاب میں تاخیر ۳، ۵، ۶، ۷

کفار: کفار پر عذاب ۹؛ کفار پر عذاب کی درخواست ۷؛ کفار کو مہلت ۳، ۵، ۶؛ کفار کی سزا ۵

گذشتہ امتیں: گذشتہ امتوں کی تاریخ ۲، ۳؛ گذشتہ امتوں کے کفار ۲؛ گذشتہ امتوں کے کفار کا مذاق اڑانا ۳؛ گذشتہ میں سے کے کفار کی سزا ۱۱؛ گذشتہ امتوں کے مذاق اڑانے والوں کی سزا ۱۱

مؤمنین: مؤمنین کو تسلی اور دلداری دینا ۱۰

### آیت ۳۳

﴿أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ وَمَن يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ﴾

کیا وہ ذات جو ہر نفس کے اعمال کے نگران ہے اور انہوں نے اس کے لئے شریک فرض کر لئے ہیں تو کہئے کہ ذرا شرکاء کے نام تو بتاؤ تم خدا کو ان شرکاء کی خبر دے ۳۔ رہے ہو جن کی ساری زمین میں اسے بھی خبر نہیں ہے یا فقط یہ ظاہری الفاظ ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ کافروں کے لئے ان کا مکر آراستہ ہو گیا ہے اور انہیں راہ حق سے روک دیا گیا ہے اور جسے خدا ہدایت نہ دے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے (۳۳)

۱۔ انسانوں کا موجود ہونا اور ان کی دستاویزات اور ان کے امور کا نظم و ضبط خداوند متعال کے ہاتھ میں ہے۔  
أَفَمَنْ كَانَ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ

(کسی پر قائم ہونے) کے معنی یہ ہیں کہ ان کی زندگی کے تمام امور اختیار میں رکھنا امور میں تدبیر، نظم و ضبط دینا ہے اور (بما لست) میں باء (مع) کے معنی میں ہے اور (من ہو...) سے مراد، خداوند متعال ہے اس صورت میں (من ہو قائم...) سے مراد یہ ہے کہ خداوند متعال انسانوں کو خلق و قائم کرنے والا ہے اور وہ چیز جو انہوں نے حاصل کی ہے۔ اور ان کے ہاتھ

۲۔ کوئی شے اور کوئی شخص (اہل شرک و غیرہ کے معبودوں میں سے) خداوند متعال کے ہم پلہ نہیں ہے اور انسانوں کے امور میں نظم و ضبط دینے اور ان کو قائم کرنے اور چلانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ (أَفَمَنْ ہو) میں "من" بتدا ہے اور اسکی خبر شبہہ جیسے (کمن لیس کذلک) ہے۔

۳۔ مشرکین اس بات کا اعتراف کرنے کے باوجود کہ لوگوں کے امور کو چلانے والا خداوند متعال ہے پھر بھی اس کے متعدد شرکاء کے قائل ہو گئے۔ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ

۳۔ لوگوں کے امور میں نظم و ضبط دینا اور ان کو چلانا پرستش اور عبادت کے علائق معبود کی خصوصیات میں سے ہے۔  
أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ جَعَلُوا اللَّهَ شُرَكَاءَ

۵۔ اہل شرک کے معبود، عبادت و پرستش کی شائستگی اور خدائی خصوصیات سے خالی ہیں۔ قل سموهم  
(سمووا) کا مصدر (تسمیۃ) ہے جس کا معنی نام رکھنا یا نام لینا ہے اور خیالی معبودوں کے نام لینے سے مراد خداوند عالم کی خصوصیات کو بیان کرنے کے قرینے کے مقابلہ میں یہ ہے کہ ان کی صفات بیان کی جائیں صرف نام لینا کافی نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں بت کا نام لات یا عززی وغیرہ ہے۔

۶۔ اہل شرک کے خداؤں کی صفات کی طرف توجہ کرتے ہوئے انسان کے اطمینان کے لیے کافی ہے کہ وہ خداوند متعال کے شریک نہیں ہیں اور لائق عبادت و پرستش نہیں ہیں۔ قل سموهم

جملہ (قل سموهم) ان سے کہو کہ اپنے خیالی خداؤں کی صفات بیان کریں اصل میں یہ استدلال ہے کہ شرک کے تصور کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ یعنی تم خود ہی بتوں کی خصوصیات کو شمار کرو اور یہی کافی ہے۔ کہ سمجھ لو کہ وہ الوہیت اور ربوبیت کے لائق نہیں ہیں اور وہ شریک خدا بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

۷۔ خداوند متعال اپنے کسی شریک کے بارے میں بے اطلاع ہے۔ ام تَنْبُؤْنَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ  
(تنبی) (تنبؤنہ) کا مصدر ہے جو خبر دینے اور اطلاع دینے کے معنی میں آتا ہے (فی الارض) (ما) کے لیے قید ہے اور دوسرے لفظوں میں ضمیر مخذوفی کے لیے حال ہے جو لفظ (ما) کی طرف لوٹتی ہے اسی وجہ سے (أَمْ تَنْبُؤْنَهُ...) کا معنی یہ ہوگا کہ کیا خداوند متعال کو اس کی خبر دیتے ہو جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا۔ خداوند متعال کا کسی شئی کے بارے میں اطلاع نہ رکھنا یہ کنایہ ہے کہ وہ شئی وجود نہیں رکھتی۔

۸۔ اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ خداوند متعال کسی کو اپنے شریک ہونے کی حیثیت سے نہیں جانتا یہ بات انسان کو توحید کی طرف میلان اور شرک کی طرف جھکنے سے روکتی ہے۔ ام تَنْبُؤْنَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ

۹۔ مشرکین کا یہ دعویٰ کہ خداوند متعال کے لیے شریک ہے یہ دعویٰ حقیقت سے خالی اور باطل پر مبنی ہے۔  
ام يَظْهَرُ مِنَ الْقَوْلِ



(ظاہر من القول) یعنی ایسی کلام جو واقعیت نہیں رکھتی اور حقیقت سے خالی ہے (بظاہر) ایک فعل محذوف کے متعلق ہے اسکی کلام یا تقدیر میں یوں ہوگا (قل... ام تسموئهم شرکاء بظاہر من القول) کہہ دو بلکہ اس ظاہری گفتگو سے جو کہ واقعیت سے خالی ہے ان کو خدا کے شریک قرار دیتے ہو۔

۱۰۔ اہل شرک کا عقیدہ جب کہ یہ واضح ہے کہ وہ باطل ہے اور اس کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے تب بھی ایسا عقیدہ تھا جو ان کے لیے مزین و ظاہری سجاوٹ کے ساتھ تھا۔ بل زین للذین کفروا مکرہم

(مکرہم) سے مراد عقیدہ مشرکین ہے یعنی خداوند متعال کے لیے شریک قرار دینا، اور ان شریکوں کی پرستش کرنا ہے کیونکہ یہ ایسی شے ہے جو ان کے لیے زینت دی گئی ہے اور بناوٹ اور سنوار کر مزین کی گئی ہے۔

۱۱۔ خداوند متعال کے لیے شریک خیال کرنا اور جھوٹے معبودوں کی پرستش یہ ایسا عقیدہ تھا جو مکرو حیلہ سے پرورش پایا ہوا تھا۔ بل زین للذین کفروا مکرہم

شرک کرنے کو مکرو حیلہ سے توصیف کرنا اور نام دینا اس نکتے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شرک اور غیر اللہ کی پرستش و عبادت کی اساس و بنیاد مکرو حیلہ ہے۔

۱۲۔ مشرکین اپنے جھوٹے خداؤں کی عبادت و پرستش میں اپنے آپ کو دھوکا دیے ہوئے تھے۔ بل زین للذین کفروا مکرہم

یہ کہ (زین) کا فاعل محذوف کیا ہے؟ اسمیں چند احتمالات ہیں ۱۔ شیطان ۲۔ کفر و شرک کرنے والوں کے سردار ۳۔ خود کفار مذکورہ بالا معنی اس بنیاد پر ہے کہ تیسرا احتمال ہو۔ تو اس صورت میں معنی یوں ہوگا "زین الکافرون لانفسہم مکرہم" اسکا معنی یہ ہے کہ کفار اپنے شرک کو بے بنیاد دلیلوں سے توجیہ کرتے اور پھر آہستہ آہستہ ان کو زیبا اور خوبصورت دیکھتے ہیں۔

۱۳۔ انسان کا جھکاؤ خوبصورت چیزوں کی طرف ہوتا ہے۔ بل زین للذین کفروا مکرہم

۱۴۔ مشرکین صحیح اور منطقی راستے (توحید) کے راستے سے ہٹ گئے تھے۔ و صدوا عن السبیل

۱۵۔ مشرکین کا خود کو فریب دینا اور شرک کے خیالی تصور کو مزین دیکھنا ان کو توحید کی طرف جھکاؤ سے روکتا ہے۔ و صدوا عن السبیل

(صدّ) (صدّوا) کا مصدر ہے جسکا معنی لوٹانا ہے اور ظاہراً یہ ہے کہ (صدوا) کا فاعل محذوف ہے جو مکرو جیلہ ہے جو اصل میں مشرکین کے شرک اختیار کرنے کا سبب ہے۔

۱۶۔ خداوند متعال، مشرکین کو گمراہ کرنے والا ہے۔ و من یضلل اللہ فما له من ہاد

۱۷۔ جسکو خداوند متعال گمراہ کرتا ہے کوئی بھی اسکی ہدایت نہیں کر سکتا۔ و من یضلل اللہ فما له من ہاد

۱۸۔ انسان کی ہدایت و گمراہی خداوند متعال کے دست قدرت اور اختیار میں ہے۔ و من یضلل اللہ فما له من ہاد

۱۹۔ جھوٹے خداؤں کو انتخاب کرنے میں مشرکین کا فریب اور جیلہ سبب بنا ہے کہ خداوند عالم کا ارادہ ان کی گمراہی کے متعلق ہو جائے۔ بل زین للذین کفروا مکرمہم ... و من یضلل اللہ فما له من ہاد

قرآن مجید ایک اعتبار سے جیلہ و مکرو مشرکین کی گمراہی کا سبب سمجھتا ہے اور دوسرے طرف سے خداوند متعال کو ان کی گمراہی کا سبب شمار کرتا ہے۔

یہ دو حقیقتیں ان نکات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہ صحیح ہے خداوند متعال گمراہ کرنے والا ہے لیکن اسکا سبب انسان خود فراہم کرتا ہے اور حقیقت میں ان کو گمراہ بنانے میں ان کے خود اپنے عقیدے کی سزا ہے۔

۲۰۔ انسان اپنی ہدایت اور گمراہی میں مناسب کردار ادا کرتا ہے۔ بل زین للذین کفروا مکرمہم ... و من یضلل اللہ فما له من ہاد

۲۱۔ "عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال إعلم ... إن الله تبارک و تعالی ... قائم لیس علی معنا انتصاب و قیام علی ساق فی کبد کما قامت الاشیاء و لكن " قائم " یخبر أنه حافظ و الله هو القائم علی کل نفس بما کسبت (۱)

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا یہ جان لو... کہ خداوند تبارک و تعالی قائم ہے اسکا معنی یہ نہیں کہ وہ کھڑا ہے اور آسمان کے درمیان اپنے پاؤں کے ساتھ کھڑا ہوا ہے جس طرح چیزیں کھڑی ہوتی ہیں اور قیام میں ہوتی ہیں بلکہ (خداوند متعال) قائم ہے اس معنی کے ساتھ کہ وہ حافظ و محافظ ہے فقط خداوند متعال کی ذات ہے جو ہر انسان کی محافظ ہے اور جو اس نے کمایا ہے اور حاصل کیا ہے اسکا بھی محافظ ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا بے مثل و مثال ہونا ۲، ۷؛ اللہ تعالیٰ کا پاک و پاکیزہ ہونا ۷؛ اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا اللہ ۱۸؛ تعالیٰ کی خالقیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ۲؛ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ۱؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۲؛ اللہ تعالیٰ کی گمراہی ۱۶، ۱۷؛ اللہ تعالیٰ کے قیام سے مراد ۲۱؛ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کا سبب ۱۹؛ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کی خصوصیات ۱۷

ایمان: توحید پر ایمان لانے کا سبب ۶

توحید: توحید ربوبی ۱، ۲

جھکاؤ: توحید کی طرف جھکاؤ کا سبب ۸؛ توحید کی طرف جھکاؤ کے موانع ۱۵؛ نسبائی اور خوبصورتی کی طرف جھکاؤ ۱۳  
خود: خود اپنے ساتھ ساتھ مکر ۱۲؛ خود اپنے ساتھ ساتھ مکر کے آثار ۱۵، ۱۹  
ذکر: ذکر کے آثار ۸

روایت: ۲۱

شرک: شرک کا باطل و بے دلیل ہونا ۹؛ شرک کا بے منطق و دلیل ہونا ۱۰؛ شرک کا سبب ۱۱؛ شرک کو مزین کرنا ۱۰  
شرک کے باطل ہونے کا ہونے کی وضاحت ۱۰؛ شرک کے مزین کرنے کے آثار ۱۵؛ شرک کے موانع ۸  
گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۱۷

گمراہی: گمراہی کا پیش خیمہ ۲۰؛ گمراہی کا منشا و سبب ۱۸

مشرکین: مشرکین اور توحید ۱۳؛ مشرکین کا اقرار ۳؛ مشرکین کا شرک عبادی ۱۲؛ مشرکین کا عقیدہ ۳، ۱۰؛ مشرکین کا محروم ہونا ۱۳؛ مشرکین کا مکر ۱۲، ۱۵؛ مشرکین کی گمراہی کا سبب ۱۶؛ مشرکین کی ہٹ دھرمی ۳؛ مشرکین کے معبودوں کا باطل ہونا ۹؛ مشرکین کے معبودوں میں صلاحیت کا نہ ہونا ۵، ۶؛ مشرکین کے مکر کے آثار ۱۹

معبود: معبود کی ربوبیت ۲

معبودیت: معبودیت کا معیار ۳

مکر: مکر کے آثار ۱۱

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۲

نظریہ کائنات: توحیدی نظریہ کائنات ۱، ۲

ہدایت: ہدایت سے محروم ۱۳؛ ہدایت کا پیش خیمہ ۲۰؛ ہدایت کا منشا و سبب ۱۸

### آیت ۳۳

﴿لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ﴾

ان کے لئے زندگانی دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو اور زیادہ سخت ہے اور پھر اس سے بچانے والا کوئی نہیں ہے (۳۳)

۱۔ کفار، مشرکین، گمراہ لوگ اور وہ جو انبیاء علیہم السلام کا مسخرہ اڑاتے ہیں دنیا و آخرت کے سخت عذابوں میں گرفتار ہوں گے۔ لہم عذاب فی الحیوة الدنیا ولعذاب الآخرة اشق

(لہم) کی ضمیر سے مراد آیت ۳۱، ۳۲ کے قرینے کی وجہ سے کفار، مشرکین، مذاق اڑانے والے اور گمراہ لوگ ہیں۔

۲۔ آخرت کے عذاب، دنیا کے عذابوں کی نسبت بہت سخت اور خطرناک ہیں۔ و لعذاب الآخرة اشق

"اشق" اسم تفضیل ہے (شق) کے مصدر سے ہے۔ اور اشق کا معنی سخت اور دشوار ہونا ہے۔

۳۔ عذاب الہی کے نازل ہونے میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ و ما لهم من الله من واق

(واق) (وقایہ) کے مصدر سے اسم فاعل ہے جس کا معنی محفوظ رکھنا اور محافظت کرنے کے ہے اور (من الله) سے مراد

اس سے پہلے والے جملات کو مد نظر رکھتے ہوئے (من عذاب الله) ہے۔

۳۔ اہل شرک کے معبود، ان کو اللہ کے عذابوں سے نجات دینے پر قادر نہیں ہیں۔ و ما لهم من الله من واق  
کیونکہ گفتگو مشرکین کے بارے میں ہو رہی ہے اس وجہ سے (واق) کا مصداق جو مورد نظر ہے وہ اہل شرک کے معبود ہیں

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے نجات ۳؛ اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا حتمی ہونا ۳

انبیاء: انبیاء ﷺ کا مذاق اڑانے والوں کا عذاب ۱

انسان: انسانوں کا عاجز ہونا ۳

عذاب: ۱۔ اخروی عذاب کی سختی ۲؛ اخروی عذاب کی شدت ۱؛ اخروی عذاب کے مستحق ۱؛ دنیاوی عذاب کی سختی ۱؛

دنیاوی عذاب کے مستحق ۱؛ عذاب کے مراتب ۱، ۲

کفار: کفار کا عذاب ۱

گمراہ لوگ: گمراہ لوگوں کا عذاب ۱

مشرکین: مشرکین کا عذاب ۱؛ مشرکین کے معبودوں کا عاجز ہونا ۳

### آیت ۳۵

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ﴾

جس جنت کا صاحبان تقویٰ سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور اس کی پھل

دائمی ہوں گے اور سایہ بھی ہمیشہ رہے گا۔ یہ صاحبان تقویٰ کی عاقبت ہے اور کفار کا انجام کار بہر حال جہنم ہے (۳۵)

۱۔ تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے خداوند متعال کی طرف سے بہشت کا وعدہ و خوشخبری ہے۔

مثل الجنة التي وعد المتقون

۲۔ وہ لوگ جو شرک سے دور رہتے ہیں اور انبیاء ﷺ کا مذاق اڑانے اور ان سے کفر کرنے سے ڈرتے ہیں وہ بہشت میں

جائیں گے۔ مثل الجنة التي وعد المتقون ... تلك عقبى الذين اتقوا

(متقون) اور (الذين اتقوا) کے اولین مصداق، آیات گذشتہ کی روشنی میں وہ لوگ ہیں جو شرک اور انبیاء کا مذاق اڑانے

اور ان سے کفر کرنے سے ڈرتے ہیں۔

۳۔ بہشت میں بہت زیادہ نہریں ہیں۔ مثل الجنة ... تجرى من تحتها الانهار

مذکورہ بالا معنی لفظ (انہار) کے جمع ہونے سے استفادہ ہوتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ (مثل) کے معانی میں سے ایک معنی صفت اور خصوصیت ہے۔

۳۔ بہشت کی نہریں درختوں کے نیچے سے جاری ہوں گی۔ تجری من تحتھا الانھار

۵۔ بہشت اپنے اندر میوے اور مختلف کھانے والی چیزیں اور دل پسند ہوا رکھنے والی ہے۔ اکلھا دائم و ظلہ (اَکَل) ثمر اور میوہ کے معنی میں ہے، کبھی عام خوراک اور کھانے والی چیزوں پر بھیبولا جاتا ہے (ظَلّ) سایہ کے معنی میں ہے اور آیت شریفہ میں دل پسند آب و ہوا ہونے کے لیے کنایہ ہے۔

۶۔ بہشت کے میوے اور کھانے والی چیزیں اور اسکی دل پسند آب و ہوا ہمیشہ اور ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اکلھا دائم و ظلہ

(ظلمہا) بتداء ہے اور اسکی خبر (دائم) ہے جو تقدیر میں ہے۔

۷۔ انسان، دنیا کی زندگی میں بہشت کا صحیح تصور اور اسکی خصوصیات کو درک کرنے سے قاصر ہیں۔ مثل الجنة التي وعد المتقون

بعض مفسرین اس کے قائل ہیں کہ (مثل) کا لفظ آیت شریفہ میں شبیہ اور مانند کے معنی میں آیا ہے اور اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ چیزیں جو بہشت کے عنوان سے بیان ہوتی ہیں وہ مشابہ کے عنوان سے ہیں۔ وگرنہ واقعیت اور حقیقت اس کے علاوہ ہے کہ جسکی توصیف بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ انسان کے لیے اس دنیا کی مختصر و تنگ زندگی میں اسکا درک کرنا اسکی قدرت و توان میں نہیں ہے۔

۸۔ بہشت، تقویٰ اختیار کرنے والی کی جزاء ہے۔ تلک عقبی الذین اتقو

۹۔ جہنم کی آگ کافروں کی سزاء ہے۔ و عقبی الکافرین النار

۱۰۔ مشرکین، کافروں کے گروہ اور موحدین تقویٰ اختیار کرنے والوں میں سے ہیں۔

تلك عقبى الذين اتقوا و عقبى الكافرين النار

۱۱\_ " قال ابو عبد الله ﷺ : إن ناركم هذه جزء من سبعين جزءاً من نار جهنم و قد أطفئت سبعين مرة بالماء ثم

التهبت... (۱)

امام جعفر صادق ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرماتے ہیں بے شک یہ تمہاری آگ (دنیا کی) جہنم کی آگ کے ستر درجوں میں سے ایک درجہ ہے کہ جس کو ستر مرتبہ پانی سے خاموش کیا گیا ہے پھر وہ شعلہ ور ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ۱: اللہ تعالیٰ کے وعدے ۱

انبیاء: انبیاء ﷺ کا مذاق اڑانے سے اجتناب کرنے کے آثار ۲

انسان: انسانوں کا عاجز ہونا ۷

بہشت: بہشت کو درک کرنے سے عاجز ہونا ۷: بہشت کے اسباب ۲: بہشت کی آب و ہوا کا ہمیشہ ہونا ۶: بہشت کی

خصوصیات ۳، ۴، ۵، ۶: بہشتی کھانے والی چیزوں کا ہمیشہ ہونا ۶: بہشتی کھانے والی چیزیں ۵: بہشتی میوے ۵: بہشتی

میووں کا ہمیشہ ہونا ۶: بہشتی نعمتوں کا ہمیشہ ہونا ۶: بہشتی نعمتیں ۳، ۵: بہشتی نہریں ۳، ۴: بہشتی ہوا کا دل نشین ہونا ۵، ۶

بہشتی لوگ: ۱، ۲، ۸

جہنم: جہنم کی آگ ۹: جہنم کی آگ کی شدت ۱۱

جہنمی لوگ: ۹

روایت: ۱۱

شرک: شرک سے اجتناب کے آثار ۲

کفار: ۱۰ کفار کا انجام ۹

کفر: کفر سے اجتناب کے آثار ۲

معتقی: پرہیزگار لوگ: معتقی لوگوں کو بشارت ۱: معتقی و پرہیزگار لوگوں کا انجام ۸: معتقی و پرہیزگار لوگوں کو بہشت کا وعدہ ۱

مشرکین: مشرکین کا کفر ۱

موحدین: موحدین لوگوں کا تقویٰ ۱۰

### آیت ۳۶

﴿وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبٌ﴾

اور جن لوگوں کو ہم ۱۔ نے کتاب دی ہے وہ اس تنزیل سے خوش ہیں اور بعض گروہ وہ ہیں جو بعض باتوں کا انکار کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائوں میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے (۳۶)

۱۔ یہود اور نصاریٰ آسمانی کتاب (توریت و انجیل) کے حامل تھے۔ والذین آتیناہم الكتاب

(الذین) سے مراد کون لوگ ہیں اسمیں چند اقوال ہیں ۱۔ یہود و نصاریٰ ۲۔ یہود و نصاریٰ اور مجوسی ۳۔ مسلمین

۲۔ قرآن مجید پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب ہے۔ بما أنزل إليك

۳۔ عصر پیغمبر اسلام ﷺ میں یہود و نصاریٰ مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔

والذین آتیناہم الكتاب يفرحون ... و من الاحزاب من ينكر بعضه

(حزب) (لسان العرب) کے نزدیک ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو کردار اور فکر کے اعتبار سے مشابہت رکھتے ہوں

(الاحزاب) میں الف لام عہد ذکر ہے اور (الذین...) کا اشارہ (یہود و نصاریٰ) کی طرف ہے۔ پس اس صورت میں

معنی یہ ہوگا کہ عصر بعثت میں یہ لوگ چند گروہوں



میں تقسیم ہو گئے تھے جو عقائد و فکر کے اعتبار سے مختلف تھے۔

۳۔ قرآن مجید کا پیغمبر اسلام پر نازل ہونا یہود و نصاریٰ کے بعض گروہوں کے لیے خوشی اور شادمانی کا موجب بنا۔  
و الذین اتیناہم الکتاب یفرحون بما انزل الیک

(و من الاحزاب...) کے جملے کا معنی یہ ہے کہ (بعض یہود اور نصاریٰ قرآن مجید کے کچھ حصے کو قبول نہیں کرتے تھے) یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ (الذین... یفرحون) کے جملے سے مراد تمام یہود اور نصاریٰ نہیں ہیں اسی وجہ سے سرور اور خوشی کی نسبت بھی انہی گروہوں کی طرف دی گئی ہے۔

۵۔ اہل کتاب کے بعض گروہ قرآن مجید کے کچھ حصوں کو قبول نہیں کرتے تھے اور اسکی حقانیت کا انکار کرتے تھے۔  
و من الاحزاب من ینکر بعضہ

۶۔ پیغمبر اسلام کو خداوند متعال کی طرف سے حکم تھا کہ فقط اسی ہی کی عبارت کریں اور اس کے لیے شریک قرار نہ دیں۔  
قل إنما امرت أن أعبد الله ولا اشرك به

۷۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو خداوند متعال کی طرف سے حکم تھا کہ وحدہ لا شریک کی پرستش اور شرک سے دوری کا اعلان کریں۔  
قل إنما امرت

۸۔ خداوند متعال کی پرستش اور عبادت میں شرک سے پرہیز کا ضروری ہونا۔ قل إنما امرت أن أعبد الله و لا اشرك به  
۹۔ یہود و نصاریٰ کے بعض گروہ شرک آلود عقیدہ رکھتے تھے۔

و من الاحزاب من ینکر بعضہ قل إنما امرت ان أعبد الله و لا اشرك به

کیونکہ (قل إنما امرت...) کا جملہ توحید اور یکتا پرستی کی حکایت کرتا ہے اور یہود و نصاریٰ کے گروہوں کے جواب میں یہ جملہ واقع ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ غیر اللہ کی پرستش اور عبادت میں شرک کرتے تھے۔

۱۰۔ قرآن مجید کے توحیدی حقائق اور وحدہ لا شریک کی طرف دعوت دینا اور شرک کی نفی کرنا، بعض یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا باعث بنا۔ و من الاحزاب من ینکر بعضہ قل إنما امرت ان أعبد الله

توحید اور وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کے مسئلہ کو (من ینکر بعضہ...) کے بعد ذکر کرنا گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید کا توحید اور شرک کی نفی پر اصرار بعض گروہوں کا قرآن مجید کا انکار کرنے کے دلائل میں تھا۔

۱۱۔ پیغمبر اسلام ﷺ لوگوں کو خداوند وحدہ لا شریک کی طرف

پکارتے تھے اور اسکی پرستش کرنے کو کہتے تھے۔ الیہ ادعو

(الیہ) کا (ادعوا) پر مقدم کرنا اس کے حصر پر دلالت کرتا ہے۔

۱۲۔ پیغمبر اسلام اور دوسرے لوگ بھی صرف خداوند متعال کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ و الیہ مئاب

(مناب) کا معنی لوٹنا ہے اور (مناب) پر جو کسرہ ہے وہ یاء متکلم کے حذف پر دلالت کرتا ہے تو اصل میں (مناب) منابی

تھا۔

اسلام: صدر اسلام کی تاریخ ۳

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا: ۱۲

آنحضرت: آنحضرت ﷺ اور شرک عبادی ۶، ۷؛ آنحضرت ﷺ پر وحی کا آنا ۴؛ آنحضرت ﷺ کا اعلان برائت ۷؛

آنحضرت ﷺ کا انجام ۱۲؛ آنحضرت ﷺ کی آسمانی کتاب ۲؛ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ ۱۱؛ آنحضرت ﷺ کی توحید

عبادی ۶، ۷؛ آنحضرت ﷺ کی ذمہ داری ۶، ۷؛ آنحضرت ﷺ کی طرف سے توحید کا اعلان ۷

انجیل: انجیل کا آسمانی کتابوں سے ہونا ۱

انسان: انسانوں کا انجام ۱۲

اہل کتاب: اہل کتاب اور قرآن مجید ۵

توحید: توحید عبادی کی دعوت ۱۱؛ توحید عبادی کی دعوت کے آثار ۱۰

توریت: توریت کا آسمانی کتابوں سے ہونا ۱

جھکاؤ: شرک کی طرف جھکاؤ ۹؛ شرک: شرک سے اجتناب کرنے کی دعوت کے آثار ۱۰؛ شرک عبادی سے اجتناب ۸

عبادت: عبادت الہی کی اہمیت ۸

عیسائی: صدر اسلام کے عیسائیوں کی معاشرتی زندگی کی بنیاد ۳؛ عیسائی اور قرآن مجید ۱۰؛ عیسائیوں کا جھکاؤ ۹؛ عیسائیوں کا

شرک ۹؛ عیسائیوں کی خوشی کے اسباب ۳؛ عیسائیوں کی آسمانی کتاب ۱؛ عیسائیوں کی خوشی کے اسباب ۳؛ عیسائیوں کی

مخالفت کے اسباب ۱۰

یہود: صدر اسلام کے یہودیوں کی معاشرتی زندگی کی بنیاد ۲؛ یہودی اور قرآن مجید ۱۰؛ یہودیوں کا جھکاؤ ۹؛ یہودیوں کا شرک ۹؛ یہودیوں کی آسمانی کتاب ۱؛ یہودیوں کی خوشی کے اسباب ۳؛ یہودیوں کی مخالفت کے اسباب ۱۰

### آیت ۳۷

﴿وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ﴾

اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان بنا کر نازل کیا ہے اور اگر آپ علم کے آجانے کے بعد ان کے خواہشات کا اتباع کر لیں گے تو اس کے مقابلے میں کوئی کسی کا سرپرست اور بچانے والا نہ ہوگا (۳۷)

۱۔ خداوند متعال ہی قرآن مجید کو نازل کرنے والا ہے۔ و كذلك انزلناه

(انزلناہ) کی ضمیر (ما انزل الیک) جو گذشتہ آیات میں ہے جس سے مراد (قرآن مجید) ہے کی طرف پلٹ رہی ہیں۔

۲۔ قرآن مجید قانون الہی اور اسکا حکم ہے اور دینی معارف اور حقائق کی شناخت کا منبع و مرکز ہے۔ و كذلك أنزلناه حکم کسی شے کے بارے میں حکم کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کے بارے میں فیصلہ دیں اور اعلان کریں کہ وہ شے اس طرح کی ہے یا اس طرح کی نہیں ہے (مفردات راغب) اسی بنیاد پر "قرآن مجید حکم" ہے۔ یعنی فیصلہ کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ کون سی شے کس طرح ہے۔ یا اس طرح نہیں ہے تو یہ معنی تمام حقائق و قوانین اور معارف دینی کو شامل ہے۔ جسکو خداوند متعال نے قرآن مجید میں ثابت یا نفی کے طور پر بیان کیا ہے اور اس کے بارے میں قضاوت و فیصلہ کیا ہے مثلاً خداوند متعال کا کوئی شریک نہیں ہے، قیامت برحق ہے یا روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے۔

۳۔ خداوند متعال نے قرآن مجید کو عربی زبان کے قالب میں نازل فرمایا ہے۔

و كذلك انزلناه حکماً عربی

(عربیاً) کا لفظ ممکن ہے (حکماً) کے لیے صفت ہو اور ممکن ہے (انزلناہ) میں جو (ہ) ضمیر ہے اس کے لیے حال ہو لیکن مذکورہ بالا معنی دوسرے احتمال کی صورت میں ہے۔

۳۔ قرآن مجید کے احکام اور قوانین لوگوں کے لیے قابل فہم اور سمجھ میں آنے والے ہیں۔ و كذلك انزلناه حكماً عربی (عربی) کے لفظ کا معنی فصیح اور روشن ہے۔ لغت عرب کو اسی وجہ سے عربی زبان کہا جاتا ہے تو (انزلناه ... عربیاً) یعنی قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے یعنی وہی لغت جو قابل فہم و تفہیم اور وسیع ہے اور اسکا لازمہ اور نتیجہ یہ ہے کہ یہ قابل فہم ہے۔

۵۔ پیغمبر اکرم ﷺ کے زمانے میں یہود و نصاری کے جو عقائد و نظریات تھے وہ انکی خواہشات نفسانی کا اثر تھے۔  
و لئن اتبعت أهواءهم

"أهواء" (جمع ہوی) جسکا معنی نفسانی خواہشات اور میلان ہے اس آیت شریفہ میں اسکا معنی، احکام قرآن کے قرینے کی وجہ سے جو اس کے مقابلے میں ذکر ہوا ہے وہ قوانین و عقائد اور نظریات ہیں جو نفس پرستی کے میلان کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

۶۔ خداوند متعال نے پیغمبر اکرم ﷺ کو یہود و نصاری کے عقائد و نظریات کی پیروی کرنے سے منع فرمایا ہے۔  
و لئن اتبعت أهواءهم ... مالک من الله من وليّ و لا واق

۷۔ قرآن مجید کے قوانین و احکام و معارف اور عالمانہ حقائق یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ ان کو قبول کیا جائے اور اسکی پیروی کی جائے۔ و كذلك انزلناه حكماً عربياً ... بعد ما جاءك من العلم

۸۔ ایسے معارف اور قوانین شائستہ ہیں اور پیروی کے لائق ہیں جو ہوائی نفس سے بالاتر اور علم کی بنیاد پر ہوں۔  
و لئن اتبعت أهواءهم بعد ما جاءك من العلم

۹۔ خداوند متعال نے پیغمبر اسلام ﷺ کو یہود و نصاری کی پیروی کرنے کی صورت میں ان کی حفاظت اور مدد کرنے سے محروم ہونے کی دھمکی دی۔ لئن اتبعت أهواءهم ... مالک من الله من وليّ و لا واق

(ولی) کا معنی مددگار ہے (واق) (وقایہ) سے اسم فاعل ہے جو حفاظت کرنے کے معنی میں آتا ہے (من اسد) ممکن ہے کہ اسکا متعلق محذوف ہو اور لفظ (ولی) اور (واق) کے لیے حال ہو اور اسی بناء پر جملہ (مالک ...) کا معنی یوں ہوگا کہ تیرے لیے خداوند متعال کی طرف سے کوئی مددگار اور محافظ نہیں ہوگا یعنی خداوند متعال کی مدد تمہیں نہ پہنچ سکے گی۔

۱۰۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو ہمیشہ خداوند متعال کی حمایت و مدد

شامل حال تھی۔ و لئن اتبعت ... مالک من الله من ولی و لا واق

۱۱۔ خداوند متعال نے پیغمبر اسلام ﷺ کو یہود و نصاریٰ کے نظریات کی پیروی کرنے پر اپنی طرف سے عذاب و سزا کی دھمکی دی۔ لئن اتبعت أھواءہم ... مالک من الله من ولی و لا واق

مذکورہ معنی اس صورت میں ہو سکتا کہ (من اللہ) کا جملہ (ولی) اور (واق) کے متعلق ہو تب اس صورت میں (ولی و واق) کے اندر (منع) کا معنی پایا جائے گا اور (مالک ...) کے جملے کا معنی یوں ہوگا: تمہارے لیے (عذاب) الہی سے روکنے و منع کرنے اور اسمیں تمہاری مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۱۲۔ دینی راہنما کے اندر یہ خطرات موجود ہیں کہ وہ اپنے نفسانی خواہشات اور معاشرے میں مختلف گروہ و فرقوں کے نظریات و خواہشات جو نفس پرستی کی وجہ سے وجود میں آئے ہیں ان پر عمل کریں۔

و لئن اتبعت أھوائہم بعد ما جاءك من العلم

۱۳۔ اگر اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام بھی گناہ کے مرتکب ہوں تو وہ بھی عذاب الہی سے محفوظ نہیں ہیں۔

و لئن اتبعت أھواءہم ... مالک من الله من ولی و لا واق

۱۴۔ کوئی ایسا یا اور مددگار اور حفاظت کرنے والا نہیں ہے۔ جو عذاب الہی کے مستحقین کو عذاب الہی میں گرفتار ہونے سے روک سکے۔ مالک من الله من ولی و لا واق

۱۵۔ قرآن مجید کے قوانین اور احکام کے ہوتے ہوئے نفس پرستی اور خواہشات سے بنائے ہوئے قوانین و نظریات پر عمل کرنا، خداوند متعال کی طرف سے اس کے عذاب اور سزاؤں میں گرفتار ہونے کا موجب ہے۔

ولئن اتبعت أھواءہم بعد ما جاءك من العلم ما لك من الله من ولی ولا واق

آنحضرت ﷺ: آنحضرت ﷺ کو دھمکی دینا ۹، ۱۱؛ آنحضرت ﷺ کو منع کرنا ۶؛ آنحضرت ﷺ کی مدد کرنا ۱۰؛ آنحضرت ﷺ کے حامی ۱۰

اطاعت: غلط قوانین کی اطاعت پر سزا ۱۵

اللہ تعالیٰ کی مدد: اللہ تعالیٰ کی مدد کے مستحقین ۱۰

اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کا منع کرنا ۶؛ اللہ تعالیٰ کی دھمکیاں ۹، ۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی سے محروم ہونے کے اسباب

۹: اللہ تعالیٰ کی سزاؤں کا عام ہونا ۱۳: اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۱۵: اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہونے کے اسباب ۹: اللہ تعالیٰ کے افعال ۱: اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا حتمی ہونا ۱۳

انبیاء: انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی سزائیں ۱۳  
دین: دین کے منابع و مأخذ ۲

دینی رہبر و رہنما: دینی رہبر و رہنما اور لوگوں کی خواہشات ۱۲: دینی رہبر و رہنما اور معاشرے کے گروہ و فرقے ۱۲: دینی رہبر و رہنما کے منحرف ہونے کا سبب ۱۲

سزاء: سزاء کی دھمکی ۱۱: سزاء کے اسباب ۱۵  
شناخت: شناخت کے منابع ۲

عذاب: اہل عذاب کی نجات ۱۳

قانون: قانون پر عمل کرے کے شرائط ۸

قانون بنانا: قانون بنانے میں علم کا کردار ۸: قانون بنانے میں مخلص ہونا ۸: قانون کے منابع ۲

قرآن مجید: قرآن مجید کا عربی ہونا ۳: قرآن مجید کا کردار ۲: قرآن مجید کو سمجھنے کی سہولت ۳: قرآن مجید کی اہمیت ۴: قرآن مجید کی پیروی ۴: قرآن مجید کی تعلیمات ۲: قرآن مجید کی تعلیمات کی خصوصیات ۴: قرآن مجید کی خصوصیات ۲، ۳، ۳: قرآن مجید کی وضاحت ۳: قرآن مجید کے نزول کا سبب ۱

مسیحی لوگ: مسیحی لوگوں کا صدر اسلام میں عقیدہ ۵: مسیحی لوگوں کی پیروی ۶: مسیحی لوگوں کی پیروی کی سزاء ۱۱: مسیحی لوگوں کی پیروی کے آثار ۹: مسیحی لوگوں کی صدر اسلام میں نفس پرستی ۵: مسیحی لوگوں کے عقیدے کا سبب ۵

موجودات: موجودات کا عاجز ہونا ۱۳

نفس پرستی: نفس پرستی کی سزاء ۱۵

یہودیوں کا صدر اسلام میں عقیدہ ۵: یہودیوں کی پیروی ۶: یہودیوں کی پیروی کی سزاء ۱۱: یہودیوں کی پیروی کے آثار ۹: یہودیوں کی صدر اسلام میں نفس پرستی ۵: یہودیوں کے عقیدے کا سبب ۵

## اشاریوں سے استفادہ کی روش

اشاریوں سے استفادہ کا یہ نظام حروف تہجی کی ترتیب سے منظم کیا گیا ہے یعنی اصلی الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب اور موٹے خط کے ساتھ تحریر کرنے کے بعد اسکے ذیل میں فرعی عناوین کو بھی حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ لکھا گیا ہے لہذا مطلوبہ موضوعات تک آسانی سے پہنچنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات پر توجہ فرمائیے

(۱) فرعی عناوین، اصلی عناوین کے ذیل میں قرار دیئے گئے ہیں لہذا ان تک پہنچنے کے لیے اصلی عناوین کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً نماز کے اثرات، ارکان، احکام اور شرائط کو لفظ نماز میں تلاش کیا جائے۔

(۲) مترادف الفاظ میں سے ایسے لفظ کو اصلی عنوان قرار دیا گیا ہے جو مناسب تر ہے اور دیگر عنوان یا عناوین کے سلسلے میں (ر\_ک) (رجوع کیجئے) کی علامت کے ذریعے اسی عنوان کی طرف رجوع کرنے کیلئے کہا گیا ہے مثلاً: آگ: ر\_ک آتش

(۳) بعض اصلی عناوین کے فرعی عناوین نہیں ہیں تاہم خود کسی اور عنوان کے تحت آئے ہیں لہذا اس عنوان کے لیے اس اصلی عنوان کی طرف رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے مثلاً: آرزو: ر\_ک انبیائی، انسان و...

(۴) وہ الفاظ و موضوعات جو ایک دوسرے کے نزدیک ہیں اور ایک موضوع کے بارے میں تحقیق کرنے کے لیے مفید اور مؤثر ہیں ان میں بھی فرعی عناوین کو ذکر کرنے کے بعد نیز ر\_ک (نیز رجوع کیجئے) کی علامت سے رہنمائی کی گئی ہے مثلاً آخرت: نیز ر، ک ایمان، دنیا، قیامت، معاد۔ یاد رہے کہ جہاں رجوع کرنے کے لیے کہا گیا ہے وہاں کبھی مطلوبہ عناوین دونوں عناوین میں صراحت کے ساتھ لائے گئے ہیں اور کبھی فقط دونوں عناوین میں علمی رابطے کو ظاہر کیا گیا ہے۔

(۵) وہ اشاریے جنہیں "اور" کے ذریعے مرکب کیا گیا ہے ان میں ایک خاص رابطہ پایا جاتا ہے لہذا ان مرکب اشاریوں میں اگر دو مفہیم ہیں تو پہلے اس کو ذکر کیا گیا ہے جو دوسرے میں مؤثر ہے جیسے "ایمان اور عمل"

(چونکہ ایمان عمل میں مؤثر ہے لہذا ایمان کو پہلے لکھا گیا ہے) اور اگر مفاہیم کی بجائے دو افراد یا گروہ ہوں تو پہلے واسطہ رکھنے والے کو ذکر کیا گیا ہے اور جس کے ساتھ واسطہ رکھا گیا اسے بعد میں ذکر کیا گیا ہے جیسے "آنحضرت ﷺ" اور اہل کتاب" اور "کفار اور قرآن کریم" کہ جنہیں "ایمان"، "آنحضرت" اور "کفار" کے عناوین میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے عناوین (عمل، اہل کتاب، قرآن) میں انہیں پہلے عناوین کی طرف رجوع کرنے کا کہا گیا ہے۔

۶) بسا اوقات ایک عنوان کو اسکے مفاہیم کی وسعت اور اس کے بعض فرعی عناوین کے مستقل موضوع ہونے کی بنا پر کئی اصلی موضوعات کی طرف تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ مطلوبہ معلومات آسانی سے دستیاب ہو سکیں مثلاً "آیات خدا، اسما و صفات، توحید اور خدا" اس کے باوجود موضوع کی وحدت کو حفظ کرنے کیلئے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف رجوع کرنے کیلئے بھی کہا گیا ہے۔

۷) اصلی عنوان کے تکرار سے بچنے کے لیے ذیلی اور فرعی عناوین میں یہ علامت " " مناسبت کے ساتھ، پہلے یا بعد میں لگا دی گئی ہے لہذا ہر کلمہ اس علامت کے ساتھ مل کر مرکب (اصلی و فرعی عنوان سے) کو تشکیل دیتا ہے جیسے ایثار: کا اجر، کی قدر و قیمت، کے اثرات یا آنحضرت کے پیروکاروں کا اعراض یہ ہو جائے گا آنحضرت ﷺ کے پیروکاروں کا اعراض وغیرہ۔

#### ملاحظات:

۱) اشاریوں میں ذکر شدہ نمبران آیات سے مربوط ہیں جن سے موضوعات کو اخذ کیا گیا ہے البتہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اشاریوں کے یہی الفاظ آیات میں موجود ہیں بلکہ انہیں آیات سے استخراج کئے گئے نکات کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔

۲) کتاب کے آخر میں مذکور اشاریوں کے علاوہ ہر آیت کے ذیل میں بھی اس کے اشاریے ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین محترم کیلئے مطلوبہ عناوین کی طرف رجوع کرنا آسان ہو جائے اور انہیں ہر آیت کے عناوین کا خلاصہ بھی دستیاب ہو جائے۔



## اشارے (۱)

”آ“

آب: تنور سے آب; اس کا جوش کھانا ۴/۱۱; اس کا زمانہ ۴/۱۱; کی خلقت; اس کے فوائد ۴/۱۱ نیز رک عرش  
آباد کرنا رک ادیان، اللہ تعالیٰ، انبیاء، قدیمی مصر اور میلانات  
آبرو کا اعادہ: اس کی ارزش و قیمت ۵۰/۱۲; اس کی اہمیت ۵۰/۱۲; کی حفاظت: اس کی اہمیت ۴۸، ۱۱; بہتک: اس  
سے اجتناب ۴۸/۱۱

آگ: رک جہنم

آخرت: کے آسمان ۱۰۴، ۱۰۸/۱۱; ان کا متعدد ہونا ۱۰۴، ۱۰۸/۱۱; کا اثبات: اس کے دلائل ۱۰۳/۱۱; کی  
تکذیب: اس کے آثار ۱۹، ۲۱/۱۱; کی جاودانگی و ہمیشگی ۱۵/۱۳; میں جاودانگی و ہمیشگی ۱۵/۱۳; کا خیر ہونا ۱۰۹/۱۲;  
کی زمین ۱۰۴، ۱۰۸/۱۱; کا ظن، اس کے آثار ۱۰۳/۱۱; پر ایمان لانے والے ۵۴/۱۲; کی تکذیب کرنے والے  
۳۴/۱۲; ان کا لائق نہ ہونا ۳۴/۱۲; ان کی آخرت کی زیان کاری و نقصان ۲۲/۱۱; ان کا ظلم ۱۹/۱۱; ان کو دنیوی  
عذاب ۶/۱۳; ان کو عذاب ۲۰/۱۱; ان کی محرومیت ۱۹/۱۱; ان کو خبردار کرنا ۶/۱۳; کی خصوصیات ۵/۱۳

نیز رک ایمان، دنیا، غفلت، کفار، کفر، متقی اور قدیمی معر کے رہنے والے  
آخرت و مخلوقات: نقصان اور خسارے کی پہچان، رک اخلاق، تبلیغ معاشرہ اور دین  
آداب پسندیدہ: آدم کشی رک قتل  
آرام طلبی: رک قوم نوح (ع)

آرام و سکون:۔ کے آثار ۱۲۰/۱۱:۔ کے اسباب ۱۱، ۱۲۰/۱۱، ۲۸/۱۳:۔ کا سرچشمہ ۱۲۰/۱۱:۔ نیز ر۔ ک محمد ﷺ و یوسف (ع)

آزادی:۔ کی حدود اس کو معین کرنا ۸۸/۱۱:۔ کا محدود ہونا: اس کی شرائط ۵۶/۱۲: اس کا ملاک و معیار ۸۸/۱۱ نیز، ک دین، شعیب ؑ، عقیدہ و مالکیت  
آرزو: پسندیدہ ۸۰/۱۱:۔ اور مقابلہ کے امکانات ۸۰/۱۱:۔ قدرت کی ۸۰/۱۱:۔ کا کردار ۱۵/۱۱ نیز، ک قوم ثمود و لوط (ع)

آرزو پوری کرنا:، ک غلام اور زلیخا  
آزمائش:، ک امتحان و ابتلاء

آسائش: میں صبر: اس کی اہمیت ۱۱/۱۱:۔ کا ناپائدار و کمزور ہونا ۱۰/۱۱ نیز، ک انسان، صابرین و صالحین  
آسمان: میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ۱۰۵/۱۲:۔ کا مسخّر ہو جانا ۲۳/۱۱:۔ کی بلندی ۲/۱۳:۔ کی تسخیر و مسخّر کرنا ۳۳/۱۱:۔ کا متعدد ہونا ۱۱/۱۱، ۴، ۱۲۳، ۱۰۱/۱۲، ۱۰۵، ۱۳/۱۵، ۱۶:۔ کا تغیر و تبدل ۳/۱۳:۔ کی حرکت ۲/۱۳:۔ اس کا فلسفہ ۲/۱۳:۔ کا خالق ۱۱/۱۲، ۴/۱۰:۔ کی خلقت ۱۱/۱۳، ۲/۴:۔ اس کے عناصر ۱۱/۴:۔ اس کا فلسفہ ۱۱/۴:۔ اس کی مدت ۱۱/۴:۔ کی تدریجی خلقت ۱۱/۴:۔ کی بناوٹ ۲/۱۳:۔ کے ستون ۲/۱۳:۔ کی عمر ۲/۱۳:۔ کے غیبی و پنہانی امور ۱۱/۱۲۳:۔ اس کا مالک ۱۱/۱۲۳:۔ کا مالک ۱۳/۱۶:۔ کا مدبر ۱۳/۱۶:۔ کی موجودات اس کا سجدہ ۱۳/۱۵:۔ ان کی باشعور مخلوقات ۱۳/۱۵:۔ ان کی مادی مخلوقات ۱۳/۱۵

آسودگی:۔ کے آثار ۱۱/۱۱۶، ۲۴، ۱۰:۔ میں صبر: اس کی اہمیت ۱۱/۱۱:۔ کا ناپائدار ہونا ۱۰/۱۱:۔ نیز، ک انسان، صابر، صالحین، عمل صالح، نعمت اور حضرت یوسف (ع)

آسمانی بجلی:۔ کی حدود ۱۳/۱۳:۔ کا سرچشمہ ۱۳/۱۳

آسمانی بجلیاں:۔ کی حقیقت ۱۲/۱۳:۔ کا زینہ ۱۲/۱۳:۔ کا کردار ۱۲/۱۳:۔ کی چمک دمک ۱۲/۱۳

آسودہ حال:۔ اور اقتصادی خلاف ورزیاں ۱۱/۸۵:۔ اور ظلم کی وسعت ۱۱/۸۵

آسمانی کتابیں: ۱۱/۱۲، ۱۴، ۱/۳، ۲

میں اختلاف ۱۱۰/۱۱ کی اہمیت ۱۴/۱۱ کی تصدیق ۱۱۱/۱۲ کی رہبری ۱۴/۱۱ کی صداقت: اس کے دلائل ۱۱۱/۱۲: چرایمان لانے والے ۱۱۰، ۱۱۱/۱۱: کوجھٹلانے والے ۱۱۰، ۱۱۱/۱۱: ان کی اضروی سزا ۱۱۱/۱۱: کاسرچشمہ ۱۱۰/۱۱: میں ہم آہنگی ۱۱۱/۱۲: نیز، ک انجیل، توریت اور قرآن آل یعقوب: حضرت یوسف (ع) کے دربار میں ۱۰۰/۱۲: قحطی کے زمانہ کے دوران ۸۸/۱۲: مصر میں ۹۹/۱۲: ان کا مسکن ۹۳/۱۲: اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگانی ۹۳، ۹۵/۱۲: حضرت یعقوب علیہ السلام ۹۳، ۹۵/۱۲: کا امتحان ۸۸/۱۲: پر نعمت کا تمام کرنا ۶/۱۲: کا استقبال ۹۹/۱۲: کی اہانت وتوہین ۹۳، ۹۵/۱۲: کی صحرائشینہ ۱۰۰/۱۲: کو بشارت ۹۹/۱۲: کی فکر ۹۵/۱۲: کی تاریخ ۸۸، ۱۰۰/۱۲: کاتائین معاش ۶۰، ۶۵/۱۲: کی تہمتیں ۹۵، ۹۳/۱۲: کے رنج والم ۸۸/۱۲: کی قسم ۹۵/۱۲: ان میں قسم ۶۶/۱۲: کے فضائل ۶/۱۲: کا فقر ۸۸/۱۲: کی حرکت ۹۹، ۱۰۰/۱۲: ان کی درخواست ۹۳/۱۲: کی حضرت یوسف سے ملاقات ۹۹/۱۲: کی نعمتیں ۶/۱۲: کا قدیمی مصر میں داخل ہونا ۱۰۰/۱۲: نیز، ک یعقوب علیہ السلام آمال، ک آرزو آیات احکام ر ک احکام

### "الف"

ابر: کی حرکت اس کے اسباب ۱۲/۱۳: اس کا سرچشمہ ۵۲/۱۱: کا خالق بارش سے بھرے ہوئے ۱۲/۱۳: ابلیس ر، ک شیطان ابراہیم (ع): وخطا کار ۴۵/۱۱: حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ ۶/۱۲: و ذکر خدا ۴۵/۱۱: و ملائکہ کا سلام ۶۹/۱۱: وہ اور قوم لوط کو عذاب ۴۶/۱۱: و قوم لوط ۴۵، ۴۶/۱۱: اور ملائکہ ۶۹/۱۱، ۴۰، ۴۳: و قوم لوط کی ہلاکت ۴۳/۱۱: وہ اور حضرت یعقوب (ع) ۶/۱۲: وہ اور جناب یوسف (ع) ۶، ۳۸/۱۲: ملائکہ کی بشارت دینے کے وقت ۴۲/۱۱: قوم لوط کو عذاب دینے کے وقت ۴۶/۱۱: پر اتمام نعمت ۶/۱۲: کو اطعام ۶۹/۱۱: کی امیدواری: امیدواری کے اسباب ۴۳/۱۱: کا غمگین ہونا ۴۵/۱۱: کے غم و اندوہ کے اسباب ۴۰/۱۱: کو بشارت ۴۳، ۴۱، ۶۹: کا بیٹا ۴۱/۱۱: اس کی ضعیفی ۴۳، ۴۲/۱۱: کا ڈر ان سے ڈر ۴۰/۱۱: کی تعلیمات ۶۹/۱۱: کا مترہ ہونا ۳۸/۱۲: کی توحید ۳۸/۱۲: اس میں توحید ۳۸/۱۲: اس میں گائے کا گوشت ۶۹/۱۱: اس میں گوسالہ کا گوشت ۶۹/۱۱: کا خاندان اس پر خدا کی

رحمت\_ ۴۵/۱۲۱۱: کی شفاعت ۴۶، ۴۳/۱۱: اس کا رد ہونا\_ ۴۶/۱۱: اس کے رو ہونے کے دلائل\_ ۴۶/۱۱: اس کے اسباب\_ ۴۵/۱۱: کی عصمت\_ ۳۸/۱۲: کا علم: اس کی حدود\_ ۴۰/۱۱: کے فرزند\_ ۶/۱۲: کے فضائل\_ ۶۹/۱۱، ۱۲، ۴۵/۶: کا قصہ\_ ۶۹/۱۱، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۶/۱۱: کا مجادلہ\_ ۴۳، ۴۶/۱۱: کی تعریف\_ ۴۳۱۱: کے مقامات\_ ۴۳/۱۱: کی مہربانی\_ ۴۵/۱۱: کے مہمان\_ ۴۰/۱۱، ۴۱، ۴۳: کی مہمان نوازی\_ ۶۹/۱۱: کی نبوت\_ ۳۸/۱۲: پر نعمات\_ ۶/۱۲: کی بیوی\_ ۴۱/۱۱: نیز، ک اسحاق (ع)، قدیمی مصری، ملائکہ، یعقوب (ع) و یوسف (ع) اپنی ذات: کے باطل عقیدہ سے آگاہی\_ ۳۱/۱۱: کے خلاف اقرار کرنا\_ ۹۴، ۹۱، ۵۱: اس کا بری الزمہ ہونا: اس کے لیے قسم\_ ۴۳/۱۲: سے دفاع\_ ۲۶/۱۲: اس کی اہمیت\_ ۲۶، ۵۲/۱۲: سے تہمت کو دور کرنا\_ ۲۶، ۵۲/۱۲: کو نقصان\_ ۲۱/۱۱: پر ظلم\_ ۱۰۱/۱۱: کو فریب دینا\_ ۳۳/۱۲: اس کے آثار\_ ۳۳/۱۳

اپنے آپ کو برتر دیکھنا: ر، ک تکبر

اتحاد: ر، ک حضرت یوسف (ع) کے بھائی

اتمام حجت: ر، ک اکثریت، اہل مدین، خدا، شعیب (ع)، قوم عاد، کفار، گمراہ، مشرکین اور حضرت ہود (ع)

اتمام نعمت: ر، ک آل یعقوب، ابراہیم (ع)، اسحاق (ع)، بشارت اور حضرت یوسف (ع)

اتهام: ر، ک حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور بنیائین

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے: ۱۸/۱۳

بہشت میں\_ ۱۸/۱۳: قیامت کے دن میں ۱۸/۱۳: کی سعادت ۱۸/۱۳: کے حساب و کتاب میں آسانی ۱۸/۱۳

اجتماع: ر، ک معاشرۃ

اجداد کا کردار: نیز، ر، ک اہل مدین، تقلید، قوم ثمود، مشرکین، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع) اجر: ر، ک پاداش

اجرت: ر، ک مزدوری

اجل: مسمیٰ ۳/۱۱\_ ۲/۱۳: سے جہالت ۳/۱۱

احتجاج: ر، ک اسلامی معاشرۃ، شعیب (ع)، صالح علیہ السلام، قوم ثمود، مبلغین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مسلمانان، نعمت، نوح (ع) اور

یوسف (ع)

احتیاط: لزوم۔ اس کے موارد ۶۳/۱۲

احسان: کئے آثار۔ ۲۲/۱۲؛ کی اہمیت ۱۱/۱۲، ۲۲/۴۳، ۵۶، ۵۷، ۹۰؛ کی پاداش ۱۲/۹۰؛ کی طرف دعوت ۱۲/۹۰؛ کا سرچشمہ ۱۲/۱۰۰؛ کے موارد ۱۲/۹۰، ۵۶، ۳۶، نیز، ک خدا اور یوسف (ع)

احکام: ۱۱/۱۱۶، ۱۱۳، ۱۱۳، ۸۶، ۸۵، ۳۸، ۳۳، ۱۸؛ ۱۲/۱۶، ۳، ۱۴، ۲، ۲۶، ۳۴، ۳۲، ۳۳، ۵۵، ۶۰، ۶۵، ۶۶، ۷۲، ۷۹، ۸۲، ۸۳، ۸۸، ۹۶، ۹۱، ۹۷؛ ۱۳/۲۰، ۲۱، ۲۵

حکومتی۔ ۱۲/۵۶؛ کیفری۔ ۱۲/۷۹، ۷۳؛ تشریحی۔ اس کا حق ۱۲/۳۰؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۳۰؛ کا منظر ہونا ۱۱/۱۹  
اختلاف: کے آثار ۱۱/۱۱۰؛ دینی۔ ۱۱/۱۱۸؛ اس کے آثار ۱۱/۱۱۸، ۱۱۹؛ اس کا زینہ ۱۱/۱۱۸؛ اس کی سرزنش ۱۱/۱۱۸؛ اس کا ناپسند ہونا ۱۱/۱۱۸؛ نیز، ک انسان، بنی اسرائیل، رحمت اور کتب آسمانی  
اختیار: ر، ک جبر و اختیار

اخلاص: کی اہمیت ۱۳/۲۲۔ کا زینہ ۱۱/۵۱؛ نیز، ک اولوالالباب، تبلیغ، توحید، صبر، قانون گذاری، محمد ﷺ  
اور یوسف (ع)

اخلاق: اخلاقی آسیب شناسی ۱۱/۲۷؛ اخلاقی رزائل ۱۱/۱۰؛ اخلاقی فساد کے اسباب ۱۲/۲۸؛ نیز، ک شعیب علیہ السلام اور صفات

ادراک: ادراک کرنے کی طاقتیں: ان کا اثر قبول کرنا ۱۲/۳۱۔ سے محروم۔ ۱۱/۹۱؛ نیز، ک بصیرت، بہشت، عذاب اور قیامت

ادعا: کو ثابت کرنا: اس کے شرائط ۱۱/۱۳؛ کی دلیل: اس کی دلیل ۱۱/۱۳

ادیان: توحیدی۔ ۱۲/۳۸؛ اور دنیا کا آباد ہونا ۱۱/۵۲؛ اور طاقتور معاشرہ ۱۱/۵۲؛ اور پسندیدہ معاش ۱۱/۳؛ کے مقاصد ۱۱/۳، ۵۲؛ کی تعلیمات ۱۱/۱۲، ۱۱۶/۶۶؛ کے مشترکات ۱۲/۳۸؛ نیز، ک پرکھنا، اسلام، رشتہ داری، روزی، عورت، سجدہ، قسم، صلہ رحم، عید، مالکیت، نماز، نہی از منکر اور واجبات

اذیت: ر، ک یوسف علیہ السلام کے بھائی، بنیامین، دشمن، صلح علیہ السلام، قوم عاد، قوم لوط، علیہ السلام، مشرکین، قدیمی مصر، ہود علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

کم قیمتی: ر، ک اہل مدین۔ اقدار ۱۲/۵۹، ۳۳؛ کا مالک۔ ۱۱/۱۶، ۲۹، ۳۱، ۱۲۰؛ ۱۲/۴۶؛ ۱۳/۲۲ نیز، ک یوسف (ع)

ارادہ کرنا: کے آداب ۱۱/۴۲؛ صحیح کرنے کے موانع ۱۱/۴۲؛ نیز، ک اضطراب / ارشاد: ر، ک تبلیغ ازدواج: کے آثار ۱۱/۴۸؛ کفار کے ساتھ ۱۱/۴۸؛ کی اہمیت ۱۱/۴۸ نیز، ک قوم لوط ﷺ اور لوط (ع) استبداد: ر، ک حکومت، قوم عاد اور قدیمی مصر استدلال: ر، ک احتجاج اور دلیل

استعاذہ: ظلم سے ۱۲/۴۹؛ گناہ سے ۱۲/۴۹؛ خدا سے اس کے آثار ۱۲/۲۳؛ اس کی اہمیت ۱۱/۳۴؛ ۱۲/۴۹، ۲۳ نیز، ک یوسف

اسلامی معاشرہ: کے رہبر اور راہنما: ان کا احتجاج ۱۲/۱۰۸؛ ان کی بصیرت ۱۲/۱۰۸ استقامت: کے آثار ۱۱/۱۱۵؛ کی طرف تشویق ۱۱/۳۹؛ کی طرف دعوت ۱۱/۳۹؛ کا زینہ ۱۱/۳۹، ۱۱۳؛ کے اسباب ۱۱/۱۱، ۱۱۲، ۱۲۰؛ کے موانع ۱۱/۱۱۲

نیز، ک شرعی ذمہ داری، توحید، حق کو طلب کمر نہ والے، دشمنی، دین، دینداری، شعیب (ع) عبادت، عقیدہ، مومنین، مقابلہ، حضرت محمد ﷺ، موقعیت اور حضرت ہود (ع)

استغفار: کے آثار ۱۱/۵۲، ۳؛ کے آداب ۱۲/۹۲، ۹۸؛ شرک سے ۱۱/۳، ۶۱، ۵۲؛ غیر خدا کی عبادت کرنے سے ۱۱/۳؛ گناہ سے ۱۱/۳، ۱۲/۹۴؛ کی اہمیت ۱۱/۵۲، ۶۱، ۹۰؛ اس کا واضع ہونا ۱۱/۳؛ کو ترک کرنا: اس کے آثار ۱۱/۳؛ کی وصیت ۱۱/۵۲؛ کی طرف دعوت ۱۱/۹۰، ۵۲؛ کا زمانہ ۱۲/۹۸؛ کے اسباب ۱۱/۶۱

نیز، ک یوسف (ع) کے بھائی، خطاکار، نوح ﷺ اور حضرت یعقوب (ع)

اجر: میں عدالت ۱۱/۱۵؛ نیز، ک کام کاج // اصلاح کرنے والے: کا زہد ۱۱/۲۹؛ کا عذاب ۱۱/۱۱۴؛ کی قوت: اس کے اسباب ۱۱/۱۲۰؛ کی صداقت: اس کی نشانیاں ۱۱/۵۱، ۲۹؛ کی ذمہ داری ۱۱/۸۸؛ اور تبلیغ کی اجرت ۱۱/۵۱؛ نیز، ک گزشتہ اقوام اطاعت کرنے والے: ۱۱/۱۲، ۱۱۵/۲۳ // اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے والے: کا حساب و کتاب: اس میں سختی ۱۳/۱۸؛ جہنم میں ۱۳/۱۸

اعمال کے ستون ۵/۱۲؛ ناپسندیدہ۔ ان سے پشیمانی ۹۴/۱۲؛ میں تاثیر اسباب ۳۳/۱۲؛ نیز، ک برادران یوسف (ع)  
 اللہ تعالیٰ کی سنتیں: اجر دینے کی ۲۲/۱۲؛ سزا دینے کی ۲۲/۱۲؛ مہلت دینے کی ۱۱/۱۱، ۱۱۰/۱۲، ۳۲/۱۳  
 ہدایت دینے کی ۴/۱۳

اقتصادی سیاست: ر، ک اقتصاد اور حضرت یوسف (ع)

اللہ تعالیٰ کی بخشش ۱۱/۱۲، ۶۱، ۱۳/۳۴، ۵۳/۶؛ اس کے آثار ۱۱/۱۲، ۹۲/۵۳؛ اس سے محروم ہونے کے آثار  
 ۱۱/۳۴؛ اس کی اہمیت ۱۲/۹۲؛ اس کا زینہ ۱۲/۹۲؛ اس کی عمومیت ۱۱/۱۲، ۳۱/۹۸؛ اس کی علامت  
 ۱۱/۱۲، ۳۱/۹۸؛ کی اتمام حجت ۱۱/۱۳، ۳۰/۳۴؛ کا احاطہ ۱۱/۹۲، ۵۴؛ کا احاطہ علمی ۱۱/۹۲، ۵۴؛ کا احسان  
 ۱۲/۱۰۰، ۱۰۱/۱۰۰؛ اس کے موارد ۱۲/۱۰۰؛ کی اخبار ۱۱/۱۰۴، ۱۰۰؛ کے مختصات ۱۱/۱۳، ۲۰، ۱۹، ۳۱، ۳۳،  
 ۳۳، ۵۰، ۵۲، ۵۵، ۵۶، ۶۱، ۶۳، ۸۳، ۹۰، ۹۲، ۱۰۱، ۱۱۳، ۱۲۳، ۱۲/۱۳۳، ۳۳، ۳۰، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۸۰،  
 ۱۳/۱۰۱، ۱۰۰، ۹۸، ۸۶، ۸۳/۱۶، ۱۳، ۱۱، ۲، ۳۱، ۳۹، ۳۳، ۳۰؛ اس کے حدود ۱۳/۳، ۱۱، ۱۲؛ کا اختیار ۱۱/۳۳، ۱۰۴  
 ؛ کا اذن و حکم ۱۱/۱۰۵؛ اس کا کردار ۱۳/۳۸؛ کا ارادہ ۱۱/۳۳، ۶۳، ۱۲، ۱۰۴/۵۶؛ اور امور کی تدبیر ۱۲/۶۸؛ وہ اور  
 طبعی اسباب ۱۲/۶۸؛ اس کی اہمیت ۱۲/۳۳؛ اس کی حاکمیت ۱۱/۳۳، ۹۲، ۱۲/۵۶، ۶۵؛ اس کا حتمی ہونا ۱۱/۴۳  
 ، ۱۲/۱۱، ۱۳/۱۱؛ اس کے متحقق ہونے کا زینہ ۱۲/۱۲؛ اس کا کردار ۱۱/۳۳، ۱۲/۵۲، ۱۳/۱۱؛ اس کا انبیاء ﷺ کے  
 ساتھ رابطہ: اس کی روش ۱۱/۱۲، ۳۶/۱۰۹؛ اس کے واسطے ۱۱/۶۹؛ کا عرش پر قبضہ ۱۳/۲؛ کو ضرر پہنچانا ۱۱/۵۴؛  
 کا گمراہ کرنا ۱۱/۳۳، ۱۳/۲۴، ۳۳؛ اس کا زینہ ۱۳/۳۳؛ اس کی خصوصیات ۱۳/۳۳؛ سے منہ موڑنا: اس کے آثار ۱۳/۲۴  
 ؛ کے افعال ۱۱/۱۲، ۳۳، ۲۸، ۳۶، ۳۶، ۵۲، ۵۶، ۶۳، ۷۱، ۸۸، ۱۱۹، ۱۰۴، ۱۲، ۲/۱۲۰، ۲۱، ۲/۱۳، ۳، ۴، ۱۲،  
 ۳۲، ۳۱، ۳۴، ۱۴، ۱۳؛ اس کی نشانیاں ۱۱/۸۲؛ اس کی خصوصیات ۱۱/۵۶؛ کے امتحانات ۱۱/۴، ۹، ۱۱؛ کی امداد  
 ۱۱/۱۲۳، ۱۲/۱۸، ۵۳، ۱۱۰؛ اس کے آثار ۱۱/۸۸، ۱۲/۳۳، ۳۸، ۵۳، ۷۶؛ اس کا اطمینان ۱۲/۸۷؛ اس کی اہمیت  
 ۱۱/۳۳، ۱۲/۳۳؛ اس کا زینہ ۱۲/۸۳؛ اس سے محروم رہنے کے اسباب ۱۳/۳۴؛ اس کی علامات ۱۲/۱۱۰؛ اس کا  
 کردار ۱۲/۲۳؛ اور ۱۱/۳۴، ۳۸، ۳۳، ۳۰، ۳۳، ۳۸، ۳۲، ۸۲، ۱۰۱، ۱۱۲، ۱۲/۲۱، ۳۰، ۱۱/۱۳، ۲۰، ۲۵، ۲۱؛ ان کا حتمی  
 ہونا ۱۱/۵۸، ۶۶، ۷۶، ۹۳، ۱۰۱، ۱۲/۶۴، ۱۳/۳۱؛ اس کی خصوصیات

۱۱/۶۶: کی برکات ۱۱/۴۳: کی بشارتیں ۱۱/۳۸، ۳۹، ۶۹، ۷۱، ۱۲۲، ۱۲/۱۵، ۱۳/۱۴، ۳۵: ان کو پہنچانا ۱۱/۱۲۲  
۱۱/۱۱۲: کی بصیرت ۱۳/۱۶: کا بے نظیر ہونا ۱۱/۵۰، ۱۲/۳۸، ۱۳/۳۳: کے اجر و پاداش ۱۱/۲۹، ۱۱۱، ۵۱،  
۱۱۵، ۱۲۳، ۱۲/۲۲، ۵۶، ۸۸، ۹۰: اس کے دنیاوی اجر ۱۲/۵۶: اس کا زینہ ۱۱/۱۱۰، ۱۳/۱۳۱: اس کا قانون کے  
مطابق ہونا ۱۲/۹۰، ۱۳/۳۱: کی پیشگوئی ۱۲/۱۵: کی تائیدات ۱۱/۳۴: کی تدبیر ۱۳/۱۶، ۳/۲: اس کے آثار ۱۳/۲: اس  
کے دلائل ۱۳/۲: اس کی علامات ۱۳/۲: کی تشویق دلانا ۱۳/۴: کی تعلیمات ۱۱/۳۳، ۳۵، ۳۴، ۳۸، ۳۹، ۱۲۰، ۱۲/۳،  
۶، ۲۱، ۳۴، ۳۸، ۶۸، ۷۶، ۱۳، ۱۰۱، ۹۸/۳۳، ۱۶: اس کی روش ۱۳/۱۴: اس کا کردار ۱۲/۳: کو جھٹلانا ۱۲/۳۴: کا  
منزہ ہونا ۱۱/۵۰، ۱۰۱، ۱۱۴، ۱۲۳، ۱۲/۳۸، ۱۰۸، ۱۳/۳۳، ۱۳/۲۴: کی وصیتیں ۱۱/۱۲۳، ۱۲/۴، ۱۳/۲۲، ۶: اس کا  
کردار ۱۱/۳۳: کے ڈراوے ۱۱/۶۶، ۸۳، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۲/۱۰۹، ۱۳/۳۱، ۳۰، ۳۴، ۳۱: اس کا ابلاغ ۱۱/۱۲۲، ۱۳/۳۰  
: اس کا متحقق ہونا ۱۱/۳۳: کا محافظ ہونا ۱۲/۶۳: پر حاکمیت ۱۱/۳۳: کی حاکمیت ۱۱/۴، ۲۰، ۱۵، ۳۳، ۳۴، ۵۲، ۵۶،  
۵۸، ۱۲/۳۰، ۱۰۰، ۶۴، ۱۳/۲، ۳۹، ۱۲، ۱۱، ۳۱: اس کے آثار ۱۳/۱۶: اس کی اہمیت ۱۲/۶۴: اس کی آخرت میں  
حاکمیت ۱۱/۱۰۵: اس کی حاکمیت مطلق ۱۱/۱۰۴: اس کی علامات ۱۳/۲: کی حجت: ان کا کردار ۱۲/۲۳: کا حساب  
و کتاب ۱۱/۲۹، ۵۴، ۱۳/۳۱، ۳۰: پر حق ۱۱/۶: کے حقوق ۱۲/۳۰: کی حکمت ۱۱/۱۲، ۵۶/۸۳: اس کے آثار ۱۱/۶،  
۵۶، ۱۲/۶: اس کے بارے میں سوال ۱۲/۴: اس کی علامات ۱۱/۱۲، ۱/۴، ۶: کی حمایت ۱۱/۳۰، ۵۶، ۸۱: اس کا زینہ  
۱۲/۳۳: کی حیات بخشی ۱۳/۱: کی خالقیت ۱۱/۴، ۵۱، ۱۱۹، ۶۱، ۱۲/۱۰۱، ۱۳/۱۲، ۳، ۳۳، ۱۶: کا خیر ہونا: اس کی  
علامات ۱۱/۱: شناسی: اس کے آثار ۱۱/۵۶، ۱۲/۸۶، ۱۳/۸۴، ۲: اس کو پہچاننے کے آلات ۱۳/۳: اس کی تاریخ  
۱۱/۸۳، ۶۱، ۵۰، ۲۶: اس کے دلائل ۱۲/۱: اس کی روش ۱۳/۳، ۳: اس کا زینہ ۱۳/۳: کی حمایتیں ۱۱/۸۱، ۵۶، ۳۰: اس  
کا زینہ ۱۲/۳۳: اور زمین کی آبادی ۱۱/۶۱: اور انبیاء ﷺ ۱۱/۳۶: اور جہالت ۱۱/۵: اور حضرت یوسف علیہ السلام کا  
خواب ۱۲/۱۰۰: اور ظلم ۱۱/۱۰۱، ۱۱۴: اور انسانوں کا عمل ۱۱/۱۲۳، ۱۱۲، ۱۱۱: اور طبعی اسباب ۱۲/۱۰۰،  
۱۳/۱۲: اور عیب ۱۲/۱۰۸، ۱۳/۱۳: اور غفلت ۱۱/۱۲۳: اور حضرت محمد ﷺ ۱۳/۱۹: اور خیانت کاروں کا  
فریب ۱۲/۵۲: اور نقص ۱۳/۱۳: سے خوف ۱۳/۲۱: اس کا زینہ ۱۳/۲۱: اس کی اطاعت کمرنے کی اہمیت  
۱۳/۱۸: اس کی اطاعت کا زینہ ۱۳/۱۸: کی رازقیت ۱۱/۱۳، ۶/۲۶، ۱: کی ربوبیت ۱۱/۱۲، ۱۸، ۵۶، ۳۳، ۲۸،



۵۷، ۶۳، ۶۶، ۸۱، ۸۸، ۱۱۰، ۱۱۷، ۱۲/۲۱، ۲۳، ۵۳، ۲/۱۳، ۴، ۷، ۱۳، ۲۳، ۲۳؛ اس کو ورک کرنے کے آثار ۱۲/۲۳؛ اس  
کے آثار ۱۱/۱۲، ۱۱۶، ۸۳، ۵۶/۱۳، ۲۳، ۲۱/۵۶، اس کی شناخت کے آثار ۱۱/۵۶؛ اس کی تکذیب ۱۱/۹،  
۱۳/۵۶؛ اس کو جھٹلانے کے آثار ۱۱/۵۹، ۶۰؛ اس کی جاودانگی ۱۳/۱۷؛ اس کی حقانیت ۱۳/۱۷؛ اس کے دلائل  
۱۱/۵۹، ۱۶/۱۳؛ وہ حضرت یوسف (ع) کے قصہ میں ۱۲/۷؛ اس کی عمومیت ۱۳/۵؛ اس کو قبول کرنا ۱۱/۱۰۷،  
۱۳/۱۶؛ اس کو قبول کرنے کے آثار ۱۳/۱۶؛ اس کی علامات ۱۱/۱۷، ۳، ۳۱، ۳۳، ۱۸، ۵۷، ۳۷، ۹۰، ۷۶، ۹۲، ۱۰۱،  
۱۰۲، ۱۱۱، ۱۲/۷، ۲۳، ۳۳، ۳۷، ۵۳، ۹۸، ۱۳/۱۹، ۱؛ اس کی خصوصیات ۱۳/۵؛ کی رحمت ۱۱/۳۳، ۳۷، ۵۸،  
۷۳، ۱۲/۵۳؛ اس کے آثار ۱۱/۳۳، ۳۷، ۱۲/۵۳، ۹۲، ۶۳؛ اس کے لیے زمینہ سازی ۱۲/۵۳؛ اس کی رحمت خاص  
۱۱/۲۸، ۶۳؛ اس کا زمینہ ۱۲/۹۸؛ اس کی شرائط ۱۲/۵۳؛ اس کی علامات ۱۱/۹، ۳۱، ۵۸، ۶۶، ۹۰، ۹۳،  
۱۲/۱۳، ۵۶، ۳۰؛ کارزق ہونے ۱۱/۸۸، ۱۳/۲۲؛ اس کی مخصوص روزی ۱۱/۸۸؛ کی سرزنش ۱۱/۳۶، ۲۰؛ کی  
۱۱/۱۵، ۳۷، ۵۸، ۱۱۰، ۱۱۷، ۱۲/۲۲، ۷۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۷/۳۲؛ اس سے جہالت کے اسباب ۱۲/۱۰۹  
؛ اس کا کردار ۱۲/۵۲؛ کی شان ۱۱/۱۲، ۲۹، ۱۲/۹۲، ۹۸، ۱۳/۳۰؛ سے گلہ ۱۲/۸۶؛ کا؟ ۱۲/۳۳؛ کی صداقت  
: اس کے دلائل ۱۱/۱۱۹؛ کی صفات ۱۳/۹، ۶؛ اس کی شناخت کے آثار ۱۲/۸۷؛ کی عدالت ۱۱/۳، ۱۵، ۳۵، ۵۶،  
۱۲/۱۱۷، ۵۶؛ اس کے دلائل ۱۲/۵۶؛ کے عذاب ۱۱/۸، ۳۰، ۳۳، ۵۸، ۱۳، ۱۰۲، ۹۳، ۸۲، ۱۳/۶۶؛ اس کا احاطہ  
۱۱/۱۲، ۸/۱۰۷؛ اس میں تاخیر ۱۱/۸؛ اس کا حتمی ہونا ۱۱/۱۳، ۶۶، ۳۷، ۳۳؛ اس سے نجات ۱۱/۱۳، ۳۳، ۳۳؛ اس  
کی خصوصیات ۱۱/۱۰۲؛ کی عزت ۱۱/۹۲؛ کے عطیہ جات ۱۱/۳، ۸۸، ۸۶، ۶۳، ۶۱، ۳۸، ۳۱، ۲۸، ۱۰، ۹۶، ۱۰۸،  
۱۱۰، ۱۲/۲۲، ۳۰، ۳۷، ۵۶، ۷۶، ۹۱، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۳/۳۸، ۲۲؛ اس کا زمینہ ۱۱/۳؛ اس کے موانع ۱۲/۳۸؛ کی عظمت  
۱۳/۲۱، ۹۶؛ کا علم ۱۱/۶، ۱۲، ۸۳، ۵۷، ۱۳/۷۶، ۳۹، ۹؛ اس کی خصوصیات ۱۲/۳۳؛ کا علم غیب ۱۱/۵، ۶،  
۳۱، ۱۱۱، ۱۲، ۱۱۲/۱۳، ۷۷، ۳۳، ۱۹/۱۰، ۹، ۸؛ اس کے آثار ۱۲/۶؛ اس کی خصوصیات ۱۳/۱۰؛ کی عنایات : اس کے  
آثار ۱۲/۳۸؛ اس کے اسباب ۱۲/۳۸؛ کے ساتھ عہد ۱۲/۶۶، ۱۳/۲۰، ۲۲، ۲۳؛ کا انسانوں کے ساتھ عہد  
۱۳/۲۰، ۲۵؛ کا فضل ۱۲/۹۶، ۳۸، ۱۵؛ اس کا واسطہ ۱۲/۳۸؛ کی قدرت ۱۱/۳، ۱۰۷، ۲۱/۱۲، ۳۹، ۶۷، ۱۱/۱۳،  
۱۳/۳۳؛ اس کے آثار ۱۱/۱۳، ۶۶، ۲/۳؛ اس کی برتری ۱۱/۶۳؛ اس کا سہارا ۱۱/۶؛ اس کے دلائل ۱۳/۳۲؛ اس کا زمینہ

\_۳۲/۱۳؛ اس کی علامات ۲/۱۳؛ اس کی خصوصیات \_۱۰۴، ۶۳/۱۱؛ کا تقرب ۶۱/۱۱؛ اس کے آثار ۶۱/۱۱؛ کی  
 قضاوت ۱۲/۱۱، ۸۰/۳۵، ۱۱۰، ۱۱۰/۳۵؛ اس کا یقین ۳۵/۱۱؛ اس کا زینہ ۱۱۰/۱۱؛ اس کا عرصہ ۱۱۰/۱۱؛ اس کی اخروی  
 قضاوت ۱۱۱/۱۱؛ اس کی خصوصیات ۳۵/۱۱؛ قضای: اس کا حتمی ہونا ۳۴/۱۱؛ کی قہاریت ۲/۱۳؛ کا قیام: اس سے  
 مراد ۳۳/۱۳؛ کی سزائیں ۴۸/۱۱، ۳۰، ۱۰۲، ۱۰۹، ۱۱۱، ۳۲، ۳۴/۱۳؛ ان کی دھمکی دینا ۶۶/۱۲؛ ان کا حتمی ہونا  
 ۶۳/۱۱؛ ان کا زینہ ۱۱۰/۱۱، ۳۱/۱۳؛ اس کا عمومی ہونا ۳۴/۱۳؛ ان کا قانون کے مطابق ہونا ۳۳/۱۳؛ اس کی  
 خصوصیات ۳۳/۱۳؛ کی گواہی ۵۳/۱۱، ۳۳/۱۳؛ کا لعن و طعن ۹۹/۱۱؛ اس کے اسباب ۶۰/۱۱، ۹۹؛ کا مالک ہونا  
 ۱۳/۱۱، ۱۲۳، ۶۳، ۵۴، ۵۶/۱۶؛ کے ساتھ مقابلہ و مجادلہ ۴۳/۱۱؛ کی حفاظت ۵۴/۱۱، ۱۲؛ کی محبت ۹۰/۱۱؛ اس کی  
 علامات ۹۰/۱۱؛ کی مدح سرائی ۴۳/۱۱؛ اس کی علامات ۴۳/۱۱؛ مشیت \_۳۳/۱۱، ۳۳، ۵۵، ۴۳، ۵۵، ۲۱/۱۲،  
 ۵۶، ۱۰۰، ۱۳/۱۳، ۴، ۲۶، ۳۱، ۳۹؛ اس کے آثار ۵۶/۱۱، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۲/۱۲، ۹۹، ۳۱/۱۳، ۳۹؛ اس کی حاکمیت  
 ۳۳/۱۱، ۹۲، ۵۶/۱۲، ۶۸، ۹۹؛ اس کا حتمی ہونا ۳۳/۱۱، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۲، ۲۱/۱۱۸، ۶۴، ۱۱۰، ۳۹/۱۳، ۳۱؛ اس کا  
 زینہ ۲۴/۱۳؛ اس کا قانون کے مطابق ہونا ۵۶/۱۲، ۱۱۰، ۳۹، ۲۴/۱۳؛ اس کے اجراء کے مقام ۳۴/۱۱، ۴۱، ۴۶/۱۲  
 ؛ اس کا کردار ۳۳/۱۱، ۳۹؛ کے مقدرات ۴/۱۱، ۳۰، ۳۳، ۹۶، ۱۱۰، ۱۹/۱۲، ۲۱، ۶۸، ۳۸/۱۳، ۸، ۱۱؛ ان کا تبدیل  
 ہونا ۱۱/۱۳، ۳۹؛ ان کی حاکمیت ۶۸/۱۲؛ ان کا حتمی ہونا ۶۴/۱۲، ۱۳، ۶۸/۱۱؛ کا فریب ۱۳/۱۳، ۳۲؛ اس کی دھمکی  
 ۱۳/۱۳؛ اس کی خصوصیات ۱۳/۱۳؛ کے مواعظ ۱۱۳/۱۱؛ ان سے عبرت حاصل کرنا ۱۱۳/۱۱؛ کی مہربانی  
 ۹۰/۱۱؛ اس کی علامات ۱۲/۱۱، ۹۲/۹۰؛ کی مہلت دینا ۱۱۰/۱۱، ۳۲/۱۳؛ کے نام: ان میں ملحد ہونا ۱۰۶/۱۲؛ کی  
 طرف سے نجات بخشی ۳۳/۱۱، ۵۸، ۹۳، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۹/۱۲؛ کی نعمات ۹/۱۱، ۱۰، ۳۱، ۸۸، ۶/۱۲، ۹۰، ۱۰۰  
 ، ۱۰۱؛ اس کی ارزش ۳۱/۱۱؛ ان سے مستفیذ ہونا ۳۸/۱۲؛ کا کردار \_۳۳/۱۲، ۱۱۰، ۱۰۱، ۱۰۹، ۱۱/۱۳؛ وہ حضرت  
 یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ۱۰۰/۱۲؛ کی نواہی ۳۴/۱۱، ۳۰، ۳۶، ۱۱۲، ۳۴/۱۳، ۳۰؛

کے وعدے ۶۵/۱۱، ۳۱/۱۳، ۳۵؛ ان کا حتمی ہونا ۳۱/۱۳، ۳۵/۱۱؛ ان کے مستحق ہونے کے دلائل ۳۱/۱۳؛ اللہ تعالیٰ کا عہد کو پورا کرنا ۳۵/۱۱؛ اس کا کردار ۱۰۸/۱۱؛ کے عذاب ۱۳/۱۳؛ ان کا مذاق ۸/۱۱؛ ان کا تحقق ۳۳/۱۱، ۳۰/۱۳؛ ان کے مستحق ہونے میں تاخیر ۸/۱۱؛ ان کا حتمی ہونا ۳۲/۱۳؛ ان کا قانون کے مطابق ہونا ۳۰/۱۳؛ کی وکالت ۶۶/۱۲؛ کی ولایت ۲۰/۱۱، ۱۱۳، ۱۱/۱۳، ۱۶؛ اس سے منہ موڑنا اس سے منہ موڑے کے آثار ۲۰/۱۱، ۱۱۳، ۱۶/۱۳؛ اس کی اہمیت ۱۶/۱۳؛ ان کا ہمیشہ ہونا ۱۴/۱۳؛ اس کے دلائل ۱۶/۱۳؛ اس کو قبول کرنا؛ اس کو قبول کرنے کے آثار ۱۶، ۱۰۱/۱۳؛ اس سے محرومیت؛ اس کے اسباب ۳۴/۱۳؛ اس کی علامات ۱۰۱/۱۲؛ اس کی اخروی ولایت ۱۰۱/۱۲؛ اس کی دنیاوی ولایت ۱۰۱/۱۲؛ اس کی مطلق ولایت ۱۰۱/۱۲؛ اس کی خصوصیات ۱۰۱/۱۲؛ کی ہدایت گری ۱۰۱/۱۱، ۲۴/۱۳، ۳۱؛ کی ہدایات ۳۳/۱۱، ۱۶/۱۳، ۳۳؛ نیز، ک اللہ تعالیٰ کے اطاعت کرنے والے، استعاذہ، مدد طلب کرنا، اطاعت، اقرار، اللہ تعالیٰ کی امداد، اللہ تعالیٰ کے امیدوار، انبیاء ﷺ، ایمان، اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ، بشارت، اللہ تعالیٰ کا اجر اور پاداش، تذکر، خوف، تسبیح، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے، تسلیم، توسل، توکل، حکام، اللہ تعالیٰ کی حمایت، حمد، اللہ تعالیٰ سے خوف کھانے والے، دعا، ذکر، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اللہ تعالیٰ کی رحمت، اللہ تعالیٰ کی ستائش کرنے والے، سجدہ، قسم، تشکر، شفاعت، صبر، عقلائی، عرش، عصیان، عقیدہ، وعدہ کو توڑنا، غافل افراد، غفلت، اللہ تعالیٰ کے کارندے، کفار، میلانات، گواہی

متفکرین، مجادلہ، مخلصین، لوگ، مشرکین، اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے والے، اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والے، علت و معلول کا نظام، نعمت اور ضرورتیں

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کا انجام: اس کا اچھا ہونا ۲۲/۱۳

اسحاق ؑ: پرا تمام نعمت ۶/۱۲: اور حضرت یوسف (ع) کا زمانہ ۶/۱۲: اور حضرت ابراہیم ؑ کا دین ۳۸/۱۲:۔  
 اور حضرت یعقوب ؑ ۶/۱۲: اور حضرت یوسف (ع) ۶/۱۲: ۳۸/۱۲: کی برکت ۴۳/۱۱: کا منزہ ہونا ۳۸/۱۲: کی توحید  
 ۳۸/۱۲: کا دین ۳۸/۱۲: اس کے پیروکار ۳۸/۱۲: ان میں دین کا رحمت ہونا ۴۳/۱۱: کا فرزند ۴۱/۱۱: ۶/۱۲: کی  
 عصمت ۳۸/۱۲: کے فضائل ۶/۱۲: کا نام لکھنا جانا ۴/۱۱: کی نبوت ۳۸/۱۲: پر نعمات ۶/۱۲: نیز، ک بشارت  
 ، قدیمی مصری، معجزہ اوز حضرت یوسف (ع) اسرار، ک راز

اسلام: کمی کامیابی: اس کا وعدہ ۳۱/۱۳: صدر کمی تاریخ ۵/۱۱، ۱۲، ۱۱۲، ۱۲۴/۱۳، ۳۳، ۳۸، ۳۶، ۳۱: کا  
 عالمگیر ہونا ۱۰۳/۱۲: کی طرف دعوت ۱۳/۱۱: قبول: اس کی اہمیت ۱۳/۱۱: اس کے دلائل ۱۳/۱۱: کا پھیلانا اور  
 وسعت، اس کے آثار ۱۳/۱۳: کی خصوصیات ۱۰۳/۱۲:

نیز، ک ایمان، صحابہ اور کفار اسماء و صفات: احکم الحاکمین ۳۵/۱۱: رحم الراحمین ۲/۱۲، ۹۶۳: بصیر ۵۴/۱۱: حکیم  
 ۱۱/۱۲، ۶، ۸۳، ۱۰۰: حمید ۴۳/۱۱: خالق ۱۶/۱۳: خیر ۱۱/۱۱، ۱: خیر الحاکمین ۱۲/۸۰: رحمن ۱۳  
 ۳۰/۳۱: رحیم ۱۱/۳۱، ۱۲، ۹۰، ۵۳، ۹۸: سریع الحساب ۳۱/۱۳: سمیع ۳۳/۱۲: شدید العقاب ۶/۱۳: شدید المحال  
 ۱۳/۱۳: اس سے مراد ۱۳/۱۳: صفات جلال ۵/۱۱، ۱۰۱، ۱۱۴، ۲۳، ۱۰۸/۱۲، ۱۳/۱۳: عزیز ۱۱-۶۶: علیم ۵/۱۱،  
 ۱۲/۱۹، ۶، ۳۳، ۱۰۰، ۸۳، ۴۶، ۵۰: غفور ۱۱/۳۱، ۱۲/۹۸، ۵۳: فاطر ۱۲/۱۰۱: قدیر ۱۱/۳: قریب ۱۱/۶۱: قوی ۱۱/۶۶:  
 قہار ۱۲/۳۹، ۱۳/۱۶: کبیر ۱۳/۹: متعال ۱۳/۹: مجیب ۱۱/۶۱، ۱۲/۳۳:  
 مجید ۱۱/۴۳: محیط ۱۱/۹۲: واحد ۱۲/۱۳، ۳۹/۱۶: ودود ۱۱/۹۰: وکیل ۱۱/۱۲: نیز، ک ذکر

اشراف: کی عورتوں پر تجاوز: اس کی سزا ۲۵/۱۲: کی دعوت ۲۹/۱۱: کا کفر ۲۴/۱۱

نیز، ک اشراف فرعون، اشراف مصر، اشرافیت، قوم نوح ؑ، قدیمی مصر اور حضرت نوح (ع)

اشراف فرعون: اور حضرت موسیٰ ؑ ۹۴/۱۱: کو ہدایت ۹۴/۱۱

اشراف مصر: کی عورتیں: ان کا اقرار ۳۱/۱۲: ان کی تحقیق

۵۱/۱۲، ۵۲؛ ان کی فکر ۳۱، ۳۰/۱۲؛ ان کی پذیرائی ۳۱/۱۲؛ ان کا تعجب ۳۱، ۳۰/۱۲؛ ان کی خیانت ۵۲/۱۲؛ ان کا ہاتھوں کو کاٹ دینا ۳۱/۱۲؛ ان کی دعوت ۳۱/۱۲؛ وہ زلیخا کی محفل میں ۵۰/۱۲؛ وہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا ۳۳/۱۲؛ وہ اور زلیخا ۳۱/۱۲، ۳۰؛ وہ اور زلیخا کا چارہ کار ۳۰/۱۲؛ وہ حضرت یوسف (ع) ۳۱/۱۲، ۳۳؛ ان کا عجز ۳۱/۱۲؛ ان کا حضرت یوسف (ع) سے عشق ۳۵/۱۲؛ ان کا مطلب نکالنا ۵۱/۱۲؛ اس کی گواہی ۵۱/۱۲؛ اس کا حیلہ ۳۱/۱۲، ۳۳، ۵۰؛ اس کے حیلے کے آثار ۵۰/۱۲؛ ان کے حیلے کو دور کرنا ۵۲/۱۲؛ ان کے حیلے سے نجات ۳۳/۱۲؛ ان کی مہمانی ۳۱/۱۲؛ ان کی مایوسی ۳۳/۱۲؛ کا عقیدہ ۵۱/۱۲؛ نیز، ک مصر کا بادشاہ، زلیخا، عزیز مصر اور حضرت یوسف (ع)

اشرافیت :- کے آثار ۲۸/۱۱، ۲۷؛ نیز، ک اشراف

اصلاح :- ک معاشرہ، دینی رہبر اور مبلغین

اصلاح گری :- ک انبیاء اور حضرت شعیب (ع)

اصول دین :- ک دین

اضطراب :- کے آثار ۴۳/۱۱؛ میں تصمیم گیری ۴۳/۱۱؛ کا رفع ہونا: اس کا سرچشمہ ۱۲۰/۱۱؛ میں فیصلہ کرنا ۴۳/۱۱؛ سے نجات: اس کے اسباب ۱۱/۱۱؛ نیز، ک غافل

اضطراب :- ک یوسف (ع)

اطاعت: انبیاء کی :- اس کے آثار ۵۹/۱۱؛ والدین کی - ۶۳، ۶۸/۱۲؛ خدا کی - ۹۲، ۱۱۵/۱۱؛ اس کے آثار ۱۱/۱۲، ۸۸/۱۳، ۱۰۱/۱۳؛ اس کی اہمیت ۲۳/۱۲؛ اس میں سختی - ۳۳/۱۲؛ فرعون کی - ۹۴/۱۱؛ اس کا انجام ۱۱/۱۲، ۹۸؛ ناپسند قوانین کی :- اس کا کیفر اور سزا ۳۴/۱۳؛ حضرت یعقوب (ع) کی - ۶۸/۱۲؛ میں صبر ۱۱۵/۱۱، ۲۳/۱۳

اطمینان :- کے اسباب ۱۱/۱۳، ۵۶/۲۸؛ نیز، ک حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی، مصر کا پادشاہ، اللہ تعالیٰ، حضرت صالح

علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، مومنین، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

اعتراف :- ک اقرار

اعتماد :- ک اعتمادی: اس کے اسباب ۶۳/۱۲

نیز، ک حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور حضرت یعقوب (ع)

اعداد: دس کا عدد ۱۱/۱۳، تین کا عدد ۱۱/۶۵، چھ کا عدد ۱۱/۴؛ آٹھ کا عدد ۱۱/۳۰؛ اسی کا عدد ۱۱/۳۸، سات کا عدد ۱۱/۳۳، گیارہ کا عدد ۱۲/۳۸، ۳۴، ۳۳/۱۲

افراط: ر، ک سرور // افک: ر، ک افتراء

اقتصاد: کی آسیب شناسی ۱۱/۸۵؛ کے لحاظ سے محفوظ ہونا: اس کی اہمیت ۱۲/۹۹؛ کی منصوبہ بندی: اس کی اہمیت ۱۲/۳۴؛ کا بحران: اس کی پیش گوئی کرنے کی اہمیت ۱۲/۳۴؛ اس میں منصوبہ بندی ۱۲/۳۴؛ اس میں تقسیم بندی ۱۲/۳۴؛ اس میں تقسیم بندی پر نظارت کی اہمیت ۱۲/۵۵؛ اس میں سیاست گذاری ۱۲/۵۵، ۶۲؛ اس میں عدالت میں تحولات و تبدیلیاں اس کے اسباب ۱۳/۱۱؛ اس کا سرچشمہ ۱۳/۱۱؛ میں کرپشن اس کے آثار ۱۱/۸۳، ۹۵؛ اس کا زینہ ۱۱/۸۵، ۸۴؛ اس کا ظلم ہونا ۱۱/۹۳؛ میں تنگی: اس کا جائز ہونا ۱۲/۶۰؛ میں رشد و اضافہ: اس کے آثار ۱۱/۵۲؛ اس سے استفادہ کرنا ۱۲/۳۴؛ اس کی اہمیت ۱۲/۳۴؛ اس کی اہمیت ۱۲/۶۰؛ کے امور کا نگران: اس کی شرائط ۱۲/۵۵؛ کی سیاست: اس کا ناپسند ہونا ۱۲/۶۲؛ میں عدالت: اس کے آثار ۱۱/۸۸، ۱۲/۵۹؛ کی طرف دعوت ۱۱/۸۵، ۸۸؛ میں خلاف ورزی کرنے والے: ان کو عذاب ۱۱/۹۳؛ نیز، ر، ک انبیاء، انسان، اہل مدین، ثروت، معاشرۃ، حضرت شعیب ؑ، مومنین، اہل رفاہ، قدیمی مصر اور حضرت یوسف (ع)

اقرار: توحید کا ۱۱/۱۱۲؛ خطا کا ۱۲/۹۲، ۹۱؛ جھوٹ بولنے کا ۱۲/۵۱؛ گناہ کا ۱۲/۹۴، ۹۱، ۹۰؛ اس کے آثار ۱۲/۹۲؛ خدا کی نعمتوں کا ۱۲/۹۰؛ نیز، ر، ک اہل مدین، حضرت یوسف ؑ کے بھائی، مصر کا بادشاہ، خود، زلیخا، قوم ثمود، مشرکین اور حضرت یوسف (ع)

اقوام: فاسد ۱۱/۱۱۴، ۱۶؛ صالح: اس کی پیدائش ۱۱/۵۴؛ اس کا عذاب ۱۱/۱۱۴؛ اس کا محفوظ ہونا ۱۱/۱۱۴؛ ان پر ظلم ۱۱/۱۱۴؛ موحد: کی پیدائش ۱۱/۵۴؛ کی جاگزینی ۱۱/۵۴؛ کی ہلاکت: اس کا فلسفہ ۱۱/۱۱۴؛ نیز، ر، ک امتیں، انبیاء اور گذشتہ اقوام

اکثریت: اتمام حجت ۱۲/۱۰۳؛ کے ساتھ تحقیق ۱۳/۱؛ کی بے ایمانی ۱۲/۱۳، ۱۰۳/۱؛ کی جہالت ۱۱/۱۴، ۱۲/۲۱، ۶۸، ۳۰؛ کا شرک ۱۲/۳۸، ۳۰، ۱۰۶؛ اس سے مراد ۱۲/۱۰۶؛ کا ظلم ۱۱/۱۰۲؛ کا عصیان ۱۲/۱۱۰؛ کا کفر ۱۱/۱۴؛ کا کردار ۱۳/۱۱/۱۱/۱۱؛ التجا: ر، ک دعا، ر، ک توحید

الحاد: ر، ک خدا // اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ۱۲/۱۳، ۴، ۱/۱

آفاقی نشانیاں ۱۲/۱۳، ۱۰۵، ۲/۳، ۳، ۱۰۵/۱۲: ان کا مشاہدہ ۱۲/۱۰۵: ان کو لکھانا: ان کا زمانہ ۱۳/۳۸: ان کی شرائط۔  
۱۳/۳۸: ان سے اعراض کرنے والے ۱۲/۱۰۵: ان کی سرزنش کرنے والے ۱۲/۱۰۵: ان کی تکذیب کرنے والے ۱۱/۵۹: نیز، ک آسمان، پیدائش، زمین، قرآن، قوم عاد، کفار، مشرکین، خدا اور حضرت یوسف (ع) پر افتراء باندھنے والے // اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ: ۱۲/۴، ۶ // اہل بہشت: ۱۱/۱۳، ۱۰۸، ۱۱/۳۵، ۲۳، ۱۸،

کئی اقسام ۱۳/۲۳: کو بشارت ۱۳/۲۳: کئے باپ ۱۳/۲۳: کو مبارک باد ۱۳/۲۳: کئے ساتھ ملائکہ کی گفتگو ۱۳/۲۳: کا دائمی رہنا ۱۱/۲۳، ۱۰۸: پر سلام ۱۳/۲۳، ۲۳: کا صبر ۱۳/۲۳: کے فرزند ۱۳/۲۳: ملائکہ کی۔ سے ملاقات ۱۳/۲۳: کی بیویاں ۱۳/۲۳: کی ہم نشینی ۱۳/۲۳: نیز، ک بہشت

اغیار: کے ساتھ سلوک: اسکی روش ۱۲/۴۳: اس کی شناسائی: اسکی اہمیت ۱۲/۴۳: کو سزا ۲۱/۴۳، ۴۶: اسکا معیار ۱۲/۴۳ // اللہ تعالیٰ کا اجر: کے شامل حال ۱۲/۵۴، ۵۶

ائمہ: کا علم ۱۳/۳۳: کے فضائل ۱۱/۸۶: کا ہدایت کرنا ۱۳/۴: کو ہدیہ دنیا ۱۳/۲۱: نیز، ک آل یعقوب، امتحان، انسان و قوم عاد // امتحان: آسمانی بجلیکے ذریعہ ۱۳/۱۳: بارش کی کمی کے ذریعہ ۱۱/۵۲: اسکے آلات ۱۱/۴: کا فلسفہ ۱۱/۴ // نیز، ک آل یعقوب، امتحان، انسان و قوم عاد

انبیاء: کے اختیارات: ان کی حدود ۱۱/۳۳، ۱۳/۳۸: کے مذاق کرنے والے ۱۱/۸: ان کا عذاب ۱۳/۳۳، ۳۲: ان کو سزا ۱۳/۳۲: ان کو مہلت ۱۳/۳۲: سے مذاق ۱۳/۳۲: سے اجتناب: اس کے آثار ۱۳/۳۵: کی اصلاح گری ۱۱/۸۸: کو فرزند عطا کرنا ۱۳/۳۸: کو زوجہ عطا کرنا ۱۳/۳۸: کے افعال: ان کی اہمیت ۱۱/۳۸: کی اقسام ۱۲/۳: کی اقوام: ان کے ایمان لانے سے مایوسی ۱۲/۱۱۰: کو امداد ۱۲/۱۱۰: اور دنیا کی آبادی کاری ۱۱/۵۲: اور نااہل افراد پر اعتماد ۱۲/۱۵: اور خارق العادہ امور کی انجام دہی ۱۲/۹۳: اور نفسانی خواہشات کی طرف میلان ۱۲/۵۳: اور توحیدی عبادی ۱۲/۳۸: اور طاقت و معاشرت ۱۱/۵۲: اور خطا ۱۱/۳۶: اور جہالت ۱۲/۱۵: اور خاندان ۱۳/۳۸: اور اللہ تعالیٰ سے درخواست ۱۱/۳۶: اور دنیا طلبی ۱۱/۲۹:

\_ اور انسانوں کی سرنوشٹ ۳۶/۱۱؛ اور شرک ۳۸/۱۲؛ اور بیماروں کی شفا ۹۳/۱۲؛ اور کفار کو عذاب ۸۱/۱۱؛ اور عصیان ۶۳/۱۱؛ اور فضل خدا ۳۸/۱۲؛ اور سزا ۳۰/۱۱، ۶۳؛ اور خداوند عالم کی سزا ۳۸/۱۳؛ اور گناہ ۶۳/۱۱؛ اور مادیات ۲۹/۱۱؛ اور مومنین ۲۹/۱۱؛ اور تبلیغ کا اجر ۲۹/۱۱، ۵۱؛ اور نفس امارہ ۵۳/۱۲؛ اور شرک کی نفی ۳۸/۱۲؛ اولوالعزم ۱۱۰/۱۱؛ عرب کے ۸۳/۱۱؛ حضرت شعیب ؑ سے قبل ۸۹/۱۱؛ حضرت محمد ﷺ سے قبل ۱۲۰/۱۱، ۱۰۹/۱۲، ۳۲/۱۳، ۳۸؛ کا ڈرانا ۲۵/۱۱، ۱۱۰/۱۲؛ کا سر تسلیم خم کرنا ۴۷/۱۱؛ کے مقاصد ۵۲/۱۱، ۸۵؛ اس کی تحقیق کا زینہ ۲۸/۱۱، ۶۳، ۸۸؛ کو برگزیدہ کرنا ۱۳/۱۱، ۸۷، ۶۲/۳۸؛ کا بشر ہونا ۳۱/۱۱، ۳۳/۱۲، ۵۳، ۱۰۹، ۳۸/۱۳، ۳۰// اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والے ۱۸/۱۱

کا اخروی نقصان ۲۲/۱۱؛ کی سرزنش ۲۰/۱۱؛ کا دنیاوی عذاب ۲۰/۱۱؛ کا بہرہ پن ۲۰/۱۱؛ کا اندھا ہونا ۲۰/۱۱؛ کے خلاف گواہی ۱۸/۱۱؛ پر لعنت ۱۸/۱۱؛ کی محرومیت ۱۸/۱۱؛ قیامت کے دن میں ۱۸/۱۱؛ اور آیات الہی ۲۰/۱۱

ایتیازی سلوک: ر، ک خاندان

اقتصادی خلاف ورزیاں: ر، ک اقتصاد، اہل مدین، دولت، حضرت شعیب (ع)، مومنین اور آسودہ حال انعام: کے احکام ۴۲/۱۲؛ نیز، ر، ک جرم، مجرم اور مقابلہ اہل جہنم: ۱۶/۱۱، ۱۷، ۹۸، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۱۹، ۱۳/۱۳، ۲۵، ۱۸، ۵- کا بے یار و مددگار ہونا ۱۱۳/۱۱؛ کا گریہ و نالہ ۱۰۶/۱۱؛ کی نجات ۱۰۷/۱۱؛ کا نعرہ ۱۰۶/۱۱؛ اشیاء خورد و نوش: ر، ک بہشت

اداء طلب کرنا: ر، ک حضرت یوسف (ع)

انبیاء الہی: ۱۱/۶۱، ۵۹، ۵۰، ۲۵، ۲، ۸۳، ۸۱، ۶۹، ۹۶، ۱۱۰، ۳۰/۱۲، ۳۳- کے ساتھ جنگ و جدال ۷۳/۱۱ احمق: ۳۳/۱۲

اونٹ: کے فوائد ۶۵/۱۲؛ نیز، ر، ک حضرت صلح اور قدیمی مصر

انجام: حسن- ۲۲/۱۳؛ اس کی اہمیت ۱۰۱/۱۲؛ اس کی شرائط ۳۹/۱۱؛ اس کی اسباب ۱۱/۱۲۲، ۲؛ برا: ۱- سے ڈرانا ۲/۱۱، ۲۵، ۱۰۹/۱۲؛ اس کے اسباب ۲/۱۱



اولاد پر حق ۶۳/۱۲ کے لیے دعا ۹۸/۱۲ کی سلامتی: اس کی اہمیت ۶۴/۱۲؛ اس کا ذمہ دار ۶۸/۱۲؛ صلح: اس کی اہمیت ۴۳/۱۱؛ اس کی برکت ۴۳/۱۱؛ کا رحمت ہونا ۴۳/۱۱؛ کی ذمہ داری ۶۸/۱۲، ۶۳؛ نیز، ک حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحق ؑ، انبیاء ؑ، بشارت، بہشتی، رجحانات، پالتو اولاد بنانا، مشرکین اور حضرت یعقوب (ع)

اندھے دل والے: ۱۶، ۱۹/۱۳؛ نیز، ک دل کا اندھا ہونا

انبیاء: ر، ک انبیاء

اندھا پن: کے اسباب ۸۳/۱۲

احسان کرنے والے: ۱۱۵/۱۱، ۲۲/۱۲، ۳۶، ۵۶، ۹۰

کا اقرار ۹۰/۱۲؛ کی پاداش ۲۲/۱۲، ۵۶، ۵۷؛ ان کی اخروی پاداش ۵۷/۱۲؛ ان کی دنیاوی پاداش ۵۷/۱۲، ۵۶، ۲۲؛ ان کی مکمل پاداش ۹۰/۱۲؛ اس کا حتمی ہونا ۱۱۵/۱۲، ۹۰؛ کی خلقت: اس کا زمینہ ۴/۱۱؛ کی حکمت ۲۲/۱۲؛ پر رحمت ۵۶/۱۲؛ کی دنیاوی زندگی ۵۷/۱۲؛ کی صفات ۹۲/۱۲؛ کی عزت ۹۰/۱۲؛ کا علم ۲۲/۱۲؛ کا انجام: حسن انجام ۲۲/۱۳؛ کے فضائل ۳۶، ۹۲/۱۲؛ اور دنیاوی پاداش ۵۷/۱۲؛ اور خواب کی تعبیر ۳۶/۱۲؛ کی مدح ۴۳/۱۱؛ سے مراد ۴/۱۱؛ کی خصوصیات ۳۶/۱۲، ۳۷، ۹۲، ۹۳؛ نیز، ک بنیامین، حضرت یوسف (ع)

اللہ تعالیٰ کا کام کرنے والے ۷۱/۱۱؛ اللہ تعالیٰ کی ادا دیں: کے امیدوار ۸۳/۱۲؛ سے مایوس ۸۷/۱۲؛ کے شامل حال ۳۷/۱۳؛ نیز، ک امیدواری، ایمان، اللہ تعالیٰ، حضرت یوسف ؑ اور ضرورتیں

الہام: ر، ک حضرت یوسف ؑ اور خواب

امام علی ؑ: کے فضائل ۲۹/۱۳؛ کے مقامات ۱۷/۱۱؛ کا ہدایت کرنا ۷/۱۳؛ نیز، ک ائمہ اور ایمان

امام مہدی ؑ: کی شناسائی ۹۰/۱۲؛ نیز، ک ائمہ (ع)

امانت داری: کی اہمیت ۵۶/۱۲؛ کا زمینہ ۶۳/۱۲؛ نیز، ک حکومت اور حضرت یوسف (ع)

امتحان: کے آلات ۹/۱۱؛ نعمت کے سلب ہونے کے ساتھ ۹/۱۱؛ نعمت کے ساتھ ۹/۱۱؛ میں کامیابی: اس کے

اسباب ۱۱/۱۱؛ نیز، ک امتحان، انسان اور خد

امر بالمعروف: کے احکام ۳۳/۱۱؛ کے شرائط ۳۳/۱۱

اموات: برک مردے

امور: خلافت مصلحت\_ ۳۶/۱۱; حیرت انگیز\_ ۴۲/۱۱، ۱۳/۱۲، ۱۰۴، ۶/۱۲۳، ۵; ناپسند\_ ۱۱۸/۱۱; اس کی تدبیر: اس کا سرچشمہ ۱۱/۱۲۳، ۵۲، ۶; کا تفویض کرنا\_ ۸۸/۱۱; مدبر\_ ۱۲/۱۱; کا سرچشمہ ۱۳/۱۲، ۳۱/۹۹; اس سے جہالت ۱۳/۳۹; نیز، رک انبیاء اور خد

امیدواری: کے آثار ۱۲/۱۳; گناہوں کی بخشش کی\_ ۹۲/۱۲; خداوند عالم کی بخشش کی\_ ۹۸/۱۲، ۶/۱۳; خداوند عالم کی ادا کی\_ ۸۳/۱۲، ۸۴; بارش کی\_ ۱۲/۱۳; رحمت کی\_ ۹/۱۱، ۸۴/۱۲، ۹۸; خداوند عالم کی\_ ۸۳/۱۲; اس کی اہمیت ۹/۱۱، ۸۳/۱۲; اس کے اسباب ۸۴/۱۲; سختی میں\_ ۹/۱۱; تنگ دستی میں\_ ۹/۱۱; کے اسباب ۸۳/۱۲، ۱۲/۱۳; نیز، رک صابر، مبلغین، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

امتی: کافر: ان کو مہلت دینا ۱۱۰/۱۲; کے مشابہ ۳۰/۱۳; کی بصیرت: اس کا زینہ ۱۰۸/۱۲; کی سرنوشت: اس سے عبرت حاصل کرنا ۱۱۱/۱۲; کا عذاب: اس کی شرائط ۱۱۰/۱۲; کی ہدایت کرنا ۴/۱۳; نیز، رک اقوام اور گزشتہ امتیں انجیل: آسمانی کتب میں سے ۳۶/۱۳; کے علماء ۳۳/۱۳; اس کی گواہی ۳۳/۱۳

انسان: کا اختیار ۸۳/۱۲; اس کے آثار ۱۱۸/۱۱; کا امتحان ۴/۱۱; اس کا فلسفہ ۴/۱۱; کا اختلاف ۱۱۸/۱۱; کی استعداد ۲۳/۱۱، ۳۱; اس کا سرچشمہ ۶۱/۱۱; کا دھوکے میں آجانا ۱۰۰/۱۲; کے افکار ۵/۱۱; کا امتحان ۹/۱۱; کا زمین میں سے ہونا ۶۱/۱۱; اور جاودانی زندگی ۲۳/۱۱; اور ملائکہ ۸۱/۱۱; مرنے کے بعد ۴/۱۱; جہنم میں ۱۱۹/۱۱; قیامت کے روز ۱۰۵/۱۱; ان کی تقسیم ۱۰۵/۱۱; کامل: اس کی پیدائش کا زینہ ۴/۱۱; لائق: ان کی ذمہ داری ۵۵/۱۲; آسائش کے وقت ۱۰/۱۱; رفاہ کے وقت ۱۰/۱۱; نعمت کے سلب کے وقت ۹/۱۱; کی برگزیدگی ۶/۱۲; اس کی علامات ۶/۱۲; کی خوشبو ۹۳/۱۲; کی تاثیر پذیری ۹، ۱۰/۱۱; میں تفاوت ۴۶/۱۲; اس کا تفاوت اقتصادی ۶/۱۲، ۲۶/۱۳; اس کا سرچشمہ ۴۶/۱۲; پر لطف و کرم ۳۸/۱۲; کی ذمہ داریاں ۹/۱۱، ۱۴، ۲۵/۱۳; کا تکبر ۱۰/۱۱; کی جاودانگی ۵/۱۳; کی جہالت ۳۹/۱۳; کا حافظ ۳۳/۱۳; کا حاکم ۱۱/۱۳; کے حالات ۱۰/۱۱، ۳۳/۱۲; کی حساب رسی ۳۰/۱۳; ان کی آخرت کی حساب رسی ۲۱/۱۳; کا اخروی حشر ۴/۱۱، ۱۰۳، ۵/۱۳; کی حقیقت ۴/۲; کا حق کو قبول نہ کرنا ۱۱۸/۱۱; کا خالق ۵۱/۱۱، ۶۱، ۱۱۹، ۳۳/۱۳; کی خلقت: اس کا عنصر ۶/۱۱; اس ک

انگور: کے باغات ۳/۱۳؛ کے درخت ۳/۱۳ نیز، ک روی

اَوّاه: سے مراد ۱۱/۴۵ اولوالالباب: کا اخلاص ۱۳/۲۲: اور قرآن ۱۳/۱۹: کا ایمان ۱۳/۱۹: کی رفتار: اس کی

روش ۲۲/۱۳؛ کا خوف الہی ۲۱/۱۳؛ کا صبر ۲/۱۳

۲۰/۱۳ کی علامات ۲۲/۱۳: کا انجام: ان کا حسن انجام ۲۲/۱۳: کا پسندیدہ عمل ۲۲/۱۳: کا انجام: ان کا حسن انجام ۲۲/۱۳: کی علامات ۲۰/۱۳،  
 ۲۱، ۲۲ کی خصوصیات ۱۱۱/۱۲: ۲۲/۱۳: نیز، ک عاقل // اہل کتاب: وقرآن ۳۶/۱۳: اور شرک ۱۰۶/۱۲: نیز، ک  
 مسیحی اور یہودی // اہل مدین: پر تمام حجت ۹۳/۱۱: میں سستاپن ۸۳/۱۱: کا استہزاء ۸۴/۱۱: کا فساد برپا  
 کرنا ۸۵/۱۱: کا اقرار ۹۱/۱۱: کا انذار ۸۹، ۹۲/۱۱: کا انگیزہ ۸۴/۱۱: اور حضرت شعیب کی تعلیمات ۹۱/۱۱: اور  
 حضرت شعیب ؑ کے رشتہ دار ۹۱/۱۱: اور دین ۹۲/۱۱: اور حضرت شعیب ؑ کی سزا ۹۱/۱۱: کا ایمان: اس  
 سے مایوسی ۹۳/۱۱: میں بے عدالتی ۸۳/۱۱: کی فکر ۸۴، ۹۱/۱۱: کو جواب ۹۲/۱۱: کے پیغمبر ۸۳/۱۱: کی تاریخ  
 ۴۳/۱۱، ۱۰۰، ۹۵، ۹۳، ۹۳، ۹۱، ۸۹: کی اقتصادی خلاف ورزی ۸۳، ۸۵/۱۱: کا تعصب ۹۱/۱۱: کا تعقل ۸۳/۱۱: کی  
 تقلید ۸۴/۱۱: کے تواہین: ان پر رحمت ۹۰/۱۱: کو ڈراوے ۹۳/۱۱: کی طرف سے ڈرانا ۹۲/۱۱: کی تہمتیں ۹۳/۱۱:  
 کی ثروت مندی ۸۳/۱۱: کے جوان ۸۴/۱۱: کی صرام خواری ۸۸، ۹۱/۱۱: کی خدا شناسی ۸۳/۱۱: کی  
 دشمنی ۸۹/۱۱: کو دعوت ۸۳/۱۱، ۸۵، ۹۰، ۹۲: کا بیہودہ کلام ۹۲/۱۱: کی سرزنش ۹۲/۱۱: کا شرک  
 ۸۳، ۸۴/۱۱: اس پر اصرار ۹۳/۱۱: کا ظلم ۹۳، ۱۰۱/۱۱: کو عذاب ۹۳/۱۱، ۱۰۱: اس کا وقت ۹۳/۱۱: اس کی خصوصیا  
 ت ۹۳/۱۱، ۹۵: کا عقیدہ ۸۳، ۸۴/۱۱: کی غفلت ۹۲/۱۱: کا انجام ۸۳، ۸۹، ۹۵/۱۱: ان کا برا انجام ۹۳/۱۱: کا فساد  
 ۱۱۴/۱۱: کا فہم ۸۳/۱۱: کا کفر ۸۳/۱۱: کی کم فروشی ۸۳/۱۱، ۸۵: میں کمی ۸۳/۱۱: کو سزا ۱۰۱/۱۱: کے اجتماعی  
 گروہ ۹۳/۱۱: کی لجاجت ۹۳/۱۱، ۹۴: میں مالکیت ۸۴/۱۱: کی محرومیت ۹۱/۱۱، ۹۵: اس کے اسباب ۹۱/۱۱  
 کی منفعت طلبی ۹۱/۱۱: کی نعمات ۳/۱۱: کے اسلاف: ان کا شرک ۸۴/۱۱: ان کا عقیدہ ۸۴/۱۱: ان کی ہلاکت  
 ۹۵/۱۱: اس کی کیفیت ۹۳/۱۱: اس کا وقت ۹۳/۱۱: کے موحدین ۹۳/۱۱: کے داہیڑ عمر لوگ ۸۴/۱۱: کی نسل پرستی  
 ۹۱/۱۱: نیز، ک شعیب (ع) // ایثار: ر، ک حضرت یوسف ؑ کے بھائی

ایڈیالوجی: ر، ک جہان بینی

ایمان: کے آثار ۱۱/۱۱، ۵۹، ۵۶، ۳۹، ۳۶، ۲۹، ۳، ۱۱۱، ۱۰۴، ۸۶، ۱۲۳، ۱۲۲، ۲۳/۱۲، ۳۴، ۵۳، ۶۴، ۱۰۸، ۸۳،  
 ۱۳/۱۳، ۵، ۱۶، ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۲۹، ۳۰، ۳۱: کی ارزش ۳۴/۱۲: کی اہمیت ۲۳/۱۱، ۵۴/۱۲، ۹/۱۳: آخرت پر  
 ۳۴/۱۲: اس کے آثار ۱۱/۱۱، ۵۴/۱۲: ائمہ طاہرین پر ۲۸/۱۳: اللہ تعالیٰ کے مختصات پر ۸۳/۱۲:

اسلام پر۔ ۱۳/۱۱؛ امام علیؑ پر۔ ۲۸/۱۳؛ اللہ تعالیٰ کی امداد پر۔ ۸۴/۱۲؛ انبیاء کرام پر۔ ۲۸/۱۱، ۲۹؛ اللہ تعالیٰ کی طرف  
لوٹنے پر۔ ۱۱/۱۲، ۳۰/۱۳؛ اخروی اجر پر۔ ۱۱۲/۱۱؛ متقین کی کامیابی کا۔ ۳۹/۱۱؛ تعلیمات دین پر۔ ۸۶/۱۱؛  
توحید پر۔ ۹۰/۱۱، ۱۴/۱۳، ۲۴، ۳۰؛ اس کی اہمیت ۸۳/۱۱؛ اس کا زینہ ۳۳/۱۳؛ توحید افعالی پر۔ ۱۲۳/۱۱،  
۹۹/۱۲؛ حاکمیت خدا پر۔ ۵۶/۱۱، ۱۰۴، ۶۴/۱۲؛ حقانیت قرآن پر۔ ۱۴/۱۱؛ حکمت خدا پر۔ ۱۰۰/۱۲، ۸۳؛ خالقیت خدا  
پر۔ ۶۱/۱۱؛ اللہ تعالیٰ پر۔ ۲۹/۱۱، ۲۶، ۵۰، ۶۱، ۸۳، ۸۴/۱۲، ۳۴؛ دین پر۔ ۱۲۸/۱۱۔ ربوبیت خدا پر۔ ۳۳/۱۱، ۵۹،  
۲۳/۱۲، ۲۳، ۵۳، ۱۰۰، ۱۳/۵، ۱۴، ۱۸، ۲۱، ۳۰؛ اس کے آثار ۲۳/۱۱؛ علم خدا پر۔ ۱۱/۱۲، ۱۲۳/۱۱، ۸۳، ۱۰۰/۱۲،  
۱۶/۱۳؛ قدرت خدا پر۔ ۱۱/۱۴، ۳، ۱۰۴/۱۱، ۱۳/۱۴، ۱۴، ۱۰۸/۱۲، ۲۰/۱۳؛ اس کے اسباب ۱۴/۱۱، ۲۳؛ اس  
کے موانع ۱۵/۱۱؛ قیامت پر۔ ۲/۱۳، ۳، ۵؛ اس کی اہمیت ۵/۱۳، ۱۸؛ اس کے اسباب ۳/۱۱؛ اخروی سزا پر  
۱۱۲؛ لقاء اللہ پر۔ ۲/۱۳، ۵، ۳؛ مالکیت خدا پر۔ ۱۲۳/۱۱؛ حضرت محمد ﷺ پر۔ ۱۲/۱۱، ۸/۱۳، ۲۲۴؛ اس کے آثار  
۳/۱۱؛ اس کی اہمیت ۱۸/۱۳؛ اس کے موانع ۱۵/۱۱؛ قیامت پر۔ ۵/۱۳، ۲؛ اس کے اسباب ۳/۱۱؛ باطل معبودوں پر  
: اس کے آثار ۲۱/۱۱؛ حضرت نوح علیہ السلام پر۔ ۲۴/۱۱؛ قرآن مجید کے وحی ہونے پر۔ ۱/۱۳؛ وحی پر۔ ۱۰۸/۱۲؛ ولایت  
خدا پر۔ ۱۴/۱۳؛ تقویٰ کے بغیر۔ ۵۴/۱۲؛ دار الکفر میں۔ ۳۴/۱۲؛ وعمل ۸۴/۱۲؛ اور عمل صالح ۲۹/۱۳؛ وکفر  
۹۳/۱۱؛ بے ایمانی: اس کا سرچشمہ۔ ۱۰۳/۱۲؛ خداوند عالم کے ساتھ بے ایمانی ۳۸/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۱۰۳/۱۲؛ قرآن  
مجید کے ساتھ بے ایمانی ۱۰۳/۱۲، ۱۰۳، ۱/۱۳؛ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بے ایمانی ۱۰۳/۱۲، ۱۰۳،  
۱/۱۳؛ وحی کے ساتھ بے ایمانی ۱۰۳/۱۲؛ کی پاداش ۱۱/۱۱، ۵۴/۱۲؛ کی حقیقت ۲۸/۱۳؛ کی طرف دعوت  
۱۱/۱۳، ۶/۳۲؛ کا زینہ ۱۰۰/۱۲، ۲/۱۳، ۳، ۳۰، ۵۲؛ میں صداقت: اس کے معین کرنے کا سرچشمہ  
۲۹/۱۱؛ قبول: اس کی شرائط ۲۹/۱۱؛ مدعیان: ان کا شرک ۱۰۶/۱۲؛ کے مراتب ۱۴/۱۳؛ کے موانع ۳۶/۱۱

## اشارے (۲)

### "ب"

باپ: کا احترام ۶۳/۱۲؛ اس کی اہمیت ۹۹، ۱۰۰/۱۲؛ کا استقبال ۹۹/۱۲؛ کا آمناسامنا: اس کا طریقہ کار ۶۳/۱۲؛ کے حقوق ۶۳/۱۲؛ کی دعا: اس کی اہمیت ۸/۱۲؛ کی ذمہ داری ۶۸/۱۲؛ نیز رک اطاعت، اہل بہشت اور حکومت بادشاہی: ر، ک قدیمی مصر اس کی ارزش ۱۰۰/۱۲؛ نیز رک آل یعقوب بارش: کا نزول؛ اس کا سرچشمہ ۵۲/۱۱، ۱۴/۱۳؛ نیز رک امتحان، امیدواری، بشارت تشبیہات قرآن، عذاب اور قوم حضرت عاد (ع)

باز پرس: کے احکام ۴۲/۱۲، ۴۳، ۴۴؛ کا جواز؛ اس کے موارد ۴۲/۱۲؛ کے اسباب ۴۳/۱۲؛ نیز رک اشراف مصر، حضرت یوسف کے بھائی، بادشاہ مصر، ذلیخا، متہم اور مجرم

باطل: کا خالی ہونا ۱۴/۱۳؛ کو حق پر ٹھوت ۱۴/۱۳؛ کے راستے؛ ان کا متعدد ہونا ۱۶/۱۳؛ کو شکست ۵۱/۱۲؛ کی شناخت: اس کے آثار ۳۸/۱۲؛ کے مورد ۱۴/۱۳؛ کی نفی اس کے آثار ۳۸/۱۲؛ نیز رک بشارت، تشبیہات قرآن اور حق

باطل معبود: کا ضرر پہنچانا ۱۰۹/۱۱؛ کا باطل ہونا ۳۰/۱۲؛ کا خالق ۱۶/۱۳؛ کی درخواست: اس کا بے تاثیر ہونا ۱۳/۱۳؛ کی ظلمت و تاریکی ۱۶/۱۳؛ کی عبادت: اس کا رد ہونا ۳۰/۱۲؛ کا عاجز ہونا ۱۳/۱۱، ۱۲، ۱۰۹، ۱۰۱، ۱۳/۲۰، ۱۳/۳۰، ۱۶/۱۳؛ اس کے دلائل ۱۰۹/۱۱؛ کا دلوں کا اندھا ہونا ۱۶/۱۳؛ اور دعا کو قبول کرنا ۱۳/۱۳؛ اور خلقت ۱۶/۱۳؛ اور عذاب سے نجات ۱۰۱/۱۱

نیز، رک مدد طلب کرنا، ایمان، تیزی، قرآنی تشبیہات، حضرت شعیب ؑ، عبادت، عقیدہ، قرآن، قوم ثمود، قوم عاد، مشرکین، معبود، معبودیت اور حضرت یوسف (ع)

باقیات الصالحات: کی اہمیت ۱۱/۱۳

بانجھ پن: رک زلیخا اور عزیز مصر

بت: اور عذاب سے نجات ۱۰۱/۱۱؛ کا عاجز آنا ۵۵/۱۱، ۱۰۱؛ کا قہر زدہ ہونا: اس کے دلائل ۳۹/۱۲

نیز رک مدد طلب کرنا، عقیدہ اور قوم عاد

بت پرست: ۵۳/۱۱، ۵۳

بت پرستی: کے خلاف جہاد: اس کی اہمیت ۶۳/۱۱؛ نیز رک بت پرست، قوم ثمود اور قوم عاد

بخشش: رک ہبہ

بخشش و عطا: اس کے آثار ۱۱، ۳۴/۱۱؛ کا زینہ ۹۸/۱۲؛ کے شامل حال لوگ ۱۱/۱۱؛ کا سرچشمہ ۵۲/۱۱، ۶/۱۳؛

کے اسباب ۱۱۳/۱۱؛ و کے واسطے ۳۱/۱۱

بخل: رک قوم لوط // بخشنا: رک عفو و درگزر

بد بختی: رک شقاوت

بدعت: کے احکام ۱۸/۱۱؛ کا حرام ہونا ۱۸/۱۱

بدی: رک خوبی

برائت: رک تبری

بے چارگی: رک ذلت

بد بخت لوگ: قیامت کے روز ۱۰۶، ۱۰۷/۱۱؛ قیامت کے روز ۱۰۵/۱۱؛ نیز، ک شقاوت و بد بختی

بچپن: رک نبوت، وحی اور حضرت یوسف (ع)

بچت: رک مصرف

بہرہ پن: کی علامات ۲۳/۱۱؛ نیز، ک کفار، مشرکین اور خدا پر افتراء باندھنے والے

بچہ: کے ساتھ سلوک: اس کا طریقہ کار ۳/۱۲؛ کی گفتگو: اس کو غور سے سننا ۳/۱۲؛ کی ضرورتیں ۱۲/۱۲؛ نیز، ک روان

شناسی اور بچپن

بھڑیا: حضرت یعقوب ؑ کے زمانے میں۔ کا خطرہ ۱۳/۱۲؛ نیز، ک سرزمین اور حضرت یوسف (ع)

برادر: کا آوارہ پن؛ اس کے اسباب ۹/۱۲؛ کو قتل ۹/۱۲؛ اس پر گریہ کرنا ۱۶/۱۲

برادران حضرت یوسف ؑ: کی بخشش ۹۲/۱۲؛ کا اتحاد ۵، ۱۳/۱۲؛ پر چوری کا الزام ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶/۱۲؛ اس

کا زمانہ ۴۰/۱۲؛ کا دعویٰ ۱۴/۱۲ کی اذیتیں ۸۹/۱۲؛ کے لیے استغفار ۹۲، ۹۳، ۹۴/۱۲؛ کا استقبال ۹۹/۱۲؛ کی

اطاعت ۶۸/۱۲؛ کا اطمینان ۶۵، ۸۱، ۱۴/۱۲؛ پر اعتراض ۸۹/۱۲؛ پر اعتماد ۶۳/۱۲؛ کا اقرار ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴/۱۲

۹۲، ۹۳، ۹۴؛ کا سر تسلیم خم کرنا ۱۰۰/۱۲؛ کا ایثار ۴۸/۱۲؛ کا ایمان ۹۱/۱۲؛ سے باز پرس: اس کے دلائل ۴۲/۱۲؛

کا کنعان کی طرف لوٹنا ۶۳/۱۲، ۴۱، ۶۳، ۹۳، ۹۴، ۸۱، ۸۲، ۸۳؛ کا رات کو لوٹنا ۱۶/۱۲ قحطی کے زمانے میں ۶۳/۱۲؛

اور بنیامین کو لوٹانا ۸۸/۱۲؛ اور شیطان کا بہکاؤ ۵/۱۲؛ اور بنیامین ۸، ۹، ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰؛ اور

حضرت یعقوب کی بیماری ۸۵/۱۲؛ اور حضرت یوسف ؑ کا پیراہن ۱۸/۱۲؛ اور لاوی کی تجویز ۱۱/۱۲؛ اور حضرت

یوسف کی جلد وطنی ۹/۱۲؛ اور وحی کو درک کرنا ۱۵/۱۲؛ اور غلہ کو دریافت کرنا ۶۰، ۸۸؛ اور چوری ۴۳/۱۲؛ اور

بنامین کی چوری ۸۱/۱۲؛ اور حضرت یوسف ؑ کا خواب ۵/۱۲؛ اور حضرت یعقوب کی رضایت ۶۵، ۶۶، ۶۷؛

اور حضرت یوسف ؑ کی رضایت ۸۰/۱۲؛



اور حضرت یوسف علیہ السلام کا انجام ۱۵/۱۲؛ اور حضرت یوسف کی سلامتی ۹۲/۱۲؛ اور غیب ۸۱/۱۲؛ اور حضرت یوسف کا قتل ۹، ۱۵/۱۲؛ اور حضرت یوسف کے کارندے ۴۳/۱۲؛ اور غلہ میں کمی ۶۵/۱۲؛ اور چوری کی سزا ۴۵، ۸۱/۱۲؛ اور حضرت یوسف کی حفاظت ۱۳/۱۲؛ اور بنیامین کا سفر کرنا ۶۳/۱۲، ۶۵؛ کی مصر کی طرف مسافرت ۶۵/۱۲؛ اور نبوت ۹۵/۱۲؛ اور بنیامین کی نجات ۸۴، ۸۹، ۸۰/۱۲؛ اور حضرت یوسف کی ضرورتیں ۱۲/۱۲؛ اور حضرت یوسف کی موت ۱۳/۱۲؛ کا حضرت یوسف کو پانا ۸۸/۱۲؛ اور حضرت یعقوب ۱۲/۱۲، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۶۳، ۹۴، ۹۵، ۸۵، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۶۸، ۶۵؛ اور حضرت یوسف ۵/۱۲، ۸، ۱۲، ۱۱، ۹، ۱۳، ۱۵، ۲۰، ۵۸، ۵۹، ۶۳، ۴۰، ۴۱، ۴۳، ۴۴، ۴۸، ۸۰، ۸۸، ۹۴، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹؛ کو بشارت ۹۲/۱۲، ۹۸؛ کی فکر ۸/۱۲، ۹، ۱۳، ۴۵، ۲۰، ۴۴، ۶۳، ۸۸، ۹۱، ۹۴؛ پر بے اعتمادی ۱۱، ۶۳/۱۲؛ سے پوچھ کچھ ۴۱، ۹۰/۱۲؛ کی پشیمانی ۹۱، ۹۴/۱۲؛ کو پیشکش ۴۸/۱۲؛ اس کو رد کرنا ۶۳/۱۲؛ کا سابقہ: اس کا اچھا ہونا ۴۳/۱۲؛ اس کو بھول جانا ۶۹/۱۲؛ کا اذوقہ اٹھنا کرنا: اس کی روش ۶۳/۱۲؛ کو معاف کرنا، ۴۳/۱۲؛ کا اعلان برائت ۴۴/۱۲؛ کو اشتیاق دلانا ۵۹، ۶۲/۱۲؛ کی تصسیم ۱۵/۱۲، ۶۰؛ کا تعجب ۴۱، ۹۰/۱۲؛ کی تعداد ۵، ۴/۱۲؛ کا تعہد ۱۲/۱۲؛ کی خطا ۸۳/۱۲؛ کا تکبر ۸/۱۲، ۱۳؛ کی کوشش ۶۵، ۴۸/۱۲؛ کی توبہ ۹/۱۲؛ کی توجیہ کرنا ۱۴/۱۲؛ کو وصیت ۶۴، ۶۸/۱۲؛ کی سازش ۵/۱۲، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸؛ اس کے آثار ۸۳/۱۲؛ اس کا زمانہ ۱۲/۱۲؛ اس کا زینہ ۱۲، ۸/۱۲؛ اس کے اسباب ۱۸/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۸۳/۱۲؛ کی توفیق ۶۸/۱۲؛ کی دھمکی ۶۳/۱۲؛ کی تہمتیں ۱۲، ۴۴، ۱۴، ۹۵، ۸۱؛ کی جہالت ۱۵، ۸۶، ۸۹، ۹۶/۱۲؛ کے آثار ۸۹/۱۲؛ کو نظر بد ۶۴/۱۲؛ کو ناگوار حادثہ ۶۸/۱۲؛ کی حسادت ۸، ۹/۱۲؛ حسادت ۶۴/۱۲؛ میں حق شناسی: اس کا زینہ فراہم کرنا ۶۲/۱۲؛ کا خاندان ۸۸/۱۲؛ کی خدا شناسی ۸۶/۱۲، ۹۱، ۹۶؛ کی خطا ۹۱، ۹۲/۱۲؛ کے تقاضے ۱۲/۱۲، ۶۳، ۹۴، ۸۸، ۸۵، ۸۲، ۴۸؛ کی خیر خواہی: اس کا اظہار ۱۲/۱۲، ۱۱؛ کو خواب کی تعبیر کا علم ۵/۱۲؛ کی کذب بیانی ۱۱، ۱۸، ۱۴، ۱۵؛ اس کے دلائل ۱۸/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۱۲؛ کی چوری ۴۰/۱۲؛ کی دشمنی ۵/۱۲؛ کو دعوت ۹۰/۱۲؛ کی دنیا طلبی ۸۸/۱۲؛ کی ذلت ۸۹، ۸۸/۱۲؛ کی پستی ۴۴/۱۲؛ کی غلط حرکات ۱۲/۱۲؛ کی زندگی: اس کا مکان ۶۵/۱۲؛ کو نقصان ۱۳/۱۲؛ کا سجدہ: اس کا فلسفہ ۱۰۰/۱۲؛ کو سرزنش ۸۰/۱۲؛

\_ کی سرزنش ۸۵/۱۲؛ کو خوشی ۶۵/۱۲؛ کی سلامتی ۶۸/۱۲؛ کو سوغات ۹۳/۱۲؛ کی قسم ۶۶/۱۲، ۴۳، ۸۰؛ کا حصہ ۸۸/۱۲؛ کی بری سیرت ۴۴/۱۲؛ میں شکر: ان میں شکر کا زمینہ ایجاد کرنا ۶۲/۱۲؛ کا شکوہ ۸۸/۱۲، ۱۱؛ کا مشورہ ۸/۱۲؛ کی صداقت ۸۲/۱۲؛ کی صفات ۸/۱۲؛ کا ظلم ۹۸/۱۲؛ اس کے آثار ۸۹/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۸۹/۱۲؛ کا گمان ۸۲/۱۲؛ کا عجز ۱۵/۱۲؛ کی عجلت ۱۲/۱۲؛ کا عذر ۱۳/۱۲؛ کا عذر لانا ۱۴/۱۲؛ کی عذر خواہی ۸۱/۱۲؛ کو معاف کیا جانا ۹۲، ۹۸/۱۲؛ کا رجحان: اس کا اظہار ۱۲/۱۲؛ کا علم ۴۶/۱۲؛ اس کی حدود ۸۱/۱۲؛ کا ناپسندیدہ عمل ۱۸، ۸۹/۱۲؛ کا عہد ۶۱/۱۲، ۸۰، ۶۶، ۶۵، ۶۳؛ کی غفلت ۱۳/۱۲؛ کا انجام: اس میں تدبیر ۴/۱۲؛ کے فضائل ۴۶/۱۲؛ کا فقر ۶۲/۱۲، ۸۸؛ کی قدرت ۸، ۱۳/۱۲؛ کا تجارتی قافلہ ۴۰/۱۲؛ کی کثرت ۱۳/۱۲؛ کی سزا ۹۲/۱۲؛ کا کینہ: اس کا اظہار ۸۱/۱۲؛ کی حضرت یعقوب کو رپورٹ ۶۳/۱۲، ۸۱، ۸۳؛ کی حضرت یوسف کو رپورٹ ۸۸/۱۲؛ کا گریہ وزاری ۱۶/۱۲؛ کا گناہ ۹۱/۱۲، ۹۲؛ کی گواہی ۸۱/۱۲؛ کا مال تجارت ۵۹/۱۲، ۶۵، ۴۰، ۸۸؛ اس کی تلاشی ۴۶/۱۲؛ اس کا بے ارزش ہونا ۸۸/۱۲؛ اس کو واپس لوٹانا ۶۵/۱۲، ۶۲؛ کی محبت: اس کا اظہار ۱۱/۱۲؛ کی ذمہ داری۔ اس کی حدود ۶۶/۱۲؛ کی مصر کی طرف مسافرت: ان کی مصر کی طرف پہلی مسافرت ۵۹/۱۲؛ اس کے دلائل ۶۵/۱۲؛ ان کا دوسری بار مصر کی طرف سفر کرنا ۶۸/۱۲، ۶۴؛ میں انگیزہ پیدا کرنا ۲/۱۲؛ ان کا مصر کی طرف تیسرا سفر ۸۸، ۹۳/۱۲؛ اس کا فلسفہ ۵۸/۱۲؛ کی مشورت و صلاح ۸۰/۱۲؛ کی مصلحت اندیشی ۹/۱۲؛ کا مکرو فریب ۵، ۱۱/۱۲، ۱۵، ۸۳، ۱۰۲، ۱۰۳؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۱۲؛ کی حضرت یوسف کے ساتھ ملاقات ۵۸/۱۲، ۵۹، ۶۰، ۶۹؛ کو غلہ دینے سے روکنا ۶۳/۱۲؛ کی سرگوشیاں ۸۰/۱۲؛ کا کردار ۸، ۶۵/۱۲؛ کو پریشانی ۸۵/۱۲؛ کا وثیقہ ۶۶/۱۲؛ کا مصر میں داخل ہونا ۶۴، ۶۸، ۹۹/۱۲؛ کو وعدہ دینا ۵۹/۱۲؛ کو خبردار کرنا ۶۶/۱۲؛ کا خبردار کرنا ۸۵/۱۲؛ کی ہوا پرستی ۸۳/۱۲؛ کی ہوا و ہوس ۱۸/۱۲؛ کی مایوسی ۸۰/۱۲؛ نیز رک بنیامین، تذکر، لاوی ارو حضرت یعقوب (ع) بردباری: رک صبر // برکت: رک حضرت اسحق علیہ السلام، اللہ تعالیٰ، فرزند اور حضرت یعقوب (ع) بہان: کی اہمیت ۳۱/۱۱؛ کا کردار ۳۰/۱۲؛ نیز رک ادعا، توحید، دین و عقیدہ بسملة: کے آثار ۳۱/۱۱ بشارت: خداوند عالم کی مغفرت کی ۶/۹۲، ۱۳/۱۲؛ اتمام

نعمت کی ۶/۱۲؛ طاقت زیادہ ہونے کی ۵۲/۱۱؛ قدیمی مصر میں امن و سکون کی ۹۹/۱۲؛ بارش کی ۵۲/۱۱؛ کامیابی کی ۳۹/۱۱؛ حق کی کامیابی کا ۱۴/۱۳؛ حوادث کے خاتمے کی ۶/۱۲؛ خواب کی تعبیر علم کی ۶/۱۲؛ نیک انجام کی ۲، ۱۲۲/۱۱؛ رحمت خدا کی ۹۲/۱۲؛ سعادت مندی کی ۳۸/۱۱؛ سلامتی کی ۲۳/۱۳؛ باطل کی شکست کی ۱۴/۱۳؛ فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کی ۴۱/۱۱؛ حضرت اسحاق علیہ السلام کی وحدت کی ۶۹/۱۱، ۴۳، ۴۱؛ اس کا مکان ۴۱/۱۱؛ حضرت یعقوب (ع) کی وحدت کی ۴۱/۱۱؛ اس کا زمانہ ۴۱، ۴۲/۱۱؛ اس کا مکان ۴۱/۱۱؛ غزول قرآن کی ۱۴/۱۱؛ مومن نسل کی ۳۸/۱۱؛ موحد نسل کی ۳۸/۱۱؛ نعمت کی ۳۹/۳۸، ۱۲/۱۱؛

بشر، ک انسان و نبوت

بصیرت: کے آثار ۱۴، ۲۳/۱۱؛ کی اہمیت ۱۰۸/۱۲؛ اہل ۱۴، ۲۳/۱۱، ۱۶، ۱۹/۱۳؛ اس کا اور اک ۱۴/۱۱؛ وہ اور توریت ۱۴/۱۱؛ وہ اور قرآن ۱۴/۱۱؛ وہ اور ایمان ۱۴/۱۱؛ وہ اور فضائل ۱۶/۱۳؛ کی درخواست: اس کی اہمیت ۱۴/۱۱؛ کا زینہ ۳۴/۱۲؛ کے اسباب ۱۶/۱۳؛ سے محروم: ان کی کثرت ۱۴/۱۱؛ کا سرچشمہ ۱۴/۱۱

نیز، ک امتیں، معاشرہ، اسلامی معاشرہ، اللہ تعالیٰ، قرآن، مبلغین اور حضرت محمد ﷺ

بضاعت مزجات: سے مراد ۸۸/۱۲

بعثت: ک انبیاء علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ بغی، ک تجاوز

بقیۃ اللہ: سے مراد ۸۶/۱۱ بندے کی ضرورتوں کو پورا کرنا ۱۳/۱۳

بنیامین: پر جوری کا الزام ۸۲/۱۲، ۸۱، ۴۹، ۴۴؛ اس کے آثار ۸۱/۱۲؛ کا حضرت یعقوب (ع) کا احترام کرنا ۶۳/۱۲؛ کے لیے خطرہ محسوس کرنا ۶۳/۱۲؛ کو اذیت ۸۹/۱۲؛ کو لوٹانا: اس کی درخواست ۸۸/۱۲؛ کا غم و اندوہ ۶۹/۱۲؛ اس کو دور کرنے کے اسباب ۶۹/۱۲؛ کو گرفتار کرنا ۴۸/۱۲؛ اس کا غیر قانونی ہونا ۴۶/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۸۳/۱۲؛ کا متقین میں سے ہونا ۹۰/۱۲؛ کا محسنین میں سے ہونا ۹۰/۱۲؛ حضرت یوسف (ع) کے فراق میں ۸۹/۱۲؛ اور غم و اندوہ ۶۹/۱۲؛ اور برادران یوسف علیہ السلام کا سلوک ۶۹/۱۲؛ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی رضا مندی ۶۳/۱۲؛ اور حضرت یوسف (ع) کا قصہ ۶۹/۱۲؛ اور حضرت یوسف (ع) ۸/۱۲، ۴۹، ۴۴؛ کو لانے پر تشویق ۵۹/۱۲؛ کی تلاش ۸۴/۱۲؛ کی چوری: اس کی تلاشی کی درخواست ۸۲/۱۲؛ اس کی شہرت ۸۲/۱۲؛ اس کے گواہ ۸۱/۱۲؛ اس پر گواہی ۸۱/۱۲؛ کے دشمنی

۸۱/۱۲: کو دعوت دینا ۶۹/۱۲: کمی رازداری ۶۹/۱۲: کمی اذیت ۸۹/۱۲: کمی سرنوشت: اس سے پریشانی  
 ۶۳/۱۲: پر شک ۶۹/۱۲: کمی عزت ۹۰/۱۲: کافراق: اس کی حکمت ۸۳/۱۲: کے فضائل ۹۰/۱۲: تجارتی کاروان اور  
 ۸۲/۱۲: کمی چوری ۴۶/۱۲: کو سزا ۴۶/۱۲: کمی گواہی ۹۰/۱۲: کمی ماں: اس پر تہمت ۴۴/۱۲: کا فلسفہ ۴۴/۱۲: کا تجارتی  
 مال: اس کی جہاں بینی ۴۶/۱۲: کو سزا ۴۶/۱۲: کمی حفاظت ۶۳/۱۲، ۶۴، ۶۵، ۶۶: سے محبت ۶۳/۱۲: کا سفر: اس  
 کی مصر کی طرف مسافرت ۵۹/۱۲، ۶۱: اس کی مصر طرف سفر کرنے پر رضامندی ۶۶/۱۲: کمی حضرت یوسف (ع) سے  
 ملاقات ۶۹، ۹۰/۱۲: کمی نعمات ۹۰/۱۲: کمی حفاظت ۴۰، ۴۶/۱۲: اس کا فلسفہ ۴۶/۱۲

نیز، ک حضرت یوسف ﷺ کے بھائی، لاوی، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

بنی اسرائیل: کا اختلاف ۱۱۰/۱۱: میں غلامی ۴۵/۱۲: اور توریت ۱۱۰/۱۱: کی تاریخ ۱۱۰/۱۱، ۴۵/۱۲: میں چوری  
 کی: اس کی سزا ۴۵/۱۲: کی رسومات ۴۵/۱۲: میں سزا کے قوانین ۴۵/۱۲: میں سزا و جزا کا نظام ۴۵/۱۲  
 بہانہ بازی: ر، ک حضرت نوح (ع) کی قوم/بہشت: ۲۲، ۲۳/۱۳

کا ادراک: اس سے عاجز آنا ۳۵/۱۳: کمی اہمیت ۲۳/۱۱: عدن ۲۳/۱۳: اس کے باغات ۲۳/۱۳: اس کی  
 حقیقت ۲۳/۱۳: اس کے دروازے ۲۳/۱۳: اس کا مکان ۲۳/۱۳: اس کی نعمات ۲۳/۱۳: اس کی خصوصیات  
 ۲۳/۱۳: کا اجر ۱۱/۱۱: کا ہمیشہ ہونا ۱۰۸/۱۱، ۲۳: میں ہمیشہ رہنا ۱۰۸/۱۱، ۲۳: کمی کھانے پینے کی چیزیں ۳۵/۱۳: ان  
 کا دائمی ہونا ۳۵/۱۳: کے اسباب ۱۱/۱۳، ۲۳، ۳۵/۱۱، ۲۳: کے میوہ جات ۳۵/۱۳: ان کا دائمی ہونا ۳۵/۱۳: کمی  
 نعمات ۳۵/۱۳: ان کا دائمی ہونا ۱۰۸/۱۱، ۳۵/۱۳: کمی نہریں ۳۵/۱۳: میں داخل ہونا ۲۳/۱۱: کمی خصوصیات  
 ۱۰۸/۱۱، ۳۵/۱۳: کمی ہوا: اس کا دائمی ہونا ۳۵/۱۳: اس کی دلفریب ہوا ۳۵/۱۳

نیز، ک خدا کی اطاعت کرنے والے، بہشتی، سعادت مند، صالحین، متقین اور نعمت

بے اعتمادی: ر، ک اعتماد، برادران یوسف ﷺ اور حضرت یعقوب (ع)

بیت المال: کمی حفاظت: اس کی روش ۶۲/۱۲: نیز، ک حضرت یوسف (ع)

بے رحمی: کے آثار ۲۳/۱۲: بیزار: ر، ک تیزی

بیت المال: کمی حفاظت: اس کی روش ۶۲/۱۲: نیز، ک

حضرت یوسف (ع)

بے رحمی کے آثار ۶۳/۱۲ بیزاری: ر، ک تیزی

بے عفتی: ر، ک عفت

بے چارگی: ر، ک حضرت لوط (ع)

بے گناہ لوگ: کو سزا ۴۹/۱۲؛ ان سے پرہیز ۴۹/۱۲؛ اسکا ظلم ہونا ۴۹/۱۲؛ اسکا گناہ ہونا ۴۹/۱۲

بیمار: ر، ک انبیاء (ع)

بیماری: ر، ک حضرت یعقوب (ع)

بینائی: کا کردار ۳۱/۱۲؛ نیز، ک حضرت یعقوب (ع)

"پ"

پاداش: کا زیادہ ہونا: اس کے اسباب ۳/۱۱؛ اخروی \_ ۱۱/۱۱، ۵۴/۱۲؛ اس کی قدر و قیمت ۵۴/۱۲؛ اس کی شرائط

۳/۱۱، ۵۴/۱۲؛ اس کا فلسفہ ۱۰۳/۱۱؛ دنیاوی \_ اس کی قدر و قیمت ۵۴/۱۲؛ اس کی شرائط ۳/۱۱، ۵۴/۱۲؛ اس کا فلسفہ

۱۰۳/۱۱؛ دنیاوی \_ اس کی قدر و قیمت ۵۴/۱۲؛ عمل کے ساتھ مناسبت ۱۱/۱۱؛ میں عدالت ۳/۱۱؛ \_ کے

مراتب ۱۱/۱۱؛ \_ کے مستحق ۲۹/۱۱؛ کا سرچشمہ ۲۹/۱۱؛ \_ کے اسباب ۱۱/۱۱، ۵۱، ۱۱۲، ۱۱۵، ۹۰/۱۲

پارسا لوگ: ر، ک متقین / پارسائی: ر، ک تقوی / پاک لوگ: کی خصوصیات \_ ۳۴/۱۲

پرستش: ر، ک عبادت

پرسش: کی اہمیت ۴/۱۲؛ \_ کے فوائد ۳۹/۱۲، ۱۶/۱۳؛ نیز، ک برادران حضرت یوسف ﷺ، خدا، حضرت

محمد اور حضرت یوسف (ع)

پرندے: ر، ک خواب

پرہیز گار: ر، ک متقین / پرہیز گاری: ر، ک تقوی

پشیمانی: ر، ک برادران حضرت یوسف ﷺ، خطا، رفتار، گناہ اور حضرت نوح (ع)

پھانسی دینا: ر، ک حضرت یوسف (ع)

پیاسے: ر، ک تشبیہات قرآنی

پتھر کی بارش: اس کی دھمکی ۸۳/۱۱؛ نیز، ک ظالم اور قوم لوط

پاک دامن لوگ: ر، ک بادشاہ مصر

پہاڑ: کا مستقر ہونا ۳/۱۳؛ اس کا سرچشمہ ۳/۱۳؛ نیز، ک کوہ جودی، معجزہ اور حضرت نوح (ع)

پھل: بعض کی برتری ۳/۱۳؛ میں تفاوت: اس کا سرچشمہ ۳/۱۳؛ کا مختلف اقسام ہونا ۳/۱۳؛ کا خالق ۳/۱۳؛ کی جفتی

۳/۱۳؛ کا کردار نیز، ک بہشت

پلیدی: کو ترک کرنا: اس کا زینہ ۵۳/۱۲؛ نیز، ک زنا، گناہ، لواط اور ہم جنس بازی

پناہ: ر، ک حضرت نوح (ع)

پیغمبر اسلام: ر، ک حضرت محمد ﷺ

پیراہن: ر، ک برادران حضرت یوسف ﷺ، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

پیری: ر، ک حضرت ابراہیم ﷺ، حاملہ، حضرت سارہ اور حضرت یعقوب (ع)

پیشگوئی: ر، ک قرآن، حضرت نوح ﷺ، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

پیشکش: کا طریقہ کار ۸۴/۱۲

پیمانہ: کی تاریخ ۴۲/۱۲؛ نیز، ک حضرت شعیب (ع) اور قدیمی مصر

"ت"

تاریخ: کے تحولات: اس میں موثر اسباب ۵۴/۱۱؛ اس کا سرچشمہ ۵۶، ۹۱/۱۲؛ سے جہالت، اس کے دلائل

۱۰۹/۱۲؛ سے عبرت ۸۹/۱۱، ۱۲۰، ۱۰۹/۱۲، ۱۱۱، ۶/۱۳؛ اس کی اہمیت ۶۳/۱۲؛ کا مطالعہ: اس کی

اہمیت ۶/۱۰۹، ۱۳/۱۲؛ کے پنہانی گوشے ۱۰۲/۳۹، ۱۲/۱۱؛ کے منابع ۳۹/۱۱، ۱۰۰، ۱۰۲/۱۲؛ کے اہم ترین

قصے ۱۰۰/۱۱؛ ک

کردار ۱۱/۱۲۰

تاریکی: قرآنی تشبیہات اور رات

تبرک: کاشرعی ہونا ۱۲/۹۶؛ نیز، ک انبیاء

تبری: فساد پھیلانے سے ۱۲/۴۳؛ خرافات سے ۱۱/۵۳؛ قدیمی مصریوں، کے دین سے ۱۲/۳۴؛ شرک سے ۱۱/۳۵،  
۱۲/۳۸؛ اس کے آثار ۱۱/۳؛ شرک ربوبی ۱۲/۵۰؛ ظالموں سے: اس کی اہمیت ۱۱/۱۱۳؛ باطل عقیدہ سے  
۱۱/۵۳؛ کفار سے ۱۲/۳۴؛ گناہ سے ۱۱/۳۵؛ باطل معبودوں سے ۱۱/۵۵، ۵۳؛ آخرت کو جھٹلانے والوں  
سے ۱۲/۳۴؛ نیز، ک برادران حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

تبلیغ: بکی آسیب شناسی ۱۱/۱۲، ۱۱۲، ۲۹، ۱۲/۱۰۳؛ میں اخلاص ۱۱/۵۱؛ مفت میں ۱۱/۵۱، ۲۹؛ اور لوگوں کا  
خوف ۱۱/۱۲؛ یس جذبات کو بر انگیختہ کرنا ۱۱/۸۳؛ یس توکل ۱۱/۵۶؛ کا طریقہ کار  
۱۱/۱۲، ۱۱۳، ۱۱۲، ۸۹، ۵۶، ۲۵، ۹۰، ۳۹، ۳۴؛ کی شرائط ۱۱/۱۲؛ میں صراحت ۱۱/۲۵، ۱۲/۱۰۸؛ کی فرصت  
۱۲/۹۰؛ میں قاطعیت ۱۱/۵۶؛ میں مہربانی ۱۲/۳۹؛ میں وقت شناسی ۱۲/۹۰

نیز، ک انبیاء علیہم السلام، توحید، دین، حضرت شعیب (ع)، حضرت صالح (ع)، مبلغین، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مصلحین، حضرت  
نوح علیہ السلام، حضرت ہود (ع) علیہ السلام، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

تجارت: کے احکام ۱۱/۸۶؛ حلال: اس میں خیر کا ہونا ۱۱/۸۶؛ میں عدالت ۱۱/۸۶، ۱۲/۵۹؛ کے منافع ۱۱/۶۸؛ ان  
کا حلال ہونا ۱۱/۸۶؛ نیز، ک اقتصاد اور حضرت شعیب (ع)

تجاوز جنسی: جنسی خیانت ۱۲/۵۲؛ کے موارد ۱۱/۱۱۳، ۱۱۲؛ نیز، ک اشراف  
تجمل گرائی: کے آثار ۱۱/۱۵؛ نیز، ک مشرکین

ترازو: ک حضرت شعیب (ع)

تربیت: بکی روش ۱۲/۳؛ کے موثر اسباب ۱۱/۹۰؛ میں محبت ۱۱/۹۰؛ میں مہربانی ۱۱/۹۰؛ نیز، ک انبیاء  
تسبیح: خدا کی ۱۳/۱۳؛ اس کے آداب ۱۳/۱۳؛ اس کا زینہ ۱۳/۱۳؛ اس کے اسباب ۱۳/۱۳؛ نیز، ک اللہ تعالیٰ کی تسبیح  
کرنے والے، ملائکہ اور گرج وچمک۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے: ۱۳/۱۳

تسلیم: خدا کے سامنے: اس کے آثار ۱۲/۱۰۱؛ اس کی اہمیت ۱۱/۱۳، ۱۲/۱۰۱؛ اس کے دلائل ۱۱/۱۳؛ اس کا زمینہ ۱۲/۱۰۱؛ دین کے سامنے: اس کی اہمیت ۱۲/۱۰۱؛ کی حقیقت ۱۱/۲۳، ۱۳/۲۸؛ مقدرات کے سامنے: ۱۲/۱۰۱  
نیز، ک نعمت

تعصب: کے آثار ۱۱/۹۱ قومی: اس کے آثار ۱۱/۸۴، نیز، ک اہل مدین اور قوم عاد  
تعقل: کے آثار ۱۲/۱۳، ۳/۳؛ کی اہمیت ۱۱/۵۱، ۱۳/۳؛ عدم: اس کی علامات ۱۳/۳، نیز، ک پیدائش، اہل مدین، دین  
، حضرت شعیب ؑ، طبیعت اور قرآن  
تعلیم:، ک توحید

تعہد: اور تخصّص ۱۲/۵۵

تفرقہ:، ک اختلاف

تفریح: چمن زار میں ۱۲/۱۲؛ نیز، ک ضروریات

تفکر: کے آثار ۱۳/۳؛ نیز، ک پیدائش

تقرب: کے آثار ۱۱/۲۹، ۳؛ کی اہمیت ۱۱/۳، ۵۲، ۶۱، ۹۰؛ کی طرف دعوت ۱۱/۹۰؛ کی روش ۱۲/۱۰۸؛ کا زمینہ ۱۱/۳، ۵۲، ۶۱، ۱۲، ۹۰/۱۰۱؛ کی سہولت ۱۱/۶۱، نیز، ک سیر و سلوک والے، قوم نوح ؑ، حضرت یعقوب ؑ اور  
حضرت یوسف (ع)

تقلید: بزرگوں کی ۱۱/۱۰۹، ۸۴، ۶۲؛ اندھی ۱۱/۱۰۹، ۸۴؛ اس کے آثار ۱۱/۱۰۹، ۸۴؛ اس کا زمینہ ۱۱/۸۴، ۶۲، نیز، ک اہل مدین

تقویٰ: کے آثار ۱۱/۳۹؛ ۱۲/۱۰۹، ۹۰؛ کی اہمیت ۱۲/۱۰۹، ۹۰، ۵۴

تقویٰ نہ ہونا: اس کے موارد ۱۱/۴۸؛ اس کی علامات ۱۱/۴۸؛ کا اجر ۱۲/۹۰، ۵۴؛ بے ایمان کا ۱۲/۵۴؛ کی طرف  
دعوت ۱۱/۱۲، ۴۸، ۱۰۹، ۹۰، نیز، ک ایمان، موحدین اور حضرت یوسف (ع)

تقیہ: کے احکام ۱۲/۴۰

تکامل:، ک قوم ثمود



تکبر: کے آثار ۱۱/۵۹، ۲۸؛ کا زینہ ۱۱/۲۴؛ کی سرزنش ۱۱/۱۰؛ کے اسباب ۱۱/۱۰؛ نیز، ک انسان، برادران حضرت یوسف عليه السلام، صابر لوگ، قوم عاد اور قوم نوح (ع)

تکفیر: ر، ک گناہ

تمثیل: ر، ک قرآنی مثالیں

تمسخر: ر، ک استہزاء و مذاق

تنور: ر، ک پانی اور حضرت نوح (ع)

تواضع: ر، ک حکام اور حضرت یوسف (ع)

توبہ: کے آثار ۱۲/۹۲؛ کی وصیت ۱۱/۶۱؛ کو قبول کرنا ۱۲/۹۸؛ اس کی شرائط ۱۲/۹۸

نیز، ک برادران حضرت یوسف عليه السلام، صحابہ، ظالم لوگ اور قوم ثمود

توجیہ کرنا: ر، ک برادران حضرت یوسف (ع)

تحقیق: اکثریت کے ساتھ ۱۳/۱؛ ادیان میں ۱۱/۳۱؛ کا معیار ۱۱/۳۱؛ نیز، ک لوط (ع)

تقاضے: غیر خدا سے تقاضا کرنا: ۱۳/۱۳؛ کا حاصل کرنا: اس کا زینہ ۱۲/۸۳

تکبر کرنے والے کی پیروی: سے اجتناب ۱۱/۵۹؛ کا تسلط: اس کے آثار ۱۱/۵۹؛ نیز، ک قوم عاد

تعبیر تہانے والے: ر، ک مصر کا بادشاہ

تقویٰ: ر، ک تقویٰ

توحید: کے آثار ۱۲/۱۳، ۱۰۸/۱۶؛ پر استقامت ۱۱/۱۱۲؛ اس کا اجر ۱۱/۱۱۲؛ میں اخلاص ۱۲/۱۰۸؛ کی آگاہی اور

شرک ۱۲/۱۰۶؛ کی اہمیت ۱۲/۳۸، ۱۰۸، ۱۳/۱۳؛ کی تبلیغ ۱۲/۳۹، ۳۱، ۱۰۸؛ اس میں استقامت ۱۱/۱۱۲؛ اس کی

اہمیت ۱۱/۶۳؛ کی تعلیم ۱۲/۳۸، ۶۴؛ افعالی ۱۱/۳۸، ۶۱، ۱۰۴، ۱۲۳، ۱۲/۳۹، ۳۰، ۶۴، ۱۰۰، ۱۱/۱۳، ۱۲، ۱۶،

۳۱، ۳۲؛ خالقیت میں ۱۱/۶۱، ۱۳/۱۶؛ ذاتی ۱۱/۵۰، ۱۲/۳۸، ۱۰۸؛ اس کو درک کرنا ۱۱/۵۱؛ ربوبی ۱۱/۳۸،

۵۲، ۵۶، ۹۰، ۱۳/۳۳، ۳۰؛ اس کے دلائل ۱۳/۱۶، ۳؛ اس کا زینہ ۱۳/۳؛ اس کی علامات ۱۳/۲، ۳، ۳؛ عبادی ۱۱/۳،

۱۳، ۵۰، ۸۳، ۶۱، ۱۲/۳۹، ۳۰، ۱۳/۳۰؛ اس کے آثار ۱۱/۸۸، ۵۲، ۲۹، ۳؛ اس کا یقین ۱۱/۲، ۱۲/۳۰

اس کی اہمیت ۲/۱۱، ۲۶، ۵۰، ۶۱، ۸۳، ۵۶/۱۲؛ اس کی دلیل ۳۰/۱۲؛ اس کو درک کرنا ۵۱/۱۱؛ اس کی طرف دعوت ۲۶/۱۱، ۳۲، ۵۰، ۵۲، ۶۱، ۶۲، ۱۳، ۳۶/۸۳؛ اس کی طرف دعوت دینے کے آثار ۳۶/۱۳؛ اس کا زینہ ۳/۱۱؛ اس کا انجام ۲/۱۱؛ اس کی علامات ۱۳/۱۱؛ اس کا واضح ہونا ۵۳/۱۱؛ عمل: اس کا زینہ ۶۱/۱۱، ۵۰، ۸۳؛ نظری: اس کی اہمیت ۱۱/۸۳، ۶۱، ۵۰؛ اور طبعی اسباب سے مدد طلب کرنا ۳۲/۱۲؛ اور شرک ۳۹/۱۲؛ جاودانگی ۱۴/۱۳؛ کی حقانیت ۱۴/۱۳؛ کی حقیقت ۳۰/۱۲؛ کی طرف دعوت ۲۹/۱۱، ۶۳، ۸۸، ۳۹/۱۲، ۱۰۸؛ اس کے آثار ۱۰۸/۱۲؛ اس کی اہمیت ۱۱/۱۲، ۲۶، ۱۱۰؛ اس کو ترک کرنا ۶۳/۱۱؛ اس کو ترک کرنے کا گناہ ۶۳/۱۱؛ کے دلائل ۱۰۵/۱۲؛ اس کا واضح ہونا ۱۰۴/۱۲؛ کا زینہ ۸۶/۱۲، ۲۴/۱۳؛ کو قبول کرنا: اس کی اہمیت ۱۳/۱۱؛ اس کے موانع ۱۵/۱۱؛ کے مبلغ ۳۸/۱۲؛ کے معلم ۳۸/۱۲؛ کے موانع ۲۴/۱۳؛ کا واضح ہونا ۵۱/۱۱، ۲؛ نیز، ک حضرت ابراہیم (ع) ﷺ، حضرت اسحق ﷺ، اقرار، انبیاء ﷺ، ایمان، شرک، حضرت شعیب (ع) ﷺ، ظالمین، عقلائی، عقیدہ، قوم ثمود، قوم عاد، کفار، رجحانات، حضرت محمد ﷺ، مسلمین، مشرکین، موجودات، حضرت نوح (ع)، ہدایت کو قبول نہ کرنے والے، حضرت ہود (ع)، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف (ع)

توریت: کی بشارتیں ۱۴/۱۱؛ کا کتب آسمانی میں سے ہونا ۳۶/۱۳؛ اور قرآن ۱۴/۱۱؛ کا رحمت ہونا ۱۴/۱۱؛ کی رہبری ۱۴/۱۱؛ کے علماء ۳۳/۱۳؛ ان کی گواہی ۳۳/۱۳؛ کی گواہی ۱۴/۱۱؛ اس کا فہم ۱۴/۱۱؛ کا مطالعہ: اس کے آثار ۱۴/۱۱؛ پر ایمان لانے والے ۱۱۰/۱۱؛ کو جھٹلانے والے ۱۱۰/۱۱؛ اس میں شک ۱۱۰/۱۱؛ ان کو مہلت ۱۱۰/۱۱؛ کا نزول ۱۴/۱۱؛ کی خصوصیات ۱۴/۱۱؛ کی ہدایت کرنا ۱۴/۱۱؛ نیز، ک بصیرت، بنی اسرائیل اور حضرت محمد ﷺ / توریت: کے احکام ۴۹/۱۲؛ کا جواز ۴۹/۱۲؛ کے موارد ۴۹/۱۲؛ تقسیم کرنا: ک اقتصاد

توسل: کے احکام ۹۴/۱۲؛ انبیاء ﷺ کی طرف: اس کا شرعی ہونا ۹۴/۱۲؛ نیز، ک دع

توفیقات: اخروی سعادت کی توفیق ۱۰۸/۱۱؛ نیز، ک برادران حضرت یوسف ﷺ، خدا اور حضرت یوسف (ع) توقعات: بے جا ۳۲/۱۳؛ نیز، ک زلیخا اور یوسف (ع)

توکل: خدا پر ۱۱/۱۲، ۱۲۳، ۵۶، ۱۳/۵۶، ۳۰/۵۶؛ اس کے آثار ۱۱/۱۳، ۵۶؛ اس کی اہمیت ۵۶/۱۱، ۱۲، ۱۲۳، ۸۸، ۸۳/۸۸، ۶۶، ۶۷، ۱۸؛ اس ک

زمینہ ۱۱/۱۲، ۱۲۳/۱۳، ۸۳/۳۰؛ اس کے اسباب ۱۲/۸۳، ۶۷؛ غیر خدا پر: اس کے موانع ۱۲/۶۷؛ اللہ تعالیٰ کی بخشش پر ۱۱/۳۱؛ رحمت خدا پر ۱۱/۳۱؛ اور طبعی اسباب ۱۲/۶۷، ۶۸؛ کی حقیقت ۱۲/۶۳؛ کافلسفہ ۱۱/۸۸؛ نیز، کتبلیغ، حضرت محمد ﷺ، لوگ، حضرت ہود (ع)، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

تولید کرنا: ر، ک اقتصاد اور غلہ جات

توبہ کرنے والے: کی معافی ۱۲/۱۰۰

تہمت: رفع: اس کی اہمیت ۱۲/۵۰؛ نیز، ک بنیامین، خود، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ، حضرت نوح (ع)، حضرت ہود (ع)، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

"ث"

ثواب: ر، ک پاداش

"ج"

جادو: ر، ک حضرت محمد ﷺ

جاسوسی: ر، ک حضرت لوط (ع)

جاوداگی: ر، ک آخرت، انسان، بہشت، بہشتی لوگ، توحید، جہنم، اللہ تعالیٰ اور عذاب

جبر و اختیار: ۱۱/۳۱۳، ۱۱۸، ۹۲/۱۵، ۱۱

جبرائیل: اور حضرت یعقوب علیہ السلام ۱۲/۸۶؛ نیز، ک حضرت یوسف (ع)

جد: پدری (دادا) ۱۲/۶

جرم: کاثابت کرنا: اس کی دلیلیں ۱۲/۲۷؛ کازمینہ ۱۲/۹؛ کشف: اس کے لیے انعام مقرر کرنا ۱۲/۷۲؛ اس کے

موارد ۱۱/۱۲، ۳۵/۱۱۰؛ نیز، ک جرم شناسی

جرم شناسی: کی روش اور طریقہ کار ۱۲/۲۷؛ نیز، ک جرم

جزا کا نظام: ۱۰۷

جزا: ر، ک پاداش، سزا اور مجازات

جڑی بوٹیاں: سے غذا حاصل کرنا ۳/۱۳: کا خالق ۳/۱۳: کی زوجیت و جفتی ۳/۱۳: کا مالک ۶۳/۱۱  
 جعالہ: کے احکام ۴۲/۱۲: کی تاریخ ۴۲/۱۲: حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں ۴۲/۱۲: میں زمانہ ۴۲/۱۲: کا صحیح  
 ہونا: اس کی شرائط ۴۲/۱۲: میں ضمانت: اس کا جائز ہونا ۴۲/۱۲: کے اسباب: ان کو معین کرنا ۴۲/۱۲ عقد  
 ۴۲/۱۲: میں کام: اس کی مقدار ۴۲/۱۲: کا شرعی ہونا ۴۲/۱۲

جمعہ: شب: اس کی فضیلت ۹۸/۱۲: نیز، ک قیامت

جنّات: بکی شرعی ذمہ داری ۱۱۹/۱۱: جہنّم میں ۱۱۹/۱۱: کافر: ان کا جہنّم میں ہونا ۱۱۹/۱۱: اور دین کو قبول کرنا  
 ۱۱۹/۱۱

جنون: ر، ک حضرت ہود(ع)

جنسی بے راہ روی: کے آثار ۴۸/۱۱: سے روکنا: اس کی روش ۴۸/۱۱: کی سزا ۴۸/۱۱: سے نجات: اس کی  
 روش ۳۳/۱۲

جنین: کا علم ۸/۱۳: کی خصوصیات کا علم ۸/۱۳

جوان: بکی اہمیت ۸۴/۱۱: نیز، ک اہل مدین اور قوم ثمود/ جو انمدی: ر، ک حضرت یوسف (ع)

جھوٹ: سے اجتناب: اس کی اہمیت ۴۹/۱۲: کے احکام ۴۰/۱۲: کی طرف تشویق دلانا ۱۲/۱۲: جائز ۴۰/۱۲:  
 مصلحتی ۴۰، ۴۰/۱۲: کے اسباب ۱۱/۱۲: نیز، ک جھوٹ بولنے والے

جھوٹ بولنے والے: قیامت کے دن ۲۹/۱۱: نیز، ک جھوٹ

جھوٹ بولنا: ر، ک افتراء، حضرت یوسف ؑ کے بھائی، زلیخا، حضرت شعیب ؑ، قوم عاد، حضرت محمد، حضرت نوح

اور حضرت یوسف (ع)

جھوٹ: کے احکام ۱۸/۱۱: خدا پر باندھنا ۲۰/۱۱: اس کے آثار ۱۹، ۲۱/۱۱: اس کی حرمت ۱۸/۱۱: اس کا ظلم

ہونا ۱۸/۱۱: اس کا گناہ ہونا ۳۵/۱۱: قرآن پر باندھنا ۳۵/۱۱: حضرت محمد ﷺ پر باندھنا ۱۳/۱۱، ۱۵، ۳۵: کا ظلم

ہونا ۳۱/۱۱: نیز، ک کفار اور مشرکین

جھوٹ: ر، ک جھوٹ

کرامات: ر، ک حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف (ع)

جہاد: میں استقامت ۱۲۱/۱۱

جہلاء: ۱۳/۱۲، ۱۹/۳۳، نیز ر، ک علماء

جلا وطنی: ر، ک برادران یوسف ؑ اور حضرت یوسف (ع)

جہالت: کے آثار ۱۳/۱۲، ۸۹، ۲۶/۳۰، ۵؛ کی سرزنش ۳۶/۱۱؛ کا معیار ۲۹/۱۱؛ کے موارد ۳۶/۱۱؛ کی علامات

۱۱/۱۳، ۲۹/۳ نیز ر، ک اجل، اکثریت، امور، انبیاء ؑ، انسان، برادران حضرت یوسف ؑ، تاریخ، خدا، قرآن، قوم

نوح، قیامت، گناہگار، لوگ، شرک اور حضرت یوسف (ع)

جہنم: آتش ۱۱/۱۳، ۳۵/۹۸، اس کا عظیم ہونا ۱۱/۱۶، ۳۵/۱۳؛ اس کا ہمیشہ ہونا ۱۱/۱۳، ۵/۱۰۴؛ اس کی خصوصیات

۱۱/۱۰۴، ۱۰۶؛ کا پر ہونا ۱۱/۱۱۹؛ میں پہلے پہل داخل ہونے والے ۱۱/۹۸؛ کا ہمیشہ ہونا ۱۱/۱۳، ۵؛ میں ہمیشہ رہنا

۱۱/۱۰۴، ۱۱۳؛ کا برا ہونا ۱۱/۹۸، ۱۳/۱۸، ۲۵؛ اس کے اسباب ۱۱/۱۴، ۹۸، ۱۱۳، ۱۳، ۱۱۹/۲۵؛ سے نجات ۱۱/۱۰۴

۱۱/۱۰۴؛ اس کی اہمیت ۱۱/۹۸؛ خصوصیات ۱۱/۱۰۴؛ نیز ر، ک انسان، انبیاء ؑ، جنات، اہل جہنم، اہل شقاوت

، ظالمین، وعدہ پورا نہ کرنے والے، فرعون، فرعون، کفار، مسیحی، مشرکین، معاد، خداوند عالم سے منہ موڑنے والے، فساد

کرنے والے اور یہودی

جذبات: جبرادری کے ۱۲/۶۹، ۶۳، ۶۰؛ پدری ۱۱/۳۵، ۱۲/۸، ۱۳، ۶۱، ۸۳، ۶۸؛ خاندانی ۱۲/۵؛ اس کے آثا

ر ۱۲/۸۵؛ نیز ر، ک تبلیغ اور حضرت یوسف (ع)

"چ"

چاند: کا سر تسلیم خم کرنا ۱۳/۲؛ کو مسخر کرنا ۱۳/۲؛ کا حاکم ۱۳/۲؛ کی حرکت ۱۳/۲؛ اس کا فلسفہ ۱۳/۲؛ کا شعور

۱۲/۳؛ اس کی عمر ۱۲/۲؛ نیز ر، ک خواب

چوپانی: ر، ک حضرت یوسف (ع)

چوپائے: کا تسلیم ہونا ۱۱/۵۶؛ کتاب مبین میں ۱۱/۶؛ کا حاکم ۱۱/۵۶؛ کے حقوق ۱۱/۶؛ کی روزی: اس کو مہینا

کرنا ۱۱/۶؛ اس کا لکھانا جانا ۱۱/۶؛ اس کا مکان ۱۱/۶؛ اس ک

سرچشمہ ۶/۱۱: ان کا عاجز ہونا ۵۶/۱۱: کی دائمی منزل ۶/۱۱: کی عارفی منزل ۶/۱۱: کی مادی ضرورتیں ۶/۱۱: چور: کا غلام بننا ۴۵/۱۲: اس کا ممنوع ہونا ۴۶/۱۲: کو مجازات ۴۳، ۴۵، ۴۶/۱۲: اس کو معین کرنے کا درخواست ۴۳/۱۲: نیز، ک برادران یوسف (ع)، مصر کا بادشاہ، چوری، قدیمی مصر اور حضرت یعقوب (ع) چھری: سے استفادہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ۳۱/۱۲

## "ح"

حافظ: بہترین ۶۳/۱۲

حب: ک محبت

حرام خواری: کے آثار ۹۱/۱۱: نیز، ک اہل مدین

حروف مقطعه: ۱۳/۱۲، ۱/۱: سے مراد ۱۱/۱۳، ۱/۱

حزن: ک اندوہ

حساب کتاب: اغروی: اس کی سختی کے اسباب ۲۱/۱۳: اس کا فلسفہ ۱۰۳/۱۱: نیز، ک خداوند عالم کی اطاعت کرنے والے، انبیاء علیہم السلام، انسان، یاد دہانی، خوف، اللہ تعالیٰ، برا حساب، عمل، عہد کو توڑنے والے، قیامت، کفار، گناہکار اور خداوند عالم سے منہ موڑنے والے

حسد: کے آثار ۱۰۳/۱۲، ۱۱، ۹، ۸، ۵: سے اجتناب: اس کی اہمیت ۳/۱۲: کو ترک کرنے کا زینہ ۵/۱۲: کے اسباب ۸/۱۲: نیز، ک برادران حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ اور مکہ

حشر: ک انسان اور قیامت

حضرت شعیب علیہ السلام: کی اتمام حجت ۹۳/۱۱: کے دلائل ۹۲/۱۱: کا احترام ۹۱/۱۱: کا اخلاق حسنہ ۸۴/۱۱: کی استقامت ۹۳/۱۱: کا مذاق: اس کی عبادات کا مذاق ۸۴/۱۱: اس کی نماز کا مذاق ۸۴/۱۱: کی اصلاح کرنا ۸۸/۱۱: توقعات ۹۳/۱۱: کے انذار و ڈرواے ۹۲/۱۱، ۸۹، ۸۵: کا ایمان ۸۸/۱۱: کا سلوک: اس کا طریقہ کار ۸۸، ۸۳/۱۱: کے ثبوت ۸۸/۱۱: کی فکر ۹۲/۱۱: کا بے یار و مددگار ہونا ۹۱/۱۱: کے پیروکار: ان کی نجات ۹۳/۱۱: کی تاریخ ۸۹/۱۱: کی تبلیغ ۸۳، ۸۴/۱۱: اس کا طریقہ کار ۸۳، ۸۹/۱۱: کی تجارت ۸۸/۱۱: کی تعلیمات

۸۵/۱۱، ۸۳، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۹۰: کا تعقل۔ ۸۷/۱۱: کی توحید ۸۸/۱۱: کی دھمکیاں ۹۳/۱۱: پر کذب بیانی کی تہمت ۹۳/۱۱: کا ثروت مند ہونا ۸۸/۱۱: کے حامی ۹۱/۱۱: کے تقاضے ۹۳/۱۱: کے رشتہ دار ۸۳/۱۱، ۹۱: ان کا احترام ۹۱/۱۱: ان کا کم مقدار میں ہونا ۹۱/۱۱: کے دشمن ۸۹/۱۱: کی دعوت ۸۳/۱۱، ۸۵: کے بلاوے ۹۰/۱۱، ۹۲: اس کا زینہ ۸۸/۱۱: کی رسالت ۸۳/۱۱: اس کی حدود ۸۳/۱۱: کی روزی ۸۸/۱۱: ان کا رزق حلال ۸۸/۱۱: کو سنگسار کرنا: اس کے موانع ۹۱/۱۱: کی سرزنش ۹۲/۱۱: کا شرک کے خلاف مقابلہ ۹۳/۱۱، ۹۱، ۸۴: کی شریعت: اس میں آزادی ۸۶/۱۱: اس میں نماز کی اہمیت ۸۷/۱۱: اس میں مالکیت ۸۷/۱۱: نبوت سے قبل ۸۳/۱۱: اور احاطہ الہی ۹۲/۱۱: اور اہل مدین ۸۳/۱۱، ۹۳، ۹۲، ۹۰: اور پیمانہ ۸۳/۱۱: اور اقتصادی خلافت ورزیاں ۸۸/۱۱: اور ترازو ۸۳/۱۱: اور رحمت خدا ۹۰/۱۱: اور اہل مدین کی رسومات ۸۸/۱۱: اور سنگسار ہونا ۹۱/۱۱: اور کفار ۸۸/۱۱: اور سزا ۹۱/۱۱: اور گناہ گار ۸۳/۱۱: اور فساد کے خلاف جہاد ۸۸/۱۱: کا مشغلہ ۸۸/۱۱: کا ضعف ۹۱/۱۱: کا قبیلہ ۹۱/۱۱: کا عقیدہ ۸۸/۱۱: کا شرعی ذمہ داری پر عمل ۸۸/۱۱: کے فضائل ۸۳/۱۱: کا قصہ ۸۷/۱۱ ۸۸، ۸۹، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴: کی سزا: اس کے موانع ۹۱/۱۱: کا گریہ: اس کا کثرت کرنا ۸۳/۱۱: پر ایمان لانے والے ۹۳/۱۱: کا جہاد ۸۸/۱۱: کے مخاطب ۸۷/۱۱: کی ذمہ داری ۹۳/۱۱: کا معجزہ ۸۸/۱۱: کے مقامات ۸۸/۱۱، ۹۰: کی کامیابی ۸۸/۱۱: کی مہربانی ۸۳، ۸۸/۱۱: کی نبوت ۸۳، ۸۸/۱۱: اس کے آثار ۸۸/۱۱: اس کے دلائل ۸۸/۱۱: کی نجات ۹۳/۱۱: کی نسل ۸۳/۱۱: کا کردار ۹۰/۱۱: کی پریشانی ۸۳/۱۱: کی ہدایت ۸۷/۱۱: کی مایوسی ۹۳/۱۱: نیز، ک اہل مدین /// حق: کا اصرار ہونا ۱/۱۳ سے منہ موڑنا: اس کے آثار ۱۱۹/۱۱: کے ساتھ پیوست ہونا: اس کا زینہ ۳۸/۱۲: کو قبول کرنا: اس کے موانع ۶۲/۱۱: کو قبول نہ کرنا: اس کے آثار ۱۰۳/۱۲: اس کی سزا ۳۳/۱۱: اور باطل ۵۱/۱۲: کمی دعوت: اس سے مراد ۱۳/۱۳: اس کی راہ: اس کا واحد ہونا ۱۶/۱۳: کا چھپانا: اس کے اسباب ۱۱۸/۱۱: کا انجام ۵۱/۱۲: کا سرچشمہ ۱۷/۱۳: کے موارد ۱۷/۱۳: کا واضح ہونا ۵۱/۱۲: نیز، ک باطل، بشارت، قرآن مجید کی تشبیہات، حق کو طلب کرنے والے، قضاوت، گمراہ اور ہدایت // حقانیت: کا معیار ۱۳/۱۲، ۱۶/۱۱ حقایق: کئے آثار ۱۲۰/۱۱: کو بیان کرنا ۱۲۰/۱۱: اس کی روش ۱۶، ۱۷/۱۳: کو درک کرنا: اس کے آثار ۱۱/۱۲، ۲۳/۲۳: اس کی طرف دعوت ۲۳/۱۱: نیز

ر، ک قیامت، حضرت محمد ﷺ، اور حضرت یعقوب (ع)

حق کے طالب: کی استقامت: اس کی اہمیت ۳۸/۱۱۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۷/۱۲

حقوق: کو عطا کرنا: اس میں عدالت ۱۵/۱۱

حکام: برحق۔ ان کے احترام کی اہمیت ۱۰۰/۱۲؛ اس کے لیے تواضع ۱۰۰/۱۲؛ اس کے لیے خشوع ۱۰۰/۱۲؛ صالح، ان کی خصوصیات ۱۰۰/۱۲؛ اور ظلم ۲۹/۱۲؛ اللہ تعالیٰ کی قدرت ۹۹/۱۲؛ کی ذمہ داری ۳۷/۱۲، ۵۸، ۷۹، ۹۹؛ کے ساتھ ملاقات: اس کا سہولت کے ساتھ انجام پانا ۵۸/۱۲؛ لوگوں کے ساتھ ملاقات ۵۸/۱۲؛ نیز، ک قوم عاد اور قدیمی

مصر

حکمت: کا زینہ ۲۲/۱۲؛ کا زائل ہونا: اس کے اسباب ۳۳/۱۲

نیز، ر، ک ایمان، بنیائیں، مصر کا بادشاہ، خدا، ذکر، لاوی، احسان کرنے والے اور حضرت یوسف (ع)

حکومت: کے اختیارات ۵۶/۱۲؛ کی قدر و قیمت ۵۷/۱۲؛ استبدادی: اس کا زینہ ۵۹/۱۱؛ باپ پر ۱۰۰/۱۲؛ ماں

پر ۱۰۰/۱۲؛ بحرانی شرائط اور حالات میں ۳۷، ۵۶/۱۲؛ شرک کی: اس کے شغل کی درخواست ۵۵/۱۲؛ اس میں ذمہ

داری کو قبول کرنا ۵۵/۱۲؛ کے کارندے ان کی امانت داری ۵۳/۱۲؛ ان کے انتخاب کی شرائط ۵۳/۱۲؛ ان کی طاقت

۵۳/۱۲؛ کی ذمہ داری ۴۷، ۵۵/۱۲؛ نیز، ر، ک احکام، صلحائی، قوم عاد، قدیمی مصر، نعمت اور حضرت یوسف (ع)

حلال چیزیں: ۸۶/۱۱ // حلم: کی اہمیت ۷۵/۱۱؛ نیز، ر، ک حضرت ابراہیم (ع)

خداوند عالم کی حمایتیں: کو شامل حال ۵۶/۱۱

حمد: خدا ۱۳/۱۲، ۱۰۱، ۸۳/۱۳؛ اس کا طریقہ کار ۱۳/۱۳؛ اس کا زینہ ۱۳/۱۳؛ اس کے اسباب ۱۳/۱۳

حضرت صالح علیہ السلام: کی دلیل ۶۳/۱۱؛ کی صلاحیتیں ۶۲/۱۱؛ کا اطمینان ۶۳/۱۱؛ کے ڈراوے ۶۲/۱۱، ۶۳، ۶۵؛

کاسلوک: اس کا طریقہ کار ۶۳/۱۱؛ کے ثبوت ۶۳/۱۱؛ کی فکر ۶۳/۱۱؛ کے پیروکار: ان کی نجات ۶۶/۱۱؛ کی تاریخ

۸۹/۱۱؛ کی تبلیغ ۶۲/۱۱؛ اس کی روش ۶۳/۱۱؛ کی تعلیمات ۶۱/۱۱؛ کی تکذیب: اس کے آثار ۶۶/۱۱؛ کی کوشش

۶۲/۱۱؛ کے تقاضے ۶۳/۱۱؛ کے رشتہ دار ۶۱/۱۱؛ کی دعوتیں ۶۱، ۶۲/۱۱؛ پر رحمت ۶۳/۱۱؛ کی رسالت

۶۲، ۶۳/۱۱؛ اس کی حدود ۶۱/۱۱؛ کی سرزنش ۶۲/۱۱؛ کا اونٹ (اونٹنی) اس کو اذیت



دینے کے آثار ۶۳/۱۱؛ اس کی آزادی ۶۳/۱۱ کے دلائل ۶۳/۱۱؛ اس کے؟ اس کا قتل ۶۴، ۶۵، ۶۶؛ کے آثار ۶۵/۱۱؛ اس کو اذیت دینے سے روکنا ۶۳/۱۱؛ کا شرک کے خلاف جہاد ۶۲/۱۱؛ نبوت سے قبل ۶۱/۱۱، ۶۲؛ اور قوم ثمود کے تقاضے ۶۳/۱۱؛ اور شرعی ذمہ داری پر عمل ۶۲/۱۱؛ کئے فضائل ۶۱، ۶۲/۱۱؛ کا قصہ ۶۶، ۶۵، ۶۳، ۶۲؛ پر ایمان لانے والے ۶۶/۱۱؛ کے مخاطب ۶۲/۱۱؛ کا معجزہ ۶۳، ۶۴؛ اس کی اہمیت ۶۳/۱۱ کے مقامات ۶۱، ۶۳/۱۱؛ کی مہربانی ۶۱، ۶۳، ۶۴؛ کی نبوت ۶۱، ۶۳/۱۱؛ اس کے دلائل ۶۳، ۶۴؛ کا نابغہ ہونا ۶۲/۱۱؛ اس کے آثار ۶۲/۱۱؛ کی نجات ۶۶/۱۱؛ کی نواہی ۶۳/۱۱؛ کو وعدہ ۶۵/۱۱؛ کی ہوشیاری ۶۲/۱۱؛ نیز، ک قوم ثمود

حضرت محمد: کا قلبی آرام و سکون ۱۲۰/۱۱؛ کی دلیل ۱۳/۱۱، ۳۳؛ کے اختیارات: ان کی حدود ۱۲/۱۱، ۳۰/۱۳؛ کا اخلاص ۱۰۸/۱۲؛ کی استقامت ۱۱۲، ۱۱۳، ۳۹؛ کا مذاق اڑانے والے ۸/۱۱؛ کو امداد ۳۴/۱۳؛ کے توقعات ۳۰/۱۳؛ کا غم و اندوہ: اس کے اسباب ۱۲/۱۱؛ کے ڈراوے ۲/۱۱، ۱۳، ۱۲۲، ۱۲/۱۱؛ کو برگزیدہ کرنا ۳۸/۱۳؛ کو بشارت ۱۱۲، ۱۱۳؛ کی بشارتیں ۲/۱۱؛ کا بشر ہونا ۱۳/۱۲، ۱۰۹/۳۸؛ کی بصیرت ۱۴/۱۱؛ سے سوال ۴/۱۲؛ کے پیروکار: ان کی توحید ۱۰۸/۱۲؛ ان کی دعوت ۱۰۸/۱۲؛ ان کی ذمہ داری ۱۰۸/۱۲؛ کی پیروی: اس میں سچائی ۱۰۸/۱۲؛ کا تیزی: اس کا اعلان ۳۵/۱۱، ۳۶/۱۳؛ کی تبلیغ ۱۲/۱۱، ۱۰۸/۱۲، ۳۰/۱۳؛ ان کی مفت میں تبلیغ ۱۰۴/۱۲؛ اس کی روش ۱۶/۱۳؛ پر حقائق کو بیان کرنا ۱۲۰/۱۱؛ کی تشویق ۳۰/۱۱؛ کی تکذیب ۳۳/۱۳؛ اس کے آثار ۱۰۹/۱۲؛ کی ذمہ داری ۱۱۲/۱۱، ۳۶/۱۳؛ کی کوشش ۱۰۳/۱۲، اس کا بے تاثیر ہونا ۱۰۳/۱۲، کا منظرہ ہونا ۱۰۸/۱۲؛ کی توحید ۱۰۸/۱۳، ۳۰/۱۳؛ اس کا اعلان ۳۶/۱۳؛ کی توحید عبادی ۳۶/۱۳؛ اس کے دلائل ۱۰۸/۱۲؛ کو نصیحت ۱۲۳/۱۱؛ کا توکل ۱۱۳، ۱۲۳/۱۱؛ کی دھمکی ۳۴/۱۳؛ کی دھمکیاں ۱۲۱/۱۱؛ ان کا مذاق ۸/۱۱؛ پر جادوگری کی تہمت ۴/۱۱؛ پر کذب بیانی کی تہمت ۳۵/۱۱؛ کے خلاف فضا سازی ۲۴، ۴/۱۳؛ کا حامی ۱۱/۱۳، ۳۴؛ کے ساتھ حسد ۱۰۳/۱۲؛ کی حقانیت: اس کے دلائل ۱۳/۱۱؛ اس کی شناخت ۳۳/۱۳؛ اس کے گواہ ۱۴/۱۱، ۳۳/۱۳؛ اس کو جھٹلانے والے ۴/۱۳؛ اس کا واضح و آشکار ہونا ۱۰۴/۱۲؛ کے تقاضے ۱۲۱/۱۱؛ کے ساتھ دشمنی: اس کے آثار ۳۱/۱۳؛ کی طرف دعوت ۳۹/۱۱؛ کی دعوتیں ۱۰۸/۱۲، ۱۰۹، ۶/۱۳، ۳۶؛ کو ولداری

۱۰۳/۱۲، ۳۲/۱۳؛ کی رسالت ۴/۱۱؛ اس کی ابلاغ ۳۰/۱۳؛ کی سیرت ۱۱/۱۲، ۱۰۸/۱۲؛ کا شرک کے خلاف  
جہاد ۱۱/۱۲، ۱۰۸/۱۲؛ اس کے دلائل ۱۰۸/۱۲؛ ۱۰۸/۱۲؛ کا شرک کے خلاف جہاد ۱۱/۱۲، ۱۰۸/۱۲؛ اس  
کی دلائل ۱۰۸/۱۲؛ کی حرارت ۱۰۸/۱۲؛ کو طعنہ ۳۸/۱۳؛ کی عبودیت ۱۱/۱۲؛ کو خداوند عالم کی طرف سے عطیہ  
جات ۳۸/۱۳؛ کے رجحانات ۱۰۳/۱۲؛ کا علم: اس کی حدود ۱۱/۱۲، ۳۹/۱۲، ۳۰/۱۳؛ اس کا سرچشمہ ۳/۱۲؛ کا علم غیب  
: اس کا سرچشمہ ۳/۱۲؛ کا انجام ۳۶/۱۳؛ حسن انجام ۳۹/۱۱؛ کے فضائل ۱۱/۱۲، ۱۳/۱۲، ۲۸/۱۳، ۲۹/۱۳؛ کا انکار کرنے  
والے ۸/۱۱؛ ان کی سزا ۸۳/۱۱؛ کی آسمانی کتاب ۲/۱۲، ۱۳/۱۳، ۳۶/۱۳؛ کی گواہی ۱۱/۱۲؛ پر ایمان لانے والے  
۱۸/۱۳؛ کا متقین میں سے ہونا ۳۹/۱۱؛ قرآن مجید میں ۲/۱۱؛ اور وحی کا ابلاغ ۱۱/۱۲؛ اور تاریخ ۳۹/۱۱؛ اور قرآن  
مجید کی تبلیغ ۱۰۲/۱۲؛ اور تلاوت قرآن ۳۰/۱۳؛ اور توریت ۱۱/۱۲؛ اور قرآن مجید کی حقانیت ۱۱/۱۲؛ اور گزشتہ  
اقوام کی سرنوشت ۱۰۰/۱۱؛ اور سورہ ہود ۱۱/۱۲؛ اور شرک عبادی ۱۱/۱۲، ۳۶/۱۳؛ اور غفلت ۳/۱۲؛ اور  
انبیاء کے قصص ۱۲۰/۱۱؛ اور حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ ۸۲/۱۱؛ اور حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ۳۹/۱۱؛ اور حضرت  
یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱۰۲/۱۲، ۳۰/۱۳، ۱۲۲/۱۱، ۱۲۱/۱۱؛ اور لجاجت کفار ۱۱/۱۲، ۱۲۲/۱۱؛ اور گناہ گار ۳/۱۱؛ اور  
مومنین ۱۲۲/۱۱؛ اور مشرکین ۲/۱۱، ۳، ۱۳، ۱۲، ۳۵/۱۰۸؛ اور موحدین ۲/۱۱؛ اور گزشتہ اقوام کی ہلاکت  
۱۰۰/۱۱؛ کے مخالفین: ان کی دھمکی ۱۱/۶۶؛ ان کا طعن و تشنیع ۳۸/۱۳؛ کا مدبر ۱۱/۱۳، ۳۰/۶۶؛ کی ذمہ داری  
۱۱/۱۲، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۰۸/۱۲، ۳۰/۱۳، ۳۰/۱۳؛ اس کی حدود ۱۱/۱۲، ۱۲۱، ۱۲/۱۳، ۴۰؛ کی  
مشکلات ۱۱۲/۱۱؛ کا معجزہ ۱۱/۱۳؛ کا معلم ۱۱/۱۳، ۳۵، ۱۳/۱۲، ۱۶/۳، ۳۰، ۳۳؛ کے مقامات ۲/۱۱؛ کو جھٹلانے  
والے ۱۳/۲۴، ۳۳؛ ان سے منہ موڑنا ۱۸/۱۳؛ ان کی دھمکی ۱۱/۱۳، ۳۱/۱۰۱، ۳۰؛ ان کی سرزنش ۱۲/۱۰۹؛ ان کا  
اغروی عذاب ۱۰۴/۱۲؛ ان کا دنیاوی عذاب ۱۱۰/۱۲، ۱۰۴؛ ان کا عذاب ۳۰/۱۳؛ کی مہربانی ۱۱/۳؛ کی نبوت ۲/۱۱،  
۳۰/۱۳، ۳۸، ۳۳؛ اس کی اہمیت ۱۱/۶۶، ۲؛ اس کا فلسفہ ۳۰/۱۳؛ اس کے گواہ ۳۳/۱۳؛ اس کا واضع و آشکار ہونا ۱۱/۲؛  
پر قرآن نے کا نزول ۱۱/۱۲؛ کی نسل ۳۸/۱۳؛ کی پریشانی ۲/۱۱؛ کی نماز ۱۱/۱۳؛ کو نہی کرنا ۳۰/۱۳، ۳۴؛ کو وحی  
۱۱/۱۲، ۳۹، ۳/۱۲، ۱۰۲، ۳۶/۱۳، ۳۰، ۱۹؛ کو وعدہ ۳۱/۱۳؛ کی ہدایت ۱۶/۱۳؛ کا ہدایت کرنا ۱۳/۴؛ کی مایوسی  
۱۱/۱۲ نیز، ک جھوٹ باندھنا، آئیڈیل بنانا، ایمان، قرآن مجید کی تشبیہات، اللہ تعالیٰ، اہل کتاب کے علماء، صحابہ

عذاب، کفار، کفر، مومنین، مسلمین، مکہ کے مشرکین، حضرت یوسف ؑ اور ہدایت کو قبول نہ کرنے والے حوادث کی تقدیر ۳۸/۱۳: ناگوار: ان سے بچنے کی روش اور طریقہ کار ۶۳/۱۲: اس کے تکرار موانع ۶۳/۱۲: کا زمانہ ۳۸/۱۳: کے موثر اسباب ۵۲/۱۲: کی قانون مندی ۳۸/۱۳: کا سرچشمہ ۱۱/۱۳: نیز، ک علوم، خواب، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع) // حیثیت: ر، ک آبرو // حیض: ر، ک سارہ

جیلہ: ر، ک مکر و فریب // حیوانات: کا جوڑانا ہونا ۳۰/۱۱: کو بچانا: اس کی اہمیت ۳۰/۱۱: کی نسل: اس کی بقا ۳۰/۱۱: نیز، ک حضرت نوح (ع) // حمل ہونا: بڑھاپے میں ۴۲/۱۱: کی مدت ۸/۱۳: نیز ر، ک سارہ حوادث کا حل ہونا: ر، ک علوم // حماقت: کے اسباب ۳۳/۱۲: نیز، ک خواہش پرت اور حضرت یوسف (ع) حضرت موسیٰ ؑ: کے واضح دلائل ۹۶/۱۱: کی کامیابی ۹۶/۱۱: کی تعلیمات: ان کی خصوصیات ۹۴/۱۱: کی رسالت ۹۶/۱۱: اس کی حدود ۹۴/۱۱: کا تسلط: اس کا سرچشمہ ۹۶/۱۱: کا قصہ ۹۴/۱۱: کی کتاب ۱۴/۱۱: کا معجزہ ۹۶/۱۱: ان کا متعدد ہونا ۹۶/۱۱: کے مقامات ۹۶، ۱۱۰/۱۱: کو جھٹلانے والے ۹۴/۱۱: اور فرعون ۹۴/۱۱: اور فرعون کی نبوت ۹۶، ۱۱۰/۱۱: اس کے دلائل ۹۶/۱۱: کی ہدایت کرنا ۹۴/۱۱: نیز، ک اشراف فرعون، فرعون اور فرعون کی لوگ

حضرت نوح ؑ: کی آگاہی: اس کا سرچشمہ ۳۸/۱۱: کی دلیل ۳۲، ۳۵/۱۱: کئے اختیارات: ان کی حدود ۳۱/۱۱: کا استغفار ۳۴/۱۱: کے ساتھ استہزاء و مذاق ۳۸/۱۱: کی توقع ۳۲/۱۱: کا غم و اندوہ: اس کو دور کرنے کا زینہ ۳۶/۱۱: اس کے اسباب ۳۶/۱۱: کے ڈراوے ۲۵، ۲۶، ۳۲: کا سر تسلیم خم کرنا ۳۵/۱۱: کے اوامر ۳۲/۱۱: کا سلوک: اس کی روش ۲۸/۱۱: کا برگزیدہ ہونا ۲۵/۱۱: کو بشارت ۳۵، ۳۸/۱۱: کا بشر ہونا ۳۱، ۲۴/۱۱: کے واضح دلائل ۲۸/۱۱: کا بیٹا: اس کا فساد بپا کرنا ۳۶/۱۱: اس کی فکر ۳۳/۱۱: وہ طوفان سے پہلے ۳۲/۱۱: وہ اور ایمان ۳۲/۱۱: وہ اور کشتی ۳۲/۱۱: وہ طوفان کے وقت ۳۲، ۳۳: اس کی پناہ ۳۳/۱۱: اس کو پناہ دینا ۳۳/۱۱: اس کو دعوت دینا ۲۳/۱۱: اس کی شفاعت ۳۵/۱۱: اس کا گناہ کرنا ۳۳/۱۱: اس کا غرق ہو جانا ۳۰، ۳۳: اس کا کفر ۳۰/۱۱: وہ اور پہاڑ ۳۳/۱۱: اس کی محرومیت ۳۶/۱۱: اس کی محرومیت کے اسباب ۳۶/۱۱: اس کی مخالف ۳۶/۱۱: اس کی نجات ۳۶/۱۱: اس کی ہلاکت ۳۰، ۳۳: اس کی ہلاکت اسباب ۳۶/۱۱: کا اتنا ۳۸/۱۱: کے پیروکار ۲۴/۱۱: ان کی بخشش

۳۱/۱۱: ان کو بشارت ۳۸/۱۱: ان کا اترنا ۳۸/۱۱: ان کا متقین میں سے ہونا ۳۹/۱۱: وہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں  
۳۲/۱۱: وہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا استہزاء ۳۸/۱۱: وہ اور حقارت ۲۴/۱۱: ان کی کامیابی ۳۹/۱۱: ان کی تبلیغ  
۲۸/۱۱: ان کی ذمہ داری ۳۸/۱۱: ان پر جھوٹ بولنے کی تہمت ۲۴/۱۱: ان پر ظاہر بینی کی تہمت ۲۴/۱۱: ان کا نیک  
انجام ۳۹/۱۱: ان کو دعوت دینا ۳۱/۱۱: ان کی دعوتیں ۲۸/۱۱: ان پر رحمتیں ۳۱/۱۱: ان کی سلامتی ۳۸/۱۱: ان کا صبر  
۳۹/۱۱: ان کا کشتی بنانا ۳۸/۱۱: ان کی مقدار میں کم ہونا ۳۰/۱۱: ان کے گناہ ۳۱/۱۱: ان کی نجات ۳۱/۱۱: ان کی نجات  
کے وسائل ۳۴/۱۱: ان کی نعمات ۳۸/۱۱: ان کی پریشانی ۳۱/۱۱: ان کی خصوصیات ۲۴/۱۱: ان کی پشیمانی ۳۴/۱۱: ان کی  
کامیابی ۳۹/۱۱: ان کی پیشگوئی ۳۸/۱۱، ۳۹، ۵۰: ان کی تاریخ ۸۹/۱۱: ان کی تائید ۳۴/۱۱: ان کی تبلیغ ۲۹/۱۱، ۲۶، ۲۵: اس کی  
روش ۲۵، ۳۲/۱۱: ان کی تعلیمات ۳۳/۱۱: ان کی تکیب: اس کے آثار ۳۶/۱۱: اس کے اسباب ۲۴/۱۱: ان کی شرعی ذمہ دار  
ی ۳۸/۱۱: اس پر عمل کرنا ۳۸/۱۱: ان کی توحید ۳۳/۱۱: ان کی وصیتیں ۳۱/۱۱: ان پر جھوٹ بولنے کی تہمت  
۲۴، ۳۲/۱۱: ان پر دنیا طلبی کی تہمت ۲۹/۱۱: ان کا خاندان ۳۶/۱۱: وہ کشتی کے اندر ۳۰/۱۱: ان کو دعوت دینا ۳۱/۱۱: ان  
کا صالح عمل ۳۶/۱۱: ان کی نجات ۳۶/۱۱، ۳۰: ان کو وعدہ ۳۵/۱۱: ان کی خدا شناسی ۳۳/۱۱: ان کی خیر خواہی ۳۳/۱۱: ان کی  
بیسی ۳۰/۱۱: ان کی دعا ۳۴/۱۱، ۳۵: ان کی دعوتیں ۳۳/۱۱، ۳۲، ۳۱، ۲۶: ان پر رحمت ۳۳/۱۱، ۲۸: ان کی رسالت  
۲۵، ۲۶/۱۱: اس کو پہنچانا ۲۵/۱۱: اس کی حدود ۲۵/۱۱: اس کی اجرت ۲۹/۱۱: ان کی سرزنش ۳۰/۱۱: ان کی سلامتی  
۳۸/۱۱: ان کا شرک کے خلاف جہاد ۳۲/۱۱: ان کی شفاعت ۳۵/۱۱: ان کا صبر ۳۹/۱۱: ان کا طوفان ۳۶/۱۱، ۳۰: اس کی اہمیت  
۳۹/۱۱: اس کا خاتمہ ۳۳/۱۱: اس کا آغاز ۳۳/۱۱: اس کی وسعت ۳۲/۱۱، ۳۰: اس کا عمومی ہونا ۳۳/۱۱، ۳۰: اس کا  
سرچشمہ ۳۳/۱۱، ۳۳: اس کی علامات ۳۰/۱۱: اس سے نجات ۳۱/۱۱، ۳۳، ۳۶: اس کے اسباب ۳۶/۱۱: ان کی  
خصوصیات ۳۰، ۳۳/۱۱: ان کی عصمت ۳۶/۱۱: ان کا عقیدہ ۳۳/۱۱، ۲۹، ۳۴: ان کا علم ۳۴/۱۱: اس کی حدود ۳۱/۱۱، ۳۶  
: ان کا انجام: حسن انجام ۳۹/۱۱: ان کے فضائل ۳۳/۱۱، ۳۱: ان کا قصہ ۳۳/۱۱، ۳۲، ۲۹، ۲۴، ۳۳، ۳۶، ۳۴، ۳۸، ۳۰، ۳۱  
۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۳۴: ان کو مخفی کرنا ۳۹/۱۱: اس کی اہمیت ۳۹/۱۱: اس میں تنور ۳۰/۱۱: اس کا فلسفہ  
۳۹/۱۱: ان کی کشتی ۳۴/۱۱: اس کا محکم ہونا ۳۲/۱۱: اس کی اہمیت ۳۴/۱۱: اس کا ٹھیرنا ۳۸/۱۱، ۳۳: اس کے  
ٹھیرنے کے اسباب ۳۱/۱۱: اس کے ٹھیرنے کا مقام ۳۸/۱۱، ۳۳: اس کی حرکت ۳۲/۱۱: اس کی ٹھیرنے کی ابتداء

۲۵/۱۱: کی نبوت ۲۵، ۲۸/۱۱: اس کے دلائل ۲۸/۱۱: کی نجات: اس کے وسائل ۳۴/۱۱: کی نسل: اس میں کفار ۳۸/۱۱: کی نعمات ۳۸/۱۱: کا کردار ۳۱/۱۱: کی پریشانی ۲۶/۱۱: کا متقین میں سے ہونا ۳۹/۱۱: کے ساتھ استہزاء کرنے والے ۳۸/۱۱: اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا استہزاء ۳۸/۱۱: اور اشراف ۲۸/۱۱: اور پسر نوح علیہ السلام ۳۳/۱۱: اور حیوانات ۳۰/۱۱: اور خطا ۳۶/۱۱: اور اشراف کے تقاضے ۲۹/۱۱: اور قوم نوح علیہ السلام کے تقاضے ۲۵/۱۱، ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۰: اور قوم نوح علیہ السلام کا کفر ۳۶/۱۱، ۳۷: اور غریب و نادار مومنین ۲۹/۱۱: اور نقصان سے نجات ۳۴/۱۱: اور بیٹے کی نجات ۳۵، ۳۷: اور پیروکاروں کی نجات ۳۱/۱۱: اور حضرت نوح علیہ السلام کے خاندان کی نجات ۳۵، ۳۷: اور قوم نوح کی نجات ۳۴/۱۱: اور کفار کی نجات ۳۰/۱۱: اور وعدہ الہی ۳۵/۱۱: موت کے وقت ۵۰/۱۱: کو نہی ۳۶، ۳۷، ۳۸: کو وحی ۳۶، ۳۷: کی ہدایت کرنا ۳۲/۱۱: کی بیوی: اس کا غرق ہونا ۳۰/۱۱: اس کا کفر ۳۰/۱۱: اس کی ہلاکت ۳۰/۱۱: وہ اور ان کی بیوی ۳۰/۱۱: کے ہم سفر ۳۰/۱۱: ان پر رحمت ۳۳/۱۱: کے یار و مددگار ۲۸/۱۱: کی مایوسی ۳۶/۱۱: اس کا زینہ ۳۲، ۳۳: نیز، ک ایمان، عصیان، قوم نوح علیہ السلام، کعبہ، کنعان بن نوح علیہ السلام، مسلمان اور مشرکین مکہ

حضرت ہود علیہ السلام: کی اتمام حجت ۵۷/۱۱: کی اذیت ۵۶/۱۱: کا گناہ طلب کرنا ۵۳/۱۱: کی استقامت ۵۶/۱۱: کی انیت ۵۶/۱۱: کے ڈراوے ۵۷/۱۱: کی بشارتیں ۵۲/۱۱: کی بعثت ۵۰/۱۱: کے واضحات: ان کی تکذیب ۵۳/۱۱: کی فکر ۵۷/۱۱: کی پاداش ۵۱/۱۱: کے پیروکار: ان کی نجات ۵۸/۱۱: کی تاریخ ۸۹/۱۱: کا تبری ۵۵/۱۱: اس کا اعلان ۵۳/۱۱: کی تبلیغ ۵۷/۱۱: کی تعلیمات ۵۰، ۵۲، ۵۶، ۵۹: کی تکذیب ۵۳/۱۱: اس کے اسباب ۵۹/۱۱: کی شرعی ذمہ داری: اس پر عمل کرنا ۵۷، ۵۸: کی توحید افعالی ۵۵/۱۱: کی توحید عبادی ۵۵/۱۱: کا توکل ۵۶/۱۱: پر تہمت لگانا ۵۳/۱۱: پر دیوانگی کی تہمت ۵۳، ۵۵/۱۱: کا نظریہ کائنات ۵۵/۱۱: کی حقانیت: اس کے دلائل ۵۵/۱۱: کے رشتہ دار ۵۰/۱۱: کی دعوتیں ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۵: کی رسالت ۵۰، ۵۷: اس کی حدود ۵۰/۱۱: کا شرک کی خلاف جہاد ۵۰، ۵۳، ۵۵: کی صداقت: اس کی علومات ۵۱/۱۱: کا ظلم کے خلاف جہاد ۵۹/۱۱: کا عقیدہ ۵۵، ۵۶/۱۱: کے فضائل ۵۰/۱۱: کی قاطعیت ۵۳، ۵۶: کا قتل: اس کی سازش ۵۵، ۵۶: کا قصہ

۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۸؛ پر ایمان لانے والے ۵۸/۱۱؛ کا مقابلہ طلب کرنا: اس کا فلسفہ ۵۵/۱۱؛ کے مقامات ۵۰/۱۱؛ کا معجزہ: ان کا متعدد ہونا ۵۹/۱۱؛ اس کی تکذیب ۵۳/۱۱؛ کو جھٹلانے والے ۵۸/۱۱؛ کی مہربانی ۵۰/۱۱؛ کو مہلت دینا ۵۵/۱۱؛ کی نبوت ۵۰/۱۱؛ کی نجات ۵۸/۱۱؛ اور دیوانگی ۵۳/۱۱؛ اور قوم عاد ۵۰/۱۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵؛ اور اجر رسالت ۵۱/۱۱؛ اور اجر تبلیغ ۵۱/۱۱؛ نیز، ک قوم عاد

حضرت یعقوب ؑ کی آگاہی ۵، ۸۳/۱۲؛ اس کا زینہ ۶/۱۲؛ کا احترام ۱۰۰/۱۲؛ کا خطرہ کا احساس کرنا ۱۳/۱۲؛ کا استغفار ۹۸/۱۲؛ اس کا وقت ۹۸/۱۲؛ کا استقبال ۹۹/۱۲؛ کا دلو طلب کرنا ۱۸/۱۲؛ کا مصر میں مسکن ۹۳، ۹۹/۱۲؛ کا اطمینان ۵/۱۲، ۱۸، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۸؛ کامنہ موٹنا ۸۳/۱۲؛ کی توقع ۸۳، ۸۴/۱۲؛ کے انتظارات ۶۶/۱۲؛ کا غم و اندوہ ۸/۱۲، ۱۳، ۸۳، ۸۵، ۸۶؛ اس کے آثار ۸۳/۱۲؛ اس کا خاتمہ ۸۴/۱۲؛ اس میں شدت ۸۳/۱۲؛ اس کے اسباب ۸۳، ۸۶؛ اس کا فلسفہ ۱۳/۱۲؛ کے ڈرواے ۶۶/۱۲؛ کا سر تسلیم خم کرنا ۱۰۰/۱۲؛ کے اوامر ۸۴/۱۲؛ کی توہین ۹۳، ۹۵/۱۲؛ ہر توکل اس کا اتمام ۶۸/۱۲؛ صبر پر توکل اس کا اہتمام ۸۳/۱۲؛ کا ایمان ۸۳/۱۲؛ کا سلوک: اس کا طریقہ کار ۸، ۶۶/۱۲؛ کی برکت ۴۳/۱۱؛ کو بشارت ۹۶، ۹۹/۱۲؛ کو بشارتیں ۶/۱۲، ۹۸؛ کی بے اعتمادی: برادران یوسف ؑ پر بے اعتمادی ۱۳/۱۲؛ اس کے دلائل ۶۳/۱۲؛ کے لیے حضرت یوسف ؑ کے قصہ کو بیان کرنا ۱۰۰/۱۲؛ کی بیماری: اس کا زینہ ۸۵/۱۲؛ کی بینائی ۹۳، ۹۶/۱۲؛ کی فکر ۱۸، ۸۳، ۸۶، ۸۷/۱۲؛ کا بڑھاپا ۸۳، ۴۸/۱۲؛ کی پیشگوئی ۵، ۹۳، ۹۵/۱۲؛ بنیامین کی گرفتاری کی میں تاثیر ۸۳/۱۲؛ حضرت یوسف (ع) کے فراق کی میں تاثیر ۸۳/۱۲؛ کی تبلیغ ۶۴/۱۲؛ کی تدبیر ۶۸/۱۲؛ کی تنبیہات ۹۸/۱۲؛ کا ڈر ۱۳/۱۲؛ کا ارادہ ۱۸/۱۲، ۸۳؛ کا گریہ وزاری: اس کے دلائل ۸۶/۱۲؛ کی تعلیمات ۶۴/۱۲؛ پر لطف و کرم ۹۶/۱۲؛ کا تقرب ۹۴/۱۲؛ کی شرعی ذمہ داری: اس پر عمل کرنا ۶۸/۱۲؛ کی کوشش ۵/۱۲، ۵۸/۱۲؛ کا منہ ہونا ۳۸/۱۲؛ کی توحید افعالی ۱۸/۱۲؛ کی توحید ۳۸/۱۲، ۸۶، ۸۷؛ کی وصیتیں ۵/۱۲، ۶۶، ۶۷، ۸۴؛ اس کے آثار ۶۸/۱۲؛ اس کا فلسفہ ۶۸/۱۲؛ کا توکل ۶۴، ۸۳/۱۲؛ پر تہمت ۱۴/۱۲؛ ان پر بے عقلی کی تہمت ۹۳/۱۲؛ ان پر خطا کی تہمت ۹۵/۱۲؛ ان پر کج فکری کی تہمت ۹۵/۱۲؛ کی خدا شناسی ۸۶، ۹۶/۱۲؛ اس کے آثار ۸۶/۱۲؛ کے تقاضے ۶۶، ۸۴/۱۲؛ کی دعائیں: ان کا مستجاب ہونا ۶۸/۱۲؛ کا حادثہ کو حل کرنے کا علم ۸۳/۱۲؛ کو خواب کی تعبیر کا علم ۵، ۶/۱۲؛ کی دور اندیشی ۶۴، ۶۸/۱۲؛ کا دین ۳۸/۱۲؛ اس میں غلامی ۴۵/۱۲؛ اس کے پیروکار ۳۸/۱۲؛ اس میں توحید ۳۸/۱۲؛ اس میں قسم ۶۶/۱۲؛ اس میں چور کی سزا ۴۵/۱۲؛ اس میں

چور کو مجازات ۱۲/۴۵؛ اس میں مقابلہ ۱۲/۱۴؛ کارحمت ہونا ۱۱/۴۳؛ کی رضایت ۱۲/۶۶، ۱۵؛ اس کے لیے زینہ سازی ۱۲/۶۵؛ اس کے شرائط ۱۲/۶۶؛ کارنج والم: اس کے اسباب ۱۲/۶۶؛ کی روح ۱۲/۸۶؛ کا سجدہ: اس کا فلسفہ ۱۲/۱۰۰؛ کی سرزنش ۱۲/۸۵؛ کی شخصیت ۱۲/۹۸، ۱۸؛ اس کی بے حرمتی ۱۲/۹۳؛ کی شفاعت ۱۲/۹۸، ۹۴؛ کی شفا ۱۲/۹۳، ۹۶؛ کاشک ۱۲/۶۳؛ کاشکوہ ۱۲/۸۶؛ کاصبر ۱۲/۸۳، ۱۸؛ اس کی مدح ۱۲/۱۸؛ کا عذر لانا ۱۲/۱۳؛ کی عفو بخشش ۱۲/۹۸؛ کا عقیدہ ۱۲/۱۸؛ کے لگاؤ: ان کا برادران یوسف ﷺ کے ساتھ لگاؤ ۱۲/۸۳؛ ان کا بنیامین کے ساتھ لگاؤ ۱۲/۸۳؛ ان کا حضرت یوسف ﷺ کے ساتھ لگاؤ ۱۲/۸۳؛ کا علم ۱۲/۶۸؛ ان کا علم غیب ۱۲/۸۶، ۹۵؛ ان کا علم لدنی ۱۲/۸۶، ۶۸؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۸۶؛ کا غضب ۱۲/۸۳؛ اس کے اسباب ۱۲/۸۳؛ ان کا غصہ کو پی جانا ۱۲/۸۳؛ ان کے غصہ کو پینے کی علامات ۱۲/۸۳؛ کے فضائل ۱۲/۸، ۶۸، ۱، ۸۶، ۸۳، ۹۶، ۹۸؛ کا فقر ۱۲/۶۲؛ کی قدرت: اس کی علامات ۱۲/۸۳؛ کا قصہ ۱۲/۱۸، ۱۳، ۶۶، ۶۱، ۶۸، ۶۴، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۹۳، ۹۵، ۹۶، ۹۸، ۱۰۰؛ کی کرامات ۱۲/۹۳؛ کا ناپینا ہونا: اس کا زمانہ ۱۲/۸۳؛ اس کے اسباب ۱۲/۹۳، ۸۳؛ کا گریہ ۱۲/۸۳؛ کی بنیامین کے ساتھ محبت ۱۲/۸، ۶۱، ۶۶، ۷۸، ۶۸؛ اس کے آثار ۱۲/۸؛ کی اولاد کے ساتھ محبت ۱۲/۸، ۹؛ کی حضرت یوسف ﷺ کے ساتھ محبت ۱۲/۵، ۳، ۸، ۱۳، ۸۳، ۹۵؛ اس کے آثار ۱۲/۸؛ کی مخالفت: اس کے دلائل ۱۲/۱۳؛ برادران یوسف ﷺ کے ساتھ ۱۲/۶۳؛ کی مدیریت و سرپرستی ۱۲/۶۳؛ کی موت: اس کا خطرہ ۱۲/۸۵؛ اس کا زینہ ۱۲/۸۵؛ کا معلم ۱۲/۶۸؛ کی حضرت یوسف ﷺ کے ساتھ ملاقات ۱۲/۹۹؛ کا نام رکھا جانا ۱۱/۴۱؛ کی نبوت ۱۲/۳۸؛ کی پریشانی ۱۲/۵، ۱۱، ۶۴؛ اس کے اسباب ۱۲/۶۳؛ اس کا فلسفہ ۱۲/۶۴؛ کی نواہی ۱۲/۵؛ کے اجداد ۱۲/۶؛ کو وحی ۱۲/۸۶؛ کا مصر میں داخل ہونا ۱۲/۹۹، ۱۰۰؛ کا وکیل ۱۲/۶۹؛ کو تنبیہ ۱۲/۸۵؛ کی ہوشیاری ۱۲/۸۳؛ حضرت یوسف ﷺ کے دربار میں ۱۲/۱۰۰؛ فراق بنیامین میں ۱۲/۸۳، ۸۳؛ لاوی کے فراق وجدائی میں ۱۲/۸۳؛ حضرت یوسف ﷺ کی جدائی میں ۱۲/۱۳، ۸۳، ۸۵، ۸۴، ۸۷، ۹۳، ۹۵؛ اور آل یعقوب (ع) ۱۲/۹۶؛ اور بنیامین پر چوری کا الزام و تہمت ۱۲/۸۳؛ اور اولاد کا احترام ۱۲/۸؛ اور بنیامین کی گرفتاری ۱۲/۸۳، ۸۳؛ اور بنیامین کا واپس لوٹنا ۱۲/۸۳؛ اور لاوی کا واپس لوٹنا ۱۲/۸۳؛ اور حضرت یوسف ﷺ کا لوٹنا ۱۲/۸۳؛ اور برادران یوسف (ع) ۱۲/۵، ۱۱، ۱۳، ۱۸، ۱۴، ۶۶، ۶۴، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۹۸؛ اور حضرت یوسف (ع) کا برگزیدہ ہونا ۱۲/۶؛ اور بنیامین ۱۲/۶۳؛ اور حضرت

یوسف ؑ کی خوشبو ۱۲/۹۳، ۹۵؛ اور برادران یوسف ؑ کی بے رحمی ۱۲/۶۳؛ اور حضرت یوسف (ع) کا پیراہن ۱۲/۹۳؛ اور برادران یوسف ؑ کی سازش ۱۲/۱۱، ۱۸؛ اور بنیامین کی حیات ۱۲/۸۳، ۸۴؛ اور لاوی کی حیات ۱۲/۸۳؛ اور حضرت یوسف ؑ کی زندگی ۱۲/۸۳، ۸۶، ۸۷، ۹۵، ۹۶؛ اور خطا ۱۲/۸؛ اور برادران یوسف ؑ کے تقاضے ۱۲/۶۶، ۱۳؛ اور دین ابراہیم ؑ ۱۲/۳۸؛ اور حضرت یوسف ؑ کا خواب ۱۲/۵، ۶؛ اور برادران یوسف ؑ کی سرزنش ۱۲/۸۶؛ اور اولاد کی سلامتی ۱۲/۶۸؛ اور برادران یوسف (ع) کے ساتھ عہد ۱۲/۶۳، ۶۶؛ اور فراق بنیامین ۱۲/۶۶، ۸۳، ۸۴؛ اور فراق یوسف ؑ ۱۲/۱۳، ۸۳؛ اور اولاد ۱۲/۶۸، ۹۶؛ اور قدرت خدا ۱۲/۸۶؛ اور حقائق کو کشف کرنا ۱۲/۱۸؛ اور بنیامین کا سفر ۱۲/۶۱، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶؛ اور بنیامین کے ساتھ ملاقات ۱۲/۸۳؛ اور لاوی کے ساتھ ملاقات ۱۲/۸۳؛ اور حضرت یوسف ؑ کی ملاقات ۱۲/۸۳، ۸۶؛ اور شیطان کا کردار ۱۲/۵؛ اور حضرت یوسف (ع) ۱۲/۱۱، ۱۳، ۳۸؛ حضرت یوسف (ع) کی حکومت کے دوران ۱۲/۴۸

نیز، ک آل یعقوب ؑ، حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحق ؑ، اطاعت، برادران یوسف ؑ، غلام بنانا، بشارت، بنیامین، جبرئیل، سارا، لاوی اور قدیمی مصر

حضرت یوسف ؑ : کا آرام ۱۲/۲۶؛ پر اتمام نعمت ۱۲/۶، ۷؛ پر چوری کی تہمت ۱۲/۷۷؛ کا حق ثابت کرنا: اس کا طریقہ کار ۱۲/۵۲؛ کی دلیل ۱۲/۳۰؛ کا احترام ۱۲/۲۹، ۲۱، ۱۰۰؛ پر احسان ۱۰۱، ۱۰۲؛ کا احسان ۱۲/۵۶، ۹۰، ۷۸؛ اس کے آثار ۱۲/۲۲، ۷۸؛ اس کی پاداش ۱۲/۲۲؛ اس کی علامات ۱۲/۷۸؛ کو مخفی کرنا ۱۲/۳۱، ۱۹؛ کے اختیارات ۱۲/۶۲؛ ان کی حدود ۱۲/۷۳، ۷۶، ۸۸؛ کا اخلاص ۱۲/۲۳؛ کا ادعا ۱۲/۹۰؛ کی اذیت ۱۲/۳۷، ۸۹؛ کا استعاذہ ۱۲/۲۳، ۷۹؛ کی معنوی صلاحیتیں ۱۲/۸؛ کا استقبال: اس کا مکان ۱۲/۹۹؛ اس کی خصوصیات ۱۲/۹۹؛ کا اپنی ماں کا استقبال ۱۲/۹۹؛ کا مدد طلب کرنا ۱۲/۳۳؛ کا اضطراب ۱۲/۵۵؛ کی اطاعت: اس کے آثار ۱۲/۳۸؛ کا اطمینان ۱۲/۶۰؛ کا اعتراض ۱۲/۸۹؛ کا بچپن میں کھیلنا ۱۲/۳۰، ۲۶؛ کا اقتدار ۱۲/۷۸، ۵۶، ۵۳؛ اس کا زینہ ۱۲/۲۱؛ کا اقرار ۱۲/۷۷، ۳۳؛ کے القاب ۱۲/۳۶؛ کو الہام ۱۲/۷۶؛ کی امانت داری ۱۲/۵۳، ۵۵؛ کو امداد ۱۲/۵۳؛ کی توقع ۱۲/۳۲، ۶۲؛ کا غم و اندوہ: اس کو دور کرنے کے اسباب ۱۲/۶۹؛ کا سر تسلیم خم کرنا ۱۲/۲۳،



۱۰۱، ۲۳؛ کے اوار ۱۲/۶۲؛ کا خدا شناسی کا اہتمام ۱۲/۳۷؛ کا مشیت الہی کا اہتمام ۱۲/۹۹؛ کے اہداف و مقاصد ۱۲/۶۲؛ کا ایمان ۱۲/۳۷، ۵۳، ۵۷، ۹۱؛ کی جہان بینی ۱۲/۷۶؛ کا کھیل ۱۲/۱۲؛ کا سگہ بھائی ۱۲/۸۹، ۷۷، ۸؛ کا پدری بھائی ۱۲/۸؛ کا سلوک: اس کا طریقہ کار ۱۲/۲۶، ۶۰، ۶۲؛ کی غلامی ۱۲/۱۹؛ کا برگزیدہ ہونا ۱۲/۶؛ اس کا زینہ ۱۲/۲۱؛ اس کے اسباب ۱۲/۷؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۶؛ کی منصوبہ بندی ۱۲/۶۰، ۶۲؛ کو بشارت ۱۲/۶؛ ان کو نجات کی بشارت ۱۲/۱۵؛ کی بشارت دینے والے ۱۲/۹۶؛ کی بشارتیں ۱۲/۹۹، ۹۲، ۳۹؛ کا بشر ہونا: اسمیں شک کرنا ۱۲/۳۱؛ کا بالغ ہونا ۱۲/۲۳؛ کی خوشبو: اس کو سونگھنا ۱۲/۹۳؛ کی فکر ۱۲/۳، ۲۳، ۳۳، ۵۳، ۵۰، ۸۹، ۹۹؛ کی طرف عدم رغبت ۱۲/۲۰؛ کی بے گناہی ۱۲/۵۰، ۵۳، ۵۱؛ اس کے آثار ۱۲/۵۳؛ کا بے نظیر ہونا ۱۲/۵۱؛ کی پاداش ۱۲/۵۶، ۹۰؛ ان کی اخروی پاداش ۱۲/۵۷؛ ان کی دنیاوی پاداش ۱۲/۵۷؛ کا باپ ۱۲/۳۸؛ کا سوال و جواب ۱۲/۳۹؛ کا کرتہ ۱۲/۱۸، ۲۵، ۲۶، ۹۶، ۹۳، ۹۳؛ اس کا پھٹا ہوا ہونا ۱۲/۲۵، ۳۶، ۲۸، ۲۷؛ اس کا خوہ آلودہ ہونا ۱۲/۱۸؛ کی پیشگوئی ۱۲/۵۸، ۳۱؛ اس کا متحقق ہونا ۱۲/۹۶؛ کا تبری ۱۲/۵، ۳۷، ۲۶؛ کی جلا وطنی ۱۲/۹؛ اس کا سازش ہونا ۱۲/۹؛ کی تبلیغ ۱۲/۳۷، ۳۹، ۳۱؛ اس کی روش ۱۲/۳۹؛ کا تخت ۱۲/۱۰۰؛ کی تدبیر ۱۲/۷۶، ۷۰، ۷۱؛ اس کا فلسفہ ۱۲/۷۶؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۷۶؛ کی ترغیبات ۱۲/۵۹، ۶۲، ۶۰؛ کی تعلیم و ارادہ ۱۲/۳؛ کی تعلیمات ۱۲/۳۷، ۹۲، ۵۲؛ کا تعلم ۱۲/۶؛ کا عہد ۱۲/۷۲؛ پر لطف و کرم ۱۲/۱۵؛ کا تقرب: اس کا زینہ ۱۲/۱۰۱؛ کا تقویٰ ۱۲/۵۷، ۵۳؛ کا تقیہ ۱۲/۷۰؛ کی کوشش ۱۲/۵۲؛ کا منرہ ہونا ۱۲/۵۳، ۶۹؛ کی تواضع ۱۲/۵۳؛ کی توحید ۱۲/۲۳، ۳۸، ۱۰۰؛ ان کی توحید افعالی ۱۲/۵۳؛ کو وصیت ۱۲/۵؛ کی وصیتیں ۱۲/۳۷، ۳۸، ۶۳؛ کو کنوئیں میں ڈالنے کی سازش ۱۲/۱۵؛ کے خلاف سازش ۱۲/۱۱، ۱۰، ۹، ۱۲، ۱۵، ۱۸، ۲۵؛ اس کی تکذیب ۱۲/۵۱؛ اس کا زینہ ۱۲/۸؛

کی توفیق ۵۳/۱۲ کی توقعات ۶۲/۱۲ کا توکل ۹۹/۱۲ کی دھمکی ۳۲/۱۲ کی دھمکیاں ۶۰/۱۲، ۶۲؛ پر تہمت لگانا ۵۱/۱۲، ۲۵، ۲۸، ۳۵؛ ان سے تہمت کا دور ہونا ۵۰/۱۲ کی جستجو ۸۴/۱۲ کا جعالہ ۴۲/۱۲؛ کی جوان مردی ۳۴/۱۲، ۵۰، ۶۹، ۸۹، ۹۲؛ کی جوانی ۲۳/۱۲، ۲۲، ۳۰؛ کا کلہ پا کرنا ۱۲/۱۲ کی حاکمیت ۱۵، ۹۰/۱۲؛ پر خداوند عالم کی جتیں ۲۳/۱۲ کا حسب و نسب ۳۸/۱۲ کی حکمت ۲۲، ۲۳/۱۲؛ اس کے آثار ۲۳/۱۲؛ اس کا زینہ ۲۲/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۲۲/۱۲؛ کی حکومت ۱۰۱/۱۲؛ اس میں امن و سکون کے اقدامات ۴۳/۱۲؛ اس کا زینہ ۲۱/۱۲؛ اس کی حدود ۱۰۱/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۴۴/۱۲؛ کی حیات : اس کی تکذیب کرنے والے ۹۳/۱۲؛ کے ساتھ خیانت کرنے والے ۵۲/۱۲؛ کی خدا شناسی ۹۱/۱۲؛ کی خزانہ داری ۵۵، ۵۶/۱۲؛ کے لیے خشوع : اس کے اسباب ۱۰۰/۱۲؛ کے لیے خضوع : اس کے اسباب ۱۰۰/۱۲؛ کے تقاضے ۳۹، ۴۲، ۵۰، ۵۱، ۵۵، ۶۹، ۹۳، ۹۹/۱۲؛ ان کے قبول ہونے میں تاخیر ۵۵/۱۲؛ اس کے قبول ہونے میں دیر کا فلسفہ ۵۵/۱۲؛ کی اپنی تعریف ۵۵/۱۲؛ کی خیر خواہی ۸۸، ۹۲/۱۲؛ کی امداد طلب کرنا ۵۲/۱۲؛ اس کا فلسفہ ۵۲/۱۲؛ کو اقتصاد کا علم ۵۵/۱۲؛ کا حادث کو حل کرنے کا علم ۱۰۱/۱۲، ۲۱، ۴، ۶؛ کو خواب کی تعبیر کا علم ۶/۱۲، ۴، ۱۰۱، ۵۰، ۳۸، ۳۵، ۳۱، ۳۶، ۲۱؛ کو کھیتی باڑی کا علم ہونا ۵۵/۱۲؛ کا دربار ۱۰۰/۱۲؛ سے درخواست ۲۳، ۲۹/۱۲؛ کا زندان کی درخواست کرنا ۳۵۱۲؛ کا فراموشی کی درخواست کرنا ۸۵/۱۲؛ کے ساتھ دشمنی ۵/۱۲؛ کی دعا ۳۳/۱۲، ۱۰۱، ۹۲؛ اس کے آثار ۳۳/۱۲؛ اس کا مستجاب ہونا ۳۳/۱۲؛ کی دعوت ۵۳، ۳۳/۱۲؛ کی دعوتیں ۳۹، ۶۹، ۹۰/۱۲؛ ان پر لبیک کہنا ۹۹/۱۲؛ کا دفاع ۲۶/۱۲؛ کے جھوٹ بولنے کے دلائل ۲۶/۱۲؛ کا دین ۳۸/۱۲؛ اس میں توحید ۳۸/۱۲، کی دور اندیشی ۵۵/۱۲؛ اس کے آثار ۵۸/۱۲؛ اس کا مستحق ہونا ۶۵/۱۲؛ کا خواب ۶۵/۱۲؛ کا خواب ۳/۱۲؛ اس کے آثار ۶، ۸/۱۲؛ اس کا مستحق ہونا ۱۰۰/۱۲؛ اس کی تعبیر ۱۰۰/۱۲، ۵، ۶، ۳؛ اس کی تعبیر کا مستحق ہونا ۳۲/۱۲؛ اس کی تعبیر کا صحیح ہونا ۳۶/۱۲، ۵۰، ۵۸؛ اس میں خدا ۱۰۰/۱۲؛ اس کا زمانہ ۳، ۵/۱۲؛ پر رحمت ۵۳، ۵۶/۱۲؛ کا رشد ۲۲/۱۲؛ اس کے آثار ۲۲/۱۲؛ کی آسودگی ۲۱/۱۲؛ کے مشکلات ۸۹/۱۲؛ کا زندان : اس کے صفات ۳۲/۱۲؛ اس میں رہنے کا فلسفہ ۳۲/۱۲؛ اس کا فلسفہ ۵۰/۱۲؛ اس کی مدت ۳۵، ۳۲/۱۲؛ اس کی خصوصیات ۳۴/۱۲؛ کو قیدی کیا جانا ۲۵/۱۲، ۳۵، ۳۶؛ اس کا فلسفہ ۳۵/۱۲؛ کی زیبائی ۳۱/۱۲؛ آل یعقوب کا کے سامنے سجدہ کرنا ۱۰۰/۱۲؛ سورج کا کے سامنے سجدہ کرنا ۳/۱۲؛ ستاروں کو کو سجدہ کرنا ۳/۱۲؛ مادر یوسف ۱۱۱ کا کو سجدہ کرنا

۱۰۰/۱۲: چاند کا کو سجدہ کرنا ۳/۱۲: حضرت یعقوب علیہ السلام کا کو سجدہ کرنا ۱۰۰/۱۲: کی سخاوت ۸۸/۱۲: کی سرزنش ۴۴/۱۲: کی عمر: وہ کنویں میں ۱۵/۱۲: وہ زندان میں ۳۵/۱۲: کی اقتصادی سیاست ۵۵/۱۲، ۶۰، ۶۲، ۶۵، ۸۸: کا چہرہ ۳۶، ۳۱/۱۲: کی شخصیت ۳۴/۱۲، ۵۰، ۵۳: وہ مصر میں ۳۲/۱۲: ان کی علامات ۳۶/۱۲: ان کے نزدیک شفاعت ۹۴/۱۲: کی شکرگزاری ۱۰۱/۱۲، ۱۰۰: کو شکنجہ ۲۵/۱۲: کی شناسائی ۵۸/۱۲، ۹۰: کا صبر ۹۰/۱۲، ۴۴: کی صداقت ۲۸/۱۲، ۳۶، ۵۱: اس کے دلائل ۲۸/۱۲، ۲۴: اس کے گواہ ۹۰/۱۲: اس کی علامات ۳۵/۱۲: کا لقمہ بھیریا بننا ۱۴، ۱۸/۱۲: اس سے خوف ۱۳/۱۲: پر ظلم و ستم ۸۹/۱۲: کا عجز ۳۳/۱۲: کی عدالت ۵۹/۱۲: کی عزت ۹۰/۱۲: کا منصب عزیزی سنبھالنا ۶۹/۱۲، ۴۸، ۸۸: کی عصمت ۲۳/۱۲، ۳۸: اس کے اسباب ۲۳/۱۲: اس کا سرچشمہ ۲۳/۱۲، ۵۳: کی عظمت ۳۱، ۳۶، ۵۸/۱۲: کی عفت ۲۳/۱۲، ۲۳، ۵۱، ۳۵، ۳۳: اس کے آثار ۵۳/۱۲: اس کے دلائل ۵۰/۱۲: اس کی گواہی ۳۲/۱۲: اس کی علامات ۳۵/۱۲: کا عفو ۳۴/۱۲، ۸۹، ۹۲: کا عقیدہ ۲۳/۱۲، ۳۳، ۱۰۰: کا بنیامین کے ساتھ لگاؤ ۶۰/۱۲، ۶۲: کا علم ۶/۱۲، ۲۲، ۵۵، ۴۶: اس کے آثار ۵۳/۱۲، ۲۳: اس کا زینہ ۲۲/۱۲: اس کی حدود ۱۰۱/۱۲، ۲۱: اس کا سرچشمہ ۱۰۱/۱۲، ۲۲: کا علم غیب ۹۳/۱۲، ۳۴، ۳۱: اس کے دلائل ۳۴/۱۲: کا علم لدنی ۳۴/۱۲: کی عمر مبارک: اس کے مراحل ۲۲/۱۲: کے جذبات: ان کو برانگیختہ کرنا ۴۸/۱۲: کے ساتھ عہد ۶۱/۱۲: کا غریزہ جنسی ۳۳/۱۲: کا فرار ۲۵/۱۲: کا فراق: اس کے آثار ۹۳/۱۲، ۸۳: اس کا اختتام ۹۹/۱۲: اس کی حکمت ۸۳/۱۲: اس میں سختی ۸۵/۱۲: اس میں صبر و شکر ۱۸/۱۲: اس کی مدت ۵۸/۱۲: کو منہ بولا بیٹا بنانا ۲۱/۱۲: کو بیچنا ۲۱/۱۲، ۲۰: کے فضائل ۶/۱۲، ۲۲، ۲۳، ۲۳، ۳۶، ۳۴، ۳۴، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۹، ۷۶، ۷۷، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۴۸، ۹۳، ۱۰۰، ۱۰۱: اس کے آثار ۸/۱۲: اس کا اقرار ۹۱/۱۲: اس کے بارے میں سوال ۴/۱۲: اس کا سرچشمہ ۹۱/۱۲، ۱۰۰: کا قتل ۹/۱۲: اس کی سازش ۹/۱۲: کی جنسی طاقت ۲۳/۱۲: کی قدرت ۹۰/۱۲: اس کا سرچشمہ ۵۶/۱۲، ۱۰۱: کا قصہ ۵/۱۲، ۳، ۶، ۷، ۸، ۱۱، ۱۰، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۸، ۱۷، ۲۰، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۸، ۸۷، ۹۱، ۹۰، ۸۸، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲: ۱۰۱/۱۲

ان میں آیات الہی ۴/۱۲؛ اس کی اہمیت ۱۰۲/۱۲؛ ان کا بشارت دینے والا ہونا ۹۶/۱۲؛ ان کے بارے میں سوال ۴/۱۲، ان میں توبہ کرنے کی ترغیب ۴/۱۲؛ کی تعلیمات ۴، ۴۰/۱۲؛ ان سے جہالت ۱۰۲/۱۲؛ اس میں کنواں ۱۰، ۱۹/۱۲؛ ان میں حکمت الہی ۴/۱۲، ۱۰۰؛ ان میں ربوبیت الہی ۴/۱۲؛ ان کا زبیا ہونا ۳/۱۲؛ ان سے عبرت ۱۱۱/۱۲؛ ان میں علم الہی ۴/۱۲؛ ان کو بیان کرنے کا فلسفہ ۱۰۳/۱۲؛ ان میں قاضی ۲۶/۱۲، ۲۴؛ ان میں قاضی کا اطمینان ۲۶/۱۲؛ ان میں قاضی کی عدالت ۲۶، ۲۴؛ ان میں قاضی کے فضائل ۲۴/۱۲؛ ان میں قاضی کا کام سے واقف ہونا ۲۴/۱۲؛ اس کا حضرت محمد ﷺ سے قبل ہونا ۱۰۲/۱۲؛ اس میں قضاوت ۲۴/۱۲؛ اس کا مطالعہ ۳/۱۲؛ اس کے مطالعہ کے آثار ۱۰۰/۱۲؛ اس کے مخفی ہونے کے ادوار ۱۰۲/۱۲؛ اس میں خالق کا کردار ۱۰۰/۱۲؛ اس کی خصوصیات ۳، ۴/۱۲؛ کی قضاوت ۲۲، ۴۳/۱۲؛ کا محل : اس کے دروازوں کا متعدد ہونا ۶۴/۱۲؛ اس کی خصوصیات ۶۴/۱۲؛ کے کارندے : ان سے سوال و جواب ۴۱/۱۲؛ ان کی تہمتیں ۴۰/۱۲؛ ان کے تقاضے ۴۳/۱۲؛ وہ اور برادران یوسف ﷺ ۴۳، ۴۳/۱۲؛ وہ اور تدبیر یوسف ﷺ ۴۰/۱۲؛ وہ اور ظلم ۴۹/۱۲؛ اس کا کردار ۶۲/۱۲؛ کی کرامات ۹۳، ۹۶/۱۲؛ کی کرامت ۳۱، ۵۰/۱۲؛ کے کمالات ۴۶/۱۲؛ کا بچپن ۵، ۱۲، ۱۵، ۲۲، ۴۴؛ کے ساتھ جبریل کی گفتگو ۱۵/۱۲؛ کے مصر کے بادشاہ کے ساتھ گفتگو ۵۰، ۵۳، ۵۵/۱۲؛ کا گواہ ۲۶/۱۲؛ کی لیاقت ۱۵، ۵۵/۱۲؛ کی ماں : اس کا احترام ۱۰۰/۱۲؛ اس کو بشارت ۹۹/۱۲؛ وہ دربار میں ۱۰۰/۱۲؛ وہ مصر میں ۹۹/۱۲؛ کی مالکیت : اس کا دعویٰ ۲۰/۱۲؛ کی سزا ۲۵/۱۲؛ کی حفاظت ۱۲، ۱۳، ۳؛ اس میں غلطی ۱۴/۱۲؛ کی محبت : ماں سے محبت ۹۹/۱۲؛ کی حضرت یعقوب ﷺ سے محبت ۳، ۵، ۹۹/۱۲؛ کے خلاف فیصلہ ۳۵/۱۲؛ کا مدبر ہونا ۱۰۰، ۵۰، ۲۳، ۲۱؛ کی مدح ۵۱/۱۲؛ کا مربی ۵۰/۱۲؛ کی وفات ۴۴/۱۲؛ کے زمانہ میں مصر ۴۴، ۵۸، ۹۹/۱۲؛ کا معجزہ ۹۶/۱۲؛ کی بنیائیں کو پہچان ۶۹/۱۲؛ کا معلم ۱۰۱، ۳۸، ۳۴، ۲۱، ۶؛ کے مقامات ۵، ۶، ۵۶، ۳۶، ۲۳، ۲۲، ۱۵؛ ان کے معنوی مقامات ۴۶/۱۲؛ کے ساتھ مکروفریب ۱۰۲، ۱۰۳؛ کے ساتھ ملاقات ۳۶/۱۲؛ اس میں سہولت ۵۸/۱۲؛ اس کی شرائط ۶۰/۱۲؛ کی برادران کے ساتھ ملاقات ۶۰/۱۲؛ کی بنیائیں کے ساتھ ملاقات ۹۰/۱۲؛ اس کے آثار ۶۹/۱۲؛ کے منافع ۴۶/۱۲؛ کو نجات دینے والے ۵۲/۱۲؛ کی موفقیقت ۵۸، ۴۶/۱۲؛ کی مہربانی ۳۹/۱۲؛ کی مہمان نوازی ۵۹/۱۲؛ کی نبوت ۲۲، ۲۳، ۱۵/۱۲؛ اس کے اسباب ۲۲/۱۲؛ کی نجات ۲۵، ۳۳/۱۲؛ اس کے اسباب ۳۳/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۵۶/۱۲؛ کا کنوئیں سے نجات

۱۹/۱۲: کی زندان سے نجات ۱۲/۳۲، ۵۰، ۵۲، ۱۰۰: کی نظارت ۱۲/۵۹: کی نعمتیں ۱۲/۶، ۹۰، ۱۰۰، ۱۰۱: کا کردار ۱۲/۶: کی پریشانی ۱۲/۳۳: کی نوجوانی ۱۲/۲۲، ۱۲، ۵: کو نہی ۱۲/۵: کی مادی ضرورتیں ۱۲/۱۲: کے اجداد ۱۲/۶، ۳۸: کو وحی ۱۲/۴۵، ۴۶: کی وزارت ۱۲/۴۸: کے وعدے ۱۲/۵۹: کی وفاداری ۱۲/۱۰۰: کی ولایت تشریحی ۱۲/۵۶: کی ولایت تکوینی ۱۲/۵۶: کا ولی ۱۲/۱۰۱: کی خصوصیات ۱۲/۶، ۳۱: کا ہدایت کرنا ۱۲/۳۴: کے ہمراہ قیدی افراد ۱۲/۳۶: ان کا اطمینان ۱۲/۳۶: ان کی فکر ۱۲/۳۶: ان کے تقاضے ۱۲/۳۶، ۳۴، ۳۱: ان کو دعوت ۱۲/۳۹: ان کا خواب ۱۲/۳۶: ان کے خواب کی تعبیر ۱۲/۳۶، ۳۱: ان کا شرک ۱۲/۳۹: ان کی غذا ۱۲/۳۴: ان کا انجام ۱۲/۳۱: ان کی ہدایت ۱۲/۱۳، ۳۹، ۳۴: کے ہمراہ قیدی اور دوسرے قیدی ۱۲/۳۶: کو اپنے ساتھ لے جانا ۱۲/۱۲: کا یقین ۱۲/۳: کا متقین میں سے ہونا ۱۲/۹۰: کا احسان کرنے والوں میں سے ہونا ۱۲/۹۰، ۴۸، ۵۶، ۳۶، ۲۲: کا مخلصین میں سے ہونا ۱۲/۲۳: زندان کے بعد ۱۲/۵۳: کنویں کے اندر ۱۲/۱۵، ۱۱، ۱۰: عزیز مصر کے گھر میں ۱۲/۲۲، ۲۱: دربار مصر ۱۲/۵۳، ۳۲: قحطی کے دوران ۱۲/۸۸: زندان میں ۱۲/۳۴، ۳۸، ۵۲، ۳۵، ۳۲: فراق بنیامین میں ۱۲/۸۹: خدا کے حضور میں ۱۲/۱۰۱: مصر میں ۱۲/۲۱، ۵۶، ۱۰۰: ان کا احترام ۱۲/۳۲: زلیخا کی مہمانی میں ۱۲/۳۱: اور بنیامین پر تہمت ۱۲/۴۹: اور اقدار ۱۲/۵۰: اور الہی امداد ۱۲/۳۳: اور بنیامین کی گرفتاری ۱۲/۴۶: اور بت ۱۲/۴۴: اور بھائی ۱۲/۴۰، ۵۸، ۵۹، ۱۵، ۵، ۸۹، ۴۴، ۹۰، ۱۰۰، ۹۳، ۹۲، ۹: اور بنیامین ۱۲/۶۰، ۶۹، ۴۰، ۴۶، ۴۸، ۸۹: اور بیت المال ۱۲/۸۸: اور مصر کا بادشاہ ۱۲/۳۲، ۵۲: اور قحط سے بچنے کی تدبیر ۱۲/۵۵: اور برادران یوسف علیہ السلام کی تجویز ۱۲/۴۹: اور ترک گناہ ۱۲/۳۳: اور غذائی امور کی حفاظت و نگرانی ۱۲/۵۵: اور توحید عبادی ۱۲/۳۰: اور غلات کی تقسیم ۱۲/۶۲، ۶۰، ۵۹: اور زلیخا کی دھمکیاں ۱۲/۳۳: اور بھائیوں کی تہمتیں ۱۲/۴۴: اور زلیخا کی تہمتیں ۱۲/۲۶: اور قدیمی مصر کی حکومت ۱۲/۳۴: اور زلیخا کی خدمات ۱۲/۵۰: اور زلیخا کے تقاضے ۱۲/۳۳، ۲۳: اور تحقیق کی درخواست ۱۲/۵۰: اور چوری ۱۲/۴۴: اور دین ابراہیم (ع) ۱۲/۳۸: اور دین اسحق (ع) ۱۲/۳۸: اور قدیمی مصریوں کا دین ۱۲/۳۸: اور حضرت یعقوب (ع) کا دین ۱۲/۳۸: اور غلہ جات کی ذخیرہ اندوزی ۱۲/۵۵، ۵۸: اور ذلت ۱۲/۳۳: اور خداوند عالم کی ربوبیت ۱۲/۵۰: اور مصر کے بادشاہ کو مسترد کرنا ۱۲/۵۲: اور زلیخا ۱۲/۲۳، ۲۳، ۲۵: اور مصر کے بادشاہ کا ساقی ۱۲/۳۲، ۵۰: اور بھائیوں کی سرزنش ۱۲/۹۲: اور غلہ جات کی راشن بندی ۱۲/۶۰: اور

صلحاء ۱۰۱/۱۲؛ اور ظلم ۴۹/۱۲؛ اور بھائیوں کا ظلم ۹۲/۱۲؛ اور عزیز مصر ۲۵، ۲۶/۱۲؛ اور علم خدا ۵۰/۱۲؛ اور پستی کے اسباب ۳۳/۱۲؛ اور حماقت کے اسباب ۳۳/۱۲؛ اور غلہ جات کی فروخت ۶۲/۱۲؛ اور فقراء ۸۸/۱۲؛ اور زلیخا کے مہمانوں کا قصہ ۵۰/۱۲؛ اور قدیمی مصر کے قوانین ۴۶/۱۲؛ اور کفران نعمت ۲۳/۱۲؛ اور حضرت اسحق کا کربند ۴۴/۱۲؛ اور حضرت یعقوب ؑ کی نابینائی ۹۳/۱۲؛ اور کینہ ۶۹/۱۲؛ اور گناہ ۳۳/۱۲؛ اور ماں ۱۰۰/۱۲؛ اور بنیامین کا سفر ۶۲/۱۲؛ اور مشیت الہی ۴۶/۱۲؛ اور باطل معبود ۳۰/۱۲؛ اور زلیخا کا مکرو فریب ۳۳/۱۲؛ اور اشراف مصر کی عورتوں کا مکرو فریب ۳۳/۱۲؛ اور ملائکہ ۳۱/۱۲؛ اور بھائیوں کے ساتھ ملاقات ۱۵/۱۲؛ اور بنیامین کے ساتھ ملاقات ۵۹، ۶۰؛ اور منت ۶۵/۱۲؛ اور خواب کو بیان کرنا ۵/۱۲؛ اور زراعت کی وزارت ۵۶، ۵۵/۱۲؛ اور ہمراہی قیدی ۳۴، ۳۹، ۴۱، ۴۰؛ اور مصر کے بادشاہ کی بیوی ۵۲/۱۲؛ اور حضرت یعقوب ؑ ۱۰۱، ۱۰۰، ۴؛ قدیمی مصر میں قحط کے زمانے میں ۴۶، ۴۸/۱۲؛ نیز، ک آل یعقوب (ع)، حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحق ؑ، اشراف مصر، برادران یوسف (ع)، بنیامین، مصر کا بادشاہ، تذکر، حق کے طالب، اللہ تعالیٰ، ذکر، زلیخا، شیطان، قرآن، عزیز مصر، حضرت یوسف ؑ کو پانے والا کاروان، لاوی، حضرت محمد ﷺ، مسلمین، حضرت یعقوب ؑ اور یہود

حضرت یوسف ؑ کو پانے والا کاروان: کے پڑاؤ کا مقام ۱۹/۱۲؛ کا دعویٰ ۲۰/۱۲؛ کو بشارت ۱۹/۱۲؛ ان کی فکر ۱۹/۱۲؛ کا ساقی ۱۹/۱۲؛ اس کی بشارت ۱۰/۱۲؛ اس کی خوشی ۱۹/۱۲؛ اور حضرت یوسف ؑ ۱۹، ۲۰/۱۲؛ کی سزا ۱۹/۱۲/کفار: ۲۴، ۳۰، ۵۳، ۵۸، ۶۰، ۳۴/۱۲، ۳۵/۱۳

کی بخشش ۶/۱۳؛ پر اتمام حجت ۱۰۴/۱۲، ۳۰/۱۳؛ کے ساتھ دلیل: اس کی روش ۳۳/۱۳؛ کا مذاق ۸، ۳۸/۱۱؛ کا منہ  
 موڑنا ۱۰۵/۱۲؛ کا افتراء باندھنا ۲۰/۱۱؛ کا افشاء کرنا ۱۸/۱۱؛ کے مادی وسائل ۳۸/۱۱؛ کے انذار ۱۲۲/۱۱  
 ، ۱۱۰/۱۲؛ کا ایمان: ان کے ایمان سے مایوسی ۱۲۱/۱۱، ۱۱۰/۱۲؛ کے ساتھ سلوک: اس کا طریقہ کار  
 ۳۰/۱۳؛ پر معجزہ کا بے تاثیر ہونا ۹/۱۳، ۲۴، ۳۱؛ کی بے عقلی: اس کی علامات ۶/۱۳؛ کا صلاحیت سے عاری ہونا  
 ۳۴/۱۲؛ کی فکر ۴/۱۱، ۱۲، ۱۱۰/۸؛ کی تباہی: ان کی اخروی تباہی ۲۲/۱۱؛ ان کی دنیاوی تباہی ۲۲/۱۱؛ کو اخروی  
 عذاب سے متنبہ کرنا ۳۲/۱۳؛ کو دھمکی ۸/۱۱، ۱۳، ۱۲۲، ۸۳/۳۱؛ کی تہمتیں ۴/۱۱؛ کی فضا سازی ۴/۱۳؛ کی حاکمیت  
 : اس کو کمزور کرنا ۳۱/۱۳؛ سے حساب و کتاب ۳۰/۱۳؛ ان کا دنیاوی حساب و کتاب ۳۰/۱۳؛ کی خشنودی: اس کا بے  
 ارزش ہونا ۶۳/۱۱؛ کمی و قلت ۳۱/۱۳؛ کے رزائل ۲۰/۱۱؛ کا سچا خواب ۳۴/۱۲؛ کا آخرت میں نقصان  
 اٹھانا ۲۲/۱۱؛ کا دنیاوی طور پر نقصان اٹھانا ۲۲/۱۱؛ کی سرزنش ۲۳/۱۱؛ کی شفاعت: اس سے نہی ۳۴/۱۱؛ کی  
 شکست ۳۹/۱۱؛ اس کی علامات ۳۹/۱۱؛ کا ظلم ۳۳/۱۱؛ کا عبرت حاصل نہ کرنا ۳۱/۱۳؛ اس کا تعجب آمیز ہونا  
 ۶/۱۳؛ کا عجز ۸، ۲۰، ۳۳/۱۱؛ کا عذاب ۱۰۲/۱۱، ۶۶، ۵۷، ۳۸، ۳۳، ۸، ۱۰۳، ۱۰۴/۱۲، ۱۱۰، ۳۰/۱۳، ۳۲، ۳۳؛ اس کا  
 اعلان ۸۱/۱۱؛ اس کی تاخیر ۱۱۰/۸، ۱۲/۱۱؛ اس کا دائمی ہونا ۸/۱۱؛

اس کا حتمی ہونا ۱۱/۱۲، ۳۳، ۸/۱۰۴؛ اس کی درخواست ۱۳/۳۲؛ ان کا اضروی عذاب ۱۱/۹، ۳۳، ۸۳؛ ان کا دنیاوی عذاب ۱۱/۲۰، ۲۶، ۳۳، ۶۴، ۱۳/۳۰، ۱۶؛ ان کا دوہرا عذاب ۱۱/۲۰؛ اس کے اسباب ۱۱/۱۰۱؛ اس کی تاخیری فلسفہ ۱۳/۶؛ کا عقیدہ ۱۱/۱۲۲؛ اس کا بے منطق ہونا ۱۱/۲۱؛ کا عمل ۱۱/۱۲۲؛ کا ناپسندیدہ عمل ۱۱/۲۰؛ کا انجام ۱۱/۱۱۹، ۱۳/۳۵؛ ان کا برا انجام ۱۱/۳۸؛ ان کی برے انجام سے پریشانی ۱۱/۲۶؛ خداوند عالم کے ۱۳/۳۰؛ کا جہنم میں ہونا ۱۱/۱۱۹، ۱۶، ۱۴؛ جہنم کے دن ۱۳/۱۸؛ دنیا کو طلب کرنے والے ۱۱/۱۶؛ صدر اسلام کے ۱۱/۱۶؛ ان کا دعویٰ ۱۳/۴؛ ان کی دھمکیاں ۱۱/۱۳، ۱۰۲/۳۱؛ ان کی فضا سازی ۱۳/۲۴؛ ان کی خدا شناسی ۱۳/۳۳؛ ان کے تقاضے ۱۳/۴، ۲۴/۱۱، ان کی شکست ۱۳/۳۱؛ ان کا عقیدہ ۱۳/۳۳؛ اور توحید ۱۳/۲۴؛ اور خداوند عالم کی گواہی ۱۳/۳۳؛ اور حضرت محمد ۱۳/۴، ۲۴، ۳۳؛ اور معجزہ ۱۳/۲۴، ۴؛ ان کے مصائب ۱۳/۳۱؛ ان کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۱۳/۲۴؛ ان کی ہلاکت ۱۳/۳۱؛ لجوج؛ ان کو ڈرانا ۱۱/۱۲۲؛ ان کو دھمکی ۱۳/۱۳؛ ان کا عذاب ۱۳/۱۳؛ اور آیات الہی ۱۱/۲۰؛ اور دنیاوی عذاب ۱۱/۳۴؛ اور باطل عقیدہ ۱۱/۲۱؛ اور قرآن ۱۳/۳۱؛ اور خداوند عالم کے وعدے ۱۳/۳۱؛ عذاب کے وقت ۱۱/۸؛ کا بہرا ہو جانا ۱۱/۲۰؛ کا اندھا ہو جانا ۱۱/۲۰؛ کو سزا ۱۱/۱۰۲، ۱۳/۳۱، ۳۲، ۳۰؛ ان کو دنیاوی سزا ۱۳/۳۰؛ کمی لجاجت ۱۱/۱۳، ۱۲۱/۱۳؛ پر لعنت ۱۱/۱۸؛ ان پر اضروی لعنت ۱۱/۱۹؛ کا مدبر ۱۱/۳۸؛ کا مکر؛ اس کا بے تاثیر ہونا ۱۳/۳۲؛ اس کے بے تاثیر ہونے کی نشانیاں ۱۳/۳۲؛ کو مہلت ۱۳/۳۲؛ کی نجات ۱۱/۳۰؛ کو برے انجام کی خبر دینا ۱۳/۳۰؛ کی خصوصیات ۱۱/۸، ۱۲/۱۰۵، ۸۴؛ کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۱۳/۳۱؛ کی ہلاکت ۱۱/۵۴، ۱۳/۳۱، ۳۲؛ کے ساتھ تعاون؛ اس کے احکام ۱۲/۳۴؛ کی مایوسی ۱۲/۸۴؛ نیز، ک ازدواج، مدد طلب کرنا، گزشتہ امتیں، انبیاء ﷺ، تبری، ذکر، حضرت شعیب ﷺ، حضرت صالح ﷺ، قضاوت، قوم نوح ﷺ، قیامت، حضرت لوط ﷺ، مومنین، قرآنی مثالیں، حضرت محمد ﷺ، مکہ، موحدین اور حضرت نوح (ع)



اشاریے (۳)

"خ"

خالقیت: غیر خدا اور ۱۶/۱۳؛ نیز، ک اللہ تعالیٰ اور ذکر

خاندان: میں امتیازی سلوک: اس کے آثار ۸/۱۲؛ میں سربراہی ۶۳/۱۲؛ نیز، ک حضرت ابراہیم، (ع) انبیاء (ع)

، برادران حضرت یوسف علیہ السلام، نفسیات، جذبات، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت نوح (ع)

خراقات:، ک تبری

خرچ کرنا: کے آداب ۳۴/۱۲؛ میں بچت: اس کی اہمیت ۳۴/۱۲

خرد:، ک عقل

خدعہ (مکرو فریب):، ک مکر

خسارت:، ک نقصان

خسیس ہونا:، ک قوم لوط

خشک سالی: ر، ک خوف اور قدیمی مصر

خشوع: کا زینہ ۲۳/۱۱؛ نیز، ر، ک حکام اور حضرت یوسف (ع)

خشیت: ر، ک اولو الالباب اور خد

خصومت: ر، ک دشمنی

خضوع: کے آثار ۹۱/۱۳؛ کے موارد ۴۴/۱۱؛ نیز، ر، ک انبیاء علیہ السلام (ع)، اقرار، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی، خطاکار

، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت یعقوب (ع)

خطاکار: کی بخشش ۹۲/۱۲؛ کے لیے استغفار ۹۲/۱۲؛ کے لیے دعا ۹۲/۱۲؛ کی معافی ۹۲/۱۲، ۹۸، ۱۰۰؛ نیز

ر، ک حضرت ابراہیم (ع)

خلقت: ر، ک پیدائش اور خاص موارد

خواب: کی اقسام ۳۳/۱۲؛ کی تعبیر ۳۶/۱۲؛ اس کی اہمیت ۳۶/۱۲؛ اس کی پیشگوئی ۳۹/۱۲؛ اس کی تاریخ ۳۳/۱۲؛ اس کی

کیفیت ۳۴/۱۲؛ کی حقیقت ۳۶/۱۲؛ تاریخ میں ۳۶/۱۲؛ اور مستقبل کے حادثات ۵/۱۲، ۳۱، ۳۹، ۱۰۰؛ آب انگور کا

۳۶/۱۲؛ اس کی تعبیر ۳۱/۱۲؛ پریشان ۳۳/۱۲؛ اس کی تعبیر کا سخت ہونا ۳۳/۱۲؛ روئی کو اٹھانے کا ۳۶/۱۲؛ اس کی تعبیر

۳۱/۱۲؛ پرندوں کے کھانے کا ۳۶/۱۲؛ اس کی تعبیر ۳۱/۱۲؛ خشک خوشوں کو دیکھنے کا ۳۳/۱۲؛ اس کی تعبیر ۳۴/۱۲؛ سبز

خوشوں کو دیکھنے کا ۳۳/۱۲؛ اس کی تعبیر ۳۴/۱۲؛ سورج کے سجدہ کرنے کا ۳/۱۲؛ اس کی تعبیر ۶/۱۲؛ ستاروں کے سجدہ

کرنے کا ۳/۱۲؛ اس کی تعبیر ۳/۱۲؛ چاند کے سجدہ کرنے کا ۳/۱۲؛ اس کی تعبیر ۶/۱۲؛ سچا ۵/۱۲، ۳۱، ۱۰۰، ۳۹؛ موٹی

گائیں دیکھنے کا ۳۳/۱۲؛ اس کی تعبیر ۳۸/۱۲؛ کمزور گائیں دیکھنے کا ۳۳/۱۲؛ اس کی تعبیر ۳۸/۱۲؛ منظم اور مسلسل دیکھنا

۳۳/۱۲؛ کا کردار ۵/۱۲، ۶، ۳۶، ۳۱، ۳۹، ۱۰۰؛ نیز، ر، ک بشارت، مصر کا بادشاہ، علوم، احسان کرنے والے، قدیمی مصر

، قدیمی مصر، نعمت اور

حضرت یوسف (ع)

خواب: میں الہام ۳۹/۱۲،

خواری: ر، ک ذلت

خوبصورتیاں: کا کردار ۳۱/۱۲؛ نیز، ک میلانات، ملائکہ اور حضرت یوسف (ع)

خود پسندی: ر، ک عجب

خوبی: بدی کے مقابلے میں ۲۲/۱۳؛ کی درخواست: اس کی اہمیت ۶/۱۳

خود ستائی: کے احکام ۵۵/۱۲؛ کا جائز ہونا ۵۵/۱۲؛ نیز، ک حضرت یوسف (ع)

خورشید: کا سر تسلیم خم کرنا ۲/۱۳؛ کا مسخر ہونا ۲/۱۳؛ کا حاکم ۲/۱۳؛ کی حرکت ۲/۱۳؛ اس کا فلسفہ ۲/۱۳؛ کا شعور

۳/۱۲؛ اس کی عمر ۲/۱۳؛ نیز، ک خواب اور حضرت یوسف (ع)

خود پسندی: کے آثار ۱۰۳/۱۲

خوشبو: کی وسعت: اس کی حدود ۹۳/۱۲؛ نیز، ک انسان، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

خوف: کے آثار ۱۲/۱۳؛ اخروی حساب و کتاب کا ۲۱/۱۳؛ اس کے آثار ۲۲/۱۳؛ اللہ تعالیٰ سے ۱۳/۱۳؛ اس کے آثار

۲۲/۱۳؛ خشکسالی کا ۱۲/۱۳؛ دشمنوں کا ۱۱/۵۶؛ اخروی عذاب کا ۱۱/۱۰۳؛ کے اسباب ۱۲/۱۳

نیز، ک حضرت ابراہیم ؑ، تبلیغ، سارہ، ملائکہ اور حضرت یعقوب (ع)

خوشی: ر، ک سرور

رات: کی تاریکی ۱۰/۳، کا دائمی ہونا ۳/۱۳؛ نیز، ک عذاب

خلاف ورزی کرنے والے: کو مہلت ۱۱/۱۱۰؛ نیز، ک اقتصاد

خوشخبری: ر، ک بشارت

خوشبختی: ر، ک سعادت

خوشنامی: ر، ک انبیاء

خوف:

ر، ک خوف

خیال پردازی: کے آثار ۳۰/۱۲

خیانت: سے اجتناب ۵۲/۱۲: کا زینہ ۶۳/۱۲: کا گناہ ہونا ۵۲/۱۲: کے موارد ۵۲/۱۲: نیز، ک اشراف مصر اور تجاوز

خیانت کار: ۵۲/۱۲\_ کا مکرو فریب: اس کی شکست ۵۲/۱۲: نیز، ک اللہ تعالیٰ اور حضرت یوسف (ع)

خیر: کے اسباب ۸۶/۱۱: کا سرچشمہ ۳۱/۱۱

خیر خواہی: ر، ک حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

"د"

درخت: کا متنوع ہونا ۳/۱۲: کا سرچشمہ ۳/۱۳: کا کردار ۳/۱۳: نیز، ک انگور اور خرم

درخت طوبی: کا مکان

درہم: حضرت یعقوب کے زمانہ میں ۲۰/۱۲

درے: کی ظرفیت: ان کی تقدیر ۱۴/۱۳

دریا: ر، ک حضرت نوح (ع)

دشمن: کی اذیتیں: ان پر استقامت اور حوصلہ ۳۸/۱۱: کا مذاق: اس پر استقامت دکھانا ۳۸/۱۱: کی سازش: اس کا بے

تاثیر ہونا ۳۳/۱۳: کے ساتھ مقابلہ بالمثل کرنا ۳۸/۱۱

نیز، ر، ک انبیاء، انسان، بنیامین، دشمنی، دین، حضرت شعیب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

دشمنی: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عصر میں: اس کی علامات ۴۰/۱۱: اس کے اسباب ۵، ۱۰۰/۱۲

نیز، ر، ک انبیاء، اہل مدین، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی، شیطان، قرآن، گمراہ لوگ اور حضرت محمد ﷺ

دعا: کے آثار ۱۲/۱۱، ۳۳/۱۴، ۳۳/۱۲: کے آداب ۳۵، ۳۴/۱۱، ۳۳/۱۲، ۹۸، ۹۹، ۹۲: کا قبول ہونا ۶۱/۱۱، ۲۳/۱۲، ۳۳،

۱۳/۱۳: اس کا وقت ۹۸/۱۲: اس کا زینہ ۳۳/۱۲: ۹۸: اس کا سرچشمہ ۱۳/۱۳: کو قبول کرنے والے ۳۳/۱۲: میں

التماس ۳۵/۱۱: کی اہمیت ۴۵/۱۱، ۱۰۱/۱۲: کی تاثیر: اس کی شرائط

۳۴/۱۱: میں تو سہل ۳۴/۱۱: بے جا۔ ۳۶/۱۱، ۳۷: اس کو ترک کرنا ۳۴/۱۱: کی حقانیت ۱۳/۱۳: اور ارادہ الہی  
۳۴/۱۱: روشدہ۔ ۱۳/۱۳: کا زمینہ ۱۰۱/۱۲: کی شرائط ۳۶، ۳۴/۱۱

نیز، ک حضرت ابراہیم ؑ، اشراف مصر، انبیاء ؑ، باب، خطاکار، زلیخا، اولاد، گناہ گار، باطل معبود، حضرت نوح ؑ  
حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف (ع)  
دعویٰ: کو ثابت کرنا: اس کے دلائل ۸۲/۱۲: نیز، ک قضاوت  
دعویٰ دائر کرنا: ر، ک زلیخا اور عزیز مصر

دفاع: ر، ک اپنی ذات، حضرت یوسف ؑ اور مہمان

دل کا اندھا ہونا: کے اسباب ۲۸/۱۱: کی علامات ۲۳/۱۱: نیز، ک قرآن، قوم نوح ؑ، دل کے اندھے، مشرکین اور  
باطل معبود

دولت مندی: ر، ک اہل مدین اور حضرت شعیب (ع)

دنیا: اور آخرت ۲۶/۱۳: کا انجام: اس کا حسن انجام ۳۲/۱۳: نیز، ک ادیان، انبیاء ؑ، رہبر، دنیا کو طلب کرنے والے  
دنیا طلبی اور لقاء اللہ

دنیا کو طلب کرنے والے: کا پسندیدہ عمل: اس کا بے ارزش ہونا۔ ۱۱۳/۱۱: نیز، ک دنیا اور دنیا طلبی  
دنیا طلبی: کے آثار ۱۱۳/۱۱، ۱۱۶، ۱۱۳، ۱۱۶، ۲۶/۱۵: کی سرزنش ۱۱۳/۱۱: کا گناہ ہونا ۱۱۶/۱۱: نیز، ک گذشتہ اقوام  
، انبیاء، انسان، برادران حضرت یوسف ؑ، دنیا، دنیا کو طلب کرنے والے، قوم ثمود، مشرکین اور حضرت نوح (ع)  
دوراندیشی، ر، ک حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف (ع)

دوزخ: ر، ک جہنم

دوستی: شوہر دار عورت کے ساتھ۔ ۲۳/۱۲: نیز، ک انبیاء

دولت اور اقتصادی خلاف ورزیاں: ۸۳/۱۱

دینی قائدین: کا انحراف: اس کا سرچشمہ ۳۴/۱۳: اور معاشرہ کی اصلاح ۸۸/۱۱: اور لوگوں کے میلانات ۳۴/۱۳: اور  
دین ۸۸/۱۱: اور اجتماعی گروہ ۳۴/۱۳: کی ذمہ داری ۸۸/۱۱

دھات: کا پگھلانا: بعثت کے زمانہ میں اس کا پگھلانا ۱۴/۱۳؛ اس کے فوائد ۱۴/۱۳؛ پگھلی ہوئی ۱۴/۱۳؛ اس کا مفید حصہ ۱۴/۱۳؛ اس کی جھاگ ۱۴/۱۳؛ نیز، ک قرآنی تشبیہات دیہاتی (بدھو کا شرک) ۱۰۶/۱۲۔

دین: میں آزادی: اس کے آثار ۱۱۸/۱۱؛ کی آسیب شناسی ۱۱۵/۱۱، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۴، ۲۸، ۵۹، ۶۲، ۹۱، ۱۱۸، ۱۲/۱۳، ۱۰۳، ۱۴/۱۳؛ سے مستفیذ ہونا ۱۴/۱۳؛ اصول ۱۲/۳۸، ۱۰۸، ۱۳/۲؛ سے منہ موڑنا ۱۱/۲۸؛ اس کے آثار ۱۱/۵۴؛ اس کا نقصان ۱۱/۵۴؛ میں زبردستی: اس کی نفی ۱۱/۲۸، ۵۴، ۸۶، ۱۱۸؛ سے آگاہی: اس کا خطرہ ۱۴/۱۳؛ سے انحراف: اس کے اسباب ۱۱/۱۹؛ اس کے موانع ۱۲/۳۰؛ کی اہمیت ۱۱/۸۸؛ کی بدنمائی: اس کے اسباب ۱۱/۱۹؛ اس کے اسباب ۱۱/۱۹؛ میں دلیل: اس کی اہمیت ۱۲/۳۰؛ کی پیروی: اس کے آثار ۱۱/۱۹؛ تبلیغ ۱۱/۱۱، ۱۲، ۱۱۳، ۱۲/۳۹، ۶۴؛ اس میں استقامت ۱۱/۱۱۲؛ اس کی اہمیت ۱۱/۱۲، ۵۴، ۱۲/۳۴؛ اس کا اجر ۱۱/۵۱؛ کو بیان کرنا: اس کی روش ۱۳/۱۶؛ کے آگے تسلیم ہونا: اس کی اہمیت ۱۲/۱۰۱؛ کی تعلیمات ۱۱/۳۰، ۱۲/۴۰؛ اس میں بھلائی ۱۱/۸۶؛ میں غور فکر: اس کی اہمیت ۱۲/۱۰۹؛ کی تکذیب: اس کے آثار ۱۱/۳۶، ۱۲/۳۴؛ اس کے اسباب ۱۱/۱۹؛ کا منہ ہونا ۱۱/۱۹، ۱۳/۱۴؛ کے دشمن ۱۳/۳۲؛ اس کا مذاق ۱۱/۳۸؛ ان کی سازش کو دور کرنا ۱۳/۳۲؛ ان کے مکر و فریب کو دور کرنا ۱۳/۳۲؛ ان کے ساتھ سلوک کا طریقہ کار ۱۱/۳۵، ۳۸؛ ان کا عذاب ۱۱/۶۶۔

"ذ"

ڈ: ر، ک ڈر

ڈرانا: ر، ک انبیاء ﷺ، حضرت شعیب ﷺ، حضرت صالح (ع)، عذاب، انجام، حضرت محمد ﷺ، حضرت نوح ﷺ اور مشرکین

"ذ"

ذکر: کے آثار ۱۱/۳، ۳۹، ۵۱، ۱۲/۱۰۱، ۱۳، ۱۳، ۳۳؛ احسان خدا کا ۱۲/۳۳؛ اسماء و صفات کا ۱۲/۱۰۱؛ متقین کی کامیابی کا ۱۱/۳۹؛ گناہ تکفیر کا ۱۱/۱۱۳؛ حکمت خدا کا ۱۲/۸۳؛ اس کے آثار ۱۲/۱۰۱؛ اس کا زینہ ۱۲/۱۰۰؛ خالقیت خدا کا ۱۱/۵۱؛ خدا: اس کے آثار ۱۲/۲۳، ۱۳/۳، ۲۸؛ اس کی اہمیت ۱۱/۴۵، ۸۸، ۹۲، ۱۲/۳۳، ۱۳/۲۱؛ وہ گناہ کے وقت ۱۲/۳۳؛ اس کی روش

۱۱۳/۱۱ : اس سے مراد ۲۸/۱۳ ; \_ ربوبیت خدا کا \_ ۳۳/۱۲ ، ۱۳، ۱۹، ۹۸/۱۸ ، ۳۰، ۲۱ ; اس کے آثار ۱۱۲/۱۱، ۵۶، ۲۳/۱۰۱ ; اس کی اہمیت ۳۳/۱۲ ; اس کا زینہ ۱۰۰/۱۲ ; رحمت خدا کا \_ ۹۲/۱۲ ; کفار کے انجام کا \_ ۱۱۲/۱۱ ; مومنین کے انجام \_ ۱۱۲/۱۱ ; عظمت خدا کا \_ ۱۳/۱۳ ; علم خدا کا \_ ۱۱۲/۱۱، ۸۳/۱۱۲ ; اس کے آثار ۱۰۱/۱۲ ; اس کا زینہ ۱۰۱/۱۲ ; مشرکین کے انجام کا \_ ۱۰۹/۱۱ ; مومنین کے فضائل کا \_ ۲۳/۱۱ ; قدرت خدا کا \_ ۳/۱۱ ; قرآن کا اس کے آثار ۱۱۴/۱۱ ; اس کے اہمیت ۱۰۳/۱۲ ; قصص انبیاء (ع) کا \_ ۱۱۲/۱۱ ; حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کا \_ : اس کا فلسفہ ۴/۱۲ ; خداوند عالم کی اخروی قضاوت کا \_ ۱۱۲/۱۱ ; خداوند عالم کی گواہی کا \_ ۶۶/۱۲ ; نظارت خدا کا ۱۱۲/۱۱، ۶۶/۱۲ ; نعمت کا \_ ۱۰۱/۱۲، ۹۰، ۲۳ ; اس کے آثار ۱۰۱/۱۲ ; نیز، ک حضرت ابرہیم (ع) علیہ السلام ، صابر اور صالحین

ذکر کرنے والے : ۱۱/۱۱ کے فضائل ۱۳، ۲۸/۱۳

ذلت : گناہ پر \_ کو ترجیح دینا ۳۳/۱۲ ; نیز، ک برادران حضرت یوسف علیہ السلام ، زلیخا، کفار، حضرت لوط علیہ السلام اور مخلصین ذمہ داری کی تقسیم : اس کے موثر اسباب ۶۳/۱۲ ; قبول کرنا : اس کی اہمیت ۵۵، ۵۶/۱۲

"ر"

رات : ۶۲

راز : کا علم ۱۰/۱۳ راز فاش ہونا : ر، ک افشاگری

ربوبیت : غیر خدا کی \_ : اس کو قبول کرنے کے آثار ۱۶/۱۳ ; کی شرائط ۱۱/۱۳، ۱۶/۱۲۳ ; خدا کی تکذیب کرنے والے ۱۱/۶۰، ۵۹، ۶۸ ; ان کا مذاق اڑانا ۱۳/۶ ; ان کو ڈرانا ۱۳/۶ ; ان کے تقاضے ۱۳/۶ ; ان کو عذاب ۱۳/۱۳ ; ان کا دنیاوی عذاب ۱۱/۵۹، ۱۳/۶ ; ان کا اخروی عذاب ۵/۱۳ ; کا معیار ۱۳/۱۶ ; نیز، ک خد

رجب کا مہینہ : ۳۱/۱۱

رحمت : پراطمینان ۸۴/۱۲ ; کی طرف دعوت ۶/۱۳ ; آخرت میں \_ : اس سے محروم لوگ ۱۱/۴۳، ۱۹، ۱۳، ۶۰/۲۵ ; اس سے محرومیت ۱۱/۹۹، ۶۰ ; اس کے اسباب ۱۱/۱۹ ; دنیاوی \_ : اس سے محرومیت ۱۱/۹۹، ۶۰ ; کا زینہ ۱۱/۳۴ ; کا عمومی ہونا ۱۳/۶ ; سے مایوس لوگ ۸۴/۱۲ ; سے محروم لوگ ۱۱/۱۹، ۱۸، ۶۰، ۶۸، ۹۵، ۹۹، ۱۳/۲۵ ; اس

سے محروم قیامت کے دن ۱۹/۱۱: سے محرومیت ۹۹/۱۱: اس کے اسباب ۱۱/۹۵، ۶۰: کے شامل حال ۱۱/۳۳، ۲۸، ۵۸، ۶۳، ۶۶، ۷۳، ۹۳، ۱۱۹، ۱۲/۵۳، ۵۶: ان کا حق طلب کرنا ۱۱/۱۱۹: خاص ۱۲/۵۶: ان کی توصیف ۱۱/۷۳: وہ اور دینی اختلاف ۱۱/۱۱۹: ان کی خصوصیات ۱۱/۱۱۹: نزول ۱۱/۱۱۹: کے موانع ۱۳/۶: اخروی ۱۱/۱۹: کا سرچشمہ ۱۱/۱۱۹: کے واسطہ ۱۱/۳۱: سے مایوس: اس کا گناہ ہونا ۱۲/۸۷: نیز، ک حضرت ابراہیم (ع)، حضرت اسمعق (ع)، امیدواری، انبیاء (ع)، اہل مدین، توریت، توکل، حضرت شعیب (ع)، اولاد، قرآن، حضرت نوح ﷺ، مومنین، احسان کرنے والے، ضرورتیں، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف (ع)

رحم کی جذب شدہ اشیاء ۱۳/۸: اس کی تقدیر ۱۳/۸: کی خارج شدہ اشیاء ۱۳/۸: اس کی تقدیر ۱۳/۸: کی خصوصیات ۱۳/۸: ان کا علم ۱۳/۸:

اخلاقی برائیاں: ر، ک اخلاق، برادران یوسف (ع)، قوم لوط، قوم نوح ﷺ اور کفار  
رزق: ر، ک روزی

رزق کی راشن بندی: کی اہمیت ۱۲/۶۲، ۳۷

رسوم: پسندیدہ ۱۲/۹۹: باطل ۱۱/۸۸: کے ساتھ مقابلہ کرنے کا طریقہ کار ۱۱/۸۸: نیز، ک بنی اسرائیل، حضرت شعیب ﷺ اور قوم لوط (ع) // رشد: کے اسباب ۱۱/۱۱۸: کے موانع ۱۱/۷۸، ۱۱۹، ۱۳/۵: فکری ۱۱/۸۷، ۶۲: نیز، ک اقتصاد اور حضرت یوسف (ع) // روابط و تعلقات: جذباتی ۱۲/۳: غیر شرعی ۱۲/۳۳، ۲۹: ان کا تاریخ میں ہونا ۱۲/۲۹: ان کا برا ہونا ۱۲/۲۹: واجب ۱۳/۲۵: ان کو قطع کرنے کے آثار ۱۳/۲۵، ۲۱: ان کو پیدا کرنا ۱۳/۲۱: ان کو برقرار کرنے والے ۱۳/۲۲: ان کا اجبر ۱۳/۲۳: نیز، ک انبیاء ﷺ اور رشتہ داری // رواں شناسی ۱۱/۱۲، ۱۲۰، ۱۱/۵۳: قربیستی ۱۱/۱۲، ۱۳/۹۰، ۱۶/۳۹: خاندان کی ۱۲/۵: جذباتی ۱۱/۱۲، ۷۳، ۸۵، ۱۳/۲۸: بچے کی ۱۲/۱۲، ۳ // روایت ۱۱/۵، ۱، ۷، ۶، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۳، ۲۵، ۳۳، ۳۷، ۳۸، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۳، ۳۶، ۳۸، ۵۰، ۵۶، ۵۸، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۷، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۸، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱



۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۳، ۹۳، ۹۵، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۳/۲، ۱، ۶، ۸، ۷، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۳، ۱۵، ۱۸،

۲۱، ۳۳، ۳۱، ۳۹، ۳۸، ۳۵، ۳۳، ۳۱، ۲۹، ۲۸، ۲۵، ۲۳، ۲۳

رزق کی راشن بندی: ۶۲//روح: کو قبض کرنے والا ۱۲/۱۰۱//روحانی تقویت: کے اسباب ۱۱/۱۱

روز: کا پنہاں ہونا ۱۳/۳: کا دائمی ہونا ۱۳/۳: کی روشنی ۱۳/۱۰

رشتہ دار: کا احترام: اس کی اہمیت ۱۲/۹۹: کا استقبال ۱۲/۹۹: میں فتنہ و فساد پنا کرنا اس کی سرزنش ۱۲/۱۰۰: کی امداد

۱۲/۹۳: کو فریب دینا ۱۲/۱۱ نیز، ک رشتہ داری اور نعمت

رشتہ داری: کے آثار ۱۱/۳۶: اور سزا ۱۱/۳۰: اور مجازات ۱۱/۳۰: ادیان میں کے ساتھ روابط ۱۱/۳۶: نیز، ک انبیاء

اور رشتہ دار

رجحانات و میلانات: زمین کی آباد کاری کی طرف رجحان۔ ۱۱/۶۱: توحید کی طرف رجحان: اس کے آثار ۱۱/۵۲: اس کی

اہمیت ۱۱/۵۲: اس کا زینہ ۱۲/۳۸، ۳۰، ۱۳/۳۳: اس کے اسباب ۱۱/۲۳: اس کے موانع ۱۳/۳۳: خداوند عالم کی

طرف رجحان۔ ۱۳/۲۴: اس کے آثار ۱۳/۲۴: دین کی طرف رجحان: اس کا زینہ ۱۱/۲۸: خوبصورتی کی طرف رجحان۔ ۱۳/

۳۳: شرک کی طرف رجحان ۱۱/۲۰، ۱۳/۳۶: ظالموں کی طرف رجحان۔ ۱۱/۱۱۳: اس کے آثار ۱۱/۱۱۳: اس کو ترک

کرنا ۱۱/۱۱۵: کے آثار ۱۱/۱۱۵: اس کا حرام ہونا ۱۱/۱۱۳: اس کی سرزنش ۱۱/۱۱۳: اس کا گناہ ہونا ۱۱/۱۱۳: اس

سے نہی ۱۱/۱۱۳: عبادت کی طرف رجحان۔ ۱۱/۵۰، ۸۳، ۶۱: کفر کی طرف رجحان ۱۱/۲۰، ۲۳: معبود کی طرف رجحان

۱۱/۸۳، ۶۱، ۵۰: باطل۔ اس کے آثار ۱۱/۲۳: نیز، ک انسان، معاشرہ، قوم لوط (ع)، مسلمین، مسیحی اور یہود

روٹی: ر، ک خواب

روزی: کی مقدار ۱۳/۲۶: کا حتمی ہونا ۱۱/۶۱: پسندیدہ۔ ۱۱/۸۸: اس کا سرچشمہ ۱۱/۸۸: حلال۔ اس کا ادیان میں ہونا

۱۱/۸۸: اس کا معیار ۱۱/۸۸: اس کا سرچشمہ ۱۱/۸۸: کا سرچشمہ ۱۱/۶۱، ۱۳/۲۶: نیز، ک انبیاء ﷺ، انسان، چوپائے

، خدا اور حضرت شعیب (ع)

رہبری: کی اہمیت ۱۲/۱۰۸: کی شرائط ۱۲/۱۰۸: کا کردار ۱۲/۱۰۸: اس کی اہمیت ۱۱/۹۸: نیز، ک رہبر اور دینی

قائدین

زلزلہ : سے محفوظ ہونا: اس کے اسباب ۱۳/۱۳ // زلیخا: کا اقرار ۱۲/۳۲، ۵۱: کی فکر ۱۲/۵۱، ۲۳: کا بری الذمہ ہونا ۱۲/۲۵: کا ارادہ ۱۲/۲۳: کی کوشش ۱۲/۲۳: کی اس کے خلاف سازش ۱۲/۳۱: کی سازش ۱۲/۲۵، ۲۳: کی بے جاتو قعات ۱۲/۲۳: کی تہمتیں ۱۲/۲۵، ۲۸، ۵۱: کے تقاضے ۱۲/۲۳، ۳۵، ۳۱: کے رشتہ دار: ان کی قضاوت ۱۲/۲۶: کا جھوٹ بولنا ۱۲/۵۱: اس کے دلائل ۱۲/۲۴: کی مصر کی عورتوں کی دعوت ۱۲/۳۱: مصر کے دربار میں ۱۲/۳۲: تحقیق کی محفل سے پہلے ۱۲/۵۱: اور حضرت یوسف ﷺ کا انکار ۱۲/۳۲: اور مصر کا بادشاہ ۱۲/۵۱: اور حضرت یوسف ﷺ کی حقانیت ۱۲/۵۱: اور حضرت یوسف ﷺ کی دعا ۱۲/۳۳: اور حضرت یوسف ﷺ کی خواری ۱۲/۳۲: اور اشراف کی عورتیں ۱۲/۳۲، ۳۱: اور مصر کی عورتیں کی سرزنش ۱۲/۳۱: اور عزیز مصر ۱۲/۲۵، ۳۰: اور حضرت یوسف ﷺ کی پاکدامنی ۱۲/۵۱: اور کفران حضرت یوسف ﷺ ۱۲/۲۳: اور اشراف مصر کی عورتوں کی گواہی ۱۲/۵۱: اور حضرت یوسف ﷺ کو سزا ۱۲/۲۵: اور اشراف مصر کی عورتوں کی عدالتی کاروائی ۱۲/۵۱: اور حضرت یوسف (ع) ۱۲/۵۱، ۳۵، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۵، ۲۳، ۲۱: کی سرزنش ۱۲/۳۲، ۳۰: کا تسلط ۱۲/۲۳: کی قسم ۱۲/۳۲: کی صداقت: اس سے دلائل ۱۲/۲۶: کی صفات ۱۲/۳۱: کا حضرت یوسف ﷺ کے ساتھ عشق ۱۲/۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۳: اس کی شہرت ۱۲/۳۰: اس کی شہرت کے اسباب ۱۲/۳۰: کا عقیم ہونا ۱۲/۲۱: اس کی خصوصیات ۱۲/۲۳: کی جنسی تسکین کو چاہنا ۱۲/۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۵۱، ۳۲: اس کا زینہ ۱۲/۲۳: اس کی شہرت ۱۲/۳۰: کی گواہی ۱۲/۵۱، ۳۲: کی گرفتاری ۱۲/۲۸: کا فریب ۱۲/۱۰۲، ۲۸: اس کو مخفی کرنا ۱۲/۲۹: اس سے نجات ۱۲/۳۳: کے مہمان: ان سے باز پرس ۱۲/۵۰: ان کی تعداد ۱۲/۳۱: کی مہمانی ۱۲/۳۱: اس میں مہری سے استفادہ کرنا ۱۲/۳۱: اس کی محفل ۱۲/۳۱: کا خاوند ۱۲/۳۰: کی ہوشیاری ۱۲/۳۱: کی مایوسی ۱۲/۳۳: نیز، ک اشراف مصر، مصر کا بادشاہ، عزیز مصر اور حضرت یوسف (ع) زمانہ: کا کردار ۱۲/۹۸: نیز، ک استغفار، جعالہ، دعا اور لقاء اللہ زمین: میں آیات الہی ۱۲/۱۰۵: کا تسلیم ہونا ۱۱/۳۳: کے باغات ۱۳/۴: کی تاریخ ۱۳/۳: کا مسخر ہونا ۱۱/۳۳: کی تبدیلی ۱۳/۳: کی حرکت ۱۲/۱۰۵: کا خالق ۱۱/۱۲، ۱۱/۱۰: کی خلقت ۱۱/۴: اس کی تدریجی خلقت ۱۱/۴: اس کے تدریجی ہونے کا فلسفہ ۱۱/۴: اس کا عنصر ۱۱/۴: اس کا فلسفہ ۱۱/۴: اس کی مدت

۱۱/۴: کی بناوٹ ۱۳/۳: کی شکل ۱۳/۳: کے غیبی امور ۱۱/۱۲۳: اس کا مالک ۱۱/۱۲۳: میں کمی ہونا ۱۳/۳۱: کے زرعی کھیت ۱۳/۳: کی وسعت ۱۳/۳: اس کا سرچشمہ ۱۳/۳: کا مالک ۱۱/۱۳، ۱۶/۶۳: کا مدبر ۱۳/۱۶: کا کردار ۱۳/۳: اس کی خصوصیات ۱۳/۳: نیز، ک آخرت، مخلوق، انسان، خدا، میلانات اور معجزہ  
زنا: کے احکام ۱۲/۳۳، ۱۲/۲۳: کا پلید ہونا ۱۲/۲۳: شوہر دار عورت کے ساتھ ۱۲/۳۳، ۲۳، ۲۳: کا ظلم ہونا ۱۲/۲۳: کا گناہ  
ہونا ۱۲/۲۳

زندانی کی تاریخ ۱۲/۳۲، ۲۵: حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ۱۲/۲۵: سے نجات: اس کی قدر و قیمت ۱۲/۵۰: نیز، ک قدیمی مصر

زندانی: حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ۱۲/۲۵: نیز، ک قدیمی مصر  
زندگی: اضروی: اس کی قدر و قیمت ۱۳/۲۶: جاودانی: اس کا امکان ۱۱/۲۳: دنیاوی: اس کا بے قدر و قیمت  
ہونا ۱۳/۲۶: اس کا انجام ۱۳/۲۲، ۲۳: نیز، ک آل یعقوب، انسان، متوجہ، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف  
(ع)

زندگی: دنیاوی: اس کی حدود ۱۱/۱۲، ۳/۵۴: رنج و الم والی ۱۲/۹۳: نیز، ک برادران یوسف علیہ السلام، صالحین، مومنین  
اور محسنین

زہد: کے آثار ۱۱/۱۶: نیز، ک مبلغین اور اصلاح کرنے والے

زینت: دنیاوی ۱۱/۱۵

زیورات: کی بناوٹ: اس کا طریقہ کار ۱۳/۱۴

## "س"

سابقہ: حسن: اس کے آثار ۱۲/۴۳: سوئی: اس کے آثار ۱۲/۴۳، ۶۳: نیز، ک انبیاء، برادران حضرت یوسف علیہ السلام، تذکر  
، تہمت زدہ اور لوگ // سارہ: کا حاملہ ہونا ۱۱/۳۳: کو بشارت دینا ۱۱/۴۱: کا بیٹا ۱۱/۴۱: کا بڑھاپا ۱۱/۴۲: کا خوف: اس کو دور کرنا ۱۱/۴۱: کا تعجب کرنا ۱۱/۴۱، ۴۱: کا حیض ۱۱/۴۱: ملائکہ کی محفل میں ۱۱/۴۱: اور مشیت  
الہی کا پورا ہونا ۱۱/۴۳: اور ملائکہ

۴۱/۱۱: اور قوم لوط کی ہلاکت ۴۱/۱۱: ملائکہ کی بشارت دینے کے وقت ۴۲/۱۱: حضرت یعقوب کی ولادت کے وقت ۴۱/۱۱: کی خوشی: اس سے اسباب ۴۱/۱۱: کو شک ۴۳/۱۱: کی عمر: اس کی مدت ۴۱/۱۱: کی ملائکہ کے ساتھ گفتگو ۴۱/۱۱: کا پوتا ۳۸/۱۱:

سایہ: کا تسلیم ہونا ۱۰/۱۳: کا خضوع: صبح کے وقت اس کا خاضع ہونا ۱۵/۱۳: عصر کے وقت اس کا خضوع ۱۵/۱۳: کا سجدہ ۱۵/۱۳:

سبیل اللہ: کا برا ظاہر کرنا: اس کے آثار ۲۱/۱۱: اس کا ظلم ہونا ۱۹/۱۱: کا منہ ہونا ۱۹/۱۱: سے روکنے والے: ان کا اخروی نقصان ۲۲/۱۱: ان کا ظلم ۱۹/۱۱: ان کا دنیاوی عذاب ۲۰/۱۱: ان کا دواہر عذاب ۲۰/۱۱: سے منہ موڑنے والے: ان کا ظلم ۱۹/۱۱: سے روکنا ۲۰/۱۱: اس کے آثار ۲۱/۱۱: سے منحرف کرنے والے: ان کا دنیاوی عذاب ۲۰/۱۱: کے موانع ۱۹/۱۱:

ستارے: کا شعور ۳/۱۲: نیز، ک خواب اور حضرت یوسف (ع) // اللہ تعالیٰ کی ستائش کرنے والے: ۱۳/۱۳: ستم: ر، ک ظلم // ستم گر، ر، ک ظالم لوگ

سجدہ: کے احکام ۱۰۰/۱۲: جبری ۱۵/۱۳: خدا کے لیے ۱۵/۱۳: غیر خدا کو ۱۰۰/۱۲: جائز ۱۰۰/۱۲: ادیان میں ۱۰۰/۱۲: نیز، ک پیدائش، خواب، سایہ، ملائکہ، موجودات اور حضرت یعقوب (ع)

سچائی: کے آثار ۱۱۱/۱۲: نیز، ک صداقت

سماعت: کے آثار ۲۳/۱۱: نیز، ک خد

سخاوت: ر، ک حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

سختی: کے آثار ۳۳/۱۲: کا دور ہونا: اس کے آثار ۱۰/۱۱: کا زینہ ۱۱/۱۳: میں صبر ۳۹/۱۱، ۱۱۵، ۸۳/۱۲، ۸۸: اس

کے آثار ۸۳/۱۲: اس کی اہمیت ۱۱/۱۱: اور گناہ ۳۳/۱۲: سے حفاظت: اس کا احساس ۱۰/۱۱: کا پائدار ہونا

۱۰/۱۱: سے نجات: اس کی اہمیت ۳۲/۱۲: اس کا زینہ ۸۳/۱۳: نیز، ک اطاعت، امیدواری و توقع، خواب، عذاب

، عمل صالح، عہد کو توڑنے والے، قوم لوط علیہ السلام، گناہ گار لوگ اور حضرت یوسف (ع)

سرپیچی: ر، ک عصیان و گناہ

سر تسلیم خم کرنا: ر، ک آسمان، انبیاء ﷺ، حضرت یوسف ﷺ کے بہائی، چوپائے، سورج، زمین، سایہ، طبعی اسباب، چاند، ملائکہ، موجودات، حضرت نوح ﷺ، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف (ع)

سرزمین: کا تفاوت ۳/۱۳؛ اسلامی: ان کی وسعت ۳۱/۱۳؛ قوم ثمود کی سرزمین: اس کا نابود ہونا ۶۸/۱۱؛ قوم لوط کی سرزمین: وہ اور ملائکہ ۸۳/۱۱؛ اس کا جغرافیہ ۸۲، ۸۳، ۸۹/۱۱؛ اس کا نہیں ہو جانا ۲۸/۱۱؛ اس سرزمین سے ہجرت ۸۱/۱۱؛ قوم نوح کی سرزمین: اس کا محل وقوع ۳۳/۱۱؛ اس کا کوہستانی سرزمین ہونا ۳۳/۱۱؛ کنعان کی سرزمین: اس کی تاریخ ۶۳/۱۲؛ اس میں بھیڑیوں کا خطرہ ۱۳/۱۲؛ وہ حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں ۵۸، ۶۳/۱۲؛ اس میں قحط کا پڑنا ۵۸، ۶۳/۱۲؛ اس کا محل وقوع ۵۸/۱۲؛ اس کی آب و ہوا ۵۸/۱۲؛ مدین کی سرزمین: اس کا محل وقوع ۸۹/۱۱؛ مصر کی سرزمین: یہ حضرت یوسف (ع) کے زمانے میں ۳۷/۱۲؛ موصل کی سرزمین ۳۸/۱۱

سرزنش: کے مستحق ۱۰۱، ۱۰۹/۱۲

سرنوشت: میں موثر اسباب ۱۱/۳۳، ۱۳/۱۲

سرور: میں افراط ۱۰/۱۱؛ اس کی سرزنش ۱۰/۱۱؛ کے اسباب ۱۰/۱۱؛ نیز، ک برادران یوسف ﷺ، سارہ (ع)، صابر، حضرت یوسف ﷺ کو پانے والا کاروان، مسیحی اور یہود

سزا: عمل کے مطابق کا ہونا ۱۱/۱۱؛ کی دھمکی ۱۰۱/۱۱، ۳۷/۱۳؛ میں عدالت ۳۰/۱۱، ۸۱؛ کے قوانین حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں ۷۶/۱۲؛ اخروی: اس کا زمینہ ۳۳/۱۱؛ اس کا فلسفہ ۱۰۳/۱۱؛ کو پہچاننا ۲۵/۱۲؛ دنیاوی: اس کی دھمکی ۸۳/۱۱؛ کے مراتب ۱۳/۱۳، ۳۲؛ کے اسباب ۱۲/۱۱، ۷۸، ۱۱۲، ۳۰/۱۳، ۳۷/۶۶

سزائیں: کی تاریخ ۳۱/۱۲؛ کا ذاتی ہونا ۳۵/۱۱، ۷۵/۱۲، ۷۹؛ میں عدالت ۳۰/۱۱؛ کی خصوصیات ۳۵/۱۱، ۷۹/۱۲؛ نیز، ک بنیامین، اغیار، رشتہ داری، چور، زلیخا، عزیز مصر، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف (ع)

سعادت: کی حقیقت ۱۰۵/۱۱؛ کی درخواست کی اہمیت ۶/۱۳؛ اخروی: اس کی اہمیت ۹۸/۱۱؛ اس کی دعوت ۶/۱۳؛ اس کا زمینہ ۱۲/۱۱، ۱۰۹/۱۶؛ اس کے اسباب ۱۲/۱۱، ۹۸/۱۲، ۲۹/۱۱۱؛ دنیاوی: اس کی دعوت

۶/۱۳؛ اس کے اسباب ۱۱۱/۱۲، ۲۹/۱۳؛ کے اسباب ۳۷/۱۱، ۸۶؛ کا معیار ۱۰۵/۱۱

نیز، ک خدا کی اطاعت کرنے والے، بشارت، توفیقات، سعادت مند، صالحین، مومنین اور موحدین

سفر: ر، ک برادران یوسف ﷺ، بنیامین، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)

سعادت مند: ۱۱/۱۳، ۱۰۵، ۳۸/۲۹، ۱۸

بہشت میں: ۱۱/۱۰۸؛ قیامت کے دن: ۱۱/۱۰۵

سلام: آداب: ۱۱/۶۹؛ کی اہمیت: ۱۱/۶۹؛ کا جواب: ۱۱/۶۹؛ نیز، ک حضرت ابراہیم ﷺ، بہشتی اور ملائکہ

سنگسار: ر، ک حضرت شعیب (ع)

سوء الحساب: اس سے مراد: ۱۳/۲۱، ۱۸

سورۃ رعد: کی آیات ۱/۱۳ کی عظمت ۱/۱۳

سورۃ زلزال: کی تلاوت: اس کے آثار: ۱۳/۱۳

سورۃ ہود: کی تعلیمات کی حقانیت: ۱۱/۱۲۰؛ کے مواعظ: ۱۱/۱۲۰؛ نیز، ک انبیاء، مومنین اور حضرت محمد ﷺ

سورۃ یوسف ﷺ: کی آیات ۱/۱۲ کی عظمت: ۱/۱۲؛ کی تعلیمات: ۱۲/۳؛ کا نزول: ۱۲/۳؛ اس کا فلسفہ: ۱۲/۳؛ اس کی

خصوصیات: ۱/۱۲

سیاحت: کی ترغیب: ۱۲/۱۰۹؛ کا فلسفہ: ۱۲/۱۰۹

سیلاب: کا مفید حصہ: ۱۳/۱۴؛ کی جھاگ: ۱۳/۱۴؛ نیز، ک قرآن کی تشبیہات

"ش"

شکر گزار: ۱۱/۱۲/۱۰۰

شبہ: رفع: اس کے اسباب: ۱۱/۳؛ نیز، ک قرآن

شخصیت: شناسی: اس کا زینہ: ۱۲/۵۳؛ میں موثر اسباب: ۱۲/۴؛ نیز، ک مومنین، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت

یوسف (ع)

شرک: کے آثار: ۱۱/۲۹، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۹۵، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۱۳، ۱۲/۳۸، ۳۴؛ کی بخشش: ۱۱/۹۰؛ سے اجتناب: اس

کے آثار: ۱۱/۲، ۵۳، ۶۱، ۱۲/۱۰۹، ۱۳/۳۵؛ اس کی اہمیت: ۱۲/۳۰؛ اس کی دعوت دینا: ۱۱/۱۲، ۸۳، ۵۲/۳۹؛ اس کی

دعوت دینے کے آثار: ۱۳/۳۶؛ اس کا زینہ: ۱۲/۳۸؛ اس کے

اسباب ۶۱/۱۱: پر اصرار: اس کے آثار ۵۸/۱۱: سے منہ موڑنا: اس کی اہمیت ۱۰۶/۱۲: کی اقسام ۳۸/۱۲: کا باطل ہونا ۳۰/۱۲: اس کے دلائل ۱۰۹/۱۱: کا واضح ہونا ۳۳/۱۳: کا بے منطق ہونا ۱۳/۱۱، ۳۳/۱۰۹: کا فضول ہونا ۵۰/۱۱، ۱۳/۱۲، ۳۰، ۳۳/۳۹: کو مذین کرنا ۳۳/۱۳: اس کے آثار ۳۳/۱۳: کی حقیقت ۱۲/۱۱، ۶۳/۱۱۲، ۳۸، ۳۰: کو دور کرنا ۳۰/۱۲، ۱۶/۱۳: کا زینہ ۲۰/۱۱: افعالی ۱۰۶/۱۲: ربوبی ۳۹/۱۲: کے خلاف اعلان جنگ: اس کی اہمیت ۱۱/۲۶، ۶۳، ۱۲۱: اس کی دعوت ۱۰۸/۱۲: اس کی دعوت کے آثار ۱۰۸/۱۲: عبادی ۸۴/۱۱: اس کے آثار ۳/۱۱، ۸۳: اس سے اجتناب ۱۱/۱۳، ۲۶، ۳۶/۲: اس کا باطل ہونا ۱۱/۱۳، ۱۰۹/۱۴: اس کا بے منطق ہونا ۳۰/۱۲: اس کا زینہ ۱۱/۱۲، ۱۰۹/۳۰: اس کا ظلم ہونا ۱۱/۳۴: اس کا انجام ۱۱/۲: اس کا گناہ ہونا ۱۱/۳۵: اس کا سرچشمہ ۱۲/۳۰: اس کے موانع ۱۱/۳: اور توحید ۱۲/۳۹: کی شکست: اس کا وعدہ ۱۳/۳۱: کا ظلم ۱۱/۱۱۳، ۱۰۱، ۹۳، ۶۴: کی سزا ۱۱/۱۱۲، ۹۳: کی گراہی ۱۲/۳۰: کا گناہ ہونا ۱۳/۲۵: کے مراتب ۱۲/۳۸، ۱۰۶: کا سرچشمہ ۱۲/۱۳، ۳۳: کے موارد ۱۳/۱۶: کے موانع ۱۳/۳۳: کا ناپائدار ہونا ۱۳/۱۴: کی نفی: اس کی اہمیت ۱۰۸/۱۲: سے نہی ۱۱/۱۱۲

نیز، ک دیہاتی، اکثریت، انبیاء ﷺ، اہل کتاب، اہل مدین، ایمان، تبری، توحید، حکومت، حضرت شعیب ﷺ، حضرت صالح ﷺ، صحابہ، عقیدہ، قوم ثمود، قوم عاد، قوم نوح ﷺ، میلانات، مومنین، حضرت محمد ﷺ، لوگ، مسیحی، مشرکین، قدیمی مصر، موحدین، حضرت نوح ﷺ، حضرت ہود (ع) حضرت یوسف ﷺ اور یہود

شرعی ذمہ داری: کو ترک کرنا: اس کے آثار ۱۱/۶۳: پر استقامت دکھانا: اس کی پاداش ۱۳/۲۳: میں سستی دکھانا: اس کے آثار ۱۱/۶۳: میں صبر دکھانا ۱۳/۲۳، ۲۲: پر عمل پیرا ہونا: اس کے آثار ۱۱/۸۶: پر قدرت حاصل کرنا ۱۲/۶۶: نیز، ک جنات، حضرت شعیب (ع)، حضرت صالح ﷺ، حضرت محمد ﷺ، حضرت نوح (ع)، حضرت ہود ﷺ اور حضرت یعقوب (ع) // شراب: کو پینا: اس کی تاریخ ۱۲/۳۶: نیز، ک قدیمی مصر

شریعت: ر، ک دین اور حضرت شعیب (ع)

شفا: بخش اسباب ۱۲/۹۶: نیز، ک انبیاء ﷺ اور حضرت یعقوب (ع)

شفاعت: بتائیں: اس کی شرائط ۱۱/۳۴: حتمی چیزوں میں ۱۱/۴۶: اور قضای الہی ۱۱/۳۴: نیز، ک حضرت ابراہیم ﷺ، انبیاء، قوم لوط ﷺ، کفار، حضرت

نوح ﷺ اور حضرت یعقوب (ع)

شقاوت و بد بختی کی حقیقت ۱۰۵/۱۱: آخرت میں: اس کے اسباب ۹۸/۱۱: اس کا معیار ۱۰۵/۱۱: نیز، ک انبیاء، بد بخت اور مشرکین

شک: کے آثار ۱۱۲/۱۱: نیز، ک بنیائیں، توریت، حضرت سارہ حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف (ع)، قرآن، قوم ثمود،

شکر: کی اہمیت ۹/۱۱: کا ہمیشہ ہونا ۹/۱۱: ترک: اس کے آثار ۱۱/۱۳: بے نیازی میں ۹/۱۱: فقر میں ۹/۱۱: نعمت: اس کی اہمیت ۳۸/۱۲: نیز، ک صابر لوگ، صلح اور حضرت یوسف (ع)

شکست: کا زینہ ۳۹/۱۱: نیز، ک باطل، خیانت کار، شرک، فرعون، کفار، مکہ اور حضرت نوح (ع)

شکنجہ: کی تاریخ ۲۵/۱۲: حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں ۲۵/۱۲

شکیبائی: ر، ک صبر

شناخت: کے آلات ۳، ۳/۱۳: کی روش ۱۰۹/۱۱: کے منابع ۱۰۰/۱۱، ۱۲۰، ۳/۱۲، ۴، ۱۰۲، ۴، ۳/۱۳، ۳، ۳۷: نیز ر، ک باطل، خدا، دین، قرآن اور موجودات

شہادت: ر، ک گواہی

شہر سازی: ر، ک قدیمی مصر

شہر: کی قدر و قیمت ۱۰۰/۱۲: نیز، ک انبیاء

شہوت پرستی: کے موانع ۲۳/۱۲

شیطان: کا گمراہ کرنا ۵/۱۲: کار؟ ۵، ۱۰۰/۱۲: کا فساد پھیلانا ۱۰۰/۱۲: کی دشمنی ۵/۱۲: اس کی علامات

۱۲/۱۲: اور حضرت یوسف ﷺ کا بری الذمہ ہونا ۳۲/۱۲: اور بادشاہ مصر کا ساتھی ۳۲/۱۲: اور حضرت یوسف ﷺ کی

نجات ۳۲/۱۲: کی شیطنت ۳۲/۱۲: کا نفوذ ۲/۱۲: اس کے آثار ۱۲/۱۲: اس کا زینہ ۵/۱۲: کا کردار

۵، ۱۲، ۳۲، ۱۰۰/۱۲: کے وسوسے ۱۰۰/۱۲: نیز، ک برادران یوسف (ع) اور حضرت یعقوب (ع)



کی بخشش ۱۱/۱۱: کا اقتدار ۹۰/۱۲: کی امیدواری ۱۱/۱۱: کا ایمان ۱۱/۱۱: کا اجر: اخروی اجر ۱۱/۱۱: اس کا حتمی ہونا ۹۰/۱۲: کا دائمی ذکر کرنا ۱۱/۱۱: کی شکرگذاری ۱۱/۱۱: حالت فقر میں ۱۱/۱۱: اور تفاخر ۱۱/۱۱: اور تکبر ۱۱/۱۱: اور خوشی ۱۱/۱۱: آسودگی کے وقت ۱۱/۱۱: بہتر حالات میں ۱۱/۱۱: نعمت کے سلب ہونے کے وقت ۱۱/۱۱: کی عزت ۹۰/۱۲: کا انجام ۳۹/۱۱: ان کا حسن انجام ۲۲، ۲۳/۱۳: کی نعمات ۹۰/۱۲: کی خصوصیات ۱۱/۱۱

صبر: کئے آثار ۱۱/۱۲، ۳۹، ۹۰/۱۱: یس اخلاص ۲۲/۱۳: کسی قدر وقیمت ۱۸/۱۲: کسی اہمیت ۱۱/۱۲، ۱۱۵، ۳۹، ۹۰/۱۱: کی پاداش ۹۰/۱۲، ۲۳/۱۳: کی تاثیر: اس کا زینہ ۱۱/۱۱: کی طرف ترغیب ۳۹/۱۱: کی طرف دعوت ۳۹/۱۱، ۱۱۵، ۹۰/۱۲: کا زینہ ۳۹/۱۱: جمیل ۱۸/۱۲: اس سے مراد ۱۸، ۸۳/۱۲: اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شکوہ ۸۶/۱۲: اور عمل صالح ۱۱/۱۱: کے اسباب ۸۳/۱۲

نیز، ک آسا نشے، اطاعت، غم و اندوہ، اولو الالباب، بنیامین، بہشتی، شرعی ذمہ داری، دینداری، آسودگی، سختی، فقر، گریہ، متوکلین، نماز، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع) صبح: ر، ک سایہ، عذاب اور ہلاکت

صحابہ: کی توبہ ۱۱/۱۲: کی سیرت ۱۱/۲۱: اسلام سے قبل ۱۱/۱۲: اور شرک ۱۱/۱۲: کی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہم آہنگی ۱۱/۱۲۱: صحرائین: ۲۰/صدقت: کے آثار ۱۱/۱۱۱: کی اہمیت ۱۲/۵۶: کے دلائل ۱۲/۱۶: نیز، ک ایمان، برادران یوسف (ع)، اللہ تعالیٰ، سچائی، زلیخا، قرآن، آسمانی کتابیں، مبلغین، حضرت محمد ﷺ، مصلحین، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع) صدقہ: کے احکام ۱۲/۸۸: کو دینے والے: ان کی پاداش ۱۲/۸۸: کے مصارف ۱۲/۸۸: نیز، ک انبیاء علیہم السلام اور فقراء/صراط مستقیم: سے مراد ۱۱/۵۶/صفات: پسندیدہ ۱۱/۱۲، ۴۵، ۶۹/۱۳، ۱۰۰، ۹۸، ۹۳، ۸۳، ۵۹، ۵۲، ۱۸/۲۲: ناپسندیدہ ۱۱/۳۶: اخلاقی: ان کا کردار ۱۲/۶: صلاحیتوں:

کی اہمیت ۲۴/۱۳ میں تفاوت ۱۴/۱۳ کا کردار ۱۴/۱۳ نیز، ک انسان، صلح ﷺ، ملائکہ اور یوسف (ع) صلاحتیں: کا کردار ۲۲/۱۲

صلحاء کی بخشش ۱۱/۱۱: کا ایمان ۱۱/۱۱ کی پاداش اور اجر: اس کا زیادہ ہونا ۳/۱۱: ان کی اخروی پاداش ۱۱/۱۱: کی حکومت: اس کی حدود ۱۰۰/۱۲: کا دائمی ذکر ۱۱/۱۱: کی دنیاوی زندگی ۲۹/۱۳: کی سعادت اخروی ۲۹/۱۳: کی شکرگزاری ۱۱/۱۱: بہشت میں ۲۳/۱۳: حالت فقر میں ۱۱/۱۱: حالت آسائش میں ۱۱/۱۱: حالت آسودگی میں ۱۱/۱۱: نعمت کے سلب ہونے کے وقت ۱۱/۱۱: پر ظلم ۱۱۴/۱۱: کا انجام: ان کا حسن انجام ۲۹/۱۳: کی نجات ۱۱/۱۲، ۵۸/۱۱: کی ہم نشینی: اس کی شرائط ۱۰۱/۱۲: ان کے ساتھ آخرت میں ہم نشینی ۱۰۱/۱۲ نیز، ک نعمت اور حضرت یوسف (ع)

صلہ رحم: قطع رحم: اس کی سرزنش ۱۰۰/۱۲: اس کے اسباب ۳۶/۱۱: اس کا ادیان میں ہونا ۳۶/۱۱: اس کا گناہ ہونا ۲۵/۱۳

صنعت: کی تاریخ ۳۴/۱۱: ۱۴/۱۳ آسمانی آواز: ک عذاب

### "ض"

ضرر اٹھانا: ک، باطل معبود اور ملائکہ // ضرورتیں: خدا کی بخشش کی ۳۴/۱۱: اللہ تعالیٰ کی ادا کی ضرورت ۳۳/۱۲ کھیل کی ضرورت ۱۲/۱۲: تفریح کی ضرورت ۱۲/۱۲: رحمت کی ضرورت ۳۴/۱۱: نیز، ک انسان، برادران یوسف (ع) بندے، معاشرہ، چوپانی، بچے اور حضرت یوسف (ع) // ضحمان: کے احکام ۴۲/۱۲: کی تاریخ ۴۲/۱۲: کا صحیح ہونا: اس کی شرائط ۴۲/۱۲: میں طلب گار: ان کو معین کرنا ۴۲/۱۲: ان کی رضایت ۴۲/۱۲: حضرت یوسف ﷺ کے زمانہ میں ۴۲/۱۲: عقد ۴۲/۱۲: کا شرعی ہونا ۴۲/۱۲: نیز، ک جعالہ

### "ط"

طاغوت: کی پیروی: اس کے آثار ۶۰/۱۱ طبعی اسباب: کا تسلیم ہونا ۳۳/۱۱: کی اہمیت ۶۴/۱۲: کا مسخر

ہونا۔ ۳۳/۱۱: کا حاکم ہونا ۱۵/۱۱، ۱۰۰/۱۲، ۱۲/۱۳؛ اور غفلت ۶۴/۱۲: کا قہر آلود ہونا۔ ۶۴/۱۲: کا کردار ۱۱/۳۴، ۵۲، ۵۶/۱۲، ۶۸، ۷۶: نیز، ک توحید، توکل اور اللہ تعالیٰ

طعام: ر، ک زمانہ قحطی // طعنہ: ر، ک حضرت محمد ﷺ

طغیان: سے اجتناب ۱۱۵/۱۱: اس کے آثار ۱۱۵/۱۱: اس کی اہمیت ۱۱۳/۱۱: کی سزا ۱۱۲/۱۱: کے موارد ۱۱۳/۱۱، ۱۱۲ // طلب گار: ر، ک ضمان // طوفان نوح: ر، ک حضرت نوح (ع)

"ظ"

ظالمین: ۱۱/۱۰۱، ۹۳، ۸۳، ۶۴، ۳۳، ۳۱، ۱۹/ کی بخشش ۶/۱۳: اس کا زینہ ۹۲/۱۲: اس کے شرائط ۹۲/۱۲: پر اعتماد ۱۱۳/۱۱: اس کے آثار ۱۱۳/۱۱: اس کا حرام ہونا ۱۱۳/۱۱: اس سے نہی ۱۱۳/۱۱: کا اقرار ۹۲/۱۲: پر پتھروں کی بارش ۸۳/۱۱: کا صلاحیت سے فاقد ہونا ۱۱۳/۱۱: کی پیروی: اس کے آثار ۵۹/۱۱: کی توبہ ۹۲/۱۲: کی حاکمیت: اس کا زینہ ۵۹/۱۱: اس کے موانع ۵۹/۱۱: کی سرزنش ۹۲/۱۲: آتش جہنم میں ۱۱۳/۱۱: اور توحید ۱۱۳/۱۱: اور ولایت ۱۱۳/۱۱: اور دنیاوی عذاب ۳۴/۱۱: اور مومنین ۱۱۳/۱۱: اور عذاب ۱۱۳/۱۱، ۱۰۲، ۶/۱۱: ان کا اخروی عذاب ۳۳/۱۱: ان کا ریشہ کن عذاب ۹۳/۱۱: ان کا دنیاوی عذاب ۳۳/۱۱، ۶۴، ۹۳: اس کا نزدیک ہونا ۸۳/۱۱: کی معافی ۹۲/۱۲: کا انجام: اس سے عبرت ۸۳/۱۱: اس کا مطالعہ ۸۳/۱۱: کی سزا ۱۱۸/۱۱، ۸۳، ۱۰۲، ۹۲/۱۲: ان کی دنیاوی سزا ۸۳/۱۱: کی گراہی ۲۳/۱۲: کے خلاف گواہی ۱۸/۱۱: پر نعمت ۱۸/۱۱: ان پر آخرت میں لعنت ۱۸/۱۱: کی محرومیت ۲۳/۱۲: ان کی آخرت میں محرومی ۱۸/۱۱: نیز، ر، ک مدد طلب کرنا، تبری، عمل، قوم نوح ﷺ، رجحانات اور مسلمان

ظلم: کے آثار ۱۱/۱۰۲، ۸۳، ۵۹/۱۱، ۶: کی معافی: اس کا سرچشمہ ۶/۱۳: سے اجتناب: اس کی اہمیت ۱۲/۴۹: بزرگ ترین ۱۸/۱۱: اس کا زینہ ۱۱۶/۸۵: کے مراتب ۱۸/۱۱: کا سرچشمہ ۸۹/۱۲: کے موارد ۱۱/۳۱، ۳۴، ۶۴، ۸۳، ۹۳، ۱۰۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۲۳/۱۲، ۴۵، ۴۹، ۶/۱۳: نیز، ر، ک آخرت، استعاذہ، جھوٹ باندھنا، اقتصاد، اقوام، اکثریت، انبیاء ﷺ، اہل مدین،

برادران یوسف ﷺ، بنیامین، اغیار، حاکم، اللہ تعالیٰ، اپنی ذات، چوری، دین، زنا، سبیل اللہ، شرک، صلحاء، عبادت، عفت، فرعون، قوم ثمود، قوم عاد، قوم لوط، قوم نوح ﷺ، کفار، گناہ، لاوی، لواط، آسودہ خاطر، معاملہ، جنس بازی اور

حضرت یوسف (ع)

ظلم و زیادتی: ر، ک ظلم و تجاوز

ظلمت: کے اسباب ۱۶/۱۳؛ نیز، ر، ک باطل معبود

## اشارے (۳)

### "ع"

عبادت: خدا ۱۱/۹۰، ۵۰؛ اس کو ترک کرنے کے آثار ۱۱/۲۶؛ اس کے آثار ۱۱/۱۲۳، ۶۱، ۵۲، ۳؛ اس میں استقامت ۱۱/۱۱۲؛ اس کی اہمیت ۱۱/۲، ۵۲، ۱۲، ۱۲۳/۱۳، ۳۶/۳۰؛ اس کی پاداش ۱۱/۱۲۳؛ اس کے دلائل ۱۱/۶۱؛ اس کا زمینہ ۱۱/۱۲۳، ۱۳/۳۰؛ اس کے اسباب ۱۱/۱۲۳، ۶۱؛ اس کا واضح و آشکار ہونا ۱۱/۵۱؛ غیر خدا کی: اس کے آثار ۱۱/۱۱۳، ۱۱۲، ۲۶، ۳؛ اس کو ترک کرنا ۱۱/۲۶؛ اس کا ظلم ہونا ۱۱/۱۱۳، ۳۴؛ اس کا انجام ۱۱/۲؛ باطل معبودوں کی: اس کا رد ہونا ۱۲/۳۰؛ نیز، ک استغفار اور میلانات

عبرت: کا زمینہ ۱۱/۱۱۱؛ کے اسباب ۱۱/۸۳، ۸۹، ۱۰۳، ۱۲، ۱۲۰/۱۳، ۱۱۱، ۱۰۹، ۶۳/۶؛ اس کا بیان ۱۱/۸۹؛ نیز، ک گذشتہ اقوام، امتیں، انبیاء، اولوالالباب، تاریخ، اللہ تعالیٰ، ظالم، عذاب، قصہ، کفار اور حضرت یوسف (ع) عدالت، ر، ک اقتصاد، پاداش، مصر کا بادشاہ، تجارت، حقوق، اللہ تعالیٰ، عزیز مصر، قضاوت، سزا، مجازات، حضرت یوسف علیہ السلام اور مزدوری

عداوت، ر، ک دشمنی

عذاب: کے وسائل ۱۱/۶۴، ۸۱، ۸۲، ۱۳، ۱۰۲، ۵/۹۳؛ کا مذاق ۱۲/۶؛ سے ڈرانا ۱۱/۸، ۲۶، ۳۲، ۶۳، ۱۰۲، ۱۲۲، ۳۰/۶، ۴۰، ۴۱؛ اہل ۱۱/۲۰، ۸، ۳۴، ۲۶، ۳۳، ۳۸، ۵۹، ۵۸، ۵۴، ۸۹، ۸۱، ۶۴، ۶۰، ۱۰۲، ۹۳، ۱۲/۱۳، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۴/۳۳؛ ان کو امداد پہنچانا ۱۱/۶۳، ۳۰، ۲۰؛ ان کا نابود ہونا ۱۱/۱۰۰؛ ان کا بے یار و مددگار ہونا ۱۱/۲۰؛ ان کے فدیہ کو رد کرنا ۱۳/۱۸؛ ان کی نجات ۱۳/۳۴؛ ان کی نسل ۱۱/۱۰۰؛ ان کی نسل کا باقی رہنا ۱۱/۱۰۰؛ کے آنے میں تاخیر ۱۳/۳۲؛ کے آنے میں عجلت: اس کی درخواست ۱۳/۶؛ کو جھٹلانا: اس کے اسباب ۱۲/۱۱۰؛ کی دھمکی ۱۱/۸۳، ۹۳، ۱۰۱، ۱۳/۱۳، ۶؛ کی درخواست ۱۱/۳۳، ۳۳، ۳۲؛ کو دفع کرنا: اس سے عاجزی ۱۱/۳۰؛ کی زنجیر

۵/۱۳: شہر شیر: ان کے بقایا جات ۱۰۰/۱۱: ان کی نابودی ۱۰۰/۱۱: آخرت کا عذاب: اس سے ڈرانا ۲۶/۱۱: اس میں جاودا نگی ۳۹/۱۱: اس کا حتمی ہونا ۸۳/۱۱: اس کے دلائل ۱۰۳/۱۱: اس میں سختی ۳۳/۱۳: اس میں شدت ۱۰۳/۱۱، ۱۰۶، ۳۳/۱۳: اس کا آخرت میں دردناک ہونا ۲۶/۱۱: اس کی عمومیت ۸۳/۱۱: اس کے مراتب ۵۸/۱۱: اس کے اسباب ۳/۱۱، ۲۶، ۵۹، ۸۳: اس سے نجات ۱۱/۱۳، ۵۸، ۱۸/۳۳: اس کی خصوصیات ۱۱/۳، ۱۰۳، ۸۳، ۳۹: سخت اور کاٹ دار ۱۱/۶۶، ۱۲، ۱۱۴، ۱۰۲، ۸۲/۱۰۴: اس کی دھمکی ۱۰۹/۱۲، اس کے شرائط ۱۱/۳۶: اس سے عبرت ۱۰۳/۱۱: اس کے اسباب ۱۱/۶۸: بارش کے ساتھ ۱۱/۱۰۲: کنکریوں کے ساتھ ۱۱/۸۲، ۸۱، ۸۳، ۱۰۲: شہروں کی ویرانی کے ساتھ ۱۱/۱۰۲: رات کے وقت ۱۱/۹۳، ۶۴: صبح کے وقت ۱۱/۸۱: دردناک ۱۱/۴۸، ۱۰۲: دنیاوی ۳۳/۱۳: اس کے آثار ۱۱/۱۰۳: اس سے ڈرانا ۱۱/۸۱، ۱۰۲: اس کی شدت ۱۳/۳۳: اس کا دردناک دنیاوی ہونا ۲۶/۱۱: اس کے اسباب ۱۱/۸۸، ۸۹، ۳۱/۱۳: اس سے نجات ۱۱/۱۲، ۱۱۰/۹۳: ذلت بار ۱۱/۳۹، ۹۳: اس کی دھمکی ۱۱/۶: سخت ۱۱/۵۸، ۶۶، ۱۳/۱۳: شدید ۱۱/۱۰۲، ۱۳/۶: کے مراتب ۱۱/۲۶، ۵۹، ۵۸، ۳۸، ۳۹، ۶۶، ۸۲، ۹۳، ۹۳، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۳/۱۳، ۶، ۳۳: سے محفوظ ہونا ۱۱/۴۸، ۱۱۴، ۱۰۴/۱۲: کا سرچشمہ ۱۱/۳۳: کے اسباب ۱۱/۲۶، ۳۰، ۵۴، ۵۸، ۶۳، ۶۵، ۹۳، ۶۶، ۱۱۳، ۱۰۲، ۱۱۶، ۱۲۲، ۱۰۴/۱۲: اس کا ادراک ۱۱/۳۰: میں مہلت ۱۱۰/۱۲: سے نجات ۱۱/۵۸، ۶۳، ۶۶، ۸۱، ۹۳، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۱/۱۲: اس کے اسباب ۱۱/۳۰، ۱۱۶: کا نزول: اس کی شرائط ۱۱۰/۱۲: یہ حضرت محمد ﷺ کے بعد ۱۳/۳۰: وعدہ ۱۱/۳۹

عربی کی زبان سیکھنا: اس کی اہمیت ۱۲/۲: کی زبان میں فصاحت ۱۲/۲: زبان کی خصوصیات ۱۲/۲  
 عرش: حاکم ۱۳/۲: خلقت ۱۱/۴: کی حرکت ۱۳/۲: خداوند عالم کا ۱۱/۴: اور پانی ۱۱/۴: کا فلسفہ ۱۳/۲: سے مراد ۱۱/۴  
 عرفاء: کا مذاق اڑانا ۱۱/۳۸: کا تقرب ۱۱/۹۰: گلغزت و آبرو: ر، ک آبرو گلغزت: کا سرچشمہ ۱۲/۹۰: نیز، ر، ک اہل مدین، بنیامین، اللہ تعالیٰ، صابر، متقین، محسن اور حضرت یوسف (ع)  
 عزیز مصر: کی آگاہی ۱۲/۲۸: کی تحریک ۱۲/۲۵: کا تفحص و جستجو ۱۲/۲۸: کے تقاضے ۱۲/۳۰، ۲۹، ۲۱: کی عدالت ۱۲/۲۸: قحط کے زمانہ میں ۱۲/۴۸: اور زلیخا ۱۲/۲۸، ۲۹: اور حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت ۱۲/۲۸: اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱۲/۲۸، ۲۶: اور حضرت یوسف علیہ السلام کی مجازات

۲۵/۱۲: اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مقامات ۲۱/۱۲: اور عورتوں کا مکرو فریب ۲۸/۱۲: اشراف مصر کی عورتوں کے مقدمہ کے وقت ۵۱/۱۲: اور حضرت یوسف علیہ السلام ۲۱/۱۲، ۲۸، ۲۹، ۳۲، ۳۵، ۵۲: حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدے جانے کے وقت ۲۱/۱۲: کا بانجھ ہونا ۲۱/۱۲: کی قضاوت ۲۸/۱۲: کے کارندے: ان کی تصسیم ۳۵/۱۲: کی ملیت ۲۱/۱۲: کی زوجہ ۳۰/۱۲: نیز، رک زلیخا اور حضرت یوسف (ع)

عشق: رک اشراف مصر اور زلیخا

عصیان: کے آثار ۵۹/۱۱: کا انبیاء علیہ السلام سے سرزد ہونا ۵۹/۱۱، ۱۱۰/۱۲: اس کے آثار ۶۰/۱۱: اس کا انجام ۹۸/۱۱: خدا کی طرف سے ۶۰/۱۱، ۶۸، ۱۱۲: اس کے آثار ۶۸/۱۱: حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے ۳۳/۱۱: کی سزا ۱۱۲/۱۱: نیز، رک اکثریت، انبیاء علیہ السلام، قوم ثمود، قوم عاد اور حضرت نوح (ع)

عطیہ جات: شرم آور ۹۹/۱۱: نیز، رک اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ

عفت: کی اہمیت ۵۶/۱۲، ۵۲، ۳۳: بے عفتی: اس کا ظلم ہونا ۲۳/۱۲: نیز، رک زلیخا، مخلصین اور حضرت یوسف (ع) عفو: طاقت کے وقت ۶۹، ۹۲/۱۲: نیز، رک برادران یوسف علیہ السلام، توبہ کرنے والے، خطا کار، ظالمین، گناہ، مظلوم، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

عقاب: رک سز

عقل: بے عقلی: اس کی علامات ۲۹/۱۱، ۵۱، ۱۰۹/۱۲، ۶/۱۳: کا کردار ۳/۱۳:

عقلاء: توحید ۳/۱۳: کی خدا شناسی ۳/۱۳: کے فضائل ۳/۱۳: کی قدرت ۳/۱۳: نیز، رک اولوالالباب

عقود: کے احکام ۴۲/۱۲: حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ۴۲/۱۲: قانونی ۴۲/۱۲: نیز، رک جعالہ، ضمانت اور کفالت عقیدہ: کلمے آثار ۱۲۲/۱۱، ۵۲، ۱۵: کی آزادی ۲۸/۱۱: میں استقامت ۳۵/۱۱: میں جہان: اس کی اہمیت ۱۱/۱۲، ۸۸، ۱۰۸، ۳۰: کی تاریخ ۲۶/۱۱، ۵۰، ۱۲، ۸۲، ۵۱/۶۱، ۳۱: کی تصحیح: اس کی برہان ۸۸/۱۱: اس کی درخواست ۳۹/۱۲: میں صراحت ۱۰۸/۱۲: باطل ۳۹/۱۲، ۳۰: اس کے خلاف جہاد کرنے کی روش ۸۸/۱۱: اس کا سرچشمہ ۳۰/۱۲: بتوں کا ۵۳/۱۱: خداوند عالم کے منزہ ہونے کا ۳۱/۱۲: توحید کا ۳۹/۱۲، ۳۰، ۲۰: توحید افعالی کا ۱۰۰/۱۲: حاکمیت خدا کا ۶۴/۱۲: خداوند عالم

کا ۲۶/۱۱، ۵۰، ۸۳، ۱۲/۱۲، ۱۶/۵۱؛ ربوبیت خدا کا ۳۳/۱۲، ۳۰/۱۳؛ شرک کا ۳۹/۱۳؛ قضاوت خدا کا ۸۰/۱۲؛ باطل معبودوں کا ۵۳/۱۱؛ باطل معبودوں کی تدبیر کا ۱۶/۱۳؛ نیز، ک اشراف مصر، انبیاء ﷺ، انسان، اہل مدین، بادشاہ مصر، تیزی، اپنی ذات، حضرت شعیب ﷺ، قوم ثمود، قوم عاد، قوم نوح ﷺ؛ کفار، لاوی، مومنین، مسیحی، مشرکین، قدیمی مصر، حضرت نوح ﷺ، حضرت ہود ﷺ، حضرت یعقوب ﷺ، حضرت یوسف ﷺ اور یہود

علم کے آثار ۳۰، ۴۶/۱۲؛ کا اظہار: اس کی اہمیت ۵۶/۱۲؛ بہترین ۶۸/۱۲؛ کازینہ ۲۲/۱۲؛ کازوال: اس کے اسباب ۳۳/۱۲؛ آئندہ کا: اس کازینہ ۱۰۰/۱۲، ۳۱، ۵؛ غیب: اس کی اہمیت ۳۴/۱۲؛ اس کازینہ ۶/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۳۴، ۹۶/۱۲؛ لدنی ۳۳/۱۲؛ اس کے موانع ۳۸/۱۲؛ کا ملاک ۲۹/۱۱؛ کی علامات ۲۹/۱۱؛ نیز، ک حضرت ابراہیم ﷺ، انبیاء ﷺ، انسان، برادران یوسف ﷺ، معاشرہ، جنین، اللہ تعالیٰ، علوم، راز، رحم، سخن، حضرت لوط ﷺ، احسان کرنے والے، حضرت محمد ﷺ، مدیریت، نبوت، حضرت نوح ﷺ، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف (ع) // علم سیکھنا: ک عربی، قرآن اور حضرت یوسف (ع)

علماء: کے رنج: اس کے موارد ۹۳/۱۲؛ جہلاء کے درمیان ۹۳/۱۲؛ کے فضائل ۳۱/۱۳؛ احسان کرنے والے ان کی قدرت ۵۶/۱۲؛ نیز، ک بادشاہ مصر

علماء اہل کتاب: اور حقانیت حضرت محمد ﷺ ۳۳/۱۳  
علوم: حوادث کو حل کرنے کا علم: اس کی اہمیت ۲۱/۱۲، ۱۰۱؛ خواب کی تعبیر کا علم: اس کی اہمیت ۲۱/۱۲، ۳۹، ۱۰۱؛ بازارش علوم ۲۱/۱۲؛ نیز، ک علم، قدیمی مصر، نعمت، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)  
عمر: کی تباہی کے اسباب ۲۱/۱۱

عمل: کے آثار ۱۲۲/۱۱، ۱۱۹، ۵۲، ۳۵، ۱۵؛ کی اخروی اہمیت ۱۶/۱۱؛ کا مجسم ہونا ۱۱۱/۱۱، ۱۵؛ کا ضبط ہو جانا: اس کے اسباب ۱۶/۱۱؛ کا حساب و کتاب ۳۱/۱۳، ۲۱؛ اس کی شرائط ۱۱۱/۱۱؛ پسندیدہ ۶۹/۱۱، ۴۳، ۳۶/۱۲، ۳۸، ۳۷، ۳۵، ۹۸، ۵۹؛ اس کے آثار ۱۱۳/۱۱، ۱۵، ۲۲؛ اس کی پاداش ۱۱۱/۱۱؛ اس کی دنیاوی پاداش ۱۵/۱۱؛ اس کا اچھا ہونا ۴۳/۱۱؛ اس کے موارد ۱۱۵/۱۱، ۱۱۳؛ نیک: اس کو ترک کرنے کے آثار ۱۱/۱۳؛ ان میں موفقیقت ۸۸/۱۱؛

شیطانی



\_۱۰۰/۱۲: ناپسندیدہ \_۳۷/۱۱، ۵۲/۱۲، ۹۲، ۱۳/۱۳، ۲۵: اس کے آثار ۳۶/۱۱، ۱۱/۱۳: اس سے اجتناب  
 ۳۶/۱۱: اس سے اجتناب کا زمینہ ۱۱۲/۱۱: اس کو مذین کرنا ۸۳/۱۲: کاسر چشمہ ۱۸/۱۲: اس کا زمینہ ۱۸/۱۲: اس کی  
 سزا ۱۱۱/۱۱: اس کا انجام: اس کا بیان ۸۷/۱۲: کے گواہ ۱۸/۱۱: وہ اور ظالمین ۱۸/۱۱: ان کا اخروی کردار  
 ۱۸/۱۱: کے ذمہ دار ۵۷/۱۱

عمومی مصالح: کی اہمیت ۵۶/۱۲

عظمت: رک انبیاء، انسان، حضرت محمد ﷺ، حضرت نوح (ع)، حضرت یعقوب (ع) اور حضرت یوسف (ع)  
 عمل صالح: کے آثار ۱۱۳/۱۱، ۳۶، ۲۳، ۱۱، ۲۹/۳: کی اہمیت ۱۳/۱۱، ۲۹/۱۱: بے ایمان کا ۲۳/۱۱: آسائش میں  
 ۱۱/۱۱: آسودگی میں ۱۱/۱۱: سختی میں ۱۱/۱۱: اور ایمان ۲۹/۱۳: کے اسباب ۲۳/۱۱: نیز، ک ایمان، صبر  
 اور حضرت نوح (ع)

عوام: کی آبرو: اس کی ہتک ۷۸/۱۱: پر اعتماد اور توکل ۶۳/۱۲: پر اعتماد اور شرک ۶۳/۱۲: کو مفت میں سامان مہینا  
 کرنا ۶۲/۱۲: کا نمونہ و آئیڈیل ۱۱۳/۱۱: کا سابقہ: اس کی اہمیت ۶۳/۱۲: کو دعوت ۱۲/۱۱، ۱۰۸/۲۳: کا انکار  
 ۳۸/۱۲: صدر اسلام کے: ان کی فکر ۳۸/۱۳: ان کی جہالت ۳۰/۱۳: ان کا کفر ۳۰/۱۳: کی گواہی ۳۳/۱۳: اور انجیل  
 ۳۳/۱۳: اور توریت ۳۳/۱۳: اور خداوند عالم کی رحمانیت ۳۰/۱۳: اور نبوت ۳۸/۱۳: اور انسان کی نبوت  
 ۳۸/۱۳: اور قرآن ۱۷/۱۱: کی مشکلات: ان پر غم و اندوہ ۷۵/۱۱: کی ہدایت ۷/۱۳

نیز، ک تبلیغ، حکام، دینی رہبر، قوم نوح علیہ السلام، قیامت اور مبلغین، رک انبیاء // عہد و پیمان: رک پیمان  
 عورت: کے اجتماعی احکام ۷۱/۱۱: کا استقلال ۸۱/۱۱: عورتوں کو فاسد کرنا ۲۸/۱۲: ادیان میں ۸۱/۱۱: اور مردوں  
 کی محفل ۷۱/۱۱: کی ذمہ داری ۸۱/۱۱: عورتوں کا فریب ۲۸/۱۲: اس سے نجات پانا ۳۳/۱۲: ان سے ہوشیار رہنا  
 ۲۸/۱۲: نیز، ک زن // عہد: کے احکام ۱۳/۱۲، ۲۵/۶۶، ۲۰: ادیان میں ۶۶/۱۲: کو پورا کرنے والے: ان کا نیک  
 انجام ۲۲/۱۳: کو پورا کرنا ۲۰/۱۳: اس کے آثار ۲۲/۱۳: اس کی اہمیت ۶۶/۱۲، ۲۵/۱۳، ۲۳: اس کی پاداش  
 ۲۳/۱۳: اس کی شرائط ۶۶/۱۲: اس میں عاجز آنا ۶۶/۱۲: اس کا وجوب ۲۰/۱۳، ۲۵: نیز، ک برادران یوسف علیہ السلام، خدا  
 ، عہد کو توڑنے والے، عہد شکنی، لاوی، حضرت یوسف (ع)

عہد جدید: ر، ک انجیل

عہد کو توڑنے والے: کا اخروی حساب و کتاب ۱۲/۱۳؛ اس میں سختی ۲۱/۱۳؛ جہنم میں ۲۵/۱۳؛ قیامت کے دن  
\_ ۲۱/۱۳؛ کابر انجام ۲۵/۱۳؛ پر نعمت ۲۵/۱۳؛ نیز، ر، ک عہد شکنی  
عہد شکنی: کی حرمت ۲۵/۱۳، ۲۰؛ اللہ کے ساتھ ۲۵/۱۳، ۲۰؛ اس کے آثار ۲۵/۱۳؛ کی سزا ۶۶/۱۲؛ کا گناہ ہونا  
\_ ۲۵/۱۳، ۶۶/۱۲؛ کا ناپسندیدہ ہونا ۲۵/۱۳؛ نیز، ر، ک عہد کو توڑنے والے عہد عتیق: ر، ک توریت

"غ"

غافل لوگ: اللہ تعالیٰ سے ۹۲/۱۱؛ ان کا اضطراب ۲۸/۱۳؛ ان کی صفات ۲۸/۱۳؛ ان کی پریشانی ۲۸/۱۳

غذا: حضرت ابراہیم ؑ کے زمانہ میں ۶۹/۱۱؛ نیز، ر، ک جڑی بوٹیاں

غرور: ر، ک تکبر

غریزہ جنسی: کی تسکین: اس کی روش ۴۸/۱۱؛ کا خطرہ ۳۳/۱۲؛ کی قدرت ۳۳/۱۲؛ نیز، ر، ک حضرت یوسف (ع)

غصہ کو پینا: ر، ک حضرت یعقوب (ع)

غضب: ر، ک حضرت یعقوب (ع)

غفلت: آخرت سے ۲۶/۱۳؛ اللہ تعالیٰ سے: اس کے آثار ۲۸/۱۳؛ اس سے اسباب ۶۴/۱۲؛ عظمت خدا سے

۹۲/۱۱؛ اس کا ناپسندیدہ ہونا ۹۲/۱۱؛ نیز، ر، ک انسان، اہل مدین، برادران یوسف ؑ، اللہ تعالیٰ، طبعی اسباب

اور حضرت محمد ﷺ

غلہ جات: کی تولید: اس کی اہمیت ۳۴/۱۲؛ کی ذخیرہ اندوزی ۳۴، ۳۸/۱۲؛ اس کی اہمیت ۳۴، ۳۸/۱۲؛ اس کا طریقہ

کار ۳۴/۱۲؛ کی روشن بندی: اس کا حضرت یوسف ؑ کے زمانہ میں ہونا ۶۵/۱۲، ۸۸؛ کو پہچنا: اس کا حضرت یوسف

ؑ کے زمانہ میں ہونا ۸۸/۱۲؛ کا ذخیرہ: اس سے استفادہ کرنا ۳۸/۱۲؛ کا خوشہ: اس کے فوائد ۳۴/۱۲؛ نیز، ر، ک برادران

یوسف ؑ اور قدیمی مصر

غلام: کے ذریعہ اپنی تسکین جنسی: اس کی سرزنش ۳۰/۱۲

نیز رک رجحانات

غلام رکھنا: حضرت یعقوب کے زمانے میں ۱۹،۲۰/۱۲ کی تاریخ ۱۹،۲۰/۱۲

غلامی: کے احکام ۴۶/۱۲ نیز رک بنی اسرائیل، چور، قدیمی مصر، حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف (ع)

غم اندوہ: کے آثار ۸۳،۸۵/۱۲ کا چھپانا اس کے روانی اثرات ۸۳/۱۲: کا ناپسند ہونا ۳۶/۱۱: اور صبر ۸۳/۱۲

نیز، ک حضرت ابراہیم ؑ، انسان، بنیامین، لاوی، حضرت لوط ؑ، حضرت محمد ﷺ، لوگ، نبوت، حضرت نوح

ؑ، حضرت یعقوب ؑ اور یوسف (ع)

غیب: سے مراد ۹/۱۳: نیز، ک آسمان، پیدائش، برادران یوسف ؑ اور زمین

## "ف"

فاش کرنا: کے احکام ۲۶/۱۲: کا جائز ہونا ۲۶/۱۲:، ک حضرت یوسف (ع)

فحشاء: کے آثار ۲۳/۱۲

فدیہ:، ک عذاب اور قیامت

فراموشی: کا سرچشمہ ۳۲/۱۲: نیز، ک بادشاہ مصر اور حضرت یوسف (ع)

فرشتے:، ک ملائکہ

فرصت: سے استفادہ ۹۰/۱۲: نیز، ک تبلیغ

فرعون: کا گمراہ کرنا ۹۴/۱۱: کے اوامر ۹۴/۱۱: کا جلدی کرنا ۹۸/۱۱: کا جہنم میں ہونا ۹۸/۱۱: کا روز قیامت میں

آنا ۹۸/۱۱: اور فرعونی ۹۸/۱۱: اور حضرت موسیٰ ؑ ۹۴/۱۱: کی گمراہی: اس کی علامت ۹۸/۱۱: پر نعمت

۹۹/۱۱: کی محرومیت ۹۹/۱۱: کا کردار ۹۸/۱۱: کی ہدایت ۹۴/۱۱: نیز، ک اطاعت اور حضرت موسیٰ (ع)

فرعونی لوگ: کی تاریخ ۱۰۰/۱۱: کی شکست ۹۶/۱۱: کا ظلم ۱۰۱/۱۱: کا عذاب ۱۰۱/۱۱: کا جہنم میں ہونا ۹۸/۱۱: کا

قیامت کے دن آنا ۹۸/۱۱: اور حضرت موسیٰ ؑ ۹۴/۱۱: کا فساد ۱۱۴/۱۱: کی سزا ۱۰۱/۱۱: ان کی اخروی

سزا ۹۹/۱۱: ان کی دنیاوی سزا ۹۹/۱۱: پر نعمت ۹۹/۱۱: کی محرومیت ۹۹/۱۱: نیز، ک فرعون اور حضرت موسیٰ

(ع)

فساد: کے آثار ۱۱۶/۱۱، ۳۶: کے وسائل ۲۸/۱۲: کے اسباب ۱۱۶/۱۱: کے خلاف جہاد ۸۰/۱۱: اس کی اہمیت ۱۲۱/۱۱: کی ترغیب ہونا ۱۰۰/۱۲: سے روکنا: اس کے آثار ۱۱۶/۱۱: سے نہی ۱۱۶/۱۱: نیز، ک گذشتہ اقوام، اہل مدین، معاشرۃ، چوری، حضرت شعیب (ع)، فرعون، لوگ، قوم ثمود، قوم عاد، قوم لوط ﷺ اور قوم نوح (ع) فساد پانے والے: ۳۶/۱۱

کی شناسائی: اس کی اہمیت ۴۳/۱۲: کا عذاب اس کا سرچشمہ ۴۶/۱۱: کا برا انجام ۲۵/۱۳: پر نعمت ۲۵/۱۳: کے خلاف جہاد ۸۰/۱۱: اس کی اہمیت ۸۰/۱۱: جہنم میں ۲۵/۱۳: فساد پھیلانا: کے احکام ۱۳/۱۱، ۲۵/۸۵: کی حرمت ۸۵/۱۱، ۲۵/۱۳: کی سزا ۲۵/۱۳: کے خلاف جہاد ۸۵/۱۱: کے موارد ۸۵/۱۱، ۴۳/۱۲: کا ناپسند ہونا ۸۵/۱۱: سے نہی ۸۵/۱۱: نیز، ک اہل مدین، تیزی، رشتہ دار، عورت، شیطان اور قوم لوط (ع)

فضاسازی: ک کفار اور حضرت محمد ﷺ

فطرت: کو تنبیہ کرنا ۳۹/۱۲

فقر پر صبر کرنا ۲۳/۱۳: نیز، ک آل یعقوب (ع)، امیدواری، برادران یوسف ﷺ، شکر، صابر لوگ، صلحاء، فقراء اور حضرت یعقوب (ع)

فقراء: کو انفاق ۲۲/۱۳: کو فراہمی کرنا ۲۲/۱۳: کو صدقہ ۸۸/۱۲: اور خیر ۳۱/۱۱: اور مقامات معنوی ۳۱/۱۱: نیز، ک فقر، قوم نوح اور حضرت یوسف (ع)

فکر: غلط ۳/۳۱، ۳۲، ۱۳/۱۱

فخر کرنا: کی سرزنش ۶۹/۱۱: نیز، ک صابر لوگ

فقہاء: کے فضائل ۳۱/۱۳

"ق"

قارعہ: سے مراد ۳۱/۱۳

قاضی: بہترین ۸۰/۱۲: نیز، ک حضرت یوسف (ع)

قانون: کا احترام: اس کی اہمیت ۴۶/۱۲ کی عظمت: اس کا معیار ۹۸/۱۱ کی پیروی: اس کی شرائط ۳۴/۱۳ کی مراعات کرنا: اس کی اہمیت ۴۶/۱۲ نیز، ک اطاعت، بنی اسرائیل، قانون گزار، قدیمی مصر اور قانون گذاری قاندين: کا گمراہ کرنا ۹۴/۱۱ قیامت کے دن ۹۸/۱۱ دنیا میں ۹۸/۱۱ گمراہ: ان کا کردار ۹۴/۱۱ نیز، ک معاشرہ، اسلامی معاشرہ، دینی رہبر اور رہبری

قتل: کا زینہ ۹/۱۲ کے اسباب ۹/۱۲ نیز، ک برادر، حضرت صالح ﷺ، حضرت ہود (ع) اور حضرت یوسف (ع) قحطی: کی روک تھام ۳۴/۱۲ اس کی اہمیت ۳۴/۱۲ میں طعام کو ذخیرہ کرنا ۶۵/۱۲ نیز، ک سرزمین، قدیمی مصر اور حضرت یوسف (ع)

قدرت: کی قدر و قیمت ۵۴/۱۲ کا سرچشمہ ۹۰/۱۲ نیز، ک آرزو، الوہیت، برادران یوسف ﷺ، بشارت، ذمہ داری، حکومت، خدا، عقلای، بخشش، علماء، قوم عاد، انتظام، ملائکہ اور موجودات

قدیمی مصر: کی آباد کاری ۳۴، ۳۸/۱۲ کی صلاحیتیں ۳۴/۱۲ کے اشراف: ان کا عقیدہ ۵۱/۱۲ میں امن و سکون ۹۹/۱۲ اس کی بشارت ۹۹/۱۲ میں اقتصادی امن و سکون ۹۹/۱۲ میں اقتصادی بحران: اس کی مدت ۳۹/۱۲ میں پیمانہ ۴۲/۱۲ میں قحطی کے دوران پیمانہ ۴۲/۱۲ کی تاریخ ۳۴/۱۲، ۳۹، ۵۸، ۶۴، ۶۵/۱۲ میں صلیب ۳۱/۱۲ میں وزن گیری کرنا ۴۲/۱۲ کے حکام: ان کی اذیتیں ۳۴/۱۲ وہ اور حضرت یوسف ﷺ ۳۵/۱۲، ۳۶: ان کا دین ۴۵/۱۲ ان کا شراب پینا ۳۶/۱۲ ان کا مکرو فریب ۱۰۲/۱۲ کی حکومت: اس کا اقتدار ۴۹/۱۲ کی استبدادی حکومت ۳۲/۱۲، ۳۵: میں بادشاہی حکومت ۴۶/۱۲ حکومت حضرت یوسف ﷺ کے زمانہ میں ۳۲/۱۲، ۵۸، ۴۶: اس میں عزیزی کا عہدہ ۵۱/۱۲ اس میں بحران کے اسباب ۳۵/۱۲ اس کی حدود ۵۸/۱۲ اس کے عہدے ۵۱/۱۲ اس کا حکومتی نظام ۳۲/۱۲، ۳۵، ۴۶، ۸۸: میں حمل و نقل: اس کے ذرائع ۶۵/۱۲ میں خشکسالی ۳۸/۱۲: میں خواب کے علم کا جاننا ۳۳/۱۲ کے دروازے ۶۸/۱۲ ان کا متعدد ہونا ۶۴/۱۲ میں چور: ان کو غلام بنایا جانا ۴۶/۱۲ میں زندان ۳۲/۱۲، ۲۵: میں زندانی ۲۵/۱۲ میں اونٹ ۶۵/۱۲ میں شکنجہ ۲۵/۱۲ میں شہر سازی ۱۲/۶۴: میں غلات: ان کی پیداوار ۳۴/۱۲ ان کو ذخیرہ کرنا ۵۸/۱۲ کے قانون گزار ۴۶/۱۲ میں قانون گذاری: اس کا سرچشمہ ۴۶/۱۲ میں قحطی ۳۸/۱۲، ۵۸: میں جزا و سزا کے قوانین ۴۳/۱۲، ۴۶: میں سزا کے

قوانین ۱۲/۴۶، ۱۲/۴۷، ۱۲/۴۸؛ میں کھیتی باڑی ۱۲/۴۸، ۱۲/۴۹؛ میں مجازات ۱۲/۳۱؛ کی مرکزی حیثیت ۱۲/۵۸؛ کا جغرافیائی محل وقوع ۱۲/۵۸؛ کا سیاسی نظام ۱۲/۳۵؛ کا عدالتی نظام ۱۲/۳۵، ۱۲/۴۶؛ میں اشراف کی بیویاں: ان کا احترام ۱۲/۲۵ نیز، ک آل یعقوب رحمۃ اللہ علیہ، اشراف مصر، برادران یوسف رحمۃ اللہ علیہ، بشارت، بنیامین، مصر کا بادشاہ، زلیخا، سرزمین، عزیز مصر، لاوی، قدیمی مصری اور حضرت یوسف (ع) // قرآن: آیات: ۱۱/۱، ۱۲/۱، ۱۱/۱؛ ان کا یقینی ہونا ۱۱/۱؛ ان کی حقانیت ۱۱/۱؛ ان کی عظمت ۱۳/۱؛ ان کا کردار ۱۱/۱؛ ان کا آشکار ہونا ۱۱/۱؛ ان کی خصوصیات ۱۱/۱؛ اعجاز ۱۱/۱۳؛ کے اہداف و مقاصد ۱۱/۳، ۱۳/۲؛ کی اہمیت ۱۱/۱۴، ۱۲/۱۰۳، ۱۳/۳۴؛ کا بے نظیر ہونا ۱۱/۱۳؛ اس کے آثار ۱۱/۱۳؛ اس کے دلائل ۱۱/۱۳؛ کی پیروی ۱۳/۳۴؛ کی پیشگوئی ۱۱/۱۳، ۱۱۹/۳۱؛ کی تاریخ ۱۱/۱۳، ۱۲/۱، ۱۳/۱۱؛ کی تبلیغ ۱۲/۱۰۸؛ اس کی اجرت ۱۲/۱۰۳؛ کا چیلنج ۱۱/۱۳؛ اس کا مطلقا چیلنج ۱۱/۱۳؛ کی تشبیہات ۱۳/۱۶، ۱۲/۱۴، ۱۳/۳۰؛ کی تشویقات ۱۱/۳۹؛ کی تعلیمات ۱۲/۴، ۱۳/۱۱، ۱۱/۱، ۱۳/۲، ۳۸؛ اس کی حقانیت ۱۱/۱، اس کی روش ۱۳/۱۴، ۱۶/۱۳؛ اس کی مہم ترین تعلیمات ۱۱/۲، ۳؛ ان کا واضح ہونا ۱۲/۱؛ ان کی خصوصیات ۱۳/۳۴؛ میں غور و فکر: اس کی قدر و قیمت ۱۲/۲؛ کو سیکھنا: اس کی اہمیت ۱۲/۱۰۳؛ کو جھٹلانا ۱۳/۳۰؛ اس کے آثار ۱۱/۲۳؛ بعض قرآن کی تفسیر ۱۳/۳۰؛ اس کے اسباب ۱۱/۱۵؛ تلاوت ۱۲/۲؛ اس کے آثار ۱۳/۳۱؛ اس کی اہمیت ۱۳/۳۰؛ کا پاک و منزہ ہونا ۱۱/۴، ۱۱/۱۱، ۱۲/۱۱۱، ۱۳/۱۹؛ جمع ۱۳/۱؛ کا عالمگیر ہونا ۱۲/۱۰۳؛ اس کے آثار ۱۲/۱۰۳؛ کی حقانیت ۱۱/۱۴، ۱۲/۱۰۳، ۱۳/۱۹؛ اس کے آثار ۱۱/۱۴؛ اس کے دلائل ۱۱/۱، اس سے شبہ کو دور کرنا ۱۱/۱۴؛ اس کی شناخت ۱۱/۱۴؛ اس کے گواہ ۱۱/۱۴؛ اس پر گواہی ۱۱/۱۴؛ اس کا واضح و آشکار ہونا ۱۲/۱۰۴، ۱۳/۱۹؛ کے ساتھ دشمنی: اس کے آثار ۱۳/۳۱؛ کی طرف رجوع ۱۲/۴؛ کا رحمت ہونا ۱۲/۱۱۱؛ رموز ۱۲/۱، ۱۳/۱۱؛ کی روش بیانی ۱۲/۳، ۱۱/۱؛ کی بناوٹ ۱۱/۱؛ کا سورۃ سورۃ ہونا ۱۲/۱۳؛ میں شک: اس کے بطلان کے دلائل ۱۱/۱۴؛ اس کی سزا ۱۱/۱۴؛ کی صداقت ۱۲/۱۱۱؛ کے علماء ۱۳/۳۳؛ ان کی گواہی ۱۳/۳۳؛ کا عربی میں ہونا ۱۲/۲، ۱۳/۳۴؛ اس کا فلسفہ ۱۲/۲؛ کی عظمت ۱۱/۱۳، ۱۱/۱؛ کا علم: اس کے آثار ۱۳/۳۳؛ کی فضیلت ۱۲/۱۳، ۱۱/۱۹؛ فہم ۱۲/۲؛ اس کا آسان ہونا ۱۲/۱۳، ۲/۳۴؛ اس کی شرائط ۱۲/۲؛ کا مقدس ہونا ۱۲/۱۰۳؛ کا آیات الہی سے ہونا ۱۲/۱، ۱۳/۱؛ کا آسمانی کتب سے ہونا ۱۲/۳؛ صدر اسلام میں ۱۱/۱۳؛ نازل ہونے سے قبل ۱۲/۲؛ اور حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ۱/۱۰۲؛ اور آسمانی کتابیں ۱۲/۱۱۱؛ اور مشرکین ۱۱/۱۳؛

\_ اور پسندیدہ کام کاج ۳/۱۱۔ کے قصص ۳/۱۲؛ ان کی تعلیمات ۱۲۰/۱۱؛ ان کا فلسفہ ۱۲/۱۱، ۱۰۳/۳۹؛ ان کا انکار کرنے والے ۱۴، ۸/۱۱؛ کی کتابت ۱۱/۱۳، ۱/۱؛ اس کا صدر اسلام میں ہونا ۱/۱۲؛ کی گواہی ۱۴/۱۱؛ پر ایمان لانے والے ۱۴، ۴/۱۱؛ ان کی بصیرت ۱۹/۱۳؛ کی تشابہات ۱/۱۱؛ کی مثالیں ۲۳/۱۱، ۱۴/۱۳؛ اس کا فلسفہ ۱۴/۱۳؛ کی محکمات ۱/۱۱؛ کے مخالفین ۳۶/۱۳؛ کے رحمت کے شامل حال ۱۱۱/۱۲؛ کو جھٹلانے والے ۳۶/۱۳؛ ان کا منہ موڑنا ۱۸/۱۳؛ ان کی بے عقلی ۱۹/۱۳؛ ان کی جہالت ۱۹/۱۳؛ ان کا اخروی عذاب ۱۰۴/۱۲؛ ان کا دنیاوی عذاب ۱۰۴/۱۲؛ ان کے دلوں کا اندھا ہونا ۱۹/۱۳؛ کا سرچشمہ ۱۱/۱۳، ۱۴، ۲/۱۲؛ کے اسماء گرامی ۱/۱۲؛ کا نزول ۱/۱۱، ۲/۱۲، ۱/۱۳، ۳۶؛ اس کے آثار ۳۶/۱۳؛ اس کا سرچشمہ ۳۴/۱۳؛ اس کا واسطہ ۱/۱۳، کا کردار ۱۱/۱۲، ۱۴، ۳۹، ۱۲، ۱۰۰/۱۳، ۱۱۱، ۱۰۲، ۳۴/۳۱؛ کا وحی الہی ہونا ۱۱/۱۴، ۱۲، ۳/۱۲، ۱۱۱، ۱/۱۳، ۱۹، ۳۰؛

اس کے آثار ۱۱/۱۴، ۱۳؛ اس کے دلائل ۱/۱۱، ۱۳، ۱۰۲/۱۲؛ کا واضح و آشکار ہونا ۲/۱۲، ۳۴/۱۳؛ کی خصوصیات ۱۱/۱۳، ۱، ۱۴، ۱/۱۲، ۲، ۳، ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۱/۱۳، ۱۹، ۱؛ کا ہدایت ہونا: اس کی خصوصیات ۱۱/۱۲؛ کا ہدایت کرنا ۱۲/۱۱، ۱۱۱؛ کی مثل بنانا ۱۱/۱۳، ۱۳؛ نیز، ک اولوالالبات، اہل کتاب، ایمان، بصیرت، توریت، حروف مقطعات، ذکر، کفار، کفر، حضرت محمد ﷺ، لوگ، مسیحی، مشرکین، معجزہ اور یہود/قرآنی تشبیہات: باطل تشبیہ ۱۴/۱۳؛ بارش کے ساتھ تشبیہ ۱۴/۱۳؛ تاریکی کے ساتھ تشبیہ ۱۶/۱۳؛ پیاسوں کے ساتھ تشبیہ ۱۳/۱۳؛ روشنائی کی ساتھ تشبیہ ۱۶/۱۳؛ سیلاب کے ساتھ تشبیہ ۱۴/۱۳؛ پگھلی ہوئی دھاتوں کے ساتھ تشبیہ ۱۴/۱۳؛ سمندری جھاگ کے ساتھ تشبیہ ۱۴/۱۳؛ پگھلی ہوئی دھاتوں کی جھاگ کے ساتھ تشبیہ ۱۴/۱۳؛ محسوسات کے ساتھ تشبیہ ۱۴/۱۳؛ حق کے ساتھ تشبیہ ۱۴/۱۳؛ باطل معبودوں سے درخواست کی تشبیہ ۱۳/۱۳؛ حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی تشبیہ ۳۰/۱۳؛ مشرکین کی تشبیہ ۱۶/۱۳؛ موحدین کی تشبیہ ۱۶/۱۳؛ قرآنی مثالیں: بصیرت انسانی کے ساتھ مثال ۲۳/۱۱؛ سننے والے انسان کے ساتھ مثال دینا ۲۳/۱۱؛ بہرے پن کے ساتھ تشبیہ دینا ۲۳/۱۱؛ اندھے کے ساتھ تشبیہ دینا ۲۳/۱۱؛ کفار کی مثل ۲۳/۱۱؛ مومنین کی مثل ۲۳/۱۱؛ مشرکین کی مثل ۲۳/۱۱؛ موحدین کی مثل ۲۳/۱۱

قسم: کے احکام ۱۲/۹۱، ۴۳، ۶۶؛ میں استثناء ۱۲/۶۶؛ کو توڑنا: اس کی سزا ۱۲/۶۶؛ اس کا گناہ ۱۲/۶۶؛ کی تاریخ ۱۲/۹۵؛ بے گناہی پر ۱۲/۴۳، ۴۳؛ خدا کی ۱۲/۶۶، ۴۳، ۹۱، ۹۵؛ اس کی اہمیت ۱۲/۶۶؛ اس کی تاریخ ۱۲/۹۱؛ جائز ۱۲/۹۱، ۴۳؛ ادیان میں ۱۲/۶۶، ۹۱؛ کو پورا کرنا: اس کی اہمیت ۱۲/۶۶؛ اس کی شرائط

۶۶/۱۲: اس میں عاجزی۔ ۶۶/۱۲: نیز، ک آل یعقوب ؑ، برادران یوسف ؑ، اپنی ذات، زلیخا، لاوی اور متہم قضاوت کا نظام: حضرت یوسف ؑ کے زمانہ میں۔ ۴۶/۱۲: نیز، ک قدیمی مصر // قسم: بر، ک قسم

قصہ بہترین۔ ۳/۱۲: اچھا۔ اس کی شرائط ۱۱۱/۱۲: کا عبرت آموز ہونا ۱۱۱/۱۲: بارزش۔ ۱۲۰/۱۱: نیز، ک تاریخ اور قرآن // قضاوت: کی فرمانروائی: دعویٰ کے اثبات میں۔ ۲۶/۱۲، ۲۷: اس کا کردار ۲۶، ۲۷/۱۲: میں عدالت ۲۶/۱۲: حق و باطل کے مابین۔ ۱۱۰/۱۱: مومنین اور کفار کے مابین۔ ۱۱۱، ۱۱۰/۱۱: عادلانہ ترین۔ ۳۵/۱۱: نیز، ک اللہ تعالیٰ، زلیخا، عزیز مصر، قدیمی مصر اور حضرت یوسف (ع) // قضا و قدر: ۳۱/۱۲

قوم ثمود کی خواہشات ۶۲/۱۱: کا اصرار: اس کے آثار ۶۳/۱۱: کے ساتھ دلیل۔ ۶۳/۱۱: کا اقرار ۶۲/۱۱: کے ڈراوے ۶۳/۱۱: کی بت پرستی ۶۲/۱۱: کی فکر ۶۲/۱۱: کے نبی۔ ۶۱/۱۱: کی تاریخ ۶۱/۱۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۱۰۰: کا تکامل: اس کے اسباب ۶۲/۱۱: کے جوان ۶۲/۱۱: کی خدا شناسی ۶۱/۱۱: کے تقاضے ۶۳/۱۱: سے توبہ کی درخواست ۶۵/۱۱: کو دعوت۔ ۶۱، ۶۲/۱۱: کی دنیا طلبی ۶۵/۱۱: کا نقصان ۶۳/۱۱: کی سرزنش ۶۲/۱۱: کا شرک ۶۱، ۶۲/۱۱: اس کے آثار ۶۶/۱۱: اس پر اصرار ۶۶/۱۱: کا شک ۶۲/۱۱: کا عاجز آنا ۶۷/۱۱: کا عذاب ۶۷/۱۱، ۹۵، ۱۰۱/۱۱: اس کے آثار ۶۸/۱۱: اس کا حتمی ہونا ۶۵/۱۱: ان پر دنیاوی عذاب ۸۹/۱۱: ذلت بار عذاب ۶۶/۱۱: اس کی کیفیت ۶۷/۱۱: اس کے اسباب ۶۶/۱۱، ۶۷، ۶۸: اس کا وقت ۶۷/۱۱: اس کی خصوصیات ۶۷/۱۱: کا گناہ کمرنا ۶۸/۱۱: کا عقیدہ ۶۱/۱۱، ۶۲، ان کا باطل عقیدہ ۶۱/۱۱: کا انجام ۹۵/۱۱: کا فساد ۱۱۶، ۱۱۷/۱۱: اور حضرت صالح کو جھٹلانا ۶۶/۱۱: اور توحید عبادی ۶۲/۱۱: اور حضرت صالح کی ناقہ ۶۶/۱۱، ۶۵: اور حضرت صالح ؑ ۶۳، ۶۲/۱۱: کا کفر ۶۸/۱۱: کی سزا ۱۰۱/۱۱: کی سزا ۱۰۱/۱۱: کے اجتماعی گروہ ۶۶/۱۱: کی لجاجت ۶۶/۱۱: اس کے آثار ۶۶/۱۱: کے مومنین ۶۶/۱۱: کی محرومیت ۹۵/۱۱: اس کے اسباب ۶۸/۱۱: کی مخالفت: اس کا انگیزہ ۶۲/۱۱: کے موحدین ۶۶/۱۱: کو مہلت دینا ۶۶/۱۱، ۶۵: کے درمیانی عمر کے لوگ ۶۲/۱۱: کے باطل خدا ۶۱/۱۱: کے منافع ۶۳/۱۱: کے مقدس افراد ۶۲/۱۱: کو عذاب سے ڈرانا ۶۵/۱۱: کی ہلاکت ۶۲/۱۱، ۶۷، ۶۸،



۹۵؛ اس کے اسباب ۶۸/۱۱؛ اس کا وقت ۶۷/۱۱؛ کی مایوسی ۶۲/۱۱؛ نیز، ک حضرت صلح (ع)

قوم عاد: کا امتحان ۵۲/۱۱؛ چر اتمام حجت ۵۷/۱۱؛ کی اذیتیں ۵۶/۱۱؛ کی اکثریت ۵۹/۱۱؛ کئے انذار اور  
ڈراوے ۵۷/۱۱؛ کی بت پرستی ۵۳/۱۱، ۵۳، ۵۰؛ کو بشارت ۵۲/۱۱؛ کی فکر ۵۳/۱۱؛ کا نبی ۵۹/۱۱، ۵۰؛ کی تاریخ  
۵۲/۱۱، ۵۳، ۵۳، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۱۰۰؛ کا تعصب ۵۳/۱۱؛ کو نصیحت ۵۲/۱۱؛ کی سازش  
۵۵، ۵۶/۱۱؛ کی تہمتیں ۵۳/۱۱، ۵۳؛ کی جانشینی ۵۷/۱۱؛ کے حکام: ان کا تکبر ۵۹/۱۱؛ ان کی معصیت ۵۹/۱۱؛ کی  
استبدادی حکومت ۵۹/۱۱؛ کی خدا شناسی ۵۰/۱۱؛ کی کذب بیانی: اس کے دلائل ۵۵/۱۱؛ کو دعوت دینا  
۵۵/۱۱، ۵۲، ۵۱، ۵۰؛ کی بناوٹ ۵۹/۱۱، ان کی سیاسی بناوٹ ۵۹/۱۱؛ کا شرک ۵۰/۱۱، ۵۲، ۵۳؛ اس پر اصرار  
۵۸/۱۱، ۵۳؛ کی صفات ۵۲/۱۱؛ کے سماجی طبقات ۵۹/۱۱؛ کا ظلم ۱۰۱/۱۱؛ کا عجز ۵۵/۱۱؛ کا عذاب ۵۸/۱۱  
۶۰، ۱۰۱؛ ان کا اخروی عذاب ۵۸/۱۱؛ ان کا دنیاوی عذاب ۵۸/۱۱، ۸۹؛ کا معصیت کرنا ۶۰/۱۱؛ کی عصیان  
گمراہی کرنے والے ۵۹/۱۱؛ کا عقیدہ ۵۰/۱۱، ۵۳، ۵۳؛ کا عمل ۵۷/۱۱؛ کا فساد ۱۱۶، ۱۱۷؛ کی قدرت  
۵۲/۱۱؛ اور آیات الہی ۵۹/۱۱؛ اور توحید ربوبی ۵۹/۱۱؛ اور ربوبیت خدا ۵۹/۱۱؛ بارش کی کسی  
۵۲/۱۱؛ اور بتوں کا کردار ۵۳/۱۱؛ اور حضرت ہود علیہ السلام ۵۳/۱۱؛ اور کفار ۵۷/۱۱، ۵۸؛ اور کفر ۵۳/۱۱، ۵۹  
۶۰؛ اس پر اصرار ۵۸/۱۱؛ کی سزا ۵۷/۱۱، ۱۰۱؛ کا گناہ ۵۲/۱۱؛ کی لجالت ۵۳/۱۱، ۵۸؛ پر نعمت ۶۰/۱۱؛ کے  
مومنین ۵۸/۱۱؛ کے متکبرین ۵۹/۱۱؛ کے محروم ۶۰/۱۱؛ کی محرومیت: ان کے باطل معبود ۵۰/۱۱، ۵۳، ۵۵؛  
کا لکر ۵۵/۱۱؛ کے موحدین ۵۸/۱۱؛ اس کے اسباب ۶۰/۱۱؛ نیز، ک حضرت ہود (ع)

قوم لوط: کی اذیتیں ۷۸/۱۱؛ میں ازدواج ۷۹/۱۱؛ کا فساد: پکارنا ۷۸/۱۱؛ اس کے آثار ۷۸/۱۱؛ پر پتھروں کی بارش  
۸۲/۱۱؛ کا بخل ۷۷/۱۱، ۸۸؛ کا بے تقوی ہونا ۷۸/۱۱؛ کی تاریخ ۷۶/۱۱، ۷۶، ۸۹، ۸۲، ۷۸؛ کی بے عقلی ۷۸/۱۱؛  
کی بے غیرتی ۷۸/۱۱؛ کی خساست ۷۷/۱۱؛ کے رذائل و برے اخلاق ۷۷/۱۱، ۷۸؛ کی رسومات ۷۹/۱۱؛ کی  
شفاعت ۷۳/۱۱، ۷۶، ۷۵؛ اس کا رد ۷۶/۱۱؛ رو کرنے کے دلائل ۷۶/۱۱؛ کا ظلم ۸۳/۱۱، ۱۰۱؛ کا عذاب ۷۷/۱۱،  
۸۱، ۸۲؛ اس کے آنے میں عجلت ۸۱/۱۱؛ اس میں پتھروں کی اہمیت ۸۳/۱۱؛ اس کا حتمی ہونا ۷۶/۱۱؛ اس کا  
دور کرنا ۷۳/۱۱؛ اس کا زمانہ ۷۶/۱۱؛ اس کی سختی ۸۲/۱۱؛ ان کا دنیاوی عذاب ۸۹/۱۱؛ اس کی کیفیت ۸۲/۱۱؛ اس کا  
سرچشمہ ۸۲/۱۱؛ اس کے پتھروں کی علامات ۸۳/۱۱؛ اس کا وقت ۸۱/۱۱؛ اس کے پتھروں کی خصوصیات ۸۲/۱۱؛

کافساد ۱۱/۱۱۶: اور حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان ۴۸، ۴۹: اور مہمان ۴۸/۱۱: کی سزا ۱۱/۱۰۱: کے میلانات  
 ۴۹/۱۱: کے گناہ ۴۸/۱۱: کے گناہ گار ۱۱/۸۱: میں لواط ۴۸/۱۱، ۴۹، ۸۳: اس کے آثار ۴۸/۱۱: کے خلاف  
 جہاد ۱۱/۸۰: کی خصوصیات ۴۸/۱۱: کا اک ۴۸/۱۱: کی ہلاکت ۴۰/۱۱، ۸۲، ۴۱: میں ہم جنس بازی ۴۸/۱۱، ۴۰:  
 نیز، ک حضرت ابراہیم علیہ السلام، سارہ، سرزمین، حضرت لوط علیہ السلام اور ملائکہ

قوم نوح علیہ السلام: کے مذاق ۱۱/۳۸: کے اشراف: وہ اور حضرت نوح (ع) کے پیروکار ۱۱/۲۸، ۲۹: وہ اور تقرب ۱۱/۲۹:  
 وہ اور دین ۱۱/۲۸: وہ اور فقراء ۱۱/۳۱، ۲۹: وہ اور قیامت ۱۱/۲۴: وہ اور لقاء اللہ ۱۱/۲۹: وہ اور مومنین ۱۱/۲۹: وہ  
 اور لوگ ۱۱/۲۴: وہ اور مستضعفین ۱۱/۲۴: وہ اور نبوت ۱۱/۲۸: وہ اور انسان کا نبی بننا ۱۱/۲۴: وہ اور حضرت  
 نوح (ع) ۱۱/۳۲، ۳۱، ۲۴: وہ اور بہانہ بنانا ۱۱/۲۴: ان کی بے ایمانی ۱۱/۲۸: ان کی فکر ۱۱/۲۴، ۲۸، ۲۹، ۳۱: ان کا  
 تکبر ۱۱/۲۴، ۲۸: ان کی سازش ۱۱/۳۲: ان کی تہمتیں ۱۱/۲۹، ۲۴: ان کی جہالت ۱۱/۲۹: ان کے تقاضے ۱۱/۲۹: ان  
 کے برے اخلاق ۱۱/۲۴: ان کی آرام طلبی ۱۱/۲۸: ان کی سرزنش ۱۱/۳۰: ان کے ایمان لانے کی شرائط ۱۱/۲۹: ان  
 کا شرک ۱۱/۲۴: ان کا ظلم ۱۱/۳۱: ان کا عاجز آنا ۱۱/۲۸: ان کے کفر کے اسباب ۱۱/۲۴: ان کا کفر ۱۱/۲۴: ان کے  
 دلوں کا اندھا ہونا ۱۱/۲۸: ان کی گمراہی ۱۱/۳۳: ان کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۱۱/۳۲: کو انذار ۱۱/۲۶، ۳۲: کا ایمان: اس  
 کی علامات ۱۱/۳۲: اس سے مایوسی ۱۱/۳۶، ۳۳: کی بہانہ جوئی ۱۱/۲۴: کی بے لیاقتی ۱۱/۳۶: کی فکر ۱۱/۳۲، ۳۳، ۳۶:  
 کی تاریخ ۱۱/۳۱، ۳۶، ۱۰۰: کی جہالت ۱۱/۲۹: کی خدا شناسی ۱۱/۲۶: کے تقاضے ۱۱/۳۲، ۳۳، ۳۳: کا شرک  
 ۱۱/۲۶: کی شفاعت: اس سے نہیں ۱۱/۳۴: کے سماجی طبقات ۱۱/۲۴، ۲۸، ۲۹، ۳۱: کے ظالم افراد: ان کا آخرت  
 میں محروم ہونا ۱۱/۳۳: کا ظلم ۱۱/۱۰۱: کا عذاب ۱۱/۳۰، ۳۰، ۱۰۱: اس کا حتمی ہونا ۱۱/۳۳: ان کا اخروی عذاب  
 ۱۱/۳۹: ان کا دنیاوی عذاب ۱۱/۸۹، ۳۹: اس کی خصوصیات ۱۱/۳۹: کا عقیدہ ۱۱/۲۶: کا ناپسندیدہ عمل  
 ۱۱/۳۵: کا غرق ہونا ۱۱/۳۴، ۳۳، ۳۳: اس کا حتمی ہونا ۱۱/۳۴: کا انجام ۱۱/۳۸: کافساد ۱۱/۱۱۶، ۱۱۷: کے فقراء  
 : ان پر ظلم ہونا ۱۱/۳۱: اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ۱۱/۳۹: اور بشر کا نبی ہونا ۱۱/۲۴: اور حضرت نوح علیہ السلام  
 ۱۱/۳۳، ۳۲: اور حضرت نوح علیہ السلام کے ڈراوے ۱۱/۳۲: کے کفار ۱۱/۳۶، ۲۴: کا کفر ۱۱/۳۲: اس کے آثار  
 ۱۱/۳۶: اس کی علامات ۱۱/۳۲: کی سزا ۱۱/۱۰۱: کے سماجی گروہ ۱۱/۲۴، ۳۶: کے مومنین ۱۱/۲۴، ۳۶: ان

کی تحقیر ۲۴/۱۱؛ ان کا تقرب ۲۹/۱۱؛ ان کے مقامات ۲۹/۱۱؛ ان کی نجات ۳۰/۱۱؛ کے ساتھ مجادلہ ۳۰/۱۱؛ کی اغروی محرومیت ۳۳/۱۱؛ کے مستضعفین اور حضرت نوح ﷺ ۲۴/۱۱؛ کے موحدین: ان کی کمی ۳۰/۱۱؛ کی ہدایت ۳۲/۱۱؛ اس سے مایوسی ۳۶/۱۱؛ ہدایت کو قبول کرنا ۳۶/۱۱؛ کی ہلاکت ۳۹/۱۱، ۳۳؛ نیز، ک حضرت نوح (ع) // قیامت: میں اختیار: اس کا سلب ہونا ۱۰۵/۱۱؛ کی ہولناکیاں ۳/۱۱؛ کی تاخیر ۱۰۳/۱۱؛ کے دن تباہ کار کرین انسان ۲۲/۱۱؛ کا برپا ہونا ۲۶/۱۱؛ اس کا زینہ ۵/۱۳؛ اس کی خصوصیات ۱۰۴/۱۲؛ میں اکٹھا ہونا ۱۰۳/۱۱؛ کی تکذیب: اس کے آثار ۵/۱۳؛ اس کا بے منطق ہونا ۵/۱۳؛ اس کا شگفت آور ہونا ۵/۱۳؛ اس کے اسباب ۵/۱۳؛ میں کلام کرنا ۱۰۵/۱۱؛ کے روز اعمال کا ضبط ہو جانا ۱۶/۱۱؛ کا حتمی ہونا ۱۳/۱۱، ۱۰۳، ۲/۳؛ اس کے دلائل ۲/۱۳؛ کے روز حساب و کتاب ۱۸/۱۳؛ کے روز حشر و نشر: اس کا فلسفہ ۱۰۳/۱۱؛ کی حقانیت: اس کے دلائل ۱۰۳/۱۱؛ کے دلائل ۳/۱۳؛ اس کا ادراک ۱۰۳/۱۱؛ روز ۱۰۳/۱۱؛ کے دن سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے انسان ۲۲/۱۱؛ کے دن حقائق کا ظہور پذیر ہونا ۱۰۵/۱۱، ۲۹؛ کی عظمت ۳/۱۱؛ کے دن فدیہ ۱۸/۱۳؛ کا جمعہ کے دن وقوع پذیر ہونا ۱۰۳/۱۱؛ کو برپا کرنے والے ۱۸/۱۱؛ کا انکار کرنے والے ۸/۱۱؛ کے گواہ ۱۸/۱۱؛ پر ایمان لانے والے ۱۸/۱۳؛ کو جٹھلانے والے ۴/۱۱، ۲۴؛ ان کا مذاق کرنا ۶/۱۳؛ ان سے منہ موڑنے والے ۱۸/۱۳؛ ان کی فکر ۵/۱۳؛ ان کے تقاضے ۶/۱۳؛ ان کے دلائل ۵/۱۳؛ ان کا عجز ۱۰۳/۱۱؛ وہ اور مردوں کو زندہ کرنا ۵/۱۳؛ کے مواقع اور رکنے کے مقام ۱۰۳/۱۱، ۱۸/۱۳، ۲۱؛ ان کو دیکھنا ۱۰۲/۱۱؛ کا ناگہانی ہونا ۱۰۴/۱۲؛ کا نزدیک ہونا ۱۰۳/۱۱؛ کی علامات ۳/۱۳؛ کا کردار ۴/۱۱؛ کا وقت ۱۲/۱۱، ۱۰۴/۱۰۳؛ اس کو معین کرنا ۱۰۳/۱۱؛ اس سے علمی ۱۰۳/۱۱؛ کی خصوصیات ۳/۱۱، ۳، ۲۹، ۱۰۳، ۱۰۵؛ نیز، ک آخرت، خداوند عالم کی اطاعت کرنے والے، انسان، ایمان، تذکر، جھوٹ افراد، رحمت، رہبر، سعادت مند لوگ، اہل شقاوت، عہد کو توڑنے والے، فرعون، فرعون، قوم نوح ﷺ، کفار، لقاء اللہ، مومنین، مشرکین، خدا اور یقین پر افتراء باندھنے والے

ک"

کام: کی اجرت: اس کی اہمیت ۱۵/۱۱؛ نیز، ک جعالہ // کاری گر و مزدور: کی اجرت: اس کو ادا کرنا ۱۵/۱۱؛ کامیابی: کی شرائط ۳۹/۱۱؛ نیز، ک اسلام، ایمان، بشارت، ذکر، مومنین، حضرت موسیٰ ﷺ اور حضرت نوح (ع) کامیابی و کامرانی: سے محروم لوگ ۱۳/۱۲؛ کے موانع ۲۳/۱۲

کامیابی و نجات: ر، ک کامیابی

کائنات: میں غور و فکر ۳/۱۳: کا کردار ۳/۱۳

کتاب: کا استوار ہونا ۱/۱۱: کا واضح ہونا ۱/۱۱: کی خصوصیات ۱/۱۱

کتاب خدا: کا عالم ۳۳/۱۳

کتاب مبین: کی خصوصیات ۶/۱۱: نیز، ک چوپائے

کشتی سازی: کی تاریخ ۳۴/۱۱: نیز، ک حضرت نوح (ع)

کعبہ: طوفان نوح ﷺ کے دوران ۳۳/۱۱

کفالت: کے احکام ۴۲/۱۲: کی تاریخ ۴۲/۱۲: عقد ۴۲/۱۲: حضرت یوسف ﷺ کے زمانہ میں ۴۲/۱۲: کا شرعی ہونا

۴۲/۱۲

کفر: کے آثار ۱۱/۳۶، ۶۰، ۶۶، ۱۰۲، ۱۲۲، ۱۲/۳۸، ۱۳/۳۱: سے اجتناب: اس کے آثار ۱۲/۱۳، ۳۵/۶: اس

کی طرف دعوت ۶/۱۳: پر اصرار: اس کے آثار ۱۱/۳۶، ۵۸، ۱۲/۱۱۰: کا بے منطق ہونا ۱۱/۱۲، ۲۱/۱۰۴: کا بے

ارزش ہونا ۱۱/۲۱: کی طرف پھل کرنے والے ۱۱/۲۴: کی حقیقت ۱۱/۳۳: کا زینہ ۱۱/۲۰، ۱۳/۲۶: آخرت کا

کمرنے والے: اس کی علامات ۱۱/۱۹: خداوند عالم کا ۱۲/۳۴، ۱۳/۳۰: رحمانیت خدا کا ۱۳/۳۰: قرآن کا

۱۱/۱۳، ۱۴/۳۱: اس کی سزا ۱۴/۱۱: اس سے مراد ۱۱/۱۴: حضرت محمد ﷺ کا ۱۳/۳۱، ۲۴: اس کا سرچشمہ

۱۲/۱۰۳: کی سزا ۱۱/۱۱۱: کے مراتب ۱۱/۲۲: کا سرچشمہ ۱۳/۲۴: کے موارد ۱۲/۱۳، ۳۰، ۳۳/۱۳

کفران: نعمت ۱۲/۳۸: اس کے آثار ۱۲/۱۳، ۲۳/۱۱: اس کا ظلم ہونا ۱۲/۲۳: اس کے موارد ۱۲/۲۳، ۳۸: نیز، ک زلیخا

اور حضرت یوسف (ع)

کم تولنے والے: کو عذاب ۱۱/۹۳: نیز، ک کم فروشی

کھیل کود: چمن زار میں ۱۲/۱۲: نیز، ک حضرت یوسف اور ضرورتیں

کھیتی باڑی: کی آفات: ان سے نمٹنے کا طریقہ کار ۱۲/۳۴: کی اہمیت ۱۲/۳۴: نیز، ک قدیمی مصر اور حضرت یوسف (ع)

کھجور: کے باغات ۱۳/۳: کے درخت ۱۳/۳: اس کی

خصوصیات ۳/۱۳

کم فروشی: کے آثار ۹۵/۱۱؛ کی حرمت ۸۵/۱۱؛ سے نہی ۸۳، ۸۵/۱۱؛ نیز، ک اہل مدین اور کم تولنے والے

کنعان: ر، ک برادران یوسف ﷺ، لاوی اور سرزمین

کنعان بن نوح: اور حضرت نوح ﷺ ۳۶/۱۱

کوشش: ر، ک تلاش

کوه جودی: ۳۳، ۳۸/۱۱

کینہ: کے اسباب ۱۰۰/۱۲؛ نیز، ک برادران یوسف اور حضرت یوسف (ع)

"گ"

گائے: ر، ک حضرت ابراہیم ﷺ اور خواب

گذشتہ: ر، ک گذشتہ اقوام // گذشتہ اقوام: کا ختم ہونا ۱۱۰/۱۱؛ کی دنیا طلبی ۱۱۶/۱۱؛ کی سرنوشت: اس کی اہمیت

۳/۱۲؛ اس کا مطالعہ ۱۰۹/۸۹، ۱۲/۱۱؛ کا عذاب ۱۰۰، ۱۱۶/۱۱؛ کا برا انجام ۸۹/۱۱؛ اس سے عبرت حاصل کرنا

۸۹/۱۲، ۱۰۹؛ کا فساد ۱۱۶، ۱۱۴/۱۱؛ کا گناہ ۱۱۶/۱۱؛ میں نہی عن المنکر کمرنے والے ۱۱۶/۱۱؛ ان کی

کمی ۱۱۶/۱۱؛ ان کی ہلاکت ۱۱۶/۱۱؛ نیز، ک تذکر اور نہی عن المنکر // گذشتہ امتیں: کی استہزاء گری اور مذاق: اس کی

سزا ۳۲/۱۳؛ اور انبیاء ۳۰، ۳۲/۱۳؛ اور دین ۳۲/۱۳؛ کا ختم ہو جانا ۳۰/۱۳؛ کی تاریخ ۳۲، ۳۰/۱۳؛ کی سازش

۳۲/۱۳؛ کا برا انجام ۶/۱۳؛ کے کافر ۶، ۳۲/۱۳؛ ان کے مذاق ۳۲/۱۳؛ ان کی سزا ۳۲/۱۳؛ کا حیلہ و مکر ۳۲/۱۳؛ اس کا

بے تاثیر ہونا ۳۲/۱۳

گرج و چمک: کا حمد کرنا ۱۳/۱۳؛ کا تسبیح کرنا ۱۳/۱۳؛ کا شعور ۱۳/۱۳؛ کی آواز ۱۳/۱۳؛ کا کردار ۱۳/۱۳

گرفتاری: کے احکام ۴۲/۱۲، ۴۳؛ کا جواز: اس کے موارد ۴۲/۱۲؛ کے اسباب ۴۳/۱۲؛ نیز ر ک بنیائیں، متہم اور

مجرمین

گریہ: کے آثار ۱۶، ۸۳/۱۲، کے احکام ۱۶/۱۲، ۸۳؛ جائز ۱۶، ۸۳/۱۲؛ اور صبر ۸۳/۱۲؛ نیز، ک برادر، یوسف ﷺ

، حضرت شعیب ﷺ، نبوت اور حضرت یعقوب (ع)

گواہ: سے مراد ۹/۱۳؛ نیز، ک پیدائش

گمراہ کرنا: ک اللہ تعالیٰ، رہبر، شیطان اور فرعون

گفتگو: پنہانی ۱۰/۱۳؛ کا علم ۱۰/۱۳؛ کا کردار ۵۳/۱۲؛ نیز، ک بچے

گمراہ لوگ: پیرا تمام حجت ۳۳/۱۱؛ کا حق کو قبول نہ کرنا ۳۳/۱۱؛ کی دشمنی ۳۳/۱۱؛ کو نقصان ۱۱/۱۳؛ کو عذاب

۳۳/۱۳؛ اس کا حتمی ہونا ۱۱/۱۳؛ کی لجاجت ۳۳/۱۱؛ کا ہدایت کو قبول نہ کرنا ۳۳/۱۱، ۳۳/۱۳؛ نیز، ک گمراہی

گمراہی: کے وسائل ۲۸/۱۲؛ کا زینہ ۳۳/۱۱، ۲۴/۱۳؛ کے اسباب ۹۴/۱۱؛ کا سرچشمہ ۳۳/۱۱،

۲۴/۱۳، ۳۳/۱۳؛ نیز، ک انسان، شرک، ظالمین، فرعون، قوم نوح ﷺ، گمراہ لوگ، گناہ گار لوگ، مشرکین اور ہدایت کو قبول

نہ کرنے والے

گناہ گار لوگ: ۱۱۰/۵۲، ۶۳، ۱۱۶، ۱۲/۱۱

کی بخشش ۱۱/۱۲، ۱۳/۶۱، ۶/۹۲؛ کی اضروی تباہی ۲۲/۱۱؛ کی جہالت ۸۹/۱۲؛ کا اضروی حساب و کتاب

۲۱/۱۳؛ اس کی سختی ۲۱/۱۳؛ کی دعا: اس کا قبول ہونا ۶۱/۱۱؛ کا نقصان ۱۱/۱۳؛ کا عذاب ۱۱/۱۳، ۱۳/۶۱؛ اس کا

حتمی ہونا ۱۱۰/۱۲؛ ان کا اضروی عذاب ۸۳/۱۱؛ ان کا دنیاوی عذاب ۱۱۰/۱۲؛ اس کے اسباب ۱۰۱/۱۱؛ کی سزا

۸۳/۱۱؛ کی گمراہی ۲۳/۱۲؛ نیز، ک حضرت شعیب ؑ، قوم لوط ؑ اور حضرت محمد ﷺ

گناہ: کے آثار ۱۱/۱۲، ۸۸، ۵۲/۱۳، ۳۳، ۱۱/۲۳؛ کی بخشش ۱۱/۱۲، ۹۰، ۳۱، ۳/۹۸، ۹۲؛ اس کے آثار ۵۳/۱۲؛ اس

کا سرچشمہ ۶/۱۳؛ بے گناہی: اس کی علامات ۴۳/۱۲؛ سے پشیمانی ۹۱/۱۲؛ کو ترک کرنا: اس کے آثار ۵۴/۱۲؛ اس کی

اہمیت ۲۳/۱۲؛ اس کا زینہ ۵۳/۱۲، ۳۳، ۳۳؛ اس کے اسباب ۱۱/۱۳، ۲۲/۱۱۳؛ کا کفارہ: اس کے اسباب

۱۱/۱۳، ۲۲/۱۱۳؛ کا جبران ۲۲/۱۳؛ کی پلیدی کو درک کرنا: اس کے آثار ۲۳/۱۲؛ کا زینہ ۱۱۶/۱۱، ۵۳/۱۲؛ کا ظلم

ہونا ۱۱۰/۱۱، ۲۳/۱۲؛ سے معصوم ہونا ۲۳/۱۲؛ کے اسباب ۹/۱۲، ۱۱، ۵۳؛ کی سزا ۳۵/۱۱، ۳۰؛ کبیرہ ۴۸/۱۱،

۱۱۳، ۱۲/۱۳، ۸۴، ۲۵/۲۳؛ اس کی بخشش ۶/۱۳؛ قابل معافی ۹۸/۱۲؛ کا جائز ہونا ۳۳/۱۲؛ کا مقام وجہ: اس سے

اجتناب کرنے کی اہمیت ۲۵/۱۲؛ سے محفوظ رہنا ۲۳/۱۲؛ اس کے اسباب ۵۳/۱۲؛ کا سرچشمہ ۸۹/۱۲؛ کے موارد

116/11

گواہی: کے آثار ۸۲/۱۲؛ کے احکام ۸۲/۱۲؛ خدا کے حضور ۱۸/۱۱؛ نیز، ک اشراف مصر، انجیل، برادران یوسف  
ﷺ، بنیامین، توریت، اللہ تعالیٰ، ذکر، زلیخا، ظالمین، قرآن، کفار، حضرت محمد ﷺ، اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والے  
اور حضرت یوسف (ع)

گو سالہ : بھٹنا ہوا۔ ۱۱/۶۹؛ نیز، ک حضرت ابراہیم (ع)

گوشت: رک حضرت ابراہیم (ع)

"J"

لاوی: کا غم ۸۰/۱۲؛ کابنیا میں کے لوٹنے کابندوبست کرنا ۸۰/۱۲؛ کاقسم اٹھانے کابندوبست کرنا ۸۰/۱۲؛ کاعہد کابندوبست کرنا ۸۰/۱۲؛ کافر ۸۰/۱۲؛ کافکر ۸۰/۱۲، ۱۰؛ کاتجویز ۱۰/۱۲؛ کافلسفہ ۱۰/۱۲؛ کاقبول کیاجانا ۱۱/۱۲؛ کاتصمیم ۸۰/۱۲؛ کاتعلیمات ۸۱/۱۲؛ کاصیتیں ۸۱/۱۲، ۸۲؛ کاتقاضے ۸۱، ۸۲/۱۲؛ کاسرزنش ۸۰/۱۲؛ کاعقیدہ ۸۰/۱۲؛ کافراق: اس میں حکمت ۸۳/۱۲؛ سرزمین مصر پر ۸۰/۱۲؛ اوربنیامین پرچوری کالزام ۸۱/۱۲؛ اورحضرت یعقوب ؑ کی اجازت ۸۰/۱۲؛ کاکنعان کی طرف لوٹنا ۸۰/۱۲؛ اوربرادران یوسف ؑ ۸۱، ۸۲/۱۲؛ اورحضرت یوسف ؑ کی جلاوطنی ۱۰/۱۲؛ اوربنیامین کاقوری کرنا ۸۱/۱۲؛ اوربرادران یوسف ؑ کا ظلم کرنا ۸۰/۱۲؛ اورحضرت یوسف کاقتل کیاجانا ۱۰/۱۲؛ اورمقدرات خدا ۸۰/۱۲؛ اوربنیامین کی نجات ۸۰/۱۲؛ اورحضرت یوسف ؑ کی نجات ۱۰/۱۲؛ اورحضرت یوسف ؑ ۱۰/۱۲؛ نیز، کابرادران یوسف ؑ اورحضرت یعقوب (ع)

لجابت کی سزا ۳۳/۱۱؛ نیز، ک انبیاء ﷺ، اہل مدین، قوم ثمود، قوم عاد، کفار، گمراہ لوگ اور مشرکین لگاؤ: کے آثار ۹/۱۲؛ کا اظہار: اس کی اہمیت ۵/۱۲؛ مادی وسائل کے ساتھ ۹/۱۱؛ انسانوں کے ایمان کے ساتھ ۱۰۳/۱۲؛ غلام کے ساتھ: اس کی سرزنش ۳۰/۱۲؛ اولاد کے ساتھ ۵/۱۲؛ محبوب ہونے کے ساتھ ۹/۱۲؛ نعمت کے ساتھ ۹/۱۱؛ پسندیدہ ۵/۱۲ // لعنت: کے شامل حال ۱۸/۱۱، ۶۰، ۹۹، ۲۵/۱۳، ۳۹؛

اخروی۔ ۱۹/۱۱: نیز، ک اللہ تعالیٰ، دین، ظالمین، عہد توڑنے والے، فرعون، فرعون، قوم عاد، کفار، اللہ تعالیٰ پر افتراء، باندھنے والے، فساد پیکر کرنے والے اور یہود

لقاء اللہ: کا زمانہ ۲۹/۱۱: کا حتمی ہونا ۲/۱۳: دنیا میں ۲۹/۱۱: قیامت کے دن ۲۹/۱۱: کا مقام ۲۹/۱۱: نیز، ک ایمان اور قوم نوح (ع)

لقیظ: (گم شدہ اشیاء کا مل جانا)

لواط: کا پلید ہونا ۴۸/۱۱: کا ظلم ہونا ۸۳/۱۱: کا گناہ ہونا ۴۸/۱۱: نیز، ک قوم لوط (ع)

لوط علیہ السلام: کی آرزو ۸۰/۱۱: کی آگاہی ۴۹/۱۱: کو اذیت ۴۸/۱۱: کی اندازہ گیری ۴۴/۱۱: پر اطمینان ۸۱/۱۱: کی انیت و امن ۸۱/۱۱: کا غم و اندوہ ۴۴/۱۱: کا سلوک: اس کا طریقہ کار ۴۸/۱۱: کا بے یار و مددگار ہونا ۸۰/۱۱: کا پناہ حاصل کرنا ۸۰/۱۱: کی تجویز ۴۸/۱۱: اس کا مسترد کیا جانا ۴۹/۱۱: کی حمایت ۸۱/۱۱: کا خاندان ۸۱/۱۱: ان کا ایمان ۸۱/۱۱: ان کا منہ ہونا ۸۱/۱۱: ان کی نجات ۸۱/۱۱: ان کی ہجرت ۸۱/۱۱: کی بیٹیاں: ان کے ساتھ شادی ۴۸/۱۱: اس کا مسترد کیا جانا ۴۹/۱۱: ان کا بالغ ہونا ۴۸/۱۱: ان کا متعدد ہونا ۴۸، ۴۹/۱۱: کے تقاضے ۴۸، ۸۱/۱۱: کی بیچارگی ۸۱/۱۱: کی دعوتیں ۴۸/۱۱: کا دین: اس میں شادی ۴۸/۱۱: کے سخت ایام ۴۴/۱۱: کی سخاوت ۴۴/۱۱: کی عجلت ۸۱/۱۱: کا علم: اس کی حدود ۴۴/۱۱: کے فضائل ۴۴/۱۱: کا قصہ ۴۴، ۴۸، ۴۹، ۸۰، ۸۱: کا انکار کرنے والے ۸۱/۱۱: اور ذلت ۴۸/۱۱: اور قوم لوط علیہ السلام ۴۸/۱۱: اور ملائکہ ۴۴، ۸۱/۱۱: پر ایمان لانے والے: ان کی کمی ۸۱/۱۱: ان کا جہاد ۸۱/۱۱: ان کی تربیت کرنے والا ۸۱/۱۱: کی ذمہ داری ۴۴، ۸۱/۱۱: کی مہربانی ۴۸/۱۱: کے مہمان ۴۸، ۸۱/۱۱: ان کی رسالت ۸۱/۱۱: ان کی ذمہ داری ۴۴/۱۱: کی مہمان نوازی ۴۴، ۴۸، ۸۰، ۸۱/۱۱: کی نجات ۸۱/۱۱: کی پریشانی ۴۴/۱۱: کی نواہی ۴۸/۱۱: کی طرف وحی ۸۱/۱۱: کی ہجرت ۸۱/۱۱: ان کی رات کو ہجرت ۸۱/۱۱: کی بیوی ۸۱/۱۱: اس کی جاسوسی ۴۸/۱۱: اس پر عذاب ۸۱/۱۱: اس کا کفر ۸۱/۱۱: اس کا گناہ ۸۱/۱۱: اس کے مقدرات ۸۱/۱۱: اس کی ہلاکت ۸۱/۱۱: وہ عذاب کے وقت ۸۱/۱۱: کے ہم سفر ۸۱/۱۱: نیز، ک قوم لوط علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ اور ملائکہ





خداوند عالم کے بارے میں ۱۳/۱۳؛ نیز، ک حضرت ابراہیم (ع)، اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے انبیاء، قوم نوح ﷺ، کفار، ملائکہ، موحدین اور حضرت نوح (ع)

مجرم افراد: سے بارنپرس: اس کا جائز ہونا ۴۲/۱۲؛ قید کرنا: اس کا جواز ۴۲/۱۲؛ کی تشخیص: اس کی روش ۲۴/۱۲؛ کو گرفتار کرنا: اس میں انعام ۴۲/۱۲

محبت: کے آثار ۹۰/۱۱؛ کے اسباب ۸/۱۲؛ نیز، ک برادران یوسف، بنیامین، تربیت، اللہ تعالیٰ، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف (ع) محبوب:، ک نبوت

محرمات: ۱۱/۱۸، ۳، ۱۱۸۵، ۱۲/۲۳، ۳۳، ۱۳/۲۰، ۲۵

محسوسات:، ک قرآن مجید کی تشبیہات

محو و اثبات ۳۹/۱۳

مخلصین: کا عفت کا اہتمام کرنا ۳۳/۱۲؛ کی فکر ۳۳/۱۲؛ اور ذلت ۳۳/۱۲؛ اور گناہ ۳۳/۱۲

مخلصین: کا ایمان ۲۳/۱۲؛ کی عصمت ۲۳/۱۲؛ کے فضائل ۵۵/۱۲؛ نیز، ک مصر بادشاہ، خاندان اور حضرت یعقوب ب (ع) مدین:، ک سرزمین

مذہب:، ک دین // مرد:، ک انبیاء ﷺ اور عورت

مرد کی حکمرانی: کی تاریخ ۲۵/۱۲؛ حضرت یوسف ﷺ کے زمانے میں ۲۵/۱۲

مردے: کی آخرت میں حیات ۱۱/۱۳، ۵/۴؛ نیز، ک قیامت اور معجزہ

موت: کے اسباب ۸۵/۱۲؛ کا سرچشمہ ۱۰۱/۱۲، ۳۰/۱۳؛ نیز، ک انبیاء ﷺ، حضرت نوح ﷺ، حضرت یعقوب (ع)

اور حضرت یوسف (ع)

مستحبات: ۸۸/۱۲ // مستضعفین:، ک قوم نوح (ع)

مسجد کوفہ: ۳۸، ۳۰، ۳۱/۱۱

مسلمین: کی دلیل ۱۰۸/۱۲؛ کی توحید: اس کے دلائل ۱۰۸/۱۲؛ کی حاکمیت: اس کی وسعت ۳۱/۱۳؛ کا انجام: حسن

۳۹/۱۱؛ کی ذمہ داری ۱۱۳/۱۱؛ کا متقین میں سے ہونا ۳۹/۱۱؛

صدر اسلام کے: ان کے تقاضے ۳۱/۱۳; ان کے فضائل ۲۸/۱۳; ان کے رجحانات ۲۸/۱۳; وہ اور حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ۳۹/۱۱; وہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۳/۱۲; ان کی مشکلات ۱۱۲/۱۱; اور ظالمین ۱۱۳/۱۱; اور حضرت محمد ۳۰/۱۳

مسیحی لوگ: کی پیروی ۳۴/۱۳; اس کے آثار ۳۴/۱۳; ان کی سزا ۳۴/۱۳; کی ذمہ داریاں ۱۴/۱۱; کا شرک ۳۶/۱۳; کی خوشی: اس کے اسباب ۳۶/۱۳; کی آسمانی کتاب ۳۶/۱۳; کا عقیدہ: اس کا سرچشمہ ۳۴/۱۳; کے رجحانات ۳۶/۱۳; کی مخالفت اس کے اسباب ۳۶/۱۳; جہنم میں ۱۴/۱۱; صدر اسلام کے: ان کا ماحول ۳۶/۱۳; ان کا عقیدہ ۳۴/۱۳; ان کی خواہشات پرستی ۳۴/۱۳; اور قرآن ۳۶/۱۳

مشرکین: ۱۱/۵۸، ۵۳، ۵۰، ۲۶، ۸۳، ۶۱، ۸۵، ۳۸/۱۲، ۳۹، ۳۰، ۳۶/۱۳; پر اتمام حجت ۱۰۴/۱۲; کا ادعا: اس کا بطلان ۳۳/۱۳; ان کا بے جا ادعا ۱۳/۱۱; کی اذیتیں ۳۹/۱۱; کی مدد کرنا ۱۰۱/۱۱; کا منہ پھیرنا ۱۸/۱۳; کا اقرار ۳۳/۱۳; کی اکثریت: اس کی جہالت ۳۰/۱۲; کو ڈراوے ۲/۱۱; کے ساتھ سلوک: اس کی روش ۳۵/۱۱; کا سلوک: اس کی روش ۵/۱۱; کا بے صلاحیت ہونا ۳۴/۱۲; کی فکر ۳۰/۱۲، ۱۶/۱۳; کی تاریخ: اس کا مطالعہ ۱۰۹/۱۱; کی تباہی ۱۰۹/۱۱; کی ذمہ داریاں ۱۴/۱۱; کی سازش ۵۱۱; کی دھمکی ۸۳/۱۱; کی جہالت ۳۰/۱۲; کے بے جاتقاضے ۱۲/۱۱; کی دعوت ۱۳/۱۱; کا نقصان ۱۰۹/۱۱، ۱۰۱; کی سرزنش ۲۳/۱۱; کا شرک عبادی ۳۳/۱۳; کی شقاوت ۱۰۵/۱۱; کا عذاب ۳/۱۱، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۳/۱۲، ۱۰۴/۱۳; اس کا حتمی ہونا ۱۰۴/۱۲; ان کا اخروی عذاب ۱۰۴/۱۲; ان پر شدید عذاب ۹۳/۱۱; ان پر دنیاوی عذاب ۱۰۴/۱۲، ۶۴، ۹۳/۱۱; اس کے اسباب ۱۰۱/۱۱; اس کا سرچشمہ ۱۰۱/۱۱; کا عقیدہ ۳۳/۱۳; کا باطل عقیدہ ۱۶/۱۳; کا برا انجام: اس سے پریشانی ۲۶/۱۱; قیامت کے روز: کی اولاد ۱۰۵/۱۱; کا بہرہ ہونا ۲۰/۱۱; کا کفر ۳۵/۱۳; کا اندھا ہونا ۲۰/۱۱; کی سزا ۱۰۹/۱۱، ۱۰۲; کی گمراہی: اس کا سرچشمہ ۳۳/۱۳; کی لجاجت ۱۶/۱۳، ۳۳۳; کی محرومیت ۳۳/۱۳; جہنم میں ۱۴/۱۱، ۱۰۶; کے قیامت کے دن ۱۸/۱۳; صدر اسلام میں: ان کا جھوٹ باندھنا ۱۵/۱۱، ۱۳; ان کی غلط فکر ۱۵/۱۱، ۵; ان کی تجمل گرانی ۱۵/۱۱; کی سازش ۵/۱۱; ان کی دھمکی ۱۰۱، ۱۰۲/۱۱; ان کا دنیا طلب کرنا ۱۵/۱۱; ان کا شرک عبادی ۱۰۹/۱۱; ان کا عقیدہ ۱۶/۱۳; ان کے نیک افراد کا عقیدہ ۱۰۹/۱۱; ان کا کفر ۱۶/۱۳; ان کی لجاجت ۱۶/۱۳; اور ربوبیت خدا ۱۶/۱۳; اور قرآن ۱۳، ۳۵/۱۱; اور حضرت محمد ﷺ ۵/۱۱، کا سرگوشیاں کرنا ۵/۱۱، کے دل کا اندھا ہونا ۱۶/۱۳; اور

آیات الہی ۲۰/۱۱؛ اور قیامت کی تکذیب ۱۲/۱۱؛ اور توحید ۱۳/۱۲، ۳۳/۳۰؛ اور قرآن ۱۱/۱۳، ۱۳؛ اور حضرت محمد ﷺ ۱۱/۱۲، ۵، ۱۵؛ اور باطل معبود ۱۲/۳۰؛ اور معجزہ ۱۱/۱۲؛ اور موحدین ۱۳/۱۶؛ عذاب کے نزول کے وقت ۱۱/۱۰؛ کے معبود: ان کا بے صلاحیت ہونا ۱۳/۳۳؛ ان کا عاجز آنا ۱۳/۳۳؛ کاکر و فریب ۱۳/۳۳؛ اس کے آثار ۱۳/۳۳؛ کی موضع گیری ۱۱/۵؛ پر ولایت ۱۳/۱۶؛ کا ولی ۱۳/۱۶؛ کی ہلاکت ۱۱/۱۰

نیز، ک قرآنی تشبیہات، ذکر، حضرت شعیب ؑ، حضرت صالح (ع)، قرآن، مومنین، قرآنی مثالیں، حضرت محمد ﷺ، مشرکین مکہ اور موحدین

مشرکین مکہ کی فکر ۱۱/۳۵، کی سازش ۱۱/۵، کی تہمتیں ۱۱/۳۵؛ کے مخفی اجلاس ۱۱/۵؛ اور حضرت نوح (ع) کا قصہ ۱۱/۳۵؛ اور حضرت محمد ۱۱/۵؛ کی موضع گیری ۱۱/۵؛ نیز، ک مشرکین

مشکلات: رفع۔ اس کا زینہ ۱۲/۸۴؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۸۴؛ نیز، ک حضرت محمد ﷺ، لوگ، مسلمین مشورہ: ر، ک برادران یوسف (ع)

مصلحین: کا زہد ۱۱/۲۹؛ کا عذاب ۱۱/۱۱۴؛ کی موت اس کے اجاب ۱۱/۱۲۰؛ کی صداقت اس کی نشانیاں ۱۱/۲۹؛ کی ذمہ داریاں ۱۱/۸۸؛ اور تبلیغ کی اجرت ۳۱/۵۱؛ نیز، ک گذشتہ اقوام مصیبت: کے اسباب ۱۳/۳۱

معاش: فراہم کرنا: اس کی اہمیت ۱۲/۶۵؛ نیک ذریعہ۔ اس کی اہمیت ۱۱/۳

اس کا سرچشمہ ۱۱/۳؛ اس کے اسباب ۱۱/۳؛ نیز، ک آل یعقوب، ادیان، برادران یوسف (ع)، قرآن اور موحدین مظلوم: کو بخشش دین

معاد: کو بعید خیال کرنا ۱۳/۵؛ اس کے آثار ۱۳/۵؛ کی تکذیب ۱۳/۶؛ کا حتمی ہونا ۱۱/۳؛ کے دلائل ۱۳/۵؛ کا زینہ ۱۳/۵؛ کو جھٹلانے والے اس کے دلائل ۱۳/۵؛ اس کی اخروی سزا ۱۳/۵؛ اس کی سزا ۱۳/۵؛ وہ جہنم میں ۱۳/۵؛ نیز، ک ایمان، قیامت اور یقین

مقابلہ: کے احکام ۱۲/۴۲، ۱۴؛ میں انعام ۱۲/۴۲؛ نیز، ک حضرت یوسف (ع)

معاشرت:

آداب\_ ۱۱/۱۲، ۶۹، ۹۹، ۶۸، ۶۳ // معاملہ: کے احکام ۱۱/۸۵: میں ظلم: اس کا زینہ ۱۱/۸۷: نیز، ک لقیط

معاشی سیاست: ر\_ک اقتصاد اور حضرت یوسف (ع)

معبود: کی خالقیت ۱۱/۶۱: کی ربوبیت ۱۳/۳۳، نیز، ک میلانات، باطل معبود اور معبودیت

معبودیت: کالاک و معیار ۱۱/۱۳، ۶۱/۳۳: نیز، ک معبود اور باطل معبود

معجزہ: کا زمانہ ۱۳/۳۸: کے شرائط ۱۳/۳۸: اور مردوں کو زندہ کرنا ۱۳/۳۱: اقتراحی ۱۱/۱۲، ۱۳/۳۱، ۲۴، ۷: اس کے دلائل ۱۳/۹: اس کا رو ہونا ۱۳/۲۷: اس کے موانع ۱۳/۳۱: مردوں کے کلام کرنے کا ۱۳/۳۱: حضرت اسحق کی ولادت کا ۱۱/۷۲: اور قرآن ۱۱/۱۳: کو جھٹلانے والے ۱۳/۲۷: کا سرچشمہ ۱۱/۱۲، ۷۸، ۶۳، ۱۳، ۸۸، ۳۸، ۷: کا کردار ۱۱/۵۳، ۱۳/۳۱ معصیت کا: ۸۲

مصر کا پادشاہ: ۱۲/۷۶ اسکے پانی پینے کا برتن ۱۲/۷۶، ۷۰، ۷۱: اسکی قدر و قیمت ۱۲/۷۰: ۷۲: اسکو پانے والے کو انعام ۱۲/۷۲: اسکی جنسیت ۱۲/۷۲: اسکے فوائد ۱۲/۷۲: اسکو چوری کرنے والے کی سزا ۱۲/۷۳، ۷۵: اسکا گم ہونا ۱۲/۷۰، ۷۲: اسکو ڈھونڈے جانے کا مقام ۱۲/۷۶: اسکی خصوصیات ۱۲/۷۲: کی آگاہی ۱۲/۵۲، ۵۱: کے اختیارات اسکی حدود ۱۲/۷۶: کا اطمینان ۱۲/۵۰: کا حضرت یوسف (ع) پر اعتماد ۱۲/۵۳: کے احکام ۱۲/۵۰: کی بازپرسی ۱۲/۵۱: کی فکر ۱۲/۵۱: اور اشراف مصر ۱۲/۳۳، ۱۲/۵۳: اور حضرت یوسف علیہ السلام کی غلامی ۱۲/۵۳: اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ۱۲/۳۲: اور حضرت یوسف علیہ السلام کے تقاضے ۱۲/۵۶: اور اشراف مصر کی خواتین ۱۲/۵۱: اور پاکباز ۱۲/۵۳: اور علماء ۱۲/۵۳: اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ۱۲/۵۱، ۱۲/۵۳: کے تقاضے ۱۲/۳۳، ۵۰: کے خواب ۱۲/۳۳، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱: اس کی تعبیر ۱۲/۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱: اس کی تعبیر کا ابلاغ ۱۲/۳۶: اس کا تعبیر کا درخواست کرنا ۱۲/۳۳، ۳۶: اس کا حیرت انگیز ہونا ۱۲/۳۳: اس کا ساقی: اس کا اذن طلب کرنا ۱۲/۳۶: اس کی فکر ۱۲/۳۶: اس کے تقاضے ۱۲/۳۵، ۳۶: وہ اور خواب کی تعبیر کرنے والوں کا عاجز آجانا ۱۲/۳۵: وہ اور حضرت یوسف علیہ السلام ۱۲/۳۵، ۳۶، ۵۰: اس کی فراموشی ۱۲/۳۵، ۳۶: اس کی فراموشی کا سرچشمہ ۱۲/۳۲: اس کی نجات ۱۲/۳۵: اس کا کردار ۱۲/۵۰: کا عقیدہ ۱۲/۵۱: کی عدالت ۱۲/۳۲: کے فضائل ۱۲/۵۳: کی مدیریت ۱۲/۵۳: کا خصوصی مشیر ۱۲/۵۳: کے خوابوں

کی تعبیر کرنے والے ۳۳/۱۲؛ ان کا اقرار ۳۳/۱۲؛ ان کا عجز ۳۳/۱۲؛ کی حضرت یوسف (ع) سے ملاقات ۵۳/۱۲؛ کی زوجہ: اس کا زلیخا کی محفل میں آنا ۵۲/۱۲؛ وہ اور حضرت یوسف (ع) ۵۲/۱۲؛ نیز، ک زلیخا، شیطان اور حضرت یوسف (ع)

معصومین: ۵۳/۱۲ معصیت: ر، ک گناہ

معنویات: سے لبریز ہونا: اس کی علامات ۳۱/۱۱؛ نیز، ک معنوی مقامات  
مغفرت: ر، ک بخشش

مقابلہ بالمثل: کا جائز ہونا ۳۸/۱۱؛ نیز، ک مذاق کرنے والے اور دشمن

معنوی مقامات: کے مراتب ۴۶/۱۲؛ کا سرچشمہ ۳۱/۱۱

مقدّرات: ر، ک خدا اور لاوی // مقرب: ۲۹/۱۱؛ مکار لوگ: اسے امن: اس کی اہمیت ۵/۱۲

مکر: کے آثار ۳۳/۱۳؛ سب سے بڑا ۲۸/۱۲؛ کی طرف ترغیب دلانا ۱۲/۱۲؛ کا زینہ ۱۱/۱۲؛ کے اسباب ۵/۱۲؛ کے

ساتھ دوسروں کے ساتھ مقابلہ ۵/۱۲؛ نیز، ک اشراف مصر، گذشتہ امتیں، انبیاء، انسان، برادران یوسف ﷺ، خیانت کا

ر، خدا، اپنی ذات، رشتہ دار، دین، زلیخا، عورت، عزیز مصر، قوم عاد، کفار، مشرکین اور حضرت یوسف (ع)

مکہ: اہل: ان کی حسادت ۱۰۳/۱۲؛ کے اطراف کے کفار: ان کی شکست ۳۱/۱۳؛ کے مصائب ۳۱/۱۳؛ ان کی ہلاکت

۳۱/۱۱۳؛ نیز، ک سرزمین اور مشرکین مکہ // ملانکہ: کی صلاحیتیں ۴۰/۱۱؛ کو ضرر پہنچانا ۸۱/۱۱؛ کو کھانا کھلانا

۶۹/۱۱؛ کئے افعال: اس کا سرچشمہ ۸۲/۱۱؛ کی بشارتیں ۲۳/۱۳؛ کی تبریک ۲۳/۱۳؛ کا مجسم ہونا

۶۹، ۴۴/۱۱؛ کا حمد بیان کرنا ۱۳/۱۳؛ اس کا زینہ ۱۳/۱۳؛ اس کا زینہ ۱۳/۱۳؛ کا خوف ۱۳/۱۳؛ اس کے آثار

۱۳/۱۳؛ کی تسبیح ۱۳/۱۳؛ اس کا زینہ ۱۳/۱۳؛ کی نصیحتیں ۸۱/۱۱؛ کے تقاضے ۴۶/۱۱؛ کی خوبصورتی ۳۱/۱۲

۱۵/۱۳؛ کا سجدہ ۶۹/۱۱، ۲۳/۱۳، ۲۳؛ اس کا جواب ۶۹/۱۱؛ کی قدرت ۸۲/۱۱؛ کے جدال ۴۳/۱۱؛ کی

ذمہ داری ۴۰/۱۱؛ سرزمین لوط پر ۴۴/۱۱؛ عذاب کے ۶۹/۱۱، ۸۲، ۴۸، ۴۴، ۴۳، ۴۰؛ بشارت دینے

والے ۶۹، ۴۰، ۴۳/۱۱؛ حفاظت کرنے والے: ان کا سر تسلیم خم کرنا ۱۱/۱۳؛ ان کا متعدد ہونا ۱۱/۱۳؛ ان کی قدرت

کی حدود ۱۱/۱۳؛ اور حضرت ابراہیم ﷺ

۶۹/۱۱، ۷۰، ۷۲، ۷۴، ۷۵؛ اور انبیاء ﷺ ۶۹/۱۱؛ اور انسانی حالات ۷۰/۱۱؛ اور حضرت لوط علیہ السلام کا خاندان۔ اور حضرت ابراہیم (ع) کا کھانا ۷۰/۱۱؛ اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا عذاب ۸۱/۱۱؛ اور غذا ۷۰/۱۱؛ اور قوم لوط (ع) ۸۱/۱۱؛ اور حضرت لوط علیہ السلام ۷۷/۱۱، ۷۸، ۸۱؛ اور نبوت ۳۱/۱۱؛ کا نزول: اس کی درخواست ۱۲/۱۱؛ کا کردار ۱۳/۱۱، ۷۹، ۸۱؛ کی نواہی ۷۳/۱۱

نیز، ک حضرت ابراہیم علیہ السلام، انسان، بہشتی، سارہ، عقیدہ، حضرت لوط علیہ السلام، قدیمی مصری اور حضرت یوسف (ع) منافع: حلال۔ ۸۶/۱۱؛ اس میں خیر اور برکت کا ہونا ۸۶/۱۱؛ حرام۔ ان کا صحیح نہ ہونا ۸۶/۱۱

نیز، ک تجارت، قوم ثمود، منفعت طلبی اور حضرت یوسف (ع) منفعت طلبی: کے آثار ۹۱/۱۱؛ نیز، ک منافع

موجودات: کے آثار: اس کا خاضع ہونا ۱۵/۱۳؛ کاسر تسلیم خم کرنا ۱۶/۱۳؛ کی تقدیر ۸/۱۳؛ کا امتیاز: اس کا فلسفہ ۲/۱۳؛ کی توحید عبادی ۱۵/۱۳؛ کا خالق ۱۶/۱۳؛ کا خضوع و خشوع ۱۵/۱۳؛ کا سجدہ ۱۵/۱۳؛ کی شناخت: اس کی روش ۳۰/۱۲؛ کا عجز ۳۰/۱۱، ۳۳، ۸۸، ۱۰۸، ۲۱/۱۲، ۱۱/۱۳، ۱۶، ۳۱، ۳۳؛ کی قدرت: اس کا سرچشمہ ۳۰/۱۲؛ کا مالک ۵۷/۱۱؛ کا قہر زدہ ہونا ۳۳/۱۱؛ نیز، ک آسمان اور زمین

موحدین: ۱۸/۱۲، ۱۰۸، ۱۰۰، ۳۸، ۲۳؛ کی کفار پر برتری ۲۳/۱۱؛ کی مشرکین پر برتری ۲۳/۱۱؛ کو بشارت ۲/۱۱؛ کا تقویٰ ۳۵/۱۳؛ کا حامی ۳۰/۱۱؛ کی اغروی سعادت ۱۰۵/۱۱؛ کے فضائل ۱۳/۱۱، ۱۸/۲۳، ۱۶؛ کی مقدار کالم ہونا ۱۰۶/۱۲؛ کے ساتھ جدال ۱۳/۱۳؛ کا پسندیدہ معاش ۳/۱۱؛ اور شرک ۱۰۶/۱۲

نیز، ک اہل مدین، قرآنی تشبیہات، قوم ثمود، قوم عاد، قوم عاد، قوم نوح علیہ السلام، قرآنی مثالیں، حضرت محمد اور مشرکین مخلوقات: آسمان سے قبل کی۔ ۷/۱۱؛ زمین سے پہلے کی۔ ۷/۱۱

مخلوق: بیس اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ۱۰۵/۱۲؛ کے تحولات۔ اس کے موثر اسباب ۵۲/۱۱؛ اس کا سرچشمہ ۱۲/۱۱، ۵۲/۵۲؛ کی تدبیر ۱۰۷/۱۱؛ میں غور فکر ۳/۱۳؛ میں تفکر ۳/۱۳؛ کی تقدیر ۸/۱۳؛ کا حاکم ۱۱/۱۱، ۲۰، ۱۵، ۷، ۵۲، ۱۰۷/۱۲، ۳۰، ۶۷، ۱۰۰، ۲/۱۳، ۱۱، ۱۶، ۳۹، ۳۱؛ کا خالق ۱۰۱/۱۲؛ کی ربوبیت ۱۶/۱۳؛ کی ولایت ۱۰۱/۱۲، ۱۶/۱۳؛ کا خاضع ہونا ۱۵/۱۳؛ کی خلقت ۲، ۳/۱۳؛ کا سجدہ ۱۵/۱۳؛ کا شہود ۹/۱۳؛ کی طبقہ بندی

۹/۱۳ کی عمر؛ اس کی حدود ۲/۱۳؛ غیبت ۹/۱۳؛ اس کا مالک ۱۲۳/۱۱؛ کا قانون کے مطابق ہونا ۸/۱۳، ۲؛ کے قوانین؛ اس کا سرچشمہ ۳۹/۱۳؛ کا مدبر ۲/۱۳؛ اس کی خصوصیات ۱۶/۱۳؛ میں مطالعہ؛ اس کے آثار ۲/۱۳؛ کا کردار ۳/۱۳

مدد طلب کرنا: بتوں سے طلب کرنا ۱۰۱/۱۱؛ خدا سے ۱۸/۱۲، ۳۳، ۸۶؛ اس کے آثار ۱۲/۱۱، ۳۳/۱۱۳؛ اس کی اہمیت ۱۸/۱۲؛ ظالموں سے ۱۱۳/۱۱۱؛ کفار سے ۳۲/۱۲؛ باطل معبودوں سے ۱۰۱/۱۱؛ اس کے نقصانات ۱۰۱/۱۱؛ بے فائدہ ۱۰۱/۱۱؛ جائز ۳۲/۱۲؛ نیز، ک توحید، مشرکین، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف (ع)

مذاق اڑانا: کے احکام ۳۸/۱۱؛ جائز ۳۸/۱۱؛ نیز، ک مذاق اڑانے والے، انبیاء ﷺ، اللہ تعالیٰ، سیر و سلوک والے، حضرت شعیب (ع)، عذاب، حضرت محمد ﷺ اور حضرت نوح (ع)

مذاق اڑانے والے:- کا برا انجام ۳۸/۱۱؛ کے ساتھ مقابلہ بالمثل نیز، ک مذاق، گذشتہ امتیں، انبیاء ﷺ، حضرت محمد ﷺ اور حضرت نوح (ع) // مہارت: ر، ک تعہد

متوجہ کرنا: انبیاء کو ۳۶/۱۱؛ برادران یوسف ﷺ کو ۸۹/۱۲، ۹۸؛ حضرت یوسف ﷺ کو کنویں میں ڈالنے کی طرف ۸۹/۱۲؛ اخروی حیات کی طرف ۴/۱۱؛ قیامت کی طرف ۴/۱۱؛ تاریخ کی طرف ۸۹/۱۱؛ خدا کے حساب و کتاب کی طرف ۹۲/۱۱؛ جائز سابقہ کی برائی کی طرف ۶۳/۱۲؛ خدا کی سزاؤں کی طرف ۹۲/۱۱؛ گذشتہ اقوام کی ہلاکت کی طرف ۸۹/۱۱

معاشرہ: معاشرہ کی آسیب شناسی ۵۴/۱۱، ۶۲، ۸۵، ۸۷، ۹۷، ۱۳، ۱۱/۱۱۶؛ کی اصلاح ۸۸/۱۱؛ اس کا زینہ ۸۸/۱۱؛ کا اقتصاد: اس کے امور کی اہمیت ۵۵/۱۲؛ کی اکثریت: اس کا فساد ۱۱۶/۱۱؛ میں امن و سکون کے لیے اقدامات ۴۳/۱۲؛ میں امن و سکون: اس کی اہمیت ۶۹/۱۲؛ اس کا سرچشمہ ۳۸/۱۱؛ معاشرتی تحولات و تبدیلیاں: اس کے اسباب ۱۱/۱۳؛ اس کا سرچشمہ ۳۸/۱۱، ۱۱/۱۳؛ کے رہبر و راہنما: ان کی بصیرت کے آثار ۱۰۸/۱۲؛ ان کی ذمہ داری ۴۴/۱۲، ۴۳؛ کی طاقت: اس کا زینہ ۵۲/۱۱؛ اجتماعی رجحانات: اس کے آثار ۱۱/۱۳؛ معاشروں کی نابودی: اس کے اسباب ۵۴/۱۱؛ کی ضرورتیں: ان کو مہیا کرنے کی اہمیت ۳۴/۱۲؛ ان کے وقت کے علم کا مخفی رکھنا ۳۴/۱۲؛ نیز، ر، ک ادیان، انبیاء ﷺ، اسلامی معاشرہ، دینی رہبر اور مبلغین

منصف بننا:



ر، ک قضاوت

مصائب: کے آثار ۸۵/۱۲؛ نیز، ک آل یعقوب ؑ، بنیامین، علماء، حضرت یعقوب ؑ اور حضرت یوسف (ع)

مشغلہ: کے احکام ۵۵/۱۲؛ جائز ۵۵/۱۲؛ نیز، ک حضرت شعیب ؑ اور حکومت

مغفرت: ر، ک معافی

منہ بولا بیٹا: کی تاریخ ۲۱/۱۲؛ حضرت یوسف ؑ کے زمانہ میں ۲۱/۱۲؛ نیز، ک اولاد

معاف کرنا: ر، ک معافی

معاملہ: حضرت یعقوب ؑ کے زمانے میں ۱۹/۱۲؛ اس کا ناپسند ہونا ۱۹/۱۲

موصل: ر، ک سرزمین

موقف اپنانا: میں استقامت

موعظہ بتاثر: اس کی شرائط ۳۳/۱۱؛ نیز، ک انبیاء ؑ، اللہ تعالیٰ، سورہ ہود اور حضرت نوح (ع)

موقیقت: کے اسباب ۸۸/۱۱؛ کا سرچشمہ ۸۸/۱۱؛ کی علامات ۸۸/۱۱

نیز، ک امتحان، انبیاء ؑ، حضرت شعیب ؑ، عمل اور حضرت یوسف (ع)

مہمان: کی پذیرائی ۶۹/۱۱؛ کا دفاع ۴۸، ۸۱/۱۱؛ اس کی اہمیت ۴۴، ۴۸، ۸۰/۱۱

نیز، ک حضرت ابراہیم ؑ، زلیخا، قوم لوط ؑ، حضرت لوط ؑ، مہمان نوازی اور حضرت یوسف (ع)

مہمان نوازی: کے آداب ۶۹/۱۱؛ کی ارزش ۵۹/۱۲؛ ک حضرت ابراہیم ؑ، حضرت لوط ؑ، مہمان اور حضرت

یوسف (ع) // یشاق: ر، ک عہد

مومنین: کی بخشش ۳۱/۱۱؛ کی استقامت ۱۱۲/۱۱، ۱۲۱؛ کا اطمینان قلب ۲۸/۱۳؛ کی امداد ۱۱۳/۱۱؛ کی کفار پر

جرم قری ۲۳/۱۱؛ کی مشرکین پر جرم قری ۲۳/۱۱؛ کو بشارت ۱۲۲/۱۱؛ کی اضروی پاداش ۱۱۱/۱۱؛ کی کامیابی

۱۱۳/۱۱، ۳۱/۳۹؛ کی تشویق ۳۹/۱۱؛ کا حامی ۵۶/۱۱؛ کا ادراک ۸۶/۱۱؛ اس کی دعوت دینا ۲۳/۱۱؛ کی برتری کا

ادراک ۲۳/۱۱؛ کو دلداری ۳۲/۱۳؛ چر رحمت ۳۱/۱۱؛ کی دنیاوی زندگی ۲۹/۱۳؛ کی آخرت میں سعادت

۱۱۳/۱۱، ۲۹/۱۰۵؛ کی شخصیت: اس کی

اہمیت ۲۹، ۳۰/۱۱: کا عقیدہ ۸۶/۱۱، ۱۲۲: کا عمل ۱۲۲/۱۱: کا انجام: ان کا حسن انجام ۲۹/۱۳: کے فضائل ۲۳/۱۱، ۲۳/۱۱، ۵۸، ۶۶، ۸۶، ۹۳، ۱۲۰، ۱۱۱/۱۲، ۱۸، ۲۸، ۲۹/۱۳: کو رد کرنا: اس کے آثار ۳۰/۱۱: اس کی سزا ۳۰/۱۱: اس کا گناہ ہونا ۳۰/۱۱: کا کم ہونا ۱۰۶/۱۲: قیامت کے دن ۲۹/۱۱: صالح: ان کے فضائل ۳۳/۱۱: ان کا محفوظ ہونا ۲۳/۱۱: صدر اسلام کے: ان کی کامیابی ۳۱/۱۳: ان کو وعدہ دیا جانا ۳۱/۱۳: فقیر: ان کو رو کرنے سرزنش ۲۹/۱۱: اور اقتصادی خلاف ورزیاں ۸۶/۱۱: او نقصان ۲۳/۱۱: اور سورہ ہود ۱۲۰/۱۱: اور شرک عبادی ۱۱۲/۱۱: کا مدبر ۳۸/۱۱: کمی ذمہ داری ۱۱۲/۱۱، ۱۲۱، ۳۱/۱۳: کمی نجات ۵۸/۱۱: کمی نعمات ۳۸/۱۱: کو وعدہ ۳۱/۱۳: کمی خصوصیات ۱۱۱/۱۲: کا ہدایت کو قبول کرنا ۱۸۱/۱۲: کی ہدایت ۲۸/۱۳: کی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہم آہنگی ۱۲۱/۱۱: نیز، ک آخرت، انبیاء، توریت، ذکر، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، ظالمین، قرآن، قضاوت، قوم ثمود، قوم عاد، قوم نوح، قیامت، آسمانی کتابیں، حضرت لوط علیہ السلام، قرآنی مثالیں، حضرت محمد ﷺ، حضرت نوح اور حضرت ہود (ع)

## "ن"

نامنی: کے اسباب ۳۱/۱۳: ناامیدی:، ک یاس

نادان لوگ:، ک جہلاء// نادانی:، ک جہالت

ناشکری:، ک کفران// نافرمانی:، ک معصیت

نہی عن المنکر کرنے والے: اور گزشتہ اقوام کا فساد ۱۱۶/۱۱: کی نجات ۱۱۶/۱۱: نیز، ک گزشتہ اقوام اور نہی عن

المنکر// نبوت: کی اہمیت ۸۸/۱۱، ۶۳، ۲۸: کا دعویٰ اس کی شرائط ۵۳/۱۱: کی شرائط ۳۱/۱۱، ۲۲/۱۲، ۳۸/۱۳:

مقام ۳۱/۱۱، ۶۳: بشر کی ۳۱/۱۱: اس کی تکذیب کرنے والے ۲۴/۱۱: جوانی میں ۲۲/۱۲: بچپن میں ۱۵/۱۲: اور

مادی سہولیات ۳۱/۱۱: اور محبوبوں کے فراق پر غم و اندوہ ۸۳/۱۲: اور علم و غیب ۳۱/۱۱: اور محبوبوں کے فراق

پر گریہ ۸۳/۱۲: اور معجزہ ۳۸/۱۳: نیز، ک حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحق علیہ السلام، انبیاء (ع)، برادران یوسف علیہ السلام

، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب (ع)، قوم نوح علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ، ملائکہ، حضرت موسیٰ (ع)، حضرت نوح

علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف (ع)

نجف اشرف: ۳۳/۱۱

نجو: ر، ک برادران یوسف ﷺ اور مشرکین

نفسانی میلان: کے مقابلہ میں ہوشیاری ۵۳/۱۲؛ نیز، ک انبیاء

نظریہ کائنات: توحیدی \_ ۱۱/۱۳، ۱۰۸، ۱۰۰، ۹۹، ۶۴/۱۲، ۱۲۳، ۱۱۳، ۱۰۴، ۸۳، ۶۱، ۵۶، ۵۰، ۲۰، ۳۳، ۱۳/۱۱

، ۳۳، ۳۱، ۳۰، ۱۶، ۱۲؛ اس کی اہمیت \_ ۱۰۶/۱۲؛ \_ اور ایڈیالوجی \_ ۳/۱۱، ۶۱، ۸۳، ۱۰۴، ۱۱۲، ۱۲۳،

۱۲/۱۳، ۱۳/۶۴، ۳۱، ۳۰، ۵؛ نیز، ک حضرت ہود (ع)

نیک لوگ: کے فضائل ۳۱/۱۳

نہریں: کا جاری ہونا ۳/۱۳؛ کی ظرفیت: اس کی مقدار ۱۴/۱۳؛ کا سرچشمہ ۳/۱۳

ناامیدی: کا زینہ ۹/۱۱؛ سے نہی ۴۸/۱۲؛ رحمت خدا سے \_ ۹/۱۱؛ غیر خدا سے \_ اس کا زینہ ۸۳/۱۲؛ نیز، ک اشraf

مصر، انبیاء ﷺ، انسان، اہل مدین، برادران یوسف ﷺ، اللہ تعالیٰ، رحمت، زلیخا، حضرت شعیب ﷺ، قوم ثمود، قوم

نوح (ع) // ندامت: ر، ک پریشانی

جزا کا نظام: ۳۰/۱۱، ۸۱، ۱۰۹، ۱۱۱، ۴۳/۱۲، ۴۹، ۳۱/۱۳؛ حضرت یوسف ﷺ کے زمانہ میں \_ ۴۶/۱۲؛ نیز، ک بنی

اسرائیل // نصیحت: ر، ک عبرت

سکہ و نقدی: حضرت یعقوب ﷺ کے زمانے میں رائج \_ ۲۰/۱۲؛ کی تاریخ ۲۰/۱۲

نظام علیّت: ۱۱/۱۲، ۴۶/۳۴؛ اور حاکمیت خدا \_ ۶۸/۱۲

نصیحت: کو بیان کرنے کا طریقہ کار

نظر کا لگنا: ر، ک برادران یوسف (ع)

نفس اتارہ: سے نجات ۵۳/۱۲؛ اور گناہ ۵۳/۱۲؛ کا کردار ۵۳/۱۲؛ نیز، ک انبیاء (ع)

نفاق: کی طرف ترغیب ۱۲/۱۲

نعمت: کا اظہار: اس کا جائز ہونا ۳۸/۱۲؛ کا تبدیل ہونا: اس کے اسباب ۱۱/۱۳؛ کے خزانے ۲۱/۱۱؛ کا مالک

۳۱/۱۱؛ کا زینہ ۱۳/۱۲، ۱۱/۶؛ اس کا خاص ہونا ۴۳/۱۱؛ کا سلب ہو جانا: اس کے

اسباب ۱۱/۱۳؛ اس کا سرچشمہ ۱۱/۱۳، ۱۱/۹؛ کے مراتب ۱۱/۱۲، ۱۰۱/۹۰؛ کے شامل حال ۱۱/۳۸، ۱۲/۵۶، ۹۰؛ اس کی ذمہ داری ۱۲/۹۰، ۱۰۰؛ دلیل کی ۱۲/۳۰؛ آخرت کی ۱۲/۵۴؛ اسباب ۱۲/۵۴؛ انبیاء کی ۱۲/۳۸؛ بہشت کی ۱۱/۱۰۸؛ خدا کے آگے تسلیم ہونے کی ۱۲/۱۰۱؛ حکومت کی ۱۲/۱۰۱؛ حادثات کو حل کرنے کی ۱۲/۲۱، ۱۰۱؛ خواب کی تعبیر بتانے کی ۱۲/۲۱، ۱۰۱؛ آسودگی کی ۱۲/۲۱؛ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ زندگی گزارے کی ۱۲/۱۰۰؛ قدرت کی ۱۲/۱۰۱، ۲۱؛ صلحاء کے ساتھ ہم نشینی کی ۱۲/۱۰۱؛

نیز، ک آل یعقوب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اسحق رحمۃ اللہ علیہ، امتحان، انبیاء رحمۃ اللہ علیہ، انسان، اہل مدین، بشارت، بنیامین، بہشت، خدا، شکر، ذکر، صابر لوگ، صلحاء، رجحات، کفران، مومنین، حضرت نوح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت یوسف (ع) نماز کے آثار ۱۱/۱۱۳؛ کے احکام ۱۱/۱۱۳؛ کے اوقات ۱۱/۱۱۳؛ کی اہمیت ۱۱/۱۱۳؛ کو برپا کرنا ۱۳/۲۲؛ اس کے آثار ۱۱/۱۱۳؛ اس کی اہمیت ۱۱/۱۱۳، ۱۳/۲۲؛ اس کا اجر ۱۳/۲۳؛ اس میں صبر ۱۱/۱۱۵؛ کی تشریح ۱۱/۸۴؛ ادیان میں تشریح ۱۱/۸۴؛ شب: اس کے آثار ۱۱/۱۱۳؛ صبح: اس کا وقت ۱۱/۱۱۳؛ عشاء: اس کا وقت ۱۱/۱۱۳؛ عصر: اس کا وقت ۱۱/۱۱۳؛ مغرب: اس کا وقت ۱۱/۱۱۳؛ یومیہ: اس کو برپا کرنے کی اہمیت ۱۱/۱۱۳؛ اس کی فضیلت ۱۱/۱۱۳؛ نیز، ک حضرت شعیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز گزار

نمازی: کا انجام: حسن انجام ۱۳/۲۲// نوروز: عید ۱۱/۳۳// نوید: ر، ک بشارت

نقصان: اخیری: اس کی شدت ۱۱/۲۲؛ اس سے محفوظ ہونا ۱۱/۲۳؛ دنیاوی: اس سے محفوظ ہونا ۱۱/۲۳؛ کے اسباب ۱۱/۶۳، ۲۱؛ اس کے مراتب ۱۱/۲۲؛ کے موارد ۱۱/۳۴؛ سے نجات: اس کے اسباب ۱۱/۳۴؛ نیز، ک اپنی ذات، دین، نقصان اٹھانے والے، گمراہ، گناہ گار اور حضرت نوح (ع)

نقصان اٹھانے والے: ۱۱/۱۰۱، ۶۳، ۲۲؛ نیز، ک نقصان

نہی عن المنکر: کے آثار ۱۱/۱۱۶؛ کے احکام ۱۱/۱۱۶، ۳۳؛ کی اہمیت ۱۱/۱۱۶؛ کی شرائط ۱۱/۳۳؛ ادیان میں ۱۱/۱۱۶؛ نیز، ک نہی عن المنکر

نمونہ عمل: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۱/۱۱۶، ۱۳

نیایش: ر، ک دعا

نیت: کے آثار ۱۱/۱۶، ۱۵

"و"

واجبات: ۱۳/۲۵، ۲۱-۲۱/۱۳؛ ایمان میں ۱۱/۱۱۶

واضع بیان کرنے والا: ۱/۱۲

واضع دلائل: ر، ک انبیاء ﷺ حضرت شعیب (ع)، حضرت صالح (ع)، حضرت موسیٰ ﷺ، حضرت نوح ﷺ اور حضرت ہود (ع)

وثیقہ: ر، ک برادران یوسف (ع)

وحی: کی تکذیب ۱۳/۳۰؛ کے شرائط ۱۲/۱۵؛ کا کردار ۱۱/۱۲، ۳۹، ۳۶/۱۰۹، ۳

بچپن میں ۱۲/۱۵ نیز، ک انبیاء، ایمان، برادران یوسف ﷺ، حضرت لوط ﷺ، حضرت محمد ﷺ، حضرت نوح ﷺ، حضرت یعقوب ﷺ اور حضرت یوسف ۲

وزارت: کا عہدہ سنبھالنے کی شرائط ۱۲/۵۵؛ نیز، ک حضرت یوسف (ع)

وزن: کی تاریخ ۱۲/۷۲

وقت شناسی: ر، ک تبلیغ

وعظ قبول کرنے والے: کے فضائل ۱۱/۱۱۳

ولایت: کی شرائط ۱۲/۱۰۱، کالم اک و معیار ۱۳/۱۶؛ غیر خدا کی ۱۱/۱۳، ۲۰/۱۶؛ اس کو قبول کرنا ۱۱/۲۰، ۱۳/۱۶

؛ اس کو قبول کرنا کے آثار ۱۳/۱۶؛ اس کو قبول کرنے کا زینہ ۱۱/۱۱۳؛ اس کو قبول کرنے کی سرزنش ۱۳/۱۶

نیز، ک پیدائش، ایمان، اللہ تعالیٰ، ظالمین، عقیدہ، مشرکین اور حضرت یوسف (ع)

ولی عہدی: میں ضرورتوں کو دور کرنا ۱۳/۱۶؛ کی شرائط ۱۱/۱۱۳؛ میں نفع رسانی ۱۳/۱۶

نیز، ک انسان، مشرکین اور حضرت یوسف (ع)

"ھ"

ہبہ: کرنے کی درخواست ۱۲/۸۸

ہجرت: ر، ک حضرت لوط (ع)

ہدایت: کازینہ ۲۴، ۳۳/۱۳؛ کی شرائط ۲۸/۱۱، ۳۱/۱۳؛ کے اسباب ۱۶، ۳۳/۱۳؛ سے محروم لوگ ۳۳/۱۳؛ کاسرچشمہ ۳۳/۱۱، ۲۴/۱۳، ۳۱، ۳۳؛ کے موانع ۳۶/۱۱؛ حق کی طرف کرنا ۱۱۹/۱۱؛ کو قبول نہ کرنا: اس کے آثار ۱۱۰/۱۲؛ تمام افراد کی ۳۱/۱۳؛ نیز، ک اشراف فرعون، انسان، خدا کے طریقہ کار، حضرت شعیب ؑ، فرعون، قرآن، قوم نوح (ع)، کفار، گمراہ لوگ، مومنین، حضرت محمد ﷺ، لوگ، ہدایت کرنے والے، ہدایت کو قبول نہ کرنے والے اور حضرت یوسف (ع)

ہدایت کرنے والے کی تقویت کرنا: اس کے اسباب ۱۲۰/۱۱؛ نیز، ک امتیں، ہدایت اور ہدایت گری ہدایت کو قبول نہ کرنے والے بتک معارف کو پہنچانا ۳۳/۱۱؛ کی گمراہی ۲۴/۱۳؛ اور توحید ۲۴/۱۳؛ اور حضرت محمد ﷺ ۲۴/۱۳؛ اور معجزہ ۲۴/۱۳؛ نیز، ک قوم نوح ؑ، کفار، گمراہ لوگ، مبلغین، ہدایت اور ہدایت کو قبول نہ کرنے والے

ہدایت پانے والے ۲۸/۱۳

مہربانی: کے آثار ۶۳/۱۲؛ نیز، ک حضرت ابراہیم ؑ، تبلیغ، تربیت، اللہ، حضرت شعیب (ع)، حضرت صالح ؑ، حضرت لوط ؑ، حضرت محمد ﷺ، حضرت نوح ؑ، حضرت ہود ؑ اور حضرت یوسف (ع)

ہدایت اور وسیلہ: ۶۰/۱۱۳، ۱۲/۱۱

حلاکت: کی دھمکی ۳۱/۱۲۲، ۱۳/۱۱؛ کازینہ ۹۵/۱۱؛ کے اسباب ۶۳، ۱۱۶/۱۱؛ صبح کے وقت میں ۶۴، ۶۵/۱۱؛ نیز، ک حضرت ابراہیم ؑ، اقوام، انبیاء (ع)، اہل مدین، برادران یوسف ؑ، تذکر، دین، سارہ، قوم ثمود، قوم عاد، قوم عاد، قوم نوح ؑ، کفار، حضرت لوط ؑ، حضرت محمد ﷺ، مشرکین، مکہ اور حضرت نوح (ع)

ہم جنس باز: کاذبنا وی عذاب ۸۳/۱۱؛ نیز، ک ہم جنس بازی

ہم جنس بازی: کے آثار ۴۸/۱۱؛ کاپلید ہونا ۴۸/۱۱؛ کا ظلم ہونا ۸۳/۱۱؛ کا گناہ ہونا ۴۸/۱۱؛ نیز، ک قوم لوط اور ہم جنس باز // ہو پرست لوگ: کا احق ہونا ۳۳/۱۲؛ نیز، ک ہو پرستی

ہو پرستی: کی سزا ۳۴/۱۳؛ نیز، ک برادران یوسف ؑ، مسیحی افراد، ہو پرست اور یہود

ہوشیاری کی اہمیت ۵۳/۱۲؛ نیز، ک خواہشات نفسانی، زلیخا، عورتیں، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت یعقوب (ع)  
ہو او ہوس: کے آثار ۱۸/۱۲؛ نیز، ک برادران یوسف (ع)

"ی"

یقین: قیامت کا ۲/۱۳؛ معاد کا: اس کے اسباب ۲/۱۳؛ نیز، ک حضرت یوسف (ع)  
یکتا پرستی: ر، ک توحید

یہود: کی پیروی ۳۴/۱۳؛ اس کے آثار ۳۴/۱۳؛ اس کی سزا ۳۴/۱۳؛ کی شرعی ذمہ داریاں ۱۴/۱۱؛ کا سرور خوشی: اس کے  
اسباب ۳۶/۱۳؛ کا شرک ۳۶/۱۳؛ کا عقیدہ ۳۹/۱۳؛ کے میلانات ۳۶/۱۳؛ پر نعمت ۳۹/۱۳؛ کی مخالفت: اس  
کے اسباب ۳۶/۱۳؛ جہنم میں ۱۴/۱۱؛ صدور اسلام میں: اس کی بناوٹ ۳۶/۱۳؛ اس کا عقیدہ ۳۴/۱۳؛ اس کی  
خواہشات پرستی ۳۴/۱۳؛ اور قرآن ۳۶/۱۳؛ نیز، ک یہودیت

یہود: کی بشارتیں ۹۶/۱۲

یعقوب: ۷

## فهرست

|                   |    |
|-------------------|----|
| ۱۱- سوره هود..... | ۳  |
| آیت ۱.....        | ۳  |
| آیت ۲.....        | ۴  |
| آیت ۳.....        | ۹  |
| آیت ۴.....        | ۱۳ |
| آیت ۵.....        | ۱۵ |
| آیت ۶.....        | ۱۷ |
| آیت ۷.....        | ۱۹ |
| آیت ۸.....        | ۲۵ |
| آیت ۹.....        | ۲۷ |
| آیت ۱۰.....       | ۲۹ |
| آیت ۱۱.....       | ۳۱ |
| آیت ۱۲.....       | ۳۳ |
| آیت ۱۳.....       | ۳۸ |
| آیت ۱۴.....       | ۳۰ |
| آیت ۱۵.....       | ۳۳ |
| آیت ۱۶.....       | ۳۶ |
| آیت ۱۷.....       | ۳۸ |
| آیت ۱۸.....       | ۵۳ |

---



|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۱۹ | ۵۷  |
| آیت ۲۰ | ۵۹  |
| آیت ۲۱ | ۶۳  |
| آیت ۲۲ | ۶۳  |
| آیت ۲۳ | ۶۶  |
| آیت ۲۴ | ۶۸  |
| آیت ۲۵ | ۷۰  |
| آیت ۲۶ | ۷۲  |
| آیت ۲۷ | ۷۳  |
| آیت ۲۸ | ۷۸  |
| آیت ۲۹ | ۸۱  |
| آیت ۳۰ | ۸۵  |
| آیت ۳۱ | ۸۷  |
| آیت ۳۲ | ۹۱  |
| آیت ۳۳ | ۹۳  |
| آیت ۳۴ | ۹۵  |
| آیت ۳۵ | ۹۸  |
| آیت ۳۶ | ۱۰۱ |
| آیت ۳۷ | ۱۰۳ |
| آیت ۳۸ | ۱۰۷ |

---

|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۳۹ | ۱۱۲ |
| آیت ۴۰ | ۱۱۳ |
| آیت ۴۱ | ۱۱۹ |
| آیت ۴۲ | ۱۲۲ |
| آیت ۴۳ | ۱۲۳ |
| آیت ۴۴ | ۱۲۴ |
| آیت ۴۵ | ۱۳۱ |
| آیت ۴۶ | ۱۳۳ |
| آیت ۴۷ | ۱۳۴ |
| آیت ۴۸ | ۱۳۹ |
| آیت ۴۹ | ۱۴۲ |
| آیت ۵۰ | ۱۴۶ |
| آیت ۵۱ | ۱۴۹ |
| آیت ۵۲ | ۱۵۲ |
| آیت ۵۳ | ۱۵۴ |
| آیت ۵۴ | ۱۵۹ |
| آیت ۵۵ | ۱۶۱ |
| آیت ۵۶ | ۱۶۳ |
| آیت ۵۷ | ۱۶۶ |
| آیت ۵۸ | ۱۷۰ |

---

|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۵۹ | ۱۷۲ |
| آیت ۶۰ | ۱۷۶ |
| آیت ۶۱ | ۱۷۸ |
| آیت ۶۲ | ۱۸۳ |
| آیت ۶۳ | ۱۸۸ |
| آیت ۶۴ | ۱۹۲ |
| آیت ۶۵ | ۱۹۳ |
| آیت ۶۶ | ۱۹۷ |
| آیت ۶۷ | ۲۰۰ |
| آیت ۶۸ | ۲۰۳ |
| آیت ۶۹ | ۲۰۳ |
| آیت ۷۰ | ۲۰۸ |
| آیت ۷۱ | ۲۱۰ |
| آیت ۷۲ | ۲۱۳ |
| آیت ۷۳ | ۲۱۵ |
| آیت ۷۴ | ۲۱۸ |
| آیت ۷۵ | ۲۲۱ |
| آیت ۷۶ | ۲۲۳ |
| آیت ۷۷ | ۲۲۵ |
| آیت ۷۸ | ۲۲۸ |

---

|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۷۹ | ۲۳۳ |
| آیت ۸۰ | ۲۳۳ |
| آیت ۸۱ | ۲۳۶ |
| آیت ۸۲ | ۲۳۲ |
| آیت ۸۳ | ۲۳۵ |
| آیت ۸۴ | ۲۳۸ |
| آیت ۸۵ | ۲۵۳ |
| آیت ۸۶ | ۲۵۶ |
| آیت ۸۷ | ۲۵۸ |
| آیت ۸۸ | ۲۶۲ |
| آیت ۷۹ | ۲۶۹ |
| آیت ۹۰ | ۲۷۲ |
| آیت ۹۱ | ۲۷۳ |
| آیت ۹۲ | ۲۷۷ |
| آیت ۹۳ | ۲۸۰ |
| آیت ۹۴ | ۲۸۱ |
| آیت ۹۵ | ۲۸۳ |
| آیت ۹۶ | ۲۸۶ |
| آیت ۹۷ | ۲۸۷ |
| آیت ۹۸ | ۲۸۹ |

---

|         |     |
|---------|-----|
| آیت ۹۹  | ۲۹۱ |
| آیت ۱۰۰ | ۲۹۲ |
| آیت ۱۰۱ | ۲۹۳ |
| آیت ۱۰۲ | ۲۹۸ |
| آیت ۱۰۳ | ۳۰۰ |
| آیت ۱۰۴ | ۳۰۲ |
| آیت ۱۰۵ | ۳۰۳ |
| آیت ۱۰۶ | ۳۰۶ |
| آیت ۱۰۷ | ۳۰۷ |
| آیت ۱۰۸ | ۳۱۰ |
| آیت ۱۰۹ | ۳۱۲ |
| آیت ۱۱۰ | ۳۱۳ |
| آیت ۱۱۱ | ۳۱۷ |
| آیت ۱۱۲ | ۳۱۹ |
| آیت ۱۱۳ | ۳۲۳ |
| آیت ۱۱۴ | ۳۲۸ |
| آیت ۱۱۵ | ۳۳۲ |
| آیت ۱۱۶ | ۳۳۳ |
| آیت ۱۱۷ | ۳۳۸ |
| آیت ۱۱۸ | ۳۴۰ |

|               |     |
|---------------|-----|
| آیت ۱۱۹       | ۳۳۲ |
| آیت ۱۲۰       | ۳۳۵ |
| آیت ۱۲۱       | ۳۳۸ |
| آیت ۱۲۲       | ۳۵۰ |
| آیت ۱۲۳       | ۳۵۱ |
| ۱۲- سوره یوسف | ۳۵۵ |
| آیت ۱         | ۳۵۵ |
| آیت ۲         | ۳۵۷ |
| آیت ۳         | ۳۵۹ |
| آیت ۴         | ۳۶۲ |
| آیت ۵         | ۳۶۵ |
| آیت ۶         | ۳۶۹ |
| آیت ۷         | ۳۷۳ |
| آیت ۸         | ۳۷۷ |
| آیت ۹         | ۳۸۱ |
| آیت ۱۰        | ۳۸۳ |
| آیت ۱۱        | ۳۸۶ |
| آیت ۱۲        | ۳۸۸ |
| آیت ۱۳        | ۳۹۱ |
| آیت ۱۴        | ۳۹۳ |

---

|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۱۵ | ۳۹۳ |
| آیت ۱۶ | ۳۹۸ |
| آیت ۱۷ | ۳۹۹ |
| آیت ۱۸ | ۴۰۱ |
| آیت ۱۹ | ۴۰۶ |
| آیت ۲۰ | ۴۰۹ |
| آیت ۲۱ | ۴۱۱ |
| آیت ۲۲ | ۴۱۶ |
| آیت ۲۳ | ۴۱۸ |
| آیت ۲۴ | ۴۲۳ |
| آیت ۲۵ | ۴۲۹ |
| آیت ۲۶ | ۴۳۲ |
| آیت ۲۷ | ۴۳۵ |
| آیت ۲۸ | ۴۳۶ |
| آیت ۲۹ | ۴۳۹ |
| آیت ۳۰ | ۴۴۰ |
| آیت ۳۱ | ۴۴۳ |
| آیت ۳۲ | ۴۴۸ |
| آیت ۳۳ | ۴۵۱ |
| آیت ۳۴ | ۴۵۶ |

---

|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۳۵ | ۳۵۹ |
| آیت ۳۶ | ۳۶۱ |
| آیت ۳۷ | ۳۶۵ |
| آیت ۳۸ | ۳۷۰ |
| آیت ۳۹ | ۳۷۵ |
| آیت ۴۰ | ۳۷۸ |
| آیت ۴۱ | ۳۸۳ |
| آیت ۴۲ | ۳۸۵ |
| آیت ۴۳ | ۳۸۹ |
| آیت ۴۴ | ۳۹۱ |
| آیت ۴۵ | ۳۹۲ |
| آیت ۴۶ | ۳۹۳ |
| آیت ۴۷ | ۳۹۶ |
| آیت ۴۸ | ۵۰۱ |
| آیت ۴۹ | ۵۰۳ |
| آیت ۵۰ | ۵۰۵ |
| آیت ۵۱ | ۵۰۹ |
| آیت ۵۲ | ۵۱۳ |
| آیت ۵۳ | ۵۱۶ |
| آیت ۵۴ | ۵۲۰ |

---



|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۵۵ | ۵۲۳ |
| آیت ۵۶ | ۵۲۴ |
| آیت ۵۷ | ۵۳۱ |
| آیت ۵۸ | ۵۳۳ |
| آیت ۵۹ | ۵۳۴ |
| آیت ۶۰ | ۵۴۰ |
| آیت ۶۱ | ۵۴۲ |
| آیت ۶۲ | ۵۴۳ |
| آیت ۶۳ | ۵۴۴ |
| آیت ۶۴ | ۵۵۰ |
| آیت ۶۵ | ۵۵۳ |
| آیت ۶۶ | ۵۵۸ |
| آیت ۶۷ | ۵۶۲ |
| آیت ۶۸ | ۵۶۴ |
| آیت ۶۹ | ۵۷۲ |
| آیت ۷۰ | ۵۷۳ |
| آیت ۷۱ | ۵۷۴ |
| آیت ۷۲ | ۵۷۸ |
| آیت ۷۳ | ۵۸۳ |
| آیت ۷۴ | ۵۸۵ |

---

|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۷۵ | ۵۸۷ |
| آیت ۷۶ | ۵۸۹ |
| آیت ۷۷ | ۵۹۵ |
| آیت ۷۸ | ۵۹۹ |
| آیت ۷۹ | ۶۰۱ |
| آیت ۸۰ | ۶۰۳ |
| آیت ۸۱ | ۶۰۸ |
| آیت ۸۲ | ۶۱۰ |
| آیت ۸۳ | ۶۱۲ |
| آیت ۸۴ | ۶۱۸ |
| آیت ۸۵ | ۶۲۲ |
| آیت ۸۶ | ۶۲۳ |
| آیت ۸۷ | ۶۲۸ |
| آیت ۸۸ | ۶۳۲ |
| آیت ۸۹ | ۶۳۷ |
| آیت ۹۰ | ۶۴۰ |
| آیت ۹۱ | ۶۴۵ |
| آیت ۹۲ | ۶۴۷ |
| آیت ۹۳ | ۶۵۱ |
| آیت ۹۴ | ۶۵۳ |

---

|              |     |
|--------------|-----|
| آیت ۹۵       | ۶۵۷ |
| آیت ۹۶       | ۶۵۹ |
| آیت ۹۷       | ۶۶۲ |
| آیت ۹۸       | ۶۶۳ |
| آیت ۹۹       | ۶۶۸ |
| آیت ۱۰۰      | ۶۷۲ |
| آیت ۱۰۱      | ۶۸۰ |
| آیت ۱۰۲      | ۶۸۶ |
| آیت ۱۰۳      | ۶۸۸ |
| آیت ۱۰۴      | ۶۹۱ |
| آیت ۱۰۵      | ۶۹۳ |
| آیت ۱۰۶      | ۶۹۵ |
| آیت ۱۰۷      | ۶۹۸ |
| آیت ۱۰۸      | ۷۰۱ |
| آیت ۱۰۹      | ۷۰۵ |
| آیت ۱۱۰      | ۷۰۹ |
| آیت ۱۱۱      | ۷۱۳ |
| ۱۳- سوره رعد | ۷۱۸ |
| آیت ۱        | ۷۱۸ |
| آیت ۲        | ۷۲۲ |

---

|        |     |
|--------|-----|
| آیت ۳  | ۷۲۷ |
| آیت ۴  | ۷۳۰ |
| آیت ۵  | ۷۳۳ |
| آیت ۶  | ۷۳۶ |
| آیت ۷  | ۷۴۱ |
| آیت ۸  | ۷۴۳ |
| آیت ۱۰ | ۷۴۷ |
| آیت ۱۱ | ۷۴۹ |
| آیت ۱۲ | ۷۵۳ |
| آیت ۱۳ | ۷۵۶ |
| آیت ۱۴ | ۷۶۲ |
| آیت ۱۵ | ۷۶۵ |
| آیت ۱۶ | ۷۶۸ |
| آیت ۱۷ | ۷۷۵ |
| آیت ۱۸ | ۷۸۰ |
| آیت ۱۹ | ۷۸۳ |
| آیت ۲۰ | ۷۸۶ |
| آیت ۲۱ | ۷۸۸ |
| آیت ۲۲ | ۷۹۱ |
| آیت ۲۳ | ۷۹۵ |

---

|                                |     |
|--------------------------------|-----|
| آیت ۲۳.....                    | ۷۹۹ |
| آیت ۲۵.....                    | ۸۰۱ |
| آیت ۲۶.....                    | ۸۰۳ |
| آیت ۲۷.....                    | ۸۰۶ |
| آیت ۲۸.....                    | ۸۰۹ |
| آیت ۲۹.....                    | ۸۱۲ |
| آیت ۳۰.....                    | ۸۱۳ |
| آیت ۳۱.....                    | ۸۱۹ |
| آیت ۳۲.....                    | ۸۲۳ |
| آیت ۳۳.....                    | ۸۲۷ |
| آیت ۳۴.....                    | ۸۳۲ |
| آیت ۳۵.....                    | ۸۳۳ |
| آیت ۳۶.....                    | ۸۳۶ |
| آیت ۳۷.....                    | ۸۳۹ |
| اشاریوں سے استفادہ کی روش..... | ۸۳۳ |
| ملاحظات:                       | ۸۳۳ |
| اشاریے (۱).....                | ۸۳۵ |
| "آ".....                       | ۸۳۵ |
| "الف".....                     | ۸۳۷ |
| اشاریے (۲).....                | ۸۶۶ |

---

|     |            |
|-----|------------|
| ۸۶۶ | "ب"        |
| ۸۷۳ | "پ"        |
| ۸۷۴ | "ت"        |
| ۸۷۹ | "ث"        |
| ۸۷۹ | "ج"        |
| ۸۸۱ | "چ"        |
| ۸۸۲ | "ح"        |
| ۹۰۱ | اشاریے (۳) |
| ۹۰۱ | "خ"        |
| ۹۰۴ | "د"        |
| ۹۰۶ | "ڈ"        |
| ۹۰۶ | "ذ"        |
| ۹۰۷ | "ر"        |
| ۹۱۰ | "ز"        |
| ۹۱۱ | "س"        |
| ۹۱۴ | "ش"        |
| ۹۱۷ | "ص"        |
| ۹۱۸ | "ض"        |
| ۹۱۸ | "ط"        |
| ۹۱۹ | "ظ"        |

---

اشاریے (۳)..... ۹۲۱

"ع"..... ۹۲۱

"غ"..... ۹۲۶

"ف"..... ۹۲۷

"ق"..... ۹۲۸

"ک"..... ۹۳۵

"گ"..... ۹۳۷

"ل"..... ۹۳۹

اشاریے (۵)..... ۹۴۱

"م"..... ۹۴۱

"ن"..... ۹۵۰

"و"..... ۹۵۳

"ھ"..... ۹۵۳

"ی"..... ۹۵۵